وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (القرآن)

الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون (الحديث)

مجموعہ کتب

حیات الانبیاء علیہم السلام

۱۴



مکتبہ سراجیہ لنشر الکتب الاسلامیہ
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُونَ (القرآن)

اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ (الحدیث)

مجموعۂ کتب

حیات انبیاء علیہم السلام

۱۴

۹۰ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کورس

۹۱ اِجْمَاعُ الْعُلَمَاءِ عَلٰی حَیَاۃِ الْاَنْبِیَاءِ علیہم السلام (امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ)

۹۲ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ۱۰۰ اعتراضات کے جوابات

۹۳ اَلْقَوْلُ الْمُعْتَبَرُ فِیْ حَیَاۃِ خَیْرِ الْبَشَرِ صلی اللہ علیہ وسلم

۹۴ سَیْفِ سَرَاجِیَہ بَرْ فِتْنَۂ مَمَاتِیَہ

مکتبہ سراجیہ لنشر الکتب الاسلامیہ
[illegible] روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب : مجموعہ کتب حیات الانبیاء علیہم السلام (جلد چہاردہم)

مصنفین : جناب مفتی عبدالواحد قریشی حفظہ اللہ
مولانا حافظ عبدالجبار سلفی مدظلہ

صفحات : ۴۹۶

مطبع : طیب شمشاد پرنٹنگ پریس لاہور

طبع اوّل : نومبر ۲۰۲۴ء

اسٹاکسٹ : ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان
0322-6180738

ناشر : مکتبہ سراجیہ لنشر الکتب الاسلامیہ
حضوری باغ روڈ ملتان

0301-7500173 0303-7396203

0301-7904257 0344-7121967

اجمالی فہرست

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کورس

جس میں عقیدہ حیات النبی ﷺ کو قرآن پاک، احادیث مبارکہ، اجماع امت سے ثابت
کیا گیا ہے اور اس پر وارد ہونے والے شبہات کے وافی شافی جوابات دیئے گئے ہیں

تالیف:
جناب مفتی عبدالواحد قریشی حفظہ اللہ
مدیر ادارۃ النعمان ڈیرہ اسماعیل خان

رشتہ نہ ہو قائم جو محمد ﷺ سے وفا کا | یا اللہ مدد | پھر جینا بھی برباد ہے مرنا بھی اکارت

مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (سورۃ الحشر آیت 7)

ترجمہ: رسول تمہیں جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جاؤ

جدید ایڈیشن

حیات النبی ﷺ

جس میں عقیدہ حیات النبی ﷺ کو قرآن پاک، احادیث مبارکہ، اجماع امت سے ثابت کیا گیا ہے اور اس پر وارد ہونے والے شبہات کے وافی شافی جوابات دیے گئے ہیں

تالیف

مفتی عبدالواحد قریشی حفظہ اللہ

صوبائی امیر عالمی اتحاد اہل السنت والجماعت خیبر پختونخواہ

مدیر ادارۃ النعمان ڈیرہ اسماعیل خان

بفیضانِ نظر

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

ادارۃ النعمان

مسجد کریمیہ محلہ فاروق اعظمؓ گلی قریشیاں والی ڈیرہ اسماعیل خان

0333-9987709, 0324-9874137, 0344-7557363

https: //www.facebook.com/MuftiAdbulWahid

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حرفِ چند)

حضرت مولانا مفتی عبدالواحد قریشی صاحب مدظلہم

حضرت مولانا مفتی عبدالواحد قریشی صاحب مدظلہم نے ''حیات النبی ﷺ کورس'' کے نام پر ایک کتابچہ لکھا۔ جس کے جون ۲۰۱۲ء سے جون ۲۰۱۴ء دو سال میں سات ایڈیشن شائع ہوئے جو اس کتاب کی عوام وخواص میں مقبولیت کی دلیل ہے۔

اس مجموعہ میں اسے بھی ہم شامل اشاعت کر رہے ہیں۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَالَ فِیْ حَقِّ الشُّہَدَاءِ بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ یُرْزَقُوْنَ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ قَالَ اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِہِمْ یُصَلُّوْنَ وَعَلٰی مَنْ تَبِعَہٗ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ

ایک نظر اِدھر بھی

زیر نظر کورس عقیدہ حیات النبی ﷺ کی ترتیب خدمت دین کی ایک کڑی ہے۔ اس میں ہم نے عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق قرآن کریم، احادیث مبارکہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تشریحات جو کہ اجماع امت کے ذریعہ ہم تک پہنچیں، ان کو آسان الفاظ میں پیش کرنے کوشش کی ہے۔

اس میں زیادہ تر سکول، کالج اور مدارس عربیہ کے طلباء کرام کی فہم کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اسی لئے بعض جگہ مشکل الفاظ کی بہت آسان تشریح کی گئی ہے تاکہ معاشرہ کا اکثر طبقہ زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکے۔

کیونکہ مسلمان ہونے کے لئے عقائد کا صحیح ہونا بہت ضروری ہے۔ اگر کسی انسان کا عقیدہ درست ہو تو اس کا چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتے ہیں اور اگر عقیدہ درست نہ ہو تو بڑے سے بڑا عمل بھی اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے۔

ترتیب میں اس موضوع پر گراں قدر خدمات سرانجام دینے والے اکابرین علماء کرام رحمہم اللہ کی کتب وملفوظات سے بوقت ضرورت استفادہ کیا گیا ہے۔

جون ۲۰۱۲ء میں یہ کورس جب پہلی مرتبہ شائع ہو کر آیا تو اس کو عوام وخواص میں بے حد مقبولیت نصیب ہوئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ۳ سال کے قلیل عرصہ میں اس کے ۲۰۰۰۰ (بیس ہزار) نسخے ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔

۲۰۱۶ء کی ابتداء میں اس کی ترتیب پر نظر ثانی کا ارادہ تھا مگر تدریسی، خانقاہی اور تحریکی مصروفیات سے وقت نکالنا ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔ مجبوراً ان مصروفیات کے ساتھ ساتھ مختلف اوقات میں اس پر نظر ثانی شروع کر دی۔

اسی دوران بھی اس کے ۲ ایڈیشن کوئی ۸۰۰۰ تعداد میں لوگوں کے ہاتھوں میں داد تحسین وصول کر چکے تھے۔

آخر کار نظر ثانی مکمل ہوئی صرف مسئلہ کی وضاحت اور باحوالہ دلائل پر مشتمل یہ کورس آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس موضوع پر اٹھنے والے اشکالات کا حل الگ کتاب کی صورت میں بنام عقیدہ حیات النبی ﷺ پر ۱۰۰ سوالات کے جوابات عنقریب منظر عام پر ہوگا۔

قارئین کرام سے میری گزارش ہوگی کہ اس کورس کے بعد سوال و جواب والی کتاب کا ضرور مطالعہ کریں۔ دلائل کی دنیا میں آپ سپر پاور بن جائیں گے۔ ان شاء اللہ!

ہندوستان (دار العلوم دیوبند) میں ہمارے محترم دوست مولانا ظفر احمد نعمانی سلمہ اللہ کی خواہش اور کوشش پر یہ کورس ان کے مکتبہ سے ہندوستان (دیوبند) میں شائع ہو رہا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ!

یکے از خدام احناف: (مفتی) عبدالواحد قریشی حفظہ اللہ

باب: اوّل

رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ وَبِکَ نَسْتَعِیْنُ یَا عَلِیْمُ یَا فَتَّاحُ

مسلک اہل السنت والجماعت کی تعریف

اہل السنت: نبی پاک ﷺ والے   والجماعت: اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والے

سوال: مسلک اہل السنت والجماعت کیا ہے؟ آسان اور مختصر بتائیں۔

جواب: دین اسلام کی تشریح کرنے میں اپنی عقل کو شریعت کے تابع رکھا جائے[1]۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد جنہوں نے دین میں بڑی خدمات سرانجام دی ہیں وہ (چار) امام ہیں:

(۱) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، (۲) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، (۳) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، (۴) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔ ان (چار) اماموں کا مسلک اہل السنت والجماعت ہے، یہی لوگ حق کے راستے پر ہیں۔

حنبلی: حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار (وفات ۲۴۱ھ)
سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات وغیرہ میں ہیں۔

شافعی: حضرت امام محمد بن ادریس الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار (وفات ۲۰۴ھ)
مصر، سوڈان، اُردن، ملائیشیا وغیرہ میں ہیں۔

مالکی: حضرت امام مالک ابن انس رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار (وفات ۱۷۹ھ)
افریقہ، تیونس، مراکش وغیرہ میں ہیں۔

حنفی: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار (شہادت ۱۵۰ھ)
پوری دنیا میں تقریباً ۷۰ فیصد مسلمان حنفی ہیں۔

نوٹ: ۱۹۹۴ء کی مردم شماری کے مطابق پوری دنیا میں ایک ارب تیس کروڑ مسلمان تھے جن میں سے حنفی مسلمانوں کی تعداد ساڑھے چھیاسی کروڑ تھی۔ (اسلامی دنیا میں فقہی مذاہب کا فروغ ص ۱۳۱ حاشیہ نمبر ۹ قدیمی کتب خانہ کراچی)

سوال: ہمارا نام مسلک اہل السنت والجماعت کس نے رکھا ہے؟

جواب: یہ نام ہمارے آخری نبی حضرت محمد ﷺ نے رکھا ہے۔

دلیل: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب سورۃ آل عمران کی یہ آیت نازل ہوئی: "یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ... الخ! (آل عمران: ۱۰۶)" قیامت کے دن کچھ چہرے چمکتے ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ پڑ جائیں گے۔

---

[1] یعنی توحید و سنت کے پرچار میں توہین سے بچتے ہوئے اولیائے اللہ کی محبت و عقیدت میں بدعات سے بچتے ہوئے تحقیقات کے اعلیٰ معیار کے باوجود خود رائی سے اجتناب کرنے والے۔

حضور پاک ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کالے چہرے والے اور سفید چہرے والے لوگ کون ہوں گے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا: "تَبْيَضُّ وُجُوْهُ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهُ اَهْلِ الْبِدَعِ وَالضَّلَالَةِ" جن لوگوں کے چہرے کالے ہوں گے وہ اہل بدعت (گمراہ) ہوں گے اور جن لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے وہ اہل السنت والجماعت ہوں گے۔ (الدر المنثور فی تفسیر الماثور ج ۲ ص ۱۱۲، طبع دار العلمیہ بیروت)

مسلک اہل السنت والجماعت کی نسبتیں

(۱) اہل السنت والجماعت۔ (۲) حنفی۔ (۳) دیوبندی۔

۱...... اہل السنت والجماعت: جو لوگ دین اسلام حضور پاک ﷺ سے لینے والے ہیں۔ کیونکہ دین اسلام کی بنیاد حضور پاک ﷺ کی ذات اقدس ہے جن پر وحی کا نزول ہوا اور اس کو سمجھنے کے لئے تشریح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیتے ہیں۔ بے شک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین کے گواہ (عینی شاہد) ہیں، ان کے سامنے شریعت اُتری اور انہوں نے دین اسلام، نبی پاک ﷺ سے براہ راست سیکھا۔

۲...... حنفی: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگرد خاص حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تابعدار لوگ۔

دلیل: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سورۃ الجمعۃ کی یہ آیت نازل ہوئی: "وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعہ: ۳)" اور (یہ رسول ﷺ جن کی طرف بھیجے گئے ہیں) ان میں سے کچھ لوگ (عجم سے) اور بھی ہیں جو ابھی آکر ان کے ساتھ نہیں ملے۔

گویا بتادیا گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد کچھ عجمی لوگ آکر دین کی خدمت کریں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور پاک ﷺ سے پوچھا یہ لوگ کون ہوں گے؟ تو حضور پاک ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اِن عجمی لوگوں میں سے ہوں گے۔ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ، باب قولہ واخرین منھم، ج ۲ ص ۷۲۷ قدیمی کراچی)

تشریح: محدثین کرام رحمہم اللہ کے امام حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس خوشخبری سے مراد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو کہ امت مسلمہ میں سب سے پہلے دین اسلام لکھوانے والے ہیں۔ (تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ص ۳ دار العلمیہ بیروت)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد آنے والے چار اماموں میں سے صرف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عجم میں سے فارسی النسل ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے براہِ راست شاگرد بھی ہیں۔ گویا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خود ہمارے نبی ﷺ کے شاگردوں کے شاگرد ہوئے۔ باقی تینوں میں نہ کوئی امام عجمی ہے اور نہ ہی کسی صحابی کا شاگرد ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے مسلک میں دوسری نسبت احناف کی ہے۔

۳...... دیوبندی: اصل دین اسلام پر چلنے اور چلانے والے۔ "لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ (الانفال: ۳۷)" بے شک اللہ تعالیٰ ناپاک لوگوں کو پاک لوگوں سے الگ کردے گا۔

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کے ذریعے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک پہنچایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے پوری دنیا میں پھیلایا اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے مکمل دین کو لکھوایا۔ پھر

دشمنانِ اسلام نے دین اسلام کو ختم کرنے کی کئی سازشیں کیں مگر وہ ناکام رہے۔آخر کار انہوں نے سوچا کہ دین اسلام کو ہم ختم تو نہیں کر سکتے۔لہٰذا اس کو تبدیل کر دیا جائے تو برصغیر پاک و ہند کے کچھ افراد نے اصل دین کو بدلنے کے لئے سازشیں شروع کر دیں۔اس کے لئے انہوں نے ٹھکانے قائم کئے جن میں بدعات کا درس ہونے لگا۔لیکن جب علماء حق کو پتا چلا تو انہوں نے دیوبند (ہندوستان کا شہر) میں اصل دین اسلام کی حفاظت واشاعت کے لئے مدرسہ قائم کیا، جس کا نام ''دارالعلوم دیوبند'' رکھا۔اب اس کے بعد جو شخص بھی اصل دین اسلام سیکھنے کا ارادہ کرتا تو وہ دارالعلوم دیوبند سے تعلق قائم کرتا اور اسی نسبت سے خود کو دیوبندی کہلواتا۔

فرقہ واریت کیا ہے؟

دین اسلام کی تشریح میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (حضور پاک ﷺ کے براہ راست شاگرد) فقہاء کرام رحمہم اللہ (مکمل شریعت کے ماہرین) کی تشریحات کو چھوڑ کر اپنے منہ میاں مٹھو بننا۔فرقہ واریت کا عام ہو جانا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔اللہ تعالیٰ اس سے حفاظت فرمائے۔

دلیل: ''عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَ لَعَنَ آخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا'' حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب لوگوں پر زلزلے اور آفات کثرت سے آنے لگیں تو ان کی وجوہات میں ایک وجہ گزرے ہوئے بزرگوں کو غلط کہنا ہوگا۔

(جامع ترمذی، ابواب الفتن باب ما جاء فی علامت حلول المسخ والخسف ج ۲ ص ۴۵ قدیمی کراچی)

بنیادی باتیں

عقیدہ کا معنی ومطلب: عقائد، عقیدہ کی جمع ہے جس کا معنی ہے گرہ، عقیدہ اس مضبوط یقین کا نام ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ ہو، گویا آسان الفاظ میں، عقیدہ کا دوسرا نام ایمان ہے۔

عقیدہ بعد الموت: (۱) قبر، (۲) برزخ، (۳) موت، (۴) حیات۔

۱...... قبر کی تعریف: جب انسان مرجاتا ہے اور اس کو جس جگہ دفن کیا جاتا ہے اس کو قبر کہتے ہیں۔

اگر کوئی جل کر راکھ ہو جائے یا پانی میں ڈوب جائے یا کسی کو کوئی جانور کھا لے تو جس جگہ اس کے ذرّات ہوں گے اسی جگہ روح کا تعلق قائم کر دیا جاتا ہے اور اس کی یہی قبر ہوتی ہے۔

قبر میں سوالات کا مرحلہ: قبر میں دو فرشتے انسان سے تین سوالات کرتے ہیں، اُن دو فرشتوں میں ایک فرشتہ کو منکر اور دوسرے فرشتہ کو نکیر کہا جاتا ہے۔قبر میں پوچھے جانے والے سوالات:

(۱) مَنْ رَّبُّکَ؟ (تیرا رب کون ہے؟)

(۲) مَنْ نَّبِیُّکَ؟ (تیرا نبی کون ہے؟)

(۳) مَادِیْنُکَ؟ (تیرا دین کون سا ہے؟)

جو انسان ان تینوں سوالات کے جواب ٹھیک دیتا ہے تو اس کے لئے قبر میں اُسی وقت جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور اس کی قبر کو جنت کا باغ بنا دیا جاتا ہے اور جو ان سوالوں کے جواب ٹھیک نہیں دے سکتا، اس کی قبر کو تنگ کر دیا

جاتا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بے شک قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔" (جامع ترمذی، ابواب الزہد ج ۲ ص ۴۷، قدیمی کراچی)

۲...... برزخ کی تعریف: وفات کے بعد انسان پر جو وقت اور حالات گزرتے ہیں انہیں برزخ کہا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زمینی قبر برزخ کا حصہ ہے۔ (تفسیر عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا، المومنون: ۱۰۰: تالیفات اشرفیہ ملتان)

قبر و برزخ کی مثال

قبر جگہ کا نام ہے اور برزخ وقت کا نام ہے۔ یعنی مردے پر جو وقت گزر رہا ہوتا ہے اُسے برزخ کہتے ہیں۔ اسی لئے انسان قبر میں رہ کر برزخ میں بھی ہوتا ہے۔

اشکال: مردہ قبر میں ہوتا ہے یا برزخ میں رہتا ہے؟

جواب: جس طرح انسان قبر میں ہوتا ہے اسی طرح برزخ میں بھی، کیونکہ اس انسان کے لئے قبر جگہ کا نام ہے اور برزخ وقت اور گزرنے والے حالات کا نام ہے۔ یہ بالکل ویسے ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ میرا دوست زید مسجد میں ہے اور نمازِ عشاء کے وقت میں بھی ہے یا کوئی کہے کہ تیرا دوست ابوبکر گھر میں ہے اور دن میں بھی ہے تو اسی طرح یہ بات بھی سچی اور ٹھیک ہے کہ مردہ قبر میں بھی ہے اور برزخ میں بھی ہے۔ یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہیں۔

دلیل: "یَوْمَ یَسْمَعُونَ الصَّیْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِکَ یَوْمُ الْخُرُوجِ (ق: ۴۲)" جس دن لوگ اس (فرشتے) کی پکار کو سنیں گے، وہ قبروں سے نکلنے کا دن ہوگا۔

علم تفسیر میں ماہر مفسر قرآن حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تشریح: اگر بندہ نیک ہوگا تو وفات کے بعد قبر میں روح اور جسم دونوں کو ثواب ہوگا اور اگر برا ہوگا تو روح اور جسم دونوں کو عذاب ہوگا۔ تمام اہل السنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ گنہگار انسان کو عذابِ قبر روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے۔ (تفسیر مظہری ج ۱۱ ص ۸۷، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

یعنی روح کے واسطے سے جسم محسوس کرتا ہے، اگرچہ عام طور پر لوگوں کو نظر نہیں آتا۔ کیونکہ یہ عالمِ غیب کی باتیں ہیں۔ ان پر بغیر دیکھے ایمان لانا ضروری ہے۔

اہل بدعت کا دھوکہ

اہل بدعت موت اور حیات کی تعریف کرنے میں عوام کو دھوکا دیتے ہیں۔ ذیل میں ہم موت اور حیات کی تعریف وضاحت کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ اس کو غور سے سمجھ لیں ہر قسم کے سوالات و اشکالات ختم ہو جائیں گے اور مسئلہ نکھر کر سامنے آجائے گا۔

۳...... موت کی تعریف: جسم میں روح نہ ہو اور اس روح کا جسم سے تعلق بھی برقرار نہ رہے۔

۴...... حیات کی تعریف: روح جسم میں ہو یا جسم سے باہر ہو مگر جسم سے تعلق رکھتی ہو۔

قرآنی دلیل سے ان تعریفات کی وضاحت

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ج فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ

ویرسل الاخری الی اجل مسمی ط ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون (الزمر: ۴۲) ''اللہ تعالٰی تمام روحوں کو ان کی موت کے وقت قبض کر لیتا ہے اور جن کو ابھی موت نہیں آئی ہوئی ان کو بھی ان کی نیند کی حالت میں (قبض کر لیتا ہے) پھر جن کے بارے میں اللہ تعالٰی نے موت کا فیصلہ کر لیا انہیں اپنے پاس لیتا ہے، اور دوسری روحوں کو ایک وقت مقررہ تک چھوڑ دیتا ہے۔ یقیناً اس بات میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو غور وفکر سے کام لیتے ہیں۔

تشریح: مختصراً یوں سمجھیں اللہ تعالٰی نے سونے والے کے لئے نیند کی حالت میں روح کا نکل جانا فرمایا ہے کہ نیند کے وقت انسان کی روح اس کے جسم میں نہیں ہوتی۔ حالانکہ سونے والا زندہ ہوتا ہے تو اس پر بظاہر سوال اٹھتا ہے کہ جب روح جسم میں نہیں ہے تو سونے والا مردہ ہوتا مگر ایسا نہیں تو کیوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نیند کے وقت اگرچہ روح انسان کے جسم سے باہر رہتی ہے مگر سونے والے آدمی کے جسم سے تعلق رکھتی ہے جس کی وجہ سے سونے والا انسان اپنے خواب میں کبھی خوشی اور کبھی غمی محسوس کرتا ہے اور اسی روح کے تعلق کی وجہ سے سونے والا آدمی زندہ رہتا ہے تو اسی طرح وفات کے بعد بھی روح اگرچہ جسم میں نہ ہو مگر اپنے مقام سجین (برے لوگوں کی روحوں کا قید خانہ) یا علیین (نیک لوگوں کی روحوں کا مقام) میں رہ کر وہ روح قبر والے انسانی جسم سے تعلق رکھتی ہے جس کی وجہ سے انسان اگر نیک ہو تو جنت کی لذت اور اگر گناہ گار ہو تو جہنم کی تکلیف محسوس کر رہا ہوتا ہے۔

اسی عقیدہ کو شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شعر میں قوم کو یوں سمجھایا ہے:

غافل نے سمجھا ہے موت کو اختتام زندگی　　ہے یہ شام زندگی، صبح دوام زندگی

ایک غلط فہمی کا ازالہ

اگر کوئی ناواقف شخص یوں سوال کرے کہ قبر میں بندہ بغیر کچھ محسوس کئے بالکل مردہ ہی رہتا ہے کیونکہ روح تو اس کے جسم میں موجود نہیں ہوتی تو پھر اسے سمجھانے کے لئے یوں کہیں کہ آپ کو چاہئے کہ جب آپ کے والد محترم نیند کریں تو اپنی والدہ محترمہ کو عدت میں بٹھا دیں اور میراث و جائیداد تقسیم کر لیں۔ کیونکہ سونے والے انسان میں بھی نیند کے وقت قرآنی فرمان کے مطابق روح موجود نہیں ہوتی۔ اس پر اگر وہ یہ کہے کہ نیند کے وقت انسانی جسم میں اگرچہ روح نہیں ہوتی مگر سونے والے کے جسم سے باہر رہ کر تعلق رکھتی ہے تو ہم کہیں گے جناب والا! یہی بات وفات والے انسان میں بھی مان لیں کہ اس کی روح بھی اپنے مقام پر رہ کر اس کے جسم سے تعلق رکھتی ہے جس کی بنیاد پر انسان جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے یا دوزخ کی تکلیف محسوس کرتا ہے، اسی لئے حدیث پاک میں قبر کو جنت کا باغ یا جہنم کا گڑھا بتایا گیا ہے۔

اشکال: سونے والے کی روح کا جسم سے تعلق نظر آتا ہے۔ مثلاً: نیند میں سانس کا آنا جانا، نبض کا چلنا، خون کا دوڑنا، دل کا دھڑکنا مگر مردے میں یہ تعلق نظر نہیں آتا۔ ایسا کیوں ہے؟

جواب: وفات کے بعد کی زندگی کو قرآن پاک میں برزخ فرمایا گیا ہے: ''ومن ورآئھم برزخ الی یوم یبعثون (المومنون: ۱۰۰) ''اور ان مرنے والوں کے پیچھے قیامت تک پردہ ہے۔

تشریح: برزخ کا معنی ہے پردہ اور پردہ والی چیزیں اکثر نظر نہیں آتیں۔ جس طرح ہر انسان کے کندھے پر فرشتے بیٹھے ہیں مگر ہمیں بظاہر نظر نہیں آتے۔ اسی طرح وفات کے بعد روح اور جسم کا آپس میں تعلق ہوتا ہے مگر ہر کسی کو نظر نہیں آتا۔

مشقی سوالات

سوال نمبر ۱: مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کی تین نسبتوں کی وضاحت کریں۔
سوال نمبر ۲: عقیدہ کا مطلب اور فرقہ واریت کیا ہے؟
سوال نمبر ۳: موت وحیات کی تعریف قرآنی وضاحت کے ساتھ پیش کریں۔

باب: دوم

مماتی فرقہ کی پیدائش اور اس کا تعارف

اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ کو آخری نبی بنا کر دنیا میں بھیجا۔ ۶۳ سال تک حضور پاک ﷺ نے دنیا میں رہ کر دین کا کام مکمل کیا۔ اس کے بعد حضور پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وفات دے دی۔ حضور پاک ﷺ کے دور سے لے کر ۱۹۵۷ء تک ۱۴ صدیوں سے بھی زائد کا عرصہ بنتا ہے۔ ان سینکڑوں سالوں میں پوری دنیا کے مسلک اہل السنت والجماعت کا یہ عقیدہ چلا آ رہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ (رسول پاک ﷺ کا فرمانبردار) کسی تابعی رحمۃ اللہ علیہ (صحابہ رضی اللہ عنہم کا فرمانبردار) کسی فقیہ (مکمل شریعت میں مہارت رکھنے والا)، کسی محدث (علم حدیث میں مہارت رکھنے والا) اور مفسر قرآن (علم تفسیر میں مہارت رکھنے والا) نے یہ بات نہیں کہی کہ انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں مردہ ہیں۔ کیونکہ اُمت مسلمہ حیات النبی ﷺ کی قائل ہے۔

۱۹۵۷ء میں وطن عزیز ملک پاکستان میں جس آدمی نے اِس غلط عقیدہ کی بنیاد رکھی اور اس بنیاد پر امت مسلمہ میں فساد ڈالنے کی کوشش کی کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی پاک قبروں میں مردہ ہیں زندہ نہیں۔ "نعوذ باللہ من ذالک" اس کا نام مولوی عنایت اللہ شاہ گجراتی ہے اور اس کا تعلق صوبہ پنجاب کے شہر گجرات سے ہے۔ اس سے پہلے حجاج بن یوسف جیسا ظالم حکمران اور معتزلہ فرقہ اس عقیدہ کا منکر تھا مگر اہل السنت والجماعت کے اندر کسی بندے نے حیات النبی ﷺ کا انکار نہیں کیا۔ مولوی عنایت اللہ شاہ گجراتی کی جماعت کا نام اشاعت التوحید والسنۃ ہے اور اس کے پیروکاروں کو پاکستان (کیونکہ یہ فرقہ صرف پاکستان میں ہے) میں چند ناموں سے پہچانا جاتا ہے۔ مثلاً:

(۱) پنج پیری، (۲) پتھری، (۳) مماتی، (۴) چتروڑی، (۵) اشاعتی۔

مسلک اہل السنت والجماعت کا عقیدہ

انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ خصوصاً حضور پاک ﷺ کو اپنی قبر میں خاص زندگی حاصل ہے۔ اگر کوئی مسلمان حضور پاک ﷺ کی قبر مبارک کے قریب حضور پاک ﷺ پر درود وسلام پڑھے تو حضور پاک ﷺ خود سنتے ہیں اور اگر قبر مبارک سے دُور پڑھے تو فرشتے حضور پاک ﷺ کی خدمت میں لے جاتے ہیں۔

فرقۂ مماتی کا عقیدہ

مماتیوں کے نزدیک وفات کے بعد حضرات انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں مردہ ہیں اور قبر کے نزدیک کوئی کلام وسلام نہیں سنتے۔ بلکہ اوپر آسمانوں پر حضور پاک ﷺ کے اصلی جسم مبارک کے علاوہ ایک نیا جسم مانتے ہیں اور اُس نئے جسم میں حضور پاک ﷺ کی روح کو داخل مان کر اُسی جسم کو زندہ مانتے ہیں۔

(اس کی تفصیل میں مماتی کتب بھری پڑی ہیں مثلاً: ندائے حق واعلان حق، اقامۃ البرہان وغیرہا)

فائدہ: بنیادی طور پر مسلک اہل السنۃ والجماعۃ اور مماتی فرقہ کے درمیان عقیدہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں مشہور اختلاف تین ہیں، جن میں سے دو جھوٹے اور ایک اصلی ہے۔

۱...... جھوٹا اختلاف: مماتی لوگ عوام میں مشہور کرتے ہیں کہ ہم حضور پاک ﷺ کی موت کے قائل ہیں۔ جب کہ ہمارے مخالف دیوبندی حضور پاک ﷺ کی وفات کے منکر ہیں۔

حقیقت: یہ ایک جھوٹا الزام ہے۔ علماء دیوبند حضور پاک ﷺ کی وفات کو برحق مانتے ہیں۔ اصل اختلاف وفات میں نہیں بلکہ وفات کے بعد قبری زندگی میں ہے۔ حضور پاک ﷺ پر وفات کا وعدہ یقیناً پورا ہوا لیکن حضور پاک ﷺ کی قبری زندگی کا انکار کرنا پوری شریعت اسلامیہ میں کہیں سے ثابت نہیں ہوتا۔

۲...... جھوٹا اختلاف: مماتی لوگ عوام میں مشہور کرتے ہیں کہ ہم اعلیٰ حیات کے قائل ہیں کہ ہم حضور پاک ﷺ کو اُوپر جنت میں زندہ مانتے ہیں۔ جب کہ ہمارے مخالف دیوبندی لوگ کمتر حیات کے قائل ہیں کہ حضور پاک ﷺ کو جنت کے بجائے زمین میں زندہ مانتے ہیں۔

حقیقت: یہ بھی جھوٹ اور الزام ہے۔ کیونکہ علماء دیوبند حضور پاک ﷺ کی اعلیٰ حیات کے قائل ہیں۔ علمائے دیوبند کے پاس اس دعویٰ پر قرآن وسنت سے کئی دلائل موجود ہیں۔ مثلاً:

(۱) ''وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (الضحیٰ:۴)'' یعنی حضور پاک ﷺ کی آخرت کی زندگی دنیا کی زندگی سے بہتر ہے۔

حضور پاک ﷺ کی قبر مبارک کی فضیلت کے عنوان سے صحیح بخاری میں حدیث پاک موجود ہے:

(۲) سیدنا عبداللہ بن زید المازنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَابَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ'' (صحیح بخاری، کتاب التہجد باب فضل مابین القبر والمنبر ج ۱ ص ۱۵۹، قدیمی کراچی)

محدثین کرام رحمہم اللہ نے اس کی تشریح یوں بیان فرمائی کہ یہ حدیث مبارک ثابت کرتی ہے۔ حضور پاک ﷺ کی قبر مبارک جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ لہٰذا علماء دیوبند حضور پاک ﷺ کی قبر مبارک کو جنت کا ٹکڑا مان کر اعلیٰ حیات کے قائل ہیں اور علماء دیوبند کا اعلان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس کو بھی حضور پاک ﷺ کے پاس بھیج دیا ہے۔ جنت الفردوس کا حضور پاک ﷺ کے قدموں میں آجانا حضور پاک ﷺ کے روضۂ مبارک میں اعلیٰ حیات پر دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسی روضۂ اقدس کی زمین کو قیامت میں جنت کے اندر منتقل کر دیا جائے گا۔

(فتح الملہم شرح صحیح مسلم، کتاب الحج باب فضل مابین قبرہ، رقم الحدیث ۳۳۶۸، ج ۳ ص ۴۱۶ المکتبۃ الرشیدیہ کراچی)

اصل اختلاف

مماتی فرقہ کے لوگ نبی پاک ﷺ کے جسم مبارک کے زندہ ہونے کے منکر ہیں، تب ہی تو وہ لوگ مختلف بہانوں سے کام لیتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ کا آسمانوں میں ایک جسم مثالی زندہ ہے۔ اس جسم میں نبی پاک ﷺ کی روح مبارک کو داخل مانتے ہیں۔ گویا ان کے ہاں اوپر کوئی دوسرا جسم زندہ ہے اور روضۂ مبارکہ میں موجود جسم اطہر زندہ نہیں۔ جب کہ مسلک اہل السنت والجماعت حضور پاک ﷺ کی جسمانی زندگی کے قائل ہیں۔ اہل السنت والجماعت کے نزدیک نبی پاک ﷺ کی روح مبارک اعلیٰ علیین میں اپنے مقام پر ہے اور اسی روح کا جسم مبارک سے تعلق ہے جس کی وجہ سے نبی پاک ﷺ قبر مبارک میں اس طرح زندہ ہیں کہ قبر کے قریب جیسے ہی کوئی مسلمان حضور پاک ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے تو حضور پاک ﷺ اس کا سلام سن کر جواب عطاء فرماتے ہیں۔

(فتح الملہم شرح صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلوۃ بمسجدی المکۃ والمدینۃ، رقم الحدیث ۳۳۷۴ ج ۳ ص ۴۲۱)

جسم مثالی کے ثبوت کا تحقیقی جائزہ

مماتی کہتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ کا جسم مثالی زندہ ہے اور جس وقت مماتی فرقہ سے جسم مثالی کے ثبوت کے لئے قرآن پاک اور حدیث نبوی ﷺ سے دلیل مانگی جاتی ہے کہ لاؤ دلیل کہاں لکھا ہوا ہے کہ حضور پاک ﷺ کا جسم مثالی زندہ ہے؟

تو جواب میں یہ لوگ مختلف حیلوں بہانوں سے کام لیتے ہیں۔ کیونکہ قرآن وحدیث میں کسی جگہ بھی جسم مثالی کا نام نہیں ہے۔ بعض اوقات مماتی لوگ جسم مثالی کے ثبوت کے لئے کچھ صُوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ اس بارے میں چند باتیں یاد رکھیں:

(۱) صرف صُوفیاء رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال عقیدے میں دلیل نہیں بن سکتے۔

(۲) صُوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم جسم مثالی کے ضرور قائل ہیں مگر مماتی اور صُوفیاء کرام کے جسم مثالی ماننے میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم جسم مثالی کے ساتھ ساتھ نبی پاک ﷺ کو قبر مبارک میں زندہ مانتے ہیں اور قبر مبارک کے ساتھ صلوٰۃ وسلام سننے کے قائل ہیں۔ جب کہ مماتی فرقہ کے لوگ صرف جسم مثالی کو زندہ مانتے ہیں اور قبر مبارک میں زندگی کا انکار کر دیتے ہیں۔

(۳) صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم جو جسم مثالی مانتے ہیں وہ کوئی علیحدہ جسم نہیں ہے بلکہ انسانی جسم میں موجود روح کو جسم مثالی کا نام دیتے ہیں یعنی صُوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم روح انسانی کے دو نام تجویز کرتے ہیں۔ ایک روح اور دوسرا جسم مثالی جب کہ مماتی انسان کی روح اور جسم کے علاوہ ایک دوسرا جسم مانتے ہیں۔

(۱) اہل حق صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں جسم مثالی کی تفصیل دیکھئے: (تفسیر عثمانی، بنی اسرائیل: ۸۵)
"وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ"

(۲) مماتیوں کے ہاں جسم مثالی کی تفصیل دیکھئے: (اقامۃ البرہان ص ۱۵۱، طبع راولپنڈی)

مشقی سوالات

سوال نمبر ۱: مسلک اہل السنۃ والجماعۃ اور مماتی فرقہ کے عقائد میں کیا فرق ہیں؟

سوال نمبر ۲: مماتی فرقہ کی پیدائش بتاتے ہوئے ان کے بانی کا مختصر تعارف پیش کریں۔

سوال نمبر ۳: اصلی اور جھوٹے اختلافات پر تفصیلی روشنی ڈالیں۔

باب: سوم

عقیدہ حیات النبی ﷺ اور قرآن پاک

قرآن پاک سے پہلی دلیل

"وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَ (البقرۃ: ۱۵۴)" اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو جائیں تم اُنہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں اور تمہیں اُن کی زندگی کا احساس نہیں ہوتا۔

اس آیت میں اللہ رب العزت نے شہید کو زندہ فرمایا ہے۔ حدیث پاک سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور پاک ﷺ شہید ہو کر فوت ہوئے ہیں۔ جس طرح یہ آیت شہید کے بارے میں ہے تو اس طرح نبی پاک ﷺ بھی شہید بن کر اس آیت کی خوشخبری میں شامل ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ج ۲ ص ۶۳۷ طبع قدیمی کراچی، مستدرک کتاب المغازی ج ۳ ص ۶۰، ۶۱، رقم الحدیث ۴۳۹۴ / ۹۸، اقربہ الذہبی، طبع دار العلمیہ بیروت لبنان)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق شدہ تفسیر احکام القرآن میں ہے:

تفسیر: مفسر قرآن مولانا ظفر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "فَلَیْسَ الشَّھِیْدُ بِاَوْلٰی مِنَ النَّبِیَا وَاَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ فِیْ قَبْرِہٖ کَمَا وَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ" نبی کریم ﷺ کا مرتبہ شہداء سے بہت زیادہ ہے۔ بے شک اللہ کے نبی ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے یہ عقیدہ حدیث پاک سے ثابت ہے۔

(احکام القرآن للتھانوی رحمۃ اللہ علیہ ج ۱ ص ۹۲ طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

قرآن پاک سے دوسری دلیل

"وَلَاتَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ (ال عمران: ۱۶۹)" اور (اے پیغمبر ﷺ) جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ زندہ ہیں۔ انہیں اپنے رب کے پاس رزق ملتا ہے۔

علماء حق، علماء دیوبند کی اتفاقی تفسیر میں مفسر قرآن حضرت مولانا احمد سعید دھلوی لکھتے ہیں:

تفسیر: انبیاء کرام علیہم السلام شہیدوں سے بڑے درجے والے ہیں تو وہ بھی زندہ ہیں ان کی زندگی اتنی مضبوط ہے کہ روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہے اسی وجہ سے نبی ﷺ کی وفات کے بعد ان کی بیوی سے نکاح نہیں ہوتا اور نہ ہی نبی ﷺ کی میراث تقسیم ہوتی ہے بلکہ قبر پر جا کر کوئی سلام کہے تو اس کو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔

(تفسیر کشف الرحمٰن ج ۱ ص ۵۹۲ طبع مکتبہ رشیدیہ کراچی)

اس تفسیر پر جن اکابرین امت مسلمہ کے دستخط ہیں ان کے اسماء گرام یہ ہیں:

۱...... مدرس مسجد نبوی ﷺ، شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ
۲...... عالم اسلام کے پہلے شیخ الحدیث، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ
۳...... دارالعلوم دیوبند میں نصف صدی تک مہتمم، حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ
۴...... استاذ العلماء مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مولانا مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری رحمۃ اللہ
۵...... شیخ الحدیث والادب، جامع الفضائل، فقیہ زماں حضرت مولانا اعزاز علی امروہی رحمۃ اللہ
۶...... مفتی اعظم متحدہ ہندوستان، فخر الاماثل، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ

قرآن پاک سے تیسری دلیل

''وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء: ٦٤)'' اور اگر گناہ گار لوگ گناہ کرنے کے بعد (اے نبی ﷺ) تیرے پاس آئیں خود بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور آپ ﷺ بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں تو اللہ ان کی توبہ قبول کریں گے اور ان پہ رحمت کریں گے۔

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

تفسیر ۱: سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو قبر مبارک میں دفن کرنے کے تین دن بعد ایک دیہاتی آیا اور قبر شریف کے پاس گر گیا اور روتے ہوئے حضور ﷺ سے عرض کرنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر گناہگار شخص، رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور رسول ﷺ اس کے لئے دعائے مغفرت کریں تو اللہ پاک اسے معاف فرما دیں گے۔ اس لئے اے نبی پاک ﷺ! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ ﷺ میرے لئے معافی کی دعا کریں۔ اس کے بعد اسے روضہ اقدس سے آواز آئی: ''قد غفر لک'' کہ تیری بخشش کر دی گئی۔ (معارف القرآن ج ۲ ص ۴۶۰ طبع ادارۃ المعارف کراچی)

تفسیر ۲: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جیسے حضور پاک ﷺ کے پاس لوگ معافی کی دعا کرانے آیا کرتے تھے تو اسی طرح آج بھی روضہ رسول ﷺ پر حاضری اسی حکم میں داخل ہے۔

یعنی اب بھی حضور پاک ﷺ کے روضۂ مبارکہ پر حاضر ہو کر عرض کر دیں تو حضور پاک ﷺ دعا فرمائیں گے۔ (معارف القرآن ج ۲ ص ۴۵۹ طبع ادارۃ المعارف کراچی)

قرآن پاک سے چوتھی دلیل

''وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (الانفال: ٣٣)'' اور اے پیغمبر ﷺ! اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ ان لوگوں کو اس حالت میں عذاب دے جب تک آپ ﷺ ان میں موجود ہو۔

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

تفسیر: آپ ﷺ کا اپنے روضہ میں زندہ ہونا اور آپ ﷺ کی رسالت کا قیامت تک قائم رہنا اس کی دلیل ہے کہ یہ امت قیامت تک عذاب سے بچی رہے گی۔ (معارف القرآن ج ۴ ص ۲۲۵)

قرآن پاک سے پانچویں دلیل

''وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجه من بعده ابدا (الاحزاب:۵۳)''
اور تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ تم نبی ﷺ کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ اُن کے بعد اُن کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔

مفسر قرآن، عظیم محدث، فقیہ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی عثمانی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

تفسیر ۱: ''قلت و جاز ان یکون ذالک لاجل ان النبیا حی فی قبره ولذالک لم یورث ولم یتئم ازواجه'' امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے نکاح نہ ہونے کی یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اس لئے حضور پاک ﷺ کے مال مبارک کا کوئی وارث قرار نہیں پایا اور حضور پاک ﷺ کی وفات سے آپ کی بیویاں بیوہ نہ ہوئیں۔ (تفسیر مظہری (عربی) ج ۷ ص ۴۰۸، اردو ج ۹ ص ۴۱۶، طبع ایچ ایم سعید کراچی)

تفسیر ۲: مفسر قرآن، عظیم محدث، شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں: ''اس مسئلے (عقیدہ حیات النبی ﷺ) کی نہایت محققانہ بحث حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ کی کتاب آب حیات میں ہے۔'' (تفسیر عثمانی ص ۵۶۷، طبع قرآن کمپلکس ریاض سعودی عرب)

نوٹ: آب حیات میں واضح طور پر نبی ﷺ کو قبر میں زندہ مانا گیا ہے اور ساتھ ہی آپ ﷺ کا قبر کے قریب سلام سننے والے عقیدہ کو صحیح اور اہل السنت والجماعت کا عقیدہ بتایا گیا ہے۔

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

تفسیر ۳: آپ ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے نکاح حرام ہے۔ وہ بنص قرآن مومنوں کی مائیں ہیں اور دوسری وجہ یہ کہ آپ ﷺ وفات کے بعد اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کی وفات کا درجہ ایسا ہے جیسے کوئی زندہ شوہر گھر سے غائب ہو۔ اسی لئے آپ ﷺ کی میراث تقسیم نہیں ہوئی۔ اسی بناء پر آپ ﷺ کی ازواج کا وہ حال نہیں جو عام شوہروں کی وفات پر اُن کی ازواج کا ہوتا ہے۔
(معارف القرآن ج ۷ ص ۲۰۳، طبع ادارۃ المعارف کراچی)

قرآن پاک سے چھٹی دلیل

''وجئنا بک شهیدا علی هؤلاء (النحل: ۸۹)'' اور (اے پیغمبر ﷺ) ہم تمہیں ان لوگوں کے خلاف گواہی دینے کے لئے لائیں گے۔

مفسر قرآن، عظیم محدث، شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

تفسیر: حدیث پاک میں ہے کہ امت کے اعمال ہر روز حضور پاک ﷺ کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں، آپ ﷺ اعمال خیر کو دیکھ کر خدا کا شکر اور بداعمالیوں پر مطلع ہو کر نالائقوں کے لئے استغفار فرماتے ہیں۔
(تفسیر عثمانی ص ۳۶۶، طبع قرآن کمپلکس ریاض سعودی عرب)

قرآن پاک سے ساتویں دلیل

''یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا (الاحزاب:۴۵)'' اے نبی ﷺ! بے شک ہم نے آپ ﷺ کو ایسا بنا کر بھیجا ہے کہ آپ ﷺ گواہی دینے والے، خوشخبری سنانے والے اور خبردار کرنے والے ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

تفسیر: تمام انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے گزرنے کے بعد بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (تفسیر معارف القرآن ج ۷ ص ۱۷۷، طبع ادارۃ المعارف کراچی)

نوٹ: چھٹی دلیل میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ آپ ﷺ پر اُمت کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں آپ ﷺ کو گواہی دینے والا بتلایا گیا ہے۔ گویا یہ آیت مبارکہ پچھلی آیت کی تشریح کر رہی ہے۔ قبر مبارک میں امت کے اعمال پیش ہونے کی وجہ سے قیامت کے دن حضور پاک ﷺ گواہی دیں گے۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضور پاک ﷺ پر قبر مبارک میں اُمت کے اعمال کا پیش ہونا عقیدہ حیات النبی ﷺ کی یوں دلیل بنتی ہے کہ حضور پاک ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اسی لئے وہاں امت کے اعمال پیش ہو رہے ہیں۔ (حاشیہ سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ، باب تفریع ابواب الجمعہ ج ۱ ص ۱۵۸، طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور)

قرآن پاک سے آٹھویں دلیل

''فضربنا علی اذانھم فی الکھف سنین عددا (الکھف:۱۱)'' چنانچہ ہم نے اُن کے کانوں کو تھپکی دے کر کئی سال تک اُن کو غار میں سُلائے رکھا۔

مفسر قرآن حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

تفسیر: پہلی اُمتوں کے یہ لوگ (اصحابِ کہف) ہیں۔ ان بزرگوں کی کرامت تھی کہ ۳۰۹ سال سونے کے بعد بھی صحیح سلامت رہے۔ ہماری اُمت میں بھی ایسی ہستیاں موجود ہیں جن سے اس قسم کے واقعات کا ظہور ہوا ہے۔ مثلاً:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے یوں وصیت فرمائی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو حضور پاک ﷺ سے اجازت لینا کہ میری قبر حضور پاک ﷺ کے ساتھ ان کے روضۂ اقدس میں بنائی جائے یا نہیں؟ اگر اجازت مل جائے تو مجھے وہیں دفن کر دینا ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں میری قبر بنا دینا۔

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق اُن کا جنازہ حضور پاک ﷺ کے روضۂ مبارکہ کے دروازے پر رکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور پاک ﷺ کی خدمت میں صلوٰۃ وسلام پڑھا پھر یوں عرض کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دروازے پر موجود ہیں تو روضۂ مبارکہ کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور اندر سے آواز آئی کہ دوست کو دوست تک پہنچا دو۔ (مفاتیح الغیب المعروف تفسیر کبیر ج ۷ ص ۴۳۳، طبع مکتبہ علوم اسلامیہ لاہور)

قرآن پاک سے نویں دلیل

''یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون (الحجرات:۲)'' اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی ﷺ کی

آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ اُن سے بات کرتے ہوئے اس طرح زور سے بولا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

مفسر قرآن حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی تفسیر معارف القرآن میں ہے:

تفسیر: احادیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد میں دو بندوں کی بلند آواز سنی تو ان کو تنبیہ فرمائی اور پوچھا کہ تم لوگ کہاں کے ہو؟ معلوم ہوا کہ یہ اہل طائف ہیں تو فرمایا اگر تم یہاں مدینہ کے رہائشی ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا (افسوس کی بات ہے کہ) تم اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو مسجد رسول ﷺ میں۔

(صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ باب رفع الصوت فی المسجد ج ۱ ص ۶۷ طبع قدیمی کراچی)

اس حدیث سے علماءِ اُمت نے یہ حکم اخذ فرمایا ہے کہ جیسے آنحضرت ﷺ کا احترام آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں تھا اسی طرح کا احترام وتوقیر اب بھی لازم ہے، کیونکہ حضور اکرم ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔

(معارف القرآن ج ۷ ص ۴۸۷ طبع فرید بک ڈپو دہلی، ہندوستان)

قرآن پاک سے دسویں دلیل

"انّ اللہ وملٰئکتہ یصلّون علی النّبیّ ۔ یٰاَیّھا الّذین اٰمنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما (الاحزاب: ۵۶)" بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اُن ﷺ پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

مفسر قرآن، عظیم محدث، شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

تفسیر: آپ ﷺ کے درود و سلام کے متعلق تفصیلی فوائد علامہ سخاوی رحمہ اللہ کی کتاب "القول البدیع" اور میری کتاب صحیح مسلم کی شرح "فتح الملہم" میں دیکھیں۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۶۸ طبع قرآن کمپلکس ریاض سعودی عرب)

نوٹ: القول البدیع اور فتح الملہم میں واضح طور پر نبی ﷺ کو قبر میں زندہ مانا گیا ہے اور ساتھ ساتھ آپ ﷺ کا قبر کے قریب سلام سننے والے عقیدہ کو صحیح اور مسلک اہل السنت والجماعت کا عقیدہ بتایا گیا ہے۔

مشقی سوال

سوال: عقیدہ حیات النبی ﷺ پر پیش کردہ آیات میں سے کوئی سی تین آیات، آیت نمبر اور باحوالہ تفسیر پیش کریں؟

باب: چہارم

عقیدہ حیات النبی ﷺ اور احادیث مبارکہ

حدیث پاک سے پہلی دلیل

"عن انس بن مالک انّ رسول اللہ قال اتیت وفی روایۃ ھدّاب مررت علی موسیٰ لیلۃ اسری بی

عندالکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ'' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا جس رات مجھے معراج کا سفر کرایا گیا تو میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سرخ ٹیلے کے قریب اُن کی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (صحیح مسلم، کتاب الفضائل باب فضائل موسیٰ علیہ السلام ج ۲ ص ۲۶۸ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

نوٹ: حضرت موسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور اس صحیح حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو قبر مبارک میں زندگی عطاء فرمائی ہے۔

حدیث پاک سے دوسری دلیل

''عن انس بن مالک قال: قال رسول اللہ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ (مسند ابی یعلیٰ ج ۶ ص ۱۴۷، حدیث نمبر ۳۴۲۵ طبع دارالعلمیہ بیروت، لبنان)

وہ محدثین کرام جنہوں نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اس کی سند کو صحیح لکھا:

۱...... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۲)

۲...... حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (مرقات ج ۲ ص ۲۱۲)

۳...... حضرت علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۱۱)

۴...... حضرت علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ (فیض القدیر ج ۳ ص ۱۸۴)

۵...... حضرت علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ (السراج المنیر ج ۲ ص ۱۳۴)

۶...... حضرت علامہ قاضی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۶۴)

۷...... مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ (بذل المجہود ج ۲ ص ۱۱۷)

۸...... علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (فیض الباری ج ۲ ص ۶۴)

۹...... علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (فتح الملہم ج ۱ ص ۳۲۹)

۱۰...... شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ (فضائل درود ص ۱۸ و ۳۴)

حدیث پاک سے تیسری دلیل

''عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی عند قبری سمعتہ و من صلی علی من بعید اعلمتہ'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو میری قبر کے پاس درود پڑھے گا اُس کو میں خود سنوں گا اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھے گا تو وہ مجھے بتلایا جائے گا۔

(جلاء الافہام فی فضل الصلاۃ والسلام علی محمد خیر الانام ص ۹۲، طبع دار ابن جوزی الدمام)

وہ محدثین کرام رحمہ اللہ جنہوں نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اس کی سند کو صحیح لکھا:

۱...... امام ابو بکر البیہقی رحمہ اللہ (جزء حیات الانبیاء علیہم السلام ص ۶)

۲...... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۶)

۳...... علامہ شمس الدین السخاوی رحمہ اللہ (القول البدیع ص ۱۱۶)

۴...... حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ (مرقاۃ ج ۲ ص ۱۰)

۵...... امام ابو الحسن علی بن محمد الکنانی رحمہ اللہ (تنزیہ الشریعۃ ص ۳۳۵)

۶...... علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ (فتح الملہم ج ۱ ص ۳۳۰)

۷...... مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (نشر الطیب ص ۲۶۸)

۸...... مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (سیرت المصطفیٰ ج ۳ ص ۱۷۴)

۹...... مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ (جواہر الفقہ ج ۱ ص ۵۱۷، طبع جدید)

۱۰...... شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ (فضائل درود ص ۱۹)

حدیث پاک سے چوتھی دلیل

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِی الْقَاسِمِ بِیَدِهٖ لَیَنْزِلَنَّ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اِمَامًا مُقْسِطًا وَحَکَمًا عَدْلًا فَلَیَکْسِرَنَّ الصَّلِیْبَ وَلَیَقْتُلَنَّ الْخِنْزِیْرَ وَلَیُصْلِحَنَّ ذَاتَ الْبَیْنِ وَلَیُذْهِبَنَّ الشَّحْنَاءَ وَلَیُعْرَضَنَّ عَلَیْهِ الْمَالُ فَلَا یَقْبَلُهٗ ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلٰی قَبْرِیْ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ لَاُجِیْبَنَّهٗ" ترجمہ: **حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قسم اٹھا کر فرمایا بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام (قیامت سے پہلے) عادل حکمران بن کر آسمان سے نازل ہوں گے، عیسائیت کو ختم کر دیں گے، یہودیت کو مٹا دیں گے، مسلمانوں میں صلح کا قیام عمل میں لائیں گے، اہل اسلام میں مال و دولت کی فراوانی ہوگی اگر کوئی آدمی ان کو مال پیش کرے گا تو انکار فرما دیں گے پھر یقیناً وہ میری قبر پر آ کر سلام کریں گے تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔**

(مسند ابی یعلی، باب ۱۱۵ ج ۱۱ ص ۴۶۲ ط: دار المامون للتراث، دمشق، المحقق: حسین سلیم اسد)

نوٹ: حیات النبی ﷺ کا انکار اتنا بڑا جرم ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ ۲ نبیوں سے کام لیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سلام کر کے اور امام الانبیاء ﷺ جواب دے کر اس فتنے کی تردید فرمائیں گے۔

وہ محدثین کرام جنہوں نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اس کی سند کو صحیح لکھا:

۱) علامہ ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۱۱) ۲) علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (الدر المنثور ج ۲ ص ۲۴۵)

۳) علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (الجامع الصغیر ج ۲، ص ۱۴۰) ۴) علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۱۴۸)

۵)حضرت امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ (المستدرک ج ۲ ص ۵۹۵) ۶)علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (المستدرک ج ۲ ص ۵۹۵)

۷)حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (المطالب العالیہ ج ۴ ص ۲۳) ۸) محشی مسند ابی یعلی رحمۃ اللہ علیہ (مسند ابی یعلی ج ۱۱ ص ۲۶۲)

۹)مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (عقیدۃ الاسلام ص ۷۵) ۱۰)مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (ترجمان السنۃ ج ۲ ص ۵۹۲)

حدیث پاک سے پانچویں دلیل

''عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَامِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ'' ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جیسے ہی کوئی شخص مجھے سلام کرے گا تو اللہ تعالیٰ میری توجہ لوٹا دیں گے اور میں اس کے سلام کا جواب دوں گا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب المناسک باب زیارت القبور ج ۱ ص ۲۷۹ ط: ایچ ایم سعید کراچی)

وہ محدثین کرام جنہوں نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اس کی سند کو صحیح لکھا:

۱)حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (فتح الباری پ ۳ ص ۲۷۹) ۲)علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (زرقانی شرح المواہب ج ۸ ص ۳۰۸)

۳)امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (کتاب الاذکار ص ۱۰۶) ۴)حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۱۴)

۵)علامہ محمد الحافظ البوسنوی رحمۃ اللہ علیہ (حاشیہ حیات الانبیاء للبیہقی ص ۶) ۶)علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ (السراج المنیر ج ۳ ص ۲۷۹)

۷)امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (فتاوی ابن تیمیہ ج ۴ ص ۳۶۱) ۸)علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (وفاء الوفا، ج ۲ ص ۴۰۳)

۹)علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (عقیدۃ الاسلام ص ۵۲) ۱۰)علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (فتح الملہم ج ۱ ص ۳۳۰)

حدیث پاک سے چھٹی دلیل

''عَنْ اَوْسِ ابْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ قُبِضَ وَفِیْہِ النَّفْخَۃُ وَفِیْہِ الصَّعْقَۃُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ قَالَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ بَلِیْتَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ۔'' ترجمہ: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کا دن تمام دنوں سے افضل ہے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن فوت ہوئے۔ اسی دن قیامت کا پہلا صور اور پھر اسی دن آخری صور پھونکا جائے گا۔ تو تم میرے اوپر زیادہ درود شریف پڑھا کرو بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا آپ کے فوت ہونے کے بعد ہمارا درود آپ ﷺ پر کیسے پیش ہوگا حالانکہ آپ ﷺ تو مٹی مٹی ہو چکے ہوں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر پابندی لگا دی ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ کو کھا سکے۔ (ابوداؤد، کتاب الصلوۃ باب تفریع ابواب الجمعۃ ج ۱ ص ۱۵۰، ط: ایچ ایم کراچی)

نوٹ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درود شریف آپ ﷺ کے جسم مبارک پر پیش ہوتا ہے اور یہ نبی ﷺ کے زندہ ہونے کی دلیل ہے کہ زندہ ہیں تبھی تو درود شریف پیش ہوتا ہے۔

وہ محدثین کرام رحمہم اللہ جنہوں نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اس کی سند کو صحیح لکھا:

۱) علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (عمدۃ القاری، ج ۶ ص ۶۹) ۲) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (فتح الباری، پ ۲۶ ص ۵۸)

۳) علامہ ابن عبدالہادی رحمہ اللہ (الصارم المنکی، ص ۱۷۴) ۴) امام نووی رحمہ اللہ (کتاب الاذکار، ص ۱۰۶)

۵) حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (تفسیر ابن کثیر، ج ۳ ص ۵۱۴) ۶) علامہ منذری رحمہ اللہ (القول البدیع ص ۱۱۹)

۷) حافظ ابن القیم رحمہ اللہ (جلاء الافہام ص ۳۶) ۸) امام حاکم رحمہ اللہ (مستدرک ج ۴ ص ۵۶۰)

۹) علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (مستدرک، ج ۴ ص ۵۶۰) ۱۰) علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (خزائن الاسرار ص ۱۹)

حدیث پاک سے ساتویں دلیل

"عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلٰئِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدًا لَّنْ یُّصَلِّیَ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْھَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ وَبَعْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ۔" ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن میرے اوپر زیادہ درود شریف پڑھا کرو کیونکہ یہ فرشتوں کی حاضری کا دن ہے تم میں جو آدمی بھی درود شریف پڑھے گا جیسے ہی پڑھنے سے فارغ ہوگا تو اس کا درود مجھ تک پہنچا دیا جائے گا۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے پوچھا کیا وفات کے بعد بھی درود پہنچے گا حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں وفات کے بعد بھی درود پہنچے گا کیونکہ اللہ پاک نے زمین پر حرام کر دیا کہ نبی کے جسم کو کھائے اسی لئے وفات کے بعد بھی نبی کو زندگی حاصل ہوتی ہے اور رزق ملتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، ص ۱۱۸، کتاب الجنائز باب ذکر وفاتہ ودفنہ، ط: قدیمی کراچی)

وہ محدثین کرام رحمہم اللہ جنہوں نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اس کی سند کو صحیح لکھا:

۱) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (تہذیب التہذیب، ج ۳ ص ۳۹۸) ۲) علامہ زرقانی رحمہ اللہ (شرح المواہب ج ۵ ص ۳۳۶)

۳) ملا علی قاری رحمہ اللہ (مرقاۃ ج ۲ ص ۱۱۲) ۴) علامہ دمیری رحمہ اللہ (شرح المواہب ج ۵ ص ۳۳۶)

۵) علامہ منذری رحمہ اللہ (ترجمان السنۃ ج ۳ ص ۲۹۷) ۶) علامہ عزیزی رحمہ اللہ (السراج المنیر ج ۱ ص ۲۹۰)

۷) علامہ مناوی رحمہ اللہ (فیض القدیر ج ۲ ص ۸۷) ۸) علامہ سمہودی رحمہ اللہ (خلاصۃ الوفاء ص ۴۸)

۹) علامہ قاضی شوکانی رحمہ اللہ (نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۶۴) ۱۰) مولانا شمس الحق رحمہ اللہ عظیم آبادی (عون المعبود ج ۱ ص ۴۰۵)

حدیث پاک سے آٹھویں دلیل

عَنْ عَبْدِ اللہِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِی السَّلَامَ۔"

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتے ایسے

پیدا فرمائے ہیں جن کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ زمین میں گھومتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

(سنن نسائی، کتاب السھو، باب التسلیم علی النبی ﷺ ج ا ص ۱۸۹ط: قدیمی کراچی)

وہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم جنہوں نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اس کی سند کو صحیح لکھا:

۱) امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ (مستدرک ج ۲ ص ۴۲۱)
۲) علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (مستدرک ج ۲ ص ۴۲۱)
۳) علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۴)
۴) علامہ بزار رحمۃ اللہ علیہ (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۴)
۵) علامہ ابن عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ (الصارم المنکی ص ۱۶۸)
۶) علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ (السراج المنیر ج ا ص ۵۱۸)
۷) علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۴۹۱)
۸) علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (القول البدیع ص ۱۱۵)
۹) علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (وفاء الوفا ج ۲ ص ۴۰۴)
۱۰) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (فتاویٰ عزیزیہ ج ۲ ص ۶۹)

حدیث پاک سے نویں دلیل

''عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ النَّاسُ یَصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُّفِیْقُ''

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب صُور پھونکا جائے گا تو لوگوں پر بے ہوشی طاری ہوجائے گی پھر بعد میں سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب قول اللہ وواعدنا موسی ثلثین لیلۃ، ج ا ص ۴۸۱ ط: قدیمی کراچی)

<u>نوٹ</u>: قیامت کے صور پھونکے جانے کے وقت آپ ﷺ پر قبر مبارک میں بے ہوشی کا طاری ہونا عقیدہ حیات النبی ﷺ کی دلیل ہے کیونکہ بے ہوشی ہمیشہ زندہ انسان پر طاری ہوتی ہے نہ کہ مردہ پر (غور وفکر سے کام لینے والا آسانی سے سمجھ سکتا ہے)

حدیث پاک سے دسویں دلیل

اس حدیث پاک کا بنیادی واقعہ کچھ یوں ہے کہ: حضور پاک ﷺ بھی شہید ہیں لہٰذا جو زندگی شہداء کے لئے قرآنِ پاک سے ثابت ہے وہ حضور پاک ﷺ کے لئے بھی ثابت ہے۔ شہادت کا مختصر واقعہ یوں ہے: ۷ ھ میں حضور پاک ﷺ نے غزوۂ خیبر میں فتح حاصل کی۔ یہودی جنگ ہار گئے اُنہوں نے شکست کا بدلہ لینے کے لئے حضور پاک ﷺ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا۔ چنانچہ ایک یہودی سلام بن مشکم کی بیوی ''زینب بنت حارث'' نے حضور پاک ﷺ کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ کھانا تناول فرماتے وقت حضور پاک ﷺ کے ساتھ ایک صحابی حضرت بشیر بن براء رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ وہ اس کھانے کو کھاتے ہی شہید ہوگئے مگر حضور پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ لقمہ کھاتے ہی گوشت کی بوٹی بول اُٹھی کہ میں زہر آلودہ ہوں مگر اسی دوران اُس زہر کا اثر پیٹ مبارک میں چلا گیا تھا۔ چنانچہ اس واقعے کے چار سال بعد ۱۱ ھ میں حضور پاک ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت اس زہر کا خاصہ اثر تھا۔

حضور پاک ﷺ کی شہادت کے دلائل

حضور پاک ﷺ نے وفات سے چند لمحات پہلے فرمایا:

۱...... ’’وقالت عائشۃ کان النبیا یقول فی مرضہ الذی مات فیہ یاعائشۃ ماازال اجد الم الطعام الذی اکلت بخیبر فھذا اوان وجدت انقطاع ابھری من ذلک السم‘‘ ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایامِ مرض الوفات میں فرمایا کہ جو زہریلا کھانا میں نے خیبر میں کھایا تھا اب میں اُس کھانے کی تکلیف محسوس کر رہا ہوں پس یہ وقت میری کمر کی رگ کٹنے کا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ ج ۲ ص ۶۳۷ ط: قدیمی کراچی)

لہٰذا آپ ﷺ کی وفات کا سبب یہی زہر ہے اس لئے آپ ﷺ شہید بھی ہوئے۔

۲...... ’’عن عبداللہ ابن مسعود رض قال لان احلف تسعا ان رسول اللّٰہا قتل قتلا احب الی من ان احلف واحدۃ انہ لم یقتل وذلک بان اللہ اتخذہ نبیا واتخذہ شہیدا۔‘‘ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نو دفعہ قسم اٹھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہوئے مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں ایک دفعہ یہ قسم اُٹھاؤں (اور بات پکی کردوں) کہ رسول اللہ ﷺ (کسی کافر کے ہاتھوں تلوار کے ساتھ) قتل نہیں کئے گئے اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ کو نبی بھی بنایا اور شہید بھی بنایا ہے۔

(مستدرک، کتاب المغازی ج ۳ ص ۶۱،۶۰، رقم الحدیث: ۴۳۹۴ / ۱۹۸ اقربہ الذہبیؒ، دار العلمیہ بیروت لبنان)

مشقی سوال

سوال: ۵ احادیث جن کو محدثین کرام نے بطور ثبوت پیش کیا ہو، باحوالہ پیش کریں۔

باب پنجم...... عقیدہ حیات النبی ﷺ اور امت مسلمہ

روایت خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور پاک ﷺ کے وفات کے بعد میرے کمرہ میں تشریف لائے، لوگوں میں وفات کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص حضور پاک ﷺ کو خدا تسلیم کرتا ہے (نعوذ باللہ) وہ جان لے کہ حضور پاک ﷺ وفات پا گئے ہیں اور جو آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ پر کبھی وفات نہیں آئے گی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور پاک ﷺ کا ماتھا چوم کر یوں ارشاد فرمایا:

’’بابی انت وامی طبت حیا و میتا والذی نفسی بیدہ لا یذیقک اللہ الموتتین ابدا۔‘‘ ترجمہ: میرے ماں باپ قربان ہوں آپ ﷺ نے اچھی زندگی پائی اور اچھی وفات پائی۔ تشریح: ایک موت تو حضور پاک ﷺ پر آچکی ہے اور اب وہ دوسری موت کون سی ہے جو حضور پاک ﷺ پر نہیں آئے گی؟ محدثین کرام نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا: (صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب: مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۵۱۷، ط: قدیمی کراچی)

والاحسن ان یقال ان حیاتہ ﷺ لایتعقبہا موت بل یستمر حیا والانبیاء احیاء فی قبورھم"

ترجمہ: دوسری بار موت نہ آنے کا بہترین مطلب یہی ہے کہ حضور پاک ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور ان کی قبر والی زندگی پر دوبارہ موت نہیں آئے گی بلکہ اب حضور پاک ﷺ ہمیشہ زندہ رہیں گے جس طرح باقی انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (حاشیہ صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکرؓ ج ۱ ص ۵۱۷، ط: قدیمی کراچی [۱])

منکرین حیات الانبیاء علیہم السلام (مماتی فرقہ) کا حکم

سرخیل احناف، حضرت علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں لکھتے ہیں: "من انکر الحیاۃ فی القبر وھم المعتزلۃ۔ و اجیب عن اھل السنۃ"

ترجمہ: قبر میں زندگی کا انکار معتزلہ کرتے ہیں، اہل السنت والجماعت انکو جواب دیتے ہیں۔

(عمدۃ القاری، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکرؓ ج ۶ ص ۶۰۱ ط: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مماتیوں کی اقتداء میں نماز کے متعلق علماء دیوبند کے فتاویٰ جات

۱...... موجودہ علماء دیوبند کے پیر و مرشد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: آنحضرت ﷺ اپنے روضۂ اطہر میں زندہ ہیں، قبر کے قریب سلام کا جواب دیتے ہیں، جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ میرے اکابر کے نزدیک گمراہ ہے اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں اس کی تقریر سننا جائز نہیں اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق جائز نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل، اضافہ وتخریج شدہ ایڈیشن ج ۱ ص ۲۹۹ ط: مکتبہ لدھیانوی کراچی)

۲...... شیخ الحدیث والتفسیر، فاضل دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ اپنے روضۂ اقدس میں روح کے تعلق کے ساتھ زندہ ہیں، قبر مبارک میں پڑھے جانے والے درود وسلام کو سنتے ہیں...... جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے نہ تو وہ دیوبندی کہلانے کا مستحق ہے اور نہ ہی اہل السنۃ والجماعۃ سے اُس کا کوئی تعلق ہے۔ بلکہ وہ بدعتی ہے اس کی اقتداء میں نماز جائز نہیں۔ اہل محلہ پر لازم ہے کہ ایسے امام کو ہٹا کر اُس کی جگہ صحیح العقیدہ امام مقرر کیا جائے۔ (سہ ماہی مجلہ قافلہ حق، سرگودھا ج ۲ شمارہ نمبر ۲ ص ۶۵ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ ۲۰۰۸ء)

۳...... مولانا محمد جمیل صاحب، امام تبلیغی مرکز رائے ونڈ نے جامعہ اشرفیہ لاہور سے مماتی فرقہ کے متعلق فتویٰ لے کر فرمایا مماتیوں کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی نے پڑھ لی تو نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے، کیونکہ یہ اہل بدعت میں سے ہیں۔

---

[۱] نوٹ: حاشیہ صحیح بخاری، بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا امام محمد قاسم نانوتویؒ کے استاد، محدث کبیر حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، اور یہی تشریح حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری ج ۶ ص ۵۱۱، اور علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری ج ۶ ص ۶۰۱ پر بیان کی ہے۔ معلوم ہوا کہ خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کی قبر کی زندگی کو بیان کرنا صرف علمائے دیوبند کا طریقہ ہی نہیں بلکہ امت کے جلیل القدر ائمہ بھی اس روایت سے عقیدہ حیات النبی ﷺ کو ثابت کر گئے ہیں۔

راہ زندگی میں گو ہم پر بڑے مشکل مقام آئے
نہ ہم سے قافلہ چھوٹا نہ ہم نے رہنما بدلا

اِجماعِ اُمتِ مسلمہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے علماء دیوبند تک: اجماع، اُمت مسلمہ کے اتفاقی فیصلے کو کہا جاتا ہے اجماع امت کا ماننا بہت ضروری ہے اجماع امت کے انکار کر دینے پر بعض صورتوں میں بندہ کافر ہو جاتا ہے اور بعض صورتوں میں کافر تو نہیں ہوتا مگر فاسق یعنی انتہائی گناہ گار اور بدعتی ہو جاتا ہے۔

اجماع امت مسلمہ کی قرآن پاک میں اہمیت کا ثبوت

"ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا" ترجمہ: جو شخص اپنے سامنے ہدایت واضح ہونے کے بعد بھی رسول ﷺ کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کے سوا اور راستے کی پیروی کرے اس کو ہم اسی راہ کے حوالے کر دیں گے جو اِس نے خود اپنائی اور اِسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔ (النساء:۱۱۵)

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم لکھتے ہیں:

تفسیر: جس مسئلے پر پوری اُمت مسلمہ متفق رہی ہو وہ یقینی طور پر برحق ہے اور اس کی مخالفت جائز نہیں۔

(توضیح القرآن المعروف بہ آسان ترجمہ قرآن ج ۱ ص ۲۹۷ مکتبہ معارف القرآن کراچی)

اجماع امت مسلمہ کی حدیث پاک میں اہمیت کا ثبوت

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول الله ﷺ قال ان الله لا یجمع امتی او قال امة محمد ﷺ علی ضلالة وید الله مع الجماعة ومن شذ شذ الی النار۔ ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کہ بے شک اللہ تعالیٰ میری اُمت کو گمراہی پر اجماع نہیں کرنے دے گا اور اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے۔ جو شخص (اجماعِ اُمت) سے علیحدہ ہوا وہ جہنم میں جائے گا۔

(جامع ترمذی، ابواب الفتن، باب ما جاء فی لزوم الجماعۃ ج ۲ ص ۳۹ قدیمی کراچی)

عقیدہ حیات النبی ﷺ اور اجماعِ اُمت

عقیدہ حیات النبی ﷺ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے لے کر آج تک اجماع چلا آ رہا ہے۔

۱...... مقتدر عالم دین، حضرت علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ کا عقیدہ: نحن نؤمن ونصدق بانه ﷺ حی یرزق فی قبره وان جسده الشریف لاتاکله الارض والاجماع علی هذا" ترجمہ: ہمارا ایمان ہے اور ہم اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کو وہاں رزق بھی ملتا ہے اور آپ ﷺ کے جسدِ اطہر کو مٹی نہیں کھا سکتی اور اس عقیدہ پر پوری دنیا کے مسلمان متفق ہیں۔

(القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع ﷺ، فی خاتمۃ الباب الرابع ص ۱۷۲ دار العلمیہ بیروت)

۲...... علامہ ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ مندرجہ بالا الفاظ تحریر فرماتے ہیں۔

(الدر المنضود فی الصلوۃ علی صاحب المقام المحمود ص ۹۵ دار العلمیہ بیروت)

۳...... عظیم محدث، مفسّر قرآن، اُصولی حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ کا عقیدہ: ''حیات النبی ﷺ فی قبرہ ھو وسائر الأنبیاء علیہم السلام معلومۃ عندنا علما قطعیا لما قام عندنا من الادلۃ فی ذالک وتواترت لہ الاخبار الدالۃ علی ذالک۔'' ترجمہ: ہمارے نبی ﷺ سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں بے شک ان کی قبر مبارک میں زندگی یقینی دلائل سے ثابت ہے اور اسی عقیدہ حیات النبی ﷺ پر خبر متواتر (اجماع امت مسلمہ) بھی قائم ہے۔ (الحاوی للفتاویٰ انباء الاذکیاء فی حیات الانبیاء علیہم السلام ج ۲ ص ۱۳۹ دار العلمیہ بیروت)

۴...... قطب الارشاد، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ کا عقیدہ: انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ، کتاب الایمان والکفر، باب زندوں کا مردوں سے مدد مانگنا ص ۱۶۹ ادارہ اسلامیات لاہور ص ۱۹۷، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

نوٹ: سماع، حیات کے بغیر نہیں ہوتا پس معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی حیات میں بھی کسی کو اختلاف نہیں اور اختلاف نہ ہونے کو اجماع کہتے ہیں یعنی یہ اُمت مسلمہ کا اتفاقی مسئلہ ہے۔ اس پر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ نے تصدیقی دستخط فرمائے ہیں اور اس کے نیچے یوں لکھا ہے کہ بہترین عبارت ہے۔

۵...... مُرشد العلماء، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ کا عقیدہ: عقیدہ سب کا یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ (البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ، باب (بحث) طعام محفل مولد، ص ۱۹۹ سہارنپور انڈیا)

۶...... شاہ ولی اللہ سرحد، شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی رحمۃ اللہ کا عقیدہ: میرے عزیزو! تمام اہل السنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام قبر اور برزخ میں زندہ ہیں اور ان کی زندگی حضرات شہداء کی زندگی سے بھی اعلیٰ اور ارفع ہے۔ (مجالس غورغشتوی ص ۱۵۶، طبع مدرسہ فاروقیہ پشاور)

۷...... ارشاد فرمایا! (حدیث پاک) جس شخص نے مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھا تو میں خود سنتا ہوں اور جس نے دور سے مجھ پر درود پڑھا تو اس کی مجھے کسی فرشتہ کے ذریعہ سے خبر دی جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا! کہ غور سے سنو! یہی ہمارا اور ہمارے سب اساتذہ کرام، مشائخ عظام اور تمام اکابرین کا مسلک اور عقیدہ ہے۔

(مجالس غورغشتوی ص ۶۹، ۷۰)

۸...... حکیم الامت، مجدّد الملت، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ کا عقیدہ: آپ ﷺ قبر مبارک میں زندہ ہیں قریب قریب اہل حق اس پر متفق ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی اعتقاد (عقیدہ) ہے۔

(اشرف الجواب للشفاء المرتاب (کامل) حصہ دوئم، روافض کے اعتراضات کے جوابات، ص ۲۱۰، تالیفات اشرفیہ ملتان)

۹...... یہ بات باتفاق امت ثابت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ رہتے ہیں۔

(اشرف الجواب للشفاء المرتاب (کامل) عنوان انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات ص ۲۱۱ تالیفات اشرفیہ ملتان)

۱۰...... مفتی اعظم ہند، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ کا عقیدہ: نبی کریم ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ اہل السنت والجماعت کا مذہب ہے۔

(کفایت المفتی، مدلل ومکمل، کتاب العقائد، فصل: چہارم ج ۱ ص ۱۲۹ دار الاشاعت کراچی)

۱۱...... اُستاذ المحدثین، حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ: تمام اہل السنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز و عبادت میں مشغول ہیں۔

(سیرت المصطفیٰ، باب سوئم فصل سوئم ج ۳ ص ۲۶۰، المیزان لاہور)

۱۲...... حکیم الاسلام، حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ: نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں قبور پر خود صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں، یہ علماء کرام کا اجماعی مسئلہ ہے۔ علمائے دیوبند نے یہ عقیدہ قرآن وسنت سے پایا ہے۔ (کلمات طیبہ المعروف خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۱۸۱ ادارہ اسلامیات لاہور)

مشقی سوالات

سوال ۱: اجماع کے ۴ حوالے اور خطبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ والی روایت بیان کریں۔

سوال ۲: پیش کردہ علماء دیوبند کے فتاویٰ جات کی روشنی میں کوئی سا ایک فتویٰ بیان کریں۔

مسلک اہل السنۃ والجماعۃ اور مماتی فرقہ کے درمیان عقائد میں چند فرق

مسلک اہل السنۃ والجماعۃ (علماء دیوبند)	مماتی فرقہ
۱.....تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں بالخصوص سیدالانبیاء ﷺ اپنے روضۂ اطہر میں روح کے تعلق کے ساتھ زندہ ہیں اور عبادت میں مشغول ہیں۔ یہ عقیدہ اجماع امت مسلمہ اور متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ (نشر الطیب ص۲۱۰، مقام حیات ص۲۶۷)	۱.....تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں بالخصوص آپ ﷺ اپنے روضۂ اطہر میں زندہ نہیں۔ روح کا قبروں میں رکھے ہوئے جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ جو حیات والا عقیدہ رکھتے ہیں وہ بدعتی ہیں، گمراہ ہیں۔ (المسلک المنصور ص۶۳، شرک کیا ہے ص۴ مسلک الاکابر ص۱۴۵ البرہان المحلی ص۱۴۴)
۲.....روضۂ اطہر کے قریب پڑھا ہوا صلوٰۃ وسلام آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں۔ (تسکین الصدور، ص۵۰، المہند ص۴، تذکرۃ الخلیل ص۳۰۶، نشر الطیب ص۲۱۱، آب حیات ص۴۰)	۲.....مدینہ منورہ میں یا دور سے پڑھا ہوا صلوٰۃ وسلام آپ ﷺ نہ سنتے ہیں، نہ جواب دیتے ہیں۔ (کیا مردے سنتے ہیں ص۴۰، عقائد علماء اسلام ص۴۸۴، مسلک الاکابر ص۱۳۱، القول المسند ص۱۹)
۳.....عرض اعمال یعنی روضۂ مبارک میں آپ ﷺ کے پاس امت کے اعمال اجمالی طور پر روزانہ پیش ہوتے ہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص۵۱۸، تفسیر عثمانی ص۳۸۸، نشر الطیب ص۲۱۰)	۳.....عرض اعمال والا عقیدہ شیعوں کا عقیدہ ہے۔ (عقائد علماء اسلام ص۴۴۹، اقامت البرہان ص۲۴۵، تسکین القلوب ص۱۰۳، تحفہ عجیبہ ص۳۴۰)
۴.....استشفاع یعنی آپ ﷺ کی قبر کے پاس عاجزانہ درخواست کرنا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ یہ جائز ہے۔ (معارف القرآن ص۴۵۹، نشر الطیب ص۲۴۵، آب حیات ص۴۰)	۴.....آپ ﷺ سے دعا کی استدعا کرنا بدعت سیئہ ہے۔ گمراہی ہے۔ (القول المسند ص۱۳۱، اقامت البرہان ص۳۱۲، المسلک المنصور ص۶۷، عقائد علماء اسلام ص۶۴۹)
۵.....روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے جانا اور صرف زیارت ہی کی نیت سے سفر کرنا فرائض وواجبات کے علاوہ سب سے بڑی نیکی ہے۔ (وفاء الوفاء ص۱۷۷ ج۴، فتح القدیر ص۴۷ ج۳، درمختار ص۱۳ ج۴)	۵.....روضۂ اقدس کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں۔ بدعت ہے۔ سلف صالحین میں سے کسی نے اس کو مستحب قرار نہیں دیا۔ (تحقیق الحق ص۳۵، کتاب التوحید فی العبادات الالوہیہ)
۶.....ایصال ثواب برحق ہے۔ خواہ زندہ کو کیا جائے یا فوت شدہ کو۔ مالی صدقات کے ساتھ ہو یا دوسری عبادات کے ساتھ ہو۔ اس کا فائدہ روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔ (راہ سنت ص۲۴۹)	۶.....اگر مردے کو ایصال ثواب کیا جائے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ روح کا جسم عنصری سے کوئی تعلق نہیں۔ (ملخصاً عقیدہ مماتی فرقہ)

۷.....زمین کی وہ جگہ جو آپ کے جسم مبارک کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ جہاں آپ ﷺ آرام فرما ہیں۔ وہ جگہ کائنات کی ہر شے سے افضل، حتی کہ عرش و کرسی بھی اس کے مقابل کچھ نہیں۔ (فضائل حج ص ۱۷۷، تاریخ مدینہ ص ۷۴، تسکین الاذکیاء ص ۴۸۶)	۷.....وہ جگہ جو آپ ﷺ کے جسم کو لگی ہوئی ہے وہ عام جگہوں کی طرح ایک جگہ ہے۔ عرش و بیت اللہ سے بھی افضل نہیں۔ کوئی قبر جنت کا باغ نہیں۔ آپ ﷺ کی قبر عام قبروں کی طرح ایک قبر ہے۔ اس کی کوئی فضیلت نہیں۔ فضیلت کا عقیدہ رکھنے والے غلطی پر ہیں۔ (عقائد علماء اسلام ص ۴۸۶، ندائے حق ص ۴۷۶)
۸.....آپ ﷺ، انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اور یوں عرض کرنا کہ ''اے اللہ ان بزرگوں کے واسطہ سے میری دعا قبول فرما۔ جائز ہے۔ بعد از وفات ہو یا قبل از وفات ہو۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۲۲، معارف القرآن ج ۱ ص ۱۰۰)	۸.....انبیاء کرام علیہم السلام اولیاء کرام رحمہم اللہ کے وسیلے سے دعا کرنا وفات کے بعد شرک ہے۔ بدعت ہے۔ مشرکین کا عمل ہے۔ جو توسل کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ بدعتی ہیں۔ (کشف الحجاب ص ۹۳، البرہان المجلی ص ۲۰۰، شرک کیا ہے۔ ص ۱۸، ازالہ اوہام ص ۲۵، البصائر ص ۲۵۲)
۹.....قرآن و حدیث میں جہاں لفظ قبر آیا ہے اس سے مراد یہی زمینی قبر ہے۔ جہاں عذاب و ثواب کی بات آئی ہے اس سے مراد بھی یہی زمینی قبر ہے۔ یہ قبر حقیقی، شرعی، لغوی، عرفی قبر ہے۔ علیین اور سجین کو کسی نے قبر شرعی نہیں کہا۔ (تسکین الصدور ص ۸۲، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۴۶۲، معارف الحدیث ص ۲۰۴)	۹.....اصل شرعی قبر علیین، سجین ہے۔ یہ زمین والی قبر عرفی قبر ہے۔ یہ اصل میں گڑھا ہے۔ اس گڑھے میں کچھ نہیں ہوتا۔ زمینی گڑھے کو قبر کہنا قرآن کا انکار ہے۔ (حیات جاودان ص ۱۶، اقوال مرضیہ ص ۱۹، مسلک المنصور ص ۷۳، عقائد علماء اسلام ص ۶۱۷)
۱۰.....حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں، حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ افضل شہید ہیں۔ (جامع ترمذی، کتاب المناقب)	۱۰.....جنتی نوجوانوں والی روایت غلط ہے...... نیز حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کر لی تھی ورنہ وہ جہالت کی موت مرتے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے جنرل ضیاء الحق اچھا تھا۔ (فتویٰ ماسٹر عبداللہ مماتی و کتاب مظلوم کربلا از نیلوی، ص ۱۰۰، ۱۰۸)

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَآءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

اِجْمَاعُ الْعُلَمَاءِ

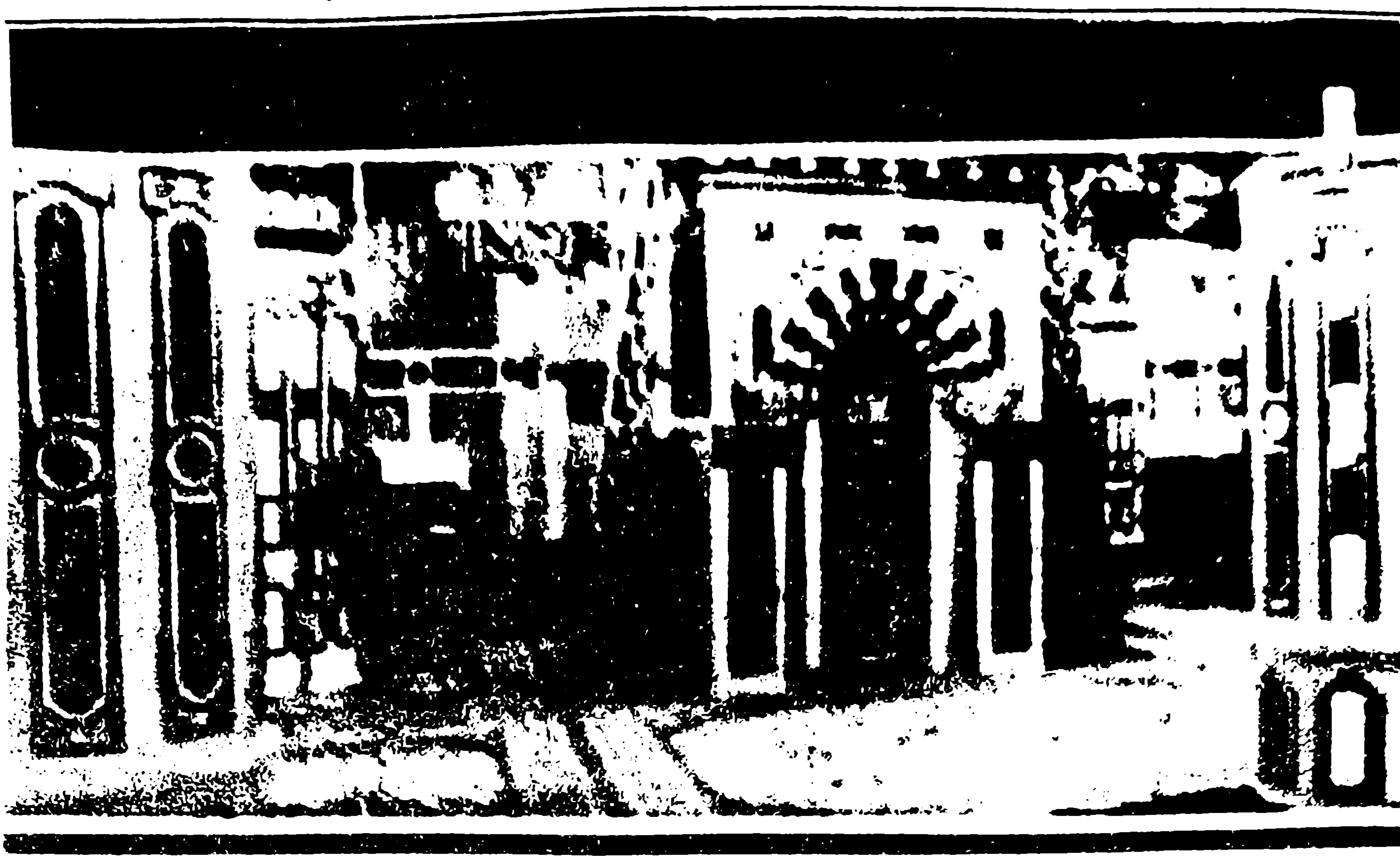
عَلٰی

حَيَاةِ الْاَنْبِيَاءِ علیہم السلام

امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ

تالیف:

جناب مفتی عبد الواحد قریشی حفظہ اللہ
مدیر ادارۃ النعمان ڈیرہ اسماعیل خان



اِجماعُ العُلماءِ علٰی حیاۃِ الاَنبیاءِ علیہم السلام

اُمت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ

مفتی عبدالواحد قریشی حفظہ اللہ

ابوحنیفہ اسلامک اکیڈمی
ڈیرہ اسماعیل خان
03339987709

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفِ چند)

حضرت مولانا مفتی عبدالواحد قریشی صاحب مدظلہم

ہمارے ملک عزیز کے نامور نظریاتی عالم دین اور خطیب اسلام مولانا مفتی عبدالواحد قریشی صاحب مدظلہم نے ''اجماع العلماء علی حیات الانبیاء'' نام کی کتاب ۲۰۱۲ء میں مرتب کی۔ اپنے اکابر کی کتب کے بڑی تفصیل کے ساتھ عقیدہ حیات النبی ﷺ کی بابت حوالہ جات نقل کر کے اسے حوالہ جاتی انسائیکلوپیڈیا بنا دیا۔ اس مجموعہ میں شامل اشاعت ہے۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اجماع العلماء علی حیاۃ الانبیاء علیہم السلام

امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ

جس میں بڑی تحقیق اور عرق ریزی سے علماء اہل السنت والجماعت علماء دیوبند کثر اللہ جماعتہم کی سینکڑوں کتب جن میں تفاسیر قرآن، شروح حدیث، فتاویٰ وغیرہا کے ہزاروں صفحات کی ورق گردانی کے بعد اس بارہ میں صریح اور ٹھوس حوالہ جات اکٹھے کردے گئے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی زمینی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں خصوصاً حضرت محمد ﷺ اپنے روضۂ مطہرہ میں زندہ ہیں اور اسی وجہ سے قبر کے پاس پڑھے گئے صلوٰۃ وسلام کو سنتے ہیں۔ گویا مسئلہ حیات النبی ﷺ پر علمائے دیوبند کے حوالہ جات پر مشتمل ایک انسائیکلوپیڈیا ہے۔ نیز اس کتاب میں مسئلہ حیات النبی ﷺ پر علماء دیوبند کی پہلی اجماعی دستاویز ''المہند علی المفند'' اور دوسری اجماعی دستاویز ''تسکین الصدور'' کا مختصر تعارف بھی پیش کیا گیا اور آخر میں فتنہ مماتیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت پیش کردی ہے۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

حضرت مولانا مفتی عبدالواحد قریشی حفظہ اللہ

مدیر: ادارۃ النعمان رحمۃ اللہ علیہ وخانقاہ حنفیہ، ڈیرہ اسماعیل خان

تصدیقی دستخط

شیخ الحدیث والتفسیر، تلمیذ رشید حضرت مولانا حسین احمد المدنی رحمۃ اللہ علیہ،

فاضل دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا علاؤالدین صاحب مدظلہم

مہتمم دارالعلوم نعمانیہ صالحیہ ڈیرہ اسماعیل خان

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ امابعد!

اہل السنۃ والجماعت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے روضۂ مبارکہ میں زندہ ہیں اور روضۂ مبارکہ کے نزدیک پڑھا جانیوالا صلوٰۃ وسلام بنفس نفیس سنتے ہیں اور جواب مرحمت فرماتے ہیں اور دور سے پڑھا جانے والا درود وسلام بذریعہ ملائکہ آپ ﷺ تک پہنچایا جاتا ہے۔ اہل السنۃ والجماعت کا یہ عقیدہ قرآن وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اہل حق علماء دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ آج کل بعض لوگ خود کو دیوبندی بھی کہتے ہیں اور اس اجماعی عقیدے کا انکار بھی کرتے ہیں اور اس عقیدے کے خلاف شب وروز مصروف بھی رہتے

ہیں۔ لہٰذا ضرورت تھی کہ حضرات علماء دیوبند کی اس عقیدے کے بارے میں عبارات اکٹھی کردی جائیں۔ اللہ جزائے خیر عطاء فرمائے۔ ہمارے محترم دوست مولانا محمود الحسن قریشی ﷾ کے فرزند عزیزم مولوی عبدالواحد قریشی سلمہ کو کہ انہوں نے اس عقیدے کے بارے میں علماء دیوبند کی عبارات جمع کردیں۔ اللہ پاک ان کی اس سعی کو قبول فرمائے اور مزید دین کی خدمت کی توفیق نصیب فرمائے اور اس کتاب کو گمراہوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ!

(دستخط)

۲۵ رجنوری ۲۰۱۲ء

تصدیقی دستخط

متکلم اسلام سفیر احناف، ترجمان علماء دیوبند

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

ناظم اعلیٰ: اتحاد اہل السنت والجماعت پاکستان

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد! قال النبی ﷺ: الانبیآء احیآء فی قبورھم یصلون

(مسند ابی یعلی رقم الحدیث ۷ ۱۴ /۶-۳۴۲۵)

امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں اسی دنیوی جسد عنصری کے ساتھ بتعلق روح زندہ ہیں۔ قبر مبارک پر پڑھا جانے والا درود وسلام بنفسِ نفیس خود سماعت فرماتے ہیں اور اگر دور سے پڑھا جائے تو فرشتوں کے ذریعے آپ ﷺ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ یہی عقیدہ حضرات اکابرین علماء دیوبند کا ہے۔ لیکن کچھ عرصہ سے بعض حضرات اس عقیدہ کے برخلاف عقیدہ پیش کرنے لگے ہیں اور اسے علماء دیوبند کی طرف منسوب کرنے لگے ہیں۔ ان حالات میں ضرورت تھی کہ حضرات اکابرین کا عقیدہ ان کی کتب سے واضح کیا جائے۔ زیر نظر کتاب ''اجماع العلماء علی حیاۃ الانبیاء علیہم السلام'' میں عزیزم مفتی عبدالواحد قریشی سلمہ نے وقت کی اس ضرورت کو احسن انداز میں پورا فرمایا ہے۔ کتاب دو حصوں پر منقسم ہے پہلے حصہ میں اکابرین کے وہ حوالہ جات ہیں جن میں حیات فی القبر یا جسد عنصری کے ساتھ روح کے تعلق کا ذکر ہے اور دوسرے حصہ میں درود وسلام کے سماع کے حوالہ جات درج ہیں۔ بندہ نے کتاب کو چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا، بحمداللہ! بہت خوب پایا۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت مؤلف موصوف کو جزاء خیر عطاء فرمائے اور عوام الناس کو اصلی مسلک اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کی پہچان اور اس پر کاربند رہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

(دستخط) محمد الیاس گھمن

۲۸ رجنوری ۲۰۱۲ء

تقدیم
(طبع اوّل)

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذباللہ من شرور انفسناومن سیات اعمالنامن یھدہ اللہ فلامضل لہ ومن یضلل فلاھادی لہ واشھد ان لاالہ الااللہ واشھدان سیدناووسیلتنامحمداعبدہ ورسولہ۔امابعد!

محترم قارئین کرام! قیامت جوں جوں قریب ہوتی جارہی ہے ویسے ہی فتنوں کی بھر مار ہوتی جارہی ہے۔ داخلی فتنے بھی اور خارجی فتنے بھی۔ مسلمانوں کے اندر بھی فتنے پھوٹ رہے ہیں۔ اس دور میں اللہ تعالیٰ نے علماء دیوبند کو یہ توفیق دی کہ وہ فتنوں کا مقابلہ کریں اور علماء دیوبند کی تاریخ ان کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ چنانچہ جب روافض نے سر اٹھایا تو مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہدیۃ الشیعہ، آب حیات، اجوبہ اربعین، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایۃ الشیعہ، مولانا رحیم اللہ بجنوری رحمۃ اللہ علیہ، نے ابطال اصول الشیعہ اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مطرقۃ الکرامہ اور ہدایات الرشید اور مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتنہ ابن سباء، تاریخ مذہب شیعہ، مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے الثورۃ الایرانیہ فی میزان الاسلام، مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد الشیعہ اور علامہ عبدالستار تونسوی مدظلہم نے بطلان مذہب شیعہ لکھیں۔

نیچریوں کے خلاف حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے نموذج من معتقدات اہل العوج لکھا۔ اسی طرح بہائیوں کے خلاف الحجۃ النہائیۃ علی الحجۃ البہائیہ اور مولانا اشفاق الرحمن کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رفع الحجاب عن کید البھاوالباب لکھی۔ منکرین حدیث کے خلاف حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے نصرۃ الحدیث مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تدوین حدیث، مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے انکار حدیث کے نتائج، مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہم نے حجیت حدیث اور مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم نے کتابت حدیث لکھیں، بریلویوں کے خلاف مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے التصدیقات لدفع التلبیسات المعروف المھند علی المفند، براہین قاطعہ، مولانا حسین احمد المدنی رحمۃ اللہ علیہ نے الشہاب الثاقب، مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے راہ سنت، ازالۃ الریب، دل کا سرور، علامہ خالد محمود نے مطالعہ بریلویت لکھیں۔ غیر مقلدین کے خلاف مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے توثیق الکلام، الحق الصریح، الدلیل المحکم، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے سبیل الرشاد، اوثق العری، مولانا شیخ الہند محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ نے ادلہ کاملہ، ایضاح الادلہ، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے الاقتصاد فی بحث التقلید والاجتہاد، علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فصل الخطاب، عمدۃ الاثاث، الکلام المفید، خاتمہ الخطاب، کشف الستر، بسط الیدین، نیل الفرقدین، مفتی مہدی حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اقامۃ البرہان، قطع الوتین مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے احسن الکلام اور مولانا حبیب اللہ ڈیروی نے نور الصباح لکھیں۔

لیکن افسوس کہ کچھ لوگوں نے بیسویں صدی کے چھٹی دہائی میں مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ چھیڑا اور اس میں وہ اہل السنت والجماعت کے اجماعی راستے سے ہٹ گئے اور ستم یہ ڈھایا کہ خود کو منسوب بھی علماء دیوبند کی طرف کرنے لگے اور یہاں تک غلو کیا کہ خود کو صحیح اصلی اور خالص دیوبندی اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کو بناسپتی، جعلی دیوبندی کہنے لگے اور یہ لوگ علماء دیوبند کی عبارتوں کو توڑ موڑ کر پیش کرنے لگے ؎

زاغوں کے تصرف میں ہیں عقابوں کے نشیمن

تو حقیقی علماء دیوبند نے اس مسئلہ میں بھی قلم اٹھایا تا کہ اس فتنہ حادثہ کا سد باب ہو سکے تو بحمدللہ! انہوں نے دفتر کے دفتر اس بارے میں مرتب کر دیئے۔جس کی ایک فہرست (بقدر ضرورت) ہم نے کتاب کے آخر میں بعنوان ''فتنہ مماتیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت'' لگادی ہے لیکن اس کے باوجود منکرین حیات کی عادت ہے کہ وہ طرح طرح کی باتیں بنا کر مختلف جعلی منشاء اختلاف پیش کرتے رہے۔مثلاً:

(۱) جعلی منشاء اختلاف

مماتیوں نے لوگوں میں مشہور کر رکھا ہے کہ ہم لوگ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے قائل ہیں کہ آپ ﷺ پر موت واقع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا قانون وعدہ پورا ہوا اور آپ کا اس دنیا سے انتقال ہو گیا لیکن ہمارے مخالف آپ ﷺ کی موت کا انکار کرتے ہیں اور الٹا ہمیں حیات النبی ﷺ کا منکر کہتے ہیں اور پھر یہ لوگ قرآن مجید کی وہ آیات پڑھنا شروع کر دیتے ہیں جن میں حضور اکرم ﷺ یا تمام انسانوں کی موت کی اطلاع دی گئی ہے اور پھر اس پر مزید حاشیہ آرائی کرتے ہیں کہ کیا زندہ نبی کا جنازہ پڑھایا گیا؟ زندہ نبی کی قبر کھودی گئی اور ان کے درمیان منشاء اختلاف نہیں ہے کیونکہ ہمارے تمام اکابر حضور ﷺ کی وفات کے قائل ہیں کہ آپ ﷺ پر یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا اور آپ ﷺ نے دار دنیا سے انتقال فرمایا۔اس میں نہ شک ہے نہ اختلاف۔اختلاف تو حیات بعد الوفات میں ہے۔لہٰذا مماتیوں کا یہ کہنا کہ اختلاف موت میں ہے صحیح نہیں ہے بلکہ یہ منشاء اختلاف جعلی ونقلی ہے۔

(۲) جعلی منشاء اختلاف

مماتی لوگ تحریروں اور تقریروں میں کہتے ہیں کہ ہم حضور اکرم ﷺ کی حیات برزخی کے قائل ہیں اور ہمارے مخالف حیات دنیوی کے قائل ہیں۔حالانکہ یہ بات بھی خلاف واقع ہے۔ہمارے تمام اکابر رحمہم اللہ حضور اکرم ﷺ کی حیات بعد الوفات کو حیات برزخی کہتے اور مانتے ہیں۔علماء دیوبند کے کسی بزرگ عالم اور مرشد نے آپ ﷺ کی حیات برزخی کا انکار نہیں کیا۔ ہمارے اکابر پر یہ جھوٹا الزام ہے کہ وہ حیات برزخی کے منکر ہیں۔وفات کے بعد حضور اکرم ﷺ اپنے جسدِ عنصری سمیت عالم برزخ میں داخل ہوئے کیونکہ موت کے بعد ہر آدمی خود بخود عالمِ برزخ میں داخل ہو جاتا ہے جیسا کہ تمام علماء کرام تصریح فرما چکے ہیں کہ موت سے لے کر قیامِ قیامت کے زمانہ کو برزخ کہتے ہیں۔

بہترین مثال

تو ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ بنفس نفیس عالمِ برزخ میں ہوتے ہوئے اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔قبر شریف آپ ﷺ کی ذات اقدس کے لئے ظرفِ مکاں ہے اور برزخ آپ ﷺ کے لئے ظرفِ زماں ہے۔زماں ومکان ایک دوسرے کی ضد نہیں ہیں کہ ہر ایک سے دوسرے کی نفی ہو جائے بلکہ یہ دونوں باتیں بیک وقت صادق آتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ قبر شریف میں ہیں اور برزخ میں ہیں جیسا کہ مثلاً زید رات کے وقت مسجد میں بیٹھا ہے کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ زید مسجد میں ہے اور زید رات میں ہے۔یہ دونوں باتیں بیک وقت اسی لئے سچی ہیں کہ زید کے لئے مسجد ظرفِ مکاں ہے اور رات ظرفِ زمان ہے۔ بعینہٖ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے متعلق یہ کہنا کہ آپ ﷺ قبر شریف میں ہیں اور آپ برزخ میں ہیں یہ دونوں باتیں سچی اور صحیح ہیں۔

البتہ مماتی علماء نے عوام الناس کے ذہنوں میں یہ بات بٹھا رکھی ہے کہ برزخ سے مراد زمان نہیں بلکہ خاص مکان مراد ہے جس میں ارواح رہتی ہیں۔ حالانکہ یہ بات کہیں سے بھی ثابت نہیں پیغمبر کی اطلاع کی وجہ سے ہمارا ان پر ایمان بالغیب ہے۔ اسی لئے تو صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:...... وھو الیوم کما وضع یعنی بالفرض اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف منکشف بھی ہو جاتے تو اس دنیا والوں کو ایسے محسوس ہوں گے جیسے کہ قبر شریف میں رکھے گئے تھے، یعنی اہل دنیا حیات برزخیہ کو محسوس نہ کر سکیں گے کیونکہ برزخ کے امور غیب سے متعلق ہیں جو عام طور پر محسوس ومبصر نہیں ہوتے۔ الا ماشاء اللہ...... لیکن ان پر ایمان لانا ضروری ہے جو چیز ہمیں نظر نہ آئے ضروری نہیں کہ وہ موجود بھی نہ ہو۔ دیکھئے سوتا آدمی عالم خواب میں بہت کچھ دیکھتا ہے لیکن پاس بیٹھنے والا کچھ بھی نہیں دیکھتا، لیکن یہ نہ دیکھنے والا دیکھنے والے کو جھٹلا بھی نہیں سکتا کیونکہ اس نے جو کچھ دیکھا وہ سچ ہے۔

اصلی منشاء اختلاف

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اوّلاً آپ کے سامنے اکابر علماء دیوبند رحمۃ اللہ علیہ اور مماتیوں کا مذہب ومشرب پیش کیا جائے تا کہ منشاء اختلاف معلوم کرنے میں آپ کو کسی قسم کی دقت اور دشواری پیش نہ آئے، بلکہ آسانی سہولت پیدا ہو جائے۔

علماء دیوبند کے مؤقف کا خلاصہ

بطور خلاصہ کے جان لیں کہ ہمارا اکابر علماء کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات برزخیہ کی صورت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس کو دنیا والے جسد اطہر کے ساتھ تعلق حاصل ہے جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زائرین کا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں اور جواب مرحمت فرماتے ہیں اور آپ قبر مبارک میں موجود ہوتے ہوئے جنت کی سیر وسیاحت کرتے ہیں اور وہاں کی ہر نعمت اور ہر اکرام سے محظوظ ہوتے ہیں۔

مماتیوں کا عقیدہ

حالانکہ مماتی لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آسمانوں میں ایک نئے جسم کو مانتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی جسم مبارک جو قبر مبارک میں مدفون ہے زندگی سے اور جنت نعمتوں سے محروم سمجھتے ہیں۔

تو ہم نے بھی کوشش کی کہ علماء دیوبند نے نبی علیہ السلام کی قبر مبارک میں زندہ ہونے اور قبر کے نزدیک صلوٰۃ وسلام سننے کا جہاں کہیں ذکر کیا ہے اس کو ایک جگہ اکٹھا کر دیا جائے۔ تو بحمد للہ! یہ حوالہ جات چار سو (۴۰۰) سے متجاوز ہو گئے۔ اس کتاب کو ہم نے دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ پہلے حصے میں ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ وہ حوالے ذکر کئے ہیں جس میں یہ ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں زندہ ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا قبر میں مدفون جسم کے ساتھ تعلق ہے اور دوسرے حصے میں وہ حوالے ذکر کئے گئے جائیں جن میں یہ وضاحت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے قریب صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خود سنتے ہیں۔

اب اس کے بعد بھی کوئی نبی علیہ السلام کو قبر مبارک میں زندہ نہ مانے اور روضہ اقدس پر صلوٰۃ وسلام سننے کا انکار کرے اور خود کو دیوبندی بھی کہے اور لکھے تو اس کو شرم آنی چاہئے۔

نوٹ: زیر نظر کتاب میں علماء حق علماء دیوبند کی عبارات جمع کرنا مقصود تھا۔ اسی لئے اس کو جمع کر دیا گیا ہے، عقیدہ حیات النبی ﷺ پر آیات قرآنیہ، تفاسیر، احادیث نبویہ، شروح احادیث، اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اجماع امت وغیرہا کے ساتھ الگ کتابی شکل میں حوالہ جات جمع کر دیئے گئے ہیں جس کا نام حیات النبی ﷺ کورس ہے۔ من شاء فلیراجعہ (احباب حسب ضرورت وہاں ملاحظہ کر سکتے ہیں)۔ ان اریدالاالاصلاح مااستطعت وما توفیقی الاباللہ!

عبدالواحد قریشی کان اللہ لہٗ

۱۹ر جنوری ۲۰۱۰ء

تقدیم

(طبع دوم)

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ رب العزت نے اس کتاب کو نہایت مقبولیت عطاء فرمائی ہے۔ ملک و بیرون ملک سے احباب، اہل علم نے نہایتی خندہ پیشانی سے اس کو قبول فرمایا ہے بلکہ شُنید ہے کہ اکثر مقامات پر اہل علم حضرات نے اپنی طرف سے اس کو خرید کر تقسیم کرا دیا۔

اسی طرح اکثر وہ حضرات جو اس کے مطالعہ کے بعد واپس مسلک دیوبند کی طرف پلٹے بتاتے ہیں کہ ہماری طرح کئی لوگوں کے عقائد سدھر گئے۔ علماء حق علماء دیوبند کی ترجمانی اس کتاب میں موجود ہے۔ باطل قوتوں کی مخرب اخلاق کاروائی اور فتنہ انگیزی کے مقابلے میں یہ کتاب سدِ سکندری ثابت ہو رہی ہے۔

الحمدللہ! اس کتاب کے ٹھوس حوالہ جات، مدلل مبرھن دلائل سے علماء دیوبند کے نام پر اپنی دکان چمکانے والوں کی حقیت بھی خوب خوب واضح ہوئی ہے۔ الحمد اللہ علی ذالک!

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کی عظمت کو مزید چار چاند لگائیں اور اس کے نفع کو عام و تام فرمائیں۔

اب حال ہی میں ہندوستان (دارالعلوم دیوبند) کے دوست محترم جناب مولانا ظفر احمد نعمانی سلمہ اللہ تعالیٰ کی خواہش اور کوشش سے ہندوستان میں ان کے مکتبہ سے شائع ہو رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور مزید دینی اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ ویرحم اللہ عبداً قال اٰمینا!

عبدالواحد قریشی کان اللہ لہٗ

فروری ۲۰۱۶ء

ایک نظر ادھر بھی

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس کتاب کو اہل علم حضرات نے پڑھا اور اس کی تصدیق و تائید فرمائی۔

خصوصاً شیخ الحدیث والتفسیر، تلمیذ رشید حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، فاضل دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا علاؤالدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ جنہوں نے اپنی پیرانہ سالی کے باوجود ایک ماہ تک اپنے پاس رکھا اور وقفہ وقفہ سے اس کو دیکھتے رہے اور آخر میں اس پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے مؤلف پر اظہار اطمینان فرمایا۔

اور متکلم الاسلام، سفیر احناف، ترجمان علماء دیوبند حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کو پڑھا، مفید مشوروں سے نوازا اور آخر میں واشگاف الفاظ میں تصدیق وتقریظ لکھی، جو کہ خالص اللہ رب العزت کا فضل وکرم ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ کے قبر اطہر پر کئے جانے والے استشفاع کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل علم کے قلوب کو متوجہ فرمایا اور عوام الناس میں بھی اس کو بے حد مقبولیت فرمائی۔

آخر میں جن احباب نے میرے ساتھ تعاون فرمایا، ان کا شکر یہ ادا نہ کرنا نا انصافی ہوگی۔

اُن احباب میں مولانا محمد عمر فاروق معارفی سلمہٗ جنھوں نے اس کتاب کے اکثر حصہ کو اپنی بے لاگ کوشش سے چار چاند لگائے اور ساتھ ساتھ عزیزم حافظ انیس الرحمن سلمہ الرحمن، عزیزم محمد فرحان طارق حفظہ اللہ تعالیٰ، بھائی محمد زبیر الحق میکن جنھوں نے اس کتاب کو کمپوز کیا اور نہایت محنت شاقہ سے اسے خوب سے خوب تر بنایا اور مزید دامے، درمے، قدرے، سخنے بندہ ناچیز کے ساتھ تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور اہل حق کا ساتھ عطاء فرمائے۔

عبدالواحد قریشی کان اللہ لہٗ

جون ۲۰۱۲ء

عقیدہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں علماء دیوبند کی پہلی اجماعی دستاویز

التصدیقات لدفع التلبیسات المعروف بہ المہند علی المفند کا مختصر تعارف

مؤلفہ حضرت الشیخ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

آج سے ایک صدی قبل مولوی احمد رضا خان بریلوی نے حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ جیسے پاکبازانِ اُمت کی عبارت میں قطع و برید کر کے اور اپنے خانہ ساز مفہوم کو حاشیہ دے کر ان پر فتویٰ کفر دے دیا جو (حسام الحرمین) کے نام سے طبع ہوا۔ جس پر خان صاحب بریلوی نے خفیہ وشاطرانہ طریقہ سے علماء حرمین شریفین کے دستخط بھی لے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو اس بھونڈی کارروائی کا علم ہوا، تو انہوں نے علماء حرمین شریفین کو خان صاحب بریلوی کے مکر وفریب سے آگاہ کیا۔ اس پر علماء حرمین شریفین نے علماء دیوبند کے عقائد ونظریات کی اصل حقیقت جاننے کے لئے ۲۶ سوالات ارسال کئے۔ چنانچہ فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب لکھا۔ جس پر اس وقت کے جید علماء دیوبند کے علاوہ حرمین شریفین اور علماء مصر وشام نے تائیدی دستخط تحریر فرمائے۔ یہ جواب (المہند علی المفند) کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

المہند علی المفند پر دستخط کرنے والے علماء کرام! (۱) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی (۲) حضرت مولانا میر احمد حسن امروہوی (۳) مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمن دیوبندی (۴) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (۵) حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری (۶) حضرت مولانا احمد قاسمی (۷) حضرت مولانا غلام رسول (۸) فقیہ ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی (۹) حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی (۱۰) حضرت

مولانا محمد یحییٰ سہارنپوری (۱۱) حضرت مولانا محمد سہول رحمۃ اللہ علیہ سمیت ۲۴ اکابر علماء کرام نے اس پر تائیدی دستخط فرمائے۔ پاکستان میں یہ کتاب قائد اہلسنت حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء میں شائع فرمائی۔

تصدیقات جدیدہ! مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری کی طرف سے (انکار حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی ازسرنو اٹھائی گئی تحریک کے بعد فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے (المہند علی المفند) پر جدید علماء دیوبند کی تصدیقات کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے عقائد علماء دیوبند کا خلاصہ مرتب فرمایا اور اس پر درج ذیل ۳۸، جید علماء دیوبند نے تائیدی دستخط ثبت فرمائے۔ اس اعتبار سے یہ کتاب (المہند علی المفند) تمام علماء دیوبند کی ایک اجماعی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔

(۱) حضرت مولانا قاری محمد طیب، (۲) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع کراچی، (۳) حضرت مولانا علامہ ظفر احمد عثمانی، (۴) حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری، (۵) حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، (۶) حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی، (۷) قائد جمعیت حضرت مولانا مفتی محمود، (۸) حضرت مولانا مفتی عبداللہ ملتان، (۹) حضرت مولانا مفتی عبدالستار ملتان، (۱۰) حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، (۱۱) حضرت مولانا محمد احمد تھانوی سکھر، (۱۲) حضرت مولانا محمد عبد اللہ بہلوی، (۱۳) حضرت مولانا محمد انور انوری، (۱۴) حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانی، (۱۵) حضرت مولانا سید حامد میاں لاہور، (۱۶) حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی، (۱۷) حضرت مولانا مفتی احمد سعید سرگودھا، (۱۸) حضرت مولانا علی محمد صاحب کبیر والا، (۱۹) حضرت مولانا محمد شریف کشمیری ملتان، (۲۰) حضرت مولانا سید صادق حسین شہید جھنگ، (۲۱) حضرت مولانا عبدالحئی شجاع آبادی، (۲۲) حضرت مولانا عبدالستار تونسوی، (۲۳) حضرت مولانا محمد علی جالندھری، (۲۴) حضرت مولانا محمد ایوب جان بنوری، (۲۵) حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر، (۲۶) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین، (۲۷) حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی، (۲۸) حضرت مولانا مفتی محمد وجیہ ٹنڈوالہ یار، (۲۹) حضرت مولانا عبدالحق نافع، (۳۰) حضرت مولانا مفتی محمد فرید زروبوی، (۳۰) حضرت مولانا مفتی عبدالقادر کبیروالا، (۳۲) حضرت مولانا محمد شریف جالندھری، (۳۳) حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی، (۳۴) حضرت مولانا فضل غنی بنوں، (۳۵) حضرت مولانا فیض احمد ملتان، (۳۶) حضرت مولانا نذیر احمد فیصل آباد۔

(۱) کیا اِن تمام علماء دیوبند نے عبارت پڑھے بغیر اس پر دستخط کر دیئے؟ (۲) کیا تمام علماء دیوبند (العیاذ باللہ) ناواقف تھے کہ انہیں دستخط کرتے وقت اہل سنت والجماعت کے اصل عقیدۃ کا علم بھی نہ ہو سکا؟ (۳) کیا یہ تمام علماء دیوبند (العیاذ اللہ) روافض کی طرح تقیہ باز تھے کہ وقتی مصلحت کی بناء پر انہوں نے غلط عقیدہ پر دستخط کر دیئے؟ (۴) کیا یہ تمام علماء دیوبند (العیاذ باللہ) بزدل تھے کہ انہوں نے استقامت وعزیمت کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے کمزوری وغیر مستقل مزاجی کا مظاہرہ کیا؟ (۵) اور کیا ان علماء دیوبند کی اجماعی فکری کاوشوں سے الگ رہ کر صراط مستقیم پر قائم رہا جاسکتا ہے؟

عقیدہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں علماء دیوبند کی دوسری اجماعی دستاویز "تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور" کا تعارف

مؤلفہ امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۵۴ء کے قریب جامعہ خیر المدارس ملتان کے سالانہ جلسہ میں مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری نے (عقیدہ حیات النبی ﷺ) سے انکار کو اپنی تقریر کا موضوع بنالیا۔ دیوبندی حلقے اس فکر جدید سے قطعاً غیر مانوس تھے۔ لہٰذا عوام کو اس نئی گمراہی سے بچانے کے لئے حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقریر میں شاہ صاحب کو نشانہ بنائے بغیر اس عقیدہ کی وضاحت فرمادی کہ اسلاف دیوبند، انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کی قبور مبارکہ میں روح مع الجسد زندہ مانتے ہیں اور عند القبر سماع صلوٰۃ وسلام کا عقیدہ رکھتے ہیں جس پر شاہ صاحب نے برہمی کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ جامعہ کے میزبانوں کی طرف سے اسی موقع پر علماء کرام کی ایک محفل سجالی گئی۔ تاکہ وہ شاہ صاحب کو مسلک دیوبند سمجھایا جاسکے۔ لیکن شاہ صاحب نے مسلک دیوبند قبول کرنے کی بجائے اس مسئلہ کو اپنی عزت نفس کا مسئلہ بنالیا اور پورے ملک میں تقریر کے لئے مستقل یہی عنوان اختیار رلیا۔

تصفیہ کی پہلی ناکام کوشش

مسلک دیوبند کی وحدت پارہ پارہ ہوتے دیکھ کر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸، ۱۹ رجون ۱۹۶۰ء کو اپنے مرکز شیرانوالہ دروازہ لاہور میں فریقین کے چیدہ چیدہ علماء کا ایک خاص اجلاس طلب فرمالیا تاکہ افہام وتفہیم کے ذریعے اس مسئلہ کا کوئی حل تلاش کیا جاسکے۔ لیکن شاہ صاحب اور ان کے رفقاء اس خالص افہام تفہیم کی مجلس کو مناظرانہ ومجادلانہ رنگ دینے کے لئے مختلف علاقوں سے عام لوگوں کی بسیں بھر کر لے گئے۔ جس کی وجہ سے تصفیہ کی یہ پہلی کوشش ناکام ہوکر رہ گئی۔

تصفیہ کی دوسری ناکام کوشش

اس کے بعد ملک بھر میں جنگ وجدل کا بازار گرم ہوگیا تو ایک بار پھر چند اکابر نے مصالحت کی کوشش شروع کردیں۔ چنانچہ ۵ رجنوری ۱۹۶۱ء کو سکھر کے اندر فریقین کا اجتماع ہوا۔ جس میں فریقین نے متفقہ طور پر حضرت مولانا علامہ ظفر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ثالث تسلیم کیا اور ثالثوں نے اس مقصد کے لئے ۱۷، ۱۸ رجنوری ۱۹۶۱ء کو سکھر میں فریقین کو طلب کرلیا۔ اتفاقاً ان تاریخوں میں مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ ایک تقریر کے سلسلہ میں گرفتار کرلئے گئے اور سکھر کا اجتماع موخر ہوگیا۔ اس کے بعد ثالثوں نے اپنی سہولت کے لئے فریقین سے تحریری موقف طلب کرلیا۔ تاکہ ان کی روشنی میں وجہ اختلاف تک رسائی آسان ہوسکے۔ مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا تحریری موقف ارسال کردیا۔ لیکن شاہ صاحب نے اپنا موقف ونظریہ تحریری طور پر دینے سے انکار کردیا۔ جس کی وجہ سے مصالحت کی یہ دوسری کوشش بھی ناکام ہوکر رہ گئی۔

تصفیہ کی تیسری ناکام کوشش

اس کے بعد ۱۹۶۲ء میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دیوبند سے پاکستان تشریف لائے تو انہوں نے بھی فریقین کے درمیان مصالحت کی کوششیں شروع کر دیں۔ چنانچہ ۲۲؍جون ۱۹۶۲ء کو راولپنڈی کے اجلاس میں انہوں نے درج ذیل تحریر فریقین کے سامنے رکھی۔

وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ سلام سنتے ہیں۔ اس تحریر پر حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ صاحب، حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاضی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب اور حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب نے دستخط ثبت فرمائے۔

نوٹ: اجلاس راولپنڈی کی مذکورہ تمام کروائی حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مضمون بعنوان "مسئلہ حیات النبی ﷺ سے متعلق چار رسالہ نزاع کا خاتمہ" میں تحریر فرما دی ہے جو ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ستمبر ۱۹۶۲ء اور مولانا شیخ غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی" (اگست ۱۹۶۲ء) میں شائع ہو چکا ہے۔ اب ہم ان کرم فرماؤں سے پوچھتے ہیں کہ جن کا یہ دعویٰ ہے کہ فیصلہ راولپنڈی محض ایک افواہ ہے یا جعلی دستخط ہیں تو بتایا جائے کہ حضرت قاری صاحب نے بھی جھوٹ بولا دارالعلوم دیوبند کے ترجمان رسالہ نے بھی جعل سازی سے کام لیا؟ سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری نہ مذکورہ اجلاس میں شریک ہوئے اور نہ مذکورہ تحریر پر انہوں نے دستخط فرمائے جس کی وجہ سے حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (امیر جمعیت اشاعت وتوحید والسنۃ) اور حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (جنرل سیکرٹری جمعیت اشاعت وتوحید والسنۃ) نے ان کے بارہ میں درج ذیل تحریر علیحدہ لکھ کر دی۔ ہم (مولانا قاضی نور محمد صاحب اور مولانا غلام اللہ خان صاحب) اس کی پوری کوشش کریں گے کہ سید عنایت اللہ شاہ صاحب سے اس تحریر (مندرجہ بالا) پر دستخط کرائیں۔ جس پر ہم نے دستخط کیے ہیں۔ اگر ممدوح اس پر دستخط نہ کریں گے تو مسئلہ حیات النبی ﷺ میں اس تحریر کی حد تک ان سے برأت کا اعلان کر دیں گے۔ نیز اپنے جلسوں میں ان سے مسئلہ حیات النبی ﷺ پر تقریر نہ کرائیں گے اور اگر اس مسئلہ میں وہ کوئی مناظر وغیرہ کریں گے تو ہم اس بارہ میں ان کی مدد نہ کریں گے۔ نور محمد خطیب قلعہ دیدار سنگھ...... لاشئی غلام اللہ خان ۲۲؍جون ۱۹۶۲ء

(بحوالہ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، ستمبر ۱۹۶۲ء)

اس فیصلے کے بعد چند ہی روز میں حضرت مولانا قاضی نور محمد انتقال فرما گئے اور حقیقتاً شیخ القرآن نے یہ وعدہ وفا کر دکھایا جس طرح شیخ القرآن کے مایہ ناز شاگرد و ترجمان حضرت مولانا عبدالمعبود نے تصریح فرمائی ہے۔

ا...... ۱۹۶۲ء کے تاریخی معاہدے کے ایک عرصہ بعد تک حضرت شیخ القرآن اور حضرت شاہ صاحب کے مابین حالات کشیدہ رہے۔ شاہ صاحب کی تعلیم القرآن تشریف آوری کسی بھی موقع پر قطعاً نہیں ہوئی، نہ دورۂ تفسیر القرآن کے دوران، نہ ابتداء یا اختتام بخاری شریف کے موقع پر اور نہ ہی سالانہ کانفرنسوں میں حضرت شاہ صاحب کو مدعو کیا گیا۔

چونکہ حضرت شیخ القرآن اور حضرت شاہ صاحب کے مابین "مسئلہ توحید" کی اشاعت وترویج میں زمانۂ قدیم سے راسخ تعلق چلا آرہا تھا۔ اس کا تقاضا یہی تھا کہ یہ بعد اور دوری ختم کر کے پھر سے پرانے تعلقات استوار کر لئے جائیں۔ غالباً آٹھ دس سال کے انقطاع کے بعد حضرت شیخ القرآن نے وسعت ظرفی کا مظاہرہ کرتے

ہوئے حضرت شاہ صاحب کو مدعو فرمالیا اور دارالعلوم تعلیم القرآن کی سالانہ کانفرنس میں خطاب کا موقع فراہم فرمایا۔

دارالعلوم تعلیم القرآن کی وسیع وعریض جامع مسجد سامعین سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ اسٹیج پر ملک بھر کے نامور اور جلیل القدر علماء کرام رونق افروز تھے، رات کا بڑا حصہ بیت چکا تھا۔ حضرت شاہ صاحب کا خطاب پورے شباب پر تھا اور سامعین محظوظ ہو رہے تھے کہ حضرت شاہ صاحب نے موضوع سے ہٹ کر ''مسئلہ حیات النبی ﷺ'' چھیڑ دیا۔ کچھ دیر تک حضرت شیخ القرآن بے محل اور بے موقع مسئلہ حیات النبی ﷺ پر حضرت شاہ صاحب کی گفتگو طوعاً وکرہاً سماعت فرماتے رہے اور اپنے جذبات ضبط کرتے رہے۔ لیکن جب شاہ صاحب نے فرمایا: ''آؤ، حیات النبی ﷺ پر دلائل پیش کرو۔''

تو حضرت شیخ القرآن جلال میں آگئے اور اس وقت اُن کا جلال دیدنی تھا۔ انتہائی غضبناک ہو کر فرمایا: ''چھوڑو، چھوڑو، دلائل نہ دلائل'' اور شاہ صاحب سے مائیک چھین لیا اور خود تقریر شروع کر دی۔

حضرت شاہ صاحب کی بے حد سبکی ہوئی، لیکن وہ محو حیرت، بالکل ساکت وصامت سوچ کی موج میں گم ہو گئے۔ مگر قطعاً کوئی ردعمل پیش نہیں کیا۔ کچھ دیر اسٹیج پر تشریف فرما رہے اور پھر چلے گئے۔ (عقیدہ شیخ القرآن ص ۵۶، ۵۷)

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے   نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوایاں ہوتیں

۲...... ایشیاء کا جامع ازہر، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، مادر علم دارالعلوم دیوبند کے زعماء اور مشائخ نے ۱۹۸۰ء بمطابق ۱۴۰۰ھ میں جب صد سالہ کانفرنس کا انعقاد فرمایا، جس میں دارالعلوم دیوبند کے اکابرین کی شاندار خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اُس تاریخی کانفرنس میں حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کو مقالہ پیش کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ لیکن حضرت سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری برہم ہو گئے اور انہوں نے ''انتہائی نازیبا کلمات'' استعمال کئے جو اخبارات میں بھی شائع ہو گئے۔ حضرت شیخ القرآن کو شاہ صاحب کے کلمات پر قلبی دکھ ہوا ان کے جذبات کو سخت ٹھیس پہنچی۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کو علماء دیوبند سے والہانہ عقیدت اور بے پناہ قلبی انس تھا۔ وہ اُن پر جان نچھاور کرتے تھے اور انہیں علماء مشائخ دیوبند کے خلاف کسی کی بات ہرگز گوارا نہ تھی۔ حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب کے ساتھ گہرے اور قدیم تعلقات کے باوجود اُن کے بیان پر حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے سخت ترین ردعمل کا مظاہرہ کیا۔ آپ نے فوراً پریس کانفرنس طلب فرمائی اور اس میں علماء دیوبند کی دینی، سیاسی اور ملکی خدمات کو شاندار خراج تحسین پیش فرمایا۔

آپ نے فرمایا: ''علماء دیوبند کے خلاف میں کسی کی بات قطعاً برداشت نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ اگر میرا باپ بھی اُن کے خلاف کچھ کہے تو میں ان کی بات کو بھی مسترد کر دوں گا۔ میں اُن کی عزت وناموس پر اپنی جان تو قربان کر سکتا ہوں لیکن ان کے خلاف کچھ سننے کا روادار نہیں ہوں۔''

اتفاق سے اسی سال حضرت شاہ صاحب کو دارالعلوم تعلیم القرآن کے سالانہ جلسہ میں دعوت دے چکے تھے۔ لیکن شاہ صاحب کے ریمارکس سے کبیدہ خاطر ہو گئے اور جلسہ کے اشتہار کے متعلق حضرت شیخ نے اس خادم سے فرمایا: ''ادھر لاؤ وہ اشتہار اور کاٹ دو شاہ صاحب کا نام انہیں دیوبندی کہہ کہہ کر ہمارا گلہ بھی خشک ہو گیا ہے۔ لیکن انہوں نے تو دیوبند کا منہ بھی نہیں دیکھا۔ وہ دیوبند کے خلاف بیان دیتے ہیں۔ اشتہار سے ان کا نام کاٹ دو۔ چنانچہ حضرت شیخ نے اپنی زندگی کی اس آخری کانفرنس میں حضرت شاہ صاحب کو نہیں بلایا۔

(عقیدہ شیخ القرآن ص ۵۷، ۵۸ ناشر ادارۃ التحقیق راولپنڈی)

البتہ حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ چونکہ اپنے ایک مکتوب نے ذریعہ اپنے (عقیدہ حیات النبی ﷺ) کی وضاحت فرما چکے تھے۔ اس لئے مذکورہ تحریر پر ان کے دستخط کرانے کی ضرورت محسوس نہ کی گئی۔ چنانچہ مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کی وضاحت اس طرح فرماتے ہیں کہ اس مختصر عبارت کی کافی تفصیل چونکہ قاضی شمس الدین (برادر خورد مولانا قاضی نور محمد صاحب) اپنے مکتوب میں لکھ کر مولانا محمد علی صاحب جالندھری کے پاس بھیج چکے تھے۔ اس لئے یہ عبارت بالا ان کی مسلمہ ہے۔ بنا بریں اس عبارت پر ان کے دستخط کرانے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ عبارت بالا کو ان کی مسلمہ سمجھا جائے۔ (بحوالہ ماہنامہ دارالعلوم دیو بند، ستمبر ۱۹۶۲ء)

اس اعتبار سے گویا جمعیۃ اشاعت التوحید کے تین ذمہ دار حضرات (مولانا قاضی نور محمد صاحب، مولانا غلام اللہ خان صاحب اور مولانا قاضی شمس الدین صاحب) عقیدہ حیات النبی ﷺ کی مذکورہ تحریر پر متفق تھے۔ لیکن سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری اور ان کے بعض شدت پسند رفقاء اس سے اتفاق نہ کر سکے اور اس طرح مصالحت کی یہ تیسری کوشش بھی ناکام ہو کر رہ گئی۔

جمعیت علماء اسلام کا فیصلہ اور تسکین الصدور کی تالیف

افہام تفہیم کے ذریعہ جب مصالحت کی تمام کوششیں ناکام ہو چکیں اور سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری، اپنی جماعت کے مرکزی امیر (حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحب) اور ناظم اعلیٰ (حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب) کی تائیدی تحریر بھی مسترد کر چکے تو اکابر دیو بند نے مصالحت کی جملہ کوششیں ترک کر کے ''مسلک دیو بند'' کو شاہ صاحب کے پیدا کردہ شکوک و شبہات سے بچانے اور قرآن و سنت و اجماع امت کی روشنی میں اسے واضح و آشکارا کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ۴؍اگست ۱۹۶۲ء کو جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں محدث کبیر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک اور دیگر علماء کی تائید سے امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ، کو منتخب کیا گیا کہ وہ قرآن و سنت اور اجماع امت کی روشنی میں دلائل و براہین کے ساتھ مسلک دیو بند کی ترجمانی کرتے ہوئے ''عقیدہ حیات النبی ﷺ'' کو واضح کریں۔ چنانچہ جمعیت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے فیصلے کے مطابق حضرت امام اہلسنت نے ''تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور'' تالیف فرمائی جسے اکابرین جمعیت کی موجودگی میں پڑھ کر سنایا گیا اور پھر درج ذیل اکابر علماء نے اس پر تصدیقات ثبت فرمائیں۔

(۱) حضرت مولانا فخر الدین احمد (سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیو بند) (۲) حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن (سابق صدر مفتی دارالعلوم دیو بند) (۳) حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب (سابق مہتمم دارالعلوم دیو بند) (۴) امام فن اسماء الرجال حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی (انڈیا) (۵) حضرت مولانا خیر محمد جالندھری (جامعہ خیر المدارس ملتان) (۶) حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانی (۷) حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری (۸) حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی (۹) حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی (۱۰) حضرت مولانا علامہ ظفر احمد عثانی (۱۱) حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک (۱۲) حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مظفر گڑھ (۱۳) حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب (سراجیہ کندیاں شریف) (۱۴) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (کراچی)

(۱۵) فخر سرحد حضرت مولانا سید گل بادشاہ (۱۶) حضرت مولانا علامہ دوست محمد قریشی (۱۷) حضرت مولانا مفتی احمد سعید سرگودھا (۱۸) حضرت مولانا نذیر اللہ خان گجرات (۱۹) مفکر اسلام قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود (۲۰) ضیغم اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی (۲۱) مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری (۲۲) حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب (سابق شیخ الحدیث دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی) (۲۳) قائد اہل السنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب (۲۴) حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب ملتان (۲۵) حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب ساہیوال۔ (رحمہم اللہ)

اس اعتبار سے عقیدہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں یہ کتاب اکابرین علماء دیوبند کی دوسری اجماعی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ اس پر اس وقت کے تقریباً تمام قابل ذکر اکابر علماء کی تصدیقات آ چکی ہیں۔ کیا کوئی شخص دیوبندیت کا دعوی رکھتے ہوئے ان تمام اکابر کو جھٹلانے کا حوصلہ کر سکے گا؟ اور ان اکابر کو جھٹلا کر خود دیوبندی مسلک میں شامل رہ سکے گا؟ اور کیا وہ اپنے مسلک کی کوئی ایسی کتاب پیش کر سکے گا جس پر ایسے جید علماء دیوبند کی تصدیقات موجود ہوں؟ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب ...... نبی علیہ السلام کی قبر مبارک میں زندگی

الحمدللہ الذی انزل الایات وارسل البینات وذاق الانسان الممات بعدالحیات والصلوۃ والسلام علی من بعثھم بالبراھین والمعجزات وھم احیاء فی قبورھم بعدالوفات خصوصاً علی سیدالانبیاء وافضل الکائنات سیدنا ومولانا محمد الرسول الذی ھو حی فی روضۃ من ریاض الجنات ویسمع فی قبرہ السلام والصلوۃ ویجیب سلام الزائرین والزائرات وعلی الہ واصحابہ الذین یتبعونہ فی الحیوۃ وبعدالوفات امابعد!

نبی علیہ السلام دنیا میں تقریباً ۶۳ برس زندہ رہے۔ پھر ایک مقرر وقت پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو وفات دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں آپ علیہ السلام کو دفن کیا۔ اب دُنیا کے تمام مسلمانوں (احناف، شوافع، مالکیہ، حنابلہ) کا عقیدہ ہے کہ آپ علیہ السلام قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ اگر تمام مذاہب کے علماء کرام کے حوالے پیش کریں تو ایک دفتر درکار ہوگا۔ اس لئے صرف علماء دیوبند رحمہم اللہ کے حوالہ جات پیش کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح عقیدہ پر تادم زیست قائم رکھے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ!

آیۃ من آیات اللہ، رئیس المتکلمین، استاذ الاساتذہ، منبع الحکمۃ، معدن العلوم، بانی دارالعلوم دیوبند،
قاسم العلوم والخیرات، سیدنا الامام الکبیر، حجۃ الاسلام والمسلمین،

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء)

۱...... رسول اللہ ﷺ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام بالیقین قبر میں زندہ ہیں پر شیعہ (اور جدید معتزلہ، مؤلف) نہ سمجھیں تو کیا کیجئے؟ (ہدیۃ الشیعہ ص ۳۵۹ ط: تالیفات اشرفیہ ملتان)

۲...... نبی علیہ السلام روضۂ مبارک میں زندہ ہیں۔ (ہدیۃ الشیعہ ص ۳۲۰ ط: تالیفات اشرفیہ ملتان)

۳...... آپ علیہ السلام قبر میں زندہ ہیں۔ (اجوبہ اربعین ص ۱۰۶ ط: ادارہ نشر واشاعت نصرۃ العلوم گوجرانوالہ)

۴...... رسول اللہ ﷺ ہنوز قبر میں زندہ ہیں۔ (آب حیات ص ۷ ط: تالیفات اشرفیہ۔ ملتان)

۵...... سو تسکین جب ہی متصور ہے کہ آپ ﷺ زندہ ہوں۔ (آب حیات ص ۵۲ ط: تالیفات اشرفیہ۔ ملتان)

۶...... قرآن مجید کی سورۃ نساء: ۶۴ (ولو انھم اذ ظلموا... الخ) کیونکہ اس میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں اور تخصیص ہو تو کیونکر ہو آپ کا وجود تربیت تمام امت کے لئے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی متصور ہے کہ آپ ﷺ قبر میں زندہ ہوں اور اگر اہل عصر ہی کے ساتھ یہ فضیلت مخصوص تھی تو آیت: النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم کے دونوں جملے جدا جدا آپ ﷺ کی حیات پر اسی طرح دلالت کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ قرآن کے ماننے والوں کو تو گنجائش انکار نہیں اور جو شخص قرآن کے انکار سے، موافق حدیث ثقلین لاریب داخل زمرہ گمراہان ہو چکا اس کی راہ پر لانے کی کوئی تدبیر نہیں۔ غرض جو لوگ کلام اللہ کو بیاض عثمانی کہہ کر خدا کی آیات سے اپنے خیالات واہیات کو متقدم سمجھتے ہیں وہ لوگ تو اپنے عقیدہ کے موافق بھی بشہادت حدیث مذکور گمراہ ہوں گے وہ نہ مانیں تو وہ جانیں پر مؤمنان با اخلاص کو بعد استماع تفسیر آیت مذکور ان شاء اللہ تسلیم دعویٰ معلوم لازم ہوگا۔ (آب حیات ص ۵۳-۵۴ ط: تالیفات اشرفیہ ملتان)

۷...... ہمارا دعویٰ تو یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں یہ نہیں کہ اور کوئی مثل انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہی نہیں۔ ہاں! چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی بوجہ علم نبوت معلوم ہے تو وہ دونوں حکم باقی یعنی حرمت ازواج اور عدم توریث اموال قابل تکلیف اور بالیقین واجب العمل ہوں گے۔ (آب حیات ص ۴۲-۴۳ ط: تالیفات اشرفیہ ملتان)

۸...... ارواح انبیاء علیہم السلام کو بدن کے ساتھ علاقہ (تعلق) بدستور رہتا ہے اور ان کا سماع بعد وفات بھی بدستور باقی ہے۔ (جمال قاسمی ص ۱۳ ط: کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

۹...... انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ کو بعد مرگ بھی وہی تعلق اپنے اجسام سے رہتا ہے جو قبل مرگ تھا۔

(جمال قاسمی ص ۲۱، کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

۱۰...... انبیاء کرام علیہم السلام کو انہیں اجسام دنیاوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں۔

(لطائف قاسمیہ ص ۳ مطبع مجتبائی دہلی)

۱۱...... انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے ابدان سے تعلق اس قسم کا تعلق اب بھی ہوگا جس قسم کا پہلے تھا۔

(لطائف قاسمیہ ص ۴، مطبع مجتبائی دہلی)

۱۲...... انبیاء کرام علیہم السلام کو ابدان دنیا کے حساب سے زندہ سمجھیں گے۔ (لطائف قاسمیہ ص ۴ ط: مطبع مجتبائی دہلی)

فقیہ النفس، ابوحنیفہ وقت، محدث العصر، استاذ حضرت مولانا حسین علی الوانی،

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء)

۱۳...... آپ ﷺ قبر میں زندہ ہیں و نبی اللہ حی یرزق۔ اس مضمون حیات کو مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ نے اپنے رسالہ آب حیات میں بما لا مزید علیہ ثابت کیا ہے۔ (ہدایۃ الشیعہ ص ۱۸ در تالیفات رشیدیہ ص ۵۶۱، ادارہ اسلامیات لاہور)

نوٹ: معلوم ہوا کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ میں متفرد نہیں بلکہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کے ساتھ ہیں۔

۱۴...... ولان النبیین صلوات اللہ علیھم اجمعین لماکانوا احیاء فلامعنی لتوریث الاحیاء منھم۔

ترجمہ: اور چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں تو ان سے زندوں کے وارث ہونے کا کوئی معنی نہیں ہے۔

(الکوکب الدری علی جامع الترمذی ج ۱ ص ۴۲۳ ط: ایچ ایم سعید۔ کراچی)

الشیخ المحدث، محشی بخاری شریف، استاذ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت مولانا احمد علی السہارنپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ)

۱۵...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مفصل تقریر میں فرمایا کہ: لایذیقک اللہ الموتتین ابدا کہ اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کو دو موتیں کبھی نہیں چکھائے گا۔ اس کی تشریح میں حضرت موصوف فرماتے ہیں: والاحسن ان یقال ان حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم لایتعقبھا موت بل یستمر حیا والانبیاء احیاء فی قبورھم ترجمہ: میرے نزدیک بہترین جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایسی ہے کہ اس کے بعد موت وارد نہیں ہوتی بلکہ دوامی حیات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۵۱۷ حاشیہ ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

شیخ العالم المعروف بشیخ الہند، اُستاذ الاساتذہ، سابق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند، سید المجاہدین،

حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء)

۱۶...... قولہ: ان اللہ حرم علی الارض ای منعھا و فیہ مبالغۃ لطیفۃ اجساد الانبیاء ای من ان تاکلھا فالانبیاء فی قبورھم احیاء قال الطیبی فان قلت ماوجہ الجواب بقولہ ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء فان المانع من العرض والسماع ھو الموت وھو قائم لاشک ان حفظ اجسادھم من ان ترم خلاف العادۃ المستمرہ فکان اللہ یحفظھا منہ فکذلک یمکن من العرض علیھم ومن الاسماع صلوۃ الامۃ ویؤیدہ ماوردمن حدیث ابی الدرداء فنبی اللہ حی یرزق انتھی۔ قال السید جمال الدین: لاحاجۃ فی وجہ تطابق الجواب الی ھذا التطویل فان قولہ ان اللہ حرم الخ مقابل قولہ وقد ارمت وایضاً محصل الجواب ان الانبیاء احیاء فی قبورھم فیمکن لھم سماع صلوۃ من صلی علیھم فتامل۔ فماذکر من محصل الجواب ھو خلاصۃ ماذکرہ الطیبی من السوال والجواب غایتہ انہ علی الوجہ التوضیح بیانہ ان الصحابۃ سألوا بیان کیفیۃ العرض بعد اعتقادھم بانہ کائن لامحالۃ لقول الصادق دفعا لاشتباہ ان العرض ھل ھو علی الروح المجرد او علی المتصل بالجسد حسبوا ان جسد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کجسد کل احد فکفی فی الجواب ماقالہ علی وجہ الصواب۔ و کلام الطیبی یفید حصر العرض والسماع بعد الموت بالانبیاء ولیس کذلک فان سائر الاموات ایضاً یسمعون السلام والکلام ویعرض علیھم اعمال اقاربھم فی بعض الایام نعم الانبیاء یکون حیاتھم علی الوجہ الاکمل ویجعل لبعض وراثھم من الشھداء والاولیاء والعلماء حفظ ابدانھم فی قبورھم۔ ترجمہ: اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے یعنی منع کر دیا (اور اس میں عمدہ مبالغہ ہے) کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام

کے اجسام کو کھا سکے۔ پس انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ طیبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ اگر تو یہ کہے: "ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء علیہم السلام" کے ساتھ جواب دینے کی کیا وجہ ہے؟ کیونکہ عرض اور سماع سے رکاوٹ تو موت ہے تو میں یہ کہوں گا کہ اس میں تو شک نہیں کہ ان کے اجسام کی بوسیدہ ہونے سے حفاظت جاری عادت کے خلاف ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس سے ان کی حفاظت فرماتا ہے۔ اسی طرح ان پر اعمال پیش ہونا اور امت کا سلام سنوانا ممکن ہے اور اس کی تائید حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی واردشدہ حدیث سے ہوتی ہے کہ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے (طیبی رحمۃ اللہ علیہ کی بات ختم ہوئی) سید جمال الدین کہتے ہیں۔ جواب کی مطابقت کے لئے اتنی طوالت کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ان اللہ حرم الخ وقد ارمت کے جواب میں ہے اور اسی طرح جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ یقیناً انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ پس ان کے لئے درود پڑھنے والا کا درود سننا ممکن ہے۔ پس غور فرمایئے (جمال الدین) نے جو جواب کا خلاصہ ذکر کیا ہے وہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ سوال جواب کا بھی خلاصہ ہے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ وہ وضاحت کے طور پر ہے۔ اس کا بیان یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیش ہونے کی کیفیت پوچھی اس اعتقاد کے بعد کہ یہ پیش ضرور ہوگا کیونکہ سچے (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بات ہے۔ اس اشتباہ کو دور کرنے کے لئے کہ یہ صرف روح پر ہوگا یا جسم سے متصل روح پر ہوگا۔ انہوں نے گمان کیا کہ نبی علیہ السلام کا جسم کسی ایک (عام) شخص کے جسم کی طرح ہے پس اس کے جواب میں وہ بات کافی ہوئی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہترین طریقے پر فرمائی اور طیبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام یہ فائدہ دیتا ہے کہ درود پیش ہونا اور سننا، وفات کے بعد صرف انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ حالانکہ بات ایسی نہیں کیونکہ باقی مردے بھی سلام وکلام سنتے ہیں اور اس پر کچھ دنوں میں ان کے رشتہ داروں کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ ہاں! انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کامل ترین طریقے پر ہے اور ان کے کچھ ورثاء جیسے شہیدوں، ولیوں اور علماء کو بھی قبر میں جسم کی حفاظت حاصل ہوتی ہے۔

(حاشیہ سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۵۸ باب نمبر ۲۰۸، حدیث نمبر ۱۰۴۷ حاشیہ نمبر ۶ ط: مکتبہ رحمانیہ لاہور)

۱۷...... تقدیر الکلام مامن احدیسلم علی الا ار علیہ السلام لانی حی اقدر علی ردالسلام ترجمہ: جو بھی مجھے سلام کرتا ہے تو میں خود جواب دیتا ہوں کیونکہ میں زندہ ہوں، سلام کا جواب دینے کی طاقت رکھتا ہوں۔

(حاشیہ سنن ابی داؤد، ج ۱ ص ۲۹۵، زیارۃ القبور، حدیث نمبر ۲۰۴۱، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

۱۸...... انهم اتفقوا علی حیاته صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بل حیاة الانبیاء علیهم السلام متفق علیها لاخلاف لاحد فیه ترجمہ: بے شک وہ اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات اتفاقی مسئلہ ہے اس بارے میں کسی ایک محدث کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (انوار محمود، شرح ابوداؤد شریف ج ۱ ص ۶۱۰)

علماء دیوبند کی پہلی اجتماعی دستاویز التصدیقات لدفع التلبیسات المعروف بہ "المہند علی المفند" پر تصدیقی دستخط کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۹...... وهو معتقدنا ومعتقد مشائخنا جمیعا لاریب فیه ترجمہ: اور یہی ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم کا عقیدہ ہے۔ (المہند علی المفند ص ۴۷ ط: المیزان لاہور)

نوٹ: المہند شریف کا حوالہ اسی باب کے نمبر ۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

فخر المحدثین، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ، اُستاذ العلماء، محشی سنن ابی داؤد،
تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ومولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ محدث وقت

حضرت مولانا فخر الحسن گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۱۷ھ)

۲۰...... فکذا ههنا تقدیر الکلام مامن احد یسلم علی الا ارد علیه السلام لانی حی اقدر علی رده ترجمہ: اسی طرح یہاں بھی کلام مقدر ہے کہ جو بھی مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو میں اس کا جواب دیتا ہوں کیونکہ میں زندہ ہوں جواب دینے کی طاقت رکھتا ہوں۔ (التعلیق المحمود علی سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۲۷۹ باب زیارۃ القبور حاشیہ نمبر ۲ طـ: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

شارح ابی داؤد، صدر المدرسین مظاہر العلوم سہارنپور، مرشد مرشد العلماء حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ
واُستاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ، مناظر اسلام

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۴۶ھ)

۲۱...... ان نبی الله حی فی قبره کما ان الانبیاء علیهم السلام احیاء فی قبورهم۔ ترجمہ: یقیناً اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں جس طرح کہ باقی انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(بذل المجہود شرح ابی داؤد، باب مایقول فی التشهد، ج ۲ ص ۱۱۷ طـ: مکتبہ الشیخ بہادر آباد کراچی)

۲۲...... فان الانبیاء فی قبورهم احیاء۔ ترجمہ: یقیناً انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور مطہرہ میں زندہ ہوتے ہیں۔

(بذل المجہود شرح ابی داؤد، باب تفریع ابواب الجمعة، ج ۲ ص ۱۶۰، مکتبہ الشیخ بہادر آباد کراچی)

علماء دیوبند کی پہلی اجتماعی دستاویز التصدیقات لدفع التلبیسات المعروف بہ ''المہند علی المفند'' میں سوال نمبر ۵ کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

۲۳...... عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة صلی اللہ علیہ وسلم حیی فی قبره الشریف ترجمہ: ہمارے اور ہمارے مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک حضور علیہ السلام اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ (المہند علی المفند ص ۳۰ طـ: المیزان لاہور)

۲۴...... اس بات کو خوب یاد کر لینا ضروری ہے کہ عقیدہ سب کا یہی ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(براہین قاطعہ ص ۲۰۳ طـ: مکتبہ الشیخ بہادر آباد کراچی)

۲۵...... بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ (تذکرۃ الخلیل ملخصاً ص ۳۰۷ طـ: مکتبہ الشیخ بہادر آباد کراچی)

رئیس المفسرین، حامی سُنت، ماحی شرک وبدعت، تلمیذ رشید حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
پیر ومرشد امام اہل السنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت مولانا حسین علی الوانی واں بھچروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء)

۲۶...... عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا الصلوة علی یوم الجمعة فانه مشهود تشهده الملائكة ان واحدا لن یصلی علی الا عرضت علی صلاته حین یفرغ منها قال قلت وبعد الموت قال: وبعد الموت: ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی الله حی یرزق وقد صنف السیوطی رسالة انباء الاذكياء فی حیات الانبیاء حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جمعہ کے دن مجھ

پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے۔ فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ جو بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے جب وہ فارغ ہوتا ہے۔ (راوی فرماتے ہیں) میں نے پوچھا کہ موت کے بعد بھی فرمایا کہ موت کے بعد بھی اللہ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجساد کھانا حرام کر دیا ہے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں ایک رسالہ تحریر فرما چکے ہیں (بنام) انباء الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء یعنی عقلمندوں کی خبر انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی کے بارے میں۔

(تحریرات حدیث علی اصول التحقیق ص ۳۳۱، رسالہ درود شریف، حدیث نمبر ۸ ط: اشاعت اکیڈمی پشاور)

جامع شریعت وطریقت، سند الاولیاء والصلحاء، حامی سنت وماحی بدعت، مفسر قرآن، مجدد وقت حکیم الامت

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء)

۲۷...... حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھا سکے۔ پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ کذا فی المشکوٰۃ

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ نبی علیہ السلام قبر میں زندہ ہیں۔ (نشر الطیب ص ۲۶۷، زمزم پبلشرز کراچی ص ۲۴۸، تاج کمپنی)

۲۸...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔

(نشر الطیب ص ۲۶۷ زمزم پبلشرز کراچی ص ۲۴۸ ط: تاج کمپنی لمیٹڈ)

۲۹...... یہ بات باتفاق امت ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام قبر میں زندہ رہتے ہیں۔ (اشرف الجواب ص ۲۶۱ حصہ دوئم)

۳۰...... حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے کیونکہ جسد اطہر اس کے اندر موجود ہے۔ بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں۔ قریب قریب اہل حق اس پر متفق ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ حدیث بھی ہے کہ: ان نبی اللہ حی فی قبرہ یرزق کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رزق پہنچتا ہے۔

(اشرف الجواب ص ۲۵۹ حصہ دوئم ط: المیزان لاہور خطبات میلاد النبی ۲۸۷ صلی اللہ علیہ وسلم)

۳۱...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ (اشرف الجواب ص ۱۸۷ حصہ دوئم ط: المیزان لاہور)

۳۲...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنص حدیث قبر میں زندہ ہیں۔ (التکشف ص ۴۴۶ ط: تالیف اشرفیہ ملتان)

۳۳...... اور یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں گفتگو تھی جس میں آپ نہایت قوی حیات برزخیہ کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں حیات حضرات انبیاء کرام علیہم السلام خود اہل حق کا عقیدہ ہے اور موت ان کی صرف ظاہری ضعیف درجہ کی ہے۔ (حفظ الایمان ص ۵ ط: کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

خاتم المحدثین، امام العصر، اذھن العلماء، نمونہ اسلاف، سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند

حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۴ء)

۳۴...... واسئل من ارسلنامن قبلک من رسلنااجعلنامن دونِ الرحمن الٰھة یعبدون (الزخرف:۴۵)

ترجمہ: اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہم نے جو پیغمبر بھیجے اُن سے پوچھ لیں کہ ہم نے خدائے رحمن کے علاوہ کوئی اور معبود مقرر کئے تھے کہ اُن کی عبادت کی جائے......؟

اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یستدل بہ علی حیوۃ الانبیاء ترجمہ: اس آیت مبارکہ سے انبیاء کرام علیہم السلام کے زندہ ہونے کا استدلال کیا گیا ہے۔ (مشکلات القرآن ۲۳۴ ط: تالیفات اشرفیہ ملتان)

۳۵...... وفی البیھقی عن انس رضی اللہ عنہ وصححہ ووافقہ الحافظ (ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ) فی المجلد السادس ان الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون ترجمہ: بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت موجود ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور مطہرہ میں زندہ ہوتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیہقی کی موافقت کرتے ہوئے فتح الباری شرح البخاری جلد نمبر ۶ میں اس حدیث پاک کو صحیح فرمایا ہے۔

(فیض الباری علی صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ باب رفع الصوت، ج ۲ ص ۶۴ ط: مکتبہ اشرفیہ کانسی روڈ کوئٹہ)

۳۶...... ومن ھھنا انحل حدیث اخر رواہ ابو داؤد فی رد روحہ صلی اللہ علیہ وسلم حین یسلم علیہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس معناہ انہ یرد روحہ ای انہ یحیی فی قبرہ بل توجھہ من ذلک الجانب الی ھذا الجانب فھو صلی اللہ علیہ وسلم حی فی کلتا الحالتین لمعنی انہ لم یطر أعلیہ التعطل قط ترجمہ: اور یہیں سے ابوداؤد والی حدیث بھی حل ہو گئی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا جاتا ہے تو روح لوٹائی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ روح لوٹا دی جاتی ہے بایں معنی کہ قبر میں زندہ کیا جاتا ہے بلکہ (یہ معنی ہے کہ) اُس طرف سے اِس طرف توجہ کر دی جاتی ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں حالتوں میں (سلام کے وقت اور اس سے پہلے بھی) زندہ ہیں اس پر تعطل بالکل طاری نہیں ہوتا۔

(فیض الباری علی صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ باب رفع الصوت، ج ۲ ص ۶۵ ط: مکتبہ اشرفیہ کانسی روڈ کوئٹہ)

۳۷...... اللہ کے نبی قبر میں زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ (تحیۃ الاسلام ص ۳۶)

۳۸...... چنانکہ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون آمدہ۔ ترجمہ: جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (خاتم النبیین ص ۳۶ ط: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان)

۳۹...... وازیں طرف الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون ثابت شدہ۔ ترجمہ: اور اسی وجہ سے یہ ثابت شدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (خاتم النبیین ص ۴۷ ط: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان)

صاحب الفہم والبصیرت، مفسر القرآن، صاحب کشف الرحمن فی ترجمۃ القرآن

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۴۰...... وَلَاتَحسَبَنَّ الَّذِینَ قُتِلُوا فِی سَبِیلِ اللّٰہِ اَموَاتًا ط بَل اَحیَآءٌ عِندَ رَبِّھِم یُرزَقُونَ۔ ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کر دیئے جائیں انہیں مردہ گمان نہ کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔ (سورۃ آل عمران ۱۶۹)

اس آیت کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: ''انبیاء کی زندگی اتنی قوی ہے کہ اس کا اثر اس عالم میں بھی پایا جاتا ہے۔ مثلاً ان کی بیویوں سے نکاح نہ کرنا۔ ان کے ورثہ کا تقسیم نہ ہونا ان کے جسم کا قبر میں محفوظ رہنا ان کی ارواح کا جسم کے ساتھ قائم رہنا۔ قبر پر جا کر سلام کرنے والے کے سلام کو سننا اور اس کا جواب دینا۔''

(تفسیر کشف الرحمن، سورۃ آل عمران آیت ۱۶۹، پارہ نمبر ۴ ضمیمہ ۱۱۴ ط: مکتبہ رشیدیہ کراچی)

__نوٹ:__ یہ وہ تفسیر ہے جو کہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شیخ الحدیث

مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ دارالعلوم دیوبند کے ۴۰ سال تک فائز رہنے والے مہتمم حضرت قاری محمد طیب۔ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مفتی مہدی حسن شاہ جہانپوری۔ شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی کے تصدیقی دستخطوں اور مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی شائع ہوئی۔

شیخ العرب والعجم، شیخ الاسلام، مدرس مسجد نبوی، علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام، جانشین شیخ الہند،
صدر جمعیت علماء ہند، شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء)

۴۱...... سنن ابی داؤد کی عظیم شرح بذل المجہود (مؤلفہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ) کی ابتداء میں حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف کراتے ہوئے ان میں حضرت کی تصنیفات کا ذکر کرتے ہوئے اور علماء دیوبند کی پہلی اجتماعی دستاویز التصدیقات لدفع التلبیسات المعروف بہ ''المہند علی المفند'' کو مقام استدلال میں پیش فرماتے ہوئے واشگاف الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں۔''فمنها المهند على المفند ذكر فيها معتقداته ومعتقدات مشائخه الكرام اتباع الاسلاف العظام واهل السنة الفخام رداً على ماافترى عليهم الخبثاء اللئام مماتقشعر منه الجلود وتفتت عنه العظام۔'' (بذل المجہود شرح سنن ابی داؤد ج۱ ص۳ ترجمۃ المؤلف: مکتبۃ الشیخ بہادرآباد کراچی)

انہی تصنیفات میں سے ایک تصنیف ''المہند علی المفند'' ہے جس میں حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عقائد اور اپنے مشائخ کرام کے عقائد کو اسلاف اور اہل السنت کی اتباع کرتے ہوئے ذکر کئے ہیں اور ان باتوں پر رد کیا ہے جو خبیث کمینوں نے ان بزرگان پر جھوٹ گھڑا ہے جس سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور ہڈیاں چورہ چورہ ہوجاتی ہیں۔

نوٹ: المہند شریف کا حوالہ اسی باب کے نمبر ۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

۴۲...... اکابر علماء دیوبند وفات ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی کے صرف قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زور وشور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہیں۔ متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما چکے ہیں۔ رسالہ آب حیات نہایت ہی مسبوط رسالہ خاص اس مسئلہ کے لئے لکھا گیا ہے (معلوم ہوا کہ آب حیات لکھنے کی غرض صرف رد روافض ہی نہیں بلکہ اثبات عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھا) نیز ہدیۃ الشیعہ، اجوبہ اربعین حصہ دوئم اور دیگر رسائل مطبوعہ مصنفہ حضرت نانوتوی قدس سرہٗ العزیز اس مضمون سے بھرے ہوئے ہیں۔ (نقش حیات ج۱ ص۱۲۲ط: دارالاشاعت کراچی)

نوٹ: حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا کتب کے حوالہ جات حوالہ نمبر۱ سے نمبر ۱۲ تک گزر چکے ہیں وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔

۴۳...... مجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مؤمنین موت میں برابر ہیں اگر بعد وفات ان کو حیات ہے تو وہی حیات ان کو برزخ میں ہے جو احاد امت کو ثابت ہے بعض ان کے حفظ جسم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہیں مگر بلا علاقہ روح اور متعدد لوگوں کی زبان سے بالفاظ کریہہ کہ جن کا زبان پر لانا جائز نہیں درباره حیات نبوی علیہ السلام سنا جاتا ہے اور انہوں نے اپنے رسائل وتصانیف میں لکھا ہے اب غور فرمایئے کہ ان اکابر کے رسائل اور اعتقادات بالکل اس کے مخالف ہیں، حضرت

مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب تحریر فرمائی جو کہ مشہور بین العالم ہے اس میں کس زور وشور سے حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اثبات کیا ہے اور مذہب اہل السنت والجماعت اور فضائل نبوت میں کس درجہ اور قوت کے دلائل درج فرماتے ہیں مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ہدایۃ الشیعہ اور رسالہ حج وغیرہ میں بھی اس کی تصریح وتائید فرمارہے ہیں چونکہ اس مسئلہ میں خصوصاً ان حضرات کی عبارتیں بہت طول طویل واقع ہورہی ہیں اور متعدد رسالے اس مضمون میں تفصیلاً واجمالاً چھپے ہوئے مشہور ہیں اس لئے بخوف طول میں نقل نہیں کرتا ہوں جس کا جی چاہے آب حیات، ہدیۃ الشیعہ واجوبہ اربعین و لطائف قاسمیہ وزبدۃ المناسک وغیرھا رسائل میں دیکھ لیوے یہ ایک خاص مسئلہ ہے جس میں وہابیہ نے علماء حرمین کی مخالفت کی اور بارہا جدال ونزاع کی نوبت آئی اس مسئلہ میں اور مسئلہ آئندہ کی وجہ سے وہاں وہابی سنی سے متمیز ہوتا ہے۔

زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم وحضوری آستانہ شریفہ وملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور وممنوع جانتا ہے لاتشد الرحال الا الی ثلثة مساجد ان کا مستدل ہے بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ زنا کے درجہ پہنچاتے ہیں اگر مسجد نبوی میں جاتے ہیں تو صلوٰۃ وسلام ذات اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہوکر دعا وغیرہ مانگتے ہیں صاحبو ہمارے اکابر اس مسئلہ میں بھی ہر طرح سے مخالف اس طائفہ بانیہ کے ہیں وہ ہمیشہ سفر برائے زیارت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہتے ہیں من حج ولم یزرنی سے خائف اور من زارنی کے ہمیشہ حامل ہیں ان جملہ اکابر کو بارہا حضوری حرمین کی نوبت آئی ہے اور کبھی آستانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہونے سے نہ چوکے اور کیونکر چوکیں کہ محبت وعقیدت مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے ہیں اور شراب اخلاص وعقیدت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہیں کیونکر صبر اس بارگاہ عالی سے کرسکتے ہیں اگرچہ دولت سے مالا مال ہیں مگر بقاء جسمی اور قرب ظاہری کے شب وروز متمنی ہیں اور کیونکر نہ ہوں ان کا عقیدہ ہے کہ سفر زیارت قبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افضل مستحبات میں سے ہے بلکہ قریب واجب کے ہیں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ المناسک ص ۷۵ میں تحریر فرماتے ہیں اب جان لے کہ زیارت روضہ مطہرہ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی افضل المستحبات سے ہے بلکہ بعض نے قریب واجب لکھا ہے اور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی میری قبر کی زیارت کو آوے اور اس آنے میں اس کو محض زیارت ہی مقصود ہو اور کوئی حاجت نہ ہو تو مجھ پر حق ہوگیا کہ میں اس کا قیامت کا شفیع ہوں اور فرمایا ہے کہ جو کوئی بعد انتقال میرے کے زیارت قبر کی کرے تو مثل اس کے ہے جس نے حال حیات میں میری زیارت کی ہو پس جس شخص پر حج فرض ہو تو اول اس کو حج کرلینا بہتر ہے ورنہ اختیار ہے کہ چاہے حج پہلے کرے یا مدینہ منورہ پہلے ہو آوے شفاعت اس کی مجھ پر حق ہوگئی انتہیٰ کلامہ الشریف اس عبارت شریفہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

اوّل: یہ کہ سفر برائے زیارت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جائز ہے بخلاف وہابیہ کے کہ وہ اس کو حرام جانتے ہیں۔

دوئم: یہ کہ امر عبادت میں سے ہوگا اور آخرت میں خاص اجر اس کا ملے گا۔

سوئم: یہ کہ یہ عبادت یا تو مستحبات میں اعلیٰ درجہ کی مستحب ہے تب تو سنن مؤکدہ کے طبقہ علیا میں سے ہوئی یا قریب واجب ہے۔

چہارم: یہ کہ جو جو حدیثیں اس باب میں وارد ہوئی ہیں وہ سب قابل اعتبار عمل ہیں ان سب باتوں میں وہابیہ مخالف صریح ہیں اور وہ جملہ احادیث کو اس بارہ میں موضوع اعلیٰ درجہ کی ضعیف جانتے ہیں۔

پنجم: یہ کہ جب سفر مدینہ منورہ کا کرے تو مثل قول وہابیہ مسجد ہی کی نیت کرے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ مدینہ

طیبہ کو سفر کرنا جائز نہیں مگر بہ نیت مسجد شریف اور حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیزی صریح مخالف ہو کر فرماتے ہیں کہ فقط زیارت قبر مطہرہ کی نیت ہونی چاہئے اب دیکھئے دونوں نیتوں میں کس قدر فرق ہو گیا۔

(رجوم المذنبین علی رؤس الشیاطین المشہو ربہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب ص ۴۵، ۴۶، ۴۷ مکتبہ دارالعلوم فیض محمدی خالد آباد فیصل آباد)

۴۴...... ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت اور جملہ صورت درود شریف کو اگرچہ بصیغۂ خطاب ونداء کیوں نہ ہوں مستحب ومستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں اور اس تفصیل کو مختلف تصانیف وفتاویٰ میں ذکر فرمایا ہے چنانچہ براہین قاطعہ میں بھی مفصلاً مذکور ہے۔ وہابیہ نجدیہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یارسول اللہ میں استعانت بغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے اور یہ وجہ بھی ان کے نزدیک سبب مخالفت کی ہو حالانکہ یہ اکابر مقدسان دین متین اس کو ان اقسام استعانت میں سے شمار نہیں کرتے جو کہ مستوجب شرک یا باعث ممانعت ہو، البتہ اگر وہ چیزیں سوال کی جاویں کہ جن کا اعطاء مخصوص بجناب باری عز اسمہ ہے تو البتہ ممنوع اسی وجہ سے نداء بلفظ یارسول اللہ اور خطاب حاضرین مسجد نبوی وبارگاہ مصطفویٰ کے واسطے جائز ومستحب فرماتے ہیں اور وہابیہ وہاں پر بھی منع کرتے ہیں۔ دو وجہ سے اوّلاً یہ کہ استعانت بغیر اللہ تعالیٰ ہے اور دوئم یہ کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے واسطے حیات فی القبور ثابت نہیں بلکہ وہ بھی مثل دیگر مسلمین کے متصف بالحیوۃ البرزخیہ اسی مرتبہ سے ہیں پس جو حال دیگر مؤمنین کا ہے وہی ان کا ہوگا۔ یہ جملہ عقائد ان کے ان لوگوں پر بخوبی ظاہر وباہر ہیں جنہوں نے دیار نجد عرب کا سفر کیا ہو یا حرمین شریفین میں رہ کر ان لوگوں سے ملاقات کی ہو یا کسی طرح سے ان کے عقائد پر مطلع ہوا ہو یہ لوگ جب مسجد شریف نبوی میں آتے ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام ودعا وغیرہ پڑھنا مکروہ بدعت شمار کرتے ہیں انہی افعال خبیثہ واقوال واہیہ کی وجہ سے اہل عرب کو ان سے نفرت بیشمار ہے۔ مجدد بریلوی اور ان کے اتباع نے جب ان بزرگواران دین کو وہابیت کی طرف منسوب کیا تو ان لوگوں نے یہ خیال کیا کہ یہ حضرات بھی وہابیہ کے پورے موافق ہیں مگر حقیقت الحال سے ان کو اطلاع ہی نہیں ورنہ وہ لوگ بھی پوری طرح عقائد میں ان بزرگواروں کے موافق ہیں۔

وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ وسلام و درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرآت دلائل الخیرات وقصیدۃ بردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے وورد بنانے کو سخت قبیح ومکروہ جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدہ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مثلاً

یااشرف الخلق مالی من الوذبہ سواک عندحلول الحادث العمم
اے افضل مخلوقات میرا کوئی نہیں جس کی پناہ پکڑوں بجز تیرے بروقت نزول حوادث

حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اپنے متعلقین کو دلائل الخیرات وغیرہ کی سند دیتے رہے ہیں اور ان کو کثرت درود وسلام وتحزیب وقرات دلائل وغیرہ کا امر فرماتے رہے ہیں ہزاروں کو مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ومولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت عطا فرمائی اور مدتوں خود بھی پڑھتے رہے ہیں اور مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مثل شعر بردہ فرماتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیری سوا نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار

حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب مرحوم ومغفور دیو بندی نے فہم عوام کے واسطے قصیدۂ بردہ کی اردو میں شرح فرمائی اور اس کو باعث سعادت خیال فرمایا، غرض ہمیشہ یہ جملہ اکابران سب کی قرات وغیرہ کی اجازت دیتے رہے۔

وہابیہ امر شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم کے پہنچادیتے ہیں حالانکہ یہ اکابر ظاہراً و باہراً تحقیق اور ثبوت شفاعت کے حضرت رسالت مآب ﷺ واصحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے قائل ہیں اور اقسام خمسہ مذکورہ کتب کلامیہ سب آپ کے واسطے خصوصاً اور عموماً ثابت مانتے ہیں اور زائر کو حکم کرتے ہیں کہ بوقت حضوری بارگاہ مصطفوی اس کا سوال کرے زبدہ المناسک باب الزیارت ملاحظہ ہو۔

(رجوم المذنبین علی رؤس الشیاطین المشہور بہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب ص ۶۵، ۶۷، مکتبہ دارالعلوم فیض محمدی خالد آباد فیصل آباد)

۴۵...... تفسیر کشف الرحمن کے بارے میں حضرت فرماتے ہیں۔ کسی کتاب کی مقبولیت اور افادیت کے لئے سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کا نام سند اور ضمانت ہے اور موصوف کا نام کسی تصنیف پر آجانے کے بعد کسی تقریظ یا اظہار رائے کی ضرورت نہیں رہتی۔ جیسا کہ ان کی بیشمار تصانیف سے ظاہر ہے۔...... یقیناً موصوف کی یہ تفسیر شستہ زبان، عام فہم طرز ادا اور اپنی خصوصیات کے اعتبار سے نہایت قابل قدر ہے اور ممتاز حیثیت رکھتی ہے اس لئے مسلمانوں کو اس سے استفادہ کرنا اور اس پر اعتماد کرنا ازبس ضروری ہے۔ (کشف الرحمن ج ۱ ص ۱، مکتبہ رشیدیہ کراچی)

نوٹ: یہ وہ تفسیر ہے جو کہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ دارالعلوم دیوبند کے ۴۰ سال تک فائز رہنے والے مہتمم حضرت قاری محمد طیب۔ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری۔ شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی کے تصدیقی دستخطوں اور مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی شائع ہوئی۔

اسی تفسیر کشف الرحمن کا حوالہ نمبر ۴۰ پر گزر چکا ہے۔ وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔

۴۶...... مسجد نبوی ﷺ میں درس حدیث کے دوران آپ کے ایک شاگرد کو حیات النبی ﷺ کے متعلق اشکال وشکوک تھے۔ (ایک دفعہ) دوران درس اس طالب علم نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے نہ قبہ خضراء اور نہ روضۂ پاک کی جالیاں بلکہ حضور پاک ﷺ خود تشریف فرما تھے۔ اس طالب علم نے بولنا چاہا اور دوسرے ساتھیوں کو بتانا چاہا تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے منع کر دیا اشارے سے۔ سبحان اللہ! اس طالب علم کو مشاہدہ کرا کے مسئلہ حیات النبی ﷺ کے تمام شکوک کو حل کرا دیا۔ (مناقب شیخ الاسلام ص ۱۸۸، ۱۱۹ مولف مولانا افضال الحق دیوبندی ط: مجلس یادگار اسلام کراچی)

بقیۃ السلف، قدوۃ الخلف، ابن قاسم العلوم والخیرات،

والدگرامی حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ، مہتمم دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۴۷ھ)

۴۷...... علماء دیوبند کی پہلی اجتماعی دستاویز التصدیقات لدفع التلبیسات المعروف بہ "المہند علی المفند" پر تصدیقی دستخط کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ما کتبه العلامة وحيد العصر هو الحق والصواب۔ ترجمہ: جو کچھ یکتائے زمانہ (علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے وہ حق اور صحیح ہے۔ (المہند ص ۸۰ ط: المیزان لاہور)

نوٹ: المہند شریف کا حوالہ اسی باب کے نمبر ۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

شیخ الاتقیاء وسند الابرار، امیر تبلیغی جماعت حاجی عبدالوہاب حفظہ اللہ کے شیخ الشیخ

حضرت مولانا الشاہ عبدالرحیم رائے پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۳۷ھ)

۴۸...... علماء دیوبند کی پہلی اجتماعی دستاویز التصدیقات لدفع التلبیسات المعروف بہ "المہند علی المفند" پر تصدیقی دستخط

کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: الذی کتب فی ھذہ الرسالۃ حق صحیح و ثابت فی الکتب بنص صریح و ھو معتقدی و معتقد مشائخی رضوان اللہ تعالٰی علیھم اجمعین و احیانا اللہ بھا و اماتنا علیھا ترجمہ: جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے اور حق اور صحیح ہے، کتب میں نص صریح سے ثابت شدہ ہے اور یہی میرا اور میرے بزرگوں کا عقیدہ ہے۔ اللہ تعالٰی اسی عقیدہ پر زندہ رکھے اور اسی ہی عقیدے پر موت عطاء فرمائے۔ (المہند علی المفند ص ۸۷ ط المیزان لاہور)

نوٹ: المہند شریف کا حوالہ اسی باب کے نمبر ۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

مفتی اعظم متحدہ ہندوستان، ابوحنیفہ وقت، شیخ الحدیث وصدر المدرسین جامعہ امینیہ دہلی

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۳ء)

۴۹...... اس خیال اور اعتقاد سے ندا کرنا کہ آنحضرت ﷺ کی روح مبارک مجلس مولود میں آتی ہے اس کا شریعت مقدسہ میں کوئی ثبوت نہیں اور کئی وجہ سے یہ خیال باطل ہے اول یہ کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے تو پھر آپ ﷺ کی روح مبارک کا مجالس میلاد میں آنا بدن سے مفارقت کر کے ہوتا ہے؟ یا کسی اور طریقے سے؟ اگر مفارقت کر کے مانا جائے تو آپ ﷺ کا قبر مطہر میں زندہ ہونا باطل یا کم از کم زندگی میں فرق آنا ثابت ہوتا ہے تو یہ صورت علاوہ اس کے کہ بے ثبوت ہے باعث توہین ہے نہ کہ موجب تعظیم! (کفایت المفتی ج ۱ ص ۱۶۰ ط مکتبہ امدادیہ ملتان، ج ۱ ص ۱۶۹، ۱۷۷ ط: دارالاشاعت کراچی)

۵۰...... علماء دیوبند کی پہلی اجتماعی دستاویز التصدیقات لدفع التلبیسات المعروف بہ "المہند علی المفند" پر تصدیقی دستخط کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: رایت الاجوبۃ کلھا فوجدتھا حقۃ صریحۃ لایحوم حول سرادقاتھا شک ولاریب و ھو معتقدی و معتقد مشائخی۔ ترجمہ: میں نے خود ان تمام جوابوں کو دیکھا ہے سب کو حق اور صریح پایا ہے اس کے اردگرد شک وشبہ نہیں گھوم سکتا۔ یہی میرا اور میرے مشائخ کرام کا عقیدہ ہے۔ (المہند علی المفند ص ۸۴ ط المیزان لاہور)

نوٹ: المہند شریف کا حوالہ اسی باب کے نمبر ۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

۵۱...... تفسیر کشف الرحمٰن حضرت مفتی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی زیر نگرانی وسرپرستی میں شائع ہوئی جس کا حوالہ اسی باب کے نمبر ۴۰ پر گزر چکا ہے، وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔

مفسر قرآن، شارح مسلم شریف، شیخ الاسلام، رئیس المتکلمین،
تحریک پاکستان کے عظیم سپوت، شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند،

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۴۹ء)

۵۲...... ویوم نبعث فی کل اُمۃ شھیدا علیھم من انفسھم و جئنا بک شھیدا علٰی ھٰؤلاءِ ط و نزلنا علیک الکتب تبیانا لکل شیءٍ و ھدیً و رحمۃً و بشرٰی للمسلمین ترجمہ: اور وہ دن بھی یاد رکھو جب ہر امت میں ایک گواہ انہی میں سے کھڑا کریں گے اور (اے پیغمبر ﷺ) ہم تمہیں ان لوگوں کے خلاف گواہی دینے کے لئے لائیں گے اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ وہ ہر بات کھول کھول کر بیان کر دے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت، رحمت اور خوشخبری کا سامان ہو۔ (سورۃ نحل آیت ۸۹)

اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: حدیث میں آیا ہے کہ امت کے اعمال ہر روز حضور ﷺ کے روبرو پیش

کیے جاتے ہیں آپ اعمال خیر کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور بد اعمالیوں پر مطلع ہوا کر نالائقوں کے لئے استغفار فرماتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی ص ۳۶۶)

۵۳...... وَمَاکَان لَکُمۡ اَنۡ تُؤۡ ذُوارَسُوۡلَ اللّٰہِ وَلَآ اَنۡ تَنۡکِحُوۡآ اَزۡوَاجَہٗ مِنۡ بَعۡدِہٖۤ اَبَدًا (الاحزاب:۵۳)
ترجمہ: اور تمہارے لئے مناسب نہیں کہ نبی کریم ﷺ کو تکلیف دو اور (یہ بھی مناسب نہیں کہ) ان کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کرو۔

اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ کی نہایت محققانہ بحث حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی آب حیات میں ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۶۷ ط: سعودیہ)

نوٹ: آب حیات کے حوالے ۴، ۵، ۶ کے تحت آچکے ہیں وہاں ملاحظہ فرمالئے جائیں۔

۵۴...... ودلت النصوص الصحیحة علی حیات الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام ترجمہ: اور نصوص صحیحہ انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی پر دلالت کرتی ہیں۔ (فتح الملہم شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۲۵ کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السموات وفرض الصلوٰات ط: اسلامی کتب خانہ کراچی، ج ۲ ص ۳۷۳ ط: (جدید) دارالعلوم کراچی)

۵۵...... وقد جمیع البیهقی کتاب لطیفاً فی حیاة الانبیاء فی قبورهم اورد فیه حدیث انس الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون اخرجه من طریق یحیی بن ابی کثیر وهو من رجال الصحیح عن المستلم بن سعید وقد وثقه احمد وابن حبان عن الحجاج الاسود وهو ابن ابی زیاد البصری وقد وثقه احمد وابن معین عن ثابت عنه واخرجه ایضاً ابویعلی فی مسنده من هذا الوجه وشاهد هذا الحدیث ماثبت فی صحیح مسلم من روایة حماد بن سلمة عن ثابت عن انس رفعه مررت بموسی لیلة اسری بی عند الکثیب الاحمر وهو قائم یصلی فی قبره واخرجه ایضاً من وجه اخر عن انس رضی اللہ عنہ ترجمہ: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں میں زندگی پر ایک بہترین کتاب لکھی ہے۔ اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث لے آئے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں، اس کو یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے جو کہ صحیح کے رجال میں سے ہے وہ مستلم بن سعید سے روایت کرتے ہیں اور اس کو احمد اور ابن حبان نے ثقہ کہا ہے وہ ثابت سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس طرح ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اس کو ذکر کیا اور اس حدیث کی شاہد مسلم شریف کی روایت ہے جو کہ حماد بن سلمہ نے ثابت عن انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ میں (نبی علیہ السلام) معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو وہ سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ اس طرح دوسرے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت لائے ہیں۔ (فتح الملہم شرح صحیح مسلم، کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السموات وفرض الصلوٰات ج ۱ ص ۳۲۹ ط اسلامی کتب خانہ کراچی ج ۲ ص ۳۸۸ ط: (جدید) دارالعلوم کراچی)

۵۶...... قال علماؤنا: والدلیل علی عدم شرعیة الصلوٰة علی القبر ترک الناس عن اخرهم الصلاة علی قبر النبی ﷺ وهو حی فی قبره الشریف ولحوم الانبیاء حرام علی الارض ترجمہ: ہمارے علماء کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ قبر پر جنازہ کے جائز نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ تمام لوگوں نے قبر نبی ﷺ پر جنازہ چھوڑ دیا ہے اور آپ علیہ السلام اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارکہ زمین پر حرام ہیں۔
(فتح الملہم شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۹۸ ط: اسلامی کتب خانہ کراچی)

۵۷...... ان النبی ﷺ حی کماتقرر وانہ یصلی فی قبرہ باذان واقامۃ ترجمہ: یقیناً نبی علیہ السلام زندہ ہیں جیسا کہ ثابت ہے اور آپ ﷺ قبر میں اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ (فتح الملہم شرح صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فصل مکۃ والمدینہ وایھما افضل من الاخر اقوال العلماء فی افضلیۃ القبر الشریف ج ۳ ص ۴۱۹ ط مکتبہ رشیدیہ پاکستان چوک کراچی)

۵۸...... امابعد وفاتہ فروحہ المقدسۃ قد استقرت فی الرفیق الاعلی مع ارواح الانبیاء علیہم السلام ولا یتوھم عن ھذا انکار حیاتہ فی قبرہ الشریف فان لروحہ ﷺ اشرافاً علی البدن المبارک المطیب واشرافاً وتعلقابہ وبدنہ فی ضریحہ غیر مفقود ترجمہ: آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی روح مقدس رفیق اعلیٰ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح کے ساتھ ہے اور اس سے یہ وہم نہ ہونا چاہئے کہ آپ ﷺ کی قبر شریف میں زندہ نہیں ہیں۔ بلکہ آپ علیہ السلام کی روح کا پاک بدن مبارک کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور آپ علیہ السلام کا بدن مبارک قبر مبارک میں موجود رہتا ہے۔ (فتح الملہم شرح صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل مکۃ والمدینہ وایھما افضل من الاخر اقوال العلماء فی افضلیۃ القبر الشریف ج ۳ ص ۴۲۱ مکتبہ رشیدیہ پاکستان چوک کراچی)

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند، فتاوی دارالعلوم دیوبند،

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء)

۵۹...... انبیاء علیہم السلام کی حیات قوی تر ہے۔...... انبیاء کے بارے میں نصوص وارد ہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حیی یرزق۔ الحدیث۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند مکمل ومدلل، مسائل شہید، سوال نمبر ۲۳۲۹، ج ۵ ص ۴۱۰ ط: مکتبہ امدادیہ ملتان)

علماء دیوبند کی پہلی اجتماعی دستاویز التصدیقات لدفع التلبیسات المعروف بہ ''المہند علی المفند'' پر تصدیقی دستخط کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

۶۰...... ھو الحق عندی ومعتقدی ومشائخی۔ ترجمہ: میرے نزدیک یہ حق ہے اور میرے اور میرے مشائخ کرام کا یہی عقیدہ ہے۔ (المہند علی المفند ص ۷۷ ط: المیزان لاہور)

نوٹ: المہند شریف کا حوالہ اسی باب کے نمبر ۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

من لقب اولا فی العالم الاسلامی بشیخ الحدیث، صدر المدرسین مظاہر العلوم سہارنپور،

خلیفہ راشد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ محبوب العلماء

حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۰۲ھ، ۱۹۸۲ء)

۶۱...... انہ یحیی فی قبرہ ثم لایموت...... انھم (الانبیاء علیھم السلام) لایموتون فی قبورھم بل ھم احیاء ترجمہ: نبی علیہ السلام قبر میں زندہ ہیں پھر وفات نہیں پائیں گے۔...... یقیناً انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ نہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہوتے ہیں۔ (حاشیہ لامع الدراری علی الجامع البخاری ج ۳ ص ۸۰ ط: ایچ ایم سعید کراچی)

۶۲...... انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔

(خصائل نبوی ﷺ شرح شمائل ترمذی ص ۲۵۲ باب ماجاء فی میراث رسول اللہ، طبع مکتبۃ الشیخ بہادرآباد کراچی)

۶۳...... انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں ......ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ کے بدن اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اور اس پر (امت مسلمہ کا) اجماع ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے انبیاء کی حیات پر ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مختلف طرق سے تخریج کی ہے۔ (فضائل درود شریف ص ۱۹ اط: فیضی کتب خانہ لاہور)

۶۴...... اللہ جل شانہ نے انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔ حضور پاک ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ اللہ کا نبی زندہ ہے اور رزق دیا جاتا ہے۔ اس سے مراد حضور اقدس ﷺ کی پاک ذات ہو سکتی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے ہر نبی مراد ہے۔ اس لئے حضور اقدس ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہم السلام کو اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا اور اسی طرح حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کو بھی دیکھا۔ جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے اور یہ حدیث ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ صحیح ہے اور رزق سے مراد رزق معنوی بھی ہو سکتا اور اس میں بھی کوئی مانع نہیں کہ رزق حسی مراد ہے اور وہی ظاہر ہے اور متبادر۔ (فضائل درود شریف ص ۷ ۳ط: فیضی کتب خانہ لاہور)

۶۵...... اپنے اکابر کا عقیدہ جو ہمیشہ سے سنتے چلے آئے ہیں اور اس میں کوئی تردد (شک وشبہ) نہیں۔ وہ یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنے جسد مبارک کے ساتھ قبروں میں زندہ ہیں۔ (مکاتیب شیخ الحدیث، ص ۴۸۶، مکتبۃ الحرمین لاہور)

۶۶...... ایک چیز یہ بھی قابل غور ہے کہ باجماع امت قبر اطہر کا وہ حصہ جو جسد اطہر سے متصل ہے کعبہ شریف بلکہ عرش معلٰی سے بھی افضل ہے۔ کیا یہ فضیلت صرف اس جسد اطہر کی ہے جس کی ساتھ کبھی روح تھی اب نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو موئے مبارک جو بدن اطہر کی سے جدا ہو چکے ہیں، ان کا بھی یہی حال ہوتا بلکہ لباس مبارک جو کبھی جسد اطہر پر پڑ چکا ہے اس کا بھی یہی حکم ہوتا وغیرہ وغیرہ بہر حال یہ ناکارہ تو اکابر دیوبند کا ہمہ تن متبع ہے اور ان سب حضرات کا متفقہ فیصلہ المہند میں بلا کسی اہمال کے تحریر ہے۔

(۱) اجساد انبیاء میں ایک خاص نوع کی حیات ہے۔

(۲) ظاہر ہے کہ حیات تو روح ہی کے تعلق سے ہوتی ہے بغیر تعلق روح کے حیات کا کیا مطلب؟

(۳) اگر ایسی حیات ہوتی جو ہر ذرہ کائنات میں ہوتی ہے تو پھر انبیاء کی تخصیص کیا رہی۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نحن نؤمن ونصدق بانہ ﷺ حی یرزق فی قبرہ۔ ترجمہ: ہمارا ایمان ہے اور ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور کھاتے پیتے ہیں۔ (مکاتیب شیخ الحدیث ص ۵۰۴، ۵۰۵ط: مکتبۃ الحرمین کراچی)

۶۷...... تفسیر کشف الرحمن کی تقریظ میں حضرت لکھتے ہیں کہ میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ سے لفظ بہ لفظ متفق ہوں۔ اللہ اس کو قبول فرمائے اور لوگوں کو متمتع فرمائے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حوالہ اسی باب کے نمبر ۴۵ پر گزرا نیز تفسیر کشف الرحمن کا حوالہ اسی باب کے نمبر ۴۰ پر گزرا، وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔

۶۸...... واستدلوا علی انھا مندوبۃ لقولہ تعالی... ولو انھم اذ ظلموا۔ الایۃ۔ والنبی حی فی قبرہ بعد موتہ کمافی حدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم وقد صححہ البیھقی والف فی ذلک جزء اً۔ قال ابو منصور البغدادی: قال المتکلمون المحققون: ان نبینا علیہم السلام حی بعد وفاتہ واذا ثبت انہ حی بعد وفاتہ فالمجنی الیہ بعد وفاتہ کالمجنی الیہ قبلہ وقال تعالی: ومن یخرج من بیتہ مھاجرا...... الخ فکما ان الھجرۃ الیہ فی

حیاته الوصول الی حضرته کذلک الوصول بعدموته۔ ترجمہ: اوراس کے پسندیدہ ہونے پر قرآنی آیت ولو انهم اذظلموا......سے دلیل پکڑی ہے اور نبی علیہ السلام وفات کے بعد اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔اس حدیث پاک کو امام بیہقی رحمۃ اللہ نے صحیح بتلایا ہے اوراس بارے میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے۔حضرت امام ابومنصور البغدادی نے فرمایا کہ محقق متکلمین فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور جب یہ ثابت ہو چکا کہ آپ وفات کے بعد زندہ ہیں تو آپ ﷺ کے پاس وفات کے بعد آنا یعنی قبر مبارک پر اس طرح ہے جیسے وفات سے پہلے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو اللہ ورسول کی طرف اپنے گھر سے ہجرت کرتے ہوئے نکلے تو اس کا اجر اللہ پر ثابت ہے۔(سورۃ نساء:۱۰۰) تو جیسے آپ علیہ السلام کی طرف زندگی میں ہجرت کرنا آپ کی جناب میں پہنچنا تھا تو اسی طرح موت کے بعد بھی پہنچنا آپ ﷺ کے جناب میں ہوگا۔

(اوجز المسالک شرح موطا امام مالک، باب ماجاء فی الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ ج ۲ ص ۲۶۲ ط تالیفات اشرفیہ ملتان)

۶۹...... ومابعدالموت قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق رواه ابن ماجه باسناد جید وله طرق کثیرة بالفاظ مختلفه ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے موت کے بعد ان کے اجسام مبارکہ کو زمین پر حرام کر دیا ہے کہ زمین ان کو کھا سکے۔پس اللہ کے نبی زندہ ہیں رزق دیے جاتے ہیں۔ ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو عمدہ سند سے روایت کیا ہے یہ مختلف الفاظ میں بہت سی اسناد سے ثابت ہے۔

(اوجز المسالک،شرح موطا امام مالک، باب جامع الجنائز ج ۴ ص ۲۹۴ ط: تالیفات اشرفیہ ملتان)

۷۰...... وقد رای النبی ﷺ فی لیلة الاسراء موسی قائما یصلی فی قبره ویرد علی من یسلم علیه وهو فی الرفیق الاعلی ولا تنافی بین الامرین فان شان الروح غیر شان الابدان فثبت انه لامنافاة بین کون الروح فی اعلی علیین او الجنة او السماء وانها بالبدن اتصالاً بحیث تدرک وتسمع وتصلی وتقرء۔ ترجمہ: نبی علیہ السلام نے اسراء کی رات موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور وہ سلام کرنے والے کو جواب دیتے ہیں اور رفیق اعلیٰ میں ہیں اوران دونوں باتوں میں کوئی منافات نہیں ہے۔کیونکہ روح کی حالت جسم کی حالت سے مختلف ہوتی ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ اس میں کوئی منافات نہیں ہے کہ روح اگرچہ اعلیٰ علیین، جنت یا آسمان میں ہو اوراس کا بدن سے ایسا تعلق ہو کہ وہ ادراک کرے، سنے، نماز پڑھے اور قرأت کرے۔ (اوجز المسالک ج ۶ ص ۲۹۱-۲۹۲ ط: تالیفات اشرفیہ ملتان)

۷۱...... قلت لانهم (ای الانبیاء علیہم السلام) احیاء فی قبورهم فالاموال باق علی ملکهم۔ ترجمہ: میں کہتا ہوں انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں تو اسی لئے ان کے اموال ان کی ملک میں باقی ہیں۔

(اوجز المسالک شرح موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ باب ماجاء فی ترکۃ النبی ﷺ ج ۱۵ ص ۳۲۳-۳۲۴ ط: تالیفات اشرفیہ ملتان)

شیخ الحدیث والتفسیر، استاذ العلماء، تلمیذ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ، مدرس اعلیٰ دارالعلوم دیوبند و جامعہ اشرفیہ لاہور

حضرت مولانا رسول خان ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۱ھ)

۷۲...... حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اوران کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن

وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس پر جو درود پڑھا جاوے، بلاواسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے۔ اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء کرام علیہم السلام پر ''آب حیات'' کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ ''المہند علی المفند'' بھی اہل انصاف اہل بصیرت کے لئے کافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ واللہ یقول الحق و ھو یھدی السبیل!

(تسکین الصدور ص ۳۷۷، قبر کی زندگی ص ۴۹۵-۴۹۶، مقام حیات ص ۲۷۲ ط: ادارہ المعارف لاہور)

نوٹ: آب حیات کے حوالہ نمبر ۴، ۵، ۶ میں اور المہند شریف کا ۲۳ نمبر میں موجود ہے۔ وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔

رئیس المناظرین، استاذ الاساتذہ، منبع العلم والحکمۃ، امام اہلسنت، جرنیل ناموس صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم

حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۲ء)

۷۳...... (الف) احادیث کے علاوہ قرآن مجید میں بھی ایسے اشارات صریحہ موجود ہیں جو زیارت قبر اقدس واطہر کی ترغیب دیتے ہیں منجملہ ان کے ایک آیت یہ ہے: ولو انھم اذظلموا انفسھم جاؤک فاستغفر اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدو اللہ توابا رحیما ترجمہ: اور اگر وہ لوگ جب کہ اپنی جانوں پر ظلم کر چکے تھے (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے پاس آتے پھر وہ اللہ سے استغفار کرتے اور رسول (یعنی تم بھی ان کے لئے استغفار کرتے تو بے شک وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پاتے، اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ رسول کے پاس جانا اور ان سے استغفار کرنا باعث مغفرت ہے اور انبیاء علیہ السلام کے لئے حیات ابدی کا ثبوت تمام اہل اسلام کو مسلم اور قرآن واحادیث سے واضح طور پر ظاہر ہے۔ لہٰذا یہ شبہ بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ فضیلت صرف اسی زمانہ کے لوگوں کو نصیب ہو سکتی تھی۔ اب اس کا وقت جاتا رہا۔ (علم الفقہ ص ۶۲۴ ط: دارالاشاعت کراچی)

(ب) انبیاء علیہم السلام کی حیات میں تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے سب اس امر کے قائل ہیں کہ انبیاء علیہم السلام بعد وفات کے زندہ ہو جاتے ہیں اور وہ زندگی اس دنیاوی زندگی سے بدرجہا کامل اور فائق ہوتی ہے احادیث صحیحہ بھی اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون ترجمہ: انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث اور واقعات ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ کا اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دکھائی دینا اور حضرت سعید بن مسیب کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اقدس سے آواز نماز کی سننا جب کہ یزید کے زمانہ میں تین روز تک مسجد نبوی میں نماز اور اذان نہیں ہوئی۔ (علم الفقہ ص ۶۲۴ ط: دارالاشاعت کراچی)

عمدۃ المحدثین، زبدۃ الکاملین، ابوذر زمانہ، تلمیذ رشید شیخ الہند وقاضی قمر الدین رحمۃ اللہ علیہ پنجابی، شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سرحد، محدث سرحد، حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے مستفیض، خلیفہ اجل حضرت مولانا حسین علی الوانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۹ء)

۷۴...... صح خبر الأنبیاء أحیاء فی قبورھم یصلون ترجمہ: اور یہ حدیث صحیح ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ (حاشیہ مشکوۃ ج ۱ ص ۱۳۲ ط: حاجی محمد عبدالخالق، فضل مالک تاجران وناشران کتب، بازار قصہ خوانی، پشاور)

نوٹ: حاشیہ مشکوٰۃ خود حضرت شیخ الحدیث صاحب کی زندگی میں میاں حاجی عبدالرحمن تاجر کتب پشاور کے اہتمام سے چھپا۔ کتابت کے بعد ناشر نے اس کی تصحیح خود حضرت شیخ الحدیث سے کروائی۔ حاشیہ مشکوٰۃ طبع اوّل (حصہ اوّل) کے آخر میں ناشر کی طرف سے باقاعدہ یہ اعلان چھپا ہوا ہے۔

اعلان: مشکوٰۃ شریف اگرچہ مختلف مطابع دہلی کان پور، وغیرہ سے طبع ہوتی رہی ہے لیکن یہ مشکوٰۃ شریف جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس پر حضرت مولانا نصیر حسین صاحب نے نہایت ہی جانفشانی سے حاشیہ بطرز جدید واسطہ آسانی طلبہ کے چڑھایا۔ نیز کتابت کے بعد مولانا نے اس کی تصحیح بھی خود فرمائی۔ تاجران کتب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حاجی عبدالرحمن سے پتہ ذیل سے طلب فرمائے۔ ملنے کا پتہ خادم العلماء والطلباء حاجی عبدالرحمن کتب فروش پشاور شہر، ہوتی مردان بتاریخ ۱۵؍رمضان شریف ۱۳۶۸ھ بروز جمعرات۔

نوٹ: حضرت شیخ الحدیث ۱۳۸۸ھ میں فوت ہوئے۔ گویا حضرت شیخ الحدیث کی حیات مبارکہ میں یہ مطبوعہ حاشیہ مشکوٰۃ ۲۰ سال تک علماء وطلباء کے لئے قابل استفادہ رہا۔ اگر جدید تحقیق کا کوئی مدعی حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے ان حواشی پر اعتماد نہیں کرتا تو اسے اپنی تحقیق مبارک۔ ہمیں الحمدللہ! حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق پر اعتماد ہے اور اگر کوئی کتابت کی اغلاط کے بہانے سے ان حواشی پر انگلی اٹھاتا ہے تو ناشر کا تفصیلی اعلان جو حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں چھپا تھا۔ آپ کے پیش خدمت کر دیا گیا ہے اس لئے یہ تنقید کتابت پر نہ ہوگی بلکہ خود حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ پر ہوگی۔ یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ جس طرح حاشیہ مشکوٰۃ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے افادات ہیں۔ اسی طرح بین السطور نکات بھی خود حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ مطبوعہ حاشیہ مشکوٰۃ کے سرورق پر حواشی کے ساتھ بین السطور کی نسبت بھی حضرت کی طرف ہے۔

۷۵...... حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے نبی علیہ السلام کی حیات جسمانی پر اپنا ایک مستقل اعلان طبع فرمایا تھا، اس کا اقتباس عرض خدمت ہے۔

''شہداء کے حق میں قرآن کا اعلان ''احیاء'' حیات میت کی دلیل ہے۔ اسی حقیقت کے ساتھ سردار انبیاء خاتم النبیین علیہم السلام قبر شریف میں زندہ ہیں اور جو حیات ان کی شان کے مناسب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ حیات قبر میں ان کو دے دی ہے۔ جسد اطہر قبر شریف میں محفوظ ہے۔ مٹی کوئی اثر جسد اطہر پر نہیں کرسکتی۔ اگر قبر کے پاس کوئی مسلمان درود شریف (جہراً سلام) ڈالے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب بھی دیتے ہیں اور اگر کوئی دور سے درود شریف پڑھے تو فرشتے رسول اللہ تک پہنچاتے ہیں۔ میں اس مسئلہ کو حق اور صحیح سمجھتا ہوں احادیث شریف، فقہاء عظام، سلف صالحین سے بھی اس مسئلہ کی حقانیت اور صحت ثابت ہے۔ میں نے مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلہ کا کبھی اختلاف سنا اور نہ ہی میں نے کبھی ان سے پوچھا تھا یہ تو ایک اہلسنت والجماعت کا متفقہ حق مسئلہ ہے۔ مسکین نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ، ۵؍جون ۱۹۶۶ء (مقام حیات، ص ۶۹۷، ط: ادارۃ المعارف لاہور، حضرت شیخ الحدیث مولانا غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ص ۸۲-۸۳ ط: خانقاہ امدادیہ مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام محلہ زاہد آباد حضرو اٹک)

۷۶...... میں (نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ) اور مولانا غلام اللہ خان صاحب عقائد میں متفق ہیں۔ میں بھی نبی علیہم السلام کی وفات کے بعد برزخی حیات کا قائل ہوں اور وہ بھی برزخی حیات کے قائل ہیں۔ میں بھی یہ کہتا ہوں کہ روضہ مبارک کے قریب میں جب درود شریف جہراً پڑھا جائے تو نبی علیہ السلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور جناب غلام

اللہ خان صاحب نے بھی اس (رسالہ) ماہنامہ تعلیم القرآن میں لکھا ہے اور نبی علیہم السلام وسب اموات میں حیات برزخی ہے اور نبی علیہم السلام میں سب سے اکمل اور احسن ہے۔ اسی واسطے وہ قبر کے پاس درود وسلام سنتے ہیں۔

(ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ص ۲۵ ستمبر ۱۹۶۰)

۷۷...... ارشاد فرمایا کہ حافظ ابن حجر عسلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں زندگی ایسی ہے جس پر پھر موت وارد نہیں ہوگی بلکہ آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ کیونکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (مجالس غور غشتوی ص ۶۸ ط: مدرسہ فاروقیہ ارباب روڈ پشاور)

۷۸...... ارشاد فرمایا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں میں زندگی صریح الفاظ میں بیان فرمائی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا ہے کہ قبر میں آپ کی زندگی مستمر اور دائمی ہے جس پر پھر موت طاری اور وارد نہیں ہوتی۔ (مجالس غور غشتوی ص ۶۸ ط: مدرسہ فاروقیہ ارباب روڈ پشاور)

۷۹...... ارشاد فرمایا کہ حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قابل اعتماد عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں جس طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور مبارکہ میں اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور ان کی ارواح کا عالم علوی اور سفلی دونوں سے تعلق ہوتا ہے جیسا کہ دنیا میں تھا سو وہ قلب کے لحاظ سے عرشی اور جسم کے اعتبار سے فرشی ہیں۔ (مجالس غور غشتوی ص ۶۸ ط: مدرسہ فاروقیہ ارباب روڈ پشاور)

۸۰...... ارشاد فرمایا کہ میرے عزیز! تمام اہل السنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام قبر اور برزخ میں زندہ ہیں اور ان کی زندگی حضرات شہداء کی زندگی سے بھی اعلیٰ اور ارفع ہے۔

(مجالس غور غشتوی ص ۱۵۶ ط: مدرسہ فاروقیہ ارباب روڈ پشاور، ماہنامہ بینات کراچی فروری ۲۰۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ ص ۱۹)

۸۱...... (حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ''سورۃ سباء: ۱۴'') ارشاد فرمایا کہ اس آیت سے بھی بطریق دلالۃ النص حیات الانبیاء علیہم السلام کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جب کیڑوں نے مضبوط اور سخت ترین عصائے سلیمانی کو کھالیا تو جسم عنصری کا کھانا تو اس سے کہیں زیادہ آسان اور سہل تھا مگر اس کے باوجود جسم کا ٹکا رہنا بلکہ محفوظ ہونا حیات کی صریح دلیل ہے۔

(مجالس غور غشتوی ص ۱۵۸ ط: مدرسہ فاروقیہ ارباب روڈ پشاور، ماہنامہ بینات کراچی فروری ۲۰۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ ص ۲۱)

۸۲...... ارشاد فرمایا میرے عزیزو! اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کے مطابق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس عالم دنیا کی حیات ظاہری ختم ہونے کے بعد بھی حاضری دینے والے امتی کو سلام علیکم کلے جواب سے نوازتی ہے اور آپ اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت کا پیغام پہنچانے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں۔ یہ بھی آپ کی حیات جاودانی اور اسی مدینہ منورہ والی قبر میں حیات پر قرآنی دلیل اور واضح ثبوت ہے۔

(مجالس غور غشتوی ص ۱۶۰ ط: مدرسہ فاروقیہ ارباب روڈ پشاور، ماہنامہ بینات کراچی فروری ۲۰۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ ص ۲۲)

۸۳...... ارشاد فرمایا: الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز ادا فرماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(مجالس غور غشتوی ص ۱۶۱ ط: مدرسہ فاروقیہ ارباب روڈ پشاور، ماہنامہ بینات کراچی فروری ۲۰۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ ص ۲۲)

۸۴...... ارشاد فرمایا کہ عزیزو! قرآن وسنت اور اکابر علماء امت کی تصریحات کی روشنی میں یہ عقیدہ اہل السنت والجماعت کا بنیادی عقیدہ ہے اور یہی اہل حق کا عقیدہ ہے۔ پس جو لوگ اس مسئلے کا انکار کرتے ہیں۔ میں ان کو اہل حق میں سے نہیں سمجھتا اور وہ تمام اکابرین کے نزدیک گمراہ ہیں۔ ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں اور ان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق روا نہیں۔

(مجالس غور غشتوی ص ۱۶۳ ط: مدرسہ فاروقیہ ارباب روڈ پشاور، ماہنامہ بینات کراچی فروری ۲۰۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ ص ۲۳)

شمس فلک الشریعۃ البیضاء و بدر سماء الطریقۃ الغراء، جامع الفضائل، فخر الاماثل، رازی وقت،

غزالی دوران، دارالعلوم دیوبند کے ۴۰ سالہ مہتمم، نبیرہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری محمد طیب قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء)

۸۵...... برزخ میں انبیاء علیہم السلام کی حیات کا مسئلہ معروف و مشہور اور جمہور علماء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ علماء دیوبند حسب عقیدہ اہلسنت والجماعت برزخ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کے اس تفصیل سے قائل ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی اپنی پاک قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے اجسام کے ساتھ ان کی ارواح مبارکہ کا ویسا ہی تعلق قائم ہے جیسا کہ دینوی زندگی میں قائم تھا۔ وہ عبادت میں مشغول ہیں نمازیں پڑھتے ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ قبور مبارکہ پر حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔ علماء دیوبند نے یہ عقیدہ قرآن وسنت سے پایا ہے اور اس بارے میں ان کے سوچنے کا طرز بھی متوارث رہا ہے۔

(کلمات طیبہ المعروف بہ خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۱۸۱ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)

۸۶...... وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بتعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والے کا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔ (کلمات طیبہ المعروف بہ خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۱۸۷ ط مکتبہ امدادیہ ملتان، ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی زیر اشراف مولانا غلام اللہ خان راولپنڈی اگست ۱۹۶۲ ص ۲۷، ۲۸)

۸۷...... نیز حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کشف الرحمن پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے تقریظ تحریر فرمائی ہے۔ جس کا حوالہ نمبر ۴۰ پر گزر چکا۔ وہاں ملاحظہ فرمالیا جائے۔ نیز اسی تفسیر قرآن کا مقدمہ بھی تحریر فرمایا ہے۔

۸۸...... احقر اور احقر کے مشائخ کا مسلک وہی ہے جو المہند میں بالتفصیل مرقوم ہے۔ یعنی برزخ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام بجسد عنصری زندہ ہیں جو حضرات اس کے خلاف ہیں وہ اس مسئلہ میں دیوبند سے ہٹے ہوئے ہیں۔ (رحمت کائنات ص ۳۲ ط: دارالاشاعت اٹک)

۸۹...... علماء دیوبند کی دوسری اجتماعی دستاویز تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور پر تصدیقی دستخط کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

"رسالہ نافعہ تسکین الصدور سے استفادہ نصیب ہوا۔ اس کی وقعت وعظمت کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ مولانا سرفراز خان رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی تالیف ہے جو اپنی محققانہ و معتدلانہ طرز تالیف میں معروف ہیں۔ تسکین الصدور، حقیقت یہ ہے کہ اس موضوع کے مسائل میں تسکین الصدور ہی ہے جس سے روحی اور قلبی تسکین ہوجاتی ہے۔ جس جس مسائل پر کلام کیا گیا ہے وہ اپنی جگہ نہ صرف یہ کہ اہل السنت والجماعت کے مسلک اور مذہب منصور کے مطابق ہی نہیں بلکہ فی نفسہ اپنے تحقیقی رنگ کی وجہ سے پوری جامعیت کے ساتھ منضبط ہو گئے ہیں اور ان سے دلوں میں سرور اور آنکھوں میں نور پیدا ہوتا ہے۔"

حق تعالیٰ مؤلف ممدوح کو تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطاء فرمائے اوران کے علم وعرفان اور عمل وایمان میں روز افزوں ترقیات عطاء فرمائے۔آمین! (تسکین الصدور ص ۲۰ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

نوٹ: تسکین الصدور کا حوالہ اسی باب کے ۱۷۹ پر ملاحظہ فرمائیں۔

شیخ الادب والفقہ، محشی نورالایضاح وشرح النقایہ ودیوان حماسہ ودیوان متنبی ومصنف نفحۃ العرب، استاذ دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا اعزاز علی امروہوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۳۷۴ھ)

۹۰...... قوله حجب فمثله ﷺ بعدوفاته كمثل شمع فی حجرة اغلق بابهافهومستور عمن هو خارج الحجرة ولكن نوره كما كان بل ازيدولهذاحرم نكاح ازواجه بعده ﷺ ولم يجر احكام الميراث فيما تركه لانهمامن احكام الاموات ترجمہ: آپ ﷺ کی وفات کے بعد مثال ایسے ہے جیسے کسی حجرہ کے اندر شمع رکھ کر دروازہ بند کرلیا گیا ہو تو یہ حجرہ کے باہر والوں سے تو چھپے ہوئے ہیں۔لیکن اس کا نور اسی طرح ہے بلکہ زیادہ ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ کے بعد آپ کی بیویوں سے نکاح کرنا حرام ہے اور آپ ﷺ کے ترکہ میں میراث جاری نہیں ہوئی کیونکہ یہ مُردوں کے احکام ہیں۔ (حاشیہ نورالایضاح ص ۱۸۷ حاشیہ نمبر ۶ فصل فی زیارۃ النبی ﷺ ط: مکتبۃ القرآن والحدیث پشاور)

۹۱...... نیز حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کشف الرحمن پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے تقریظ تحریر فرمائی ہے جس کا حوالہ اسی باب کے ۴۰ پر گزر ا ملاحظہ فرمایا جائے۔

قاطع رافضیت وفاتح بریلویت، تلمیذ رشید حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ
ومولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فاضل دارالعلوم دیوبند، مدیر ''الفرقان'' لکھنو،

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (التوفی)

۹۲...... سب کے نزدیک مسلم اور دلائل شرعیہ سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور خاص کر سید الانبیاء ﷺ کو اپنی قبور میں زندگی حاصل ہے۔ (معارف الحدیث ج ۵ ص ۸۷ ۳ کتاب الاذکار ط: دارالاشاعت کراچی)

۹۳...... (الف) انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبور میں زندہ ہونا ایک مسلم حقیقت ہے۔

(معارف الحدیث، ج ۵ ص ۸۷ ۳ کتاب الاذکار ط: دارالاشاعت کراچی)

(ب) احادیث سے جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نیز دیگر انبیاء علیہم السلام کو اپنے مدفنوں میں ایک خاص قسم کی حیات حاصل ہے (جو اس عالم کے مناسب ہے اور بعض حیثیت سے دنیا والی ناسوتی حیات سے بھی اعلیٰ واقوی ہے۔ (ماہنامہ تعلیم القرآن ص ۴۳ نومبر ودسمبر ۱۹۵۸ ج اشارہ نمبر ۱۲)

عمدۃ المصنفین، تلمیذ رشید شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ وانور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، فاضل دارالعلوم دیوبند،
صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن،

حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء)

۹۴...... وجود مبارک محمد مصطفی ﷺ بصفت حیات در مدینه موجود است ترجمہ: آپ علیہ السلام نے وجود مبارک کے ساتھ مدینہ شریف (قبر) میں زندہ تشریف فرما ہیں۔ (دربار نبوت کی حاضری ص ۵۳ ط: نشریات اسلام کراچی)

۹۵...... انہ حی فی قبرہ، (یعنی آنحضرت ﷺ اپنے روضۂ پاک میں زندہ ہیں) وانہ لایبلی جسدہ (اور آپ کا جسد مبارک تغیر سے محفوظ ہے) یہ مسلمانوں کے مسلمہ عقائد ہیں جو قرآن وحدیث اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم پر مبنی ہیں) تفصیل کے لئے بڑی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے اور سچ تو یہ ہے کہ علاوہ روایتوں کے مسلسل مشاہدات سے بھی اس کی تصدیق ہمیشہ ہوتی رہی ہے۔ سعید بن المسیب ہی کا واقعہ کہ ایام حرہ میں جب چند دنوں کے لئے مسجد نبوی ﷺ میں کوئی نماز پڑھنے والا باقی نہ رہا تھا، صرف سعید مسجد کے کسی گوشے میں چھپ گئے تھے، دارمی وغیرہ جیسی معتبر کتابوں میں سعید کا یہ بیان منقول ہے کہ تین دن تک وہ پانچوں وقتوں کی نماز اس ھمھمہ (گونج کی سی آواز) کے سہارے سے ادا کرتے رہے جو روضہ پاک سے آتی تھی، دوسری کتابوں مثلاً ابونعیم وغیرہ کی روایت ہے کہ روضہ پاک سے اذان کی آواز ان کے کان میں آتی تھی ابن سعد نے بھی طبقات میں اذان والی روایت نقل کی ہے اسی سلسلے میں نورالدین زنگی غازی کا مشہور تاریخی واقعہ بھی ہے کہ یورپ کے کسی خبیث النفس حکمراں نے اپنے دو نمائندوں کو مدینہ منورہ اس ناپاک غرض کی تکمیل کے لئے بھیجا تھا کہ جسد مبارک کو کسی طرح نکال کر لے آئیں ایک کمرہ لے کر اندر سرنگ لگائے ہوئے وہ کام کر رہے تھے کہ اسی عرصہ میں دمشق میں نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کو رؤیا (خواب) میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایما ہوا وہ مدینہ پہنچے اور مجرموں کو پکڑ لیا انہوں نے اقرار کر لیا۔ مختلف کتابوں میں یہ واقعہ آپ کو مل سکتا ہے اور اس سلسلہ میں تجربات کی کیا کمی ہے۔ (دربار نبوت ﷺ کی حاضری ص ۵۵، ۵۶)

سید العلماء، صفوۃ الصلحاء

حضرت مولانا الحاج میر احمد حسن امروہی، چشتی، صابری، نقشبندی، مجددی، حنفی (المتوفی)

۹۶...... علماء دیوبند کی پہلی اجتماعی دستاویز التصدیقات لدفع التلبیسات المعروف بہ ''المہند علی المفند'' پر تصدیقی دستخط کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: فالحق انہ ادامہ اللہ تعالی وابقاہ اصاب فی ماافاد وفی کل ما اجاب اجاد لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولامن خلفہ وھو حق صریح لاریب فیہ فھذا ھو الحق وماذا بعد الحق الا الضلال وکل ذلک ھو معتقدنا ومعتقد مشائخنا وسادتنا اماتنا اللہ علیہ وحشرنا مع عبادہ المخلصین المتقین وبوانا فی جوار المقربین من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین امین فامین ترجمہ: پس حق یہ ہے کہ خدا ان کو دائم وباقی رکھے کہ جو کچھ لکھا صواب لکھا اور جو جواب دیا ایسا عمدہ دیا کہ باطل نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ اس کے پیچھے سے اور یہی حق صریح ہے جس میں شک نہیں۔ پس یہی حق ہے اور حق کے بعد بجز گمراہی کے کیا رہا اور یہ سب ہمارا اور ہمارے مشائخ اور پیشوایان کا عقیدہ ہے۔ حق تعالیٰ ہم کو اسی پر موت دے اور اپنے مخلص پرہیزگار بندوں کے ساتھ محشور فرمادے اور انبیاء وصدیقین وشہداء وصالحین مقرب بندوں کے ہمسایہ میں جگہ عطاء فرمائے۔ آمین، آمین! (المہند علی المفند ص ۷۵ ط: المیزان لاہور)

<u>نوٹ</u>: المہند شریف کا حوالہ اسی باب کے ۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

ذوالفضل والفضائل عمدۃ الاقران والاماثل

جناب الحاج مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۹۷...... علماء دیوبند کی پہلی اجتماعی دستاویز التصدیقات لدفع التلبیسات المعروف بہ ''المہند علی المفند'' پر تصدیقی

دستخط کرتے ہوئے ارشادفرماتے ہیں:هو الصدق والصواب والحق عندی بلاارتیاب هذا هو معتقدی ومعتقد مشائخی نقر به لساناو نعتقده جنانافلله در المجیب الاریب البحر القمقام والحبر الفهام ثم لله دره قد اصاب فیما اجاب واجاد فیما افاد متعنا الله بطول حیاته وبقائه وجزاه الله عنی وعن سائر اهل الحق خیرا جزاء عنائه فی ابطال وساوس المفتری فی افترائه ترجمہ: یہ جوابات صادق اور صحیح ہیں اور میرے نزدیک بلاریب حق ہیں۔یہی میرا اور میرے مشائخ کرام کا عقیدہ ہے ہم بزبان اس کے مقر اور بدل اس کے معتقد ہیں۔ پس اللہ کے لئے ہے خوبی مجیب عاقل دریائے مواج اور عاقل فہیم کی پھر اللہ کے لئے ہے ان کی خوبی جو کچھ جواب دیا صائب دیا اور عمدہ نفع پہنچایا۔اللہ ہم کو ان کی حیات و بقا کے طول سے بہرہ یاب بنائے اور ان کو جزاء دے میری اور تمام اہل حق کی طرف سے بہتر جزاء اہل باطل کی بہتان بندی کے وسوسوں کے باطل کرنے کی محنت کے صلہ میں۔

(المہند علی المفند ص ۸۶ ط: المیزان لاہور)

<u>نوٹ</u>: المہند شریف کا حوالہ اسی باب کے نمبر ۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

تلمیذ رشید حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ قادریہ کے عظیم روحانی راہنما، فنا فی القرآن،
صاحب تفسیر قرآن "قرآن عزیز" وصاحب خلاصۃ المشکوٰۃ، پیر و مرشد امام الزاہدین قاضی زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ
وجیۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ مدیر ہفت روزہ "خدام الدین" شیخ التفسیر، امام الاولیاء،

حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۲ء)

۹۸...... میرا تو وہی عقیدہ ہے جو حضرات اکابر دیوبند کا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں اسی جسد عنصری سے زندہ ہیں جو اس دنیا میں تھا...... یہ اہلسنت والجماعت کا اجماعی اور متفقہ عقیدہ ہے...... جہاں تک مجھے علم ہے یہ مسئلہ اکابر دیوبند میں کبھی مختلف نہیں تھا۔ میرے خیال میں کوئی صاحب بصیرت اس عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر نہیں ہوسکتا جن کی باطن کی آنکھیں کھلی ہیں، ان کے نزدیک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روضۂ اقدس کی زندگی بدیہیات میں سے ہے۔ (خدام الدین ص ۳ ج ۶ شمارہ نمبر ۱، ۳، ۹ دسمبر ۱۹۶۰ء)

۹۹...... حوالہ نمبر ۲۷ پر حضرت کے تصدیقی دستخط ہیں وہاں ملاحظہ کر لئے جائیں۔

۱۰۰...... کئی برس ہوئے حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ صاحب سے مولانا غلام اللہ خان صاحب نے اپنے ہاں تقریر کی غرض سے تاریخ لی۔ جب تاریخ نزدیک آگئی تو حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو فرمایا کہ تم مسئلہ حیات میں اکابر دیوبند اور سلف کا مسلک کا ترک کر چکے ہو۔ اسی لئے اگر میں آؤں گا تو مسئلہ حیات بیان کروں گا اور فرمایا کہ یہ مسئلہ وہ سمجھ سکتا ہے جس کو عقیدت ہو یا بصیرت حاصل ہو۔ بصیرت تم کو حاصل نہیں اور عقیدت تم کو رہی نہیں۔ چنانچہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ پھر راولپنڈی تشریف نہ لے گئے۔

(حیات انبیاء کرام علیہم السلام از مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۰، المکتبۃ الاشرفیہ لاہور)

رئیس المفسرین، عمدۃ المتکلمین، شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند، وشیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء)

۱۰۱...... تمام اہلسنت والجماعت (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی

قبروں میں زندہ ہیں۔ (سیرت المصطفیٰ ج ۳ ص ۱۶۹ ط: مکتبۃ الحسن لاہور)

۱۰۲...... نبی علیہ السلام و دیگر انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(سیرت المصطفیٰ ج ۳ ص ۱۷۶ ط: مکتبۃ الحسن لاہور)

۱۰۳...... احادیث متواترہ سے انبیاء علیہم السلام کی جو حیات ثابت ہے۔ وہ حیات فی القبور ہے نہ کہ حیات فی السمٰوات۔ (سیرت المصطفیٰ ج ۳ ص ۱۷۶ ط: مکتبۃ الحسن لاہور)

۱۰۴...... انبیاء کی حیات جسمانی ہے اور روح کا اصل تعلق اجسام سے قبروں میں ہے۔ (سیرت المصطفیٰ ج ۳ ص ۱۷۶)

۱۰۵...... حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بلاشبہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (سیرت المصطفیٰ ج ۳ ص ۱۷۷ ط: مکتبۃ الحسن لاہور)

۱۰۶...... روح مبارک کا اسی جسد اطہر سے تعلق قائم ہے جو کہ روضۂ اقدس میں ودیعت رکھا گیا ہے۔ (ایضاً ص ۱۷۹)

۱۰۷...... حوالہ نمبر ۲۷ پر حضرت موصوف کے بھی تصدیقی دستخط ہیں۔ وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔

مفتی اعظم پاکستان، خلیفۂ راشد، حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سابق مفتی دارالعلوم دیوبند، مہتمم دارالعلوم کراچی، صاحب تفسیر معارف القرآن و دیگر کتب کثیرہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۶ھ)

۱۰۸...... وَمَاکَان لَکُمۡ اَنۡ تؤۡ ذُوۡارَسُوۡلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنۡ تَنۡكِحُوۡۤا اَزۡوَاجَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖۤ اَبَدًا (الاحزاب:۵۳)

ترجمہ: اور تمہارے لئے مناسب نہیں کہ نبی کریم ﷺ کو تکلیف دو اور (یہ بھی مناسب نہیں کہ) ان کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کرو۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کی وفات کا درجہ ایسا ہے جیسے کوئی زندہ شوہر گھر سے غائب ہو۔ اس بناء پر آپ ﷺ کی ازواج کا وہ حال نہیں جو عام شوہروں کی وفات پر ان کی ازواج کا ہوتا ہے۔ (تفسیر معارف القرآن ج ۷ ص ۲۰۳ ط: ادارۃ المعارف کراچی)

۱۰۹...... یَاۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا (الاحزاب:۴۵) ترجمہ: اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو بتانے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: تمام انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً رسول کریم ﷺ اس دنیا سے گزرنے کے بعد بھی اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (تفسیر معارف القرآن ج ۷ ص ۱۷۷ ط: ادارۃ المعارف کراچی)

۱۱۰...... ولوانھم اذظلموا انفسھم جاؤک فاستغفر اللہ واستغفرلھم الرسول لوجداللہ توابا رحیما (النساء:۶۴) ترجمہ: اور جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، اگر یہ اُس وقت تمہارے پاس آ کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے اور رسول بھی اُن کے لئے مغفرت کی دعا کرتے تو یہ اللہ تعالیٰ کو بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان پاتے۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اگرچہ یہ آیت خاص واقعہ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ لیکن اس کے الفاظ سے ایک عام ضابطہ نکل آیا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور آپ ﷺ اس کے لئے دعائے مغفرت کر دیں اس کی مغفرت ضرور ہو جائے گی اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری جیسے آپ ﷺ کی دنیوی حیات کے زمانے میں ہو سکتی تھی اسی طرح آج بھی روضۂ اقدس پر حاضری اسی حکم میں ہے۔ حضرت علی کرم اللہ

وجہہ نے فرمایا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کو دفن کرکے فارغ ہوئے تو اس کے تین روز کے بعد ایک گاؤں والا آیا اور قبر شریف کے پاس آکر گر گیا اور زار زار روتے ہوئے آیت مذکورہ کا حوالہ دے کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر گناہگار رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور آپ ﷺ اس کے لئے دعائے مغفرت کر دیں تو اس کی مغفرت ضرور ہو جائے گی اسی لئے میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں اس وقت جو لوگ حاضر تھے ان کا بیان ہے کہ اس کے جواب میں روضۂ اقدس کے اندر سے آواز آئی قد غفر لک یعنی مغفرت کر دی گئی۔ (تفسیر معارف القرآن ج ۲ ص ۴۶۰ ط: ادارۃ المعارف کراچی)

۱۱۱...... حوالہ نمبر ۲۷ پر حضرت کے بھی دستخط ہیں۔ (تسکین الصدور، ص ۷۳ مقام حیات ص ۲۷۲ قبر کی زندگی ص ۴۹۶)

۱۱۲...... علماء دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی دوسری اجماعی دستاویز تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور جس میں دیوبند مسلک کو اصولی طور پر محفوظ کر دیا گیا۔ اس پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: کس قدر تفصیلاً دیکھنے کی نوبت آئی جوں جوں دیکھتا جاتا تھا دل سے دعائیں نکلتی تھیں کہ ماشاء اللہ! تحقیق کا حق بھی پورا ادا کر دیا۔ (تسکین الصدور ص ۳۲ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

۱۱۳...... انبیاء علیہم السلام درقبور خود زندہ اند وایں قدر از حدیث معتبر ثابت است۔ ترجمہ: انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور یہ معتبر حدیث سے ثابت ہے۔ (القول الجلی ص ۱۱، و معارف بہلوی ج ۱ ص ۳۲۳)

قدوۃ العارفین، فخر المحدثین، زبدۃ المفسرین، عمدۃ الفقہاء، اسوۃ العلماء

شیخ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو اللہ یار سندھ، خلیفہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، صاحب اعلاء السنن،

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۷۴/ ۱۳۹۴ء)

۱۱۴...... ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون (البقرۃ: ۱۵۴) ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہو جائیں انہیں مردہ مت کہو دراصل وہ زندہ ہیں اور تمہیں (ان کی زندگی کا) احساس نہیں ہوتا۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: فلیس الشھید باولی من النبی وان نبی اللہ حی یرزق فی قبرہ کما ورد فی الحدیث ترجمہ: شہید نبی ﷺ سے بہتر نہیں ہو سکتا یقیناً اللہ کے نبی علیہم السلام اپنی قبر میں زندہ ہیں اور کھاتے پیتے ہیں، جیسا کہ حدیث شریف سے واضح ہے۔ (تفسیر احکام القرآن تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ج ۱ ص ۹۲ ط: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

۱۱۵...... ان رسول اللہ حی فی قبرہ... انما ینکر ذلک من ینکر حیاتہ ﷺ فی قبرہ... کان فؤادہ فارغا من حبہ وعقلہ خالیا من لبہ ترجمہ: یقیناً رسول اللہ قبر شریف میں زندہ ہیں...... بے شک اس کا انکار وہ کرتا ہے جس کا دل، محبت رسول ﷺ سے خالی اور دماغ، عقل سے خالی ہے۔ (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۵۰۸ ط: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

۱۱۶...... لا شک فی حیوتہ بعد وفاتہ وکذا سائر الانبیاء علیہم السلام احیاء فی قبورھم حیاتھم اکمل من حیاۃ الشھداء ترجمہ: آپ ﷺ کی وفات کے بعد زندگی میں کوئی شک نہیں ہے۔ اسی طرح باقی انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی حیات شہداء کی حیات سے زیادہ کامل ہے۔ (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۵۰۱)

۱۱۷...... انہ ﷺ حی فی قبرہ بعد موتہ کما فی حدیث: الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون وقد صححہ البیھقی والف فی ذلک جزأ۔ قال الاستاد ابو منصور البغدادی: قال المتکلمون المحققون من اصحابنا:

ان نبینا ﷺ حی بعد وفاته انتهی. ترجمہ: یقیناً وہ نبی ﷺ وفات کے بعد اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح فرمایا ہے اور اس بارے میں ایک رسالہ بھی تالیف کیا ہے۔ استاد ابو منصور بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمارے محقق متکلم اصحاب فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ وفات کے بعد زندہ ہیں۔ (اعلاء السنن ج ۱ ص ۴۹۴ ط: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

۱۱۸...... حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔ صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس پر جو درود پڑھا جاوے، بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے۔ اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء کرام علیہم السلام پر ''آب حیات'' کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ ''المہند علی المفند'' بھی اہل انصاف اہل بصیرت کے لئے کافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ (تسکین الصدور ص ۷۳، قبر کی زندگی ۴۹۵-۴۹۶، مقام حیات ص ۲۷۲ ط: ادارہ المعارف لاہور)

عروۃ الحبل المتین، رئیس الشیوخ الکرام، قطب فلک العلوم والفنون، رئیس المناظرین، صدر المفتین، مفتی اعظم دار العلوم دیوبند

حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہجہانپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۶ھ)

۱۱۹...... آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں اپنے جسد مبارک کے ساتھ زندہ ہیں۔ مزار مبارک کے ساتھ آپ ﷺ کا خصوصی تعلق بجسدہ وروحہ ہے جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے بدعتی ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ اس باب میں بکثرت احادیث وارد ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے جو انکار کرتا ہے وہ بدعتی ہے۔ خارج از اہلسنت والجماعت ہے۔ (تسکین الصدور ص ۵۰ قبر کی زندگی ص ۴۹۵-۹۶)

۱۲۰...... نیز حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کشف الرحمن پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے تقریظ تحریر فرمائی ہے۔ جس کا حوالہ نمبر ۴۰ پر گزر چکا وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔

۱۲۱...... علماء دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی دوسری اجماعی دستاویز تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور جس میں دیوبند مسلک کو اصولی طور پر محفوظ کر دیا گیا اس پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: کتاب تسکین الصدور موصول ہوئی۔ شکر گزار ہوں۔ وصول ہوتے ہی پڑھنا شروع کر دیا۔ جناب والا نے کتاب کے ہر مبحث کو تشنہ نہیں چھوڑا۔ مسائل کو دلائل صحیحہ سے اور نقول معتبرہ سے باحسن وجوہ ثابت کر دیا اور اہلسنت والجماعت کے عقیدہ کو بطریق صحیح ثابت کرنے میں کسی قسم کا فتور واقع نہیں ہوا۔ اثبات عذاب قبر اور اثبات حیاۃ الانبیاء فی القبور کو جن دلائل حقہ سے ثابت کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ طالب حق وہدایت کو کسی قسم کے چون وچرا کی گنجائش نہیں ہے۔ معنت اور معاند (ضدی اور ہٹ دھرم) سے امید نہیں کہ وہ ہدایت (تسکین الصدور کے دلائل) قبول کریں۔ ان مسائل میں معاندین کے شکوک رکیکہ اور اعتراضات واھیہ میں ان کے جوابات دندان شکن دے دیئے ہیں اور ان شبہات کو زائل

کردیا ہے الحاصل کتاب تحقیقات سے مملواور دلائل سے مشحون ہے عوام وخواص دونوں طبقوں کے لئے بہت مفید ہے۔حق تعالیٰ مؤلف ممدوح کوتمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطاء فرمائے اوران کے علم وعرفان اور عمل وایمان میں روزافزوں ترقیات عطاء فرمائے۔آمین! (تسکین الصدور ص ۲۰ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

منبع العلوم ومخزن الفهوم، محی السنۃ الغراء، محی البدعۃ الظلماء، سند العلماء والصلحاء، رأس الاتقیاء،

نمونہ سلف، فخر الاسلام، امینِ شیخ الہند، وارثِ انورشاہ رحمۃ اللہ علیہ، جانشین شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ،

صدر المدرسین وشیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند، اُستاذ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا فخر الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء)

رومی کی غزل، رازی کی نظر، غزالی کی تلقین یہاں روشن ہے جمالِ انور سے پیمانہ فخر الدین یہاں

۱۲۲...... باب رفع الصوت في المسجد حدثنا علي بن عبد الله بن جعفر بن نجيح المديني قال نا يحيى بن سعيد القطان قال نا الجعيد بن عبد الرحمن قال حدثني يزيد بن خصيفة عن السائب بن يزيد قال كنت قائما في المسجد فحصبني رجل فنظرت اليه فاذا عمر بن الخطاب فقال اذهب فأتني بهذين فجئته بهما فقال ممن انتما او من اين انتما قالا من اهل الطائف قال لو كنتما من اهل البلد لاوجعتكما ترفعان اصواتكما في مسجد رسول الله ﷺ۔ ترجمہ: باب، مسجد میں آواز بلند کرنے کا بیان حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ میں مسجد نبوی ﷺ میں کھڑا ہوا تھا کہ کسی نے میرے ایک کنکری ماری، میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب تھے، پھرانہوں نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اور ان دونوں آدمیوں کو بلا کرلاؤ، چنانچہ میں ان دونوں کو بلا کرلایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم کس قبیلہ کے ہو یا کس جگہ کے رہنے والے ہو، ان دونوں نے بتلایا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم شہر مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزادیتا، تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں اپنی آوازوں کو اتنا بلند کررہے ہو۔(کہ شوروغل ہوگیا)

اس حدیث مبارک کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت فرماتے ہیں:

مزاراقدس کے احترام میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ترفعان اصواتکما الخ احترام مسجد کے ساتھ قرآن کریم کی آیت لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبي ولا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم لبعض (الحجرات ۲) سے بھی ماخوذ ہے کہ اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو پیغمبر علیہ السلام کی آواز سے بلند نہ کرواور نہ ان کے سامنے اس طرح زور سے بولو جیسے آپس میں بولتے ہو، پیغمبر علیہ السلام کی زندگی میں بھی یہی حکم تھا اور وفات کے بعد بھی یہی حکم ہے کیونکہ آپ قبر شریف میں بھی حیات سے متصف ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تو روایت باب سے معلوم ہوگئی کہ وہ وفات کے بعد بھی قبر شریف کے قریب بلند آواز سے بولنے پر تنبیہ فرمارہے ہیں۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی یہی منقول ہے کہ وہ مسجد نبوی ﷺ میں بلند آواز سے بولنے پر نکیر فرماتے اور کہتے کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کو قبر مبارک میں تکلیف نہ ہو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ اگر حجرہ اطہر کے قریب کسی دیوار میں کیل ٹھوکنے کی آواز آتی تو فوراً کسی قاصد کو بھیج کر منع کرادیتی تھیں لاتوذوا رسول الله (ﷺ) کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف مت پہنچاؤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ تمام اقوال وافعال تقی الدین سبکی کی شفاء السقام میں موجود ہیں۔حیات انبیاء کے مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کسی

اور موقع پر کی جائے گی۔ان شاءاللہ! (ایضاح البخاری، شرح بخاری، جلد ۳، ص ۲۶۹، ط: مکتبہ مجلس قاسم المعارف دیوبند انڈیا)

۱۲۳...... علماء دیوبند کی دوسری اجتماعی دستاویز تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور پر تصدیقی دستخط کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: تسکین الصدور کو دو مرتبہ مطالعہ کیا......اپنے موضوع کے لحاظ سے بے مثل ہے اور واقعی اسم بامسمی تسکین الصدور ہی ہے ہر مسئلہ نہایت واضح طریق پر دلائل سے آراستہ پیراستہ اور مخالفین کے دلائل کا صحیح رد جس سے دیکھنے والے کو حق معلوم کرنے میں زبردست امداد حاصل ہو سکے اور بشرط انصاف انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔ (تسکین الصدور ص ۱۸ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

۱۲۴...... نیز حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کشف الرحمن پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے تقریظ تحریر فرمائی ہے۔جس کا حوالہ نمبر ۴۰ پر گزر چکا وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔

استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈھابھیل، مرتب فیض الباری شرح البخاری شاگرد رشید حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء)

۱۲۵...... سنن ابی داؤد شریف کی رد اللہ علی روحی والی حدیث کی شرح میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کی قبر میں حیات کا دلائل کے ساتھ ہم کو قطعی علم ہے اور اس بارے میں تواتر کے درجے کو حدیثیں پہنچ چکی ہیں۔(ترجمان السنۃ ج ۳ ص ۳۰۲ حدیث نمبر ۱۰۷۳ ط: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

۱۲۶...... ان الانبیاء احیاء فی قبورھم۔ترجمہ: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بے شک اپنی قبور مطہرہ میں زندہ ہیں۔

(البدر الساری الی فیض الباری (حاشیہ) کتاب الاستقراض باب مایذکر فی الاشخاص ج ۳ ص ۳۱۸ ط: مکتبہ اشرفیہ کانسی روڈ کوئٹہ)

صاحب الفهم الباهر و الرشد الزاهر فقيه النفس ذو البصيرة التامه و الملكة الراسخة

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور (المتوفی ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء)

۱۲۷...... آٹھ، دس سال سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کا انکار بعض ایسے عالموں کی طرف سے شائع ہونے لگا جو کہ ہمارے اپنے شمار ہوتے تھے۔بہت ہی جی چاہتا تھا کہ کوئی اللہ کا بندہ اس مسئلہ کی پوری پوری تحقیق لکھ دے......خود تو کم صحت کم فرصت کم استعداد اس سے قاصر تھا۔بس دل میں یہ تمنا موجزن تھی۔حضرت مولانا سرفراز خان رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے بڑی محنت اور جانفشانی اور عرق ریزی سے یہ تحقیق مکمل کردی ہے۔اللہ تعالیٰ نے میری وہ دلی تمنا مولانا کے ہاتھوں پوری فرمادی اس لئے حرف حرف مزے لے لے کر پڑھتا چلا گیا۔ہر بحث پر دل باغ باغ ہوتا گیا اور دعاؤں میں سرشار ہوتا رہا۔الحمدللہ! جیسا دل چاہتا تھا یہ کام انجام پا گیا۔احادیث کے اسناد کی صحت اور مفہومات کی تحقیقات، شبہات کے جوابات ماشاءاللہ نور علی نور ہے۔اللہ تعالیٰ حضرت مصنف کو بہترین جزائیں سے دونوں جہانوں میں سرفراز فرمائیں اور مشتبہ آنکھوں کے لئے کتاب کو سرمۂ بصیرت بنائیں۔

(تسکین الصدور ص ۲۷-۲۶ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

۱۲۸...... حوالہ نمبر ۱۱۹ پر حضرت موصوف نے تصدیقی دستخط فرمائے ہیں۔وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(تسکین الصدور ص ۵۰، قبر کی زندگی ص ۵۰۲)

یادگارِ سلف، استاذالعلماء، العالم النحریر، امام الفضلاء، سابق استاد دارالعلوم دیوبند، شیخ الحدیث

حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (المتوفی ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء)

علماء دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی دوسری اجماعی دستاویز تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور جس میں دیوبندی مسلک کو اصولی طور پر محفوظ کردیا گیا اس پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

۱۲۹...... بحمد اللہ کتاب میں جتنے مسائل کی تنقیح اور تشریح کی گئی ہے سب کو اہل السنت والجماعت خصوصاً اکابر دیوبند کے مسلک کے موافق پایا۔

۱۳۰...... حوالہ نمبر ۲۷ پر حضرت کے بھی دستخط ہیں۔(تسکین الصدور ص ۳۷، مقام حیات ص ۲۷۲، قبر کی زندگی ص ۴۹۶، ۴۹۵)

اُستاذ العلماء والمفتین شیخ الحدیث والتفسیر، شارح بخاری، مسلم وترمذی، سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم پیر طریقت، تلمیذ رشید حضرت شیخ نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث وصدر مفتی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، نوشہرہ

حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ زروبوی (المتوفی ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء)

۱۳۱...... لہ صلی اللہ علیہ وسلم حیاۃ فی القبر۔ ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارک میں زندگی حاصل ہے۔

(باب فی الاضحیۃ بکبشین منہاج السنن شرح جامع السنن ج ۵ ص ۱۴۰ ابواب الاضاحی)

۱۳۲...... وجہ عدم الارث منہم (ای الانبیاء علیہم السلام) لانہم احیاء فی قبورھم۔ ترجمہ: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی میراث تقسیم نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی قبروں میں زندہ تشریف فرما ہیں۔

(منہاج السنن شرح جامع السنن للترمذی ج ۵ ص ۱۸۷ باب ماجاء فی ترکتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابواب السیر ط: مکتبہ حقانیہ پشاور)

۱۳۳...... بہرحال نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہماری وفات میں بہت فرق ہے۔ ہم جب مرجاتے ہیں تو چند دنوں کے اندر مٹی بن جاتے ہیں اور پیغمبر موت کی حالت میں بھی حیات ہوتے ہیں۔ جس طرح نیند ہے کہ ہماری نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جب کہ پیغمبر کی نیند سے نہیں، ان کا دل بیدار ہوتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسد مبارک آسمان، زمین، عرش، جنت سب سے بہتر ہے۔ اس لئے آپ کی روح جنت نہیں بلکہ دوبارہ جسد کو واپس ہوئی ہے۔ (تجلیات فریدی ص ۱۷۷ ط: الفرید اکیڈمی صوابی)

اُستاذ العلماء، فاضل دارالعلوم دیوبند، خلیفہ راشد حضرت مولانا لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، امام الزاہدین والعارفین، امام المفسرین

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۹۷ء)

۱۳۴...... ولو انہم اذظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما

ترجمہ: اور جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، اگر یہ اُس وقت تمہارے پاس آ کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے تو یہ اللہ تعالیٰ کو بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان پاتے۔ (النساء: ۶۴)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: منافق کی ایک نشانی قرآن عزیز نے یہ بھی بتائی ہے کہ وہ سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں طلب شفاعت کے لئے آنے سے انکار کرتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ المنافقون آیت نمبر ۵ میں فرمایا: واذا قیل لہم تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ لووا رء وسہم ورایتہم یصدون وھم مستکبرون

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے آؤ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے حق میں مغفرت کی دعا کریں تو یہ اپنے سروں کو مٹکاتے ہیں اور تم انہیں دیکھو گے کہ وہ بڑے گھمنڈ کے عالم میں بے رخی سے کام کرتے ہیں۔

جیسا کہ ایک واقعہ میں مسلمانوں نے عبداللہ بن ابی منافق سے کہا کہ سیدد وعالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے جرم کا اعتراف کرے تو حضور ﷺ تیرے لئے مغفرت کی دعاء کرینگے اس پر اس نے اپنے سر کو مٹکاتے ہوئے کہا کہ تم نے مجھے ایمان لانے کو کہا جو میں نے مان لیا پھر تم نے زکوٰۃ کا کہا جو میں نے مان لیا اب تم مجھے محمد ﷺ کو سجدہ کرنے کو کہتے ہو یہ نہ مانوں گا۔ (تفسیر روح المعانی)

سیدد وعالم ﷺ کی سفارش اور شفاعت کے بعد خداوند قدوس ضرور معاف فرمادیں گے اس لئے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول اور محبوب بنا کر بھیجا ہے اس لئے آپ کی شفاعت قبول ہوگی۔ امت اسلامیہ کا یہی عقیدہ آپ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی ہے۔

ابو صادق ازدی کوفی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ روایت کی ہے کہ سیدد وعالم ﷺ کی رحلت کے تین دن بعد ایک اعرابی (دیہاتی مسلمان) سیدد وعالم ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہوا اور اپنے سر پر روضۂ اطہر کی مٹی ڈال کر یوں کہنے لگا اے اللہ کے نبی ﷺ آپ نے فرمایا اور ہم نے سنا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو یاد رکھا اور ہم نے بھی جناب سے سن کر یاد رکھا آپ کے ارشادات قرآنیہ میں سے یہ بھی ہے۔ وَلَو اَنَّھُم اِذ ظَلَمُوٓا اَنفُسَھُم الآیۃ اور میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور اب حاضر خدمت ہوا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے گناہ بخشوا دیجئے اسے قبر سے آواز آئی کہ تیرے گناہ معاف کردیئے گئے۔ (تفسیر قرطبی)

مفسر عظیم ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ علماء کی ایک جماعت نے جن میں سے شیخ ابو منصور صباغ بھی ہیں انہوں نے اپنی کتاب الشامل میں علامہ عتبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ علامہ عتبی رحمۃ اللہ علیہ سیدد وعالم ﷺ کی مزار کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ایک دیہاتی مسلمان آیا اور اس نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے رسول آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو میں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد وَلَو اَنَّھُم اِذ ظَلَمُوٓا اَنفُسَھُم الآیۃ کو سنا ہے اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو وسیلہ شفاعت بنا کر درخواست کرتا ہوں اور ساتھ ہی چند نعتیہ اشعار پڑھے پھر وہ چلا گیا اتنے میں میری آنکھ لگ گئی میں نے دیکھا کہ سیدد وعالم ﷺ نے فرمایا علامہ عتبی رحمۃ اللہ علیہ فوراً جا اور اس اعرابی کو یہ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا ہے (تفسیر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ) امت کا اجماع ہے کہ اگر سیدد وعالم ﷺ کے روضۂ اطہر پر شفاعت طلب کی جائے تو دعاء قبول ہوتی ہے۔ (آسان تفسیر سورۃ النساء، پارہ نمبر ۵ ص ۱۰۴، ۱۰۶، دار الارشاد، کیمبل پور اٹک)

۱۳۵...... تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے ابدان مبارکہ اسی طرح سلامت ہیں اور ان کی ارواح کا ان کے ابدان سے بہت زیادہ تعلق ہے......امام الانبیاء علیہم السلام روضۂ اقدس میں آج بھی زندہ ہیں......جو سعادت مند روضۂ اقدس کے پاس سلام پڑھتا ہے حضور انور ﷺ خود سنتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں۔ (رحمت کائنات ص ۲۷، ۲۸ ط: دار الارشاد اٹک)

ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ، فاضل مظاہر علوم سہارنپور انڈیا، تلمیذ رشید مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ،

بانی ومہتمم دار التدریس ڈاگئی، مردان، شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا حمد اللہ جان الداجوی مدظلہم

۱۳۶...... النکتۃ الرابعۃ فی تفصیل تفاوت الحیوۃ البرزخیۃ فنقول الحیوۃ البرزخیۃ القویۃ حیوۃ الانبیاء حتی لایجوز نکاح ازواجہ المطہرات باحاد الامۃ وھذا اثر الحیوۃ القویۃ وکونھا امھات المؤمنین وجہ

اخر لحرمة نكاحهن ولاتنافي بين الوجهين فان الحكم الواحد يثبت بدلائل شتىٰ صرح بالوجه الاول في المظهري۔وورد في حديث الاسراء مررت بموسى فاذاهويصلي في قبره والصلوٰة انماتكون بالجسد كما ذكره ايضاً خليل احمد رحمۃ اللہ علیہ في عقائد علماء ديوبند ترجمہ: چوتھا نکتہ حیات برزخیہ کے فرق کی تفصیل میں پس ہم کہتے ہیں کہ قوی حیات برزخی انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات ہے یہاں تک کہ امتی کا آپ کی ازواج مطہرات سے نکاح کرنا جائز نہیں اور یہ قوی حیات کا اثر ہے اوران کا امہات المومنین ہونا نکاح حرام ہونے کی دوسری وجہ ہے اوردونوں وجھوں میں کوئی منافات نہیں کیونکہ ایک حکم مختلف دلائل سے ثابت ہوسکتا ہے۔پہلی وجہ کی تصریح تفسیر مظہری میں ہے اورمعراج والی حدیث میں آیا ہے کہ میں (محمد ﷺ) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرا پس وہ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے اورنماز جسم کے ساتھ ہوتی ہے جیسا کہ مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عقائد علماء دیوبند میں فرمایا۔

(البصائرلمنکری التوسل باہل المقابرص ۷۷ ط: مکتبۃ الیشیق بشارع دارالشفقۃ بفاتح ۲۷ استنبول ترکی سن طباعت ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء)

نوٹ: عقائد علمائے دیوبند سے مرادالمہند شریف ہے جس کا حوالہ نمبر ۲۳ پرگزرا۔

☆...... حضرت قاضی صاحب نے تفسیر مظہری میں سورہ احزاب آیت نمبر ۵۳ کے تحت یہ تصریح فرمائی ہے: قُلتُ وَجَازَاَن یَکُونَ ذَالِکَ لِاَجَلِ اَنَ النَّبِیَّ ﷺ حَیٌ فِی قَبرِہٖ وَلِذالِکَ لَمْ یورَثُ وَلَم یتئمْ اَزوَاجہ‌ٗ عن ابی ھُرَیرۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ مَنْ صَلیٰ عَلیَّ عِندَقَبرِی سَمِعْتہ وَمَنْ صَلیٰ علیَّ نَائیاً اُبلغتہ۔رواہ البیھقی فی شعب الایمان ترجمہ: میں کہتا ہوں تحریم ازواج کی یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اس لئے آپ کے مال کا کوئی وارث نہیں قرار پایا اورنہ آپ کی بیویاں بیوہ ہوئیں،حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جوشخص میری قبر کے پاس مجھ پر درودھ پڑھے گا تو میں اس کوخودسن لوں گا اور جوشخص دورسے مجھ پردرود پڑھے گا تووہ مجھے پہنچادیا جائے گا۔(تفسیر مظہری رحمۃ اللہ علیہ (عربی) ج ۷ ص ۴۰۸ (اردو) ج ۹ ص ۲۱۶)

۱۳۷...... وقدورد في شان الانبياء ان الله حرم على الارض اجساد الانبياء ان تاكلها وورد فنبي الله حي يرزق ترجمہ: اورانبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں آیا ہے کہ اللہ نے زمین پرانبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کھانا حرام کردیا ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے۔

(البصائرلمنکری التوسل باہل المقابرص ۷۷ ط: مکتبۃ الیشیق بشارع دارالشفقۃ بفاتح ۲۷ استنبول ترکی سن طباعت ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء)

۱۳۸...... اشاعت التوحیدوالسنۃ کے امیرمولوی محمد طاہر پنج پیری کی کتاب البصائر للمتوسلين بالمقابر کے جواب میں حضرات نے جوکتاب لکھی اس میں ایک جگہ فرماتے ہیں: ان الاحاديث الصحيحة دالة على حيوة الانبياء علیہم السلام والشهداء والصديقين والصالحين كماوردفي الحديث "فنبي الله حي يرزق" وكذاوردفي الحديث "من صلى على نائياابلغته ومن صلى على عندقبري سمعته" مشكوٰة ص ۷۹ والسمع لايكون بدون الحيوة كمالايخفى وكذاروى الدارمي عن سعيدبن عبدالعزيز قال لماكان ايام الحرة ولم يؤذن في مسجد رسول الله ﷺ ثلاثاولم يقم ولم يبرح سعيدبن المسيب المسجدوكان لايعرف وقت الصلوٰة الابهمهمة يسمعهامن قبرالنبي ﷺ رواه الدارمي مشكوٰة ص ۵۴۷۔ ترجمہ: صحیح احادیث انبیاء، شہداء، صدیقوں اورصالحین کی زندگی پردلالت کرتی ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اللہ کا نبی زندہ ہے۔اسی طرح حدیث شریف میں ہے جودورسے مجھ پردرود پڑھتا ہے تو مجھے پہنچایا جاتا ہے اورجومیری قبر کے نزدیک مجھ پردرود

پڑھتا ہے تو میں خود سنتا ہوں۔ (مشکوۃ ص ۸۷) اور سننا زندگی کے بغیر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ اسی طرح امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ جب حرہ کے دن تھے اور تین دن مسجد نبوی ﷺ میں اذان نہ ہوئی اور سعید بن المسیب مسجد میں رہے۔ تو وہ نماز کا وقت روضۂ رسول ﷺ سے آنے والی آواز سن کر معلوم کرتے تھے۔ اس کو امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ (مشکوۃ ص ۵۴۳) (البصائر لمنکری التوسل باہل المقابر ص ۱۶۲ ط: مکتبۃ الیشیق بشارع دار الشفقۃ بفاتح ۲۷ استنبول ترکی سن طباعت ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء)

۱۳۹...... ان الانبیاء علیہم السلام لهم حیوۃ حسدانیه مثل حیوۃ الدنیا کما صرح به مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ فی عقائد علماء دیوبند۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی جسمانی ہے۔ دنیا کی سی زندگی جیسا کہ مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عقائد علماء دیوبند میں تصریح کی ہے۔

(البصائر لمنکری التوسل باہل المقابر ص ۱۶۷ ط: مکتبۃ الیشیق بشارع دار الشفقۃ بفاتح ۲۷ استنبول ترکی سن طباعت ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء)

<u>نوٹ</u>: عقائد علمائے دیوبند سے مراد المہند شریف ہے جس کا حوالہ نمبر ۲۳ پر گزرا۔

عالم بے بدل، شیخ المفتین، عمدۃ المحققین، خطیب بڑی جامع مسجد ضلع صورت انڈیا،

حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۱۴۰...... انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ، کتاب العقائد ج ۸ ص ۳۲ ط مکتبہ رحمانیہ لاہور)

۱۴۱...... آنحضرت ﷺ کے روضۂ اطہر کو بڑی عظمت وشرف حاصل ہے اس لئے کہ آنحضور ﷺ جسم اطہر اس میں موجود ہے۔ یہی نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ بنفس نفیس باحیات اس میں تشریف فرما ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں باحیات ہیں۔ آپ ﷺ کو رزق بھی دیا جاتا ہے۔ (دیکھئے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب النور ص ۶، فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۳۹ باب ما یتعلق بالانبیاء والاولیاء، ط: دارالاشاعت کراچی)

شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند وشیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈھابیل وصدر شعبہ تفسیر اسلامی یونیورسٹی بہاولپور وزیر معارف شرعیہ ریاستہائے متحدہ بلوچستان

حضرت مولانا شمس الحق افغانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء)

۱۴۲...... علماء دیوبند کی دوسری اجماعی دستاویز تسکین الصدور کی تقریظ میں حضرت حیات النبی علیہ السلام فی القبر اور سماع عندالقبر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ اہلسنت والجماعت کا متفقہ مسلک ہے اور میں ان سے متفق ہوں۔

(ملخصاً تسکین الصدور ص ۲۲ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

۱۴۳...... ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک آنحضرت ﷺ قبر شریف میں زندہ ہیں۔ حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے صرف یہ کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس پر جو درود شریف پڑھے وہ بلاواسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے اب جو اس مسلک کے خلاف کرے

اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ (تسکین ص ۳۹-۳۸ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

۱۴۴...... حوالہ نمبر ۲۷ پر حضرت کے بھی دستخط ہیں وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔

بحر العلوم، المحدث الکامل، الفقیہ الجلیل، المحقق النبیل، تلمیذ رشید و جانشین حضرت سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سابق امیر مرکزیہ تحفظ ختم نبوۃ پاکستان، استاذ العلماء والصلحاء، شیخ الحدیث جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء)

۱۴۵...... حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات بعد الممات (وفات کے بعد زندگی) کا مسئلہ صاف ومتفقہ مسئلہ تھا۔ شہداء کی حیات بنص قرآن ثابت تھی اور دلالۃ النص سے انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات قرآن سے ثابت تھی اور احادیث نبویہ سے عبارت النص کے ذریعہ ثابت تھی۔ لیکن برا ہو اختلافات اور فتنوں کا کہ ایک مسلمہ حقیقت زیر بحث آکر مشتبہ ہوگئی کتنے تاریخی بدیہیات کو کج بحثیوں نے نظری بنا دیا اور کتنے حقائق شرعیہ کو کج فہمی نے مسخ کر کے رکھ دیا یہ دنیا ہے اور دنیا کے مزاج میں داخل ہے کہ ہر دور میں کج فہم اور کج رو اور کج بحث موجود ہوتے ہیں زبان بند کرنا تو اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہے۔ ملاحدہ وزنادقہ کی زبان کب بند ہوسکی۔ شہداء کے لئے بنص قرآن ''حیات'' حاصل ہے...... جب انبیاء علیہم السلام کا درجہ عام شہداء سے اعلیٰ وارفع ہے۔ تو بدلالۃ النص یا بالاولیٰ خود قرآن کریم سے ان کی حیات ثابت ہوتی (علیہم السلام) اور جب مرتبہ اعلیٰ وارفع ہے تو حیات بھی اقوی واکمل ہوگی اسی حیات کی اکملیت کے بارے میں دو حدیثیں آئی ہیں۔ ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء اور حدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون اور ان ہی احادیث کے شواہد کے طور پر دیگر احادیث صحیحہ موجود ہیں مثلاً موسیٰ علیہ السلام کا تلبیہ حج اور اس کے علاوہ روایات۔ (تسکین الصدور ص ۲۴-۲۳ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

۱۴۶...... حوالہ نمبر ۱۴۳ پر حضرت کے بھی تصدیقی دستخط ہیں وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔

(تسکین الصدور ص ۴۰ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

۱۴۷...... حوالہ نمبر ۲۷ پر حضرت کے بھی تصدیقی دستخط ہیں۔ وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔ (تسکین الصدور ص ۳۷)

مرشد العلماء والصلحاء، قطب الارشاد، عالم ربانی، فاضل دار العلوم دیوبند،

حضرت اقدس مولانا عبداللہ بہلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء)

۱۴۸...... ہمارے اکابر واسلاف علماء دیوبند رحمہم اللہ، ہمارے مرشدین نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ رحمہم اللہ کا یہی اعتقاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد قبر مبارک میں جسمانی وروحانی حیات (یعنی جسم مبارک بتعلق روح زندہ ہے) سے زندہ ہیں۔ (القول النقی ص ۴۵-۱۳، معارف بہلوی ج ۱ ص ۳۶۰ ط کراچی)

۱۴۹...... اسی طرح حضرت اپنی مایہ ناز کتاب مستدلات الفقہ الحنفی من الاحادیث النبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ص ۱۷۷، ۲۸۲ پر بڑے ذوق شوق سے باب زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قائم فرماتے ہیں اور حجاج کرام کے لئے زیارت قبر نبی کو واجب تک فرماتے ہیں۔

(مستدلات الفقہ الحنفی ص ۱۷۷، ۲۸۲ ناشر مولوی غلام مصطفی خادم حضرت بہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ دار العلوم حبیب آباد شجاع آباد ملتان)

محمود الملۃ والدین، مفکر اسلام، فقیہ الامت، سابق وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد، ممبر قومی اسمبلی،
ناظم عمومی جمعیت علماء اسلام پاکستان، شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان،

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۸۰ء)

۱۵۰...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور مطہرہ میں زندہ ہیں۔

(فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۲۵۱ ط جمعیت پبلیکیشنز وحدت روڈ لاہور)

۱۵۱...... تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں احیاء ہیں۔ (فتاویٰ مفتی محمود کتاب العقائد ج ۱ ص ۳۵۴ ط: جمعیت پبلیکیشنز لاہور)

۱۵۲...... علماء دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی دوسری اجماعی دستاویز تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور جس میں دیوبند مسلک کو اصولی طور پر محفوظ کر دیا گیا اس پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

مولانا صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے جمعیت علماء اسلام کے فیصلہ کے مطابق یہ کتاب تالیف فرمائی...... فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ حضرت مولانا بالکل مثبت علمی انداز میں اہلسنت والجماعت کے متفقہ عقائد کو بڑی متانت اور سنجیدگی کے ساتھ کتاب وسنت اور اقوال فقہاء متکلمین امت کے جامع استدلالات سے مسلمانوں کے سامنے پیش فرمایا۔ جس کے پڑھنے سے مطالب خود بخود ذہن میں ڈھلتے چلے جاتے ہیں۔ میں اس عظیم دینی خدمت پر مولانا موصوف کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کر کے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تو حضرت کی اس تالیف کو قبول فرما کر مسلمان عوام کے لئے فائدہ مند بنائے اور زائغین (ٹیڑھوں) کی ہدایت کا ذریعہ بنا کر حضرت مولانا موصوف کی فلاح دینوی ونجات اخروی کا سبب بنا دے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز!

ضیغم اسلام، بطل حریت، تلمیذ رشید حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، ناظم جمعیت علماء اسلام پاکستان،

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۱۵۳...... انبیاء اکرام علیہم السلام کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں، قریب سے درود وسلام سنتے اور اس کا جواب دیا کرتے ہیں۔ یہاں سے بعض حضرات کی کم علمی واضح ہو جاتی ہے جو مسئلہ حیات الانبیاء علیہم السلام کو شرک قرار دیتے ہیں شرک تو تب ہوتا کہ کسی کو ایسا زندہ مان لیا جاتا جس کی حیات خدا تعالیٰ کی عطاء نہ ہو اور اس کے گھر کی ہو اس پر کبھی موت طاری نہ ہو مگر یہ تو کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں ہے۔ کیا جو پیغمبر دنیا میں زندہ تھے وہ شرک تھا؟ کیا قیامت میں ہم سب زندہ ہوں گے اور زندہ بھی ایسے کہ پھر نہ مریں گے تو کیا وہ شرک ہو جائے گا؟ پھر اللہ تعالیٰ کسی کو قبر میں زندگی عطاء فرما دیں تو وہ کیسے شرک ہو گیا؟ جب کہ علماء دیوبند نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو جانے کا انکار کرتے ہیں نہ پیغمبروں کی حیات کو اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق قبروں میں انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات اور نماز پڑھنے اور درود وسلام سننے کا اقرار کرتے ہیں تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو ماننا شرک ہے؟ اللہ تعالیٰ ایسی جہالت اور ضد سے بچائے۔ (آمین) (تسکین الصدور ص ۲۱۵-۲۱۴ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

امیرِ شریعت، صدر مجلس احرار اسلام متحدہ ہندوستان، سرپرست اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوۃ پاکستان،
خلیفہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ الحسنی البخاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء)

۱۵۴...... تحصیل لیاقت پور کے قصبے اسلام پور میں شیعہ سنی کے درمیان مناظرہ ہونے والا تھا۔ اسی تاریخ کو امیر شریعت کی اس علاقہ میں تقریر کا اعلان ہوا۔ جس میں شیعہ اور سنی شریک ہو گئے۔ حضرت امیر شریعت نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا: ''میں جنگ لڑنے نہیں آیا اور نہ ہی مناظرہ اور مباحثہ کا قائل ہوں۔ نہ میں براہان اور دلائل کے زور سے کسی کو بات منوانے کے لئے تیار ہوں شیعہ حضرات سے صرف اتنا کہوں گا کہ دو چار آدمی اپنی طرف سے ایسے تیار کریں۔ جو صالح فطرت ہوں میں ان کے ساتھ مدینہ منورہ جانے کو تیار ہوں۔ وہاں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ مقدس پر عرض کیا جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار فرمائیں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا کہ یہ میرے ہیں تو پھر تمہیں بھی ان پر ایمان لانا پڑے گا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب مرحمت نہیں فرمایا تو پھر میں تمہارا ہی مسلک اختیار کر جاؤں گا۔''

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ جلسہ گاہ کی فضاء اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی اور اس کا یہ اثر مرتب ہوا کہ پھر کبھی مناظرانہ انداز میں وہاں جلسے جلوس منعقد نہ ہوئے اور تمام سامعین پر یہ بات واضح ہو گئی کہ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ بلکہ تمام اکابر علماء دیوبند حیات انبیاء کرام علیہم السلام کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ یہ عقیدہ ان کے نزدیک اصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند سے لے کر (سابق) مہتمم دارالعلوم دیوبند قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات تک سب اس بات کے قائل ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سرور کائنات روضۂ اقدس میں حیات حسی کے ساتھ جلوہ افروز ہیں۔

(ماہنامہ نقیب ختم نبوت، امیر شریعت نمبر حصہ دوئم ص ۲۰۲، رحمت کائنات ص ۳۲ ط: ادارۃ تحفظ حقوق نبوت اٹک)

فقیہ الامت، خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ صدر مفتی دارالعلوم دیوبند و مظاہر العلوم سہارنپور

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء)

۱۵۵...... (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) قبر اطہر میں زندہ ہونے کی بحث مستقل ہے۔ علماء حق کی تحقیق یہ ہے کہ زندہ تشریف فرما ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ باب ما یتعلق بحیات الانبیاء علیہم السلام ج ۱ ص ۵۳۲-۵۳۳ ط: مکتبہ فاروقیہ کراچی)

۱۵۶...... نیز حضرت مفتی صاحب نے آب حیات، المہند کی تائید کی ہے جس کے حوالے نمبر ۵، ۶، ۷ وغیرہ پر گزر چکے ہیں وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۵۲۷ ط: مکتبہ فاروقیہ کراچی)

فخر الاماثل، عمدۃ المحققین، رئیس المحدثین، مرتب انوار الباری شرح البخاری،
تلمیذ رشید و داماد حضرت راس الاتقیاء حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، منبع العلوم والفیوض،

حضرت مولانا احمد رضا بجنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (التوفی)

۱۵۷...... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں اپنی قبور میں وہ نماز بھی پڑھتے

ہیں۔امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح بتلایا ہے اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فتح الباری ج ۶ میں اس کی تائید فرمائی ہے۔ (انوار الباری شرح البخاری ج ۱۷ کتاب الجنائز باب ماجاء فی الجنائز، من کان آخر کلامہ لا الٰہ الا اللہ ص ۷۷ ۳ ط: تالیفات اشرفیہ ملتان)

۱۵۸...... انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔ (ملفوظات محدث کشمیری ص ۱۲۲ ط تالیفات اشرفیہ ملتان)

۱۵۹...... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون صحیح ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تصریح کی ہے کہ یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے اور صحیح ہے...... قبر ثمرہ ہے حیات دنیا کا۔ پس جو یہاں ذکر اللہ میں مشغول رہا ہوگا وہاں بھی ذکر اللہ میں مشغول ہوگا۔ روح جو بدن مثالی ہے وہ تو خود بھی نماز پڑھ سکتی ہے۔ پھر احیاء الخ سے کیا مراد ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ شریعت عرف عام پر چلتی ہے لہٰذا روح مع جسد مبارک مراد ہے۔ (ملفوظات محدث کشمیری ص ۱۲۳ ط: تالیفات اشرفیہ ملتان)

شیخ المفسرین، ذروۃ سنام الدین، مجاہد جلیل، مہتمم جامعہ عربیہ مخزن العلوم عیدگاہ خانپور، اسوۃ الاصفیاء، حافظ الحدیث

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان (المتوفی ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء)

۱۶۰...... تسکین الصدور کی تقریظ میں لکھتے ہیں کہ اپنے موضوع میں مسلک اہل السنت والجماعت (حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسماع النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر الشریف) کے بیان میں کافی وشافی ہے۔ (تسکین الصدور ص ۷ ۲ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

شیخ الاتقیاء، وحید العصر، بقیۃ السلف، قدوۃ الخلف، سید العلماء، صفوۃ الصلحاء، سند الابرار، جامع الکمال، صادق الاحوال، صوفی باصفاء، خواجہ خواجگان، سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم سرخیل،

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ سراجیہ کندیاں امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ (المتوفی ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء)

علماء دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی دوسری اجماعی دستاویز تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور جس میں دیوبندی مسلک کو اصولی طور پر محفوظ کر دیا گیا اس پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۶۱...... انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبر مع بقاء اجساد مطہرہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ مجمع علیہا ہے...... خلاصہ یہ کہ حیوۃ الانبیاء فی القبور کا مسئلہ تو تقریباً ضروریات دین میں سے شمار ہو کر امت کا ایک اجماعی مسئلہ بن چکا ہے۔
(تسکین الصدور ص ۳۱-۳۰ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

۱۶۲...... حضرت خواجہ صاحب اپنے ایک مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں۔ قرون اولیٰ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک جمیع علماء کرام کا اجماعی طور پر حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جو درود شریف پڑھے وہ بلا واسطہ سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ حضرات دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف کرے اتنی بات یقینی ہے کہ اس کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ جو شخص اکابر دیوبند کے مسلک کے خلاف رات دن تقریر بھی کرے اور اپنے آپ کو دیوبندی بھی کہے یہ بات کم از کم ہمیں تو سمجھ نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم اور اکابر دیوبند کے مسلک کے صحیح پابند بنا کر استقامت نصیب فرماوے۔

نوٹ: یہ مکتوب گرامی خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف سے خود حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لیٹر پیڈ پر لکھا ہوا ہے اور اس کی کاپی مولف کے پاس محفوظ وموجود ہے۔ (مجلہ ''صفدر'' گجرات شیخ المشائخ نمبر، طبع اوّل رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ، ناشر مظہریہ دارالمطالعہ حق چار یار اکیڈمی مدرسہ ومحلہ حیات النبی ﷺ گجرات ص ۶۸۶-۶۸۷)

جامع العلوم النقلیہ والفنون العقلیہ، عالم نحریر، فاضل بے نظیر، ذوالمجد الفاخر والفہم الباہر

حضرت مولانا مفتی احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی جامعہ عربیہ سراج العلوم سرگودھا و فاضل دارالعلوم دیوبند

۱۶۳...... حضرت نے ایک کتاب بنام ''حیات النبی ﷺ اور مذاہب اربع'' تصنیف فرمائی ہے۔ جس میں حنبلی علماء وفقہاء کے ۶ حوالے، شافعی محدثین وفقہا کے ۱۱ حوالے، مالکی مفسرین ومحدثین کے ۶ حوالے اور احناف فقہاء، علماء ومحدثین کرام کے ۶ حوالے دے کر ثابت فرمایا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور مبارکہ میں زندہ ہوتے ہیں۔ جن کا خلاصہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان کرتے ہیں ''مذہب حنفی، مذہب مالکی، مذہب شافعی، مذہب حنبلی، تمام کے تمام حیات انبیاء علیہم السلام پر متفق ہیں۔

''مسئلہ حیاۃ انبیاء علیہم السلام بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس مسئلہ پر تمام علماء محدثین وفقہاء ومفسرین اور چاروں اماموں کے مقلدین (یعنی پوری امت مسلمہ از ناقل)...... بھی متفق ہوں تو اس مسئلہ میں ایک جدید طریق اختیار کرنا تحقیق نہیں بلکہ علماء امت کی تضحیک ہے۔ خدمت اسلام نہیں تذلیل اہل ایمان ہے۔ اگر جمہور سلف صالحین پر اعتماد نہیں تو دین تمہارا خانہ زاد نہیں۔ (حیات النبی اور مذاہب اربع ص ۴۵ طبع: بزم قاسمی سرگودھا)

۱۶۴...... علماء دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی دوسری اجماعی دستاویز تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور جس میں دیوبندی مسلک کو اصولی طور پر محفوظ کر دیا گیا اس پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: کتاب تسکین الصدور کے متعدد اور اکثر مقامات کا مطالعہ کیا الحمدللہ کتاب دفع وساوس کے لئے کافی اور اطمینان قلب کے لئے وافی ہے۔ منصف کے ہاتھ ایک مشعل ہدایت ہے اور متردد کے لئے برہان ساطع۔ بلا ریب یہ کتاب اسم بامسمی ہے۔ (تسکین الصدور ص ۳۵-۳۴ طبع: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

نوٹ: تسکین الصدور کا حوالہ ۱۷۹ پر ملاحظہ فرمائیں۔

صاحب الرائے الصائب، ذوالفہم الثاقب، امام المناظرین، صدر تنظیم اہل السنت پاکستان، استاد حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت مولانا دوست محمد قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء)

۱۶۵...... علماء دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی دوسری اجماعی دستاویز تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور جس میں دیوبندی مسلک کو اصولی طور پر محفوظ کر دیا گیا۔ اس پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: جناب نے اس کتاب میں ہمارے اسلاف کی صحیح ترجمانی اور تشریح فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائے اور مسلمانوں کے لئے اسے مشعل راہ بنائے۔ (تسکین الصدور ص ۳۴ طبع: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

نوٹ: تسکین الصدور کا حوالہ ۱۷۹ پر ملاحظہ فرمائیں۔

رئیس المناظرین، استاد العلماء، عالم بے بدل، پیر طریقت، ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ، بانی ومہتمم خیر المدارس ملتان

حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جالندھری (المتوفی ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء)

۱۶۶...... علماء دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی دوسری اجماعی دستاویز تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور جس میں دیوبندی مسلک کو اصولی طور پر محفوظ کر دیا گیا۔ اس پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: کتاب تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور مؤلفہ حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر صاحب اطال اللہ بقائہ وعم فیضہ کو میں نے اوّل سے آخر تک حرفاً حرفاً سنا۔ اتباع سلف صالحین میں ہر مسئلہ میں مذہب جمہور کو قرآن مجید وحدیث شریف صحیح وحسن فقہ حنفی کے ذخیرہ کی روشنی میں مسائل کو ادلہ کثیرۃ سے ایسا مبرہن کیا ہے کہ اس سے زائد کی گنجائش نہیں۔ ہر مسئلہ میں دلائل صحیحہ کا اس قدر انبار لگا دیا ہے کہ ہر منصف اس پر اعتبار واعتماد کرتے ہوئے اس کہنے پر مجبور ہے۔ (تسکین الصدور ص ۱۲ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند

نوٹ: تسکین الصدور کا حوالہ ۱۷۹ پر ملاحظہ فرمائیں۔

سید العلماء صفوۃ الصلحاء سند الابرار، ربیع ریاض الاسلام، تلمیذ وخلیفہ حضرت مولانا حسین علی الوانی رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت العلام مولانا محمد عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۱۶۷...... علماء دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی دوسری اجماعی دستاویز تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور جس میں دیوبندی مسلک کو اصولی طور پر محفوظ کر دیا گیا۔ اس پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: حیوۃ الانبیاء فی القبور کو متواتر احادیث صحیحہ سے ثابت کیا گیا ہے اور اس کو بھی اجماعی مسئلہ قرار دیا گیا ہے اور آخر میں لکھتے ہیں مجھے ان کی تحقیقات سے کلی اتفاق ہے۔ (تسکین الصدور ص ۲۹ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

نوٹ: تسکین الصدور کا حوالہ ۱۷۹ پر ملاحظہ فرمائیں۔

المجاہد الجلیل، مقتدائے انام، ناشر عقیدۃ الاکابر، مخزن محاسن الاخلاق، ابوالاعجاز حضرت مولانا حفیظ الرحمن الشہیر بمحمد

نذیر اللہ خان الدیوبندی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۱۶۸...... علماء دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی دوسری اجماعی دستاویز تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور جس میں دیوبندی مسلک کو اصولی طور پر محفوظ کر دیا گیا۔ اس پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''مستحکم دلائل اور واضح حجج سے مسئلہ حیاۃ انبیاء علیہم السلام کو مبرہن اور واضح فرمایا۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، متکلمین محدثین اور فقہاء کے اقوال وآراء سے مسائل کو مدلل فرمایا۔ (تسکین الصدور ۳۵ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

نوٹ: تسکین الصدور کا حوالہ ۱۷۹ پر ملاحظہ فرمائیں۔

وکیل اہلسنت، قاطع فرق باطلہ، خلیفہ مجاز حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، فاضل دار العلوم دیوبند

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۰۴ء)

۱۶۹...... مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ

کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ، برزخی نہیں ہے! جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو......الخ! (بشارات الدارین ص ۱۸۰ ط: خدام اہلسنت چکوال)

۱۷۰...... حضور رحمۃ للعالمین خاتم النبیین ﷺ کی قبر شریف سے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کا ایام حرہ میں اذان کی آواز کا سننا عقیدہ حیات النبی ﷺ پر دلالت کرتا ہے اور اس سے اس حدیث نبوی ﷺ کی بھی تائید ہو جاتی ہے کہ: ’’الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون‘‘ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔‘‘ یہ حدیث مسند ابی یعلی میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہے اور اس سند میں کوئی راوی ضعیف نہیں۔ سب راوی ثقہ ہیں۔ الحسین بن قتیبہ جو ضعیف راوی ہے وہ ابو یعلی کی سند میں نہیں۔ (خارجی فتنہ ج ۲ ص ۷۷ ۳ ط: ادارہ مظہر التحقیق متصل جامع مسجد ختم نبوت کھاڑک لاہور)

۱۷۱...... چونکہ شہدائے کرام کو قبر و برزخ میں یہ حیات جسمانی آنحضرت ﷺ کی محبت و اطاعت کی وجہ سے ملتی ہے اس لئے بطور دلالۃ النص یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کو قبر و برزخ میں جسمانی حیات حاصل ہے۔ (خارجی فتنہ ج ۲ ص ۷۹ ۳ ط: ادارہ مظہر التحقیق متصل جامع مسجد ختم نبوت کھاڑک۔ لاہور)

۱۷۲...... رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی بعد الموت اپنی اپنی قبور مطہرہ میں روح کے تعلق سے جسمانی حیات اور سماع عند القبر کے عقیدہ پر اہل حق کا اجماع ہے۔ چنانچہ اکابر علمائے دیوبند کے عقائد کی دستاویز المہند علی المفند مؤلفہ مرجع العلماء والصلحاء حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ میں مسئلہ حیات النبی ﷺ کی تصریح کردی گئی۔ (حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فتنوں کے تعاقب میں ص ۶۶، ۶۷ ط: تحریک خدام اہل سنت چکوال ضلع جہلم)

۱۷۳...... اہلسنت والجماعت کے نزدیک نبی کریم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں... جو سرپھرے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ نہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ بدبختی ہے، بے ادبی ہے۔ (یادگار خطبات ص ۹۸ ط: مکتبہ اسلام حنفیہ میانوالی)

سرمایہ اہلسنت، رئیس المناظرین، وکیل صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم امیر تنظیم اہلسنت والجماعت،

استاد حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت مولانا عبدالستار تونسوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب (المتوفی)

۱۷۴...... قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کے بارے جو حوالہ ۸۶ پر گزری ہے فرماتے ہیں کہ شرعاً یہ فیصلہ اہلسنت کے عقیدہ کے مطابق ہے تمام اہلسنت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ جو شخص اس عقیدہ کو نہ مانے وہ اہلسنت والجماعت سے خارج ہے۔ ایسے شخص کو گمراہ کہنا چاہئے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ جناب امام الانبیاء علیہم السلام حضرت محمد مصطفی ﷺ کے سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر پر اجماع ہے۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، عرب وعجم کے علماء اہلسنت اس مسئلہ پر متفق ہیں جو شخص یہ عقیدہ نہیں رکھتا وہ سلف وخلف اہلسنت کے خلاف ہے سنی نہیں ہے۔

(قبر کی زندگی ص ۸۶ ۴ ط: انجمن خدام الاسلام باغبانپورہ لاہور)

مفکر اسلام، مصنف مطالعہ بریلویت وغیرہ، چیف جسٹس پاکستان، وفاقی شرعی عدالت، مرکزی راہنما تنظیم اہلسنت والجماعت

حضرت مولانا علامہ ڈاکٹر خالد محمود دامت برکاتہم العالیہ لندن، ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر

۱۷۵...... تمام اہلسنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ آنحضور ﷺ اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں

بجسدہٖ موجود اور حیات ہیں۔ (مقام حیات المسمی بہ مدارک الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء ص ۲۳۷ ط: دار المعارف لاہور)

۱۷۶...... جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ تمام اہلسنت والجماعت کا قرآن وحدیث کی روشنی میں عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اس طرح تمام دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اجسام عنصریہ مبارکہ کے ساتھ قبروں میں موجود اور حیات ہیں۔ علماء دیوبند جو خالص اہل السنت والجماعت اور اس صدی میں اہلسنت کے سب سے بڑے ترجمان ہیں۔ اس لئے قدرتی طور پر اس بات پر کل بزرگان دیوبند کا وہی عقیدہ ہے جو جمہور کا ہے۔ (مقام حیات ص ۷۳۰ ط: دار المعارف لاہور)

۱۷۷...... حقیقت یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو آخرت میں دوبارہ لباسِ حیات پہنانے کی ضرورت ہی نہیں، عامۃ الناس کو جو زندگی اور کامل حیاتِ عنصری اُس دن ملے گی۔ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کو پہلے ہی سے عالم برزخ میں حاصل ہے، صرف یہ ہے کہ وہ اوروں سے پردے میں ہے اور وہ اپنی قبور میں ہی اس حیات بعد الوفات پر فائز کر دیئے جاتے ہیں اُس دن تو انہیں صرف اپنی اپنی قبور سے نکلنا ہی ہوگا اور اُن کا عالم برزخ اچانک عالم آخرت میں بدل جائے گا اور اب یہ ایک کھلی اور محسوس زندگی ہوگی قدرت ایزدی سے ان کی قبور شریفہ شق ہوں گی۔ بخلاف عامۃ الناس کے کہ وہ خود نکلنے کی حالت میں نہیں ہوں گے بلکہ انہیں قدرتِ ایزدی سے روح وجسد میں جمع کیا جائے گا اور اسی دن و اذا النفوس زوجت کی شان ظاہر ہوگی۔ اس کے برعکس انبیاء کرام علیہم السلام کے قیامت کے دن زندہ کئے جانے کا ثبوت کسی روایت سے نہیں ملتا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: انا اول الناس خروجا اذا بعثوا ترجمہ: جب لوگ حشر کے دن اٹھائے جائیں گے تو سب سے پہلے قبر سے نکلنے والا میں ہوں گا۔ (مشکوۃ ص ۵۱۴ ج ۲ ط: قدیمی کراچی)

دوسروں کے لئے لفظ بعثت (اٹھایا جانا) ہے اور اپنے لئے لفظ خروج (نکلنا) ہے ان دونوں کو ایک لفظ کے تحت نہیں رکھا گیا، سو جس طرح انبیاء علیہم السلام کی موت اوروں کی موت سے مختلف ہے ان کی حیاتِ برزخی دوسروں کی حیاتِ برزخی سے مختلف ہے۔ اُن کا حشر بھی دوسروں سے مختلف ہے اوروں کا اپنی قبروں سے اٹھنا ہے اور ان کا نکلنا ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ وانم واحکم!

انبیاء کرام علیہم السلام کی یہ خصوصیت ہے کہ وفات کے بعد ان کے اجسام عنصریہ میں ریزہ ریزہ ہونے کے بغیر پھر سے حیات عود کر آئے تو یہ مضمون بھی صحیح ہے کہ اس حیات بعد الوفات کا تحقق قیامت کے دن نیا نہیں، بلکہ قبور شریفہ ہی میں عمل میں آچکا ہو، فرق ہے کہ تو یہ کہ برزخ میں یہ حیات پردے میں اور آخرت میں یہ حیات ایک کھلی حیات ہوگی، پہلے مضمون پر سب کا اتفاق ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے اعادہ حیات اجسام عنصریہ کے ریزہ ریزہ ہونے کے بغیر ہے۔ پس یہ قرآنی مضمون کہ حشر آخرت زمین کے ''ذراتِ منشرہ'' اور ''وعظام رمیم'' سے ہو، انبیاء کرام علیہم السلام اس ذیل میں نہیں آتے...... ہو قرآنی عنوانِ بعثت ''عام مخصوص منہ البعض، کے درجہ میں ہو تو ظاہر ہے کہ اس کی تخصیص خبر واحد سے محل کلام نہیں بناء علیہ اس حدیث کی وجہ سے کہ: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون '' کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح عامۃ الناس کو کامل حیاتِ عنصری حشر کے دن ملے گی، انبیاء کرام علیہم السلام اس سے بہت پہلے اپنی اپنی قبور شریف میں فائز الحیات ہو چکے ہوئے ہیں۔

پس اس باب میں احادیث سے استدلال خصوصاً جب کہ وہ تواتر معنی سے اپنے مضمون کو ثابت کر رہی ہوں عین متقضائے موضوع ہے یونہی آیات سے الجھتے چلے جانا اور قلب موضوع کرنا کوئی امر مستحسن نہیں ہے۔

(مقام حیات المسمی بہ مدارک الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء ص ۶۹۹ ط: دار المعارف لاہور)

۱۷۸...... انبیاء کرام علیہم السلام عالم برزخ میں اپنے اجساد کے ساتھ زندہ ہیں گو وہ زندگی یہاں محسوس اور مشاہدنہ ہو سکے۔ اپنے ہاں وہ ایک حسی زندگی محسوس کرتے ہیں اور اس احساس سے وہ نمازیں بھی پڑھتے اور ان کے زندوں والے اعمال میں انقطاع نہیں ہوا ان کی حیات روح کے اعادہ سے ہو یا اس کے اشراف و اشراق سے اس میں اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں کوئی اختلاف نہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

(مقام حیات المسمی بہ مدارک الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء ص ۱۱۵ ط: دارالمعارف لاہور)

امام اہلسنت، فخر علماء دیو بند، پاسبان مسلک اہلسنت والجماعت، عمدۃ المصنفین، زبدۃ المفسرین، خاتم المحدثین، رئیس المتکلمین شیخ الحدیث والتفسیر، خاتم الخلفاء حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ فاضل دارالعلوم دیوبند (المتوفی ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء)

۱۷۹...... حضرت اپنی مایہ ناز تصنیف تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور" جو کہ اپنے دور کے علمی آسمانوں کے تصدیقی دستخطوں سے مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر علمائے دیو بند کی دوسری اجماعی دستاویز ہے، اس میں ذریت مماتیت کو چیلنج کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "بلا خلاف وتردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تقریباً ۱۳۷۰ھ (یعنی ۱۹۵۰ء کی دہائی میں...... ناقل) تک اہل السنۃ والجماعۃ کا کوئی فرد، کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ دنیا کے کسی خطہ میں اس کا قائل نہیں رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام) کی روح مبارک کا جسم اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عندالقبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے، کسی اسلامی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث وتفسیر کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی، علم الکلام کی ہو یا علم تصوف وسلوک کی، سیرت کی ہو یا تاریخ کی، کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا جسم اطہر سے کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عندالقبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔ من ادعی خلافہ فعلیہ البیان و لایمکنہ ان شاء اللہ تعالی الی یوم البعث والجزاء والمیزان۔ (تسکین الصدور ص ۲۹۰ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

۱۸۰...... راقم الحروف نے تسکین الصدور میں دلائل قاہرہ سے یہ بات ثابت کی ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور قبر و برزخ میں سب سے اعلیٰ اور ارفع زندگی ہی ان حضرات کی ہے۔

(اتمام البرہان ص ۶۱ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

۱۸۱...... حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی قبر اور برزخ میں زندگی حق ہے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صحیح حدیث اس مضمون کی اس پر نقل کی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۲ میں اور حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ۔ القول البدیع ص ۱۱۶ میں اس کی تصحیح کرتے ہیں نیز علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ونحن نؤمن ونصدق بانہ صلی اللہ علیہ وسلم حی یرزق فی قبرہ وان جسدہ الشریف لاتاکلہ الارض والاجماع علی ھذا۔ ہم ایمان لاتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں اور آپ کو رزق دیا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کو مٹی نہیں کھاتی، اور اسی پر امت کا اجماع اور اتفاق ہے۔ (القول البدیع ص ۱۲۵)

اور حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک فی الرفیق الاعلی مع ارواح

الانبیاء ومع ھذا فلھا اشراف علی البدن واشراق وتعلق بہ بحیث یرد السلام علی من سلم علیہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح کے ساتھ رفیق اعلیٰ میں ہے لیکن معہذا آپ کی روح مبارک کا بدن مبارک کے ساتھ تعلق ہے اور اس کے ساتھ ربط ہے جس کی وجہ سے آپ سلام دینے والے کا جواب دیتے ہیں۔ (زادالمعاد ج ۲ ص ۴۹)

صاحب (روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۶) میں اور علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ شفاء السقام ص ۱۴۳ میں تصریح کرتے ہیں کہ یہ قبر کی زندگی تمام احکام میں دنیاوی زندگی کی طرح نہیں اور سب دنیاوی احکام اس پر مرتب نہیں ہوتے کہ مثلاً جیسے دنیا میں دنیوی کھانے اور پانی کی ضرورت تھی، وہاں بھی ایسا ہی ہو۔ وغیرہ وغیرہ! بلکہ فرماتے ہیں کہ وہ زندگی علم اور سماع وغیرہ ادراکات میں دنیوی زندگی کی طرح ہے اور اسی کے بارے میں سبکی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ فلاشک ان ذٰلک ثابت (شفاء السقام ص ۱۴۳) جو حضرات قبور میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی کے قائل ہیں۔ ان کی مراد بھی دنیوی زندگی سے صرف یہی زندگی ہے کہ صلوٰۃ وسلام وغیرہ کا عندالقبر سماع ہے اور جسم مبارک کے ساتھ روح کا قوی تعلق ہے۔ ان کی مراد دنیا کی یہ فانی اور گھٹیا زندگی اور پابندی اور تکلیف کی زندگی ہرگز ہرگز نہیں جیسا کہ بعض حضرات کو یونہی بلا وجہ شبہ ہوا ہے۔ یہ خیال رہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت اور انک میت وَانھم میتون اور افان مَتَّ فھم الخالدون وغیرہ آیات کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا سے وفات قطعاً ثابت ہے مگر اس کے بعد جو اعلیٰ اور ارفع زندگی قبر مبارک میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہے (جیسا کہ وہ درجہ بدرجہ زندگی شہداء اور عام مؤمنین بلکہ کفار اور عصاۃ کو بھی دیتا ہے) وہ حق اور ثابت ہے کسی صحیح عقلی یا نقلی دلیل سے اس کی نفی ثابت نہیں ہے۔ یہی حضرات اکابرین علماء دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کا عقیدہ ہے۔ (المہند علی المفند ص ۱۳ وغیرہ) (آنکھوں کی ٹھنڈک ص ۱۶۹-۱۷۰ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

پاسبان مسلک دیوبند، مناظر اسلام، عالم بے بدل، مرکزی راہنما مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا محمد علی جالندھری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۱ھ)

۱۸۲...... وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بتعلق روح حیات حاصل ہے اور اسی حیات کیوجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔

(ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی اگست ۱۹۶۲ ص ۲۵-۲۴)

۱۸۳...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا سے انتقال فرمانے کے بعد عالم برزخ میں حیات حاصل ہے وہ روح مبارک کے تعلق سے اس دنیوی جسد اطہر کو جو روضۂ اقدس میں محفوظ موجود ہیں۔ اسی تعلق کی وجہ سے روضۂ انور پر پڑھے گئے درود وسلام کو بغیر کسی واسطے کے علی الدوام خود سماعت فرماتے ہیں۔ اسی عقیدہ کو ہمارے اکابر نے المہند میں حیات برزخیہ کے تحت لکھا ہے۔ (سوانح وافکار مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۲۴)

۱۸۴...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا سے انتقال فرمانے کے بعد عالم برزخ میں جو حیات حاصل ہے وہ روح مبارک کے تعلق سے اسی دنیوی جسد اطہر کے ساتھ ہے جو روضۂ انور میں محفوظ موجود ہے اور اسی تعلق روح کی وجہ سے آپ روضۂ انور پر پڑھے گئے درود وسلام کو بغیر کسی واسطہ کے علی الدوام خود سماعت فرماتے ہیں اسی عقیدہ کو ہمارے اکابر نے المہند میں حیات دنیویہ برزخیہ سے تعبیر کیا ہے۔ (حیات انبیاء کرام علیہم السلام ص ۲۵ ط: مکتبۃ الاشرفیہ لاہور)

مناظر اسلام، سابق امیر مجلس تحفظ ختم نبوۃ پاکستان، اُستاذ العلماء والمناظرین،

حضرت لال حسین اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۱۸۵...... حضرت نے مذکورہ بالا حوالہ نمبر ۱۸۴ پر تصدیقی دستخط ثبت فرمائے ہیں۔

فقیہ العصر، پیر طریقت، فاضل دار العلوم دیو بند، بانی و مہتمم جامعۃ الرشید کراچی،

حضرت اقدس مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۲ء)

۱۸۶...... احتج القائلون بانہامندوبۃ بقولہ تعالی ولوانہم اذظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفرلہم الرسول الایۃ وجہ الاستدلال بہاانہ حی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ بعدموتہ کمافی حدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم وقدصححہ البیہقی فثبت ان حکم الایۃ باقٍ بعدوفاتہ فینبغی لمن ظلم نفسہ ان یزورقبرہ ویستغفر اللہ عندہ فیستغفر لہ الرسول۔ ترجمہ: اوراس کے پسندیدہ ہونے پر لو انہم اذظلموا . . . سے دلیل پکڑی گئی ہے۔ اوروجہ استدلال یہ ہے کہ نبی علیہ السلام وفات کے بعد اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ اس حدیث کوامام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتلایا ہے تو ثابت ہوا کہ آیت کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی باقی ہے۔ پس جو شخص اپنی جان پر ظلم کرے تو اُس کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کرے اور اللہ سے معافی طلب کرے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ سے اُس کے لئے معافی طلب فرمائیں گے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۱ ط: مکتبۃ الرشید کراچی)

مفسر قرآن، مہاجر مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، فاضل جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور، اُستاد الاساتذہ،

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری (المتوفی)

۱۸۷...... حافظ ابویعلی نے اپنی مسند میں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حیاۃ الانبیاء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ (یہ نماز ادائیگی فرض کے طور پر نہیں ہے کیونکہ وہاں احکام کے مکلف نہیں ہیں بلکہ یہ نماز لذت اور تنعم کے لئے ہے)

حضرت امام ابوداؤد اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اوس بن اوس ثقفی سے روایت کی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے دنوں میں افضل ترین دن جمعہ کا ہے۔ لہٰذا اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ہمارا درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے پیش ہوگا۔ حالانکہ آپ ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں مل چکے ہوں گے اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔ (اخرجہ ابو داؤد فی باب فضل یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ وسکت علیہ۔ قال النووی فی ریاض الصالحین فی اخرباب فضل یوم الجمعۃ رواہ ابو داؤد باسناد صحیح لکن النووی اختصر الحدیث واخرجہ الحاکم فی المستدرک جلد ۱ ص ۲۷۸ وقال صحیح علی شرط البخاری ولم یخرجاہ ووافقہ الذھبی) (عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۲-۲۳ ط: الجامعۃ الحقانیہ ساہیوال سرگودھا)

شیخ الحدیث والتفسیر، تلمیذ رشید حضرت مولانا حسین احمد المدنی رحمۃ اللہ علیہ، فاضل دارالعلوم دیوبند، مہتمم دارالعلوم نعمانیہ صالحیہ

حضرت مولانا علاؤ الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈیرہ اسماعیل خان (المتوفی ۲۰۱۳)

۱۸۸...... میرا اور میرے اکابر حضرات علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور قبر کے قریب سے صلوٰۃ وسلام خود سماعت فرماتے ہیں۔ جو شخص مذکورہ بالا عقیدے کا منکر ہے نہ تو وہ دیوبندی ہے نہ ہی اہلسنت والجماعت سے اس کا کوئی تعلق ایسا آدمی بدعتی ہے، اس کی اقتداء میں نماز جائز نہیں۔ نیز اہل محلہ پر لازم ہے کہ ایسے امام کو معزول کر کے اس کی جگہ صحیح العقیدہ امام مقرر کیا جائے۔

(سہ ماہی مجلہ قافلہ حق جلد نمبر ۲ شمارہ نمبر ۲ ص ۶۵، ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ ۲۰۰۸ء)

۱۸۹...... تمام ازواج مطہرات کا ام المومنین ہونا بنص قرآن ثابت ہے۔ اس لئے خیال کرنا جب بھی امہات المومنین میں سے کسی کا نام آئے تو ادب سے لینا۔ یہاں پر دو اشکال وارد ہوتے ہیں۔

۱...... ہمیں پردہ کا حکم کیوں ہے جب کہ ماں سے تو پردہ نہیں ہوتا۔

۲...... ان کی اولاد سے نکاح بھی جائز نہ ہونا چاہئے بوجہ بہن بھائی ہونے کے۔

جواب: چونکہ پردہ کے بارے میں نص آگئی۔ ''فاسألوھنّ من وّراء حجاب'' اس لئے ان سے پردہ کیا جاتا ہے اور جب حقیقی مائیں نہ بنیں تو اس لئے ان کی اولاد سے نکاح جائز ہوا۔ آسان الفاظ میں یوں سمجھیں کہ باعتبار نسب کے مائیں نہیں بلکہ باعتبار ادب کے مائیں ہیں۔ ایک اور اعتراض بھی ہوتا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ فوت ہو گئے تو ان کی ازواج سے نکاح بھی جائز ہونا چاہئے۔

جواب: پہلی بات یہ ہے کہ حرمت نکاح قرآن کریم سے ثابت ہے۔ ''وَلا أن تنکحوا أزواجہ من بعدہ أبدا'' دوسری بات یہ ہے کہ نکاح ہوتا ہے مردہ کی بیوی سے۔ جب کہ نبی کریم ﷺ تو زندہ ہیں چنانچہ حدیث پاک ہے۔ ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون''

پھر اعتراض ہوتا ہے کہ شہید بھی تو زندہ ہوتا ہے اس کی بیوی سے نکاح کیوں جائز ہوتا ہے۔

جواب: انبیاء کی حیات ایسی ہوتی ہے۔ جیسے دنیا کی حیات۔ اس لئے فرمایا ''لا نورث'' انبیاء کی وارثت بھی نہیں چلتی جب کہ شہداء کی حیات ایسی نہیں ہوتی کہ دنیوی زندگی پر بھی اس کا اثر پڑے۔ آسان الفاظ میں یوں سمجھو کہ انبیاء کی حیات اقوی ہوتی ہے اور شہداء کی حیات قوی ہوتی ہے۔ میں حیران ہوں منکرین حیات پر کہ شہداء جو منعم علیہ ہونے میں تیسرے درجہ پر ہیں ان کی حیات کو مانتے ہیں۔ جب کہ انبیاء علیہم السلام اوّل درجے کے ہیں ان کی حیات مبارکہ کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے لئے تو بطریق اولیٰ حیات ثابت ہے۔

انکار حیات کا تاریخی پس منظر

اس عقیدہ کا بانی ایک معتزلی تھا۔ جس کا نام بیکندی تھا۔ یہ سلطان طغرل بیگ کے زمانہ میں اس کا وزیر تھا۔ ۴۴۵ھ میں اس نے یہ عقیدہ نکالا کہ نبوت کے لئے شعور ضروری ہے اور بعد از وفات شعور نہیں۔ جب شعور نہیں تو حیات نہیں اور جب حیات نہیں تو نعوذ باللہ! آپ نبی بھی نہیں۔ پھر اس عقیدہ یعنی عدم حیاۃ النبی فی القبر کو عنایت

اللہ شاہ گجراتی نے لے لیا۔اس سے پہلے کسی بھی سنی کا یہ عقیدہ نہیں تھا۔آج بھی ہم چیلنج سے کہتے ہیں کہ عنایت اللہ شاہ سے پہلے کسی اہل سنت والجماعت والے کا یہ عقیدہ دکھلا دو ہم ہارے اور تم جیتے۔

ہمارے پاس تو ایک نہیں کئی حدیثیں ہیں چلو ایک حدیث اور سن لو۔ابوداؤد شریف کی حدیث ہے۔''ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء''یعنی انبیاء علیہم السلام کے جسم مبارک صحیح سالم ہوتے ہیں قبروں میں مٹی کی طاقت نہیں کہ ان کو کھا سکے۔اس وجہ سے نبی کریم ﷺ اپنی امت کا درود نزدیک سے خود سنتے ہیں اور دور سے ان کو قبر مبارک میں پہنچایا جاتا ہے۔ (الہام الباری فی تقریر صحیح البخاری ج ۱ ص ۲۸-۳۰)

۱۹۰...... حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں حضرات علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں۔روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کے سلام کو آپ ﷺ خود سماعت فرماتے ہیں۔اہلسنت والجماعت اور اکابر دیوبند کے رسائل میں اس کی تصریح موجود ہے۔(ڈیرہ اسماعیل خان کے جید علماء کرام وخطباء عظام ومفتیان شرع دین متین کی طرف سے شائع ہونے والا اشتہار، المسمیٰ: اظہار حقیقت مطبوعہ ۱۹۹۰)

<u>نوٹ</u>:ان کی کاپی مؤلف کے پاس محفوظ ہے۔

امام الاولیاء، جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۱۹۱...... سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے متعلق حضرات علماء دیوبند کثر اللہ تعالیٰ سوادھم کا عقیدہ یہی ہے کہ جب کوئی شخص آپ کے روضۂ اطہر پر حاضری کے دوران آپ کے حضور ہدیہ سلام پیش کرتا ہے تو آپ خود سنتے ہیں بدقسمتی یہ ہے کہ اس دور شر وفتن میں ان قدسی صفات بزرگوں کا نام لے کر بعض لوگ گمراہ کن نظریات پھیلاتے ہیں۔حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا ان حضرات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ان حضرات کا ان معاملات میں صحیح نظریہ وہی ہے جو المہند علی المفند میں موجود ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ ہم اسی کو صحیح دین سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ اسی پر استقامت نصیب فرمائے مؤلف کتاب کو خداوند تعالیٰ مسلک دیوبند کا دفاع کرنے کی مزید توفیق عطاء فرما دے اور ان کی اس سعی وکاوش کو قبول فرمائے۔آمین! (تنبیہ الغافلین علی اقوال الخادعین ص ۴۳ ط: مدرسہ قاسم العلوم شہر سلطان)

عارف باللہ، تلمیذ رشید شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فاضل دار العلوم دیوبند،

محدث العصر حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور (المتوفی)

۱۹۲...... میرا عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں وہی ہے جو اکابر دیوبند کا رہا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

۱...... ہمارے اکابر دیوبند کے شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی معروف کتاب فیوض الحرمین سے ان کا عقیدہ واضح ہے۔

۲...... ان کے بعد شیخ الحدیث اوّل روح دار العلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف آب حیات سے ان کا عقیدہ ظاہر ہے۔

۳...... مجدد مأتہ حاضرہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ان کی کتاب زبدۃ المناسک سے واضح ہے

یہ سب بزرگ آنحضرت ﷺ کی ایسی حیات کے قائل تھے جسے دنیوی برزخی کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جو کچھ کلمات خطاب وتوسل زبدۃ المناسک میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائے ہیں وہ شارح ہدایہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں لکھے ہیں۔ ملاحظہ ہو　　(فتح القدیر ج ۲ ص ۲۳۶)

۴...... حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حیات النبی ﷺ کے بارے میں ۱۳۲۵ھ میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت گنگوہی وشیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور شارح ابوداؤد ومہاجر مدینہ منورہ نے المہند میں تحریر فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے المہند ص ۱۲۲ مطبوعہ کراچی المہند کے مندرجات کی صحت پر علماء حرمین بلکہ دنیا بھر کے اساطین امت کے دستخط اور اس کے مضامین کی تصدیقات وتقاریظ تحریر ہیں سب سے پہلے دستخط حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اسیر مالٹا کے ہیں۔ پھر حضرت مولانا سید احمد حسن رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اور حضرت مفتی عزیز الرحمن رحمۃ اللہ علیہ مفتی دارالعلوم دیوبند۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عبدالرحیم رائپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا حکیم محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ، برادر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم بلاد ہند کی تصدیقات درج ہیں پھر علماء مکہ مکرمہ پھر علامہ مفتیان کرام مدینہ منورہ کی طویل تحریرات وتصدیقات ہیں اور علماء شام میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں محمد ابوالخیر ابن عابدین کی تصدیق بھی ہے ودیگر علمائے شام جامعہ از ہر مصر اور دیگر مصری علماء کی بھی۔ ان کی فہرست ہر شخص المہند میں دیکھ سکتا ہے۔

۵...... ان حضرات کے بعد استاذ نا المحترم شیخ العرب والعجم حضرت مولانا السید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے دارالعلوم دیوبند میں ایک ثلث صدی درس حدیث دیا اپنی کتاب نقش حیات میں یہ مضمون تحریر فرماتے ہیں علمائے دیوبند وفات ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی اور بقاء علاقہ بین الروح والجسم کے مثبت ہیں اور بڑے زور شور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں رسالہ آب حیات نہایت مبسوط رسالہ خاص اسی مسئلہ کے لئے لکھا گیا ہے۔ نیز ہدیۃ الشیعہ، اجوبہ اربعین ودیگر رسائل مطبوعہ مصنفہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اس مضمون سے بھرے پڑے ہیں۔ (نقش حیات ج ۵ ص ۱۰۳) غرض اکابر دیوبند کا جو اہل السنت والجماعۃ حنفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں سب کا یہی عقیدہ چلا آرہا ہے اور یہی میرا عقیدہ ہے۔

۶...... جناب شیخ محمد بن عبدالوہاب النجدی کے صاحبزادے جناب شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو اپنی قبر مبارک میں برزخی حیات حاصل ہے جو شہداء کی حیات سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ آپ شہداء سے افضل ہیں اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ آپ سلام کرنے والے کا سلام سنتے ہیں۔　　(رسالہ شیخ عبداللہ ص ۴۱)

حضرت مولانا منظور صاحب نعمانی مدظلہم نے اپنے ایک مضمون میں اس رسالہ کے اقتباسات دیئے ہیں پھر یہ مضمون دارالعلوم دیوبند کے پندرہ روزہ عربی رسالہ الداعی میں بالاقساط شائع ہوا ملاحظہ ہو (رسالہ الداعی ۲۵ جنوری ۱۹۷۸)

بہر حال یہی مسلک ہے جس پر علمائے امت کا اتفاق چلا آرہا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ علی الاطلاق سماع موتی کے قائل تھے اور انتقال یا دفن کے بعد میت کو تلقین کرنے سے بھی منع نہ کرتے تھے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ بخاری ومسلم میں یہ صحیح حدیث آئی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو۔ لہٰذا میت کی تلقین سنت ہے کہ اور یہ بھی ثابت ہے کہ قبر میں تدفین کے بعد میت سے سوال ہوتا ہے، اس کا امتحان ہوتا ہے اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ تلقین میت کو فائدہ پہنچاتی ہے کیونکہ میت آواز سنتا ہے۔ جیسا کہ صحیح

روایت بخاری میں آیا ہے کہ وہ بلاشبہ ان کے جوتوں کی چاپ (اپنی قبر میں سے) سنتا ہے اور فرمایا کہ جو کوئی آدمی کسی قبر کے پاس سے گزرتا ہے اور صاحب قبر کو سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قبر میں اس پر اس کی روح کو لوٹا دیتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ج ا ص ۲۸۹) لیکن امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سماع موتی کے اس حد تک قائل ہیں جتنا حدیث شریف میں بتلایا گیا ہے مصنف تنبیہ الغافلین کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ توفیق عنایت فرمائی کہ انہوں نے اپنے اکابر کے مسلک کو اجاگر کیا اور اعتماد علی السلف کی افادیت اور اہمیت پر خاصہ زور لگایا جو اس نازک اور پرفتن دور میں نہایت ہی ضروری ہے اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں مزید برکت عطاء فرمادے۔

(تنبیہ الغافلین علی اقوال الخادعین ص ۳-۹ ط: مدرسہ قاسم العلوم شہر سلطان)

یادگار اسلاف، ولی کامل، استاذ العلماء، فاضل دارالعلوم دیوبند، تلمیذ رشید حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ظفروال ضلع نارووال پنجاب (المتوفی)

۱۹۳...... انبیاء علیہم السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جمہور امت کا عقیدہ یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبور مقدسہ میں حیات ہیں اور ان کے مقدس ومطہر ابدان بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مثل ہے۔ بجز اس کے کہ وہ احکام شرعیہ کے مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس میں جو درود پڑھا جائے بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین، متکلمین اور اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے اور خصوصاً اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں جو اہل انصاف اور اہل بصیرت کے لئے کافی وشافی ہیں۔ لہٰذا جس شخص کا عقیدہ جمہور امت کے عقیدہ کے خلاف ہو تو وہ اہل سنت والجماعت اور اکابر علماء دیوبند کے مسلک سے خارج ہے اور ایسے شخص کو اپنے اختیار سے امام مقرر کرنا درست نہیں ہے کیونکہ ایسے عقیدہ کے حامل شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور ایسے عقیدہ کے حامل شخص پر لازم ہے کہ وہ اپنا عقیدہ جمہور امت کے عقیدے کے موافق کرے۔ (مجلہ قافلہ حق سرگودھا، ربیع الاول ۱۴۳۰ھ جلد نمبر ۳ شمارہ نمبر ۱)

فاضل دیوبند، استاذ العلماء امیر جمعیت علماء آزاد کشمیر

حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ پلندری (المتوفی)

۱۹۴...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر پاک میں زندہ ہیں اور قریب سے پڑھا جانے والا صلوٰۃ وسلام سماعت فرماتے ہیں۔

(سہ ماہی قافلہ حق جلد ۲ شمارہ ۳ ص ۶۵ رجب، ۱۴۲۹)

استاذ العلماء والمحدثین، رئیس وفاق المدارس العربیہ پاکستان، فاضل دارالعلوم دیوبند، شیخ الحدیث،

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم، مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی

۱۹۵...... انبیاء علیہم السلام اپنے جسموں کے ساتھ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ یہ عقیدہ نہ صرف علماء دیوبند کا ہے بلکہ تمام امت کا ہے۔ (کشف الباری شرح صحیح بخاری، کتاب المغازی ص ۱۲۵ ط: مکتبہ فاروقیہ کراچی)

۱۹۶...... (الف) حال ہی میں مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جماہیر مشائخ دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی کتاب المسمی بہ ''خوشبو والا عقیدہ'' ''عقیدہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' (مؤلفہ امام الصرف والنحو ولی کامل حضرۃ مولانا محمد حسن دامت

برکاتہم) پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: مماتی فتنہ سے متعلق جناب مولانا محمد حسن صاحب مدظلہ العالیٰ نے جو رسالہ ترتیب دیا ہے اس میں حضرات علماء دیوبند بھی اسی کے قائل ہیں، جو شخص حیات کی بجائے ممات کا عقیدہ رکھتا ہے اس کا علماء دیوبند سے کوئی تعلق نہیں۔ (خوشبو والا عقیدہ ص ۲۱ ط: ادارہ محمدیہ لاہور)

۱۹۶...... (ب) حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے (جن کا حوالہ اسی باب کے ۲۶ پر گزرا) یہ نقل کیا جاتا ہے کہ وہ ممات کے قائل تھے اور ممات کو ترجیح دیتے تھے، یہ غلط ہے۔ اس کے غلط ہونے کے دو دلائل آپ کو بتاؤں گا۔ ایک دلیل یہ ہے کہ وہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مماتی نہیں تھے۔ حیاتی تھے۔ (جن کا حوالہ اسی باب کے ۱۳، ۱۴ پر گزرا) دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب ہیں اور صرف شاگرد ہی نہیں ہیں بلکہ ان کے خلیفہ بھی ہیں اور سب جانتے ہیں کہ حضرت مولانا سرفراز خان صاحب مماتی نہیں ہیں بلکہ حیاتی ہیں (جن کا حوالہ اسی باب کے ۱۷۹-۱۸۱ پر گزرا) تو جو حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ ہیں ان کے مرید ہیں، ان کے خلیفہ بھی ہیں اگر مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ علیہ کا مسلک مماتی ہے تو پھر ان کے خلیفہ اور مرید نے حیاتی مسلک کیوں اختیار کیا ہے؟ ایک مرید کو اپنے مرشد کے ساتھ جتنا تعلق ہوتا ہے معلوم ہے آپ کو؟ اتنا شاگردی کا اپنے استاد کے ساتھ نہیں ہوتا تو حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب ان کے مرید بھی ہیں اور ان کے شاگرد بھی ہیں اور ان کے خلیفہ بھی ہیں اور وہ حیاتی ہیں تو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مماتیت کی نسبت درست نہیں۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ علیہ جو بہت بڑے عالم گزرے ہیں۔ وہ بھی حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کو حیاتی بتاتے ہیں، مماتی نہیں بتاتے، حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مماتی نہیں تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کے شاگرد، مرید اور خلیفہ ہیں، وہ حیاتی ہیں تو پھر ان کے پیر کو بھی حیاتی ماننا پڑے گا، ان کو مماتی کیوں کہا جا رہا ہے؟ تیسری بات یہ ہے کہ حضرت مولانا عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم ہیں۔ (جن کا حوالہ اسی باب کے ۱۴۸، ۱۴۹ پر گزرا) پیر طریقت بھی ہیں اور ان کا بہت بلند مقام ہے۔ ان کے ارشاداتِ عالیہ کی تشہیر حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ نے چار جلدوں میں شائع کی ہے۔ وہ تصوف کے نکات وامور پر مشتمل ہے۔ یہ بھی بہت بڑے بزرگ عالم ہیں اور وہ بھی مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں وہ حیاتی ہیں۔ (ماہنامہ القاسم، نوشہرہ، جلد ۱۲ شمارہ ۵-۶، ۱۴۲۹ھ/ستمبر، اکتوبر ۲۰۰۸ء)

نشانی اسلاف، شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۷...... حال ہی میں مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جماہیر مشائخ دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی کتاب المسمی بہ "خوشبو والا عقیدہ" "عقیدہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم" (مؤلفہ امام الصرف والنحو ولی کامل حضرۃ مولانا محمد حسن دامت برکاتہم) پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: میں حضرت مولانا محمد سلیم اللہ خان صاحب کی تحریر کی تصدیق اور تائید کرتا ہوں۔ (خوشبو والا عقیدہ ص ۴۲ ط: ادارہ محمدیہ لاہور)

استاد العلماء، خلیفہ حضرت شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ فاضل دار العلوم دیوبند، مہتمم نجم المدارس تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

حضرت مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۸...... آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور قبر کے قریب پڑھے جانے والا درود و سلام سماعت فرماتے ہیں اور جواب سے بھی سرفراز فرما رہے ہیں۔ (حجاج کرام کو تربیت کے وقت جاری کی جانے والی ہدایات ص ۲۱)

۱۹۹...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں زندہ ہیں اور قریب سے صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں۔

(نجم الفتاویٰ، کتاب العقائد ج ۲ ص ۱۴۱ط: نجم المدارس کلاچی)

۲۰۰...... حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں حضرات علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں۔ روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کے سلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سماعت فرماتے ہیں، اہلسنت والجماعت اور اکابر دیوبند کے رسائل میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (ڈیرہ اسماعیل خان کے جید علماء کرام و خطباء عظام و مفتیان شرع دین متین کی طرف سے شائع ہونے والا اشتہار، المسمیٰ: اظہار حقیقت مطبوعہ ۱۹۹۰)

نوٹ: اس کی کاپی مؤلف کے پاس محفوظ ہے۔

استاد العلماء، سینئر جمعیت علماء اسلام، فاضل دار العلوم دیوبند، نائب مہتمم نجم المدارس تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

حضرت مولانا قاضی عبداللطیف کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۱۱ء)

۲۰۱...... حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں حضرات علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں۔ روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کے سلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سماعت فرماتے ہیں اہلسنت والجماعت اور اکابر دیوبند کے رسائل میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (ڈیرہ اسماعیل خان کے جید علماء کرام و خطباء عظام و مفتیان شرع دین متین کی طرف سے شائع ہونے والا اشتہار، المسمیٰ: اظہار حقیقت مطبوعہ ۱۹۹۰)

نوٹ: اس کی کاپی مؤلف کے پاس محفوظ ہے۔

تلمیذ رشید شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، فاضل دار العلوم دیوبند، مہتمم دار العلوم مدینہ ڈسکہ سیالکوٹ،

شیخ الحدیث، استاذ العلماء حضرت مولانا فیروز خان ثاقب رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۲...... حال ہی میں مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جماہیر مشائخ دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی کتاب المسمیٰ بہ ''خوشبو والا عقیدہ'' ''عقیدہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' (مؤلفہ امام الصرف والنحو ولی کامل حضرۃ مولانا محمد حسن دامت برکاتہم) پر تصدیقی کلمات ارشاد فرماتے ہیں جو کہ آج کل شدید علالت میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت یابی دے۔ ان سے جب ہم نے کتاب کے حوالے سے بات کی تو انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب کو فرمایا کہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب کی کتاب ''خوشبو والا عقیدہ، اس پر میرا عقیدہ لکھوا دو۔ حضرت نے فرمایا کہ جو عقیدہ ہمارے اکابر دیوبند کا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے بارے میں، میں بھی

اسی عقیدہ پر متفق ہوں اب اگر کوئی حیات کی بجائے ممات کا عقیدہ رکھے اس کا علماء دیوبند سے کوئی تعلق نہیں ہے اور جتنے بھی اکابرین نے اس کتاب پر تقریظات لکھیں ہیں میں ان تمام کی رائے کے ساتھ متفق ہوں۔ اس دعا کے ساتھ کہ اللہ رب العزت اس کتاب کو شہرت سے نوازے اور لوگوں کے عقائد باطلہ کی تردید کا سبب بنے۔ آمین!

(خوشبو والا عقیدہ ص ۱۴۱ ط: ادارہ محمدیہ لاہور)

رئیس المحققین، وکیل صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم فخر المصنفین،

حضرت مولانا محمد نافع رحمۃ اللہ علیہ فاضل دارالعلوم دیوبند

۲۰۳...... حیات الانبیاء علیہم السلام پر لکھی جانی والی مایہ ناز کتاب تسکین الاذکیاء فی حیات الانبیاء پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مسئلہ ہذا (نبی علیہم السلام کی قبر میں زندگی اور قریب سے سماع) پر بڑا عمدہ مواد ہے۔

(تسکین الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء علیہم السلام ص ۲۷ ط: اتحاد اہلسنت والجماعت سرگودھا)

مرکزی راہنما تنظیم اہل السنت والجماعت، محافظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم مؤلف حیات الاموات،

حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۲۰۴...... الحمد للہ! کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اقدس میں حیات مبارکہ باجماع امت ثابت ہے اور اس میں عموماً کسی قابل ذکر شخصیت کا اختلاف منقول و معلوم نہیں۔ (حیات الاموات خصوصاً حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سید الکائنات ص ۱۲۶ ط: کتب خانہ مجیدیہ)

امام الصوفیاء، خلیفہ اجل، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، استاد دارالعلوم دیوبند و بانی جامعہ اشرفیہ لاہور، پیر طریقت

حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء)

۲۰۵...... حوالہ نمبر ۲۷ پر حضرت کے تصدیقی دستخط موجود ہیں۔ وہاں ملاحظہ کریں۔

شیخ الحدیث، استاذ العلماء، فاضل دارالعلوم دیوبند، شیخ الحدیث جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

حضرت مولانا مفتی محمد ولی حسن ٹونکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۲۰۶...... حوالہ نمبر ۱۱۹ پر حضرت کے تصدیقی دستخط موجود ہیں۔

فقیہ العصر، مؤلف ہدایۃ الحیران و دیگر کتب نافعہ، پاسبان عقائد اہل السنت والجماعت، پیر طریقت

حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا (المتوفی ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱ء)

۲۰۷...... جاننا چاہیئے کہ سواد اعظم اہلسنت والجماعت کا سلف اور خلف سے یہ عقیدہ چلا آرہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا سے انتقال فرمانے کے بعد عالم برزخ میں جو حیات حاصل ہے وہ اسی دنیاوی جسد اطہر کے ساتھ ہے جو دنیا میں آپ کو حاصل تھی اور جس کو روضہ منورہ میں دفن کیا گیا تھا۔

عالم برزخ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی حیات کا جو باعتبار تعلق بالبدن حیات جسمانی ہے آج تک سلف خلف سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ (حیات انبیاء کرام علیہم السلام ص ۸۰ ط: مکتبہ اشرفیہ لاہور)

۲۰۸...... حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی ان کی قبروں میں زندگی متفق علیہ عقیدہ کی حیثیت سے ایک طے شدہ حقیقت ہے۔ اکابر اہلسنت میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں ملتا (بلکہ تا قیامت نہیں ملے گا ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا از مؤلف) جسے انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً حضرت محمد ﷺ کی حیات فی القبر کا انکار کیا ہو اور قبر مبارک میں آپ ﷺ کی روح مبارک کے جسد اطہر سے اتصال وتعلق کی نفی کی ہو بلکہ اس عقیدہ پر اجماع ہے کہ قبر میں روح مبارک کا جسد اطہر سے ایسا تعلق اور اتصال ثابت ہے جس سے جسم مبارک میں حیات اور سماع کی قوت حاصل ہے اور قبر مبارک کے قریب سے سلام کہنے والوں کا سلام آپ ﷺ بنفس بنفیس خود سماعت فرما لیتے ہیں۔ (حیات انبیاء کرام علیہم السلام ص ۱۱۴)

استاد العلماء، شیخ الحدیث والتفسیر، ابن خاتم المحدثین حضرت مولانا انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند وقف، انڈیا

حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۲۰۹...... یہ اگست ۲۰۰۵ء کی بات ہے...... دھیرے دھیرے گرمیوں کی رت اپنا جوبن کھو رہی تھی...... منکرین حیات النبی ﷺ اپنے آپ کو خالص دیوبندی ثابت کرنے کے لئے سرتوڑ کوششیں کر رہے تھے...... وہ جب عوام کے سامنے جا کر اپنے دیوبندی ہونے کا دعویٰ کرتے تو انہیں منہ کی کھانی پڑتی...... کیونکہ علماء حق عوام کو پہلے سے ہی خبردار کر چکے تھے...... بالآخر ان کی شب و روز کی کوشش رنگ لائی اور ایک منصوبہ تیار ہو گیا...... جس کے تحت انہیں اپنے آپ کو دیوبندی ثابت کرنا تھا۔

ہند کے آسمان حکمت کے چاند...... حضرت مولانا انظر شاہ رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند (وقف) وفرزندار جمند حضرت علامہ انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ پر انہوں نے اپنی میلی نظریں گاڑ دیں...... مکاری سے تاریخ لی...... قیام کے دن طے ہوئے...... پروگرام کا شیڈول ایسا طے کیا کہ کہیں اور جا ہی نہ سکیں...... انہیں بتایا گیا کہ ہمارے ہاں کچھ شرپسند عناصر (اہلسنت والجماعت حنفی دیوبندی) ایسے ہیں جو ہمارے پاس آپ کی آمد کی راہ میں رکاوٹ بن سکتے ہیں...... لہٰذا آپ ابھی اس معاملہ کو مخفی رکھیں...... انہوں نے حامی بھر لی اور پکا وعدہ کر لیا کہ وہ عین وقت پر ضرور پاکستان پہنچ جائیں گے۔

تصویر کا پہلا رخ

اب ان کی آمد قریب قریب سے تر ہوتی چلی جا رہی تھی...... منکرین حیات النبی ﷺ فی القبر اپنی اس کامیابی پر بے حد خوش تھے...... ان کے دل بلیوں اچھل رہے تھے...... ان کے جسم میں خوشی کی لہر اٹھتی اور حلق تک آ کر ختم ہو جاتی...... کبھی کبھی وہ تنہائی میں خوشی سے (زیادہ نہیں) ایک دو انگڑائیاں بھی لے لیتے...... چٹکیاں بجاتے...... گنگناتے...... بغلیں بجاتے...... آخر کیوں نہ ہو...... ایک دیوبندی...... دیوبند کی ایک نابغہ روزگار ہستی کے صاحبزادے...... دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث کو...... ان کی تنظیم بظاہر اپنے دام فریب میں الجھا چکی تھی...... چونکہ وعدہ کر چکے تھے...... اس لئے انہیں اپنی فتح سامنے نظر آ رہی تھی...... انہیں خوابوں میں کبھی کبھی (احمقوں کی جنت کے) سرسبز وشاداب باغات بھی دکھائی دیتے تھے...... ان کو وہ دن نظر آ رہا تھا جب وہ ایک شخص...... جس کے دیوبندی ہونے کا انکار کسی صورت میں بھی نہیں کیا جا سکتا...... وہ ان کے سٹیج پر آئے گا...... وہ کہہ سکیں گے کہ ہم بھی دیوبندی ہیں...... دیکھو نا! ایک دیوبندی، دیوبند سے چل کر ہمارے پاس آیا ہے...... وارے نیارے ہو جائیں گے۔

تصویر کا دوسرا رخ

یہ لوگ ایک چال چل رہے تھے دوسری طرف اللہ تعالیٰ بھی تدبیر فرمارہے تھے اور اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والے ہیں......''ومکروا مکرھم وعنداللہ مکرھم وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال''......وہ اپنا مکر کر رہے تھے اور ان کا مکر اللہ کے پاس تھا اگرچہ ان کا مکر ایسا تھا کہ پہاڑوں کو ختم کردے۔''

جلسوں کی تیاریاں عروج پر تھیں......اشتہار، پوسٹر اور بینرز بڑے زور وشور سے لگائے جارہے تھے......آن کی آن میں پورے ملک میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مماتیوں کے جلسہ میں آرہے ہیں......مقتدر دینی حلقوں میں اس خبر سے پریشانی کا پیدا ہونا یقینی امر تھا۔

مسلکی حمیت سے معمور......خدام اہلسنت نے حضرت صاحبزادہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس فون کرنے شروع کردیئے......لاکھ ان سے درخواستیں اور منتیں کی گئیں مگر وہ تو وعدہ کرکے پھنس چکے تھے......حالات کی سنگینی ان کے گوش گزار کی گئی تو انہوں نے حامی بھر لی اور فرمایا کہ آپ بےفکر رہیں۔

پاکستان میں حضرت کے ورود مسعود کا وقت آن پہنچا......منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھروں میں رنگ رلیاں منارہے تھے......ان کی محفل میں حضرت کی آمد پر خوشی کے شادیانے بجائے جارہے تھے......تقدیر......شامیانوں کے جھروکوں سے جھانک تانک کرتی قہقہے لگارہی تھی......آفتاب ولایت (حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ) کی روپہلی کرن ارضِ پاک کے مختلف گوشوں پر نور برساتی......جیسے ہی کوئے یار میں پہنچی......تو کسی کی مستی یاد آئی......میخانہ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا پاک طینت رند......جس کے دُردِ جام پر ہزاروں جامِ عرفان لٹائے جاتے ہیں......امام اہلسنت کے شہر گوجرانوالہ کے......جامعہ صدیقیہ رضی اللہ عنہا میں......آخری نشست کے لئے حضرت اپنی نشست گاہ پر جلوہ افروز ہوئے......لوگوں کا سخت اژدہام تھا......حیات فی القبر کے قائل اور منکر سب ہی جمع تھے......سب کی نظریں اسی شخصیت پر مرکوز تھیں......لوگ ان کی لب کشائی کے منتظر تھے......منکرین حیات فی القبر کے دلوں میں خوشی، فرحت اور انبساط گدگدیاں کررہے تھے، ادھر دیوبندی حضرات بھی دل تھام کے بیٹھے تھے......غم اور حسرت کے ملے جلے جذبات ان کی پیشانیوں سے صاف صاف پڑھے جاسکتے تھے......آنکھوں میں اتری دکھ کی لالی کرب باطن کی غمازی کررہی تھی......حضرت کا بیان شروع ہوا......محفل میں سناٹا چھایا ہوا تھا......جلسہ گاہ ''کان علی رؤسھم الطیور'' کا منظر پیش کررہی تھی......دیوبندی حضرات......افسردہ دل اور بھری چشم سے یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے، ادھر اکابر بارگاہِ خداوندی میں دست بدعا تھے......عین اسی وقت اللہ تعالیٰ نے تدبیر فرمائی......''بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذاھو زاھق'''' بلکہ ہم حق کو باطل پر دے مارتے ہیں تو وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے پس اچانک ہوجاتا ہے وہ مٹنے والا''......اللہ نے حق کو اٹھایا اور باطل پر دے مارا اور اس کا بھرکس نکال دیا......وہ کچھ ہوا جس کی انہیں ہرگز امید نہ تھی......اچانک مولانا نے بیان کرتے ہوئے انداز بدلا......مماتیوں کی دھلائی کردی......''عقیدہ حیات فی القبر اور قبر و برزخ'' کی اصل حقیقت چند الفاظ میں صاف شفاف کرکے پیش کردی......دیوبندی اور مماتی سب ایک دوسرے کو حیرت سے تکتے جارہے تھے......مماتیوں پر سکتہ کا عالم طاری تھا......ان کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا......کاٹو تو بدن میں لہو نہیں......ان کے چہرے پر ایک رنگ گزرتا اور دوسرا آجاتا......دل اچھل کر حلق کو آرہے تھے......بدن پر لرزہ طاری تھا......زبانیں لڑکھڑا رہی تھیں......

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

ممکن تھا کہ اس موقع پر ان کا خون کھول اٹھتا..... مگر وہ تو پہلے ہی سوکھ چکا تھا..... وہ سوچنے کی قوت سے محروم ہو چکے تھے..... وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مولانا کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہے تھے۔

چھا گیا ہوگا دھواں گھوم گئی ہوگی زمین
رنگ کئی کئی روز چہروں پہ آیا ہوگا

غم وغصہ کی ملی جلی عجیب سی کیفیت نے محفل میں ہلچل سی پیدا کر دی تھی ..... محفل..... جلسہ کم رفیقوں اور رقیبوں کی مجلس زیادہ لگتی تھی..... جہاں ہر وقت تصادم کا خطرہ لگا رہتا ہے..... بیان ختم ہوا مجلس برخاست ہوئی.....لوگوں نے حضرت سے مصافحہ کرنے کے لئے دھاوا بول دیا..... دیوبندی حضرات نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا..... ابھی وہ مصافحہ کر کے مڑے ہی تھے کہ ان کی آنکھوں نے ایک عجیب منظر دیکھا مماتیوں نے حاضرین جلسہ کو گھیرے میں لے رکھا تھا..... وہ ہر ایک سے حضرت کے بیان کی کیسٹیں چھین چھین کے توڑ رہے تھے..... ہر طرف کیسٹوں کے ٹوٹنے کی آوازیں تھیں..... یہ کاروائی اتنی اچانک اور آناً فاناً کی گئی کہ مجمع کو سنبھلنے اور مزاحمت کرنے کا موقع نہ مل سکا..... نتیجۃً بہت سے افراد اپنی ذاتی ریکارڈنگ سے ہاتھ دھو بیٹھے..... مماتیوں کو جب یقین ہو گیا کہ اب ساری کیسٹیں ناپید ہو چکی ہیں تو ان کی جان میں جان آئی..... اس کے بعد لوگوں کو چھوڑ دیا گیا۔

لیکن ہائے پتھریوں کا نصیب

ایک شخص نے ذاتی ریکاڈنگ والی کیسٹ جیب میں ڈال لی اور خالی کیسٹ ٹیپ ریکارڈ میں ڈال دی..... لہٰذا ٹیپ کے اندر والی کیسٹ ٹوٹ گئی اور دوسری محفوظ رہی۔ مماتیوں نے بیان کی اصل کیسٹ سے ریکاڈنگ میں حیات فی القبر والا حصہ کاٹ کر کیسٹ ریلیز کردی..... مارکیٹ میں کیسٹ پہنچنے پر اسے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا... توقع کے عین مطابق اس میں حیات فی القبر والا حصہ غائب تھا..... پھر ماشاء اللہ مماتیوں کی اس حرکت پر عوام میں کافی عزت ہوئی..... اور وہ کیسٹ جوان کے ہاتھوں سے محفوظ رہی تھی اس سے ریکاڈنگ کر کے حیات فی القبر والا حصہ کیسٹ میں شامل کر دیا تھا..... آج بھی جب یہ واقعہ یاد آتا ہے.....تو بے اختیار یہ آیت زبان پر جاری ہو جاتی ہے۔

"ومکروا ومکر اللہ واللہ حیر الماکرین"

وہ اور ہوں گے جو چاک داماں کی دھجیوں سے رہے الجھتے
میں راز ایسے کروں گا افشاں جو چاک سارے حجاب کر دے

حضرت کی تقریر حیات فی القبر والے حصہ کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے

حدیث معراج میں ہے..... حدیث معراج حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے پہنچی ہے..... اور حضرت ثابت بنانی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے براہ راست شاگرد تھے..... وہ تمنا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عالم قبر میں نماز (پڑھنے) کی اجازت دے دے..... یاد رکھنا! قبر محض ایک گڑھا ہی نہیں..... بلکہ وہ ایک مستقل عالم ہے (جس کو) عالم برزخ (بھی کہتے ہیں)..... اور قبر اس عالم برزخ کا دروازہ ہے..... صرف گڑھے کا نام نہیں..... عالم برزخ میں (اگر صاحب قبر چاہے تو) تمام اعمال جاری رہیں گے..... کون پاگل کہتا ہے کہ اعمال معطل ہو جائیں گے.....؟ حضرت

انبیاء علیہم السلام (اپنی اپنی قبروں میں) اذان دیتے ہیں..... نماز بھی پڑھتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کے صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک قبر سے گزرا تو میں نے سورۃ الملک پڑھتے سنا..... معلوم ہوا کہ قبر میں تمام اعمال (بندہ کے اختیار سے) جاری رہتے ہیں..... معطل نہیں ہوتے..... (پھر حضرت نے سٹیج پر موجود مماتی مولوی کو مخاطب کر کے فرمایا) ہاں مولوی نصر اللہ..... یہاں تم (اعمال شرعیہ نماز، روزہ وغیرہ کے) پابند ہو..... وہاں پابند نہیں ہو گے..... بلکہ اختیار ہو گا..... (چاہو تو جاری رکھو چاہو تو چھوڑو) جیسے طالب علم سالانہ امتحان سے قبل زیادہ دیر تک محنت کرتا ہے (مدرسہ کے اوقات کے علاوہ) گھر جا کر بھی کتاب کا مطالعہ کرتا رہتا ہے یہ اُس کے ذوق پر مبنی ہے..... (مدرسہ کی طرف وہ اس کا پابند نہیں..... اس طرح قبر میں بھی اعمال کا پابند نہیں ہوگا بلکہ اپنے اختیار سے اس کو جاری رکھ سکے گا)

تو یہ روایت حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے پہنچی اور بڑی مضبوط روایت ہے..... وہ تمنا فرماتے کہ..... اللہ تعالیٰ ہمیں قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت عطا فرمائے..... حضرت کی وفات کے بعد کفن اور دفن سے فراغت کے بعد..... کس کا پاؤں لگنے سے ایک اینٹ قبر میں گر گئی..... دیکھا کہ حضرت تو قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں..... قبر کے اندر حیات اور اعمال کی اجازت میں شبہ کیوں.....؟ حالانکہ حدیث معراج میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''رایت موسی قائما یصلی فی قبرہ'' معراج کی رات میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا..... کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ (تلخیص از بیان حضرت مولانا علامہ انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بمقام جامعہ صدیقیہ رضی اللہ عنہ گوجرانوالہ ۲۸ راگست ۲۰۰۵ء ماہنامہ الخیر ملتان ص ۴۴، ۷۷، ۳، ۸۰ بابت ماہ جولائی ۲۰۰۸ء)

<u>نوٹ</u>: یاد رہے کہ یہ بیان حضرت نے مماتیوں کے مدرسہ دارالعلوم صدیقیہ گوجرانوالہ میں فرمایا ۲۷ راگست ۲۰۰۵ء کو جس میں ان کے علماء سٹیج پر موجود تھے۔ یہ کیسٹ آپ مماتیوں سے طلب فرمائیں گو یا یہ اُن کے گھر کا بیان ہے وہ عموماً نہ دیں گے، بلکہ کبھی نہ دیں گے۔ جب کہ مؤلف کے پاس یہ کیسٹ موجود ہے۔

استاذ العلماء، شیخ الحدیث والتفسیر، مفسر قرآن، فاضل دارالعلوم دیوبند، بانی و مہتمم جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء)

۲۱۰..... ان النبی حی فی قبرہ کہ اللہ کا نبی ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ یہ زندگی محض روحانی زندگی نہیں کیونکہ روح تو ابو جہل کی بھی زندہ ہے بلکہ نبی کی زندگی کمال درجے کی زندگی ہے اس برزخی زندگی کے متعلق سلف کے دو مسلک ہیں۔

اگر آپ ﷺ کی روح مبارک علیین میں ہے تو اس کا تعلق قبر کے ساتھ بھی ہے (اور دوسرا مسلک کہ روح مبارک جسم میں ہے جیسے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے بہر حال ان دو مسلکوں میں یہ بات کہیں نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر میں زندہ نہیں یا قبر کے قریب سلام نہیں سنتے از مؤلف) اسی لئے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا ابلغتہ یعنی جو شخص میری قبر پر آ کر درود پڑھے گا تو میں اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے گا وہ مجھ تک پہنچایا جائے گا حیات النبی ﷺ کے مخالف علماء اس حدیث کو ضعیف بتاتے ہیں حالانکہ یہ حدیث سات سندوں سے آئی ہے۔ جن میں بعض ضعیف بھی آئیں ان میں مروان سدی صغیر (والصحیح محمدبن مروان) ضعیف راوی ہے۔ مگر امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن الشیخ (والصحیح ابو الشیخ) کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ بالکل صحیح ہے اور اس کی سند میں کوئی راوی ضعیف نہیں ہے۔ یہ

حدیث امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں بھی نقل کی ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حیات انبیاء کے نام سے ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے۔ معراج کے واقعہ والی روایت بھی حیات النبی ﷺ کی تصدیق کرتی ہے۔

(معالم العرفان فی دروس القرآن ج ۱۵ ص ۳۴۱-۳۴۲، ط: مکتبہ دروس القرآن گوجرانوالہ)

شارح ابی داؤد، صدر المدرسین مظاہر علوم سہارنپور انڈیا، تلمیذ رشید مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد عاقل صاحب مدظلہم

۲۱۱...... عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال مامن احدیسلم علی الا رد اللہ علیٰ روحی حتی ارد علیہ السلام جو شخص مجھ پر سلام پڑھتا ہے۔ (قبر شریف پر حاضر ہوکر، کمایشیر الیہ ترجمۃ الباب) تو اللہ تعالیٰ شانہ مجھ پر میری روح کو لوٹاتے ہیں حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب خود بنفس نفیس دیتا ہوں کتنی بڑی خوش قسمتی وسعادت ہے کہ آنحضرت ﷺ پڑھنے والے کا سلام سنتے ہیں اور پھر اس کا جواب دیتے ہیں۔ (گویا ایک لحاظ سے ہم کلامی ہوئی) اگر یہ نعمت ساری دنیا خرچ کر کے بھی حاصل ہو تو آپ ﷺ کے امتی کے حق میں ارزاں ہے۔

علامہ خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء للقاضی عیاض (ج ۳ ص ۵۰۰) میں تحریر فرماتے ہیں۔ حدیث کا مطلب بلا تکلف جو ذہن میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبور میں زندہ ہیں اور ان کی حیات شہداء کی حیات سے زیادہ قوی ہے۔ یہ حضرات قبور میں آرام فرمارہے ہیں بمنزلہ نائمین کے ہیں اور ظاہر ہے کہ نائم متکلم کا سلام وکلام بیدار ہونے کے بعد ہی سنتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ مسلم کا سلام سننے کے بعد متیقظ اور بیدار ہوتے ہیں اور اس کے سلام کو جواب دیتے ہیں۔ اھ تو گویا رد روح کنایہ ہے میقظ وبیداری سے اور اسی نوع کا ایک جواب وہ ہے جس کو حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بذل المجہود میں نقل فرمایا ہے کہ ردّ روح سے مراد یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ عالم برزخ میں آپ ﷺ کی روحِ انور تجلیات ربانیہ ومعارف الٰہیہ کی طرف متوجہ رہتی ہے جب کوئی امتی آپ ﷺ پر سلام پڑھتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ آپ کی روح مبارک کو اس مصلّی کی طرف متوجہ فرمادیتے ہیں تاکہ آپ ﷺ اس کے سلام کا جواب دیں۔ اھ میں کہتا ہوں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اخیر میں اسی توجیہ کو زیادہ پسند فرمایا ہے کہ (کمافی رسالہ انباء الاذکیاء ص ۱۵۱ ج ۲) جس کا حاصل یہ ہے کہ ردروح سے مراد افاقہ عن الاستغراق والمشاھدہ ہے۔ ان کی پہلی توجیہ جو ہمارے یہاں شروع میں نقل ہو چکی ہے وہ من حیث العربیہ والقواعد النحویہ ہے اور یہ توجیہ روحانی اور معنوی ہے۔ لاتجعلوا بیوتکم قبوراً حدیث کا یہ ٹکڑا کتاب الصلوٰۃ میں باب صلوٰۃ الرجل التطوع فی بیتہ میں گزر چکا، ولاتجعلوا قبری عیداً میری قبر کو مظہر عید جائے سرور اور جشن منانے کی جگہ نہ بناؤ، وہاں زینت وسرور کے ساتھ آکر جمع مت ہو، قبر تو عبرت کی چیز ہے اور بعض نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ میری قبر کی زیارت جلدی جلدی اور بکثرت کیا کرو یہ نہیں کہ عید کی طرح کبھی آگئے جیسے عید سال میں ایک مرتبہ آتی ہے (خصوصاً وہ حضرات جو مدینہ کے قرب وجوار کے رہنے والے ہیں) اور کہا گیا ہے کہ عید بمعنی اعتیاد (کسی کام کی عادت بنالینا) یعنی میری قبر پر بار بار آنے کے عادی مت بنو اس لئے کہ اس میں سوء ادب کا اندیشہ ہے۔

(الدر المنضود علی سنن ابی داؤد ج ۳ باب زیارۃ القبور ص ۳۲۷-۳۳۰ ط: مکتبۃ الشیخ کراچی)

فضیلۃ الشیخ، الجامع بین المعقول والمنقول، شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک، نوشہرہ

حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

۲۱۲...... تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور قبر کے قریب سے سنتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں اور اس بارے میں صحیح روایات موجود ہیں۔ (تبیان الاحادیث تقریر مشکوۃ شریف ص ۳۴۷)

استاد الحدیث، تلمیذ رشید حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، فاضل دار العلوم دیوبند واستاذ الحدیث جامعہ نعمانیہ صالحیہ ڈیرہ اسماعیل خان

حضرت مولانا امیر عباس صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۲۱۳...... حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں حضرات علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں۔ روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کے سلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سماعت فرماتے ہیں اہلسنت والجماعت اور اکابر دیوبند کے رسائل میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (ڈیرہ اسماعیل خان کے جید علماء کرام وخطباء عظام ومفتیان شرع متین کی طرف سے شائع ہونے والا اشتہار، المسمیٰ: اظہار حقیقت مطبوعہ ۱۹۹۰)

نوٹ: اس کی کاپی مؤلف کے پاس محفوظ ہے۔

استاد الحدیث، عالم لاثانی، تلمیذ رشید حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ وکشمیری رحمۃ اللہ علیہ،
فاضل دار العلوم دیوبند مہتمم واستاذ الحدیث جامعہ نعمانیہ صالحیہ ڈیرہ اسماعیل خان

حضرت مولانا سراج الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء)

۲۱۴...... حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں حضرات علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں۔ روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کے سلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سماعت فرماتے ہیں اہلسنت والجماعت اور اکابر دیوبند کے رسائل میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (ڈیرہ اسماعیل خان کے جید علماء کرام وخطباء عظام ومفتیان شرع متین کی طرف سے شائع ہونے والا اشتہار، المسمیٰ: اظہار حقیقت مطبوعہ ۱۹۹۰)

نوٹ: اس کی کاپی مؤلف کے پاس محفوظ ہے۔

مفتی دار العلوم دیوبند، مرتب فتاوی دار العلوم دیوبند، استاد دار العلوم دیوبند

حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۱۰ء)

۲۱۵...... اہل السنۃ والجماعۃ کا قرآن وحدیث کی روشنی میں اجماعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں اجسادِ عنصریہ کے ساتھ حیات ہیں اور یہ حیات برزخی حیات دنیوی سے کم نہیں ہے اور تلذذاً نماز ودیگر عبادات میں مشغول ہیں۔ یہ حیات برزخی اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامہ مؤمنین بلکہ ارواح کفار کو بھی حاصل ہے۔ امت کا یہ اجماعی عقیدہ اصول شریعت کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ کتاب العقائد ص ۹۵ ط: مکتبہ امدادیہ ملتان)

نائب مفتی دارالعلوم دیوبند، استاد دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا مفتی کفیل الرحمن صاحب

۲۱۶...... حضرت نے حوالہ نمبر ۲۱۵ کی لفظ بہ لفظ تائید فرمائی ہے۔(خیر الفتاویٰ ج ا کتاب العقائد ص ۹۵ ط: مکتبہ امدادیہ)

شیخ الحدیث و مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ ٹاؤن کراچی،

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

۲۱۷...... حال ہی میں مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جماہیر مشائخ دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی کتاب المسمی بہ ''خوشبو والا عقیدہ'' ''عقیدہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' (مؤلفہ امام الصرف والنحو ولی کامل حضرۃ مولانا محمد حسن دامت برکاتہم) پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: میں حضرت مولانا محمد سلیم اللہ خان صاحب کی تحریر کی تصدیق اور تائید کرتا ہوں۔ (خوشبو والا عقیدہ ص ۲۹ ط: ادارہ محمدیہ لاہور)

شیخ الاسلام، فقیہ العصر، جامع شریعت وطریقت، مفسر قرآن، شارح بخاری، مسلم، ترمذی،

عمدۃ المصنفین، چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت پاکستان، شیخ الحدیث،

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نائب صدر دارالعلوم کراچی

۲۱۸...... ان الاصل فی ھذہ المسئلہ قول اللہ تبارک وتعالی: ولا تقولوا الخ ولما ثبت الحیاۃ للشھداء ثبت للانبیاء علیہم السلام بدلالۃ النص لان مرتبۃ الانبیاء اعلی من مرتبۃ الشھداء بلاریب... وقد ورد فی ھذا الباب حدیث صریح... عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون... وبالجملۃ فان ھذہ الاحادیث مع حدیث الباب (مررت علی موسی علیہ السلام الخ...) علی کون الانبیاء احیاء بعد وفاتھم وھو من عقائد جمہور اھل السنۃ والجماعۃ... وانما المقصود حیاتھم بمعنی ان لارواحھم تعلقا قویا باجسادھم الشریفۃ المدفونۃ فی القبور ولھذا التعلق القوی حدثت لاجسادھم خصائص کثیرۃ من خصائص الاجساد مثل سماع السلام ورده... ترجمہ: اس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ولا تقولوا...الخ! بنیاد ہے جب شہداء کے لئے حیات ثابت ہوئی تو دلالت النص سے انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی ثابت ہوگئی کیونکہ ان کا مرتبہ بلاشبہ شہداء سے برتر و بالا ہے......اس باب میں واضح حدیث بھی ہے......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں...... بالجملہ یہ تمام احادیث بشمول حدیث باب کے (کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر گزر ہوا تھا) بتاتی ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد زندہ ہیں اور یہ جمہور اہل السنت والجماعت کے عقائد میں سے ہے اور مقصود یہ ہے کہ ان کی زندگی بایں معنیٰ ہے کہ ان کی ارواح کا ان کے قبروں میں مدفون بدنوں کے ساتھ مضبوط تعلق ہے اور اسی مضبوط تعلق کی وجہ سے ان کے اجسام میں جسم والی کئی خصوصیات پیدا ہوگئیں ہیں جیسے سلام کا سننا اور اس کا جواب دینا۔

(تکملہ فتح الملہم ج ۵ ص ۳۰-۲۸ ط: دارالعلوم کراچی)

۲۱۹...... جو شخص دعا میں توسل کو جائز سمجھتا ہو یا انبیاء اور صلحاء کی باقی ماندہ نشانیوں کو باعث برکت جانتا ہو، یا روضۂ

اطہر کی زیارت کو باعث ثواب عظیم سمجھ کر اس کے لئے سفر کرتا ہو یا انبیاء علیہم السلام کے لئے قبروں میں ایسی حیات برزخی پر ایمان جو دوسروں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہے تو ایسا شخص کسی گناہ کا بھی مرتکب نہیں چہ جائیکہ وہ شرک یا کفر میں مبتلاء گردانا جائے۔ چونکہ یہ سب باتیں قرآن وسنت کے دلائل سے ثابت ہیں سلف صالحین کا ان پر عمل رہا ہے اور جمہور علمائے راسخین ہر زمانہ میں اس کے قائل رہے ہیں۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۱۶۵ ج ۱۰ ط: مکتبہ بینات کراچی وماہنامہ ''البلاغ'' ص ۵۳ جلد نمبر ۳۰ شمارہ نمبر ۳ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ اگست ۱۹۹۵ء)

اکابر علمائے دیوبند دعوت وتبلیغ اس کے طریقہ کار اور بطور نصاب لکھی جانے والی ان کتب فضائل کی ہمیشہ تائید فرمائی مگر کچھ حضرات اپنی بدقسمتی سے لوگوں کو اس دینی کام کے منافع سے محروم رکھنے کے لئے مختلف حیلے بہانوں سے ''دعوت وتبلیغ'' کے بانی حضرات اور اس کے نصاب کتب فضائل کو نشانہ تنقید بھی بناتے رہتے ہیں۔ ان حضرات میں ایک نمایاں نام ''اشاعت التوحید والسنہ'' مماتی ٹولہ ہے۔ انہی میں سے چند ذمہ دار مولویوں کی باتیں:

۱...... مولوی احمد سعید ملتانی آنجہانی نے مسجد قصاباں میانوالی شہر میں تبلیغی جماعت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ کافر ہیں۔ (خس کم جہاں پاک ص ۶۹ ط: مرکز اشاعۃ التوحید والسنہ، لالہ موسیٰ گجرات ۱۹۹۸ء)

۲...... (الف) مولوی خان بادشاہ شیخ الحدیث مفتی سردار صاحب کو چیلنج کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''فضائل حج میں کافی خرافات اور واہیات ہیں اگر تجھ میں علمی غیرت ہو تو اس کو دلائل شرعیہ سے ثابت کر فضول بکواس سے کچھ نہیں بنتا۔'' (التنقید الجوہری ص ۲۷ ط: دارالقرآن پنج پیر صوابی ۲۰۰۵ء)

۲...... (ب) جاہل مبلغ جس نے چالیس خرافات فضائل حج میں لکھے ہیں۔

(الصواعق المرسلہ ص ۱۵ بحوالہ التنقید الجوہری ط: دارالقرآن پنج پیر صوابی ۲۰۰۵ء)

۳...... مولوی سراج الاسلام حنیف لکھتا ہے کچھ لوگ ضعیف اور موضوع ومن گھڑت روایت سے عقائد واعمال ثابت کرنے لگے ہیں جس کی کئی مثالیں کتاب فضائل اعمال اور فضائل صدقات میں مل جاتی ہیں۔

(ضعیف احادیث کی معرفت اوران کی شرعی حیثیت ص ۳۲)

۴...... مولوی قاضی عبدالسلام اشرفی لکھتا ہے ''موجودہ عوامی رسمی تبلیغ بظاہر نام سے تو تبلیغ دین ہے مگر درحقیقت دین رسول ﷺ کے بالکل الٹ ہے۔ دین کی نیت سے بے دینی ہے اور انجان ہو کر دین دوستی کی نیت دینی دشمنی زور وشور سے پھیلائی جارہی ہے۔ (ماہنامہ ''نغمہ توحید'' گجرات ص ۵۳، مئی، جون ۲۰۰۰ء)

۵...... حال ہی میں شائع ہونے والی کتاب ''تحفۃ الاشاعت'' میں مماتی مولوی عبدالوکیل قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمہ اللہ پر بت پرست اور یہود ونصاری میں سے ہونے کا فتویٰ دیتے ہوئے لکھتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یاایھا الاخوان فاسمعوا الی ھذہ الھفوات والخرافات ماالفرق بینھم وبین اھل التناسخ والثنویۃ وھل ھذاالادین النصاری والیھود۔ ترجمہ: انا للہ وانا الیہ راجعون اے بھائیو! یہ بکواسات اور خرافات سنو! ان لوگوں اور اہل تناسخ (ہندوؤں) اور بت پرستوں میں کیا فرق ہے؟ کیا یہ (دین جو یہ لوگ پیش کر رہے ہیں) یہود ونصاریٰ کا دین نہیں ہے؟

(تحفۃ الاشاعہ ص ۳۰۱-۳۰۰ ط: اشاعت اکیڈمی پشاور)

۶...... واما ما فی کتبهم من الخرافات والواهیات فهی کثیرة لکن نذکر بعضها اللتی یشم منها رائحة الشرک واعطاء الصفات المختصة بالله للمخلوق۔ ترجمہ: اور ان تبلیغ والوں کی کتابوں میں خرافات اور واہیات تو بہت زیادہ ہیں لیکن ہم ان میں سے بعض ایسی باتیں ذکر کرتے ہیں جن سے شرک اور اللہ تعالیٰ کی خاص صفات مخلوق کو دینے کو بُو آتی ہے۔ (تحفۃ الاشاعہ ص ۲۹۱ ط: اشاعت اکیڈمی پشاور)

۷...... فیاللعجیب! انظروا یا أیها الاخوان الی ما فیها من الزلات، والخذلان، وسوق الناس الی النیران۔ فیاسبحان انظر حالنا، واسمع قالنا، ولاتصرفنا من القران الی هذه الخرافات والحرمان۔ فاسمعوا الی اثبات الشرک واثبات عقیدة البریلویة والثنویة۔ ترجمہ: یہ کیا عجیب بات ہے۔ اے بھائیو! دیکھو فضائل صدقات کے ان واقعات میں کیا گمراہیاں اور خرافات ہیں اور یہ واقعات کس طرح لوگوں کو جہنم کی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اے اللہ سبحان! ہماری اس حالت کو دیکھ، ہماری باتوں کو سن اور ہمیں قرآن سے ان خرافات اور محرومیوں کی طرف نہ چلا۔ (تحفۃ الاشاعہ ص ۳۰۱ ط: اشاعت اکیڈمی پشاور)

پس اے لوگو! (ان مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے) شرک، عقیدہ بریلویہ اور بت پرستی کے ثابت کرنے کو دیکھو۔

نوٹ:۔ ''تحفۃ الاشاعہ'' کے مؤلف نے جہاں کتاب کے نام سے یہ ظاہر کیا ہے کہ دعوت وتبلیغ کے متعلق ان کا بیان کردہ موقف ''اشاعت التوحید والسنہ'' کا موقف ہے۔ وہیں ''اشاعت التوحید والسنہ'' کے امیر، دارالقرآن پنج پیر کے شیخ الحدیث، مفتی اور اکابرین اشاعت نے اس کتاب کی تائید سے مؤلف کو حوصلہ دیتے ہوئے پوری جماعت کی طرف سے اکابر علمائے دیوبند پر تنقید وتنقیص کے ان نشتروں کو پذیرائی بخشی ہے۔

نوٹ: اشاعت التوحید والسنہ کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب تحفۃ الاشاعت پر شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نے مندرجہ ذیل تبصرہ فرمایا جو کہ اُن کے مکتوب گرامی سے نقل کیا جارہا ہے۔ مؤلف کے پاس اس کی کاپی موجود ہے۔

اور یہ مکتوب خود شیخ الاسلام دامت فیوضہم نے اپنے لیٹر پیڈ پر لکھا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گرامی قدر مکرم جناب مولانا حافظ نثار احمد الحسینی صاحب زید مجدکم السامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا گرامی نامہ اور مرسلہ کتابیں ملیں جس کے لئے میں آپ کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ ایک بات تو پہلے ہی یہ عرض کردوں کہ مولانا اشرف علی صاحب (مماتی ...... از ناقل) جب مجھے اس جلسے میں حاضر ہونے کی دعوت دینے آئے تھے، اُس وقت ہی بندہ نے اُن سے پکا وعدہ نہیں کیا تھا بلکہ اسے حالات پر موقوف رکھا تھا۔ البتہ یہ عرض کیا تھا کہ ان شاء اللہ! کوشش کروں گا، بعد میں جب اُن کا یاددہانی کے لئے خط آیا تو میں نے اُن سے معذرت کرلی تھی۔ چنانچہ جلسے میں بندہ شریک نہیں ہوگا۔ البتہ بندہ کے ذہن پر تاثر یہ تھا کہ اب شاید اختلاف کی وہ شوراشوری باقی نہیں رہی اور خاص طور پر مولانا اشرف علی صاحب کے طرز عمل میں مجھے یہ امید نظر آتی تھی کہ وہ مفاہمت کی راہ پر گامزن ہیں لیکن آپ نے جو کتابیں بھیجی ہیں۔ (مسلک شیخ القرآن، تحفۃ الاشاعت وغیرہ...... از ناقل) ان کے سرسری مطالعہ سے ہی بندہ کے افسوس کی انتہاء نہیں رہی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! آپ نے ''تحفۃ

الاشاعۃ'' نامی کتاب پر جو تبصرہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے خیر عطاء فرمائیں۔ آمین! بندہ کو ان حالات سے باخبر کرنے پر دوبارہ آپ کا شکر گزار ہوں۔ دعا میں یاد رکھنے کی درخواست ہے۔　والسلام!

بندہ محمد تقی عثمانی ۱۵/رجب ۱۴۳۲ھ

۲۲۰...... وان الموقف الذی اختارہ فی ھذہ المسائل موقف سلیم موید بالدلائل الباھرۃ من الکتاب والسنۃ وتعامل الصحابۃ والتابعین والسلف الصالحین، وقد اثبت بادلۃ واضحۃ واسلوب رصین، ان من یحیر التوسل فی الدعاء او التبرک باٰثار الانبیاء والصلحاء، او یسافر لزیارۃ روضۃ الرسول ﷺ ویعتقدہ من اعظم القربات، اویومن بحیاۃ الانبیاء فی قبورھم حیاۃ برزخیۃ تفوق الحیاۃ البرزخیۃ الحاصلۃ لمن سواھم، فانہ لایقترف اثما فضلاعن ان یرتکب شرکا او کفرا فان کل ذلک ثابت بادلۃ من القراٰن والسنۃ، وتعامل السلف الصالح واقوال جمھور العلماء الراسخین فی کل زمان ترجمہ: مؤلف نے ان جیسے مسائل میں جو درست موقف اختیار کرلیا۔ وہ بلاشبہ قرآن وسنت کے روشن دلائل اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم کے تعامل سے ثابت ہے۔ مؤلف نے واضح دلائل اور قوی اسلوب کے ساتھ یہ بات ثابت کی ہے۔ (جو شخص دعا میں توسل کو جائز سمجھتا ہو یا انبیاء اور صلحاء کی باقی ماندہ نشانیوں کو باعث برکت جانتا ہو یا روضہ اطہر کی زیارت کو باعث ثواب عظیم سمجھ کر اس کے لئے سفر کرتا ہو یا انبیاء علیہم السلام کے لئے قبروں میں ایسی حیات برزخی پر ایمان رکھتا ہو، جو دوسروں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہے تو ایسا شخص کسی گناہ کا بھی مرتکب نہیں۔ چہ جائیکہ وہ شرک یا کفر میں مبتلاء گردانا جائے۔ چانکہ یہ سب باتیں قرآن وسنت کے دلائل سے ثابت ہیں، سلف صالحین کا ان پر عمل رہا ہے اور جمہور علمائے راسخین ہر زمانہ میں اس کے قائل رہے ہیں) (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱۰ ص ۱۶۵ ط: مکتبہ بینات کراچی، ماہنامہ البلاغ ج ۳۰ ص ۵۳ شمارہ ۳، بابت ماہ ربیع الاوّل ۱۴۱۶ھ/ اگست ۱۹۹۵ء)

مفتی اعظم پاکستان، شارح صحیح مسلم، اُستاذ الحدیث وصدر جامعہ دار العلوم کراچی،

حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہم

۲۲۱...... حضرت نے حوالہ نمبر ۲۱۹ کی لفظ بہ لفظ تائید فرمائی ہے۔

استاذ العلماء ولی کامل، شیخ طریقت شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم العالیہ

۲۲۲...... آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں روضہ پر پڑھے جانے والا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں یہ اہلسنت والجماعت کا اجماعی واتفاقی عقیدہ ہے۔ اس کا منکر اہلسنت والجماعت دیوبند سے خارج ہے۔

(مجلہ قافلہ حق جلد ۴ شمارہ ۱۰ جنوری ۲۰۱۰ء)

۲۲۳...... (الف) حال ہی میں مسئلہ حیات النبی ﷺ پر جماہیر مشائخ دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی کتاب المسمی بہ ''خوشبو والا عقیدہ'' عقیدہ حیاۃ النبی ﷺ '' (مؤلفہ امام الصرف والنحو ولی کامل حضرۃ مولانا محمد حسن دامت برکاتہم) پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے دنیوی ابدان کے ساتھ روح کا اتنا زیادہ تعلق ہے کہ وہ درود شریف سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں جو دور سے پڑھے وہ ان کو پہنچایا جاتا ہے اور وہ قبروں میں نماز بھی

پڑھتے ہیں۔ یہی علمائے دیوبند کا مسلک ہے اس کے خلاف گمراہی ہے اور مماتیوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور مولانا محمد حسن صاحب کی تحریر کی تائید کرتا ہوں۔ (خوشبو والا عقیدہ ص ۲۰ ط: ادارہ محمدیہ لاہور)

۲۲۳۔ (ب)

مدینہ کے راہی ہمیں نہ بھلانا میرا نام لے کر سلام ان سے کہنا

ملے پوری بخشش یہی خود بھی ہر جا دعائیں کرانا دعا کرتے رہنا

یہ اشعار حضرت اقدس حضرت صوفی محمد سرور دامت برکاتہم العالیہ نے حضرت مولانا محمد حسن کو سفر حج پر روانہ کرتے وقت لکھے۔ (خوشبو والا عقیدہ ص ۹۰ ط: ادارہ محمدیہ لاہور)

محبوب الصلحاء، استاذ العلماء، ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ لاہور،

حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہ العالی

۲۲۴۔ حال ہی میں مسئلہ حیات النبی ﷺ پر جماہیر مشائخ دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی کتاب المسمی بہ ''خوشبو والا عقیدہ'' عقیدہ حیاۃ النبی ﷺ'' (مؤلفہ امام الصرف والنحو ولی کامل حضرۃ مولانا محمد حسن دامت برکاتہم) پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے، ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر درود پاک پڑھا جاتا ہے تو آنحضرت ﷺ خود سنتے ہیں اور اگر قبر مبارک سے دور پڑھا جائے تو فرشتے بطور ہدیہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام ائمہ کا یہی عقیدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور اسی عقیدہ کو ''المہند علی المفند'' میں تمام مشائخ کا عقیدہ قرار دیا گیا ہے۔ جامعہ مدنیہ کے شیخ الحدیث مولانا محمد حسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اسی عقیدہ حیات النبی ﷺ کو احادیث اور واقعات کی روشنی میں نئے انداز سے مرتب کر کے عام فہم انداز میں پیش کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کتابچہ کی منفرد خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ان اکابرین کے واقعات کو بھی جمع کر دیا گیا ہے جن کی قبر مبارک سے خوشبو کا مشاہدہ کھلے عام کیا گیا، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولانا کی اس کوشش کو قبول فرما کر ذریعہ نجات بنائیں اور غلط عقائد سے تمام امت مسلمہ کی حفاظت فرمائیں۔ (خوشبو والا عقیدہ ص ۷۲ ط: ادارہ محمدیہ لاہور)

استاد الحدیث واستاد العلماء

حضرت مولانا احمد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ ٹاؤن کراچی (المتوفی ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء)

۲۲۵...... حوالہ نمبر ۱۱۹ پر حضرت کے تصدیقی دستخط موجود ہیں۔

امام الصوفیاء، عالم باعمل، استاذ بخاری شریف مبلغ اسلام مولانا طارق جمیل صاحب دامت برکاتہم العالیہ،

استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان وجامعہ قاسم العلوم ملتان

حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء)

۲۲۶...... نبی اکرم ﷺ اپنی قبر شریف میں حی (زندہ) ہیں اور قبر شریف پر سلام پڑھا جائے تو سنتے ہیں اور جواب

دیتے ہیں اور ہر جگہ سے نہیں سنتے۔ بلکہ دور دراز سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے والوں کا سلام آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ یہی عقیدہ اہل السنت والجماعت کا ہے۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۳۵۳ ط: جمعیت پبلیشرز لاہور)

۲۲۷...... حیات النبی ﷺ پر لکھی جانیوالی کتاب ''دعوت الانصاف فی حیات جامع الاوصاف'' پر تقریظ میں فرماتے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب شجاع بادی مدظلہ کا رسالہ دعوت الانصاف فی حیات جامع الاوصاف میرے زیر نظر رہا۔ مؤلف موصوف کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انہوں نے مسلک اہل السنت والجماعت خصوصاً اکابر دیوبند کی صحیح ترجمانی فرمائی ہے۔ حضرت مولانا مدظلہ کی محنت اور اکابر امت کے حوالہ جات نیز سلف صالحین کے اقوال وملفوظات در بارہ سماع صلوٰۃ سلام عند القبر بسید الانام ﷺ کی ترتیب وتبویب قابل داد ہے۔ بندہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائے اور پوری امت میں اس تصنیف کو شرف پذیرائی عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین! (دعوت الانصاف فی حیات جامع الاوصاف ص ۷ ط: کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

ہندوستان کے مشہور معروف عالم دین، صاحب شمائل کبریٰ، استاذ الحدیث، مدرسہ ریاض العلوم جونپور انڈیا

حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد احمد قاسمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

۲۲۸...... حضرات انبیاء کرام قبروں میں نماز پڑھتے ہیں چنانچہ آپ علیہ السلام بھی اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہیں...... متعدد روایتوں سے یہ بات ثابت ہے کہ جو آدمی آپ کی قبر اطہر کے پاس سلام پیش کرے تو آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں...... چونکہ آپ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں......اور یہ اہلسنت والجماعت طائفہ حق کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے۔ (شمائل کبریٰ ج ۱۰ ص ۳۴۳ ط: زمزم پبلیشرز کراچی)

شہید ختم نبوت، فقیہ وقت، نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ﷺ خلیفہ ارشد حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کاندھلوی، سابق مدیر ماہنامہ بینات کراچی، مرشد العلماء خصوصاً حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہم، مولانا اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد مسعود اظہر مدظلہم، حضرت مولانا طارق جمیل مدظلہم کے پیر ومرشد

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ (شہادت ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء)

۲۲۹...... حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص سید الانبیاء سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا اپنی قبر شریف میں حیات ہونا اور حیات کے تمام لوازم کے ساتھ متصف ہونا برحق اور قطعی ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۱ ص ۲۶۱، جدید تخریج شدہ ایڈیشن ط: مکتبہ لدھیانوی کراچی وص ۴۵۸ ص ۱۰ ط: مکتبہ بینات کراچی)

۲۳۰...... میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے روضہ اطہر میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہے یہ حیات برزخی ہے مگر حیات دنیوی سے بھی قوی تر ہے جو حضرات اس مسئلے کے منکر ہیں میں ان کو اہل حق میں سے نہیں سمجھتا نہ وہ علمائے دیوبند کے مسلک پر ہیں۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۱ ص ۳۱۰-۱۱ جدید تخریج شدہ ایڈیشن ط: مکتبہ لدھیانوی کراچی ص ۹۱ ج ۱ ط: مکتبہ بینات کراچی)

۲۳۱...... میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ روضہ اطہر میں حیات جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور یہ حیات برزخی ہے اور آنحضرت ﷺ درود وسلام پیش کرنے والوں کو سلام کا جواب دیتے ہیں۔ جو شخص

اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ میرے اکابر کے نزدیک گمراہ ہے۔اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔اس کی تقریر سننا جائز نہیں اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق روا نہیں۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۱۰ ص ۵۱۹ ط: مکتبہ بینات کراچی، ص ۲۹۹، ج ا تخریج شدہ ایڈیشن ط: مکتبہ لدھیانوی)

۲۳۲...... آپ کے مسائل اوران کا حل میں انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں کی زندگی کو ۷ آیات قرآنیہ ۱۲ احادیث نبویہ ﷺ امت مسلمہ کے اجماع بلکہ مزید اہل السنت والجماعت میں سے فقہاء محدثین احناف کے ۱۶ حوالے، حضرات موالک کے ۱۰ حوالے، حضرات شوافع وحنابلہ کے ۵ حوالے، مشترکہ اکابرین امت مسلمہ کے ۱۳ حوالے، حضرات علماء دیوبند کے ۲۰ حوالوں سے شاندار انداز سے ثابت کیا ہے۔(آپ کے مسائل اوراُن کا حل ج ۱۰ ص ۴۱۰ تا ۵۱۴ مکتبہ بینات)

عالم لاثانی، شہید اسلام، شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمۃ اللہ علیہ (شہادت ۲۰۰۴ء)

۲۳۳...... بندہ حیات انبیاء کرام علیہم السلام یا سماع موتی یا توسل وغیرہ کے مسائل میں اپنے اساتذہ کرام حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب، شیخ القرآن حضرت مولانا محمد طاہر صاحب پنج پیری رحمہما اللہ کا شاگرد ہونے کے باوجود ان کی اوران کے استاذ حضرت مولانا حسین علی صاحب کی آراء کو ان حضرات کے تفردات میں سے سمجھتا ہے۔بندہ کا عقیدہ ہے ان مسائل کے متعلق ان حضرات کے برعکس وہی ہے جو جمہور علماء دیوبند کا ہے اورعقائد علماء دیوبند سے متعلق اکابر کی تصدیق شدہ کتاب المہند علی المفند میں درج ہے...... یہ اس موضوع پر میری اوّل وآخر تحریر ہوگی۔اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص میرے خلاف جھوٹا اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کرتا رہے گا تو وہ انشاء اللہ یوم الحساب کو اس عالم الغیب والشہادۃ اور عالم بمانی الصدور کے سامنے جوابدہ ہوگا۔ (ماہنامہ بینات، لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ شہید نمبر، ص ۴۷-۴۹، فروری ۲۰۰۱ء)

استاد الاساتذہ، امام علم الصرف والنحو، نمونہ اسلاف، مجسمہ اخلاص، برکۃ العصر، فاضل جامعہ سراج العلوم سرگودھا وجامعہ امینیہ دہلی، شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ کینٹ سیالکوٹ، بانی واستاذ الحدیث والتفسیر جامعہ معرفۃ الاسلام ڈیرہ اسماعیل خان

حضرت مولانا محمود الحسن قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء)

۲۳۴...... حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں حضرات علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اوران کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں۔روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کے سلام کو آپ ﷺ خود سماعت فرماتے ہیں اہلسنت والجماعت اور اکابر دیوبند کے رسائل میں اس کی تصریح موجود ہے۔(ڈیرہ اسماعیل خان کے جید علماء کرام وخطباء عظام ومفتیان شرع دین متین کی طرف سے شائع ہونے والا اشتہار، المسمیٰ: اظہار حقیقت مطبوعہ ۱۹۹۰)

نوٹ: اس کی کاپی مؤلف کے پاس محفوظ ہے۔

مفتی ڈیرہ، پیکر خلوص، ابوالخیر، فاضل مظاہر العلوم سہارنپور، مہتمم ورئیس دارالافتاء جامعہ محمودیہ عیدگاہ کلاں ڈیرہ اسماعیل خان

حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس قریشی آفندی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء)

۲۳۵...... حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں حضرات علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے

کہ وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں۔ روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کے سلام کو آپ ﷺ خود سماعت فرماتے ہیں اہلسنت والجماعت اور اکابر دیوبند کے رسائل میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (ڈیرہ اسماعیل خان کے جید علماء کرام وخطباء عظام ومفتیان شرع دین متین کی طرف سے شائع ہونے والا اشتہار، المسمیٰ: اظہار حقیقت مطبوعہ ۱۹۹۰)

نوٹ:۔ اس کی کاپی مؤلف کے پاس محفوظ ہے۔

جامع المعقول والمنقول، شیخ الحدیث، بانی جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

مولانا نذیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۲۳۶...... اگر کوئی شخص نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کے پاس کھڑا ہو کر آپ پر درود وسلام پیش کرے تو آپ یہ سلام خود بلاواسطہ سن لیتے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کی وضاحت کی تکمیل کی غرض سے اس موقعہ پر اس مسئلہ کی مناسب وضاحت کردی جائے کہ کیا نبی کریم ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور کیا آپ قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کر پیش کیا جانے والا صلوٰۃ وسلام خود سن لیتے ہیں؟ یہ مسئلہ آج کل گرما گرم مباحثوں اور مناظروں کا موضوع بنا ہوا ہے۔

اہل السنت والجماعت کا موقف

اس سلسلہ میں اہل السنت والجماعت کا موقف مندرجہ ذیل ہے۔ (سہولت فہم وضبط کے لئے یہ موقف شق وار پیش کیا جاتا ہے۔

قرآن کریم کی نصوص قطعیہ کی روشنی میں نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ایک مرتبہ موت کا ورود یقینی ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ (قال اللہ تعالیٰ: کل نفس ذائقۃ الموت وقال تعالیٰ انک میت وانھم میتون)

احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ یہ وعدہ قرآنی پورا ہو چکا ہے اور آپ کی وفات ہو چکی ہے۔

وفات کے بعد آپ کے اس جسدِ عنصری کے ساتھ جو مدینہ منورہ قبر شریف میں دفن کیا گیا ہے اور جس جسم کے ساتھ آپ اس دنیا میں تشریف فرماتے آپ کی روح مبارکہ کو ایسا تعلق ضرور حاصل ہے جس کی وجہ سے آپ کے روضۂ اطہر کے پاس پڑھا جانے والا صلوٰۃ وسلام آپ بلاواسطہ خود سن لیتے ہیں۔

(اشرف التوضیح تقریر اردو مشکوٰۃ المصابیح، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ وفضلہا ج ۲ ص ۴۲، ۴۳ ط: مکتبۃ العارفی فیصل آباد)

امین الملۃ والدین، رئیس المناظرین، حجۃ اللہ فی الارض، وکیل احناف، حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے مستفید، اُستاذ العلماء، بانی اتحاد اہلسنت والجماعت پاکستان، اُستاذ شعبہ تخصص فی الدعوۃ والتحقیق جامعہ خیر المدارس ملتان

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء)

۲۳۷...... امت کا اجماع اس بات پر ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات ہیں۔ (اس مسئلہ میں) قرآن ہمارے پاس، اللہ کے نبی ﷺ کی احادیث ہمارے پاس ہیں۔ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون وہ حدیث ہے کہ محدثین نے لکھا ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے۔ (یادگار خطبات ص ۸۷ ط: مکتبہ اسلام حنفیہ، میانوالی)

امیر عزیمت، بانی سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم پاکستان، عالم حق گو، خطیب لاثانی، فنافی الصحابہ رضی اللہ عنہم، شمشیر بے نیام، مجاہد اسلام،

حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ (شہادت فروری ۱۹۹۰ء)

۲۳۸...... پوری امت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ	......	نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ
حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ		نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ
حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ	......	نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ
حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ		نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ
حضرت علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ	......	نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ
حضرت علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ		نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ
حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ	......	نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ
حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ		نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ
حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ	......	نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ
حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ		نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ
حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ		نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ
حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ		نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ		نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ
حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ		نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ
حضرت شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ		نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ
حضرت قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ		نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ
حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ		نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ
حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ	......	نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ

چودہ سو سال کی امت کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں اسی عقیدہ پر قائم رہو اور اسی پر موت آئے۔ اللہ مجھے اور آپ کو اسی عقیدہ پر قائم اور دائم رہنے کی توفیق بخشے۔ (یادگار خطبات ص ۲۳۶ ط: مکتبہ اسلام حنفیہ، میانوالی)

نوٹ: یہ حضرت امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کے لاثانی خطاب ''حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم المعروف چتروڑی کا آپریشن'' کا اقتباس ہے جو حضرت نے دارالعلوم عیدگاہ کبیر والہ کے سالانہ جلسہ میں فرمایا۔

مورخ اسلام، شہید ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم پاکستان، مصنف کتب کثیرہ،

حضرت مولانا علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ (شہادت ۱۹۹۷ء)

۲۳۹...... مولانا عنایت اللہ شاہ بخاری اس طبقے کے سربراہ ہیں جو کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ نہیں ہیں۔ عنایت اللہ شاہ بخاری سے پہلے اسلام کی تاریخ میں کسی انسان کا یہ عقیدہ نہیں کہ نبی قبر میں مردہ ہیں، کسی عالم، کسی مفسر، کسی

خطیب، کسی امام، کسی مجتہد کا یہ عقیدہ نہیں، یہ ایک مسلمہ چیز ہے کہ نبی قبر میں حیات ہیں...... نبی کریم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں جو کہے نبی اپنی قبر میں زندہ نہیں وہ گمراہ ہے۔ یہ پیغمبر کی حدیثوں کا قائل نہیں جو کہتا ہے کہ نبی ﷺ اپنی قبر میں حیات نہیں، اس کا مذہب اہلسنت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ وہ اپنا الگ مذہب بنائے۔ اپنی الگ بات کرے۔

(یادگار خطبات ص ۲۶۷-۲۶۸-۲۴۳ ط: مکتبہ اسلام حنفیہ، میانوالی)

مناظر اسلام، قائد ملت اسلامیہ، سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ پاکستان،
شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ دارالہدیٰ (جامعہ حیدریہ) خیر پور میرس سندھ

حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ (شہادت ۲۰۰۹ء)

۲۴۰...... مولوی غلام نبی کھٹانہ نے بمقام تلونڈی ضلع نارووال میں مورخہ ۱۴-۰۴-۲۰۰۹ کو سٹیج پر علامہ علی شیر حیدری کے سامنے مسئلہ حیات وممات چھیڑا اور ساتھ ہی کہا کہ یہ مسئلہ عوام کے سامنے بیان نہ کیا جائے نیز اس مسئلے میں اکابر علماء دیوبند میں اختلاف رہا ہے دونوں طرف اکابر ہیں ہر چھوٹا بڑا مماتی یہ دھوکہ دیتا ہے کہ یہ خالص علمی مسئلہ ہے اسے عوام میں بیان نہ کیا جائے اور اس مسئلے میں اکابرین میں اختلاف رہا ہے۔ حالانکہ خود ہی شرارت بھی کرتے ہیں سٹیج پر بیان کرتے ہیں، علماء دیوبند کی توہین وتحقیر کرتے ہیں اور اپنے معتزلی عقائد کا کھل کر پرچار کرتے ہیں، لیکن جب علماء حق کی طرف سے جواب آتا ہے تو پھر تلملا اٹھتے ہیں اور پھر انہیں اتحاد واتفاق یاد آجاتا ہے، مگر پہلے اپنی روش سے باز نہیں آتے یہی صورتحال یہاں بھی پیش آئی پھر اس کا مندرجہ ذیل جواب مناظر اسلام علامہ علی شیر حیدری نے دیا:

''میں یہ عرض کیا کرتا ہوں کہ اپنے اختلاف کی بات کم از کم میرے سامنے نہ کیا کریں اب بھی نہ ہوتی تو بہتر تھا اب بھی حضرت نے یہ تو کہہ دیا کہ عوام کی بات نہیں مگر چھی عوام کے سامنے کر بھی دی عوام کی بات نہیں تھی تو نہ کرتے نا یہ بات چل تو نہیں رہی تھی چونکہ حضرت نے بات تو کردی ہے مگر ادھوری کی ہے میں اسے پورا کردیتا ہوں۔

لوگوں نے یہ سمجھا کہ برزخی یعنی موت کے بعد والی اور دنیوی یعنی موت آتی ہی نہیں یہ نہیں ہے آپ نے غلط سمجھا ہے انہوں نے ادھورا کہا ہے، آپ ﷺ کی ذات اقدس سمیت تمام انسانوں کو موت کا مزا چکھنا ہے، جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کی زندگی کا فرمایا، اس سے پہلے موت کا ذکر ہے: لاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات اور ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا یہاں قتلو پہلے ہے احیاء بعد میں ہے، یعنی زندہ ہیں تو دنیوی زندگی کی حد موت تک ہے شہید ہوگئے تو دنیوی زندگی ختم، لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات شہیدوں نے موت کا مزہ چکھ لیا من کان منکم یعبدمحمدا فان محمد قدمات بے شک حضور ﷺ نے بھی موت کا مزہ چکھ لیا۔ اب یہاں بات پوری ہوگئی لیکن شہیدوں کی موت کو اللہ نے بیان فرمایا حضور ﷺ کی رحلت کو جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا۔ اس لئے یاد رکھیے اگر کوئی حضور ﷺ کی موت کو قرآن سے ثابت کرنا چاہے تو قیامت تک نہیں کرسکتا۔ انک میت پڑھے گا نا! اس کا معنی اگر نعوذ باللہ! یہ کہ آپ فوت ہوگئے تو پھر تو فوت ہونے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی انک میت تو آپ ﷺ زندہ تھے یا نہیں؟ آیت کس پہ نازل ہوئی تھی آپ ﷺ پر زندگی میں نازل ہوئی تو آیت بھی سچی آپ بھی زندہ اور اگر کوئی کہے کہ انک میت پڑھتے ہوئے آپ زندہ کیسے تو اسے یہی کہا جائے گا کہ جب آیت نازل ہوئی انک میت تو آیت بھی سچی آپ بھی زندہ تو اگر اس وقت یہ ہوسکتا ہے تو بعد میں بھی ہوسکتا

ہے تو موت کا مزہ ہر انسان کو چکھنا ہے۔ حتیٰ کہ جو موت سے پہلے آسمانوں پر اٹھا لیا گیا ہے اس کو بھی پھر اتار کر موت کا مزہ چکھایا جائے گا تو موت کا مزہ ہر ایک نے چکھنا اور آنحضرت ﷺ نے بھی چکھ لیا ہے اب اس کے بعد اگر کوئی دنیوی کہے گا۔ اس معنی میں کہ روح کا تعلق اسی دنیا والے جسم مبارک سے ہے مگر یہ عالم برزخ میں نبی پاک ﷺ کا جو جسم مبارک اس دنیا میں تھا اسی جسم مبارک سے روح کا تعلق ہے جس طرح شہید کا جو جسم قتل ہوا وہی زندہ ہے اگر قتل ہونے والا اور ہے زندہ اور ہے تو یہ تو کوئی بات نہ ہوئی قرآن نے بیان یہی کیا ہے کہ جو قتل ہوگا وہی زندہ ہے اور میں چیلنج سے کہتا ہوں اس میں علماء دیوبند کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

علماء دیوبند کا کیا معنی ہے میں...... تو ایسے تو آج اگر کوئی نیا مسئلہ نکالے تو کہے گا کہ اس میں بھی علماء دیوبند کا اختلاف ہے وہ لوگ جنہیں اکابر کہا جاتا ہے ان کو آج والے بھی اکابر مانیں اور یہ بات یہاں تک پوری ہو جاتی ہے اور وہ اکابر کون ہیں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جہاں تک کسی نے دم نہیں مارا کہ ہم ان کو اکابر نہیں مانتے اور ایک حد وہ آتی کہ سامنے کہا کہ مانتے ہیں پیچھے کہا کہ نہیں مانتے جیسے قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ اس درجے کے ہیں کہ انہیں سامنے کہا جاتا ہے کہ مانتے ہیں اور پیچھے کچھ مانتے ہیں اور کچھ کہتے ہیں ہم نہیں مانتے مولوی طیب کو ضرور راضی کرنا ہے۔ اب اکابر وہیں تک ہیں جہاں تک سب نے کہا تھا مانتے ہیں اب اکابر کا مسئلہ ختم ہو گیا اگر اکابر دیوبند کی بات ہے تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور ان کے معاصرین اور دور والے ان میں کوئی اختلاف نہیں جس طرح قادیانیوں کا امت محمدیہ سے اختلاف ہے اسی طرح مماتیوں کا علماء دیوبند سے اختلاف ہے اب آج اگر کوئی نئی نئی باتیں کرے تو پھر تو قادیانی بھی کہتے ہیں کہ جی ختم نبوت کے مسئلے پر امت کا اختلاف ہے وہ بھی تو اپنے آپ کو امت کہتے ہیں ناہم کہتے ہیں نہیں یہ امت سے اختلاف ہے امت میں نہیں ہے قادیانی کہتے ہیں ہم جو امت میں ہیں ہم کہتے ہیں آپ امتی نہیں آپ امتی نہیں امت میں اختلاف آپ تک نہیں ہوا آپ نے اب نیا اختلاف ڈالا ہے تو آپ امت میں نہیں ہیں۔ اسی طرح آج اگر کوئی نیا عقیدہ بنالے اور وہ ہو دیوبندی کہلانے والا اور اسے علماء دیوبند کی طرف سے منسوب کر کے کہے کہ علماء دیوبند میں اختلاف ہے تو یہ علماء دیوبند میں اختلاف نہیں ہے بلکہ علماء دبند سے اختلاف ہے۔

نوٹ:۔ مناظر اسلام علامہ علی شیر حیدری رحمۃ اللہ علیہ نے قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بات یہاں اس لئے فرمائی کہ سید عنایت اللہ شاہ بخاری گجراتی کے لئے تذکرہ البخاری صفحہ ۶۲ پر لکھا گیا ہے کہ جناب سید صاحب نے کہا تھا۔ اے بھلے لوگو! کیا قاری طیب صاحب کے جلسہ کے بغیر تمہارے مدرسے نہیں چل سکتے مدرسے تو قرآن وسنت کی پاسبانی کے لئے قائم کئے جاتے کیا یہ قرآن وسنت کی پاسبانی ہے کہ ضعیف، مجروح اور موضوع روایات کے سہارے پر قرآن وسنت کو پس پشت ڈال دیا جائے اور صرف اور صرف اس لئے کہ پاکستان کے مولوی اور دیوبند سے آئے ہوئے قاری طیب خوش ہو جائیں۔

یادگار اسلاف، ولی کامل، استاذ العلماء، رئیس دارالافتاء والارشاد جامعہ اشرفیہ لاہور،

حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

۲۴۱...... اہل السنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ اپنے روضہ اقدس میں حیات ہے۔ اس طرح

اہل السنت والجماعت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو شخص آپ ﷺ پر درود پڑھتا ہے آپ ﷺ خود اس کو سنتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں۔لہٰذا جو شخص مذکورہ عقائد کا منکر ہے وہ مبتدع ہے اور اس کے پیچھے فرض نماز یا تراویح پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (مجلہ قافلہ حق سرگودھا، رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ جلد نمبر ۳ شمارہ نمبر ۴)

حکیم العصر، محدث دوراں، ولی کامل، مخدوم العلماء، شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا، ضلع لودھراں

حضرت اقدس مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۱۵)

۲۴۲...... حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ آنکھوں والوں کے لئے روضۂ اقدس میں سرور کائنات ﷺ کی حیات اجلیٰ بدیہیات میں سے ہے بدیہی اس کو کہتے ہیں جس کو سوچنے کی ضرورت نہ ہو جیسے آپ کو دن کے وقت کوئی دلیل تلاش کرنے کی ضرورت نہیں کہ سورج موجود ہے دن نکلا ہوا ہے...... یہ مسئلہ بدیہی ہے......اور اجلیٰ بدیہیات اس کو کہتے ہیں جو بالکل واضح ہو اور اس میں سرے سے غور و فکر کی ضرورت ہی نہ ہو۔

(خطبات حکیم العصر ج ۳ ص ۳۶۵ ط: مکتبۃ شیخ لدھیانوی باب العلوم کہروڑ پکا، لودھراں)

تلمیذ رشید مولانا عبدالحق حقانی رحمۃ اللہ علیہ ایڈیٹر ماہنامہ ''القاسم'' مہتمم جامعہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نوشہرہ

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہم

۲۴۳...... رسول اللہ ﷺ کا اپنی قبر مبارک میں بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا اپنی منور قبور میں زندہ ہونا جمہور امت کے مسلمات میں سے ہے۔اگرچہ حیات کی نوعیت میں اختلاف ہے اور روایات اور خواص امت کے تجربات سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ جو امتی قبر مبارک پر حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہیں آپ ان کا سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔(توضیح السنن شرح آثار السنن ج ۲ ص ۶۸۹، باب فی زیارۃ قبر النبی ﷺ ط: القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نوشہرہ)

راسخ فی العلم، عمدۃ الافتاء، رئیس دارالافتاء والارشاد خیر المدارس ملتان

حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہم

۲۴۴...... حضرت مفتی ظفیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی پر آپ نے تصدیقی دستخط ان الفاظ میں کئے ہیں۔نحن متفقون به کلمة بکلمة حرفاً بحرف ترجمہ: ہم اس سے لفظ بہ لفظ اتفاق کرتے ہیں۔

(خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۲۶ ط: مکتبہ امدادیہ ملتان)

<u>نوٹ</u>: مذکورہ حوالہ اسی باب کے ۲۱۵ پر گزرا ہے۔

سفیر امن و سلامتی، مہتمم خیر المدارس ملتان و ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہم

۲۴۵...... حضرت مفتی ظفیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی پر آپ نے تصدیقی دستخط ان الفاظ میں کئے ہیں۔نحن متفقون به کلمة بکلمة حرفاً بحرف ترجمہ: ہم اس سے لفظ بہ لفظ اتفاق کرتے ہیں۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۲۶)

<u>نوٹ</u>: مذکورہ حوالہ اسی باب کے ۲۱۵ پر گزرا ہے۔

۲۴۶...... (الف) حال ہی میں مسئلہ حیات النبی ﷺ پر جماہیر مشائخ دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی کتاب المسمی بہ ''خوشبو والا عقیدہ'' ''عقیدہ حیاۃ النبی ﷺ'' (مؤلفہ امام الصرف والنحو ولی کامل حضرۃ مولانا محمد حسن دامت برکاتہم) پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء اور پیغمبر ﷺ پر درود بھیجنے کے بعد عرض ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کا عقیدہ ضروریات اہل السنت والجماعت سے ہے جس کے انکار سے آدمی اہل السنت والجماعت سے خارج ہو جاتا ہے، پاکستان بننے کے بعد ۱۹۵۸ء میں ان علاقوں میں اس کے انکار کا فتنہ کھڑا ہوا تو علمائے حقہ نے بروقت تحریر وتقریر کے ذریعہ سے اس کا تعاقب کیا۔ اس وقت سے اب تک بیسیوں کتب اس موضوع پر شائع ہو چکی ہیں۔ زیر نظر کتاب حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہ کے مختلف بیانات ہیں جن کو ان کے شاگرد محمد شہباز عالم فاروقی نے جمع کیا اور ان پر تخریج کا کام کیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے اس مسئلہ کو دلائل نقلیہ، عقلیہ اور کشفیہ کے ساتھ ذکر حیات سرور کائنات ﷺ افضل التحیات والتسلیمات کے وقت خوشبو کے پھیلنے اور طلبہ اور عوام کے اس کو محسوس کرنے کے واقعات کو ذکر کر کے اس مسئلہ کو سمجھانے کا ایک نیا باب رقم کیا ہے اور بندہ تک بھی یہ واقعات متعدد طرق سے پہنچے ہیں۔ نیز اہل حق کی قبروں سے خوشبو کے واقعات ذکر کر کے عوام کے لئے بھی اہل حق کی پہچان کا ایک تکوینی راستہ واضح کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو حق وباطل کی پہچان کا ذریعہ بنا کر گم کردہ راہوں کی ہدایت اور اہل حق کی استقامت کا ذریعہ بنائیں۔ (آمین) ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد!　　(خوشبو والا عقیدہ ص ۲۸ط: ادارہ محمدیہ لاہور)

۲۴۶...... (ب) حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہم کے زیر اشراف چھپنے والا ماہنامہ ''وفاق المدارس'' دیوبندی مدارس کا وفاق اور مسلکی ترجمان ہے۔ اس نے دیوبندی مدارس کے ''وفاق المدارس'' سے الحاق کے شرائط میں ''المہند شریف'' کو معیار دیوبندیت ٹھہراتے ہوئے لکھا۔ ''ادارہ کا اہل السنہ والجماعۃ حنفی دیوبندی ہونا ضروری ہے، اس کے لئے معیار ''المہند علی المفند'' ہے۔　　(ماہنامہ ''وفاق المدارس'' جلد نمبر ۴، شمارہ نمبر ۳، ۱۴۲۵ھ، ص ۱۳)

متکلم اسلام، سفیر احناف، ترجمان علماء دیوبند، امیر مرکزیہ عالمی اتحاد اہل السنت والجماعت

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

۲۴۷...... نبی کریم ﷺ قبر مبارک میں بتعلق روح دنیا والے جسم کے ساتھ زندہ ہیں...... جو حضور ﷺ کو زندہ نہیں مانتا وہ اہل اہلسنت والجماعت میں سے خارج ہے...... چہ جائیکہ ہم اس کو دیوبندی مانیں...... وہ دیوبندی نہیں تھا...... وہ بدعتی پہلے تھا بدعتی اب ہے...... میری بات سمجھے! یہ تو ہمارا کھلا عقیدہ ہے...... تمہیں نہیں یقین آتا یہ کوہاٹی تھا...... مماتی تھا اہلحدیث بنا...... دیوبندی بنا پھر گیا سی ڈی موجود ہے...... اعلان کیا مولوی صفدر عثمانی نے وڈیو سی ڈی میں اس نے کہا...... مولانا آپ نے حیاتی ہونے کا اعلان کیا ہے...... ہم کیسے مانے آپ اہلحدیث ہیں...... اکابر اہلحدیث کا عقیدہ حیات کا نہیں ہے...... معلوم ہوا جس کا عقیدہ حیات کا نہیں وہ پہلے بھی غیر مقلد تھا...... اب بھی غیر مقلد ہے...... ہاں! یوں کہہ سکتے ہیں پہلے نیم غیر مقلد تھا...... اب کامل غیر مقلد ہے...... اور اکمل غیر مقلد ہونے کا انتظار کرو مماتی نیم غیر مقلد ہے...... اہلحدیث کامل غیر مقلد ہے...... اور مرزائی اکمل غیر مقلد ہے۔

(خطبات گھمن ج ۱ ص ۱۸۲ ط: مکتبہ اتحاد اہل السنت والجماعت سرگودھا)

۲۴۸...... میں عرض کر رہا ہوں...... کہتا ہے جی عقیدہ حیات النبی ﷺ ؟ میں نے کہا منصوص ہے...... کہتا ہے نص کون سی ہے...... میں نے کہا قطعی الثبوت ظنی الدلالت ہے...... مجھے کہتا ہے اس کا منکر کون ہے؟ میں نے کہا اہل السنت والجماعت سے خارج ہے...... کہتا ہے کیوں؟ میں نے کہا اس لئے کہ ظن میں احتمال موجود ہوتا ہے...... ظنی الدلالت تھی اور احتمال موجود تھا اگر معنی میں احتمال آجائے تو منکر کو کافر نہیں کہتے...... اہل السنت سے خارج کہتے ہیں...... مجھے کہتا ہے مولانا بہت اچھا...... مولانا آیت پڑھیں۔ میں نے کہا آیت سنیں: ''و لاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات'' (البقرۃ ۱۵۴)

رب کہتا ہے ''لمن یقتل'' کو مردہ مت کہو...... مجھے کہتا ہے یہاں تو رب نے شہید کی بات کی ہے...... نبی کی بات نہیں کی...... میں نے کہا کاش حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو تو پڑھ لیتا...... حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شہید مقتول فی سبیل اللہ ہے...... پیغمبر ﷺ مقتول فی اللہ ہیں اگر مقتول فی سبیل اللہ زندہ ہے تو مقتول فی اللہ زندہ کیوں نہیں؟ (مقالات حکمت ص ۶۰)

اب بتا ''من یقتل'' کون ہے......؟ کہتا ہے جسد...... میں نے کہا کون سا؟ کہتا ہے جسد عنصری...... میں نے کہا رب کہتا ہے اس کو مردہ مت کہو...... کہتا ہے جی نہ کہو...... میں نے کہا پھر کیا کہوں؟ کہتا ہے جی میری بات سنو...... میں نے کہا بتاؤ کیا...... کہتا رب کہتا ہے میت نہ کہو حیات کہو کہتا ہے حیات کے کئی معنی ہیں:

سنو لاہور کے نوجوانو! میرا چیلنج سنو! مماتی حیات کے معنی بیان کرے گا...... میں کہتا ہوں حیات انسان کی ہو اور تعلق روح کے بغیر ہو ایک معنی بیان کر دے...... نہیں سمجھے تم حیات ہو اور تعلق روح کے بغیر ہو ایک معنی ایک معنی بیان کر دے...... ہماری بحث تو انسان کی حیات کے بارے میں ہے نا...... ہماری بحث پرندوں کی حیات کے بارے میں نہیں ہے...... ہمارے بحث درندوں کی حیات کے بارے میں نہیں ہے...... ہمارے بحث انسان کی حیات کی بارے میں ہے انسان زندہ ہو اور زندگی کا معنی تعلق روح کے بغیر ہو۔ ایک معنی تم بیان کر دو میں تمہیں اپنی شکست لکھ کر دونگا...... بیان تو کروا نہیں کہو بھائی تم بیان کرو...... تم ثابت کرو...... تم یہ کیسٹ صبح پیش کر دو...... تم کہو کہ بھائی بیان کرو...... تم ثابت کرو۔ (خطبات گھمن ج ۱ ص ۲۲۵، ۲۲۶ ط: مکتبہ اتحاد اہل السنت والجماعت سرگودھا)

۲۴۹...... علماء دیوبند کا عقیدہ حیات النبی ﷺ ہے اور جو حیات النبی ﷺ نہیں مانتا وہ دیوبندی نہیں ہے آپ کہتے ہیں کہ علماء دیوبند کا عقیدہ حیات النبی ﷺ ہے جس کا عقیدہ حیات النبی ﷺ نہیں ہیں وہ دیوبندی ہے۔ بس آپ اس موضوع کو پورے ملک میں عام کر دو ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ مماتی ایسے دوڑے گا جیسے کو اکلیل سے دوڑتا ہے اس کو پورے ملک میں عام کر دو اس کی مجھے ضرورت کیوں پیش آئی۔

مماتیوں کے خلاف مناظرے کی وجہ

میں نے اس عنوان پر مماتیوں کے خلاف مناظرہ کیوں کھڑا کیا، اس کی وجہ سمجھیں آپ اشتہارات پڑھیں۔ مولانا عبدالسلام رستم والے سابق دیوبندی مولانا عامر کلیم غیر مقلد سابق دیوبندی آپ پڑھتے جائے مولانا سیف اللہ خالف سابق دیوبندی غیر مقلد مولانا عصمت اللہ سابق دیوبندی قاری مختار غیر مقلد سابق دیوبندی لین لگ گئی تو جس سابق دیوبندی کو تلاش کرو تو اندر سے مماتی نکلتا ہے جس کو تلاش کرو اندر سے کیا نکلتا ہے مماتی اب یہ

میرے لئے مسئلہ تھا کہ میں پورے ملک میں اس کو صاف کرتا کہ جن کو تم نے غیر مقلد کیا ہے وہ دیوبندی نہیں تھے وہ نیم غیر مقلد تھے اب وہ پورے غیر مقلد ہیں۔ (خطبات کمسن ج ا ص ۲۹۶-۲۹۷ ط: مکتبہ اتحاد اہل السنت والجماعت سرگودھا)

۲۵۰...... میرے نبی قبر میں زندہ ہیں۔ علمائے اہل السنت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ علمائے دیوبند کا یہی عقیدہ ہے۔ وہ جو نبی کو قبر میں زندہ نہیں مانتا اہل السنت والجماعت میں سے بھی نہیں ہے، وہ دیوبند میں سے بھی نہیں ہے۔ آپ میری تائید فرماتے ہیں؟ بولئے بھائی۔ تائید فرماتے ہیں؟ ایک منٹ ایک منٹ آپ تائید کرتے ہیں جن کا نظریہ ہے کہ اللہ کے نبی قبر میں زندہ ہیں ہاتھ کھڑے کرو۔ توجہ رکھنا! جن کا یہ نظریہ ہے کہ جو بھی مماتی ہے وہ دیوبندی نہیں ہے وہ بھی ہاتھ کھڑا کرے تاکہ مجھے پتہ چلے کہ تم میں کون ہے جو نبی ﷺ کو قبر میں زندہ نہیں مانتا۔

توجہ! اہل السنت والجماعت میں سے بھی نہیں ہے اور دیوبند میں سے بھی نہیں ہے اور دیوبند میں سے بھی نہیں ہے۔ اپنے ہاتھ کھڑے کرو جو سمجھتا ہے مماتی دیوبندی نہیں ہیں۔ ''حضرت کے فرمانے پر تمام مجمع نے ہاتھ کھڑے کر کے تائید کی اور سٹیج پر تشریف فرما تمام علماء نے بھی ہاتھ اٹھا کر تائید کی۔''

آپ دیوبندی سمجھتے ہیں؟ ''سامعین: نہیں'' ہمیں اپنے عقیدے کے معاملہ میں کوئی جھجک کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم علمائے دیوبند کے ساتھ ہیں اللہ ہمیں ان کے ساتھ زندہ رکھے انہی کے ساتھ اللہ ہمارا قیامت میں حشر فرمائے۔ آمین! (خطبات متکلم اسلام ج: سوم ص ۱۷۶-۱۷۵ ط: مکتبہ اہلسنت والجماعت سرگودھا)

خطیب العصر، روایات اکابر کے امین وناشر، مہتمم جامعہ امدادالعلوم خانپور رحیم یار خان

پیر طریقت، حضرت مولانا عبدالکریم ندیم صاحب مدظلہم

۲۵۱...... حال ہی میں مسئلہ حیات النبی ﷺ پر جماہیر مشائخ دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی کتاب المسمی بہ ''خوشبو والاعقیدہ'' ''عقیدہ حیاۃ النبی ﷺ'' (مؤلفہ امام الصرف والنحو ولی کامل حضرۃ مولانا محمد حسن دامت برکاتہم) پر تصدیقی کلمات ارشاد فرماتے ہیں: عقیدہ حیات النبی ﷺ امت کا ایک ایسا متفقہ عقیدہ ہے کہ جس پر ہر صدی کے ہزاروں علماء فقہاء محدثین اور مفسرین کا اجماع رہا ہے، اس دار فانی کی چند روزہ حیات مستعار کے بعد یہاں سے وصال انتقال یعنی وفات کا انکار قرآن مجید کی نص قطعی کا انکار ہے، جس کا کوئی مسلمان منکر نہیں ہے۔ عقیدہ حیات النبی ﷺ سے مراد اس جہاں سے جانے کے بعد قیامت میں اٹھنے سے پہلے درمیان کا عالم جسے عالم برزخ کہا جاتا ہے، قبر اس کا ایک مکان ہے، اس میں روح مع الجسد کے تعلق کا نام حیات ہے، اس کا سب سے پہلے انکار معتزلہ نے کیا۔ پھر ملحدین اور قادیانیوں نے اور اب کئی منکرین حیات النبی ﷺ ان بے دینوں کے اعتقادو نظریات کے ترجمان بنے ہوئے ہیں، اکابر علماء دیوبند اہل السنت والجماعت کے عقائد کی مسلم کتاب ''المہند علی المفند'' میں اس عقیدہ کی تشریح موجود ہے جو اسلاف امت کے عقیدہ کی ترجمان ہے۔ درود وسلام کا سماع عند قبر النبی ﷺ اسی مسلم عقیدہ کا ایک حصہ ہے جس پر بے شمار احادیث نبویہ ﷺ دال ہیں، جن کا انکار ناممکن ومحال ہے، جو شخص عقیدہ حیات النبی ﷺ کا قائل ہوگا وہ یقیناً سماع درود وسلام عند قبر النبی ﷺ کا قائل ہوگا، اور جو درود وسلام عند النبی ﷺ کا منکر ہوگا وہ عقیدہ حیات قبر النبی ﷺ کا کھلا منکر ہے، خواہ وہ حیات برزخی کا دعوی دار کیوں نہ ہو۔ (خوشبو والاعقیدہ ص ۴۰ ط: ادارہ محمدیہ لاہور)

حضرت مولانا مفتی محمد صاحب مدظلہم دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی

ملک پاکستان کے مشہور ومعروف، جریدہ ''ضرب مؤمن'' میں شائع شدہ ایک فتویٰ

۲۵۲...... سوال: حضور نبی اکرم شافع محشر حضرت محمد ﷺ کی حیات مبارکہ یعنی کہ بعد از وفات ''حیات النبی ﷺ'' کے موضوع پر مختلف علماء کے بیانات پر مشتمل کیسٹیں بازاروں میں اکثر ملتی ہیں، ان سے دوقسم کی آراء سامنے آتی ہیں:

بعض علماء کہتے ہیں نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد والی زندگی کو اس زندگی سے تشبیہ دینے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں، یہ رائے رکھنے والے علماء نبی کریم ﷺ کی روضۂ اقدس میں زندگی کی تردید کرتے ہیں۔ بعض حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ عام مردوں کا یہ جسم گل سڑ جاتا ہے اور رسول ﷺ کا جسم اطہر اگرچہ محفوظ ہے مگر اس سے روح کا تعلق نہیں ہوتا۔

دوسرے علماء کا موقف یہ ہے کے نبی کریم ﷺ اپنے روضہ مبارکہ میں زندہ ہیں، نمازیں ادا کرتے ہیں، جو درود آپ ﷺ کی ذات پر دور دراز سے بھیجا جاتا ہے، مقرر فرشتے اس کو روضۂ اقدس میں نبی ﷺ تک پہنچاتے ہیں اور جو درود روضۂ اقدس پر پڑھا جائے اس کو آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں یہی عقیدہ اکابر علماء دیوبند کی تصدیقات کے ساتھ ''المہند علی المفند'' میں بھی مذکور ہے۔

اب دریافت طلب یہ ہے:

۱...... ان دونوں آراء میں سے کونسی رائے صحیح ہے؟

آپ کے اور جامعہ الرشید کے مہتمم صاحب کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ حضرات حیات النبی ﷺ کے قائل نہیں ہیں۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

۲...... آپ نے احسن الفتاویٰ سے حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کا تحریر کردہ مفصل فتویٰ نئی تبویب وترتیب میں خارج کر دیا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں مولانا عبدالحق خان بشیر نے رسالہ ''نور بصیرت'' شمارہ اکتوبر ۲۰۰۵ء میں مفصل مضمون بھی لکھا ہے، اس کی حقیقت کیا ہے؟

۳...... اگر آپ حضرات سے حضرت مفتی صاحب کے فتویٰ متعلقہ حیاۃ النبی ﷺ مندرجہ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۹۴) پر دستخط کرنے کو کہا جائے تو آپ اس پر آمادہ ہوں گے۔ (محمد اشفاق، جنگل خیل عبداللہ شاہ۔ ملتان، خاور۔ راولپنڈی)

جواب نمبر ۱: سوال میں مذکور دوسری رائے صحیح ہے۔

حیاۃ النبی سمیت میرے اور جامعۃ الرشید کے مہتمم صاحب دامت برکاتہم کے تمام عقائد وہی ہیں جو اکابر علماء دیوبند کی تصدیقات کے ساتھ ''المہند علی المفند'' میں مذکور ہیں۔

جواب نمبر ۲: یہ غلط فہمی یا بہتان ہے، حقیقت یہ ہے کہ حضرت والا (حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ) احسن الفتاویٰ پر خود مسلسل نظر ثانی فرماتے رہتے تھے اور ہر طبع میں ضرور کچھ نہ کچھ ترامیم فرماتے رہتے تھے، حیاۃ الانبیاء کے سلسلے میں سب سے پہلی طبع میں جس میں احسن الفتاویٰ صرف ایک جلد میں تھا، اپنے فتویٰ کی تائید میں دارالعلوم دیوبند کا ایک فتویٰ نقل فرمایا تھا، بعد میں جدید طباعت کے وقت بغرض اختصار اسے حذف فرما دیا تھا۔

اس مسئلہ کے علاوہ دوسرے مسائل میں بھی بیسوں ترامیم ہوئی ہیں، جس میں سے کئی مسائل کی یاداشتیں جوحضرت والا کے قلم کی تحریر کردہ ہیں، بندہ کے پاس محفوظ ہیں۔

ان ترامیم کی بناء پر ان حضرات کو پریشانی ہوتی تھی جن کے پاس احسن الفتاویٰ کی پرانی طباعتیں تھیں۔

اس لئے حضرت والا نے ان ترامیم کو ایک رسالہ کی صورت میں جمع کرنے کا حکم فرمایا جو مرتب ہو گیا ہے اور عنقریب ان شاء اللہ شائع ہو جائے گا۔

یہ الزام اس لئے بھی غلط ہے کہ حضرت والا کا حیاۃ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں موقف اب بھی احسن الفتاویٰ میں شائع ہو رہا ہے، اگر کوئی فتویٰ ہم اپنی مرضی سے نکالنے کی خیانت وحماقت کرتے اور ہمارا عقیدہ یہ نہ ہوتا جو احسن الفتاویٰ کے فتویٰ میں مذکور ہے تو یہ فتویٰ کیوں باقی رکھتے؟

جواب نمبر ۳: کیوں نہیں کریں گے؟ ایسے بیسوں فتاویٰ یہاں سے جاری ہوئے ہیں، جن کی نقول ہمارے پاس محفوظ ہیں، بلکہ بندہ اور حضرات مہتمم صاحب دامت برکاتہم "المہند علی المفند" پر دستخط کرنے لئے بھی تیار ہیں۔

الھم ارزقنا حبک و حب حبیک و حب من یحبک

واحفظنا من جمیع الشرور والفتن ما ظھر منھا و ما بطن

(ہفت روزہ ضرب مؤمن ۲۹ رجب تا ۶ شعبان ۱۴۲۸ھ بمطابق ۱۱ تا ۱۷ اگست ۲۰۰۸ء ج ۱۲ شمارہ نمبر ۳۳ آپ کے مسائل اور اُن کا حل سوال نمبر ۱)

رابطہ نبوی ﷺ

دل مضطرب ہو جب تو نبی پر درود پڑھ
تسکین کا ہے سبب تو نبی پر درود پڑھ

لیتے ہیں بوسہ نام محمد کا خود ہی دیکھ
آپس میں مل کے لب تو نبی پر درود پڑھ

اور جنت کرے گی تیری طلب میری بات مان
جنت نہ کر طلب تو نبی پر درود پڑھ

روضے پہ حاضری کی تمنا ہے گر تجھے
اے دوست روز و شب تو نبی پر درود پڑھ

اس کے طفیل بارگاہ قدس میں قبول
ہوں گی دعائیں سب تو نبی پر درود پڑھ

کرلی خدا کی حمد قیام و سجود میں
دو زانو بیٹھ اب تو نبی پر درود پڑھ

تجھ کو خبر نہیں ہے کہ واللہ کس قدر
یہ امر مستحب تو نبی پر درود پڑھ

کچھ کر کے روزہ مرہ کے اوقات کار میں
لمحات منتخب تو نبی پر درود پڑھ

سب ہیچ اس کے سامنے دنیا کی لذتیں
لذت ہے یہ عجب تو نبی پر درود پڑھ

فرمایا خود نبی ﷺ نے کہ قبروں میں انبیاء علیہم السلام
زندہ ہیں سب کہ سب تو نبی پر درود پڑھ

سنتے بھی ہیں سلام وہ دیتے بھی ہیں جواب
پر شرط ہے ادب تو نبی پر درود پڑھ

ہم جیسی ان کی نیند نہ ہم جیسی ان کی موت
ان کے الگ ہیں ڈھب تو نبی ہر درود پڑھ

اللہ نے کتاب مبیں میں انہیں دیئے
کیا کیا حسین لقب تو نبی پر درود پڑھ

اصحاب و اہل بیت رضی اللہ عنہم نبی ﷺ پر سلام بھیج
ان سے جدا ہیں کب تو نبی پر درود پڑھ

اے دوست چاہتا ہے تو سلمانؔ کی خوشی
خوش رکھے تجھ کو رب تو نبی پر درود پڑھ

مجاہد ختم نبوت جناب سید سلمان گیلانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دوسرا باب ...... نبی علیہ السلام کی قبر اطہر کے قریب سماع

الحمد للہ الذی بیدہ الموت و الحیات و الصلوۃ و السلام

علی من یجیب سلام الزائرین و الزائرات و بعد

اہل السنت و الجماعت حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ قبر مبارک کے پاس جو صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے، آنحضرت ﷺ خود سنتے ہیں اس میں کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا، اس بارے میں حوالے اکٹھے کئے جائیں تو ایک ضخیم دستاویز مرتب ہو جائے گی۔

اس لئے یہاں ہم صرف علماء دیو بند رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں کہ قبر کے پاس آنحضرت ﷺ خود سلام سنتے ہیں۔

آیۃ من آیات اللہ، رئیس المتکلمین، استاذ الاساتذہ، منبع الحکمۃ، معدن العلوم، بانی دار العلوم دیو بند، قاسم العلوم و الخیرات، سیدنا الامام الکبیر، حجۃ الاسلام و المسلمین،

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء)

۱...... اور اس لئے سماع انبیاء علیہم السلام بعد وفات زیادہ تر قرین قیاس ہے۔

(جمال قاسمی ص ۱۶ ط کتب خانہ اعزازیہ دیو بند ضلع سہارنپور، انڈیا)

فقیہ النفس، ابو حنیفۃ وقت، محدث العصر، استاذ حضرت مولانا حسین علی الوانی رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء)

۲...... انبیاء علیہم السلام کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کیا کہ ان کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۹ عنوان زندہ کا مردوں سے مانگنا، ط: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، وملحق بتالیفات رشیدیہ ص ۶۹ ط: ادارہ اسلامیات لاہور)

نوٹ: حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتوی پر لکھا ہے۔ الجواب بہذا التفصیل صحیح (یعنی جواب اس تفصیل سے صحیح ہے)

۳...... مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے اور دلیل جواز یہ ہے کہ فقہاء نے بعد سلام کے وقت زیارت قبر مبارک کے شفاعت مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے پس یہ جواز کے واسطے کافی ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۲ ط: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی وملحق بتالیفات رشیدیہ ص ۱۳۴ ط: ادارہ اسلامیات لاہور در سوال اہل قبور سے استعانت)

۴...... حضرت سلام کا الفاظ بیان فرما کر لکھتے ہیں اور پھر حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت چاہے اور کہے: یارسول اللہ اسالک الشفاعۃ و اتوسل بک الی اللہ فی ان اموت مسلما علی ملتک و سنتک

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ کے رسول میں آپ سے شفاعت کی درخواست کرتا ہوں اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ بناتا ہوں کہ مجھے سنت و شریعت والی موت نصیب ہو۔ (زبدۃ المناسک ملحق بتالیفات رشیدیہ ص ۶۵۰ ط: ادارہ اسلامیات لاہور)

شیخ العالم المعروف بشیخ الہند، اُستاذ الاساتذہ، سابق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند، سید المجاہدین،

حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء)

۵...... قولہ: ان اللہ حرم علی الارض ای منعھا وفیہ مبالغۃ لطیفۃ اجساد الانبیاء ای من ان تاکلھا فالانبیاء فی قبورھم احیاء قال الطیبی فان قلت ماوجہ الجواب بقولہ ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء فان المانع من العرض والسماع ھو الموت وھو قائم لاشک ان حفظ اجسادھم من ان ترم خلاف العادۃ المستمرہ فکان اللہ یحفظھامنہ فکذلک یمکن من العرض علیھم ومن الاسماع صلوۃ الامۃ ویؤیدہ ماورد من حدیث ابی الدرداء فنبی اللہ حی یرزق انتھی۔ قال السید جمال الدین: لاحاجۃ فی وجہ تطابق الجواب الی ھذا التطویل فان قولہ ان اللہ حرم الخ مقابل قولہ وقدارمت وایضاً محصل الجواب ان الانبیاء احیاء فی قبورھم فیمکن لھم سماع صلوۃ من صلی علیھم فتامل۔ فماذکر من محصل الجواب ھو خلاصۃ ماذکرہ الطیبی من السوال والجواب غایتہ انہ علی الوجہ التوضیح بیانہ ان الصحابۃ سألوا بیان کیفیۃ العرض بعد اعتقادھم بانہ کائن لامحالۃ لقول الصادق دفعاً لاشتباہ ان العرض ھل ھو علی الروح المجرد او علی المتصل بالجسد حسبوا ان جسد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کجسد کل احد فکفی فی الجواب ماقالہ علی وجہ الصواب۔ وکلام الطیبی یفید حصر العرض والسماع بعد الموت بالانبیاء ولیس کذلک فان سائر الاموات ایضاً یسمعون السلام والکلام ویعرض علیھم اعمال اقاربھم فی بعض الایام نعم الانبیاء یکون حیاتھم علی الوجہ الاکمل ویجعل لبعض وراثھم من الشھداء والاولیاء والعلماء حفظ ابدانھم فی قبورھم

ترجمہ: اللہ نے زمین پر حرام کردیا ہے یعنی منع کردیا (اور اس میں عمدہ مبالغہ ہے) کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو کھا سکے۔ پس انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ طیبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ اگر تو یہ کہے: "ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء علیہم السلام" کے ساتھ جواب دینے کی کیا وجہ ہے؟ کیونکہ عرض اور سماع سے رکاوٹ تو موت ہے تو میں یہ کہوں گا کہ اس میں تو شک نہیں کہ ان کے اجسام کی بوسیدہ ہونے سے حفاظت جاری عادت کے خلاف ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس سے ان کی حفاظت فرماتا ہے اسی طرح ان پر اعمال پیش ہونا اور امت کا سلام سنوانا ممکن ہے اور اس کی تائید حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی واردشدہ حدیث سے ہوتی ہے کہ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے (طیبی رحمۃ اللہ علیہ کی بات ختم ہوئی) سید جمال الدین کہتے ہیں۔ جواب کی مطابقت کے لئے اتنی طوالت کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ان اللہ حرم الخ وقدارمت کے جواب میں ہے اور اسی طرح جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ یقیناً انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ پس ان کے لئے درود پڑھنے والا کا درود سننا ممکن ہے۔ پس غور فرمایئے (جمال الدین) نے جو جواب کا خلاصہ ذکر کیا ہے وہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ سوال جواب کا بھی خلاصہ ہے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ وہ وضاحت کے طور پر ہے۔ اس کا بیان یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیش ہونے کی کیفیت پوچھی اس اعتقاد کے بعد کہ یہ پیش ضرور ہوگا کیونکہ سچے (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات ہے۔ اس اشتباہ کو دور کرنے کے لئے کہ یہ صرف روح پر ہوگا یا جسم سے متصل روح پر ہوگا۔ انہوں نے گمان کیا کہ نبی علیہ السلام کا جسم

کسی ایک (عام) شخص کے جسم کی طرح ہے۔ پس اس کے جواب میں وہ بات کافی ہوئی جو آپ ﷺ نے بہترین طریقے پر فرمائی اور طیبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام یہ فائدہ دیتا ہے کہ درود پیش ہونا اور سننا، وفات کے بعد صرف انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ حالانکہ بات ایسی نہیں کیونکہ باقی مردے بھی سلام وکلام سنتے ہیں اور اس پر کچھ دنوں میں ان کے رشتہ داروں کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ ہاں انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کامل ترین طریقے پر ہے اور ان کے کچھ ورثاء جیسے شہیدوں، ولیوں اور علماء کو بھی قبر میں جسم کی حفاظت حاصل ہوتی ہے۔

(حاشیہ سنن ابی داؤد ج۱ ص۱۵۸ باب نمبر ۲۰۸، حدیث نمبر ۱۰۴۷ حاشیہ نمبر ۶ ط: مکتبہ رحمانیہ لاہور)

فخر المحدثین، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ، اُستاذ العلماء، محشی سنن ابی داؤد،

تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ومولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ محدث وقت

حضرت مولانا فخر الحسن گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۱۷ھ)

۶...... تقدیر الکلام مامن احدیسلم علی الا ارد علیہ السلام لانی حی اقدر علی ردہ ترجمہ: تقدیر کلام یہ ہوگی کہ جو بھی مجھے سلام کرے گا میں اس کو جواب دوں گا کیونکہ میں زندہ ہوں اس کے جواب دینے کی طاقت رکھتا ہوں۔ (سماع ثابت ہوا تب ہی تو جواب دیں گے......از مؤلف)

(التعلیق المحمود حاشیہ ابی داؤد، ج۱ ص۲۷۹ باب زیارۃ القبور حاشیہ نمبر ۲)

شارح ابی داؤد، صدر المدرسین مظاہر العلوم سہارنپور، مرشد مرشد العلماء والصلحاء

حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، واُستاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ، مناظر اسلام

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۴۶ھ)

۷...... مامن احدیسلم علی وظاہر عقد الباب یدل علی ان المراد بالسلام علیہ السلام عند القبر وقت حضورہ للزیارۃ الا رد اللہ علی روحی قال ابن حجر ای نطقی حتی ارد علیہ السلام ای اقول وعلیک السلام ترجمہ: نہیں ہے کوئی شخص جو مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ باب باندھنے کا ظاہر یہ دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ پر سلام سے مراد قبر کے پاس سلام مراد ہے جو زیارت کے لئے حاضری کے وقت ہوتا ہے مگر اللہ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ (روح سے مراد) گویائی ہے یہاں تک میں اس کو جواب دیتا ہوں یعنی میں اسے وعلیک السلام کہتا ہوں۔ (بذل المجہود فی حل ابی داؤد ج۳ ص۲۰۷، باب زیارۃ القبور ط: مکتبۃ الشیخ بہادر آباد کراچی)

۸...... فان صلوتکم معروضہ علی یعنی علی الوجہ القبول فیہ والافھی دائمۃ تعرض علیہ بواسطۃ الملائک الا عند روضتہ فیسمعھا بحضرتہ ترجمہ: یقیناً تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، یعنی بطور قبول، جمعہ کے دن ورنہ وہ تو بذریعہ فرشتوں کے ہمیشہ آپ ﷺ پر پیش ہوتا ہے۔ مگر روضہ شریف کے نزدیک کہ اس کو سنتے ہیں۔ (بذل المجہود فی حل ابی داؤد ج۲ ص۱۶۰ باب تفریع ابواب الجمعۃ)

۹...... آنحضرت ﷺ حیات ہیں۔ لہٰذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہئے۔ مسجد نبوی ﷺ کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے۔ اس کو حضرت ﷺ خود سنتے ہیں۔ (تذکرۃ الخلیل ص۳۶)

رئیس المفسرین، حامی سُنت، ماحی شرک و بدعت، تلمیذ رشید حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

پیرو مرشد امام اہل السنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت مولانا حسین علی الوانی واں بھچروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۴ء)

۱۰...... عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعتہ و من صلی علی غائبا ابلغتہ۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے تو میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر پڑھتا ہے تو مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔ (امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے شعب الایمان میں روایت کیا) (تحریرات حدیث علی اصول التحقیق ص ۳۴۰ ط اشاعت اکیڈمی پشاور)

جامع شریعت وطریقت، سند الاولیاء والصلحاء، حامی سنت و ماحی بدعت، مفسر قرآن، مجدد وقت حکیم الامت

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء)

۱۱...... بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے اس کو میں خود سن لیتا ہوں اور جو شخص دور سے درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچائی جاتی ہے یعنی بذریعہ فرشتوں کے۔

(نشر الطیب ص ۲۱۱ ط: تاج کمپنی لمیٹڈ، ص ۲۶۸ ط: زمزم پبلشرز کراچی)

۱۲...... سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ جب وہ مزار شریف پر حاضر ہوئے عرض کیا: السلام علیک یا جدی جواب مسموع ہوا: وعلیک السلام یا ولدی (اشرف الجواب ص ۱۷۹ ط: مکتبہ رحمانیہ لاہور)

۱۳...... بوقت زیارت قبر شریف کے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ میں سن لیتا ہوں۔ (اصلاحی نصاب زاد السعید فصل نمبر ۷ باب مواقع درود شریف ص ۵۴۶ ط: دار الاشاعت کراچی)

صاحب الفہم والبصیرت، مفسر القرآن، صاحب کشف الرحمن فی ترجمۃ القرآن،

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۱۴...... وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ (آل عمران: ۱۶۹) ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کر دیئے جائیں انہیں مردہ گمان نہ کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: انبیاء کی زندگی اتنی قوی ہے کہ اس کا اثر اس عالم میں بھی پایا جاتا ہے مثلاً ان کی بیویوں سے نکاح نہ کرنا۔ ان کے ورثہ کا تقسیم نہ ہونا ان کے جسم کا قبر میں محفوظ رہنا ان کی ارواح کا جسم کے ساتھ قائم رہنا۔ قبر پر جا کر سلام کرنے والے کے سلام کو سننا اور اس کا جواب دینا۔

(تفسیر کشف الرحمن، سورۃ آل عمران آیت ۱۶۹، پارہ نمبر ۴ ضمیمہ ۱۱۴ ط: مکتبہ رشیدیہ کراچی)

نوٹ: یہ وہ تفسیر ہے جو کہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ دار العلوم دیوبند کے ۴۰ سال تک فائز رہنے والے مہتمم حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ۔ مفتی اعظم دار العلوم دیوبند مفتی مہدی حسن شاہ جہانپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ کے تصدیقی دستخطوں اور مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی شائع ہوئی۔

شیخ العرب والعجم، شیخ الاسلام، مدرس مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام، جانشین شیخ الہند،
صدر جمعیت علماء ہند، شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء)

۱۵...... تفسیر کشف الرحمن کے بارے میں حضرت فرماتے ہیں۔ کسی کتاب کی مقبولیت اور افادیت کے لئے سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کا نام سند اور ضمانت ہے اور موصوف کا نام کسی تصنیف پر آجانے کے بعد کسی تقریظ یا اظہار رائے کی ضرورت نہیں رہتی۔ جیسا کہ ان کی بے شمار تصانیف سے ظاہر ہے۔ یقیناً موصوف کی یہ تفسیر شستہ زبان، عام فہم طرز ادا اور اپنی خصوصیات کے اعتبار سے نہایت قابل قدر ہے اور ممتاز حیثیت رکھتی ہے اس لئے مسلمانوں کو اس سے استفادہ کرنا اور اس پر اعتماد کرنا از بس ضروری ہے۔ (کشف الرحمن ج ۱ ص ۱ ط: مکتبہ رشیدیہ کراچی)

نوٹ: کشف الرحمن کا حوالہ اسی باب کے نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

۱۶...... نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مؤمنین موت میں برابر ہیں اگر بعد وفات ان کو حیات ہے تو وہی حیات ان کو برزخ ہے جو احاد امت کو ثابت ہے بعض ان کے حفظ جسم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہیں مگر بلا علاقہ روح اور متعدد لوگوں کی زبان سے بالفاظ کریہ کہ جن کا زبان پر لانا جائز نہیں در بارۂ حیات نبوی علیہ السلام سنا جاتا ہے اور انہوں نے اپنے رسائل وتصانیف میں لکھا ہے۔ اب غور فرمایئے کہ ان اکابر کے رسائل اور اعتقادت بالکل اس کے مخالف ہیں، حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب تحریر فرمائی جو کہ مشہور بین العالم ہے اس میں کس زور وشور سے حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اثبات کیا ہے اور مذہب اہل السنت والجماعت اور فضائل نبوت میں کس درجہ اور قوت کے دلائل درج فرماتے ہیں مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ہدایۃ الشیعہ اور رسالہ حج وغیرہ میں بھی اس کی تصریح وتائید فرمارہے ہیں۔ چونکہ اس مسئلہ میں خصوصاً ان حضرات کی عبارتیں بہت طول طویل واقع ہورہی ہیں اور متعدد رسالے اس مضمون میں تفصیلاً واجمالاً چھپے ہوئے مشہور ہیں اس لئے بخوف طول میں نقل نہیں کرتا ہوں جس کا جی چاہے آب حیات، ہدایۃ الشیعہ واجوبہ اربعین ولطائف قاسمیہ وزبدۃ المناسک وغیرہ ہا رسائل میں دیکھ لیوے یہ ایک خاص مسئلہ ہے جس میں وہابیہ نے علماء حرمین کی مخالفت کی اور بارہا جدال ونزاع کی نوبت آئی اس مسئلہ میں اور مسئلہ آئندہ کی وجہ سے وہاں وہابی سنی سے متمیز ہوتا ہے۔

زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم وحضوری آستانہ شریفہ وملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور وممنوع جانتا ہے لاتشدالرحال الاالی ثلثۃ مساجد ان کا مستدل ہے بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ زنا کے درجہ پہنچاتے ہیں اگر مسجد نبوی میں جاتے ہیں تو صلوٰۃ وسلام ذات اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہوکر دعاوغیرہ مانگتے ہیں صاحبو ہمارے اکابر اس مسئلہ میں بھی ہر طرح سے مخالف اس خائفہ بانیہ کے ہیں وہ ہمیشہ سفر برائے زیارت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہتے ہیں من حج ولم یزرنی سے خائف اور من زارنی کے ہمیشہ حامل ہیں ان جملہ اکابر کو بارہا حضوری حرمین کی نوبت آئی ہے اور کبھی آستانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہونے سے نہ چوکے اور کیونکہ چوکیں کہ محبت وعقیدت مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے رگ وپے میں سرایت کئے

ہوئے ہیں اور شراب اخلاص وعقیدت محمدی ﷺ سے سرشار ہیں کیونکر صبر اس بارگاہ عالی سے کر سکتے ہیں اگرچہ دولت سے مالا مال ہیں مگر بقاء جسمی اور قرب ظاہری کے شب وروز متمنی ہیں اور کیونکر نہ ہوں ان کا عقیدہ ہے کہ سفر زیارت قبر حضور اکرم ﷺ افضل مستحبات میں سے ہے بلکہ قریب واجب کے ہیں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (زبدۃ المناسک ص ۵۷) میں تحریر فرماتے ہیں اب جان لے کہ زیارت روضہ مطہرہ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی افضل المستحبات سے ہے بلکہ بعض نے قریب واجب لکھا ہے اور فخر عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی میری قبر کی زیارت کو آوے اور اس آنے میں اس کو محض زیارت ہی مقصود ہو اور کوئی حاجت نہ ہو تو مجھ پر حق ہو گیا کہ میں اس کا قیامت کا شفیع ہوں اور فرمایا ہے کہ جو کوئی بعد انتقال میرے کے زیارت قبر کی کرے تو مثل اس کے ہے جس نے حال حیات میں میری زیارت کی ہو۔ پس جس شخص پر حج فرض ہو تو اوّل اس کو حج کر لینا بہتر ہے ورنہ اختیار ہے کہ چاہے حج پہلے کرے یا مدینہ منورہ پہلے ہو آوے شفاعت اس کی مجھ پر حق ہو گئی۔ انتہیٰ کلامہ الشریف اس عبارت شریفہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

اوّل: یہ کہ سفر برائے زیارت حضور اکرم ﷺ کو جائز ہے بخلاف وہابیہ کے کہ وہ اس کو حرام جانتے ہیں۔

دوئم: یہ کہ امر عبارت میں سے ہوگا اور آخرت میں خاص اجر اس کا ملے گا۔

سوئم: یہ کہ یہ عبادت یا تو مستحبات میں اعلیٰ درجہ کی مستحب ہے تب تو سنن مؤکدہ کے طبقہ علیا میں سے ہوئی یا قریب واجب ہے۔

چہارم: یہ کہ جو جو حدیثیں اس باب میں وارد ہوئی ہیں وہ سب قابل اعتبار عمل ہیں ان سب باتوں میں وہابیہ مخالف صریح ہیں اور وہ جملہ احادیث کو اس بارہ میں موضوع اعلیٰ درجہ کی ضعیف جانتے ہیں۔

پنجم: یہ کہ جب سفر مدینہ منورہ کا کرے تو مثل قول وہابیہ مسجد ہی کی نیت کرے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کو سفر کرنا جائز نہیں مگر بہ نیت مسجد شریف اور حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز صریح مخالف ہو کر فرماتے ہیں کہ فقط زیارت قبر مطہرہ کی نیت ہونی چاہئے اب دیکھئے دونوں نیتوں میں کس قدر فرق ہو گیا۔

(رجوم المذنبین علی رؤس الشیاطین المشہور بہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب ص ۴۵، ۴۷، ط: مکتبہ دارالعلوم فیض محمدی خالد آباد فیصل آباد)

۱۷...... ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت اور جملہ صورت درود شریف کو اگرچہ بصیغۂ خطاب ونداء کیوں نہ ہوں مستحب ومستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں اور اس تفصیل کو مختلف تصانیف وفتاویٰ میں ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ براہین قاطعہ میں بھی مفصلاً مذکورہ ہے۔ وہابیہ نجدیہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یارسول اللہ میں استعانت بغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے اور یہ وجہ بھی ان کے نزدیک سبب مخالفت کی ہو۔ حالانکہ یہ اکابر مقدسان دین متین اس کو ان اقسام استعانت میں سے شمار نہیں کرتے جو کہ مستوجب شرک یا باعث ممانعت ہو، البتہ اگر وہ چیزیں سوال کی جاویں کہ جن کا اعطاء مخصوص بجناب باری عز اسمہ ہے تو البتہ ممنوع اسی وجہ سے نداء بلفظ یارسول اللہ اور خطاب حاضرین مسجد نبوی وبارگاہ مصطفوی کے واسطے جائز ومستحب فرماتے ہیں اور وہابیہ وہاں پر بھی منع کرتے ہیں، دو وجہ سے اولاً یہ کہ استعانت بغیر اللہ تعالیٰ ہے اور دوئم یہ کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے واسطے حیات فی القبور ثابت نہیں بلکہ وہ بھی مثل دیگر مسلمین کے متصف بالحیٰوۃ البرزخیہ اسی مرتبہ سے ہیں۔ پس جو حال دیگر مؤمنین کا ہے وہی ان کا ہوگا۔ یہ جملہ عقائد ان کے ان لوگوں پر بخوبی ظاہر وباہر ہیں جنہوں نے دیار نجد عرب کا سفر کیا ہو یا حرمین شریفین میں رہ کر ان لوگوں سے ملاقات کی ہو یا کسی طرح سے ان کے عقائد پر مطلع

ہوا ہو یہ لوگ جب مسجد شریف نبوی میں آتے ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام و دعا وغیرہ پڑھنا مکروہ بدعت شمار کرتے ہیں انہی افعال خبیثہ واقوال واہیہ کی وجہ سے اہل عرب کو ان سے نفرت بے شمار ہے۔ مجدد بریلوی اور ان کے اتباع نے جب ان بزرگواران دین کو وہابیت کی طرف منسوب کیا تو ان لوگوں نے یہ خیال کیا کہ یہ حضرات بھی وہابیہ کے پورے موافق ہیں مگر حقیقت حال سے ان کو اطلاع ہی نہیں ورنہ وہ لوگ بھی پوری طرح عقائد میں ان بزرگواروں کے موافق ہیں۔ وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ وسلام و درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرآت دلائل الخیرات وقصیدۃ بردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے وورد بنانے کو سخت قبیح ومکروہ جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدہ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مثلاً

یااشرف الخلق مالی من الوذبہ　　　سواک عندحلول الحادث العمم

اے افضل مخلوقات میرا کوئی نہیں جس کی پناہ پکڑوں　　　بجز تیرے بروقت نزول حوادث

حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اپنے متعلقین کو دلائل الخیرات وغیرہ کی سند دیتے رہے ہیں اور ان کو کثرت درود وسلام وتحریب وقرات دلائل وغیرہ کا امر فرماتے رہے ہیں ہزاروں کو مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ومولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت عطاء فرمائی اور مدتوں خود بھی پڑھتے رہے ہیں اور مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مثل شعر بردہ فرماتے ہیں۔

مددکر اے کرم احمدی کہ تیری سواء　　　نہیں ہے قاسم بےکس کا کوئی حامی کار

جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا　　　بنے گا کون ہمارا تیرے سواء غم خوار

حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب مرحوم ومغفور دیوبندی نے فہم عوام کے واسطے قصیدۂ بردہ کی اردو میں شرح فرمائی اور اس کو باعث سعادت خیال فرمایا، غرض ہمیشہ یہ جملہ اکابران سب کی قرات وغیرہ کی اجازت دیتے رہے۔

وہابیہ امر شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم کے پہنچا دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ اکابر ظاہراً و باہراً تحقیق اور ثبوت شفاعت کے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے قائل ہیں اور اقسام خمسہ مذکورہ کتب کلامیہ سب آپ کے واسطے خصوصاً اور عموماً ثابت مانتے ہیں اور زائر کو حکم کرتے ہیں کہ بوقت حضوری بارگاہ مصطفوی اس کا سوال کرے زبدۃ المناسک باب الزیارت ملاحظہ ہو۔

(رجوم المذنبین علی رؤس الشیاطین المشہور بہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب ص ۶۵-۶۷ ط: مکتبہ دارالعلوم فیض محمدی خالد آباد فیصل آباد)

مفتی اعظم متحدہ ہندوستان، ابوحنیفہ وقت، شیخ الحدیث وصدر المدرسین جامعہ امینیہ دہلی

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۳ء)

۱۸...... نیز تفسیر کشف الرحمن حضرت مفتی صاحب کی زیر نگرانی وسرپرستی شائع ہوئی جس کا حوالہ اسی باب کے نمبر ۱۴ پر گزر چکا ہے۔ وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔

رئیس المتکلمین، مفسر قرآن، شارح مسلم شریف، شیخ الاسلام، تحریک پاکستان کے عظیم سپوت، شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند،

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۴۹ء)

۱۹...... ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یایہاالذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً (الاحزاب:۵۶)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو آپ بھی اُن پر درود وسلام پڑھو۔

اس آیت مبارکہ کی تشریح میں علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''صلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مزید تفصیلات ان مختصر فوائد میں نہیں سما سکتیں شروح حدیث میں مطالعہ کی جائیں اور اس باب میں شیخ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع قابل دید ہے۔ ہم نے شرح صحیح مسلم (فتح الملہم ...... مؤلف) میں بقدر کفایت لکھ دیا ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک! (تفسیر عثمانی ص ۵۶۸ حاشیہ نمبر ۵ ط: سعودیہ)

نوٹ: اس باب میں حوالہ نمبر ۲۶ میں علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ القول البدیع کی بات آرہی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں اور شرح صحیح مسلم کا حوالہ ابھی آپ اگلے حوالوں میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

۲۰...... واخرج ابو الشیخ فی کتاب الثواب بسند جید: من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا بلغته ترجمہ: حضرت امام ابو الشیخ رحمۃ اللہ علیہ (ابو محمد عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حیان الانصاری) نے کتاب الثواب میں عمدہ سند سے روایت کی ہے، جو میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے تو میں سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھتا ہے تو مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ (فتح الملہم شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۳۰ ط: اسلامی کتب خانہ کراچی ج ۲ ص ۳۸۸ ط: دار العلوم کراچی)

۲۱...... واما بعد وفاته فروحه المقدسه قد استقرت فی الرفیق الاعلی مع ارواح الانبیاء علیهم الصلوٰۃ والسلام ولا یتوهم من هذا انکار حیاته صلی اللہ علیہ وسلم فی قبره الشریف فان لروحه اشراقا علی البدن المبارک المطیب واشراقا وتعلقا به وبدنه فی ضریحه غیر مفقود واذا سلم علیه المسلم رد اللہ علیه روحه حتی یرد علیه السلام کما ورد فی الحدیث ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس روح انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں کے ساتھ رفیق اعلیٰ میں قرار پذیر ہوگئی اور اس سے آپ علیہ السلام کی قبر میں زندگی کے انکار کا وہم نہ ہو کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا بدن مبارک پر اشراق اور تعلق ہے اور بدن مبارک قبر میں غائب نہیں اور جب سلام کرنے والا سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو متوجہ کر دیتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس سلام کا جواب عطاء فرماتے ہیں۔

(فتح الملہم شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۴۲۱ فصل فضل مکۃ والمدینۃ وایهما افضل من الاخر، کتاب الحج ط: اسلامی کتب خانہ کراچی)

من لقب اولا فی العالم الاسلامی بشیخ الحدیث، صدر المدرسین مظاہر العلوم سہارنپور،

خلیفہ راشد حضرت خلیل احمد سہارنپوری، محبوب العلماء

حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء)

۲۲...... جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے پاس کھڑے ہو کر درود پڑھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سنتے ہیں من صلی عند قبری سمعته نص صریح ہے۔ (مکاتیب شیخ الحدیث ص ۵۰۵ ط مکتبۃ الحرمین لاہور)

۲۳...... عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا کفی امر دنیاه واٰخرته وکنت له شهیدا او شفیعا یوم القیمة حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو کسی اور جگہ درود پڑھتا ہے تو اس کی دنیا اور آخرت کی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں اور میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور اس کا سفارشی ہوں گا۔ (رواہ البیهقی فی الشعب والخطیب وابن عساکر کذا فی الدر وبسط طرقه السبکی فی شفاء السقام وفی المواهب وشرح عزاه الی ابن ابی شیبة وعبدالرزاق، فضائل حج ص ۱۱۹، آٹھویں فصل زیارت مدینہ حدیث نمبر ۱۱ ط: مکتبہ رحمانیہ لاہور)

۲۴...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب کہیں قریب کیل میخ وغیرہ کے ٹھوکنے کی آواز سنتیں تو آدمی بھیج کران کو روکتیں کہ زور سے نہ ٹھوکیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کا لحاظ رکھیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے مکان کے کواڑ بنوانے کی ضرورت پیش آئی تو بنانے والے کو فرمایا کہ شہر کے باہر بقیع میں بنا کر لائیں۔ان کے بنانے کی آواز کا شور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچے۔ (فضائل حج ص ۱۳۵، فصل نمبر ۹ آداب زیارت میں، ادب نمبر ۳۱ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

۲۵...... امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر سلام کرے تو میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (فضائل حج ص ۱۱۳، فصل نمبر ۸، زیارت مدینہ ط: مکتبہ رحمانیہ لاہور)

۲۶...... عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عندقبری سمعتہ ومن صلی علی نائیاابلغتہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان کذافی المشکوۃ وبسط السخاوی فی تخریجہ ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص میرے اوپر میری قبر کے قریب درود بھیجتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے۔

فائدہ: علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے قول بدیع میں متعدد روایات سے یہ مضمون نقل کیا ہے کہ جو شخص دور سے درود بھیجے تو فرشتہ اس پر متعین ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائے اور جو شخص قریب سے پڑھتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خود سنتے ہیں......اس حدیث پاک میں دوسرا مضمون کہ جو قبر اطہر کے قریب درود پڑھے اس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس خود سنتے ہیں بہت ہی قابل فخر، قابل عزت، قابل لذت چیز ہے۔

(فضائل درود شریف ص ۱۸، فصل اوّل، حدیث نمبر ۸ ط: کتب خانہ فیضی لاہور)

۲۷...... سلیمان بن سحیم کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام کرتے ہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا پتہ چلتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اور میں ان کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

(فضائل درود شریف ص ۳۸، فصل نمبر ۲ تحت حدیث نمبر ۳ ط کتب خانہ فیضی لاہور)

۲۸...... کشف الرحمن پر حضرت کے تصدیقی دستخط موجود ہیں۔حوالہ نمبر ۱۴ پر گزرا

شیخ الحدیث والتفسیر، استاد العلماء، تلمیذ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ، مدرس اعلیٰ دار العلوم دیوبند و جامعہ اشرفیہ لاہور

حضرت مولانا رسول خان ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۳۹۱ھ)

۲۹...... حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس پر جو درود پڑھا جاوے، بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے۔اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء کرام علیہم السلام پر ''آب حیات'' کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ ''المہند علی المفند'' بھی

اہل انصاف اہل بصیرت کے لئے کافی ہے۔اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔واللہ یقول الحق و ھو یھدی السبیل!

(تسکین الصدور ص ۳۰۷،قبر کی زندگی ۴۹۵-۴۹۶،مقام حیات ص ۲۷۲ط:ادارہ المعارف لاہور)

رئیس المناظرین،استاذ الاساتذہ،منبع العلم والحکمۃ،امام اہلسنت،جرنیل ناموس صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم

حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۲ء)

۱۳۰...... (الف)احادیث میں آیا ہے کہ جو شخص حضرت کی قبر شریف کے پاس جا کر سلام کرتا ہے حضرت خود اس کا جواب دیتے ہیں۔ (علم الفقہ ص ۶۲۴ط:دارالاشاعت کراچی)

حافظ ابن کثیر محدث اپنی تفسیر میں اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں میں مدینہ منورہ گیا اور قبر شریف کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عرابی آیا اور اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: ولو انھم الآیۃ لہٰذا میں اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوں اور آپ کو اپنا شفیع بنانے کے لئے آیا ہوں یہ کہہ کر وہ بہت رویا اور اس نے ولولہ شوق میں دو شعر عرض کئے کہ اس میں کا کیا ایک یہ ہے۔

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

محمد بن حرب کہتے ہیں اس اعرابی کے لوٹ جانے کے بعد میں نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں اس اعرابی سے جا کر ملو اور اس کو بشارت دو کہ اللہ نے تیرے گناہ میری شفاعت سے بخش دیئے۔ (علم الفقہ ص ۶۲۵ط:دارالاشاعت کراچی)

۱۳۰...... (ب)پھر نہایت ادب کے ساتھ نماز کی طرح داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سر مبارک کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف پشت کر کے چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو اور اس بات کا یقین کر لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حاضری سے واقف ہیں اور اس کو دیکھ رہے ہیں اور اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور نہایت لطف عنایت اس شخص کے حال پر فرما رہے ہیں۔ (علم الفقہ ص ۶۳۳ط:دارالاشاعت کراچی)

عمدۃ المحدثین،زبدۃ الکاملین،ابوذر زمانہ،تلمیذ رشید شیخ الہند و قاضی قمر الدین رحمۃ اللہ علیہ پنجابی،شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سرحد،محدث سرحد،حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے مستفیض،خلیفہ اجل حضرت مولانا حسین علی الوانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۹ء)

۱۳۱...... حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے نبی علیہ السلام کی حیات جسمانی پر اپنا ایک مستقل اعلان طبع فرمایا تھا اس کا اقتباس عرض خدمت ہے:''شہداء کے حق میں قرآن کا اعلان''احیاء''حیات میت کی دلیل ہے اسی حقیقت کے ساتھ سردار انبیاء خاتم النبیین علیہ السلام قبر شریف میں زندہ ہیں اور جو حیات ان کی شان کے مناسب ہے اللہ تعالیٰ نے وہ حیات قبر میں ان کو دے دی ہے۔جسد اطہر قبر شریف میں محفوظ ہے۔مٹی کوئی اثر جسد اطہر پر نہیں کر سکتی۔اگر قبر کے پاس کوئی مسلمان درود شریف (جہراً سلام)ڈالے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب بھی دیتے ہیں اور اگر کوئی دور سے درود شریف پڑھے تو فرشتے رسول اللہ تک پہنچاتے ہیں میں اس مسئلہ کو حق اور صحیح سمجھتا ہوں۔

احادیث شریف، فقہاء عظام، سلف صالحین سے بھی اس مسئلہ کی حقانیت اور صحت ثابت ہے۔ میں نے مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلہ کا کبھی اختلاف سنا اور نہ ہی میں نے کبھی ان سے پوچھا تھا، یہ تو ایک اہلسنت والجماعت کا متفقہ حق مسئلہ ہے۔ مسکین نصیرالدین غورغشتویؒ ۵ رجون ۱۹۶۶ء (مقام حیات ص ۶۹۷ ط: ادارۃ المعارف لاہور، حضرت شیخ الحدیث مولانا غورغشتوی کا عقیدہ ص ۸۲-۸۳ ط: خانقاہ امدادیہ مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام محلہ زاہد آباد حضرو اٹک)

۳۲...... میں (نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ) اور مولانا غلام اللہ خان صاحب عقائد میں متفق ہیں۔ میں بھی نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد برزخی حیات کا قائل ہوں اور وہ بھی برزخی حیات کے قائل ہیں۔ میں بھی یہ کہتا ہوں کہ روضۂ مبارک کے قریب میں جب درود شریف جہراً پڑھا جائے تو نبی علیہ السلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور جناب غلام اللہ خان صاحب نے بھی اس (رسالہ) ماہنامہ تعلیم القرآن میں لکھا ہے اور نبی علیہ السلام وسب اموات میں حیات برزخی ہے اور نبی علیہ السلام میں سب سے اکمل اور احسن ہے۔ اسی واسطے وہ قبر کے پاس درود وسلام سنتے ہیں۔

(ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ص ۲۵ رستمبر ۱۹۶۰ء)

۳۳...... ارشاد فرمایا کہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من صلّی عَلَیَّ عِندَ قبری سمعته ومن صلّی علیَّ نائیًاابلغته کہ جس نے میری قبر کے پاس مجھ پر درود شریف پڑھا، میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود وسلام پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات میں فرماتے ہیں کہ جس شخص نے مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھا تو میں خود اس کو سنتا ہوں یعنی حقیقی طور پر فرشتوں کے توسط کے بغیر میں خود سنتا ہوں۔

(مجالس غورغشتوی ص ۱۶۲ ط: مدرسہ فاروقیہ ارباب روڈ پشاور، ماہنامہ بینات کراچی فروری ۲۰۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ ص ۲۳)

۳۴...... اور ہم نے بھی اپنے حاشیہ مشکوٰۃ میں صاف طور پر لکھ دیا ہے۔ سمعتہ کی شرح میں کہ سمعاً حقیقتاً بلا واسطۃ اور لفظ نائیاً کی شرح میں ای بعیداً۔

(مجالس غورغشتوی ص ۱۶۲ ط: مدرسہ فاروقیہ ارباب روڈ پشاور، ماہنامہ بینات کراچی فروری ۲۰۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ ص ۲۳)

نوٹ: حاشیہ مشکوٰۃ کا حوالہ باب اوّل میں ۴۷ پر گزر چکا ہے وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔

شمس فلک الشریعۃ البیضاء وبدر سماء الطریقۃ الغراء، جامع الفضائل، فخر الاماثل، رازی وقت، غزالی دوران، دارالعلوم دیوبند کے ۴۰ سالہ مہتمم، نبیرہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری محمد طیب قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء)

۳۵...... علمائے دیوبند حسب عقیدہ اہل السنت والجماعت برزخ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کے اس تفصیل سے قائل ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی اپنی پاک قبروں میں حیات جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کے اجسام کے ساتھ ان کی ارواح مبارکہ کا ویسا ہی تعلق قائم ہے جیسا کہ دنیوی زندگی میں قائم تھا وہ عبادت میں مشغول ہیں نمازیں پڑھتے ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ قبور مبارکہ پر حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ وسلام بھی سنتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ! (کلمات طیبہ المعروف بہ خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۱۸۷ ط: مکتبہ امدادیہ ملتان)

۳۶...... وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بتعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والے کا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔

(کلمات طیبہ ج ۷ ص ۱۸۷ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی اگست ۱۹۸۲ ص ۲۷، ۲۸)

۳۷...... کشف الرحمن پر حضرت کے دستخط موجود ہیں۔ جس کا حوالہ اس باب کے نمبر ۱۴ پر گزرا۔

۳۸...... اسی طرح حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک نعتیہ کلام میں فرماتے ہیں جس سے سماع عند القبر النبی ﷺ کا عقیدہ مزید واضح ہو جاتا ہے۔

یہ دل میں ارماں ہے اپنے طیبؔ　　مزار اقدس پہ جا کہ ایک دن
سناؤں ان کو میں حال دل کا　　کہوں میں ان سے سلام لے لو

(مستند نعتیہ کلام ص ۴۴۸، ط: تالیفات اشرفیہ ملتان، زیارات حرمین شریفین ص ۱۶۴، ط: منظور عام پرنٹنگ پریس لاہور)

شیخ الادب والفقہ، محشی نورالایضاح وشرح النقایۃ ودیوان متنبی ودیوان حماسہ ومصنف نفحۃ العرب، استاذ دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا اعزاز علی امروہوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۳۷۴ھ)

۳۹...... فقہ حنفی کی مشہور ومعروف کتاب نورالایضاح میں ہے۔ ”فنقول ینبغی لمن قصد زیارۃ النبی ﷺ ان یکثر من الصلوٰۃ علیہ فانہ یسمعھا یعنی ہم کہتے ہیں کہ مناسب ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کی زیارت کا ارادہ کرے آپ ﷺ پر زیادہ درود بھیجے کیونکہ آپ ﷺ اسے سنتے ہیں۔

حضرت مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ اس پر لکھتے ہیں: ”ای اذا کانت بالقرب منہ ﷺ یعنی جب آنحضرت ﷺ کے قریب ہو۔　　(نورالایضاح ص ۱۸۸ فصل فی زیارۃ النبی ﷺ ط مکتبۃ القرآن والحدیث منکورہ)

۴۰...... تفسیر کشف الرحمن پر حضرت کے تصدیقی دستخط موجود ہیں جس کا حوالہ اس باب کے نمبر ۱۴ پر گزرا۔

قاطع رافضیت وفاتح بریلویت، تلمیذ رشید حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ
ومولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فاضل دارالعلوم دیوبند، مدیر ”الفرقان“ لکھنؤ

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۹ء)

۴۱...... عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا ابلغتہ...... (رواہ البیہقی فی شعب الایمان) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجے گا۔ (یا سلام عرض کرے گا) وہ میں خود سنوں گا اور جو کہیں دور سے بھیجے گا تو وہ مجھ تک پہنچایا جائے گا۔

تشریح: اس حدیث سے یہ تفصیل معلوم ہوگئی کہ فرشتوں کے ذریعے آپ کو صرف وہی درود وسلام پہنچتا ہے جو کوئی دور سے بھیجے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جن کو قبر مبارک کے پاس پہنچادے اور وہ وہاں حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کریں تو آپ اس کو بنفس نفیس سنتے ہیں اور جیسا کہ ابھی معلوم ہو چکا ہے ہر ایک کو جواب بھی عنایت فرماتے ہیں۔　　(معارف الحدیث ج ۵ ص ۳۸۰، صلوٰۃ وسلام، حدیث نمبر ۳۰۹ ط: مکتبہ رشیدیہ ساہیوال)

عمدۃ المصنفین، تلمیذ رشید شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ وانور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، فاضل دارالعلوم دیوبند،
صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباددکن،

حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء)

۴۱...... اسی عرصے میں اچانک جہاز میں ایک نیا چرچا شروع ہوا۔ لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یلملم کا میقات (جہاں سے حجاج کرام احرام باندھتے ہیں) اب آنے والا ہے۔ سمندر ہی میں جہاز یلملم کے سامنے آجائے گا۔ جہاز میں گھنٹی بجے گی اور لوگ احرام باندھنے میں مشغول ہوجائیں گے۔ معلوم ہوا کہ یلملم کا پہاڑ جہاز سے نظر نہیں آتا، جہاز کا کپتان اپنے نقشہ کی بنیاد پر مطلع کرتا ہے۔ خاکسار ان باتوں کو سن رہا تھا دل میں ایک خیال تھا اسے اب تک دبائے چلا جارہا تھا۔ لیکن اب وقت آگیا کہ فیصلہ کیا جائے عام طور پر" وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے او پر ظلم کیا اگر تمہارے پاس (اے پیغمبر ﷺ) آئیں اور اللہ تعالیٰ سے گناہ کی مغفرت طلب کریں اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لئے مغفرت کے طلب گار ہوں گے تو پائیں گے وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان۔ (نسآء:۶۴)

اس قرآنی آیت کی تلاوت اس وقت لوگ کردیتے ہیں۔ جب مدینہ منورہ کی حاضری کا مسئلہ چھیڑا جاتا ہے خدا ہی جانتا ہے کہ مدینہ منور کی حاضری کے مسئلہ کا استنباط اس قرآنی نص سے سب سے پہلے کس نے کیا، لیکن اس استنباط کو غیر معمولی حسن قبول حاصل ہوا، گویا اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ "جاوک" (آئیں تمہارے پاس) کا یہ مطلب کہ اس کا تعلق صرف اسی زمانہ کے ساتھ محدود نہیں ہے جب روضۂ اطہر سے باہر مدینہ منورہ میں آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے سرور کائنات ﷺ جلوہ فرماتھے، بلکہ روضۂ طیبہ میں عزلت گزیں ہوجانے کے بعد بھی خدمت مبارک میں جو حاضر ہوگا وہ استغفار کے اس قرآنی دستاویز سے مستفید ہوسکتا ہے تو اب اس مطلب کی حیثیت ایک اجتماعی مسئلہ کی ہے، فقہ وحدیث اور مناسک کی ہر وہ کتاب جس میں کسی نہ کسی حیثیت سے مدینہ منورہ کی حاضری کا تذکرہ کیا گیا اس میں اسی اجتماعی تفسیر کے ساتھ اس قرآنی نص کے درج کرنے کا عام رواج ہے۔

اسی اجتماعی "تفسیر" نے شائد اسی زمانہ میں جب سفر حجاز کی نیت کر چکا تھا، قرآن ہی کی دوسری آیت یعنی "وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ علیہم السلام ترجمہ: اور جب آئیں تمہارے پاس وہ لوگ جو مانتے ہیں ہماری آیتوں کو، تو کہو سلام ہو تم پر، واجب کیا ہے تمہارے رب نے اپنے اوپر مہربانی کو (یہ کہ) جو کرے تم میں سے کوئی بری بات نادانی سے پھر پلٹ پڑے (یعنی توبہ کرے) اس کے بعد اور سنور جائے تو وہ بہت بڑا بخشنے والا بہت بڑا مہربان ہے۔

سے یہ احساسات قلب میں پیدا ہوئے کہ اس نص قطعی کی رو سے یہ یقینی ہے کہ پیغمبر ﷺ کی طرف سے "السلام علیکم" کی دعا ہر اس شخص کو میسر آتی ہے جو ایمان کے ساتھ آستانہ نبوت کبریٰ پر حاضری کی سعادت حاصل کرتا ہے اور یہ خبر بھی براہ راست اللہ کے آخری رسول رحمۃ للعالمین ﷺ کے توسط سے اس کو پہنچائی جاتی ہے کہ توبہ

واصلاح کے بعد اپنے مالک کو وہ غفور (بہت بڑا بخشنے والا) اور رحیم پائے گا۔ سورۃ النساء کی پہلی آیت ہی کے مضمون کا اعادہ الانعام کی اس آیت میں اضافے کے ساتھ کیا گیا ہے کہ پیغمبر ﷺ کی طرف سے ''سلامتی'' کی دعاء بھی قطعی طور پر ہر وہ مومن حاصل کرتا ہے جو بارگاہ نبوت میں حاضر ہوتا ہے۔

امتی سلام عرض کرتا ہے لیکن برگشتہ بخت سیہ کاروں کو اس سلام کا جواب بھی دیا جاتا ہے اب تک تو حدیثوں ہی سے اس کا ظنی علم پیدا ہوتا تھا مگر سورۃ الانعام کی اس آیت نے اس ظنی علم کو قطعی اور یقینی بنا دیا۔

(دربار نبوت ﷺ کی حاضری ص ۳۷-۴۰ ط: مجلس نشریات اسلام کراچی)

۴۳...... جس پیغمبر کو قرآن میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ''میری آیتوں کے ماننے والے تمہارے پاس جب آئیں، تو ان کو ''السلام علیکم'' کہو اور آگاہ کردو کہ نادانی کی وجہ سے برائی کا ارتکاب جس نے کیا ہے لیکن پھر اس کے بعد پلٹ گیا اور سنور گیا تو حق تعالیٰ غفور رحیم ہیں۔'' قرآن کے اس نص قطعی کی یافت کے بعد کوئی وجہ ہوسکتی ہے کہ ہم سلام کی اس دعاء کو حاصل کرنے کے لئے وہاں حاضر نہ ہوں جہاں حاضر ہونے والوں کو السلام علیکم کہنے کے لئے پیغمبر اپنے خدا کی طرف سے مامور ہوا۔ کچھ بھی ہو، نہ ماننے والے جو چاہیں کہیں جو کچھ جی میں آئے خیالات پکائیں، مگر ہم تو یہی جانتے ہیں کہ عہد نبوت ہی میں وفات سے پہلے قرآن میں اعلان کر دیا گیا تھا کہ پیغمبر کی موت کو عام لوگوں کی موت پر قیاس نہ کرنا چاہئے حکم دے دیا گیا تھا کہ ان کے ازواج سے وفات کے بعد نکاح کا ارادہ کوئی نہ کرے یہ بھی بتلا دیا گیا تھا کہ پیغمبر کے متروکہ میں وراثت جاری نہ ہوگی، وفات کے بعد بھی دیکھا جاتا تھا کہ مسجد نبوی کے پڑوس والے دیوار میں کھونٹی ٹھوکتے تو صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہلا بھیجتیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ دو، مسجد نبوی میں زور سے گفتگو کرنے والوں کو ٹوکا جاتا اور یہ کہتے ہوئے ٹوکا جاتا کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں ایسا کرتے ہو۔ خیر میں مدرسہ کے کن جھگڑوں میں پھنس گیا جن میں پھنس جانے کے بعد بسا اوقات بدیہی سے بدیہی مسائل بھی نظری بن جاتے ہیں۔ (دربار نبوت ﷺ کی حاضری ص ۵۳-۵۶ ط: مجلس نشریات اسلام کراچی)

تلمیذ رشید حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ قادریہ کے عظیم روحانی راہنما، فنا فی القرآن، صاحب تفسیر قرآن ''قرآن عزیز'' وصاحب خلاصۃ المشکوٰۃ، پیرو مرشد امام الزاہدین قاضی زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ وحجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ مدیر ہفت روزہ ''خدام الدین'' امام الاولیاء،

حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۲ء)

۴۴...... حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔ صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس پر جو درود پڑھا جاوے، بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے۔ اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء کرام علیہم السلام پر ''آب حیات'' کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا

خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ ''المہند علی المفند'' بھی اہل انصاف اہل بصیرت کے لئے کافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل!

(تسکین الصدور ص ۳۰۷، قبر کی زندگی ص ۴۹۵-۴۹۶، مقام حیات ص ۲۷۲ ط: ادارہ المعارف لاہور)

رئیس المفسرین، عمدۃ المتکلمین، شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند، و شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور،

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء)

۴۵...... ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من صلی علی عند قبری سمعتہ و من صلی علی نائیا بلغتہ ''جو شخص میری قبر کے قریب سے مجھ پر درود پڑھتا ہے اسے میں خود سنتا ہوں اور جو دور دراز سے مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ مجھ کو (بذریعہ فرشتوں کے) پہنچا دیا جاتا ہے۔ (سیرۃ المصطفیٰ ج ۳ ص ۱۷۴ ط: مکتبۃ الحسن لاہور)

۴۶...... مندرجہ بالا حدیث کی شرح میں علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں اور اس میں یہ درج ہے: و لذا اخبر بسماعہ صلوۃ المصلی علیہ عند قبرہ۔

(یعنی) اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ جو میری قبر کے قریب سے مجھ پر صلوۃ وسلام پڑھے گا اس کو میں خود سنوں گا۔ (سیرۃ المصطفیٰ ج ۳ ص ۱۷۵ ط: مکتبۃ الحسن لاہور)

۴۷...... اور مزار مبارک پر جو شخص حاضر ہو کر صلوۃ وسلام پڑھتا اس کو خود سنتے ہیں۔ (سیرۃ المصطفیٰ ج ۳ ص ۱۷۶)

۴۸...... اور عہد صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے لے کر اس وقت تک امت کے تمام علماء و صلحاء کا یہ عمل رہا ہے کہ جو شخص زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جاتا ہے اس کے واسطے سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ سلام بھیجتے ہیں اور بہت سے اولیاء امت نے جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھا ہے تو حجرہ مبارکہ میں سے وعلیک السلام کی آواز اپنے کانوں سے سنی ہے۔

جان می دہم در آرزوئے قاصد آخر باز گو | در مجلس آن نازنین حرفے کہ از ما می رود

یہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ روح مبارک کو جسم اطہر کے ساتھ اسی قبر منور میں تعلق ہے اسی جگہ سلام پڑھا جاتا ہے اور اسی جگہ سے جواب سنا جاتا ہے۔ (سیرۃ المصطفیٰ ج ۳ ص ۱۸۰ ط: مکتبۃ الحسن لاہور)

مفتی اعظم پاکستان، خلیفہ راشد، حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سابق مفتی دارالعلوم دیوبند،
مہتمم دارالعلوم کراچی، صاحب تفسیر معارف القرآن و دیگر کتب کثیرہ حضرت

مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب (المتوفی ۱۳۹۶ھ)

۴۹...... وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا (النساء: ۶۴) ترجمہ: اور اگر وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور اللہ سے معافی مانگیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کے لئے معافی مانگے تو وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا، مہربان پائیں گے۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اگرچہ یہ آیت خاص واقعہ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ لیکن اس کے الفاظ سے ایک عام ضابطہ نکل آیا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور آپ ﷺ اس کے لئے دعائے مغفرت کردیں اس کی مغفرت ضرور ہو جائے گی اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری جیسے آپ ﷺ کی دنیوی حیات کے زمانے میں ہوسکتی تھی اسی طرح آج بھی روضۂ اقدس پر حاضری اسی حکم میں ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کو دفن کرکے فارغ ہوئے تو اس کے تین روز کے بعد ایک گاؤں والا آیا اور قبر شریف کے پاس آ کر گر گیا اور زار زار روتے ہوئے آیت مذکورہ کا حوالہ دے کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر گناہگار رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور آپ ﷺ اس کے لئے دعائے مغفرت کردیں تو اس کی مغفرت ضرور ہو جائے گی اسی لئے میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں اس وقت جو لوگ حاضر تھے ان کا بیان ہے کہ اس کے جواب میں روضۂ اقدس کے اندر سے آواز آئی قد غفر لک یعنی مغفرت کردی گئی۔ (تفسیر معارف القرآن ج ۲ ص ۴۶۰ ط: ادارۃ المعارف کراچی)

۵۰...... البتہ روضہ اقدس ﷺ کے سامنے الفاظ خطاب کے ساتھ سلام پڑھنا سنت سے ثابت اور مستحب ہے۔ کیونکہ وہاں براہ راست حضور ﷺ کا سلام سننا اور جواب دینا روایات حدیث سے ثابت ہے۔

(جواہر الفقہ ج ۱ ص ۵۱۶ ط: جدید مکتبہ دار العلوم کراچی)

۵۱...... سوال الف کے جواب میں واضح ہو چکا ہے کہ اس مجلس (درود پاک کی) میں حضور ﷺ کا تشریف لانا کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں رسول کریم ﷺ پر بہتان ہے رسول کریم ﷺ نے اس امر کا فیصلہ خود ایک حدیث میں اس طرح فرمایا ہے۔ من صلی علی عند قبری سمعتہ و من صلی علی نائیا ابلغتہ۔ (مشکوٰۃ از بیہقی) یعنی جو شخص میری قبر کے پاس درود و سلام پڑھتا ہے۔ اسے میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے درود و سلام بھیجتا ہے وہ (فرشتوں کے ذریعے) مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔ (جواہر الفقہ ج ۱ ص ۵۱۷ ط جدید مکتبہ دار العلوم کراچی)

استاد الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈھابھیل، مرتب فیض الباری شرح البخاری شاگرد رشید حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء)

۵۲...... البتہ قریب و بعید باتوں کے سننے اور جاننے کا جو آئین ان کی زندگی میں تھا وہی آئین ان کی وفات کے بعد بھی قائم رہتا ہے یعنی جس طرح اپنی حیات میں وہ قریب کی بات خود سنا کرتے تھے اسی طرح وفات کے بعد قریب کی درود شریف بنفس نفیس خود بھی سنتے ہیں۔ (ترجمان السنۃ ج ۲ ص ۴۳۶ ط: ایچ۔ ایم سعید کمپنی کراچی شرح حدیث نمبر ۸۰۷)

۵۳...... جو لوگ خود حاضر ہو کر آپ ﷺ پر درود و سلام پیش کرتے ہیں وہ تو آپ بنفس نفیس خود سنتے ہیں۔

(ترجمان السنۃ ج ۳ ص ۳۰۲، شرح حدیث نمبر ۱۰۷۴ ط: ایچ۔ ایم سعید کراچی)

قدوۃ العارفین، فخر المحدثین، زبدۃ المفسرین، عمدۃ الفقہاء، اسوۃ العلماء

شیخ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو اللہ یار سندھ، خلیفہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، صاحب اعلاء السنن،

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۷۴ء/ ۱۳۹۴ھ)

۵۴...... وقد ورد التصریح بسماعہ ﷺ سلام الزائر فی اثر رواہ جماعۃ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بلفظ من صلی

علی عندقبری سمعته و من صلی علی نانیا بلغته ترجمہ: اور زیارت کرنے والے کے سلام کو آپ ﷺ کے بذاتِ خود سننے کی تصریح ایک حدیث میں آئی جس کو ایک جماعت نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ان لفظوں سے کہ جو شخص میری قبر کے نزدیک مجھ پر درود پڑھے گا میں اس کو خود سنوں گا اور جو دور سے پڑھے گا وہ مجھ تک پہنچایا جائے گا۔ (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۵۰۱ ط: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

۵۵...... قال فی الاحیاء: واعلم انه ﷺ عالم بحضورک وقیامک وزیارتک وانه یبلغه سلامک وصلوتک (بل یسمعه ویرد السلام علیک) فمثل صورته الکریمة فی خیالک واخطر عظیم رتبته فی قلبک ترجمہ: احیاء میں ہے معلوم کرلو کہ یقیناً وہ نبی علیہ السلام تیری حاضری، کھڑے ہونے اور زیارت کو جانتے ہیں اور ان کو تیرا درود وسلام پہنچتا ہے (بلکہ وہ اسے سنتے ہیں اور تجھے سلام کا جواب دیتے ہیں) تو اپنے خیال میں ان کی صورت شریفہ اور دل میں ان کے بڑے رتبہ کا دھیان کر۔ (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۵۰۴ ط: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

۵۶...... حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔ صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس پر جو درود پڑھا جاوے، بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے۔ اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء کرام علیہم السلام پر ''آب حیات'' کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ ''المہند علی المفند'' بھی اہل انصاف اہل بصیرت کے لئے کافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ واللہ یقول الحق و ھو یھدی السبیل

(تسکین الصدور ص ۷۳، قبر کی زندگی ۹۵، ۴۹۶، ۴ مقام حیات ص ۲۷۲ ط: ادارۃ المعارف لاہور)

عروۃ الجبل المتین، رئیس الشیوخ الکرام، قطب فلک العلوم والفنون، رئیس المناظرین، صدر المفتین، مفتی اعظم دار العلوم دیوبند

حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہجہانپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۶ھ)

۵۷...... حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کشف الرحمن پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے تقریظ تحریر فرمائی ہے۔ جس کا حوالہ اس باب کے نمبر ۱۴ پر گزر چکا وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔

۵۸...... علماء دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی دوسری اجماعی دستاویز تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور مصنفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۰۹ء)

جس میں دیوبند مسلک کو اصولی طور پر محفوظ کردیا گیا اس پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''کتاب تسکین الصدور موصول ہوئی۔ شکر گزار ہوں۔ وصول ہوتے ہی پڑھنا شروع کردیا۔ جناب والا نے کتاب کے ہر مبحث کو تشنہ نہیں چھوڑا۔ مسائل کو دلائل صحیحہ سے اور نقول معتبرہ سے باحسن وجوہ ثابت کردیا

اور اہلسنت والجماعت کے عقیدہ کو بطریق صحیح ثابت کرنے میں کسی قسم کا فتور واقع نہیں ہوا۔ اثبات عذاب قبر اور اثبات حیاۃ الانبیاء فی القبور کو جن دلائل حقہ سے ثابت کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ طالب حق وہدایت کو کسی قسم کے چون وچرا کی گنجائش نہیں ہے۔ متعنت اور معاند (ضدی اور ہٹ دھرم) سے امید نہیں کہ وہ ہدایت (تسکین الصدور کے دلائل) قبول کریں۔ ان مسائل میں معاندین کے شکوک رکیکہ اور اعتراضات واہیہ میں ان کے جوابات دندان شکن دے دیئے ہیں اور ان شبہات کو زائل کر دیا ہے الحاصل کتاب تحقیقات سے مملو اور دلائل سے مشحون ہے عوام وخواص دونوں طبقوں کے لئے بہت مفید ہے۔ حق تعالیٰ مؤلف ممدوح کو تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطاء فرمائے اور ان کے علم وعرفان اور عمل وایمان میں روز افزوں ترقیات عطاء فرمائے۔ آمین!

(تسکین الصدور ص ۲۰ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

۵۹ ...... آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں اپنے جسد مبارک کے ساتھ زندہ ہیں۔ مزار مبارک کے ساتھ آپ ﷺ کا خصوصی تعلق بجسدہ! وروحہ ہے جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے بدعتی ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ اس باب میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔ جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے جو انکار کرتا ہے وہ بدعتی ہے، خارج از اہلسنت والجماعت ہے۔ (تسکین الصدور ص ۵۰ قبر کی زندگی ص ۹۵-۹۶)

منبع العلوم ومخزن الفهوم، محی السنۃ الغراء، محی البدعۃ الظلماء، سند العلماء والصلحاء، رأس الاتقیاء، نمونہ سلف،

فخر الاسلام، امین شیخ الہند، وارث انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ، جانشین شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ،

صدر المدرسین وشیخ الحدیث دار العلوم دیوبند، اُستاذ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا فخر الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء)

رومی کی غزل، رازی کی نظر، غزالی کی تلقین یہاں
روشن ہے جمالِ انور سے پیمانہ فخر الدین یہاں

۷۰ ...... باب رفع الصَّوتِ فِی المسجد حدثنا علیّ بن عبداللہِ بن جعفر بن نجیح المدینی قال نا یحیی بن سعیدِ القطان قال نا الجعید بن عبدالرحمٰن قال حدّثنی یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید قال کنت قائما فی المسجد فحصبنی رجل فنظرت الیه فاذا عمر بن الخطّاب فقال اذهب فأتنی بهذین فجئته بهما فقال ممّن انتما او من این انتما قالا من اهل الطّائف قال لو کنتما من اهل البلد لاوجعتکما ترفعانِ اصواتکما فی مسجد رسول اللہ ﷺ ترجمہ: باب، مسجد میں آواز بلند کرنے کا بیان حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ میں مسجد نبوی ﷺ میں کھڑا ہوا تھا کہ کسی نے میرے ایک کنکری ماری، میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب تھے، پھر انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اور ان دونوں آدمیوں کو بلا کر لاؤ۔ چنانچہ میں ان دونوں کو بلا کر لایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم کس قبیلہ کے ہو یا کس جگہ کے رہنے والے ہو، ان دونوں نے بتلایا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم شہر مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا، تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں اپنی آوازوں کو اتنا بلند کر رہے ہو۔ (کہ شور وغل ہو گیا)

اس حدیث مبارک کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت فرماتے ہیں۔

مزار اقدس کے احترام میں صحابہ رضی اللہ عنہ کا عمل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد: ترفعان اصواتکما ... الخ! احترام مسجد کے ساتھ قرآن کریم کی آیت: لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولاتجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض (الحجرات:۲) سے بھی ماخوذ ہے کہ اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو پیغمبر علیہ السلام کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ان کے سامنے اس طرح زور سے بولو جیسے آپس میں بولتے ہو، پیغمبر علیہ السلام کی زندگی میں بھی یہی حکم تھا اور وفات کے بعد بھی یہی حکم ہے کیونکہ آپ قبر شریف میں بھی حیات سے متصف ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تو روایات باب سے معلوم ہوگئی کہ وہ وفات کے بعد بھی قبر شریف کے قریب بلند آواز سے بولنے پر تنبیہ فرمارہے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی یہی منقول ہے کہ وہ مسجد نبوی ﷺ میں بلند آواز سے بولنے پر نکیر فرماتے اور کہتے کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کو قبر مبارک میں تکلیف نہ ہو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ اگر حجرہ اطہر کے قریب کسی دیوار میں کیل ٹھوکنے کی آواز آتی تو فوراً کسی قاصد کو بھیج کر منع کرادیتی تھیں لاتوذوا رسول اللہ (ﷺ) کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف مت پہنچاؤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ تمام اقوال وافعال تقی الدین سبکی کی شفاء السقام میں موجود ہیں۔ حیات انبیاء کے مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کسی اور موقع پر کی جائے گی۔ ان شاء اللہ!

(ایضاح البخاری، شرح بخاری شریف جلد ۳، ص ۲۶۹، ط: مکتبہ مجلس قاسم المعارف دیوبند یوپی انڈیا)

۶۱ ...... علماء دیوبند کی دوسری اجتماعی دستاویز تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور پر تصدیقی دستخط کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

تسکین الصدور کو دو مرتبہ مطالعہ کیا...... اپنے موضوع کے لحاظ سے بے مثل ہے اور واقعی اسم با مسمی تسکین الصدور ہی ہے ہر مسئلہ نہایت واضح طریق پر دلائل سے آراستہ پیراستہ اور مخالفین کے دلائل کا صحیح رد جس سے دیکھنے والے کو حق معلوم کرنے میں زبردست امداد حاصل ہوسکے اور بشرط انصاف انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔

(تسکین الصدور ص ۱۸ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

۶۲ ...... نیز حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کشف الرحمن پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے تقریظ تحریر فرمائی ہے۔ جس کا حوالہ اسی باب کے نمبر ۱۴ پر گزر چکا وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔

صاحب الفہم الباہر والرشد الزاہر فقیہ النفس ذوالبصیرۃ التامہ والملکۃ الراسخہ مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء)

۶۳ ...... آٹھ، دس سال سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کا انکار بعض ایسے عالموں کی طرف سے شائع ہونے لگا جو کہ ہمارے اپنے شمار ہوتے تھے۔ بہت ہی جی چاہتا تھا کہ کوئی اللہ کا بندہ اس مسئلہ کی پوری پوری تحقیق لکھ دے...... خود تو کم صحت کم فرصت کم استعداد اس سے قاصر تھا۔ بس دل میں یہ تمنا موجزن تھی حضرت مولانا سرفراز خان رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے بڑی محنت اور جانفشانی اور عرق ریزی سے یہ تحقیق مکمل کردی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

میری وہ دلی تمنا مولانا کے ہاتھوں پوری فرمادی اس لئے حرف حرف مزے لے لے کر پڑھتا چلا گیا ہر بحث پر دل باغ باغ ہوتا گیا اور دعاؤں میں سرشار ہوتا رہا۔ الحمدللہ! جیسا دل چاہتا تھا یہ کام انجام پا گیا۔ احادیث کے اسناد کی صحت اور مفہومات کی تحقیقات، شبہات کے جوابات ماشاء اللہ نور علیٰ نور ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مصنف کو بہترین جزاؤں سے دونوں جہانوں میں سرفراز فرمائیں اور مشتبہ آنکھوں کے لئے کتاب کو سرمۂ بصیرت بنائیں۔

(تسکین الصدور ص ۲۷-۲۶ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

یادگار سلف، استاذ العلماء، العالم النحریر، امام الفضلاء، سابق استاد دارالعلوم دیوبند، مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء)

۶۴...... حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔ صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس پر جو درود پڑھا جاوے، بلاواسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے۔ اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء کرام علیہم السلام پر ''آب حیات'' کے نام سے موجود ہے، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ ''المہند علی المفند'' بھی اہل انصاف اہل بصیرت کے لئے کافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل!

(تسکین الصدور ص ۷۳، قبر کی زندگی ص ۴۹۵-۴۹۶، مقام حیات ص ۲۷۲ ط: ادارہ المعارف لاہور)

۶۵...... ایک فتوی میں تحریر کرتے ہیں: ''روضہ اقدس پر جو درود شریف پڑھے وہ بلاواسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنت والجماعۃ کا مسلک ہے۔ (تسکین الصدور ص ۳۹، ۴۰ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

اُستاذ العلماء والمفتین، شیخ الحدیث والتفسیر، شارح بخاری، مسلم و ترمذی، سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم پیر طریقت، تلمیذ رشید حضرت شیخ نصیرالدین غور غشتوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث و صدر مفتی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، نوشہرہ

حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ زروبوی (المتوفی ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء)

۶۶...... والجواب عن من احتج بقصة عزیز علیہ السلام ان عدم ادراکہ مدة اللبث یحتمل ان یکون لعدم ابصارہ و لعدم سماعه ویحتمل ان یکون لنسیانه بسبب الانتقال من حالة الموت الی حالة الحیاة کمافی سورة المومنین قال کم لبثتم فی الارض عددسنین قالو البثنایوم او بعض یوم۔ والحمل علی النسیان اولی من الحمل علی عدم السماع وعدم الابصار (لان الانبیاء علیهم السلام یطری علیهم الخطأو النسیان بخلاف عدم الابصاروعدم السماع عندمماتهم فانهمالایطریان علیهم۔ کیف وهم احیاء فی البرزخ

وقلنالهذاالمستدل ان الاية التي بعدهاتدل علی ان الطير بعدالتمزق تسمع نداء الخليل قال الله تعالیٰ ثم ادعهن ياتينك سعيافكيف لايسمع النبی ﷺ۔ فهيهات هيهات لمايحتجون ترجمہ: اور حضرت عزیر علیہ السلام کے قصہ سے (عدم سماع کی) دلیل پکڑنے والوں کو جواب یہ ہے کہ عزیر علیہ السلام کا ٹھہرنے کی مدت کا ادراک نہ کرنا، (اس میں یہ) احتمال ہے کہ نہ دیکھنے اور نہ سننے کیوجہ سے ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ بھولنے کی وجہ سے کیونکہ وہ موت کی حالت سے زندگی کی حالت کی طرف منتقل ہوئے تھے جیسا کہ سورۃ المومنین میں ہے۔ کہیں گے تم زمین پر کتنے عرصہ رہے تو وہ کہیں گے کہ ہم ایک دن یا کچھ حصہ دن کا رہے۔ عدم سماع وعدم ابصار پر حمل کرنے سے بہتر ہے کہ بھول پر محمول کیا جائے کیونکہ انبیاء علیہم السلام پر خطاء اور بھول تو طاری ہوتی ہیں بخلاف نہ دیکھنا اور نہ سننا عندالموت کہ یہ دونوں ان پر طاری نہیں ہوتے اور کیسے (طاری) ہوں گے۔ حالانکہ وہ برزخ میں زندہ ہیں اور ہم (قصہ عزیر علیہ السلام) سے دلیل پکڑنے والے کو کہیں گے کہ اس (واقعہ) کے بعد والی آیت دلالت کرتی ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجانے کے بعد پرندوں نے ابراہیم علیہ السلام کی نداء سنی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پھر (اے ابراہیم) آپ ان (پرندوں) کو پکارو وہ تیرے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے (تو جب پرندہ سنتا ہے) تو نبی علیہ السلام کیسے نہیں سنتے۔ پس دوری ہو دوری ہو ان کے لئے جو (اس قصہ عزیر علیہ السلام سے عدم سماع پر) دلیل پکڑتے ہیں۔

(منہاج السنن شرح جامع السنن للترمذی ج ۶ ص ۲۲۸ باب مایقول الرجل اذا دخل المقابر ط: مکتبہ حقانیہ پشاور)

۶۷...... فان الامة اجمعوا على سماع الانبياء وادراكهم ترجمہ: یقیناً امت کا انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع اور ادراک پر اجماع ہے۔ (تحفہ سیفیہ تقریر جلالین مرتب مفتی سیف اللہ حقانی استاد الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ج ۴ ص ۲۸)

۶۸...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے عدم سماع موتی سے رجوع کی دوسری اور تیسری دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وبدليل مارواه احمدعنهاانهاقالت لمادفن عمر رضی اللہ عنہ معهم:فوالله مادخلتم الاوانامشدودةعلی ثيابی حياء من عمر وبدليل ماسياتی فی زيارة القبور للنساء انهاخاطبت باخيه الميت عبدالرحمان۔ فهذاالحديث يدل علی ابصار النبی ﷺ وابی بكر وعمر رضی اللہ عنہما الزائرين وكذاعلی سماعهم ترجمہ: اور بوجہ اس دلیل کہ جو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ دفن کئے گئے، اللہ کی قسم میں داخل نہیں ہوتی تھی مگر کپڑے اپنے اوپر مضبوط باندھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیاء کرتے ہوئے اور بوجہ اس دلیل کے جو باب زیارۃ القبور للنساء میں آرہی ہے کہ انہوں نے اپنے فوت شدہ بھائی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے خطاب کیا۔ پس یہ حدیث نبی علیہ السلام، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زیارت کرنے والوں کے دیکھنے پر دلالت کرتی ہے اسی طرح ان تینوں کے سننے پر بھی دلالت کرتی ہے۔

(منہاج السنن شرح جامع السنن للترمذی ج ۶ ص ۲۲۹ باب مایقول الرجل اذا دخل المقابر ط: مکتبہ حقانیہ پشاور)

۶۹...... بہرحال یہ درود خطاب روضہ اطہر (مدینہ منورہ) کے پاس پڑھنا جائز ہے اور دوسرے مقامات میں پڑھنا عقیدہ حاضر و ناظر کے ساتھ شرک ہے۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں: من صلی علی عندقبری سمعته ومن صلی نائیاابلغته کہ میری قبر کے پاس جو شخص درود شریف پڑھتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں۔

(تجلیات فریدی ص ۱۴۳ ط: الفرید اکیڈمی صوابی)

اُستاذ العلماء، فاضل دارالعلوم دیوبند، خلیفہ راشد حضرت مولانا لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، امام الزاہدین والعارفین، امام المفسرین

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۹۷ء)

۷۰...... ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (النساء: ۶۴) ترجمہ: اور جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، اگر یہ اُس وقت تمہارے پاس آ کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے تو یہ اللہ تعالیٰ کو بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان پاتے۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: منافق کی ایک نشانی قرآن عزیز نے یہ بھی بتائی ہے کہ وہ سید دوعالم ﷺ کی خدمت میں طلب شفاعت کے لئے آنے سے انکار کرتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ المنافقون آیت نمبر ۵ میں فرمایا: وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَکُمْ رَسُوْلُ اللہِ لَوَّوْا رُءُوْسَھُمْ وَرَاَیْتَھُمْ یَصُدُّوْنَ وَھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے آؤ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ تمہارے حق میں مغفرت کی دعا کریں تو یہ اپنے سروں کو مٹکاتے ہیں اور تم انہیں دیکھو گے کہ وہ بڑے گھمنڈ کے عالم میں بے رخی سے کام کرتے ہیں۔

جیسا کہ ایک واقعہ میں مسلمانوں نے عبداللہ بن ابی منافق سے کہا کہ سید دوعالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے جرم کا اعتراف کرے تو حضور ﷺ تیرے لئے مغفرت کی دعاء کرینگے اس پر اس نے اپنے سر کو مٹکاتے ہوئے کہا کہ تم نے مجھے ایمان لانے کو کہا جو میں نے مان لیا پھر تم نے زکوٰۃ کا کہا جو میں نے مان لیا اب تم مجھے محمد ﷺ کو سجدہ کرنے کو کہتے ہو یہ نہ مانوں گا۔ (تفسیر روح المعانی)

سید دوعالم ﷺ کی سفارش اور شفاعت کے بعد خداوند قدوس ضرور معاف فرما دیں گے اس لئے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول اور محبوب بنا کر بھیجا ہے اس لئے آپ کی شفاعت قبول ہوگی۔ امت اسلامیہ کا یہی عقیدہ آپ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی ہے۔

ابو صادق ازدی کوفی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ روایت کی ہے کہ سید دوعالم ﷺ کی رحلت کے تین دن بعد ایک اعرابی (دیہاتی مسلمان) سید دوعالم ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہوا اور اپنے سر پر روضۂ اطہر کی مٹی ڈال کر یوں کہنے لگا: اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ نے فرمایا اور ہم نے سنا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو یاد رکھا اور ہم نے بھی جناب سے سن کر یاد رکھا آپ کے ارشادات قرآنیہ میں سے یہ بھی ہے۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ الآیۃ اور میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور اب حاضر خدمت ہوا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے گناہ بخشوا دیجئے اسے قبر سے آواز آئی کہ تیرے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ (تفسیر قرطبی)

مفسر عظیم ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ علماء کی ایک جماعت نے جن میں سے شیخ ابو منصور صباغ بھی ہیں انہوں نے اپنی کتاب الشامل میں علامہ عتبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ علامہ عتبی رحمۃ اللہ علیہ سید دوعالم ﷺ کی مزار کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک دیہاتی مسلمان آیا اور اس نے عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول! آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو میں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: ولو انّھم اِذ ظّلموا انفسھم الآیۃ کو سنا ہے اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو وسیلہ شفاعت بنا کر درخواست کرتا ہوں اور ساتھ ہی چند نعتیہ اشعار پڑھے پھر وہ چلا گیا اتنے میں میری آنکھ لگ گئی میں نے دیکھا کہ سید دوعالم ﷺ نے فرمایا علامہ عتبی رحمۃ اللہ علیہ فوراً جاؤ اور اس اعرابی کو یہ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ نے

اس کو بخش دیا ہے (تفسیر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ) امت کا اجماع ہے کہ اگر سید دو عالم ﷺ کے روضۂ اطہر پر شفاعت طلب کی جائے تو دعا قبول ہوتی ہے۔ (آسان تفسیر سورۃ النساء، پارہ نمبر ۵ ص ۱۰۴-۱۰۶، ط: دارالارشاد، کیمبل پور اٹک)

۷۱...... تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے ابدان مبارکہ اسی طرح سلامت ہیں اور ان کی ارواح کا ان کے ابدان سے بہت زیادہ تعلق ہے...... امام الانبیاء علیہم السلام روضۂ اقدس میں آج بھی زندہ ہیں...... جو سعادت مند روضۂ اقدس کے پاس سلام پڑھتا ہے حضور انور ﷺ خود سنتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں۔ (رحمت کائنات ص ۲۷-۲۸ ط: دارالارشاد اٹک)

ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ، فاضل مظاہر علوم سہارنپور انڈیا،

تلمیذ رشید مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ بانی و مہتمم دار التدریس ڈاگئی، مردان، شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا حمد اللہ جان الداجوی مدظلہم

۷۲...... وقد ورد فی الحدیث ان الصلوۃ ان کانت قریبۃ یسمعہا النبی ﷺ وان کانت بعیدۃ تبلغ الیہ کمافی حدیث باب فضل الصلوۃ

(البصائر لمنکری التوسل باہل المقابر ص ۶۷ ط: مکتبۃ الیشیق بشارع دار الشفقہ بفاتح ۷۲ استنبول ترکی سن طباعت ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء)

اور حدیث میں ہے قریبی درود آپ ﷺ خود سنتے ہیں، دور والا پہنچایا جاتا ہے۔

۷۳...... وایضاسمع النبی ﷺ الصلوۃ لایخلواما ان یکون من القریب اومن البعیدفان کان الاوّل فلاینکر عنہ مصدق الکلام النبوی ﷺ وان کان الثانی فلایخلو امابلاواسطۃ اوبواسطۃ فان کان الاول فلاندعیہ وان کان الثانی فلاینکر عنہ فانہ ذکر الشیخ فی شرح المشکوۃ ص ۳۶۲ انہ یسمع سلام الزائرین بنفسہ ومن البعیدبواسطۃ الملک وھذاالتفصیل بعینہ وردفی روایۃ ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعامن صلی عندقبری سمعتہ ومن صلی علی نائیاابلغتہ۔

(البصائر لمنکری التوسل باہل المقابر ص ۶۸ ط: مکتبۃ الیشیق بشارع دار الشفقہ بفاتح ۷۲ استنبول ترکی سن طباعت ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء)

اور اسی طرح نبی علیہ السلام کا سننا یا تو قریب سے ہوگا یا دور سے اگر قریب سے ہو تو کلام رسول کو ماننے والا اس کا انکار نہیں کرے گا۔ اور اگر دور سے ہو تو یا بلا واسطہ ہوگا یا بواسطہ اگر بلا واسطہ ہو تو ہم اس کا دعویٰ نہیں کرتے اور اگر بواسطہ ہو تو اس کا انکار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ شیخ (عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) نے شرح مشکوٰۃ ص ۳۶۲ میں ذکر کیا ہے کہ آپ زیارت کرنے والوں کا سلام خود سنتے ہیں اور دور سے فرشتے کے واسطے سے پہنچایا جاتا ہے اور یہی تفصیل حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں آئی ہے کہ جو میری قبر کے نزدیک پڑھتا ہے تو میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھتا ہے تو وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

عالم بے بدل، شیخ المفتین، عمدۃ المحققین، خطیب بڑی جامع مسجد ضلع صورت انڈیا،

حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۷۴...... انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ، کتاب العقائد ج ۸ ص ۲۳ ط مکتبہ رحمانیہ لاہور)

۷۵...... آنحضرت ﷺ کے روضۂ اطہر کو بڑی عظمت و شرف حاصل ہے اس لئے کہ آنحضور ﷺ جسم اطہر اس میں موجود ہے۔ یہی نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ بنفس نفیس باحیات اس میں تشریف فرما ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں باحیات ہیں۔ آپ ﷺ کو رزق بھی دیا جاتا ہے۔ (دیکھئے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الحور ص ۶، فتاوی رحیمیہ ج ۳ ص ۹ ۳ باب ما یتعلق بالانبیاء والاولیاء، ط: دارالاشاعت کراچی)

شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند و شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل و صدر شعبہ تفسیر اسلامی یونیورسٹی بہاولپور
وزیر معارف شرعیہ ریاستہائے متحدہ بلوچستان

حضرت مولانا شمس الحق افغانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء)

۷۶...... ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک آنحضرت ﷺ قبر شریف میں زندہ ہیں۔ حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے صرف یہ کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس پر جو درود شریف پڑھے وہ بلاواسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے اب جو اس مسلک کے خلاف کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔

(تسکین ص ۳۹-۸ ۳ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

بحر العلوم، المحدث الکامل، الفقیہ الجلیل، المحقق النبیل، تلمیذ رشید و جانشین حضرت سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سابق امیر مرکزیہ تحفظ ختم نبوۃ پاکستان، استاذ العلماء والصلحاء، شیخ الحدیث جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء)

۷۷...... حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔ صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس پر جو درود پڑھا جاوے، بلاواسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے۔ اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء کرام علیہم السلام پر ''آب حیات'' کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ ''المہند علی المفند'' بھی اہل انصاف اہل بصیرت کے لئے کافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔

(تسکین الصدور ص ۷ ۳، قبر کی زندگی ۹۵ ۴-۹۶ ۴، مقام حیات ص ۲۷ ۲ ط: ادارہ المعارف لاہور)

۷۸...... ایک فتوی میں تحریر کرتے ہیں: ''روضہ اقدس پر جو درود شریف پڑھے وہ بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنت والجماعۃ کا مسلک ہے۔'' (تسکین الصدور ص ۳۹، ۴۰)

مرشد العلماء والصلحاء، قطب الارشاد، عالم ربانی، فاضل دار العلوم دیوبند،

حضرت اقدس مولانا عبداللہ بہلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء)

۷۹...... جو امتی آپ ﷺ کے روضہ اقدس پر سلام پیش کرتا ہے آپ علیہ السلام سنتے ہیں اور جواب عطا فرماتے ہیں۔

(معارف بہلوی ج ا ص ۳۶۰ ط: کراچی)

۸۰...... اسی طرح حضرت اپنی مایہ ناز کتاب متدلات الفقہ الحنفی من الاحادیث النبویہ ﷺ میں ص ۱۷۷، ۲۸۲ پر بڑے ذوق شوق سے باب زیارۃ النبی ﷺ قائم فرماتے ہیں اور حجاج کرام کے لئے زیارت قبر نبی کو واجب تک فرماتے ہیں۔

(متدلات الفقہ الحنفی ص ۱۷۷، ۲۸۲ ناشر مولوی غلام مصطفی خادم حضرت بہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ دار العلوم شجاع آباد ملتان)

محمود الملۃ والدین، مفکر اسلام، فقیہ الامت، سابق وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد، ممبر قومی اسمبلی،
ناظم عمومی جمعیت علماء اسلام پاکستان، شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان،

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۸۰ء)

۸۱...... احادیث میں ثابت ہے کہ ہر مسلمان کی قبر پر سلام کرتے وقت بصیغہ خطاب سلام کیا جاوے۔ السلام علیکم دار قوم مومنین و انا ان شاء اللہ بکم لاحقون نسال اللہ لنا و لکم العافیۃ پھر قبر شریف پر صیغہ خطاب سے سلام کرنے سے کیا مانع ہے؟ جب کہ متعدد احادیث سے بھی یہ ثابت ہے کہ قبر شریف کے پاس صلوٰۃ وسلام کو حضور اکرم ﷺ خود سنتے ہیں۔ اخرج البیھقی فی شعب الایمان من صلی علی عند قبری سمعتہ و من صلی علی نائیا بلغتہ۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ا کتاب العقائد ص ۳۵۳ ط: جمعیۃ پبلشرز لاہور)

۸۲...... علماء دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی دوسری اجماعی دستاویز تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور جس میں دیوبند مسلک کو اصولی طور پر محفوظ کر دیا گیا اس پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: مولانا صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے جمعیت علماء اسلام کے فیصلہ کے مطابق یہ کتاب تالیف فرمائی...... فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ حضرت مولانا بالکل مثبت علمی انداز میں اہلسنت والجماعت کے متفقہ عقائد کو بڑی متانت اور سنجیدگی کے ساتھ کتاب وسنت اور اقوال فقہاء متکلمین امت کے جامع استدلالات سے مسلمانوں کے سامنے پیش فرمایا۔ جس کے پڑھنے سے مطالب خود بخود ذہن میں ڈھلتے چلے جاتے ہیں۔ میں اس عظیم دینی خدمت پر مولانا موصوف کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کر کے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تو حضرت کی اس تالیف کو قبول فرما کر مسلمان عوام کے لئے فائدہ مند بنائے اور زائغین (ٹیڑھوں) کی ہدایت کا ذریعہ بنا کر حضرت مولانا موصوف کی فلاح دینوی ونجات اخروی کا سبب بنا دے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز!

ضیغم اسلام، بطل حریت، تلمیذ رشید حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، ناظم جمعیت علماء اسلام پاکستان،

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۸۳...... انبیاء اکرام علیہم السلام کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں، قریب سے درود وسلام سنتے اور اس کا جواب دیا کرتے ہیں۔ یہاں سے بعض حضرات کی کم علمی واضح ہو جاتی ہے جو مسئلہ حیات الانبیاء علیہم السلام کو شرک قرار دیتے ہیں شرک تو تب ہوتا کہ کسی کو ایسا زندہ مان لیا جاتا جس کی حیات خدا تعالیٰ کی عطاء نہ ہو اور اس کے گھر کی ہو اس پر کبھی موت طاری نہ ہو مگر یہ تو کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں ہے۔ کیا جو پیغمبر دنیا میں زندہ تھے وہ شرک تھا؟ کیا قیامت میں ہم سب زندہ ہوں گے اور زندہ بھی ایسے کہ پھر نہ مریں گے تو کیا وہ شرک ہو جائے گا؟ پھر اللہ تعالیٰ کسی کو قبر میں زندگی عطاء فرما دیں تو وہ کیسے شرک ہو گیا؟ جب کہ علماء دیوبند نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو جانے کا انکار کرتے ہیں نہ پیغمبروں کی حیات کو اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق قبروں میں انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات اور نماز پڑھنے اور درود وسلام سننے کا اقرار کرتے ہیں تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو ماننا شرک ہے؟ اللہ تعالیٰ ایسی جہالت اور ضد سے بچائے۔ (آمین) (تسکین الصدور ص ۲۱۵-۲۱۴ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

امیر شریعت، صدر مجلس احرار اسلام متحدہ ہندوستان، سرپرست اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوۃ پاکستان،

خلیفہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ الحسنی البخاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء)

۸۴...... تحصیل لیاقت پور کے قصبے اسلام پور میں شیعہ سنی کے درمیان مناظرہ ہونے والا تھا۔ اسی تاریخ کو امیر شریعت کی اس علاقہ میں تقریر کا اعلان ہوا۔ جس میں شیعہ اور سنی شریک ہو گئے۔ حضرت امیر شریعت نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا: ''میں جنگ لڑنے نہیں آیا اور نہ ہی مناظرہ اور مباحثہ کا قائل ہوں۔ نہ میں برہان اور دلائل کے زور سے کسی کو بات منوانے کے لئے تیار ہوں شیعہ حضرات سے صرف اتنا کہوں گا کہ دو چار آدمی اپنی طرف سے ایسے تیار کریں جو صالح فطرت ہوں میں ان کے ساتھ مدینہ منورہ جانے کو تیار ہوں۔ وہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ مقدس پر عرض کیا جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار فرمائیں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا کہ یہ میرے ہیں تو پھر تمہیں بھی ان پر ایمان لانا پڑے گا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب مرحمت نہیں فرمایا تو پھر میں تمہارا ہی مسلک اختیار کر جاؤں گا۔''

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ جلسہ گاہ کی فضاء اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی اور اس کا یہ اثر مرتب ہوا کہ پھر کبھی مناظرانہ انداز میں وہاں جلسے جلوس منعقد نہ ہوئے اور تمام سامعین پر یہ بات واضح ہو گئی کہ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ بلکہ تمام اکابر علماء دیوبند حیات انبیاء کرام علیہم السلام کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ یہ عقیدہ ان کے نزدیک اصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند سے لے کر

(سابق) مہتمم دارالعلوم دیوبند قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات تک سب اس بات کے قائل ہیں کہ حضور پرنور ﷺ سرور کائنات روضۂ اقدس میں حیات حسی کے ساتھ جلوہ افروز ہیں۔

(ماہنامہ نقیب ختم نبوت، امیر شریعت نمبر حصہ دوئم ص ۲۰۲، رحمت کائنات ص ۳۴۲ ط: ادارۂ تحفظ حقوق نبوت اٹک)

فقیہ الامت، خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ صدر مفتی دارالعلوم دیوبند ومظاہر العلوم سہارنپور

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء)

۸۵...... روایات سے اس قدر ثابت ہے کہ جو شخص مزار مبارک کے پاس کھڑا ہو کر درود وسلام پڑھتا ہے وہ آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور جو دور سے پڑھتا ہے وہ خدمت اقدس میں بواسطہ ملائکہ پہنچایا جاتا ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۱۵۳ ط ادارۃ الفاروق کراچی)

۸۶...... سوال: سورۃ حجرات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم ﷺ کا ادب سکھایا ہے کہ دیوار کے باہر سے مت پکارو نہ ان سے سلام وکلام میں اپنی آواز بلند کرو جب باہر تشریف لائیں تب سلام وکلام کرو وغیرہ وغیرہ یہ سب دنیا کی زندگی کے واسطے بتایا اور اب بھی وہی حکم ہے کیونکہ میلاد میں زور سے سلام پڑھتے ہیں اور سینکڑوں کوس سے کیا حکم ہے؟

جواب: یہ سب ادب ہمیشہ کے لئے ہے نبی کریم ﷺ نے حدیث پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس آکر صلوٰۃ وسلام مجھ پر پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں اور جو شخص دور سے پڑھتا ہے وہ ملائکہ کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے آواز بلند کرکے پڑھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ خود حضور ﷺ یہاں حاضر وناظر ہیں اور بلا واسطہ سنتے ہیں یہ عقیدہ غلط ہے اور اس سے توبہ لازم ہے۔ (ماہنامہ نظام کانپور انڈیا اپریل ۱۹۶۳ء ص ۳۹ باب الاستفسار)

فخر الاماثل، عمدۃ المحققین، رئیس المحدثین، مرتب انوار الباری شرح البخاری،

تلمیذ رشید وداماد حضرت راس الاتقیاء حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، منبع العلوم والفیوض

حضرت مولانا احمد رضا بجنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۸۷...... لیکن اس بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام ضرور سنتے ہیں۔

(انوار الباری، شرح البخاری ج ۱۱ ص ۱۴۶ ط: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

۸۸...... حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا درود وسلام دور سے مجھے فرشتے پہنچاتے ہیں اور قریب سے میں خود سن کر جواب دیتا ہوں۔ (انوار الباری، شرح البخاری ج ۱۲ ص ۲۶۲ ط: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

۸۹...... اور حضرات انبیاء علیہم السلام تو بالاتفاق سنتے ہیں ان کے بارے میں تو کوئی اختلاف ہے ہی نہیں۔

(انوار الباری، شرح البخاری ج ۱۲ ص ۳۰۵ ط: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

۹۰...... زائرین کے صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔ (انوار الباری، شرح البخاری ج ۱۲ ص ۳۵۲)

۹۱...... شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں۔ آپ قریب سے سلام عرض کرنے والوں کا سلام بنفس نفیس سنتے ہیں۔ (انوار الباری، شرح البخاری ج ۱۷ ص ۱۱۴ ط: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

۹۲...... حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ کے فتاویٰ رشیدیہ میں ہے کہ سماع موتی کے مسئلہ میں اختلاف عام مومنین کے بارے میں ہے ورنہ سماع انبیاء میں کوئی اختلاف نہیں اسی لئے فقہاء نے قبر مبارک پر شفاعت کا سوال کرنے کو لکھا ہے۔
(ملفوظات محدث کشمیری رحمۃ اللہ ص ۱۲۸ ط: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

۹۳...... حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ نے نشر الطیب میں حیات قبر شریف اور مشاغل مثلاً اعمال امت کا ملاحظہ فرمانا نماز پڑھنا سلام سننا سلام کو جواب دینا ثابت فرمایا ہے۔ (ملفوظات محدث کشمیری رحمۃ اللہ ص ۱۲۶)

شیخ المفسرین، ذروۃ سنام الدین، مجاہد جلیل، مہتمم جامعہ عربیہ مخزن العلوم عیدگاہ خان پور، اسوۃ الاصفیاء، حافظ الحدیث

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی صاحب رحمۃ اللہ، امیر جمعیۃ علماء اسلام (التوفی ۱۴۱۵ھ، ۱۹۹۴ء)

۹۴...... تسکین الصدور کی تقریظ میں لکھتے ہیں کہ اپنے موضوع میں مسلک اہل السنت والجماعت (حیات النبی ﷺ وسماع النبی ﷺ عندالقبر الشریف) کے بیان میں کافی وشافی ہے۔ (تسکین الصدور ص ۲۷ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

شیخ الاتقیاء، وحید العصر، بقیۃ السلف، قدوۃ الخلف، سید العلماء، صفوۃ الصلحاء، سند الابرار، جامع الکمالات، صادق الاحوال، صوفی باصفاء، خواجہ خواجگان، سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم سرخیل، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی (التوفی ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء)

۹۵...... علماء دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی دوسری اجماعی دستاویز تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور جس میں دیوبندی مسلک کو اصولی طور پر محفوظ کر دیا گیا۔ اس پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبر مع بقاء اجساد مطہرہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ مجمع علیہا ہے...... خلاصہ یہ کہ حیوۃ الانبیاء فی القبور کا مسئلہ تو تقریباً ضروریات دین میں سے شمار ہو کر امت کا ایک اجماعی مسئلہ بن چکا ہے۔ (تسکین الصدور ص ۳۰-۳۱ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

۹۶...... حضرت خواجہ صاحب اپنے ایک مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں۔ قرون اولیٰ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک جمیع علماء کرام کا اجماعی طور پر حیات النبی ﷺ کے متعلق جو عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں روضہ اقدس ﷺ پر جو درود شریف پڑھے وہ بلا واسطہ سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ حضرات دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف کرے اتنی بات یقینی ہے کہ اس کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں ہے جو شخص اکابر دیوبند کے مسلک کے خلاف رات دن تقریر بھی کرے اور اپنے آپ کو دیوبندی بھی کہے یہ بات کم از کم ہمیں تو سمجھ نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم اور اکابر دیوبند کے مسلک کے صحیح پابند بنا کر استقامت نصیب فرمادے۔

نوٹ: یہ مکتوب گرامی خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف سے خود حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ کے لیٹر پیڈ پر لکھا ہوا ہے اور اس کی کاپی مولف کے پاس محفوظ وموجود ہے۔ (مجلہ "صفدر" گجرات شیخ المشائخ نمبر، طبع اوّل رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ، ناشر مظہریہ دارالمطالعہ حق چار یار اکیڈمی مدرسہ دمحلہ حیات النبی ﷺ گجرات ص ۶۸۶-۶۸۷)

وکیل اہلسنت، قاطع فرق باطلہ، مناظر اسلام، خلیفہ مجاز حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ،
مدیر ماہنامہ حق چار یار و مصنف کتب کثیرہ، فاضل دار العلوم دیوبند

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۰۴ء)

۹۷...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی بعد الموت اپنی اپنی قبور مطہرہ میں روح کے تعلق سے جسمانی حیات اور سماع عند القبر کے عقیدہ پر اہل حق کا اجماع ہے۔ چنانچہ اکابر علمائے دیوبند کے عقائد کی دستاویز المہند علی المفند مؤلفہ مرجع العلماء والصلحاء حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ میں مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح کر دی گئی۔

(حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فتنوں کے تعاقب میں ص ۶۶، ۶۷ ط: تحریک خدام اہل سنت چکوال ضلع جہلم پاکستان)

مفکر اسلام، مصنف مطالعہ بریلویت وغیرہ، چیف جسٹس پاکستان؛ وفاقی شرعی عدالت، مرکزی راہنما تنظیم اہلسنت والجماعت

حضرت مولانا علامہ ڈاکٹر خالد محمود دامت برکاتہم لندن، ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر

۹۸...... سماع عند القبر کے موضوع پر عام لوگوں کے بارے میں تو اختلاف ہے کہ سنتے ہیں یا نہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سماع عند القبر مجمع علیہ ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔

(مقام حیات، المسمی بہ مدارک الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء ص ۵۳۵، ۵۳۴ ط: دار المعارف لاہور)

امام اہلسنت، فخر علماء دیوبند، پاسبان مسلک اہلسنت والجماعت، عمدۃ المصنفین، زبدۃ المفسرین، خاتم المحدثین،
رئیس المتکلمین شیخ الحدیث والتفسیر، فاضل دار العلوم دیوبند و خاتم الخلفاء حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد سرفراز خان رحمۃ اللہ علیہ صفدر (المتوفی ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء)

۹۹...... حضرت اپنی مایہ ناز تصنیف تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور جو کہ علماء دیوبند کی دوسری اجتماعی دستاویز ہے، میں ذریت مماتیت کو چیلنج کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''بلا خلاف و تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تقریباً ۱۳۷۴ھ (یعنی ۱۹۵۰ء کی دہائی میں...... ناقل) تک اہل السنۃ والجماعۃ کا کوئی فرد، کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ دنیا کے کسی خطہ میں اس کا قائل نہیں رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام) کی روح مبارک کا جسم اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے، کسی اسلامی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث و تفسیر کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی، علم الکلام کی ہو یا علم تصوف و سلوک کی، سیرت کی ہو یا تاریخ کی، کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا جسم اطہر سے کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔ من ادعی خلافہ فعلیہ البیان و لایمکنہ ان شاء اللہ تعالیٰ الی یوم البعث والجزاء والمیزان''

(تسکین الصدور ص ۲۹۰ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

۱۰۰...... (الف) حضرت ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام: الدرۃ المضیئۃ فی الزیارۃ المصطفویۃ ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں: ومن اعظم فوائد الزیارۃ ان الزائر اذا صلی و سلم علیہ عند قبرہ سمعہ

سما عاحقیقیاًو ر دعلیہ من غیر واسطۃ بخلاف من یصلی ویسلم من بعیدفان ذالک لایبلغہ الابو اسطۃ لماجاء بسند جیدمن صلّے عندقبری سمعتہ ومن صلّی علی نائیاأبلغتہ کہ زیارت کے فوائد میں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قبر کے نزدیک زیارت کنندہ درود وسلام پڑھتا ہے تو آپ بغیر واسطہ (ملائکہ) کے حقیقی طور پر سنتے ہیں بخلاف اس کے جو دور سے درود وسلام پڑھے۔ کیونکہ وہ آپ کو واسطہ کے بغیر نہیں پہنچتا۔ کیونکہ کھری اور جید سند کے ساتھ یہ روایت آئی ہے کہ جس نے میری قبر کے پاس مجھ پر صلوٰۃ پڑھی تو میں خود سنتا ہوں اور جس نے دور سے پڑھی تو وہ میرے پاس پہنچائی جاتی ہے۔ (آنکھوں کی ٹھنڈک ص ۱۶۸ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

۱۰۰...... (ب) عندالقبر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

(اتمام البرہان ص ۶۲ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

پاسبان مسلک دیوبند، مناظر اسلام، عالم بے بدل، مرکزی راہنما مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا محمد علی جالندھری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۱ھ)

۱۰۱...... وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بعلق روح حیات حاصل ہے اور اسی حیات کی وجہ سے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔

(ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی اگست ۱۹۶۲ ص ۲۵-۲۴)

۱۰۲...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا سے انتقال فرمانے کے بعد عالم برزخ میں جو حیات حاصل ہے وہ روح مبارک کے تعلق سے اسی دنیوی جسد اطہر کے ساتھ ہے جو روضۂ اقدس میں محفوظ وموجود ہیں اور اسی تعلق کی وجہ سے روضۂ انور پر پڑھے گئے درود وسلام کو بغیر کسی واسطے کے علی الدوام خود سماعت فرماتے ہیں۔ اسی عقیدہ کو ہمارے اکابر نے المہند میں حیات برزخیہ کے تحت لکھا ہے۔

(سوانح وافکار مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۲۴، حیات انبیاء کرام علیہم السلام ص ۲۵ ط: مکتبۃ الاشرفیہ لاہور)

۱۰۳...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع عندالقبر پر تمام اہلسنت والجماعت کا اتفاق اور اجماع ہے اور اہلسنت میں کوئی معتبر شخص ایسا نہیں گزرا جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عندالقبر صلوٰۃ والسلام کا سماع نہیں فرماتے۔

(حیات انبیاء کرام علیہم السلام ص ۵۳ ط: مکتبۃ الاشرفیہ لاہور)

مناظر اسلام، سابق امیر مجلس تحفظ ختم نبوۃ پاکستان، اُستاذ العلماء والمناظرین،

حضرت لال حسین اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۱۰۴ تا ۱۰۶...... حضرت نے مذکورہ بالا ۳ حوالہ جات پر تصدیقی دستخط فرمائے ہیں۔

فقیہ العصر، پیر طریقت، فاضل دارالعلوم دیوبند، بانی ومہتمم جامعۃ الرشید کراچی

حضرت اقدس مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۲ء)

۱۰۷...... احتج القائلون بانہامندوبۃ بقولہ تعالٰی ولوانہم اذظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول الایۃ وجہ الاستدلال بہا انہ حی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ بعدموتہ کمافی حدیث الانبیاء احیاء فی

قبورهم وقدصححه البيهقي فثبت ان حكم الاية باقٍ بعدوفاته فينبغي لمن ظلم نفسه ان يزور قبره ويستغفر الله عنده فيستغفر له الرسول ترجمہ: اوراس کے پسندیدہ ہونے پر ولو انهم اذ ظلموا ... سے دلیل پکڑی گئی ہے اور وجہ استدلال یہ ہے کہ نبی علیہ السلام وفات کے بعد اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ اس حدیث کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے صحیح بتلایا ہے تو ثابت ہوا کہ آیت کا حکم آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی باقی ہے۔ پس جو شخص اپنی جان پر ظلم کرے تو اُس کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ قبر اقدس کی زیارت کرے اور اللہ سے معافی طلب کرے تو نبی پاک ﷺ بھی اللہ تعالیٰ سے اُس کے لئے معافی طلب فرمائیں گے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۱ ط: مکتبۃ الرشید کراچی)

مفسر قرآن، مہاجر مدینۃ الرسول ﷺ، فاضل جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور، اُستاذ الاساتذہ،

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری (المتوفی)

۱۰۸...... روضہ مطہرہ کے پاس درود وسلام پڑھا جائے تو آنحضرت ﷺ خود سنتے ہیں اور جو کوئی دور سے درود وسلام بھیجے اس کو فرشتے پہنچا دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ کے بہت سے فرشتے ہیں جو زمین میں گشت لگاتے پھرتے ہیں (اور) میری امت کا سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں۔ (رواہ النسائی و ابن حبان فی صحیحہ کمافی الترغیب والترہیب للمنذری ص ۴۹۸ ج ۲، وقال ابن القیم فی جلاء الافہام وہذا اسناد صحیح، عقیدہ حیات النبی ﷺ ص ۳۳، ۳۴ ط: الجامعۃ الحقانیہ ساہیوال سرگودھا)

شیخ الحدیث والتفسیر، تلمیذ رشید حضرت مولانا حسین احمد المدنی رحمہ اللہ، فاضل دار العلوم دیوبند،

حضرت مولانا علاؤ الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ مہتمم دار العلوم نعمانیہ صالحیہ ڈیرہ اسماعیل خان

۱۰۹...... میرا اور میرے اکابر حضرات علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور قبر کے قریب سے صلوٰۃ وسلام خود سماعت فرماتے ہیں۔ جو شخص مذکورہ بالا عقیدے کا منکر ہے نہ تو وہ دیوبندی ہے نہ ہی اہلسنت والجماعت سے اس کا کوئی تعلق ایسا آدمی بدعتی ہے، اس کی اقتداء میں نماز جائز نہیں۔ نیز اہل محلہ پر لازم ہے کہ ایسے امام کو معزول کر کے اس کی جگہ صحیح العقیدہ امام مقرر کیا جائے۔

(سہ ماہی مجلہ قافلہ حق جلد نمبر ۲ شمارہ نمبر ۲ ص ۶۵، ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ ۲۰۰۸ء)

۱۱۰...... حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں حضرات علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اوران کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں۔ روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کے سلام کو آپ ﷺ خود سماعت فرماتے ہیں اہلسنت والجماعت اور اکابر دیوبند کے رسائل میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (ڈیرہ اسماعیل خان کے جید علماء کرام وخطباء عظام ومفتیان شرع متین کی طرف سے شائع ہونے والا اشتہار، المسمیٰ: اظہار حقیقت مطبوعہ ۱۹۹۰)

نوٹ: اس کی کاپی مؤلف کے پاس محفوظ ہے۔

امام الاولیاء، جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۱۱۱...... سرورکائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق حضرات علماء دیوبند کثر اللہ تعالیٰ سوادھم کا عقیدہ یہی ہے کہ جب کوئی شخص آپ کے روضۂ اطہر پر حاضری کے دوران آپ کے حضور ہدیہ سلام پیش کرتا ہے تو آپ خود سنتے ہیں بدقسمتی یہ ہے کہ اس دورِ شر وفتن میں ان قدسی صفات بزرگوں کا نام لے کر بعض لوگ گمراہ کن نظریات پھیلاتے ہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا ان حضرات سے کوئی تعلق نہیں ہے ان حضرات کا ان معاملات میں صحیح نظریہ وہی ہے جو المہند علی المفند میں موجود ہے اور بحمداللہ تعالیٰ ہم اسی کو صحیح دین سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ اسی پر استقامت نصیب فرمائے مؤلف کتاب کو خداوند تعالیٰ مسلک دیوبند کا دفاع کرنے کی مزید توفیق عطاء فرماوے اور ان کی اس سعی دکاوش کو قبول فرمائے۔ آمین! (تنبیہ الغافلین علی اقوال الخادعین ص ۴۳ط: مدرسہ قاسم العلوم شہر سلطان)

عارف باللہ، تلمیذ رشید شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فاضل دار العلوم دیوبند،

محدث العصر حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور (المتوفی)

۱۱۲...... میرا عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں وہی ہے جو اکابر دیوبند کا رہا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

۱...... ہمارے اکابر دیوبند کے شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی معروف کتاب فیوض الحرمین سے ان کا عقیدہ واضح ہے۔

۲...... ان کے بعد شیخ الحدیث اول روح دار العلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف آب حیات سے ان کا عقیدہ ظاہر ہے۔

۳...... مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ان کی کتاب زبدۃ المناسک سے واضح ہے یہ سب بزرگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی حیات کے قائل تھے جسے دنیوی برزخی کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جو کچھ کلمات خطاب وتوسل زبدۃ المناسک میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائے ہیں وہ شارح ہدایہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں لکھے ہیں۔ ملاحظہ ہو (فتح القدیر ج ۲ ص ۲۳۶)

۴...... حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ۱۳۲۵ھ میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت گنگوہی وشیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور شارح ابوداؤد ومہاجر مدینہ منورہ نے المہند میں تحریر فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے المہند ص ۱۲۲ مطبوعہ کراچی المہند کے مندرجات کی صحت پر علماء حرمین بلکہ دنیا بھر کے اساطین امت کے دستخط اور اس کے مضامین کی تصدیقات وتقاریظ تحریر ہیں۔ سب سے پہلے دستخط حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اسیر مالٹا کے ہیں پھر حضرت مولانا سید احمد حسن رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اور حضرت مفتی عزیز الرحمن رحمۃ اللہ علیہ مفتی دار العلوم دیوبند۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عبدالرحیم رائپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا حکیم محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ، برادر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم بلاد ہند کی تصدیقات درج ہیں پھر علماء مکہ مکرمہ پھر علامہ مفتیان کرام مدینہ منورہ کی طویل تحریرات وتصدیقات ہیں اور علماء شام میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں محمد ابوالخیر ابن عابدین کی تصدیق بھی ہے و دیگر علمائے شام جامعہ ازہر مصر اور دیگر مصری علماء کی بھی۔ ان کی فہرست ہر شخص المہند میں دیکھ سکتا ہے۔

۵...... ان حضرات کے بعد استاذ نا المحترم شیخ العرب والعجم حضرت مولانا السید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے دارالعلوم دیوبند میں ایک ثلث صدی درس حدیث دیا اپنی کتاب نقش حیات میں یہ مضمون تحریر فرماتے ہیں علمائے دیوبند وفات ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی اور بقاء علاقہ بین الروح والجسم کے مثبت ہیں اور بڑے زور شور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں رسالہ آب حیات نہایت مبسوط رسالہ خاص اسی مسئلہ کے لئے لکھا گیا ہے۔ نیز ہدیۃ الشیعہ، اجوبہ اربعین و دیگر رسائل مطبوعہ مصنفہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اس مضمون سے بھرے پڑے ہیں۔ (نقش حیات ج ۱ ص ۱۰۳) غرض اکابر دیوبند کا جو اہل السنت والجماعۃ حنفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں سب کا یہی عقیدہ چلا آرہا ہے اور یہی میرا عقیدہ ہے۔

۶...... جناب شیخ محمد بن عبدالوہاب النجدی کے صاحبزادے جناب شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قبر مبارک میں برزخی حیات حاصل ہے جو شہداء کی حیات سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ آپ شہداء سے افضل ہیں اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ آپ سلام کرنے والے کا سلام سنتے ہیں (رسالہ شیخ عبداللہ ص ۴۱)

حضرت مولانا منظور صاحب نعمانی مدظلہم نے اپنے ایک مضمون میں اس رسالہ کے اقتباسات دیئے ہیں پھر یہ مضمون دارالعلوم دیوبند کے پندرہ روزہ عربی رسالہ الداعی میں بالاقساط شائع ہوا ملاحظہ ہو۔ (رسالہ الداعی ۲۵ رجنوری ۱۹۷۸)

بہرحال یہی مسلک ہے جس پر علمائے امت کا اتفاق چلا آرہا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ علی الاطلاق سماع موتی کے قائل تھے اور انتقال یا دفن کے بعد میت کو تلقین کرنے سے بھی منع نہ کرتے تھے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ بخاری و مسلم میں یہ صحیح حدیث آئی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو لہٰذا میت کی تلقین سنت ہے کہ اور یہ بھی ثابت ہے کہ قبر میں تدفین کے بعد میت سے سوال ہوتا ہے، اس کا امتحان ہوتا ہے اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ تلقین میت کو فائدہ پہنچاتی ہے کیونکہ میت آواز سنتا ہے جیسا کہ صحیح روایت بخاری میں آیا ہے کہ وہ بلاشبہ ان کے جوتوں کی چاپ (اپنی قبر میں سے) سنتا ہے اور فرمایا کہ جو کوئی آدمی کسی قبر کے پاس سے گزرتا ہے اور صاحب قبر کو سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قبر میں اس پر اس کی روح کو لوٹا دیتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ج ۱ ص ۲۸۹) لیکن امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سماع موتی کے اس حد تک قائل ہیں جتنا حدیث شریف میں بتلایا گیا ہے۔ مصنف تنبیہ الغافلین کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ توفیق عنایت فرمائی کہ انہوں نے اپنے اکابر کے مسلک کو اجاگر کیا اور اعتماد علی السلف کی افادیت اور اہمیت پر خاصہ زور لگایا جو اس نازک اور پرفتن دور میں نہایت ہی ضروری ہے اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں مزید برکت عطاء فرمادے۔

اللّٰھم ارنا الحق حقًا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلًا وارزقنا اجتنابہ

(تنبیہ الغافلین علی اقوال الخادعین ص ۳-۹ ط: مدرسہ قاسم العلوم شہر سلطان)

یادگار اسلاف، ولی کامل، استاذ العلماء، فاضل دارالعلوم دیوبند، تلمیذ رشید حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ظفروال ضلع نارووال پنجاب

۱۱۳...... انبیاء علیہم السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جمہور امت کا عقیدہ یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبور مقدسہ

میں حیات ہیں اوران کے مقدس ومطہرابدان بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کوحیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مثل ہے۔ بجزاس کے کہ وہ احکام شرعیہ کے مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس میں جو درود پڑھا جائے بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین، متکلمین اور اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے اور خصوصا اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں جو اہل انصاف اور اہل بصیرت کے لئے کافی وشافی ہیں۔ لہٰذا جس شخص کا عقیدہ جمہور امت کے عقیدہ کے خلاف ہوتو وہ اہل سنت والجماعت اور اکابر علماء دیوبند کے مسلک سے خارج ہے اور ایسے شخص کو اپنے اختیار سے امام مقرر کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے عقیدہ کے حامل شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور ایسے عقیدہ کے حامل شخص پر لازم ہے کہ وہ اپنا عقیدہ جمہور امت کے عقیدے کے موافق کرے۔ (مجلہ قافلہ حق سرگودھا، ربیع الاوّل ۱۴۳۰ھ جلد نمبر ۳ شمارہ نمبر ۱)

فاضل دیوبند، استاد العلماء امیر جمعیت علماء آزاد کشمیر

حضرت مولانا محمد یوسف خان رحمۃ اللہ علیہ صاحب پلندری (المتوفی)

۱۱۴...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر پاک میں زندہ ہیں اور قریب سے پڑھا جانے والا صلوٰۃ وسلام سماعت فرماتے ہیں۔

(سہ ماہی قافلہ حق جلد ۲ شمارہ ۳ ص ۶۵ رجب، ۱۴۲۹)

استاد العلماء، خلیفہ حضرت شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ فاضل دارالعلوم دیوبند، مہتمم نجم المدارس تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

حضرت مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۵...... آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور قبر کے قریب پڑھے جانے والا درود وسلام سماعت فرماتے ہیں اور جواب سے بھی سرفراز فرما رہے ہیں۔ (حجاج کرام کوتربیت کے وقت جاری کی جانے والی ہدایات ص ۲۱)

۱۱۶...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں زندہ ہیں اور قریب سے صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔

(نجم الفتاویٰ، کتاب العقائد ج ۲ ص ۱۴ ط: نجم المدارس کلاچی)

۱۱۷...... اسی باب کے حوالہ ۱۱۰ پر حضرت کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں۔

استاذ العلماء والمحدثین، رئیس وفاق المدارس العربیہ پاکستان،

استاذ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم، فاضل دارالعلوم دیوبند، شیخ الحدیث، مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم

۱۱۸...... ایک بات یاد رکھیں سماع موتی میں جو اختلاف ہے وہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے سماع میں نہیں ہے حضرات انبیاء علیہم السلام کا سماع بالاتفاق اور بالاجماع مسلم ہے البتہ دوسرے موتی کے بارے میں اختلاف ہے۔

(کشف الباری شرح صحیح بخاری ص ۱۲۳، کتاب المغازی ص ۱۲۵ تحت حدیث نمبر ۳۷۶۰ ط: مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی)

۱۱۹...... جہاں تک حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع کا تعلق ہے تو اس بارے میں سلف کے درمیان کوئی اختلاف موجود نہیں۔ (نفحات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان، باب اثبات عذاب القبر ج ۱ ص ۵۷۷ ط: مکتبہ فاروقیہ کراچی)

استاذ العلماء، سینیٹر جمعیت العلماء اسلام، فاضل دار العلوم دیوبند، نائب مہتمم نجم المدارس تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

حضرت مولانا قاضی عبداللطیف کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۱۱ء)

۱۲۰...... اسی باب کے حوالہ ۱۱۰ پر حضرت کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں۔

مرکزی راہنما تنظیم اہل السنت والجماعت، محافظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم مؤلف حیات الاموات

حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۱...... ان احادیث کے مطابق امت کا قریباً قریباً اجماعی ایمان ویقین ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف پر پیش کردہ سلام کو خود سماعت فرماتے ہیں اور اگر کوئی دور سے درود پڑھے تو فرشتے پہنچا دیتے ہیں۔

(حیات الاموات خصوصاً حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سید الکائنات ص ۱۳۰ ط: کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

امام الصوفیاء، خلیفہ اجل حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، استاد دار العلوم دیوبند و بانی جامعہ اشرفیہ لاہور، پیر طریقت

حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء)

۱۲۲...... حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔ صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس پر جو درود پڑھا جاوے، بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے۔ اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء کرام علیہم السلام پر ''آب حیات'' کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ ''المہند علی المفند'' بھی اہل انصاف اہل بصیرت کے لئے کافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل!

(تسکین الصدور ص ۳۷، قبر کی زندگی ۴۹۵-۴۹۶، مقام حیات ص ۲۷۲ ط: ادارہ المعارف لاہور)

شیخ الحدیث، استاذ العلماء، فاضل دار العلوم دیوبند، شیخ الحدیث جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

حضرت مولانا مفتی محمد ولی حسن ٹونکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۳...... ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں زندہ ہیں...... حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے صرف یہ کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ

اقدس پر جو درود شریف پڑھے وہ بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے اب جو اس مسلک کے خلاف کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔

(تسکین ص ۳۹-۳۸ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

فقیہ العصر، مؤلف ہدایۃ الحیران ودیگر کتب نافعہ، پاسبان عقائد اہل السنت والجماعت،
پیر طریقت، بانی جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱ء)

۱۲۴...... حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی ان کی قبروں میں زندگی متفق علیہ عقیدہ کی حیثیت سے ایک طے شدہ حقیقت ہے۔ اکابر اہلسنت میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں ملتا (بلکہ تا قیامت نہیں ملے گا۔ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا از مؤلف) جسے انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی القبر کا انکار کیا ہو اور قبر مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے جسد اطہر سے اتصال وتعلق کی نفی کی ہو۔ بلکہ اس عقیدہ پر اجماع ہے کہ قبر میں روح مبارک کا جسد اطہر سے ایسا تعلق اور اتصال ثابت ہے جس سے جسم مبارک میں حیات اور سماع کی قوت حاصل ہے اور قبر مبارک کے قریب سے سلام کہنے والوں کا سلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس خود سماعت فرمالیتے ہیں۔

(حیات انبیاء کرام علیہم السلام ص ۱۱۳ ط: مکتبہ اشرفیہ لاہور)

۱۲۵...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا سے انتقال فرمانے کے بعد عالم برزخ میں جو حیات حاصل ہے وہ روح مبارک کے تعلق سے اسی دنیوی جسد اطہر کے ساتھ ہے جو روضۂ اقدس میں محفوظ وموجود ہیں اور اسی تعلق کی وجہ سے روضۂ انور پر پڑھے گئے درود وسلام کو بغیر کسی واسطے کے علی الدوام خود سماعت فرماتے ہیں۔ اسی عقیدہ کو ہمارے اکابر نے المہند میں حیات برزخیہ کے تحت لکھا ہے۔ (حیات انبیاء کرام علیہم السلام ص ۲۵ ط: مکتبۃ الاشرفیہ لاہور)

۱۲۶...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع عند القبر پر تمام اہلسنت والجماعت کا اتفاق اور اجماع ہے اور اہلسنت میں کوئی معتبر شخص ایسا نہیں گزرا جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر صلوٰۃ والسلام کا سماع نہیں فرماتے۔

(حیات انبیاء کرام علیہم السلام ص ۵۳ ط: مکتبۃ الاشرفیہ لاہور)

استاذ العلماء، شیخ الحدیث والتفسیر، مفسر قرآن، فاضل دارالعلوم دیوبند، بانی ومہتمم جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء)

۱۲۷...... اسی لئے حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: من صلی علی عندقبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا ابلغتہ یعنی جو شخص میری قبر پر آکر درود پڑھے گا تو میں اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے گا تو وہ مجھ تک پہنچایا جائے گا۔ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف علماء اس حدیث کو ضعیف بتاتے ہیں۔ حالانکہ یہ حدیث سات سندوں سے آئی جس میں بعض ضعیف بھی ہیں یعنی ان میں مروان سدی صغیر (والصحیح محمد بن مروان) ضعیف راوی ہے مگر امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالشیخ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ بالکل صحیح ہے اس کی سند میں کوئی راوی ضعیف نہیں ہے۔

(معالم العرفان فی دروس القرآن ج ۱۵، ص ۳۴۲)

۱۲۷...... جو آدمی حضور پاک ﷺ کی قبر پر جا کر درود و سلام عرض کرے تو آپ ﷺ اسے خود سنتے ہیں اور اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس بارے میں صحیح حدیث موجود ہے۔ من صلی علی الخ اس روایت کے سارے راوی صحیح ہیں اور اسے امام ابن القیم، امام ابن کثیر اور ملا علی القاری رحمہ اللہ نے بھی صحیح کہا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ جیسے بڑے محدث بھی اس کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ (معالم العرفان فی دروس القرآن ج ۱۴ ص ۴۵۹، ۴۶۰)

شارح ابی داؤد، صدر المدرسین مظاہر علوم سہارنپور انڈیا، تلمیذ رشید مولانا زکریا رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد عاقل صاحب مدظلہم

۱۲۹...... عن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال مامن احدیسلم علیَ الا ردالله علیَ روحی حتی اردعلیه السلام جو شخص مجھ پر سلام پڑھتا ہے۔ (قبر شریف پر حاضر ہوکر، کمایشیر الیه ترجمة الباب) تو اللہ تعالیٰ شانہ مجھ پر میری روح کو لوٹاتے ہیں۔ حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب خود بنفس نفیس دیتا ہوں کتنی بڑی خوش قسمتی وسعادت ہے کہ آنحضرت ﷺ پڑھنے والے کا سلام سنتے ہیں اور پھر اس کا جواب دیتے ہیں (گویا ایک لحاظ سے ہم کلامی ہوئی) اگر یہ نعمت ساری دنیا خرچ کر کے بھی حاصل ہو تو آپ ﷺ کے امتی کے حق میں ارزاں ہے۔

علامہ خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء للقاضی عیاض (ج ۳ ص ۵۰۰) میں تحریر فرماتے ہیں حدیث کا مطلب بلا تکلف جو ذہن میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبور میں زندہ ہیں اور ان کی حیات شہداء کی حیات سے زیادہ قوی ہے، یہ حضرات قبور میں آرام فرما رہے ہیں بمنزلہ، نائمین کے ہیں اور ظاہر ہے کہ نائم متکلم کا سلام وکلام بیدار ہونے کے بعد ہی سنتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ مسلّم کا سلام سننے کے بعد متیقظ اور بیدار ہوتے ہیں اور اس کے سلام کو جواب دیتے ہیں۔ اھ تو گویا ردّ روح کنایہ ہے تیقظ و بیداری سے اور اسی نوع کا ایک جواب وہ ہے جس کو حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ نے بذل المجهود میں نقل فرمایا ہے کہ ردّ روح سے مراد یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ عالم برزخ میں آپ ﷺ کی روح انور تجلیات ربانیہ ومعارف الٰہیہ کی طرف متوجہ رہتی ہے جب کوئی امتی آپ ﷺ پر سلام پڑھتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ آپ کی روح مبارک کو اس مصلّی کی طرف متوجہ فرما دیتے ہیں تا کہ آپ ﷺ اس کے سلام کا جواب دیں۔ اھ میں کہتا ہوں علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے بھی اخیر میں اسی توجیہ کو زیادہ پسند فرمایا ہے کہ (کمافی رساله انباء الاذکیاء ج ۲ ص ۱۵۱) جس کا حاصل یہ ہے کہ ردروح سے مراد افاقه عن الاستغراق والمشاهده ہے۔ ان کی پہلی توجیہ جو ہمارے یہاں شروع میں نقل ہو چکی ہے وہ من حیث العربیه والقواعد النحویه ہے اور یہ توجیہہ روحانی اور معنوی ہے۔ لاتجعلوا بیوتکم قبوراً حدیث کا یہ ٹکڑا کتاب الصلوٰہ میں باب صلوٰۃ الرجل التطوع فی بیته میں گزر چکا، ولا تجعلوا قبری عیداً میری قبر کو مظہر عید جائے سرور اور جشن منانے کی جگہ نہ بناؤ، وہاں زینت وسرور کے ساتھ آ کر جمع مت ہو، قبر تو عبرت کی چیز ہے اور بعض نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ میری قبر کی زیارت جلدی جلدی اور بکثرت کیا کرو یہ نہیں کہ عید کی طرح کبھی آ گئے جیسے عید سال میں ایک مرتبہ آتی ہے (خصوصاً وہ حضرات جو مدینہ کے قرب وجوار کے رہنے والے ہیں) اور کہا گیا ہے کہ عید بمعنی اعتیاد (کسی کام کی عادت بنالینا) یعنی میری قبر پر بار بار آنے کے عادی مت بنو اس لئے کہ اس میں سوء ادب کا اندیشہ ہے۔

(الدرّ المنضود علی سنن ابی داؤد ج ۳ باب زیارة القبور ص ۳۲۷، ۳۲۹، ۳۳۰ ط: مکتبة الشیخ بہادر آباد کراچی)

اُستاذ الاساتذہ، عالم نحریر جامع المعقول والمنقول، شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان

حضرت مولانا محمد شریف کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۱۳۰...... سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع اہل سنت قائل اور مثبت ہیں اور ہمارے اکابرین دیوبند کا یہی عقیدہ ہے اور جو شخص اس عقیدے کو عقائد شرکیہ اور بدعیہ میں شمار کرتا ہے وہ بالکل جاہل اور پرلے درجے کا احمق اور ملحد ہے وہ حقیقت شرک سے قطعاً نا آشنا ہے مسلمانوں کو ایسے شخص سے دور رہنا چاہئے۔

(تنبیہ الغافلین علیٰ اقوال الخادعین ص ۲ ط: مدرسہ عربیہ قاسم العلوم جامع مسجد مہاجرین شہر سلطان مظفر گڑھ)

۱۳۱...... حضرت العلامہ مدظلہ نے ایک کتاب مسمی بہ ''تنبیہ الغافلین علی اقوال الخادعین'' پر تقریظ لکھتے ہوئے یہ لکھا کہ: ''سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر کے بارے میں میرا بھی وہی عقیدہ ہے جو اکابر دیوبند کا ہے وغیرہ ذالک اس کے بعد ڈیرہ اسماعیل خان کے کسی صاحب نے حضرت والا مدظلہ سے اس مسئلہ پر گفتگو کی تو دوران بحث ''حدیث من صلی علی عند قبری سمعتہ'' کی سند پر بھی تبصرہ ہوا جس کو بعد میں ان صاحب نے بعنوان ''اعلان برأت'' شائع کر دیا جس سے بظاہر یہ تأثر ہوتا تھا کہ حضرت والا کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے اور حضرت والا اس عقیدے سے برأت ظاہر کرتے ہیں۔ حضرت والا کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے نزاکت کو محسوس فرماتے ہوئے ایک تحریر عنایت فرمائی جس میں حضرت نے وضاحت وتصریح کے ساتھ اظہارِ خیال فرمایا ہے اور اس پر جامعہ خیر المدارس اور جامعہ قاسم العلوم ملتان کے مفتیانِ عظام کے تائیدی دستخط بھی ثبت ہیں۔

(خیر الفتاویٰ کتاب العقائد ج ۱ ص ۱۲۵-۱۲۶ ط: مکتبہ امدادیہ ملتان)

فضیلۃ الشیخ، الجامع بین المعقول والمنقول، شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک، نوشہرہ

حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

۱۳۲...... تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور قبر کے قریب سے سنتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں اور اس بارے میں صحیح روایات موجود ہیں۔

(تبیان الاحادیث تقریر مشکوٰۃ شریف ص ۷۳۳ باب اثبات عذاب القبر)

استاذ الحدیث، عالم باعمل، تلمیذ رشید حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، فاضل دار العلوم دیوبند
واستاذ الحدیث جامعہ نعمانیہ صالحیہ ڈیرہ اسماعیل خان

حضرت مولانا امیر عباس صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۱۳۳...... اسی باب کے حوالہ ۱۱۰ پر حضرت کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں۔

استاذ الحدیث، عالم لاثانی، تلمیذ رشید حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ وکشمیری رحمۃ اللہ علیہ،
فاضل دار العلوم دیوبند، مہتمم واستاذ الحدیث جامعہ نعمانیہ صالحیہ ڈیرہ اسماعیل خان

حضرت مولانا سراج الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء)

۱۳۴...... اسی باب کے حوالہ ۱۱۰ پر حضرت کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں۔

مفتی دارالعلوم دیوبند، مرتب فتاوی دارالعلوم دیوبند، استاددارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۱۰ء)

۱۳۵...... اہل السنۃ والجماعۃ کا قرآن وحدیث کی روشنی میں اجماعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں اجسادِ عنصریہ کے ساتھ حیات ہیں اور یہ حیات برزخی حیاتِ دنیوی سے کم نہیں ہے اور تلذذ اً نماز ودیگر عبادات میں مشغول ہیں۔ یہ حیات برزخی اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے۔ اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامۂ مؤمنین بلکہ ارواحِ کفار کو بھی حاصل ہے۔ امت کا یہ اجماعی عقیدہ اصولِ شریعت کتاب وسنت اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ کتاب العقائد ص ۹۵ ط: مکتبہ امدادیہ ملتان)

۱۳۶...... دلائل کثیرہ سے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور قبر اطہر کے قریب پڑھا جانے والا درود شریف سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم خود بلا واسطہ سنتے ہیں۔ اس لئے اسلام کے چودہ سوسالہ دور میں مسلمانوں کا عمل اسی عقیدہ پر رہا ہے کہ جس نے حج کیا اس نے مدینہ منورہ کی زیارت ضرور کی تاکہ سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں صلوٰۃ وسلام کا تحفہ پیش کر سکے۔ مسلمانوں کو یہ عمل احادیث کثیرہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ کتاب العقائد ص ۱۲۰ ط: مکتبہ امدادیہ ملتان)

نائب مفتی دارالعلوم دیوبند، استاددارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا مفتی کفیل الرحمن صاحب

۱۳۷...... حضرت نے حوالہ نمبر ۱۳۵ پر تائیداً دستخط فرمائے ہیں۔

۱۳۸...... حضرت نے حوالہ نمبر ۱۳۶ پر تائیداً دستخط فرمائے ہیں۔

شیخ الاسلام، فقیہ العصر، جامع شریعت وطریقت، مفسر قرآن، شارح بخاری، مسلم،
ترمذی، عمدۃ المصنفین، چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت پاکستان، شیخ الحدیث،

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نائب صدر دارالعلوم کراچی

۱۳۹...... ان الاصل فی ھذہ المسئلہ قول اللہ تبارک وتعالیٰ: ولا تقولوا الخ ولما ثبت الحیاۃ للشہداء ثبت للانبیاء علیہم السلام بدلالۃ النص لان مرتبۃ الانبیاء اعلیٰ من مرتبۃ الشہداء بلاریب... وقد ورد فی ھذا الباب حدیث صریح... عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون... وبالجملۃ فان ھذہ الاحادیث مع حدیث الباب (مررت علی موسیٰ علیہ السلام الخ...) علی کون الانبیاء احیاء بعد وفاتھم وھو من عقائد جمہور اھل السنۃ والجماعۃ... وانما المقصود حیاتھم بمعنی ان لارواحھم تعلقا قویا باجسادھم الشریفۃ المدفونۃ فی القبور ولھذا التعلق القوی حدثت لاجسادھم خصائص کثیرۃ من خصائص الاجساد مثل سماع السلام وردہ... ترجمہ: اس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ولا تقولوا الخ بنیاد ہے۔ جب شہداء کے لئے حیات ثابت ہوئی تو دلالت النص سے انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی ثابت ہوگئی کیونکہ ان کا مرتبہ بلاشبہ شہداء سے برتر وبالا ہے...... اس باب میں واضح حدیث بھی ہے...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔نماز پڑھتے ہیں ...... بالجملہ یہ تمام احادیث بشمول حدیث باب کے (کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر گزر ہوا تھا) بتاتی ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد زندہ ہیں اور یہ جمہور اہل السنت والجماعت کے عقائد میں سے ہے اور مقصود یہ ہے کہ ان کی زندگی بایں معنی ہے کہ ان کی ارواح کا ان کے قبروں میں مدفون بدنوں کے ساتھ مضبوط تعلق ہے اور اسی مضبوط تعلق کیوجہ سے ان کے اجسام میں جسم والی کئی خصوصیات پیدا ہوگئیں ہیں جیسے سلام کا سننا اور اس کا جواب دینا۔ (تکملہ فتح الملہم ج ۵ ص ۳۰،۲۸ ط: دار العلوم کراچی)

استاد الحدیث واستاد العلماء، علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ ٹاؤن کراچی

حضرت مولانا احمد الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء)

۱۴۰...... ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں زندہ ہیں۔ حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے صرف یہ کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس پر جو درود شریف پڑھے وہ بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے اب جو اس مسلک کے خلاف کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔

(تسکین ص ۳۹،۳۸ ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

ہندوستان کے مشہور معروف عالم دین، صاحب شمائل کبریٰ، استاذ الحدیث، مدرسہ ریاض العلوم جونپور انڈیا

حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد احمد قاسمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

۱۴۱...... حضرات انبیاء کرام قبروں میں نماز پڑھتے ہیں چنانچہ آپ علیہ السلام بھی اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہیں...... متعدد روایتوں سے یہ بات ثابت ہے کہ جو آدمی آپ کی قبر اطہر کے پاس سلام پیش کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں...... چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں...... اور یہ اہلسنت والجماعت طائفہ حق کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے۔ (شمائل کبریٰ ج ۱۰ ص ۴۳ ط: زمزم پبلیشرز کراچی)

شہید اسلام، فقیہ وقت، نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ ارشد حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کاندھلوی، سابق مدیر ماہنامہ بینات کراچی

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شہید (شہادت ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء)

۱۴۲...... میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روضہ اطہر میں حیات جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اور یہ حیات برزخی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درود وسلام پیش کرنے والوں کو سلام کا جواب دیتے ہیں جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ میرے اکابر کے نزدیک گمراہ ہے۔اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔اس کی تقریر سننا جائز نہیں اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق روا نہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱۰ ص ۵۱۹ ط: مکتبہ بینات کراچی، ص ۲۹۹، ج ۱ تخریج شدہ ایڈیشن ط: مکتبہ لدھیانوی)

۱۴۳...... سوال: مجمع الزوائد و مستدرک وغیرہ میں جو یہ حدیث آتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور روضۂ رسول ﷺ پر حاضر ہو کر سلام کریں گے آپ ﷺ ان کا جواب دیں گے ٹھیک ہے یا نہیں؟

جواب: یہ روایت صحیح ہے اور صحیح مسلم کی روایت اس کی مؤید ہے۔ واللہ اعلم!

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۹۷-۹۸ تخریج شدہ ایڈیشن ط: مکتبہ لدھیانوی ج ۱۰ ص ۵۱۸ ط: مکتبہ بینات کراچی)

۱۴۴...... کہیں تصریح تو یاد نہیں۔ اکابر سے سنا ہے کہ احاطہ مسجد شریف میں جہاں سے بھی درود و سلام پڑھا جائے خود سماعت فرماتے ہیں۔ مسجد کی حدود جہاں تک وسیع ہوگی وہاں تک سماعت کا حکم ہوگا اور حجرہ شریفہ کے قریب سے سلام عرض کرنا اقرب الی الادب والحجۃ ہوگا۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۳۰۹ تخریج شدہ ایڈیشن ط: مکتبہ لدھیانوی و ص ۵۳۸ ج ۱۰ ط: مکتبہ بینات کراچی)

۱۴۵...... آنحضرت ﷺ روضۂ اطہر میں حیات ہیں۔ سلام سماعت فرماتے ہیں اور جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۳۱۱ تخریج شدہ ایڈیشن ط: مکتبہ لدھیانوی)

استاد الاساتذہ، امام علم الصرف والنحو، نمونہ اسلاف، مجسمہ اخلاص و تواضع، برکۃ العصر، شیخ الحدیث والتفسیر،
فاضل جامعہ سراج العلوم سرگودھا و جامعہ امینیہ دہلی، شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ کینٹ سیالکوٹ،
بانی واستاذ الحدیث جامعہ معرفۃ الاسلام ڈیرہ اسماعیل خان،

حضرت مولانا علامہ محمود الحسن قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء)

۱۴۶...... اسی باب کے حوالہ ۱۱۰ پر حضرت کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں۔

مفتی ڈیرہ، پیکر خلوص، ابوالخیر، فاضل مظاہر العلوم سہارنپور، مہتمم و رئیس دارالافتاء جامعہ محمودیہ عیدگاہ کلاں ڈیرہ اسماعیل خان

حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس قریشی آفندی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (التوفی)

۱۴۷...... اسی باب کے حوالہ ۱۱۰ پر حضرت کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں۔

جامع المعقول والمنقول، شیخ الحدیث، بانی جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

مولانا نذیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (التوفی)

۱۴۸...... حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا اپنی قبور میں سننا اہل السنۃ والجماعت کے تمام ائمہ میں متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اس میں کسی معتد بہ عالم نے خلاف نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رشیدیہ میں ایک مسئلہ میں گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''انبیاء کرام علیہم السلام کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کیا کہ ان کے سماع میں کسی کا اختلاف نہیں۔'' یہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی رائے نہیں بلکہ حکایت اجماع ہے۔

(اشرف التوضیح تقریر اردو، مشکوۃ المصابیح باب اثبات عذاب القبر ج ۱ ص ۲۶۴ ط: مکتبۃ العارفی فیصل آباد)

حکیم العصر، محدث دوراں، ولی کامل، مخدوم العلماء، شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا، ضلع لودھراں

حضرت اقدس مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (۲۰۱۵ء)

۱۴۹...... اس بارے میں ایک خاص بات یاد رکھئے کہ یہ سماع اور عدم سماع کا اختلاف انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ

باقی اموات کے بارے میں ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اجماع ہے کہ اُن کی قبر کے قریب اگر اُن پر صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے تو انبیاء علیہم السلام سنتے ہیں۔ یہ مسئلہ اہل سنت والجماعت کا متفق علیہ ہے جو اس سے انکار کرتا ہے وہ اہل سنت والجماعت میں سے نہیں ہے۔ (خطبات حکیم العصر ج ۲ ص ۲۲۳ ط: مکتبۃ شیخ لدھیانوی باب العلوم کہروڑ پکا، لودھراں)

۱۵۰...... حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ آنکھوں والوں کے لئے روضہ ٔ اقدس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اجلیٰ بدیہیات میں سے ہے بدیہی اس کو کہتے ہیں جس کو سوچنے کی ضرورت نہ ہو جیسے آپ کو دن کے وقت کوئی دلیل تلاش کرنے کی ضرورت نہیں کہ سورج موجود ہے دن نکلا ہوا ہے...... یہ مسئلہ بدیہی ہے......اور اجلیٰ بدیہیات اس کو کہتے ہیں جو بالکل واضح ہو اور اس میں سرے سے غور وفکر کی ضرورت ہی نہ ہو۔

(خطبات حکیم العصر ج ۳ ص ۳۶۵ ط: مکتبۃ شیخ لدھیانوی باب العلوم کہروڑ پکا، لودھراں)

امام الصوفیاء، عالم باعمل، استاذ بخاری شریف مبلغ اسلام مولانا طارق جمیل صاحب دامت برکاتہم العالیہ،
استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان وجامعہ قاسم العلوم ملتان

حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء)

۱۵۱...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں حی (زندہ) ہیں اور قبر شریف پر سلام پڑھا جائے تو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور ہر جگہ سے نہیں سنتے۔ بلکہ دور دراز سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے والوں کا سلام آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ یہی عقیدہ اہل السنت والجماعت کا ہے۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۳۵۳ ط: جمعیت پبلیشرز لاہور)

استاذ العلماء ولی کامل، شیخ طریقت، شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم العالیہ

۱۵۲...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں روضہ پر پڑھے جانے والا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں یہ اہلسنت والجماعت کا اجماعی واتفاقی عقیدہ ہے۔ اس کا منکر اہلسنت والجماعت دیوبند سے خارج ہے۔

(سہ ماہی مجلہ قافلہ حق ج ۴ شمارہ ۱ بابت ماہ جنوری ۲۰۱۰ء)

۱۵۳...... انبیاء علیہم السلام کے دنیوی ابدان کے ساتھ روح کا اتنا زیادہ تعلق ہے کہ درود شریف سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں جو دور سے پڑھے وہ ان کو پہنچایا جاتا ہے اور گمراہی ہے اور مماتیوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(حیات سرور ص ۹۳ ط: ادارہ علم وعمل لاہور)

منبع الحدیث والفقہ، ہندوستان کے مشہور ومعروف عالم دین، اُستاذ دار العلوم دیو بند،

حضرت مولانا رفعت قاسمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

۱۵۴...... جمہور اکابر امت کے نزدیک روضہ شریف کی زیارت کی بھی ضرور نیت کرنی چاہئے اور روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرے۔ امام جزری حصن حصین میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس دعا قبول نہ ہوگی تو اور کہاں ہوگی؟ صلوٰۃ وسلام اور شفاعت کی درخواست پیش کرنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر دعا مانگے اور مدینہ طیبہ میں درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہئے اور قرآن کریم کی تلاوت کی

مقدار بھی بڑھا دینی چاہئے۔ (مسائل رفعت قاسمی جدید جلد ۵ مسائل حج وعمرہ ۲۵۸ ط: مکتبہ سید احمد شہید اکوڑہ خٹک)

استاد التفسیر دارالعلوم دیوبند، شارح تفسیر جلالین، فناء فی القرآن، استاد دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا نعیم صاحب مدظلہم

۱۵۵...... ہروقت رسول اللہ ﷺ کے مزار پرانوار پر حاضر ہوکر سلام پیش کرنیوالوں کو براہ راست سماعت کی سعادت بلکہ بعض اوقات جواب کی سعادت بھی حاصل ہوتی رہتی ہے۔

(تفسیر کمالین شرح تفسیر جلالین ج ۵ ص ۱۸۴ سورۃ الاحزاب آیت ۵۶ ط: مکتبہ رحمانیہ لاہور)

قاری القراء، اُستاذ الاساتذہ، مہاجر دار الھجرۃ، سابق مدرس مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ومدیر جامعہ رحیمیہ اشاعت القرآن ملتان

حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی)

۱۵۶...... انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبور میں سننا اہل سنت کے تمام ائمہ کا متفق علیہ مسئلہ ہے اس میں کسی بھی معتد بہ عالم نے اختلاف نہیں کیا۔ (تحفۃ المرأۃ فی دروس المشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر، ص ۱۶۹ ط: مکتبہ محمودیہ میرانشاہ ضلع بنوں)

راسخ فی العلم، عمدۃ الافتاء، رئیس دارالافتاء والارشاد خیر المدارس ملتان

حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہم

۱۵۷...... حضرت مفتی ظفیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی پر آپ نے تصدیقی دستخط ان الفاظ میں کئے ہیں۔ نحن متفقون بہ کلمۃ بکلمۃ حرفاً بحرف (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۲۶ ط: مکتبہ امدادیہ ملتان)

نوٹ: جس کا حوالہ اس باب کے ۱۳۵ پر گزرا وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔

۱۵۸...... حضرت مفتی ظفیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی پر آپ نے تصدیقی دستخط ان الفاظ میں کئے ہیں۔ نحن متفقون بہ کلمۃ بکلمۃ حرفاً بحرف (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۲۶ ط: مکتبہ امدادیہ ملتان)

نوٹ: جس کا حوالہ اس باب کے ۱۳۶ پر گزرا وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔

سفیر امن وسلامتی، مہتمم خیر المدارس ملتان وناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہم

۱۵۹...... حضرت مفتی ظفیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی پر آپ نے تصدیقی دستخط ان الفاظ میں کئے ہیں۔ نحن متفقون بہ کلمۃ بکلمۃ حرفاً بحرف (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۲۶ ط: مکتبہ امدادیہ ملتان)

نوٹ: جس کا حوالہ اس باب کے ۱۳۵ پر گزرا وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔

۱۶۰...... حضرت مفتی ظفیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی پر آپ نے تصدیقی دستخط ان الفاظ میں کئے ہیں۔ نحن متفقون بہ کلمۃ بکلمۃ حرفاً بحرف (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۲۶ ط: مکتبہ امدادیہ ملتان)

نوٹ: جس کا حوالہ اس باب کے ۱۳۶ ارگزرا وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور، فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور واستاذ جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ لاہور،
جامعہ محمدیہ لیک روڈ چوبرجی وجامعہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، امام الصرف والنحو

حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہم

۱۶۱...... آقائے دوعالم ﷺ فخر دو جہاں ﷺ سرور کونین ﷺ کی ذات اقدس کیساتھ محبت کے سمندر میں جوش اور ولولہ پیدا کرنے والا عظیم عقیدہ وہ عقیدہ حیات النبی ﷺ ہے، یعنی حضور نبی کریم ﷺ اپنے روضۂ اطہر میں حیات ہیں اور اس انداز سے آرام فرما ہیں کہ قریب سے درود شریف پڑھا جائے تو آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور اگر دور سے درود شریف پڑھا جائے تو فرشتوں کے ذریعے نام لے کر مثلاً فلاں بن فلاں بارگاہ اقدس میں پہنچایا جاتا ہے۔ اسی نیک عقیدہ کی برکت اور کشش ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ کے دیوانے پروانے سارے جہاں میں تڑپ رہے ہیں کہ ہم کب مدینہ منورہ پہنچ کر گنبد خضریٰ کو نورانی جالیوں کے سامنے کھڑے ہوکر درودوسلام کا ہدیہ پیش کریں اور اپنے قلب وجگر اور جسم کے ایک ایک روئیں کو ٹھنڈا کریں اس نیک مبارک عقیدہ پر علمائے سلف وخلف اور پوری امت، امت کے محبین اور دیوانوں کا اجماع ہے۔ (خوشبو والا عقیدہ ص ۸۸ ط: ادارہ محمدیہ لاہور)

عقیدہ حیات النبی ﷺ کی کرامت کاظہور

۱۶۲...... الحمدللہ! ہمارے پاکستان میں دورہ میں طلباء آتے ہیں۔ اس سال بھی الحمدللہ! تقریباً آٹھ سو طلباء تھے۔ ان میں پھر مختلف ذہنوں کے طلباء ہوتے ہیں تو میں اور عقائد کے بیان کے ساتھ ساتھ اس نیک عقیدہ کا ذکر بھی خاص طور پر کرتا ہوں، پچھلے سال رمضان شریف میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ بس میں اللہ کی توفیق سے عرض کررہا ہوں، رمضان شریف کا پہلا عشرہ تھا۔ غالباً پہلی جمعرات تھی یہ ہمارے اساتذہ کرام کے دورہ کا سلسلہ ہوتا ہے کہ وہ تشریف لاتے ہیں تو تقریباً ۶۰ یا ۷۰ علماء اور اساتذہ تھے، ان کے ساتھ بھی ان چیزوں کا تکرار کرتا ہوں۔ یہ ان کی محبت ہے اللہ ان کو جزائے خیر دے۔ تو میں حضور ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں اس نیک عقیدے کا تذکرہ کر رہا تھا اور ساتھ یہ بھی عرض کررہا تھا کہ دیکھو! ہمارے شیخ حضرت موسیٰ صاحب رحمہ اللہ کی قبر سے خوشبو آئی حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ کی قبر سے خوشبو آئی اور اسلام آباد میں حضرت مولانا عبداللہ شہید رحمہ اللہ کی قبر سے خوشبو آئی تو میں نے کہا کہ جب ان کے غلاموں کے غلاموں کا یہ حال ہے خود آقا ﷺ کی کیا شان ہوگی......! ان کے روضے کا کیا عالم ہوگا......! ان کی خوشبو کا کیا عالم ہوگا......! حضور ﷺ کی قبر اطہر کی خوشبو کا بیان تو حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے ایک شعر میں فرمایا ہے۔

ماذا علی من شم تربة احمد		ان لایشم مدی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لوانها		صبت علی الایام صرن لیالیا

''کہ جس نے حضور ﷺ کی تربت کی خوشبو کو سونگھ لیا اگر وہ عرب کی بہترین خوشبو غالیہ نہ سونگھے تو کوئی پرواہ نہیں ہے۔''

تو یہ ذکر خیر ہو رہا تھا ایسا ہوا کہ اللہ کی کرم نوازی......سب کے دوران ہی وہ خوشبو آنا شروع ہوگئی۔ ایک ساتھی جماعت میں سال لگا کر آئے تھے۔ وہ اوپر گیلری میں سبق سن رہے تھے اسپیکر میں سبق ہو رہا تھا تو وہ گیلری میں لیٹ کر سن رہے تھے۔ شاید ان کو کوئی تکلیف تھی تو انہوں نے پرچی لکھ کر مجھے بھیجی کہ مجھے اوپر گیلری میں خوشبو محسوس ہو رہی ہے تو میں نے وہ پرچی پڑھی اور کچھ زیادہ خیال نہیں کیا میں سمجھا کہ شاید ان کا اپنا گمان ہوا اپنا خیال ہو۔ وہ پرچی میں نے جیب میں ڈال لی تو وہ جمعرات کا دن تھا۔ چھٹی ہوگئی۔ اگلے دن جمعہ کے دن بھی سبق ہوا پھر مجھے کوئی خاص جمعہ کی تیاری کا موقعہ بھی نہیں ملا جمعہ کی شام کو میں رائیونڈ کے پاس جامعہ مدنیہ جدید گیا۔ پھر واپس آیا تو جیب سے وہ پرچی نکالی تو پرچی میں سے خوشبو نکلنی شروع ہوگئی اور پھر مغرب کے بعد ۶۰، ۷۰ کے قریب علماء کرام اور طلباء کرام جمع ہوئے۔ مغرب کے بعد علماء کرام اور طلباء نے خوشبو سونگھی اتنی خوشبو کہ پوری مسجد خوشبو سے بھر گئی کمرہ میں گیا تو پورا کمرہ خوشبو سے بھرا ہوا۔ جیب میں پرچی کے ساتھ جو چیز ملتی (تسبیح وغیرہ) اس سے بھی خوشبو شروع ہو جاتی۔ پھر میں خانقاہ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہاں بنوری ٹاؤن کے تخصص فی الحدیث کے استاد حضرت مولانا عبدالعلیم چشتی صاحب جو حضرت شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور استاذ الحدیث حضرت مولانا منیر صاحب کھروڑ پکا والے یہ سب حضرات جمع تھے تو انہوں نے وہ خوشبو سونگھی پھر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جملہ ارشاد فرمایا کہ یہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو ہے۔

میرے عزیز! یہ نیک عقیدہ ایسا ہے کہ سورج کے دیکھنے میں تو شک ہو سکتا ہے لیکن اس عقیدہ کے برحق ہونے میں شک نہیں ہو سکتا۔ (خوشبو والا عقیدہ ص ۱۰۵-۱۰۶ ط: ادارہ محمدیہ لاہور)

مناظر اسلام، جانشین حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ، محقق دوراں، شیخ الحدیث

حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہم مرکزی نائب امیر اتحاد اہل السنت والجماعت پاکستان

۱۶۳...... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس پڑھا ہوا درود وسلام بذات خود سنتے ہیں اور جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں دور سے پڑھا ہوا درود شریف فرشتوں کے ذریعے آپ تک پہنچایا جاتا ہے۔

(علماء دیوبند کا عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم از مولانا عبدالحق خان بشیر صاحب ص ۱۲ ط: حق چار یار اکیڈمی گجرات)

۱۶۴...... تمام علماء کرام متفق ہیں سماع انبیاء علیہم السلام پر کسی کا اختلاف نہیں۔

(یادگار خطبات ص ۲۷۵ ط: مکتبہ اسلامیہ حنفیہ بن حافظ جی میانوالی)

متکلم اسلام، سفیر احناف، ترجمان علماء دیوبند، امیر مرکزیہ عالمی اتحاد اہل السنت والجماعت

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ، مازالت شموس فیوضہ بازغۃ علینا

۱۶۵...... حال ہی میں مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جماہیر مشائخ دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی کتاب المسمیٰ بہ "خوشبو والا عقیدہ" "عقیدہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم" (مؤلفہ امام الصرف والنحو ولی کامل حضرۃ مولانا محمد حسن دامت برکاتہم) پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماعی عقیدہ ہے جس کا منکر اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے، گمراہ ہے، مبتدع فی العقیدہ ہے۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ کے موضوع پر بہت سے اکابر کی کتب منظر عام پر آ چکی ہیں، اسی سلسلہ کی ایک کاوش حضرت اقدس مولانا محمد حسن صاحب مدظلہم کی بھی ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب عشاق رسالت کے لئے قلوب کی تسکین کا باعث اور شفاعت رسالت کا سبب ہوگی۔ حق تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ بالایمان فرمائے اور روز محشر سرکار دوعالم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ) (خوشبو والاعقیدہ ص ۴۹ ط: ادارہ محمدیہ لاہور)

نمونہ اسلاف، ولی کامل، خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ پیر طریقت، مہتمم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ سعودی عرب

حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب مدظلہم

۱۶۶...... حال ہی میں مسئلہ حیات النبی ﷺ پر جماہیر مشائخ دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی کتاب المسمی بہ ''خوشبو والاعقیدہ'' ''عقیدہ حیاۃ النبی ﷺ'' (مؤلفہ امام الصرف والنحو ولی کامل حضرۃ مولانا محمد حسن دامت برکاتہم) پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: شیخ الحدیث امام الصرف والنحو اُستاذ الاساتذہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف خوشبو والاعقیدہ یعنی عقیدہ حیات النبی ﷺ جو کہ حضرت کے مدینہ منورہ کے بیانات ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ حیات النبی ﷺ جو کہ ہمیشہ سے ساری امت کا اجماعی عقیدہ سلف وخلف رہا ہے ہر دور میں ائمہ علم واکابر امت نے اس بارے میں وضاحت کے ساتھ اس مبارک متفقہ عقیدہ کا اظہار فرمایا گو عبارات میں کچھ اختلاف بھی ملے گا مگر نتیجہ سب کا ایک ہی تھا۔ قرآن وسنت اجماع اور قیاس سے علمائے محققین وائمہ سلف وخلف نے اس متفقہ عقیدہ کو ثابت کیا ہے جو اپنی اپنی جگہ پر محور ثابت ہے اسی لئے ہمارے تمام اکابر علمائے اہل السنت والجماعت اور بلا استثنا تمام جماعت امدادیہ دیوبندیہ اس عقیدہ فخر العلماء امام ربانی شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس اللہ سرہ العزیز نے المہند علی المفند میں اس عقیدہ مبارک کے بارے میں تحریر فرمایا ہے: شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی قدس اللہ سرہ العزیز سید العلماء حضرت مولانا میر احمد حسن قدس سرہ العزیز عمدۃ الفقہاء، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب قدس اللہ سرہ العزیز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ العزیز شیخ الاتقیاء حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس اللہ سرہ العزیز اور مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز اکابر نیز اسی طرح اس دور کے اکابر علماء (مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ) اور علمائے کرام ممالک عربیہ نے کی پھر جواب کے ابتداء میں ہی تحریر ہے کہ ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک گویا حضرت امام ربانی رشید گنگوہی اور قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز تو یقیناً اس میں آ گئے اور یہی عقیدہ مبارک جمہور اہل السنت والجماعت کا قرون اولیٰ سے چلا آ رہا ہے اس سیاہ کار راقم کے علم کے مطابق اس عقیدہ اجماعیہ کے منکر اور مماتت کے قائلین کا گروہ صرف پاکستان میں ہے جس کی وجہ سے یقیناً اس فتنہ کو پاکستانی فتنہ ہی کہا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو ہر قسم کی بدعقیدگی سے محفوظ فرمائے اور اپنے اکابر اور جمہور اہل السنت والجماعت کے مبارک عقائد پر پختگی سے جمے رہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ اس (پاکستانی مماتی فتنے) کے بارے میں اتنا عرض کرنا ضروری ہے کہ یہ لوگ دجل کے طور پر اپنی نسبت حضرات اکابر علماء اولیاء دیوبند کی طرف کرتے ہیں جو قطعاً غلط اور دھوکہ فریب ہے اس گمراہ

ٹولے کا ان اکابر سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ حضرت شیخ الحدیث سلیم اللہ خان صاحب رئیس وفاق المدارس العربیہ پاکستان مدظلہ العالی نے بھی اپنی تقریظ میں اس کی تصریح فرمادی ہے۔(خوشبو والاعقیدہ ص ۶۴،۶۵ ط: ادارہ محمدیہ لاہور)

نمونہ اسلاف، ولی کامل، خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ، پیر طریقت،

حضرت مولانا عزیز الرحمن ہزاروی صاحب مدظلہم

۱۶۷...... حال ہی میں مسئلہ حیات النبی ﷺ پر جماہیر مشائخ دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی کتاب المسمی بہ''خوشبو والاعقیدہ''عقیدہ حیاۃ النبی ﷺ''(مؤلفہ امام الصرف والنحو ولی کامل حضرۃ مولانا محمد حسن دامت برکاتہم) پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: عالم باعمل ولی کامل استاذ الاساتذہ مخدوم مکرم حضرت مولانا محمد حسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ علمی حلقوں میں مشہور و معتمد ہیں۔علوم وفنون کے ماہر ہیں۔طلباء کرام کا ان کی طرف بہت زیادہ رجوع ہے۔درس وتدریس کے علاوہ عقائد کی اصلاح تزکیہ باطن کے ساتھ طلباء اور عوام میں عشق رسول ﷺ اور اکابر و اسلاف پر اعتماد پیدا کرتے ہیں۔ دین کے تمام شعبوں کے حامی وناصر ہیں۔بہت سے اکابر کے مجاز بھی ہیں۔ان کا منور چہرہ ان کے حسن باطن کا آئینہ دار ہے۔اس سیاہ کار کا ان کے بارے میں یہ گمان ہے کہ وہ حدیث پاک کے مصداق ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں فرمایا گیا ہے: اذا رئا ذکر اللہ (جب ان لوگوں کو دیکھا جائے تو اللہ یاد آجائے) اس وجہ سے ان کے ساتھ بندہ کو قلبی محبت ہے۔ زیر نظر کتاب خوشبو والاعقیدہ حیات النبی ﷺ ان کے عشق ومحبت رسول اللہ ﷺ کی آئینہ دار ہے۔ جو ان کے مختلف بیانات کا مجموعہ ہے۔جس میں نئے اور دلکش انداز میں اہل السنت والجماعت علماء حق متقدمین ومتاخرین کے متفقہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کو دلائل نقلیہ عقلیہ اور کشفیہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

برادر عزیز جناب حافظ محمد شہباز عالم فاروقی زید مجدہ ہم سب سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اسے ترتیب دے کر اس کی اشاعت کی ہے۔اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حیات النبی ﷺ کا مبارک عقیدہ پوری امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے اور اکابر دیوبند کا بھی اجماعی عقیدہ ہے۔ جو ان کی کتاب''المہند علی المفند''میں ان الفاظ کے ساتھ صراحۃً موجود ہے ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ ہمارے مرشد پاک برکت العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی متعدد کتابوں میں اور ایک مستقل مضمون میں اس مبارک عقیدہ کو مدلل لکھا ہے۔ اکابرین نے اپنی تصنیفات خاص طور پر حج کی کتابوں میں بوقت زیارت روضۂ اقدس ﷺ خوب وضاحت کی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک تمام علماء حق کا مسلک حیات النبی ﷺ کا رہا ہے۔علماء دیوبند کا جیسا کہ مذکورہ ہوا''المہند علی المفند''میں یہی عقیدہ ہے۔اب جو شخ حیات کی بجائے ممات کا عقیدہ رکھتا ہے اس کا علماء دیوبند سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ فتنہ دراصل ایک پاکستانی فتنہ ہے۔ جب اس کا ظہور ہوا تھا اسی وقت سے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کا تحریر اور تقریر کے ذریعے تعاقب کیا تھا۔اب تو اس مسئلے میں اختلاف ہی نہیں بلکہ صاف وصریح توہین بھی کی جاتی ہے جس کے شواہد تحریروں اور کیسٹوں میں موجود ہیں۔اللہ تعالیٰ سب کو اپنے اکابر اور اسلاف کے مبارک عقائد پر قائم رکھے اور حسن خاتمہ شہادت کی موت عطاء فرما کر ان کے ساتھ حضور انور ﷺ کے نعلین شریفین میں جمع

فرمادے۔اس رسالہ کو قبول فرما کر اپنی رضا اور اپنے حبیب محبوب ﷺ کے عشق محبت و شفاعت کا ذریعہ بنائے۔
(خوشبو والاعقیدہ ص ۳۰،۱۳۱ ط: ادارہ محمدیہ لاہور)

پیر طریقت خانقاہ مدنی اٹک، شیخ الحدیث

حضرت مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی صاحب مدظلہم

۱۶۸...... حال ہی میں مسئلہ حیات النبی ﷺ پر جماہیر مشائخ دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی کتاب المسمی بہ ''خوشبو والاعقیدہ'' عقیدہ حیاۃ النبی ﷺ'' (مؤلفہ امام الصرف والنحو ولی کامل حضرۃ مولانا محمد حسن دامت برکاتہم) پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: نبی رحمت ﷺ نے فرمایا من صلّٰی عَلَیَّ عندقبری سمعتہ (جو شخص میرے قبر کے قریب درود پڑھے اُسے میں خود سنتا ہوں) (الحدیث) اس کا انکار کرتے ہوئے جدید معتزلہ (مماتی) لکھتے ہیں: اوّل تو یہ ناممکن ہے اور اگر ہو بھی تو عندیت کیسے ہوگی؟ کیونکہ آپ ﷺ کی قبر مبارک تک تو کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اندر حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا ہے پھر اس پر ایک عمارت ہے اور پھر اس پر ایک عمارت ہے اور گنبدِ خضریٰ ہے۔ وغیرہ ذالک! یعنی یہ بات تو ہماری عقل میں نہیں آتی (العیاذ باللہ) عقیدۂ حیات النبی ﷺ دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک پوری امت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ مماتیوں کے پاس نہ کوئی آیت قرآنی ہے نہ حدیث رسول ﷺ ہے اور نہ ہی اجماع امت اور نہ ہی کوئی مستند دلیل۔ (خوشبو والاعقیدہ ص ۵۵ ط: ادارہ محمدیہ لاہور)

منبع العلوم ومخزن الفہوم، محی السنۃ الغراء، محی البدعۃ الظلماء، امین علوم اکابر،

حضرت مولانا ابو احمد نور محمد قادری تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۹...... اور اس پر بھی اجماع امت ہے کہ جو شخص آپ کے روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھے تو آپ بنفس نفیس سنتے ہیں۔ (البرہان القوی فی اثبات سماع النبی ﷺ ص ۲)

تلمیذ رشید مولانا عبدالحق حقانی، ایڈیٹر ماہنامہ ''القاسم'' مہتمم جامعہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہم

۱۷۰...... رسول اللہ ﷺ کا اپنی قبر مبارک میں بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا اپنی منور قبور میں زندہ ہونا جمہور امت کے مسلمات میں سے ہے۔ اگرچہ حیات کی نوعیت میں اختلاف ہے اور روایات اور خواص امت کے تجربات سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ جو امتی قبر مبارک پر حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہیں آپ ان کا سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ (توضیح السنن شرح آثار السنن ج ۲ ص ۶۸۹، باب فی زیارۃ قبر النبی ﷺ ط: القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نوشہرہ)

محبوب العلماء والصلحاء، مہتمم دار العلوم جھنگ، پیر طریقت،

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب مدظلہم

۱۷۱...... حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے واقعے کو مقام استدلال میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
ایک مرتبہ آپ سفر حج کے متعلق تقریر فرما رہے تھے تو آپ نے حجاج سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا عشق لے

کر جا رہے ہو تو جس قدر ممکن ہے عجز و نیاز حاصل کرو۔ جملہ عاشقوں کے سردار نبی علیہ السلام پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجو، اس راہ عشق کے سردار نبی اکرم ﷺ ہیں اس لئے میرے نزدیک اور میرے بعض علماء کے نزدیک پہلے مدینہ منورہ جانا افضل ہے۔

"وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء:۶۴) ترجمہ: اور اگر وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپ ﷺ کے پاس آئیں اور اللہ سے معافی مانگیں اور رسول ﷺ بھی اُن کے لئے معافی مانگے تو وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا، مہربان پائیں گے۔

ہمارے آقا و سردار ﷺ ساری امت کے لئے رحمت ہیں۔ لہٰذا ان کے پاس حاضری دے کر عرض کرو، یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہیں، آپ ہمارے لئے حج کی قبولیت کی دعا فرمایئے، ہماری شفاعت فرمایئے، پھر بیت اللہ شریف حاضری دیں تا کہ نبی علیہ السلام کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ حج کی عاشقانہ عبادت کو قبول کرلے۔ (عشق رسول ﷺ ص ۱۵۴، ۱۵۵، ط: مکتبۃ الفقیر فیصل آباد)

عالمی مبلغ اسلام، شیخ الحدیث جامعۃ الحسنین فیصل آباد، خطیب مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا فیصل آباد

حضرت مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہم

۱۷۲......

نسیما جانبِ بطحاء گذر کن	زاحوالم محمد ﷺ راخبر کن
ببرایں جانِ مشتاقم دراں جا	فضائے روضہ خیرالبشر کن
اے بادِ صبا بطحا کی طرف جا	میری حالت کی محمد ﷺ کو خبر دے
اس مشتاق جان کو وہاں پہنچا	بہترین انسان کے روضہ کی فضاء میں
یاخیر من دفنت فی البقاع اعظمہ	فطاب من طیبھن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبرانت ساکنہ	فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم
انت شفیع الذی ترجیٰ شفاعتہ	علی الصراط ازامازلت القدم
وصاحباک لا انساھما ابدا	منی السلام علیھم ماجری القلم

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت آپ ﷺ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد حضرت علامہ عتبی رحمۃ اللہ علیہ قبر مبارک پر کچھ پڑھ رہے تھے تو ایک بدو (دیہاتی) آتا ہے، اپنی اونٹنی کو بٹھاتا ہے اور قبر مبارک پر آ کر عرض کرتا ہے "السلام علیک یارسول اللہ" رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کرنے کے بعد کہتا ہے، یارسول اللہ! آپ ﷺ کے رب نے فرمایا ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء:۶۴) اے میرے نبی ﷺ لوگ اپنے اوپر ظلم کر کے آئیں، گناہ کر کے آئیں اور پھر معافی مانگیں اور آپ ﷺ بھی اُن کے لئے سفارش کردیں تو میں انہیں معاف کردوں گا۔ یہ آیت پڑھ کر وہ دیہاتی کہنے لگا کہ جئتک مستغفراً لذنوبی کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا ہوں اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں مستشفعاً بک الی ربی میں آپ ﷺ کو اللہ کے دربار میں سفارشی بناتا ہوں کہ آپ ﷺ کا رب میری بخشش کردے اور پھر وہ رونے لگا اور یہ اشعار پڑھے جو میں نے ابھی آپ کو پڑھ کر سنائے کہ: "اے وہ ذات جس کے

قبر میں جانے سے اندر بھی پاک ہو گیا اور باہر بھی پاک ہو گیا، اندر بھی خوشبو اور باہر بھی خوشبو، پہاڑ بھی مہک اٹھے اور وادیاں بھی مہک گئیں، زمین کا تحت اور فوق ہر طرف خوشبو پھیلی، میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ ﷺ آرام کر رہے ہیں آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کا جود وکرم اسی طرح ہے جیسا دنیا میں تھا، میں آپ ﷺ کے طفیل پل صراط پار کروں گا، اس کے بغیر نہیں کر سکتا۔ ہاں ہاں! میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو بھی نہیں بھول سکتا، آپ ﷺ پر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر جب تک قلم کا رکا قلم چلتا رہے میرا سلام آپ ﷺ کو پہنچتا رہے۔'' (اس بدو نے) یہ اشعار کہے اور آنسو پونچھتا ہوا اونٹنی کو چل دیا ابھی وہ اونٹنی پر بیٹھ رہا ہے کہ عتبی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک دم نیند آئی، اونگھ آئی، فوراً خواب میں اللہ کے نبی ﷺ کی زیارت ہوئی فرمایا: ''عتبی اٹھو! اور اس بدو سے کہہ دو کہ تیری فریاد پہنچ گئی اور تیری بخشش ہو گئی تو اس خطہ کا (روضۂ اقدس) تو کوئی مقابلہ نہیں ہے۔''

نوٹ: یادر ہے یہ وہ اشعار ہیں جو آج بھی مسجد نبوی ﷺ روضہ اقدس پر لکھے ہوئے ہیں اگر یہ شرک ہوتا تو آپ ﷺ کی دعا کے مطابق اللّٰھم لاتجعل قبری وثنایعبد کہ اے اللہ میری قبر کو شرک کی آماجگاہ نہ بنانا۔ روضۂ اقدس پر نہ ہوتے۔ تو پتہ چلا کہ شرک نہیں ہے......از ناقل

جبل استقامت، شہید ناموس صحابہ، جرنیل سپاہ صحابہ، ایم این اے جھنگ

حضرت مولانا محمد اعظم طارق رحمۃ اللہ علیہ شہید (شہادت ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء)

۱۷۳...... مکرمی عبدالرشید بلال صاحب تقبل اللہ منکم العمرۃ والحج السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج بخیر۔ گزشتہ روز یکم اپریل کو آپ کا مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین سے تحریر کردہ محبت نامہ موصول ہوا جس سے مجھے بے پناہ مسرت ہوئی اور یہ آپ حضرات کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ میری ہمت اور جذبات پہلے سے کہیں زیادہ عمدہ اور بہتر ہے آپ کے خط سے ایسا معلوم ہوا کہ جیسے میں خود سفر حجاز مقدس پر ہوں۔ بس جسماہی دور ہوں ورنہ روح کا تعلق تو مسلسل جڑا ہوا ہے اور نیند آتے ہی اکثر ادھر ہی آجاتا ہوں کیونکہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے ہمارا توکل ایمانی سرمایہ ہی ادھر ہے اور اس در سے لو لگانے کے بعد نہ اب کوئی جچتا ہے نہ کسی کی طلب وضرورت ہے۔ حضرت مکی صاحب اور دیگر تمام احباب کو سلام عرض کرنا اگر مدینۃ الرسول ﷺ کا دوبارہ سفر ہو تو امی جان کی خدمت میں سلام عرض کر کے سفارش کرنا کہ پیارے آقا ﷺ اور والد مکرم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس نالائق کی سفارش کر دیں کہ اب اسے ناامید نہ کریں اور نظر کرم نہ ہٹائیں اور خود بھی اپنی شفقت میں اضافہ فرمائیں۔

مزید روضہ رسول ﷺ پر سلام کہنا اور شیخین کی بارگاہ میں بھی عرض کرنا کہ وہ جیسا بھی ہے آخر نام لیوا تو تمہارا ہی ہے سلام عقیدت فرمالیں دیگر تمام مقامات خصوصاً اُحد میں سید الشھداء اور بقیع میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور تمام اہل بیت کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خدمت میں سلام کہنا مکہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور باقی حضرات کی خدمت میں سلام کہنا۔ والسلام!

آپ کا بھائی محمد اعظم طارق
۲/اپریل ۱۹۹۸ء اٹک جیل

(سالنامہ پیام لاہور۔ مدیر مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی ط: نومبر ۲۰۰۷)

نوٹ: اس کی کاپی مؤلف کے پاس محفوظ ہے۔

حضرت مولانا محمد عالم طارق صاحب مدظلہم (برادر مولانا اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ)

۱۷۴...... حال ہی میں مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جماہیر مشائخ دیوبند کی تصدیق سے شائع ہونے والی کتاب المسمی بہ ''خوشبو والاعقیدہ ''عقیدہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم '' (مؤلفہ امام الصرف والنحو ولی کامل حضرۃ مولانا محمد حسن دامت برکاتہم) پر تصدیقی دستخط فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: حمد وصلوٰۃ کے بعد ایک گفتگو جو اس عقیدہ کے متعلق ہے اُس کو دیانت داری سے نقل کر دیتا ہوں ملتان شہر کے مضافات میں مظفر گڑھ کی طرف پل مظفر آباد کے نام سے ایک سٹاپ ہے اُس کے متصل ایک بڑی جامع مسجد ہے جس میں سپاہ صحابہ کے اکثر اجلاس ہوتے رہے ہیں۔ایک اجلاس کے موقع پر میں بھی وہاں کسی غرض سے حاضر ہوا تو مسجد کے متصل جو کمرے ہیں اُن کے اوپر والی منزل پر مولانا محمد اعظم طارق (شہید رحمۃ اللہ علیہ) اور علامہ علی شیر حیدری (شہید رحمۃ اللہ علیہ) اور مولانا محمد اسماعیل محمدی اور چند اور افراد موجود تھے تو مولانا محمد اسماعیل محمد صاحب نے علامہ علی شیر حیدری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اعظم طارق (شہید رحمۃ اللہ علیہ) کو مخاطب کر کے کہا کہ بعض علاقوں میں لوگ ہم سے کہتے ہیں کہ مولانا اعظم طارق (شہید رحمۃ اللہ علیہ) حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ نہیں رکھتے آپ وضاحت فرمائے۔علامہ علی شیر حیدری (شہید رحمۃ اللہ علیہ) نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اس طرح وضاحتوں سے فائدہ نہیں ہوگا۔آپ علماء دیوبند کے عقائد المہند علی المفند لے آئیں ہم اس پر لکھ دیں گے کہ ہمارے عقائد یہی ہیں جو اس میں درج ہیں تو اس طرح مسئلہ مستقل حل ہو جائے گا۔مولانا اسماعیل محمدی صاحب اس پر راضی ہو گئے اس کے بعد مولانا نے اُن سے لکھوایا نہیں لکھوایا میرے علم میں نہیں ہے۔میں نے جو دیکھا اور سنا اُسے یہاں نقل کر دیا میرا بھی یہی عقیدہ ہے جو میرے برادر مولانا اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تھا اور میں بھی عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل ہوں اور اپنے تمام اکابر کی تائید کرتا ہوں۔ (خوشبو والاعقیدہ ص ۶۰،۶۱ ط: ادارہ محمدیہ لاہور)

فتنہ مماتیت کے خلاف قلمی جہاد کا اجمالی تعارف

امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

۱...... تسکین الصدور فی تحقیق فی احوال الموتی فی البرزخ والقبور
۲...... سماع الموتی
۳...... المسلک المنصور
۴...... الشہاب المبین

حضرت علامہ خالد محمود حفظہ اللہ پی ایچ ڈی، لندن

۵...... مدارک الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء (مقام حیات)

حضرت مولانا عبد الشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

۶...... حیات انبیاء کرام علیہم السلام
۷...... ہدایۃ الحیران فی تفسیر جواہر القرآن
۸...... ادراک الفضیلہ فی الدعاء بالوسیلۃ

پیر طریقت حضرت مولانا عبد اللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۹...... القول النقی فی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰...... رحمت کائنات

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱...... مقدمہ فیوضات حسینی

حضرت مولانا حمداللہ جان داجوی مدظلہم

۱۲...... البصائر لسنکری التوسل باہل المقابر

حضرت مفتی احمد سعید سرگودھوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳...... حیات النبی اور علماء دیوبند

۱۴...... مذاہب اربع اور مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

۱۵...... عقیدہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶...... آپ کے مسائل اور ان کا حل حصہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی صاحب مدظلہم

۱۷...... فتوحات صفدر، مناظرہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مناظر الاسلام مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸...... خطبات صفدر

مولانا نعیم احمد صاحب مدظلہم

۱۹...... تجلیات صفدر

مولانا محمد ظفر اقبال صاحب مدظلہم

۲۰...... خطبات امین صفدر (حیات جاوداں)

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱...... مقالات سیرت

حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲...... قہر حق بر صاحب ندائے حق

۲۳...... ضرب المہند علی القول المسند

۲۴...... گجراتی راہنما کی دلچسپ کہانی

۲۵...... جمعیت اشاعت التوحید کی کہانی خود اُن کی زبانی

۲۶...... مناظرہ ڈیرہ اسماعیل خان

حافظ نذیر احمد نقشبندی مدظلہم

۲۷...... حیات پاک

مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ

مولانا عبدالقیوم نعمانی کبیر والا صاحب مدظلہم

۷۰...... چتروڑی کے الزامات کا مسکت جواب

مولانا عبدالکریم ندیم صاحب مدظلہم

۷۱...... معجزہ معراج اور حیات النبی ﷺ

مولانا شوکت علی صاحب مدظلہم

۷۲...... تسکین الخواطر

مولانا نواز بلوچ صاحب مدظلہم

۷۳...... مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ، علماء دیوبند اور مولانا عنایت اللہ شاہ بخاری

مولانا عبدالجبار سلفی صاحب مدظلہم

۷۴...... مناظرہ حیات النبی ﷺ　　۷۵...... لطمۃ الحق

۷۶...... القول المعتبر فی حیات خیر البشر ﷺ　　۷۷...... اصلی کہانی

۷۸...... سب سے پہلا انکشاف　　۷۹...... سیف سراجیہ بر فتنہ مماتیہ

۸۰...... فکری یکجہتی　　۸۱...... تعویذ المسلمین عن شرور المفسدین

۸۲...... تنبیہ الناس علی شر الوسواس الخناس　　۸۳...... اصلی سلفی کون؟

مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب مدظلہم

۸۴...... توضیح البیان فی رد اقامۃ البرہان

مولانا حافظ ریاض احمد اشرفی مدظلہم

۸۵...... علماء دیوبند کا مسلک اور مسئلہ وسیلہ اور استشفاع کی تحقیق

مولانا نوراللہ رشیدی صاحب مدظلہم

۸۶...... روح کی آڑ میں مسلمہ حقائق کا انکار　　۸٦...... ذریت عثمانیت سے سوالات

۸۸...... کیا کیپٹن مسعود الدین عثمانی قرآن کا منکر تھا　　۸۹...... عقیدہ حیات الانبیاء اور قائدین امت

مولانا ظفر اقبال مدظلہم

۹۰...... امام بخاری رحمہ اللہ کا عادلانہ دفاع

حضرت مولانا مجیب الرحمن صاحب مدظلہم

۹۱...... اعلام حق بجواب پیغام حق　　۹۲...... الصراط السوی فی حیاۃ النبی ﷺ

۹۳...... راہِ حق　　۹۴...... اعلان حق یا اعلان باطل

مولانا محمد عمر قریشی مدظلہم

۹۵...... عادلانہ جواب

مولانا عبدالحمید حقانی مدظلہم

۹۶...... اظہار الحق

مولانا ابوالحسن صاحب مدظلہم

۹۷...... مناظرہ حیات النبی ﷺ سرگودھا

مولانا اکرم طوفانی مدظلہم

۹۸...... بہتان عظیم کی حقیقت

خدام خانقاہ مدنی اٹک شہر

۹۹...... ضرب حیدری

مولانا رسال محمد صاحب مدظلہم

۱۰۰...... جماعت اشاعۃ التوحید والسنہ و شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ

مفتی عبدالواحد قریشی صاحب مدظلہم

۱۰۱...... اجماع العلماء علی حیاۃ الانبیاء علیہم السلام
۱۰۲...... الاجوبۃ الفاضلۃ للاسئلۃ الکاملہ
۱۰۳...... عقیدہ حیات النبی ﷺ اور حنفی فقہاء کرام
۱۰۴...... عقیدہ حیات النبی ﷺ اور مالکی فقہاء کرام
۱۰۵...... عقیدہ حیات النبی ﷺ اور شافعی فقہاء کرام
۱۰۶...... عقیدہ حیات النبی ﷺ اور حنبلی فقہاء کرام
۱۰۷...... عقیدہ حیات النبی ﷺ اور مفسرین کرام
۱۰۸...... عقیدہ حیات النبی ﷺ اور محدثین کرام
۱۰۹...... عقیدہ حیات النبی ﷺ اور صوفیاء عظام
۱۱۰...... حیات النبی ﷺ کورس

خاتمۃ الکلام مع چیلنج

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد آپ کا ضمیر آپ کو پکار پکار کر کہے گا کہ علماء دیوبند رحمہم اللہ کے نزدیک انبیاء اپنی وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں خصوصاً حضرت محمد ﷺ اپنے روضہ مبارکہ میں زندہ ہیں اور اسی وجہ سے قبر کے نزدیک پڑھے گئے۔ صلوٰۃ وسلام کو سنتے ہیں۔ اس پر آپ مجموعی طور پر چار سو زائد حوالہ جات ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب جو شخص ان سینکڑوں حوالہ جات کا انکار کر کے کہے کہ نبی علیہ السلام اپنی زمینی قبر میں زندہ نہیں اور عندالقبر صلوٰۃ وسلام نہیں سنتے، اس کو کم از کم خود کو دیوبندی کہلواتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔ نیز میں بانگ دہل یہ چیلنج کرتا ہوں کہ علماء دیوبند کا کوئی ایک مستند حوالہ پیش کریں جس میں یہ تحریر ہو کہ نبی علیہ السلام قبر میں زندہ نہیں ہیں اور صلوٰۃ وسلام نہیں سنتے۔ ایسا کوئی ایک حوالہ پیش کرنے پر مبلغ ایک کروڑ روپیہ دیا جائے گا۔ نیز قرآن پاک کی کوئی ایک آیت مبارکہ، کوئی ایک حدیث نبوی علیہ السلام پیش کرنے پر بھی مبلغ ایک کروڑ روپیہ دیا جائے گا جس میں واضح لفظ ہو کہ وفات کے بعد نبی علیہ السلام قبر میں زندہ نہیں یا قبر کے پاس صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے　　یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

عبدالواحد قریشی

۱۰ر جنوری ۲۰۱۲ء

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ (الحديث)

عقیدہ
حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر

۱۰۰ اعتراضات کے جوابات

تالیف:

جناب مفتی عبدالواحد قریشی حفظہ اللہ

مدیر ادارۃ النعمان ڈیرہ اسماعیل خان

عقیدہ حیات النبی ﷺ پر 100 اعتراضات کے جوابات



ادارۃ النعمان

مسجد کریمیہ، محلہ فاروق اعظمؓ گلی قریشیاں والی، مسلم بازار، ڈیرہ اسماعیل خان

Mufti Abdul Wahid Qureshi

0333-[illegible]-7709

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حرفِ چند)

حضرت مولانا مفتی عبدالواحد قریشی صاحب مدظلہم

مفتی عبدالواحد قریشی صاحب نے عقیدہ حیات النبی ﷺ پر ہونے والے اعتراضات کو جمع کر کے ان کے علمی جوابات دیئے، جس کا نام ''عقیدہ حیات النبی ﷺ پر ۱۰۰ اعتراضات کے جوابات'' ہے۔ اس کتاب کو مصنف نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے: (۱) پہلا حصہ عقیدہ حیات النبی ﷺ پر پیش کی جانے والی آیات قرآنیہ پر اعتراضات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ (۲) دوسرے حصہ میں عقیدہ حیات النبی ﷺ پر بطور دلیل پیش کی جانے والی احادیث پر اعتراضات کے جوابات ذکر کیے گئے ہیں۔ (۳) تیسرے حصہ میں عقیدہ حیات النبی ﷺ پر مختلف عقلی سوالات (جو اکثر و بیشتر کیے جاتے ہیں) کو نقل کر کے ان کے تسلی بخش جوابات دیئے ہیں۔ اس مجموعہ میں شامل کر رہے ہیں۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَالَ فِیْ حَقِّ الشُّهَدَاءِ بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ قَالَ اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ وَعَلٰی مَنْ تَبِعَهٗ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ

ایک نظر اِدھر بھی

زیر نظر کتاب عقیدہ حیات النبی ﷺ پر ۱۰۰ سوالوں کے جوابات، میں منکرین عقیدہ حیات النبی ﷺ کی طرف سے اُٹھائے گئے اعتراضات کا جواب ہے۔

فی الوقت یہ پہلی کاوش ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اسباب مہیا فرمائے تو اس عنوان پر بہت جلد جلد دوئم بھی پیش کی جائے گی۔ یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔

۱...... عقیدہ حیات النبی ﷺ پر بطور دلیل پیش کی جانے والی آیات قرآنیہ پر سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔

۲...... عقیدہ حیات النبی ﷺ پر بطور دلیل پیش کی جانے والی احادیث مبارکہ پر سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔

۳...... عقیدہ حیات النبی ﷺ پر مختلف عقلی سوالات (جو کہ مماتیوں میں مشہور ہیں) کو نقل کر کے ان کے تسلی بخش جوابات پر مشتمل ہے۔

نوٹ: قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اس کتاب کے ساتھ ساتھ بندہ کی ایک اور کتاب عقیدہ حیات النبی ﷺ کورس کا بھی ضرور مطالعہ کیا جائے بہت فائدہ ہوگا۔ ان شاء اللہ!

(مفتی) عبدالواحد قریشی ...... جون ۲۰۱۲ء

باب اوّل ...... اعتراضات حصہ قرآنی

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (البقرۃ: ۱۵۴)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو جائیں تم اُنہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں اور تمہیں اُن کی زندگی کا احساس نہیں ہوتا۔

اعتراض نمبر ۱: عقیدہ حیات النبی ﷺ پر دیوبندی جو سورۃ البقرۃ: ۱۵۴ پیش کرتے ہیں یہ تو شہید کے بارے میں ہے یہ نبی پاک ﷺ کے لئے کیسے دلیل بن سکتی ہے؟

جواب نمبر ۱: یہ آیت مبارکہ اگر شہید کے لئے ہے تو مماتی شہید کو بھی تو قبر میں زندہ نہیں مانتے؟ چلو پھر شہید کو قبر میں زندہ مان لیں آدھا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جواب نمبر ۲: حدیث پاک سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور پاک ﷺ شہید ہو کر فوت ہوئے ہیں جس طرح یہ آیت شہید کے بارے میں ہے تو اس طرح نبی پاک ﷺ بھی شہید بن کر اس آیت کی خوشخبری میں شامل ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ج ۲ ص ۶۳۷ ط: قدیمی کراچی، مستدرک کتاب المغازی ج ۳ ص ۶۰، ۶۱، رقم الحدیث ۴۳۹۴/ ۹۸، اقرہ الذہبی رحمہ اللہ، ط: دار العلمیہ بیروت لبنان)

اعتراض نمبر ۲: اس آیت میں نبی پاک ﷺ کا نام موجود نہیں ہے، پھر کیسے دلیل بنے گی؟

جواب: یہ تو ایسا فضول سوال ہے کہ کوئی بیوقوف آدمی بھی نہیں کہہ سکتا بلکہ یہ تو ایسے ہے جیسے کوئی پاگل کہے کہ ماں باپ کو اللہ تعالیٰ نے ''اُف'' کہنے سے منع تو کیا۔

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا (بنی اسرائیل:۲۳) (والدین کو) اُف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو (سخت لہجے میں بات نہ کرو)

مگر گالی دینے یا منہ پر جوتی مارنے سے منع تو نہیں کیا تو اسے جواب دیا جائے گا کہ ارے پاگل منع کرنے میں گالی کا لفظ نہیں ''اُف'' کا لفظ ہے اور ''اُف'' چھوٹی چیز ہے اور گالی بڑی چیز ہے۔ جب چھوٹی چیز منع ہے تو گالی دینا اس سے بڑھ کر منع ہے۔ بالکل اسی طرح اس آیت میں نبی ﷺ کا لفظ تو نہیں ہے شہید کا لفظ ہے شہادت چھوٹی چیز اور نبوت بڑی چیز ہے جب شہید زندہ ہے تو نبی ﷺ کا رتبہ شہید سے بڑا ہے۔ لہٰذا وہ اس سے بڑھ کر زندہ ہے۔ کیونکہ شہید نے نبی پاک ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے اور حضور پاک ﷺ کی شریعت کو دل سے تسلیم کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو شہادت کے بعد زندہ فرمادیا مگر حضور پاک ﷺ تو خود کلمہ اور شریعت امت کو دینے والے ہیں، یقیناً حضور پاک ﷺ کا مرتبہ شہداء سے بہت زیادہ ہے۔

صحاح ستہ میں حدیث پاک کی سب سے بڑی کتاب صحیح بخاری کی شرح فتح الباری میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کو سمجھاتے ہوئے یوں فرماتے ہیں: ''وَقَدْ ثَبَتَ بِهِ النَّقْلُ فَدَلَّ ذَالِكَ عَلَى حَيَاتِهِمْ قُلْتُ وَإِذَا ثَبَتَ أَنَّهُمْ أَحْيَاءٌ مِنْ حَيْثُ النَّقْلِ فَإِنَّه يَقْوِيْهِ مِنْ حَيْثُ النَّظَرِ كَوْنُ الشُّهَدَاءِ أَحْيَاءٌ بِنَصِّ الْقُرْآنِ وَالْأَنْبِيَاءُ أَفْضَلُ مِنَ الشُّهَدَاءِ''

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب واذکر فی الکتاب مریم، ج ۶ ص ۴۸۸، ط: دار المعرفہ بیروت لبنان)

ترجمہ: بے شک قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اسی بات کو عقل بھی تسلیم کرتی ہے کہ جب شہداء زندہ ہیں تو انبیاء کرام علیہم السلام کا رتبہ شہداء سے بہت بلند ہے۔ اسی لئے وہ ان سے بڑھ کر زندہ ہیں۔

اعتراض نمبر ۳: اس آیت میں قبر کا لفظ تو نہیں پھر قبر میں کیسے زندہ ثابت ہوتے ہیں؟

جواب: اسی آیت میں ''لِمَنْ يُّقْتَلُ'' اور ''بَلْ أَحْيَاءٌ'' کا لفظ آیا ہے یعنی جو شہید ہوا وہی زندہ ہے تو قتل اور شہادت جسم پر واقع ہوتی ہے اور یہی جسم قبر میں ہوتا ہے تو مطلب واضح ہوا کہ یہی جسم زندہ ہے جو قبر میں ہے۔

مثال: یہ اعتراض تو ویسا ہے کہ جیسے کوئی بے وقوف آدمی کہے کہ چائے میں اگر دودھ ہے تو نکال کر دو تو اسے جواب دیا جائے گا چائے میں دودھ تو ہے مگر پتی میں مل گیا ہے یعنی چائے کے اندر چھپا ہوا ہے اسی طرح قبر کا لفظ موجود ہے مگر ''لِمَنْ يُّقْتَلُ'' اور ''بَلْ أَحْيَاءٌ'' کے الفاظ میں چھپا ہوا ہے۔

اعتراض نمبر ۴: اس آیت کے آخر میں ایک اور لفظ بھی آتا ہے: ''وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ'' کہ تمہیں شہداء کی زندگی کا احساس اور شعور نہیں ہے تو جب شعور ہی نہیں تو کیسے زندہ مانتے ہو؟

جواب: ہم دنیا والے لوگوں کو شعور نہیں ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے ان کی زندگی دیکھ سکیں شعور نہ ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ شہداء مردہ ہیں اور جو لفظ ''وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ'' تم پیش کرتے ہو اس کے پیچھے بھی آیت پڑھو جس

میں اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں: "بَلْ اَحْیَاءٌ" کہ وہ زندہ ہیں۔ جب اللہ پاک نے زندہ فرما دیا تو اب کوئی اشکال ہی نہ رہا۔

جواب: ہمارے کندھوں پر فرشتے بیٹھے ہیں اور ہمیں ان کا شعور نہیں ہے کہ وہ ہمارے لباس کے باوجود قلم اپنے ہاتھوں میں کیسے پکڑتے ہیں؟ ہمارے اعمال کون سے صفحات پر لکھتے ہیں؟ کندھے پر پانی ڈالتے وقت کہاں ہوتے ہیں؟ اور جب انسان کسی بچے کو کندھے پر بٹھا لیتا ہے جیسے کہ آپ ﷺ نے اپنے حیدری نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اور اپنی نواسی حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا کو کندھے پر بٹھایا تھا تو فرشتے کدھر گئے تھے؟ یا جس طرح محکمہ پولیس کے افراد کسی ملزم کو تفتیش کے لئے اُلٹا لٹکا دیتے ہیں تو کندھے پر بیٹھے فرشتوں کا کیا بنتا ہے؟ مگر ان سب باتوں کے باوجود بھی مسلمان فرشتوں کے موجود ہونے پر ایمان بالغیب رکھتے ہیں تو اسی طرح شہداء کی زندگی کا ہمیں شعور نہیں مگر ایمان بالغیب رکھنا ہے۔

نوٹ: ہم مماتیوں سے پوچھتے ہیں کہ جب قرآن مجید نے بتلا دیا کہ تمہیں شعور تک نہیں ہے تو پھر تم مماتیوں کو کیسے شعور آ گیا ہے کہ شہداء مردہ ہیں؟

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اعتراض نمبر ۵: کون کہتا ہے کہ یہ آیت ہمارے نبی پاک ﷺ کے لئے ہے؟ اور اس آیت سے حضور پاک ﷺ قبر میں زندہ ثابت ہوتے ہیں کیا کسی مفسر قرآن نے بھی یہ عقیدہ لکھا ہے؟

جواب: جی ہاں قرآن پاک کی تفسیروں میں یہ ثابت ہے کہ یہ آیت انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی ہے۔ البقرۃ آیت: ۱۵۴ کی تفسیر میں اہل السنت والجماعت کے کئی مفسرین نے عقیدہ حیات النبی ﷺ لکھا ہے۔ مثلاً: مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ شہداء میں شامل ہو کر زندہ ہیں۔

فَلَیْسَ الشَّھِیْدُ بِاَوْلٰی مِنَ النَّبِیِّ ﷺ وَاَنَّ نَبِیَّ اللہِ حَیٌّ یُرْزَقُ فِیْ قَبْرِہٖ کَمَا وَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ

(احکام القرآن از تھانوی رحمہ اللہ، ج ۱ ص ۹۲، ط: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کا مرتبہ شہداء سے بہت زیادہ ہے۔ بے شک اللہ کے نبی ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے، یہ عقیدہ حدیث پاک سے ثابت ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللہِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ (آل عمران ۱۶۹)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر ﷺ) جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ زندہ ہیں، انہیں اپنے رب کے پاس رزق ملتا ہے۔

اعتراض نمبر ۶: "عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ" یعنی شہداء اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے ہیں حالانکہ تم لوگ قبروں میں زندہ مانتے ہو؟

جواب نمبر ۱: یہ بات ثابت شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے تو پھر کیا خدا قبروں میں نہیں ہے؟

جواب نمبر ۲: اگر مماتیوں کی یہ بیوقوفی مان لی جائے تو یہ کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ تو کائنات میں ہر جگہ بلا جسم و بلا مکان موجود ہے تو لہٰذا شہداء بھی ہر جگہ موجود ہوئے کیونکہ شہداء رب کے پاس جو رزق کھاتے ہیں تو پھر شہداء کا ہر جگہ موجود ہونا رضاخانیوں سے بھی بدتر عقیدہ بن جائے گا اور مماتی اس فضول نظریہ کے طرف دار ہیں۔

اصل حقیقت: "عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ" یعنی شہید اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے ہیں۔ یہ ایک قرآن

کریم کی اصطلاح یعنی محاورہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ شہداء کو بغیر محنت ومزدوری کے کھانا پینا ملتا ہے ان شہیدوں کو اپنے رب کی طرف سے بغیر تکلیف کے رزق حاصل ہوتا ہے۔ "عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ" کی آیت کا اصل مطلب تو یہی بنتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم، سورۃ آل عمران: ۳۷ میں ہے: "هُوَ مِنْ عِنْدِ اللهِ" کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں یعنی حضرت مریم علیہا السلام کو فلسطین میں بغیر محنت کے رزق ملا کرتا تھا اور وہ فرماتی تھی کہ اللہ کے ہاں سے آیا ہے یعنی مجھے یہ رزق بغیر محنت کے ملا ہے۔ اسی طرح سمجھو "عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ" یعنی شہداء اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے ہیں مطلب یہ ہے کہ شہداء بھی بغیر محنت ومزدوری کے رزق حاصل کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں جو مماتی بے چاروں نے سمجھ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطاء فرمائے تو مسئلہ آسانی سے سمجھ میں آ سکتا ہے۔

<u>جواب نمبر ۳</u>: قرآن کریم میں ہے: اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران: ۱۹)

<u>ترجمہ</u>: یقیناً دین اسلام اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

تو مماتیو! اب جرأت کرو خود اپنے بارے میں کہہ دو کہ ہمارے پاس دین نہیں ہم بے دین ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ دین اللہ کے پاس ہے۔

<u>نوٹ</u>: جس طرح دین اسلام اللہ کے پاس ہوتے ہوئے ہمارے پاس بھی ہے تو اسی طرح شہداء اللہ کے پاس ہوتے ہوئے قبروں میں روح کے تعلق سے رزق کی لذت محسوس کرتے ہیں۔

<u>وضاحت</u>: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وَلَا تَقُوْلُوْا ...الخ (البقرۃ: ۱۵۴) فرما کر شہداء کو مردہ کہنے سے روک دیا۔

دوسری جگہ وَلَا تَحْسَبَنَّ ...الخ (آل عمران: ۱۶۹) فرما کر شہید کو مردہ گمان کرنے سے بھی روک دیا۔

گویا قرآن کریم میں شہداء کی حیات کے بارے میں غلط بولنے اور غلط سوچنے پر پابندی لگا دی تو پتہ چلا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء کرام رحمہم اللہ کی حیات کے بارے میں بدزبانی اور بدگمانی دونوں منع ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بدزبانی اور بدگمانی سے محفوظ رکھے۔

<u>اعتراض نمبر ۷</u>: اگر انبیاء کرام علیہم السلام و شہداء کرام رحمہم اللہ قبروں میں رزق کھاتے ہیں تو پیشاب، پاخانہ کہاں کرتے ہیں؟

<u>جواب</u>: حدیث پاک سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا روضۂ اقدس جنت ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب فضل ما بین القبر والمنبر ج ۱ ص ۱۵۹، ط: قدیمی کراچی)

اور شہدائے کرام رحمہم اللہ تو اعلیٰ درجہ کے مومن ہوتے ہیں اور مومن کی قبر کو حدیث پاک میں جنت کا باغ فرمایا گیا ہے۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۷۳، ابواب الزہد، باب نمبر ۲۶، ط: قدیمی کراچی)

اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ جنت میں کھانے، پینے کے بعد پیشاب، پاخانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حیات قبر تو حیات آخرت کی ابتداء ہے اور آخرت میں ان چیزوں کا تصور بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطاء فرمائے۔

<u>اعتراض نمبر ۸</u>: حدیث پاک میں آتا ہے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضور پاک ﷺ نے یوں فرمایا کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہیں اور پرندے اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے میں اُڑتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ روحیں تو جسم سے باہر ہوگئیں پھر شہید قبروں میں کیسے زندہ ہیں؟

جواب: ہم بھی مانتے ہیں کہ روحیں اُوپر آسمانوں میں ہیں اور جسم قبروں میں ہیں لیکن ان روحوں کا جسم کے ساتھ تعلق ہے۔ جس کی وجہ سے شہید قبروں میں زندہ ہیں جس طرح سورۃ الزمر، آیت نمبر ۴۲ کے مطابق سونے والے کی روح نکل جاتی ہے مگر سونے والا زندہ ہوتا ہے اس لئے کہ اس نکلی ہوئی روح کا تعلق سونے والے آدمی کے جسم سے ہوتا ہے تو جیسے سوتا آدمی باوجود روح نکل چکی ہے پھر بھی وہ اس روح کے ساتھ تعلق کی وجہ سے زندہ ہوتا ہے۔ اس طرح ان شہداء کی بھی ارواح، اعلیٰ علیین میں ہے اور اس روح کے تعلق کی وجہ سے زندہ رہتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۹: انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں کا جسموں سے تعلق ہے جس کی وجہ سے وہ قبروں میں زندہ ہیں، علماء دیوبند سے پہلے کس نے لکھا ہے؟

جواب: جی ہاں ! آج سے تقریباً ۷۰۰ سال پہلے حضرت امام محمد بن ابی بکر حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے امت مسلمہ کا واضح عقیدہ لکھا ہے: "بُعْدَ وَفَاتِهٖ اِسْتَقَرَّتْ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى مَعَ اَرْوَاحِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَعَ هٰذَا فَلَهَا اِشْرَافٌ عَلَى الْبَدَنِ وَاِشْرَاقٌ وَّتَعَلُّقٌ بِهٖ بِحَيْثُ يَرُدُّ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ... وَاِذَا سَلَّمَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ رُوْحَهٗ حَتّٰى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ"

(زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، فصل الفرق بین من قال کان الاسراء بالروح وبین ان قال کان الاسراء منا ماج ۱ ص ۵۰۶، ط: شرکۃ الجاریہ القدس القاہرہ مصر)

ترجمہ: حضور پاک ﷺ کی روح مبارک وفات کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں کے ساتھ اعلیٰ علیین بلکہ اس سے بھی بلند رفیق اعلیٰ میں ہے اور اس روح کا جسم مبارک کے ساتھ ایسا تعلق ہے کہ جب بھی کوئی امتی (قبر مبارک کے قریب) سلام پیش کرتا ہے تو حضور پاک ﷺ کی توجہ اس کے سلام کی طرف جاتی ہے تو اسے سلام کا جواب مل جاتا ہے۔

اعتراض نمبر ۱۰: نیند کی حالت میں سونے والے آدمی کی روح کا اس کے جسم سے تعلق نظر آتا ہے کہ سانسیں اور نبض چل رہی ہوتی ہیں اور اگر مردے کی روح کا اس کے جسم سے تعلق ہوتا تو وہ بھی نظر آتا حالانکہ وہ تو نظر نہیں آتا۔

جواب نمبر ۱: قبر کی زندگی برزخ والی ہے اور برزخ کا معنی پردہ ہے۔ وفات کے بعد کی زندگی کو قرآن پاک میں برزخ فرمایا گیا ہے۔

مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (مومنون ۱۰۰) ان مرنے والوں کے پیچھے قیامت تک پردہ ہے۔

تشریح: برزخ کا معنی ہے پردہ اور پردہ والی چیزیں اکثر نظر نہیں آتیں جس طرح ہر انسان کے کندھے پر فرشتے بیٹھے ہیں مگر ہمیں بظاہر نظر نہیں آتے اسی طرح وفات کے بعد روح اور جسم کا آپس میں تعلق ہوتا ہے مگر ہر کسی کو نظر نہیں آتا۔

جواب نمبر ۲: جس طرح چلتی ہوا نظر نہیں آتی۔ بخار نظر نہیں آتا، بلڈ پریشر، شوگر جسم میں کتنا ہے؟ وغیرہ! مگر یہ سب چیزیں ہوتی ہیں لیکن ہمیں ظاہری طور پر نظر نہیں آتیں اور نظر آنا ضروری بھی نہیں ہے۔ اسی طرح موت کے بعد بھی روح کا جسم سے تعلق ہوتا ہے مگر ہمیں نظر نہیں آتا۔

جواب نمبر ۳: جناب اگر سونے والے کی طرح مرنے والے کی روح کا تعلق نظر آتا تو اس کا تعلق ایمان بالغیب سے نہ ہوتا۔ کیونکہ نظر آئے پھر مانو یہ کیسا ایمان ہے؟ حالانکہ ایمان بالغیب تو یہ ہے: "يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ" (بقرۃ: ۳) نظر نہ آئے تب مانو، اسی کو ایمانی حالت کہتے ہیں۔

جواب نمبر ۴: اللہ پاک نے قرآن کریم میں کفار کے بارے میں فرمایا ہے: ''خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ...الخ ''(بقرۃ ۷) کافروں کی آنکھوں، کانوں اور دلوں پہ پردہ ہے۔

مگر ظاہری طور پر یہ پردہ ہمیں نظر تو نہیں آتا اسی طرح مردے کے جسم سے روح کا تعلق ہوتا ہے مگر عام طور پر نظر نہیں آتا۔

اعتراض نمبر ۱۱: کون کہتا ہے کہ یہ آیت ہمارے نبی پاک ﷺ کے لئے ہے؟

جواب: علماء حق، علماء دیوبند کی اتفاقی تفسیر میں مفسر قرآن حضرت مولانا احمد سعید دھلوی لکھتے ہیں:

تفسیر: انبیاء کرام علیہم السلام شہیدوں سے بڑے درجے والے ہیں تو وہ بھی زندہ ہیں ان کی زندگی اتنی مضبوط ہے کہ روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہے۔ اسی وجہ سے نبی ﷺ کی وفات کے بعد ان کی بیوی سے نکاح نہیں ہوتا اور نہ ہی نبی ﷺ کی میراث تقسیم ہوتی ہے بلکہ قبر پر جا کر کوئی سلام کہے تو اس کو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔

(تفسیر کشف الرحمٰن ج ۱ ص ۵۹۲، ط: مکتبہ رشیدیہ کراچی)

اس تفسیر پر جن اکابرین امت مسلمہ کے دستخط ہیں ان کے اسماء کرام یہ ہیں:

۱...... مدرس مسجد نبوی ﷺ، شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

۲...... عالم اسلام کے پہلے شیخ الحدیث، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

۳...... دارالعلوم دیوبند میں نصف صدی تک مہتمم، حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

۴...... استاذ العلماء مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مولانا مفتی مہدی حسن شاہ جہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

۵...... شیخ الحدیث والادب، جامع الفضائل، فقیہ زماں حضرت مولانا اعزاز علی امروہی رحمۃ اللہ علیہ

۶...... مفتی اعظم متحدہ ہندوستان، فخر الاماثل، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء: ۶۴) ترجمہ: اور اگر گناہ گار لوگ گناہ کرنے کے بعد (اے نبی ﷺ) تیرے پاس آئیں خود بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور آپ ﷺ بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں تو اللہ ان کی توبہ قبول کریں گے اور ان پہ رحمت کریں گے۔

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

تفسیر: سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو قبر مبارک میں دفن کرنے کے تین دن بعد ایک دیہاتی آیا اور قبر شریف کے پاس گر گیا اور روتے ہوئے حضور ﷺ سے عرض کرنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر گناہگار شخص، رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور رسول ﷺ اس کے لئے دعائے مغفرت کریں تو اللہ پاک اسے معاف فرما دیں گے۔ اس لئے اے نبی پاک ﷺ! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ ﷺ میرے لئے معافی کی دعا کریں۔ اس کے بعد اسے روضہ اقدس سے آواز آئی۔ ''قَدْ غُفِرَ لَكَ'' کہ تیری بخشش کر دی گئی۔ (معارف القرآن ج ۲ ص ۴۶۰، ط: ادارۃ المعارف کراچی)

تفسیر: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جیسے حضور پاک ﷺ کے پاس لوگ معافی کی دعا کرانے آیا کرتے تھے تو اسی طرح آج بھی روضہ رسول ﷺ پر حاضری اسی حکم میں داخل ہے۔ یعنی اب بھی حضور پاک ﷺ کے روضہ مبارکہ

پر حاضر ہو کر عرض کر دیں تو حضور پاک ﷺ دعا فرمائیں گے۔ (معارف القرآن ج ۲ ص ۴۵۹، ط: ادارۃ المعارف کراچی)

اعتراض نمبر ۱۲: عقیدہ حیات النبی ﷺ پر آپ لوگ جو آیت: "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ... الخ" پیش کرتے ہو۔ اس میں تو ایک گاؤں کے دیہاتی آدمی کا واقعہ ہے اور دیہاتی تو اکثر اَن پڑھ ہوتے ہیں اور اَن پڑھ آدمی کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

جواب: جناب ہمارا عقیدہ دیہاتی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تائید کرنے کی وجہ سے ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تو اس اُمت مسلمہ کے سب سے بڑے قاضی اور حضور پاک ﷺ کے داماد ہیں ان کے پڑھے لکھے ہونے میں تو کسی کو شک نہیں۔

اعتراض نمبر ۱۳: اور یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ گاؤں والا آدمی حضور ﷺ کا صحابی ہے یا نہیں؟

جواب: صحابی ہونے یا نہ ہونے سے اصل مسئلے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تو صحابی اور خلیفہ راشد ہیں اور خلیفہ راشد کی بات کو ماننے کا حکم حدیث پاک میں موجود ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی لزوم السنۃ ج ۲ ص ۲۷۹، جامع ترمذی ابواب العلم باب ماجاء فی الاخذ بالسنۃ واجتناب البدع ج ۲ ص ۹۶)

اگر یہ شرک ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس دیہاتی کو منع کرتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا منع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضور پاک ﷺ کو قبر میں زندہ مانتے تھے۔ اس کے واقعہ سے عقیدہ نہیں بنا بلکہ عقیدہ تو قرآن کریم کی اسی آیت میں موجود ہے۔ (معارف القرآن، النساء: ۶۴، ج ۲ ص ۴۶۰، ط: دارالعلوم کراچی از مولانا محمد شفیع عثمانی)

اس دیہاتی کے عمل کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تائید فرمائی ہے جس کی وجہ سے آج تک مسلمان اس کو قرآنی آیت کی عملی تفسیر سمجھتے ہیں گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تائید کر کے مہرِ تصدیق لگا دی ہے۔

اعتراض نمبر ۱۴: یہ واقعہ تو شرک کا چور دروازہ لگتا ہے۔

جواب: یہ واقعہ صرف ہماری کتابوں میں ہی نہیں بلکہ حضرت مولانا حسین علی الوانی رحمہ اللہ (جو ۱۹۴۴ء میں فوت ہوئے) اور تم مماتی انہیں اپنا امام مانتے ہو ان کی طرف اپنی جھوٹی نسبتیں قائم کرتے ہو وہ خود اس واقعہ کو اپنی زندگی کی آخری کتاب میں خود لکھتے ہیں بلکہ اس واقعہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اعتماد نقل کرتے ہیں۔ اگر یہ واقعہ جھوٹا اور شرک ہے تو پھر فتویٰ حضرت مولانا حسین علی الوانی رحمہ اللہ پر لگے گا ہم پر نہیں اور ہم پورے یقین سے کہتے ہیں کہ اگر یہ شرک ہوتا تو وہ اس کو ہرگز نہ لکھتے۔ (تحریرات حدیث، باب قضاء الحاجہ بالصلاۃ علی النبی ﷺ ص ۳۹۶، ط: اشاعت اکیڈمی پشاور)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سمیت جو اس وقت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہاں موجود تھے اس دیہاتی مسلمان کو ضرور روکتے کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روکا نہیں بلکہ اس کی حمایت کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ باقاعدہ اس واقعہ کو اُمت کے سامنے بیان کرتے ہیں۔ نیز اگر یہ واقعہ غلط ہوتا تو مولانا حسین علی رحمہ اللہ اپنی کتاب میں ایک مزید سند کے ساتھ درج نہ کرتے۔ مولانا کا اس واقعہ کو لکھنا اور اس پر اعتماد ظاہر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مولانا حسین علی الوانی رحمہ اللہ بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ اس آیت کا حکم اب بھی باقی ہے۔

تنبیہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ یوں دعا فرمایا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ" کہ اے اللہ! میری قبر پر لوگ شرک نہ کریں۔

(الجامع الصحیح للسنن والمسانید کتاب الکبائر، باب اتخاذ المساجد علی القبور من الکبائر ج ۵ ص ۴۲، ط: دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے تابعین میں سے حضرت امام عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے یہی روایت اپنی کتاب الموطا میں درج کی ہے: "اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَناً یُّعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلٰی قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ" (موطا امام مالک، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر باب: جامع الصلاۃ ص ۱۵۹، ط: المیزان لاہور)

ترجمہ: اے اللہ! لوگ میری قبر پر شرک نہ کریں، بے شک اللہ تعالیٰ سخت غصہ ہوتے ہیں ان لوگوں پر جو انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں پر سجدہ (شرک) کرتے ہیں۔

اگر خدانخواستہ حضور پاک ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہوکر سلام پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کے ہاتھوں اپنے گناہوں کی معافی والی درخواست کرانا شرک ہوتا تو کبھی بھی قبر مبارک پر یہ عمل جاری نہ رہتا مگر اس طرح درخواست کرنا اِسْتِشْفَاعٌ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ ﷺ کا عقیدہ کہلاتا ہے اور فقہاء کرام رحمہم اللہ جو کہ شریعت کے ماہرین شمار ہوتے ہیں انہوں نے فقہ کی کتابوں میں اس عقیدہ کے باقاعدہ احکامات لکھے ہیں۔

اعتراض نمبر ۱۵: اس دیہاتی کے واقعہ میں بتایا جانے والا حکم اگر قیامت تک باقی ہے تو اگلی آیت: "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ... الخ" (النساء: ۶۵) کہ اختلافی باتوں کا فیصلہ حضور پاک ﷺ سے کرائیں۔ اس کا حکم بھی اب تک باقی ہونا چاہئے۔

جواب نمبر ۱: دیہاتی کے واقعہ کی آیت: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا... الخ کے متعلق مفسرین قرآن، ائمہ کرام اور فقہاء اُمت نے لکھا ہے کہ اس آیت کا حکم قیامت تک باقی ہے کہ آپ ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی کی درخواست کرائی جاسکتی ہے مگر اگلی آیت کی بات کسی مفسر نے نہیں لکھی۔

جواب نمبر ۲: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے اگلی آیت: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ... الخ (النساء: ۶۵) کا حکم حضور پاک ﷺ کے زمانے تک ثابت ہوتا ہے اس کے بعد نہیں۔ اس دیہاتی والے واقعہ کے راوی خود حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور یہی حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے معاملات کے فیصلے آپ ﷺ کی قبر مبارک پر پیش نہیں کرتے تھے مگر گناہ معافی کی درخواست والے دیہاتی کی تائید فرمارہے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عقیدہ کے مطابق معافی والی درخواست کا حکم اب بھی باقی ہے۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللهِ وَلَا اَنْ تَنْكِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ اَبَدًا (الاحزاب: ۵۳)

ترجمہ: اور تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ تم نبی ﷺ کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ اُن کے بعد اُن کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔

مفسر قرآن، عظیم محدث، فقیہ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

تفسیر: "قُلْتُ وَجَازَ اَنْ يَّكُوْنَ ذَالِكَ لِاَجْلِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ حَیٌّ فِیْ قَبْرِهٖ وَلِذَالِكَ لَمْ يُوْرَثْ وَلَمْ يَتَئَمْ اَزْوَاجُهٗ" (تفسیر مظہری رحمۃ اللہ علیہ (عربی) ج ۷ ص ۳۸ (اردو) ج ۹ ص ۴۱۶، ط: ایچ ایم سعید کراچی)

ترجمہ: امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے نکاح نہ ہونے کی یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اس لئے حضور پاک ﷺ کے مال مبارک کا کوئی وارث قرار نہیں پایا اور حضور پاک ﷺ کی وفات سے آپ کی بیویاں بیوہ نہ ہوئیں۔

تفسیر: مفسر قرآن، عظیم محدث، شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس مسئلے (عقیدہ حیات النبی ﷺ) کی نہایت محققانہ بحث حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب آب حیات میں ہے۔

(تفسیر عثمانی ص ۵۶۷، ط: قرآن کمپلکس ریاض سعودی عرب)

نوٹ: آب حیات میں واضح طور پر نبی ﷺ کو قبر میں زندہ مانا گیا ہے اور ساتھ ہی آپ ﷺ کا قبر کے قریب سلام سننے والے عقیدہ کو صحیح اور اہل السنت والجماعت کا عقیدہ بتایا گیا ہے۔

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

تفسیر: آپ ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے نکاح حرام ہے۔ وہ بنص قرآن مومنوں کی مائیں ہیں اور دوسری وجہ یہ کہ آپ ﷺ وفات کے بعد اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کی وفات کا درجہ ایسا ہے جیسے کوئی زندہ شوہر گھر سے غائب ہو۔ اسی لئے آپ ﷺ کی میراث تقسیم نہیں ہوئی۔ اسی بناء پر آپ ﷺ کی ازواج کا وہ حال نہیں جو عام شوہروں کی وفات پر اُن کی ازواج کا ہوتا ہے۔

(معارف القرآن ج ۷ ص ۲۰۳، ط: ادارۃ المعارف کراچی)

اعتراض نمبر ۱۶: سورۃ الاحزاب: ۵۳ کی جو تم لوگ تفسیر پیش کرتے ہو کہ نبی ﷺ کی بیوی سے نکاح نہ کرنے کی دو (۲) وجوہات ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ نبی ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور زندہ کی بیوی سے نکاح نہیں ہوتا تو یہ بات ہم نہیں مانتے کیونکہ شہید بھی تو زندہ ہوتا ہے تو پھر اس کی بیوی سے نکاح کیوں جائز ہے؟

جواب: جناب یہی فرق ہے نبی کریم ﷺ میں اور شہید کی حیات میں کہ نبی کریم ﷺ کی حیات بڑے درجے والی ہے اور شہید امتی ہے اس کی حیات چھوٹے درجے والی ہے۔ لہٰذا چھوٹا درجہ ہونے کی وجہ سے شہید کی بیوی سے نکاح ہو جاتا ہے۔ جب کہ نبی کی حیات بڑے درجے والی ہے تو اس کی بیوی سے نکاح نہیں ہوتا۔ اگرچہ زندہ دونوں ہیں اور یہ بات قرآن پاک کی تفاسیر سے ثابت ہے جس طرح سورۃ آل عمران: ۱۶۹ کی تفسیر کشف الرحمن میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حیات اتنی مضبوط ہے کہ اس کا اثر دنیا میں آ جاتا ہے جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی بیوی سے نکاح نہیں ہوتا اور نہ نبی کریم ﷺ کی میراث تقسیم ہوتی ہے۔ جب کہ شہید کے لئے اس طرح نہیں فرمایا گیا جس طرح نبی کریم ﷺ اور شہید (اُمتی) کے درمیان دنیا میں فرق تھا اسی طرح وفات کے بعد بھی فرق ہے۔ آپ ﷺ کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔ جب کہ شہید (اُمتی) کی نیند سے ٹوٹ جاتا ہے۔ آپ ﷺ کا پسینہ مبارک خوشبودار تھا۔ جب کہ شہید کا خوشبودار نہیں ہوتا۔ اب بھی وفات کے بعد آپ ﷺ اور شہداء اپنی اپنی قبروں میں دونوں زندہ ہیں مگر زندگی کے رتبوں میں فرق ہے۔

مثال: انسان کے چہرے پر داڑھی کا بال بھی زندہ ہوتا ہے اور رُخسار (گال) بھی زندہ ہوتے ہیں مگر بالوں کو قینچی سے کاٹنے سے تکلیف نہیں ہوتی مگر رخسار کو کاٹنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ کیونکہ زندگی کے حالات میں فرق ہے۔ حالانکہ دونوں زندہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ اور شہید کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔

اعتراض نمبر ۱۷: قرآن پاک میں ہے: اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ (مردہ ہیں زندہ نہیں) پھر تم لوگ نبی کریم ﷺ کو کیوں زندہ مانتے ہو؟

جواب: یہ قرآن کریم میں سورۃ النحل کی آیت نمبر ۲۱ ہے۔ یہ آیت بتوں کی پوجا کے لئے اور ایسے

لوگوں کے لئے نازل ہوئی ہے جن کی کافر لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو اپنا خدا سمجھ کر عبادت کرتے ہیں۔ جیسا کہ تفاسیر سے ثابت ہے۔ دورِ نبوی ﷺ سے لے کر ۱۹۵۷ء تک کسی سُنی مفسر نے اس آیت کو حیات النبی ﷺ کے انکار کے متعلق لاگو نہیں کیا۔ یہ صرف اشاعت التوحید والوں کا کارنامہ ہے۔ یہ آیت آپ ﷺ پر لاگو نہیں ہوسکتی کیونکہ کفار نے آپ ﷺ کو خدا مان کر آپ ﷺ کی پوجا نہیں کی تھی۔ وہ کافر لوگ تو آپ ﷺ کو سچا نبی ماننے کے لئے بھی تیار نہیں تھے۔ چہ جائیکہ اپنا خدا مان لیتے۔ لہٰذا اس آیت سے عقیدہ حیات النبی ﷺ کا انکار ثابت کرنا صرف سینہ زوری ہے جو کہ مماتیوں کو وراثت میں ملی ہے۔

اعتراض نمبر ۱۸: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ (پھر اس دنیا کی زندگی کے بعد یقیناً تمہیں موت آنے والی ہے) پھر تم دیوبندی حیات النبی ﷺ کی بات کیوں کرتے ہو؟

جواب نمبر ۱: قرآن کریم کی یہ سورۃ المؤمنون: ۱۵ ہے، اس آیت مبارکہ میں صرف اتنی سی بات ہے کہ دنیا کی زندگی ختم ہوجائے گی اور انسان وفات پاجائیں گے اور دنیا میں وفات کا کوئی منکر نہیں ہے۔ اس آیت کو حضور پاک ﷺ کی قبر والی زندگی پر فٹ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ قبر مبارک کی زندگی بھی تو شریعت سے ثابت ہے۔

جواب نمبر ۲: یہ آیت اس نبی پاک ﷺ پر اتری ہے جس نے یوں فرمایا ہے: عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ

(مسند ابی یعلیٰ ج ۶ ص ۱۴۷، حدیث نمبر ۳۴۲۵، ط: دار العلمیہ بیروت، لبنان)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

وہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم جنہوں نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اس کی سند کو صحیح لکھا:

۱......	حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ	(فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۲)
۲......	حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ	(مرقات ج ۲ ص ۲۱۲)
۳......	حضرت علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ	(مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۱۱)
۴......	حضرت علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ	(فیض القدیر ج ۳ ص ۱۸۴)
۵......	حضرت علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ	(السراج المنیر ج ۲ ص ۱۳۴)
۶......	حضرت علامہ قاضی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ	(نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۶۴)
۷......	مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ	(بذل المجہود ج ۲ ص ۱۱۷)
۸......	علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ	(فیض الباری ج ۲ ص ۶۴)
۹......	علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ	(فتح الملہم ج ۱ ص ۳۲۹)
۱۰......	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ	(فضائل درود ص ۱۸، ۳۴)

یہ آیت ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں آخر موت آنی ہے، قبر مبارک کی زندگی اس دنیا والی موت کے بعد ہے، وہ اس سے الگ ہے اسی لئے یہ آیت عقیدہ حیات النبی ﷺ کے خلاف نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۱۹: قرآن پاک میں ہے: اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (سورۃ الزمر: ۳۰)

ترجمہ: (اے نبی ﷺ آپ بھی فوت ہوں گے اور باقی لوگ بھی فوت ہوں گے) تو اس آیت کے مطابق حضور ﷺ فوت ہو گئے، پھر تم فوت کو کیوں زندہ مانتے ہو؟

جواب: اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی دنیا میں وفات پانے کا ذکر ہے جو ہم دیوبندی بھی مانتے ہیں۔ باقی قبر میں مردہ ہونا اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی آپ ﷺ سے لے کر ۱۹۵۷ء تک کسی صحابی رضی اللہ عنہ، تابعی، تبع تابعی، مجتہد، فقیہ، محدث، مفسر، امام رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے یہ ثابت کیا کہ آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ نہیں تو اگر اس کا ثبوت ہے تو لے آؤ اور یہ قیامت تک ممکن نہیں اور نہ ہی یہ آیت قبر کی زندگی پر لاگو ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس آیت میں تو قبر کا لفظ ہی نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۲۰: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (قیامت کے دن روح اور جسم کو ملایا جائے گا) پھر قبر میں زندہ کیسے ہوئے؟

جواب: قرآن کریم کی یہ سورۃ التکویر: ۷ ہے، اس آیت مبارکہ میں صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کی روحوں کو ان کے جسموں میں داخل فرمائیں گے اور قبر والی زندگی تو روح اور جسم کے تعلق سے قائم ہے۔ لہٰذا اس آیت سے عقیدہ حیات النبی ﷺ کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بے شک یہ آیت علماء دیوبند کے ایمان کا حصہ ہے۔

اعتراض نمبر ۲۱: اگر نبی کریم ﷺ کو قبر میں زندہ مانیں تو حضور پاک ﷺ کی عمر سینکڑوں بلکہ ہزاروں برس بنتی ہے۔ حالانکہ آپ لوگ بھی مانتے ہیں کہ حضور ﷺ کی عمر ۶۳ سال تھی۔

جواب: یقیناً حضور ﷺ کی دنیا والی عمر ۶۳ سال تھی مگر قبر کی زندگی اس سے الگ ہے یہ دنیا کی زندگی میں شامل نہیں ہو سکتی جس طرح کوئی آدمی ماں کے پیٹ والی زندگی کو اپنی عمر کا حصہ نہیں مانتا۔ یعنی ماں کے پیٹ والے ۵ ماہ کوئی بھی اپنی زندگی میں شامل نہیں کرتا تو اسی طرح قبر کی زندگی دنیا کی زندگی میں شامل نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ کی دنیا والی زندگی ۶۳ سال ہے اس کا کوئی منکر نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۲۲: قرآن پاک سورۃ یٰسین: ۲۶ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شہید کو یوں فرمایا: قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ کہ جنت میں داخل ہو جا۔

اب دیکھو! اس آیت سے تو پتہ چلتا ہے کہ شہید فوراً جنت میں چلا جاتا ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قِيْلَ کا لفظ اتارا ہے جس کا مطلب ہے کہ اسے کہہ دیا گیا جو کہ ماضی کا لفظ ہے۔ گزشتہ زمانے کی بات ہے تو اس کا مطلب ہوا کہ جنت میں داخل ہو چکا ہے پھر تم کیسے کہتے ہو کہ قبروں میں زندہ ہیں۔

جواب نمبر ۱: اہل السنت والجماعت قرآن کریم کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مفسرین قرآن جو کہ علم تفسیر میں ماہر ہوتے ہیں ان کی تشریح کے مطابق مانتے ہیں۔ مثلاً:

حضرت امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں یوں فرماتے ہیں: وَقَالَ جَمَاعَةٌ: مَعْنَى "قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ" وَجَبَتْ لَكَ الْجَنَّةُ، فَهُوَ خَبَرٌ بِاَنَّهُ قَدِ اسْتَحَقَّ دُخُوْلَ الْجَنَّةِ: لِاَنَّ دُخُوْلَهَا يُسْتَحَقُّ بَعْدَ الْبَعْثِ۔

ترجمہ: قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ کہ جنت میں داخل ہو جا۔ مفسرین کی جماعت نے اس آیت کی تفسیر یوں بتائی ہے کہ شہادت کا رُتبہ پا لینے کے بعد شہید جنت کے ٹھکانے کا مستحق بن جاتا ہے اور جنت میں داخلہ قبروں سے

اُٹھنے کے بعد ہوگا۔ (الجامع لاحکام القرآن تفسیر القرطبی، سورۃ یٰسین ۲۶: ج ۱۵ ص ۱۹، ط: دار الکتب المصریہ، القاہرہ)

دیکھو اس تفسیر نے مسئلہ سمجھنا آسان کر دیا کہ جنت میں داخلہ قیامت کے دن قبروں سے اٹھنے کے بعد ہی ہوگا کیونکہ مومن کی قبر تو صرف جنت کا باغ ہوتی ہے یعنی جنت کی نعمتوں سے لذت حاصل کرنے کے لئے مومن کی قبر میں ایک جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ گویا وہ قبر جنت کی ایک برانچ (شاخ) بن جاتی ہے۔

جواب نمبر ۲: ہمارے نزدیک بھی شہید فوراً جنت میں چلا جاتا ہے یعنی اس کی قبر میں جنت کو پیش کیا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب المیت یعرض علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی، ج ۱ ص ۱۸۴، ط: قدیمی کراچی)

جواب نمبر ۳: یہاں سے مراد ہے کہ شہید کی روح جنت چلی جاتی ہے اور روح کا جسم سے تعلق ہوتا ہے۔

جواب نمبر ۴: ماضی کے لفظ سے یہ مراد نہیں ہے کہ یہ کام ہو چکا بلکہ قرآن پاک میں بہت سی جگہ قیامت کو ماضی کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔ حالانکہ قیامت آگے آئے گی جس کا تعلق ماضی سے نہیں بلکہ مستقبل سے ہے۔ جیسے قرآن پاک میں ہے: وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ (سورۃ یٰسین ۵۱) کہ قیامت تو آچکی، صور پھونک دیا گیا۔ مگر اس کا مطلب مستقبل کا ہے کہ قیامت آئے گی۔ اس لئے شہید کے لئے بھی مطلب یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن جنت میں داخل ہوگا۔ یہ اصول ہے کہ مستقبل کی یقینی بات کو ماضی کے الفاظ میں بیان کر دیا جاتا ہے۔

جواب نمبر ۵: جس طرح حدیث میں ہے: عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ (رواہ النسائی والطبرانی عن انس ومعاذ اخرجہ ابو یعلی فی مسندہ ج ۷ ص ۲۰۹ رقم ۴۲۰۲، تنسیق النظام فی مسند الامام کتاب الایمان والاسلام، باب بیان عدم کفر اہل الکبائر ص ۲۹، ط: مکتبہ البشریٰ کراچی ص ۱۱، ط: اسلامی کتب خانہ لاہور)

ترجمہ: جس نے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کی گواہی دی (یعنی ایمان لایا) وہ جنت میں داخل ہو گیا تو کیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہتے ہی بندہ جنت میں چلا جاتا ہے۔ نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک نہ ایک دن جنت میں جائے گا تو اسی طرح شہید بھی قبر سے نکلنے کے بعد جنت جائے گا۔

اعتراض نمبر ۲۳: قبر سے مراد صرف اوپر عالم برزخ ہے زمین پر کوئی قبر نہیں ہے۔

جواب: جھوٹ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے یار...... قرآن پاک نے کئی آیات میں زمینی قبر کو قبر فرمایا ہے۔ مثلاً:

۱...... وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہونا) (سورۃ توبہ: ۸۴)

نوٹ: اس آیت میں قبر سے مراد یہی زمینی گڑھا ہے نہ کہ علیین۔ کیونکہ حضور پاک ﷺ عبداللہ بن اُبی منافق کے جنازے کے بعد اسی زمینی قبر پر کھڑے تھے نہ کہ علیین میں۔

۲...... وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ (سورۃ الحج: ۷)

ترجمہ: بے شک قیامت آنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ سب کو قبروں سے اٹھائے گا۔

۳...... كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ (سورۃ الممتحنۃ: ۱۳)

ترجمہ: وہ آخرت سے یوں مایوس ہو چکے جیسے کفار قبروں میں مدفون لوگوں سے مایوس ہیں۔

۴...... ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ (پھر اُسے موت دی اور قبر میں پہنچا دیا) (سورۃ عبس: ۲۱)

۵...... وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ (اور جب قبریں اُکھاڑ دی جائیں گی) (سورۃ الانفطار: ۴)

۶...... اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ (سورۃ العادیات: ۹)

ترجمہ: کیا وہ وقت اُسے معلوم نہیں ہے جب قبروں میں جو کچھ ہے، اُسے باہر بکھیر دیا جائے گا۔

۷...... حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (یہاں تک کہ تم قبرستانوں میں پہنچ گئے) (سورۃ التکاثر:۲)

نوٹ: اگر زمین پر قبریں نہیں ہیں تو پھر سارے مماتی زمین میں اپنے مردے مت دفنایا کریں بلکہ اپنے مردے بوری میں ڈال کر درختوں سے لٹکا دیا کریں۔ اور قبرستانوں کی زمین کو زراعت کے لئے استعمال کریں ملکی وقومی فائدے میں اضافہ ہوگا۔

تنبیہ: مشکل کے خوف سے احادیث کو چھوڑ کر صرف آیات پیش کی گئی ہیں ورنہ احادیث میں جابجا آپ ﷺ نے زمینی قبر کو قبر فرمایا ہے اور قبر ہوتی ہی زمین پر ہے آسمانوں پر کوئی قبر نہیں یہ مماتیوں کا اپنے پیٹ سے بنائے ہوئے مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے کہ قبریں آسمان پر ہیں۔ دین اسلام میں قبرستان کے متعلق جتنے بھی احکامات آئے ہیں وہ سب اسی زمینی قبر کے بارے میں ہیں کہ قبر کو پختہ نہ بناؤ، قبر سے ٹیک نہ لگاؤ، قبر کے اوپر سے گزرو نہیں۔ وغیرہ وغیرہ! اگر آسمان پر قبریں ہوتیں تو اس کے احکام بھی شریعت میں موجود ہوتے مگر ایسا ایک حکم بھی موجود نہیں ہے۔ ہم حیران ہیں کہ جب کوئی جاہل آدمی قبر پر سجدہ کرتا ہے تو اس وقت اہل حق علماء دیوبند اس کو منع کرتے ہیں کہ قبر پر سجدہ حرام ہے مماتی بھی یہی بات کہتے ہیں کہ قبر پر سجدہ نہیں کرنا چاہئے اور جب بات عقیدہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں آئے تو مماتی زمینی قبر کو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ حیرانگی ہے کہ مماتیوں کو آج تک اپنی قبر بھی پتہ نہ چل سکی۔

اگر قبریں آسمان پر ہوتیں تو پھر احادیث پاک میں قبر پر نہ گزرنے اور اس پر سجدہ نہ کرنے اور مزید یہ کہ پختہ نہ بنانے کے بارے میں جو احکام آئے ہیں ان کا کیا مطلب ہوگا؟

آسمان پر ریت، بجری اور سیمنٹ کے ٹرک جاتے تو کسی نے آج تک نہیں دیکھے۔

اعتراض نمبر ۲۴: قرآن پاک میں ہے: اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی (آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے) پھر تم کیوں کہتے ہو کہ وہ سنتے ہیں۔

جواب نمبر ۱: یہ بات عام مردوں کی ہے انبیاء کرام علیہم السلام اور خصوصاً حضور ﷺ کی نہیں ہے۔

جواب نمبر ۲: اکثر قرآن پاک کی تفسیر والوں نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نہیں سنا سکتے اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ مردے نہیں سنتے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ جس طرح مردے کو سنا کر کوئی فائدہ نہیں دے سکتے تو اسی طرح کافر کو بھی ہدایت نہیں دے سکتے۔ کیونکہ یہاں سے مراد مردے نہیں بلکہ مَوْتَۃُ الْقُلُوْبِ یعنی جن کے دل مردہ ہو چکے ہیں وہ کافر مراد ہیں۔

اعتراض نمبر ۲۵: اگر تم سچے ہو تو اس دعوے پر کوئی ایک سنی مفسر کی تفسیر پیش کرو۔

جواب: مفسر قرآن حضرت مولانا عبدالحق حقانی دہلوی رحمہ اللہ تفسیر قرآن میں لکھتے ہیں:

ان آیات میں تو عدم سماع موتی (مردوں کے نہ سننے) کا اشارہ تک بھی نہیں اس لئے ان سے استدلال کرنا بے فائدہ بات ہے۔ (تفسیر فتح المنان المشہور بہ تفسیر حقانی ج ۳ ص ۵۶۱، ط: اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی، انڈیا)

نوٹ: مماتیو! حضرت حقانی رحمہ اللہ کا بڑا نام لیتے ہو اُن کا یہ حوالہ بھی ذرا جگر تھام کے مانو......!

اعتراض نمبر ۲۶: قرآن مجید میں ہے: قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ (سورۃ مومن:۱۱)

ترجمہ: وہ کہیں گے کہ: ''اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں دو مرتبہ موت دی اور دو مرتبہ زندگی دی اب ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں تو کیا (ہمارے دوزخ سے) نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟''

اب تم علماء دیوبند سے ہمارا سوال یہ ہے کہ جب کلیہ دو موتیں اور دو زندگیاں ہیں ایک دنیا والی زندگی اور ایک قیامت والی زندگی اور ایک دنیا کی موت اور ایک پیدا ہونے سے پہلی والی موت، اگر قبر والی زندگی مانیں تو پھر تین زندگیاں بن جاتی ہیں اور یہ قرآن کے خلاف ہے۔

جواب: قبر کی زندگی ماننا قرآن کے ہرگز خلاف نہیں ہے بلکہ قبر کی زندگی خود قرآن پاک سے ثابت ہے جس طرح ماں کے پیٹ والی زندگی تیسری زندگی نہیں بلکہ دنیا کی زندگی کی ابتداء ہے اسی طرح قبر کی زندگی بھی آخرت کی زندگی کی ابتداء ہے کہ نہ ماں کے پیٹ کی زندگی قرآن پاک کے مخالف ہے اور نہ قبر کی زندگی قرآن پاک کے مخالف ہے۔ قبر والی زندگی کوئی آخرت کی زندگی سے الگ نہیں ہے کہ یہ تیسری زندگی بن جائے۔

اعتراض نمبر ۲۷: نبی ﷺ کی دنیا والی زندگی مانتے ہو یا برزخ والی؟

جواب: وفات کے بعد جو زندگی ملتی ہے اس کو مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے مثلاً حیات اُخروی، حیات قبری، حیات برزخی وغیرہ کیونکہ قبر کی زندگی بھی برزخ کا حصہ ہے۔ جن بزرگوں نے دنیا والی حیات کی بات لکھی ہے تو اس کا مطلب صرف یہی ہے کہ آپ ﷺ کا دنیا والا جسم مبارک اپنی قبر میں زندہ ہے آپ ﷺ کا کوئی نیا اور مزید جسم نہیں جس طرح کچھ ناواقف لوگ صرف جسم مثالی کو زندہ مان کر آپ ﷺ کی قبر مبارک والی حیات کا انکار کر دیتے ہیں تو ان کو جواب دینے کے لئے دنیاوی حیات کا لفظ بول دیا جاتا ہے جس سے یہ بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ دنیا والا جسم زندہ ہے ورنہ آپ ﷺ کی قبر اطہر برزخ کا حصہ ہے اور اس قبر میں آپ ﷺ برزخی حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔

نوٹ: مماتی عام طور پر اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا بڑا نام لیتے ہیں لیکن زمینی قبر کو سیدہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا برزخ کا حصہ بتا رہی ہیں۔ (تفسیر ام المومنین عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا ص ۳۸۲، ۳۸۳، سورۃ المومنون: ۱۰۰، ط: تالیفات اشرفیہ ملتان)

مگر کبھی بھی مماتی سیدہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات کو نہیں مانیں گے کیونکہ مماتیوں کے نزدیک یہاں سیدہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات غلط ہے اور زمینی قبر برزخ کا حصہ نہیں ہے۔ نعوذ باللہ!

اعتراض نمبر ۲۸: قرآن کریم میں ہے حضرت عزیر علیہ السلام ایک بستی سے گزرے تو وہاں پر ۱۰۰ سال تک فوت ہو گئے اور جب اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ اُٹھا کر پوچھا کہ کتنا عرصہ سوئے؟ تو عرض کیا: ایک دن یا آدھا دن۔ اگر نبی ﷺ قبر میں زندہ رہتے تو انہیں ضرور پتہ چلتا کہ ۱۰۰ ر سال گزر گئے ہیں۔

جواب: یہ واقعہ سورۃ البقرۃ: ۲۵۹ میں موجود ہے مگر کہیں بھی یہ بات لکھی ہوئی نہیں کہ اس بستی سے گزرنے والے یہ شخص حضرت عزیر علیہ السلام تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قصہ میں حضرت عزیر علیہ السلام کا نام تک نہیں لیا اور رسول اللہ ﷺ کے تمام فرامین میں گزرنے والے شخص کا نام موجود نہیں بلکہ قرآن پاک نے اَوْ كَالَّذِىْ مَرَّ کا لفظ فرمایا ہے جس کا ترجمہ ہے ایک شخص گزرا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے نام ذکر نہیں فرمایا جب قرآن اور حدیث نبوی ﷺ دونوں اس بارے میں خاموش ہیں تو مماتی کس دلیل سے حضرت عزیر علیہ السلام کا نام لیتے ہیں؟

اعتراض نمبر ۲۹: بعض تفسیر والوں نے اسرائیلی روایت لکھی ہے کہ اس بستی سے گزرنے والے شخص کا نام حضرت عزیر علیہ السلام ہے۔

جواب: جب تفسیر والوں نے اسرائیلی روایت (جو یہودیوں اور عیسائیوں سے معلوم ہو تو اسے اسرائیلی روایت کہتے ہیں) لکھی ہے تو مماتیوں نے اسے اللہ تعالیٰ کا کلام بنادیا۔ نعوذ باللہ!

جناب والہ جن تفسیر والوں نے لکھا ہے یقیناً وہ مختصر تفسیر ہیں۔ ان میں صرف ایک ایک قول ذکر کر دیا جاتا ہے اسی لئے مختصر تفسیر میں تفصیلی واقعات نہیں لکھے جا سکتے۔ کسی بات کی حقیقت تک پہنچنے کے لئے اس کی مکمل تفصیل کا معلوم ہونا ضروری ہے ورنہ بات کی تہہ تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید کی تفصیلی تفاسیر میں یہ واقعہ مکمل موجود ہے۔ مثلاً: تفسیر روح المعانی جو ۳۰ جلدوں میں علماء احناف کی سب سے بڑی تفسیر کی کتاب ہے۔ آیت کے اس مقام پر اس کو بھی مطالعہ کر لیا جائے تو بات کھل کر سامنے آجائے گی اور مسئلہ آسانی سے سمجھ میں آجائے گا۔ مفتی بغداد، مؤلف تفسیر روح المعانی: حضرت علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ واضح لکھتے ہیں کہ اس بستی سے گزرنے والا شخص کون تھا؟ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کا نام لئے بغیر یہ واقعہ ذکر فرمایا ہے۔ واقعہ کی تشریح کرنے والوں کے بیانات باہم مختلف ہیں۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ گزرنے والا شخص کافر تھا جو موت کے بعد زندگی ملنے کا منکر تھا (معاف کرنا پرانے زمانے کا کوئی پتھری، مماتی ہوگا......از ناقل) تو اللہ تعالیٰ نے اس کو سو سال موت دے کر پھر زندہ کیا تا کہ پتہ چلے کہ موت کے بعد بھی حیات ملتی ہے۔ کچھ اور لوگوں کا بیان ہے کہ اس بستی سے گزرنے والا شخص فقط ایک مسلمان تھا یعنی نبی نہ تھا، مزید کچھ اور لوگوں کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک عام شخص تھا اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم کا عالم تھا۔ وغیرہ وغیرہ!

نوٹ: جب اس واقعہ میں گزرنے والے شخص کے متعلق اتنا زیادہ اختلاف ہے تو صرف حضرت عزیر علیہ السلام کا نام لے کر عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کا انکار کرنا بیوقوفی ہے۔

اعتراض نمبر ۳۰: کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس واقعہ کی نسبت حضرت عزیر علیہ السلام کی طرف کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں آپ کا کیا جواب ہے؟

جواب: جی ہاں! ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس بات کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا بیان نہیں بتلایا بلکہ بطور اسرائیلی روایت ذکر کیا ہے اور اسرائیلی روایت کے بارے میں اصول ہے کہ جب شریعت محمدی کے خلاف ہو تو ہرگز اس پر اعتماد نہیں کیا جائے گا۔ (علوم قرآن ص ۳۴۶، ط: مکتبہ دارالعلوم کراچی)

نوٹ: جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ اسرائیلی روایت بیان کی ہے وہ سب عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل تھے۔ مثلاً: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقول ہے تو ان کا واقعہ حصہ آیات قرآنی آیت نمبر ۳ کے زمرے میں گزر چکا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی قبر کی زندگی کے قائل ہیں۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اس اسرائیلی روایت کو بنیاد بنا کر حیات النبی ﷺ جیسے عشق و محبت والے عقیدہ سے منہ پھیر گئے تھے۔ نعوذ باللہ!

مزید وضاحت: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جس روایت میں اس بستی سے گزرنے والے شخص کا نام حضرت عزیر علیہ السلام بتایا گیا ہے ہمارے مطابق یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر جھوٹ بولا گیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ذات اس جھوٹ سے بری ہے بعد میں آنے والے اہل باطل نے یہ روایت خود سے گھڑی ہے۔ کیونکہ اسی روایت میں بہت سی غلط باتیں موجود ہیں۔ مثلاً: سو سال کے عرصہ میں حضرت عزیر علیہ السلام کا جسم فنا ہو گیا تھا، آنکھیں ختم ہو گئی تھیں، ہڈیاں چور چور ہو کر راکھ ہو گئی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کا جسم دوبارہ بنایا۔ یہ تمام الفاظ اس واقعہ کے

جھوٹا ہونے کے لئے کافی ہیں۔ کیونکہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے وفات کے بعد حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا جسم صحیح سلامت رہتا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے: ''حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ کو مٹی نہیں کھا سکتی۔''
(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب تفریع ابواب الجمعۃ ج ۱ ص ۱۵۰، ط: ایچ ایم سعید کراچی، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۵۴ کتاب الصلاۃ، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی، سنن ابن ماجہ ص ۱۱۸ کتاب الجنائز باب ذکر وفاتہ ودفنہ ﷺ، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

اعتراض نمبر ۳۱: اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس بستی سے گزرنے والے حضرت عزیر علیہ السلام تھے تو آپ کا کیا جواب ہوگا؟

جواب: دلیل کی دنیا میں حضرت عزیر علیہ السلام کو یہاں سے گزرنے والا ثابت کرنا بہت مشکل کام ہے۔ اگر یہ ثابت ہو بھی جائے تو مماتیوں کے لئے بہت بڑی مصیبت کھڑی ہو جائے گی جس کا جواب مماتی طبقہ کے بس کی بات نہیں ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے: ''عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَمَا اَدْرِیْ اَعُزَیْرُ نَبِیٌّ هُوَ اَمْ لَا'' (سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب التخییر بین الانبیاء ج ۲ ص ۲۸۶، ط: ایچ ایم سعید کراچی، پاکستان)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ عزیر علیہ السلام نبی تھے یا نہیں؟

اس حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کے نیک بندے ضرور ہیں مگر نبی نہیں ہیں جب حضرت عزیر علیہ السلام نبی ہی نہیں تو پھر سو سال تک پتہ نہ چلنے سے عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اعتراض نمبر ۳۲: اگر حضرت عزیر علیہ السلام نبی ثابت ہو جائیں تو پھر آپ کا دعویٰ ٹوٹ جائے گا۔

جواب: بالفرض اگر نبی بھی ثابت ہو جائیں تو بھی عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام پر کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے سو سال گزرنے کے بعد ان سے سوال کیا کہ تم کتنا عرصہ رہے؟ تو ان کا جواب تھا ایک دن یا آدھا دن۔ اس بنیاد پر مماتی شور مچاتے ہیں کہ سو سال کے بجائے ایک دن یا آدھا دن کیوں کہا؟ اس کا بہترین جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کتنا عرصہ سوئے رہے مراد تھی کہ دنیا کے لحاظ سے کتنا عرصہ بنتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ایک دن یا آدھا دن، ان کی مراد یہ تھی کہ آخرت کے دنوں کے حساب سے دنیا کے سو سال ایک دن یا آدھا دن ہی بنتے ہیں اس کی دلیل قرآن کریم میں یوں ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (سورۃ الحج: ۴۷)

ترجمہ: اور یقین جانو کہ تمہارے رب کے ہاں کا ایک دن تمہارے (دنیا کے) حساب کے مطابق ایک ہزار سال کا ہوتا ہے۔

اس لحاظ سے دنیا کے سو سال آخرت کے دنوں کے مقابلے میں ایک دن یا آدھا دن ہی بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے حساب سے سوال فرمایا جب کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے آخرت کے دنوں کے حساب پر جواب دیا۔ سوال بھی ٹھیک اور جواب بھی ٹھیک ہے۔ لہٰذا حضرت عزیر علیہ السلام کے نبی ثابت ہو جانے پر بھی عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام میں فرق نہیں آتا۔

اعتراض نمبر ۳۳: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے حساب سے سوال فرمائیں اور حضرت عزیر علیہ السلام آخرت کے حساب سے جواب دیں؟

جواب: نیند کو چھوٹی اور موت کو بڑی بہن کہا جاتا ہے۔ ان دونوں کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ دونوں حالتوں میں جسم سے روح نکل جاتی ہے مگر تعلق باقی رہتا ہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام تازہ تازہ موت یعنی نیند سے اُٹھ کر آئے تھے اسی لئے آخرت کے حساب سے جواب دیا۔

نوٹ: صحیح بخاری میں ہے کہ سوتے وقت یہ دعا پڑھی جائے: اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا (اے اللہ میں تیرے نام پر مرتا یعنی سوتا ہوں اور تیرے نام پر زندہ یعنی نیند سے جاگ جاتا ہوں) اسی طرح نیند سے اُٹھنے پر یہ دعا پڑھی جائے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ (اے اللہ تیرا شکر ہے موت کے بعد یعنی نیند کے بعد تو نے زندہ کر دیا یعنی جگا دیا) (صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی حسب ترقیم فتح الباری ج۸ ص۸۸، ط: دار الشعیب القاہرہ مصر)

اسی لئے نیند اور موت کا لفظ ایک دوسرے پر بولا جاتا ہے۔ تبھی حضرت عزیر علیہ السلام نے دنیاوی نیند کے عرصہ کو آخرت کی زندگی کے مطابق سمجھ کر جواب دیا کہ ایک دن یا آدھا دن یہاں رہا۔

اعتراض نمبر ۳۴: ہماری جماعت کا نام "مماتی" تو قرآن کریم میں موجود ہے: قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یہ آیت ہماری جماعت کے حق پر ہونے کی دلیل ہے۔ آپ لوگ "حیاتی" ہو اور اگر آپ حق پر ہوتے تو حیاتی کا لفظ بھی قرآن کریم میں موجود ہوتا۔ حالانکہ حیاتی کا لفظ تو قرآن کریم میں موجود نہیں ہے۔

جواب نمبر ۱: آیت کا صحیح مطلب: یہ قرآن کریم میں سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۶۲ ہے۔ اس آیت میں حضور پاک ﷺ کی نماز، قربانی، زندگی اور موت کو بیان کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہیں اس آیت سے مماتی فرقہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا قرآن پاک تو ۱۴۰۰ سال پہلے نازل ہوا جب کہ مماتی ۱۹۵۷ء میں بنے ہیں۔

جواب نمبر ۲: اگر الفاظ پر ہی فیصلہ کرنا ہے تو حیاتی کا لفظ بھی قرآن کریم میں موجود ہے، آپ کو نظر نہیں آتا تو خیر ہے پریشانی کی کوئی بات نہیں، کسی چھوٹے مسلمان بچے سے کہہ دیں جو صرف ۳۰ پارہ پڑھا ہوا ہو وہ آپ کو قرآن مجید کھول کر آیت دکھا دے گا جس میں حیاتی کا لفظ موجود ہے: یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ (الفجر: ۲۴)

جواب نمبر ۳: قرآن مجید میں صرف الفاظ ہی نہیں دیکھے جاتے بلکہ الفاظ کا مطلب بھی دیکھا جاتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو مروت قوم والے کہیں گے کہ قرآن کریم میں ہماری قوم کا نام بھی آیا ہوا ہے: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ (البقرۃ: ۱۵۸) حالانکہ یہاں سے مراد مکہ المکرمہ کی پہاڑی مراد ہے۔

جواب نمبر ۴: قرآن کریم میں بہت سے کافروں مثلاً: فرعون، ہامان اور قارون کا نام بھی موجود ہے، پھر کیا وہ سارے سچے ہو جائیں گے؟

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِیْنٍ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَھَامَانَ وَقَارُوْنَ (المؤمن: ۲۳، ۲۴)

ترجمہ: ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں اور بڑی واضح دلیل دے کر فرعون، ہامان اور قارون کے پاس بھیجا تھا۔

اب بتاؤ! قرآن کریم میں ان ظالموں کے نام آنے سے کیا ان کا ظلم ختم ہو جائے گا؟ اور یہ سب کفار حق پر ثابت ہو جائیں گے؟

جواب نمبر ۵: قرآن کریم پڑھنے سے پہلے جس کا نام لے کر اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کی جاتی ہے: فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (سورۃ النحل: ۹۸)

ترجمہ: جب تم قرآن پڑھنے لگو تو پہلے شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

پھر تو شیطان کہنے لگے گا کہ میرا نام قرآن پڑھنے سے بھی پہلے لیا جاتا ہے تو میرے حق پر ہونے کی دلیل ہے۔اس طرح بچوں والی حرکتوں سے تم لوگ اپنے فرقہ کو سچا ثابت نہیں کر سکتے۔

اعتراض نمبر ۳۵: اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن پاک میں پتھری کہا گیا ہے، اس لئے ہم مماتی لوگ بھی پتھری ہیں۔

جواب نمبر ۱: یہ قرآن کریم پر بہت بڑا الزام ہے۔ یہ آیت سورۃ فتح کی آیت نمبر ۲۹ کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ہم اس آیت کا مکمل حصہ پیش کئے دیتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف فرماتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ

ترجمہ: حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھی ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے لئے نرم دل ہیں آپ انہیں دیکھو گے کہ وہ کبھی رکوع میں ہیں اور کبھی سجدہ میں اللہ کے فضل اور خوشنودی میں لگے ہوئے ہیں، ان کی نشانیاں سجدے کے اثر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔

دیکھئے! اس آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پتھری نہیں کہا گیا، یہ مماتیوں نے لنگڑا جھوٹ بولا ہے۔

جواب نمبر ۲: اگر یہ بے وقوفی مان لی جائے تو پھر یہ دلیل مماتیوں کے گلے میں فٹ ہو جائے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے: اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں۔ جب کہ مماتی لوگ قرآن وحدیث اور اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلائل پڑھ لینے کے باوجود بھی اپنے من گھڑت نظریے پر ضدی اور سخت ہیں۔

جواب نمبر ۳: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پتھر کہنا توہین کے زمرے میں آتا ہے۔ جب کہ قرآن کریم پارہ نمبر ۲۸ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد یوں موجود ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (التحریم: ۶)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس (جہنم کی) آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

اب دیکھئے اللہ تعالیٰ پتھروں کا بھی دوزخی ہونا فرما رہے ہیں اور مماتی بے چارے عقل سے پیدل مخلوق ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پتھر اور پتھری جیسا برا لقب دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس توہین سے اُمت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔

اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالتَّسْلِيْمُ

باب دوم ...... اعتراضات حصہ احادیث

اعتراض نمبر ۳۶: عقیدہ حیات النبی ﷺ کے بارے اکثر احادیث ضعیف ہیں۔

جواب نمبر ۱: ہم آپ کی توجہ ایک اصول کی طرف کرانا چاہتے ہیں۔ اگر اس علمی اصول کو سمجھ لیا جائے تو بات ضرور ٹھکانے لگ جائے گی ورنہ ضد، ہٹ دھرمی کا علاج آج تک دریافت نہ ہوسکا۔ اوّل تو یہ سب احادیث صحیح ہیں ہرگز ضعیف نہیں، بالفرض اگر ضعیف بھی ہوتیں تو اُمت مسلمہ کا اجماع اُن کو صحیح بنا دیتا ہے۔ محدثین کرام رحمہم اللہ کے ہاں جو حدیث ضعیف ہو اور پوری امت مسلمہ اس حدیث کو مان لے یعنی اجماع ہو جائے تو وہ ضعیف حدیث بھی صحیح بن جاتی ہے۔ اگرچہ اس حدیث کی سند صحیح نہ ہو۔

نوٹ: وہ محدثین کرام رحمہم اللہ جنہوں نے اس اُصول کو اپنی کتب میں درج فرمایا ہے۔ چند کے اسمائے گرامی بمعہ حوالہ جات کتب درج ذیل ہیں:

۱...... محقق علی الاطلاق شیخ الاسلام حضرت ابن ہمام الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

(فتح القدیر، کتاب الطلاق، فصل ویقع الطلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغاج ۳ ص ۴۹۳، ط: دار الفکر بیروت لبنان)

۲...... شیخ الاسلام حضرت علامہ ابن القیم الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ: (اعلام الموقعین عن رب العالمین ج ۱ ص ۱۵۵، کتاب عمر فی القضاء وشرحہ، باب القول فی القیاس، فصل کان اصحاب النبی ﷺ یجتہدون ویقیسون، ط: دار الکتاب العلمیہ بیروت لبنان)

۳...... حضرت علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ:

(تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، مقدمہ النووی، انواع الحدیث، النوع الاوّل حد الصحیح ج ۱ ص ۶۶، ط: دار طیبہ بیروت)

۴...... حضرت محمد بن العلامہ علی بن آدم الولوی رحمۃ اللہ علیہ:

(شرح الفیۃ السیوطی اسعاف ذوی الوطر بشرح نظم الدرر فی علم الاثر ج ۱ ص ۲۱۲، ط: مکتبۃ الغرباء الاثریہ المدینۃ المنورہ)

۵...... حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ:

(الافصاح علی نکت ابن الصلاح ج ۱ ص ۸۷، ط: الریاض سعودی عرب)

۶...... حضرت علامہ شمس الدین سخاوی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ:

(فتح المغیث، بشرح الفیۃ الحدیث، تنبیہات ج ۱ ص ۳۵۰، ط: السنۃ القاہرہ)

۷...... حضرت علامہ قاضی شوکانی الظاہری رحمۃ اللہ علیہ:

(نیل الاوطار من احادیث سید الاخیار شرح منتقی الاخبار ج ۱ ص ۱۷، کتاب الطہارۃ، باب: ماء البحر، ط: دار الحدیث القاہرہ مصر)

۸...... مسند الہند علامہ حضرت شاہ ولی اللہ الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

(عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید ج ۱ ص ۴۳، فصل فی العامی، ط: المطبعۃ السلفیہ القاہرہ مصر)

۹...... حضرت علامہ ابن مرعی الشبرخیتی رحمۃ اللہ علیہ، عطیہ بن محمد سالم المالکی رحمۃ اللہ علیہ:

(شرح الاربعین للنوویہ ج ۲ ص ۶، ط: مکتبۃ السنۃ القاہرہ مصر)

۱۰...... المحدث الناقد حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

(قواعد فی علوم الحدیث ص ۶۲، اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۴۹۶، کتاب الحج، ابواب الزیارۃ، ط: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

اعتراض نمبر ۳۷: ہم مماتی حضور ﷺ کی حیات کے قائل ہیں مگر ان کو جنت میں زندہ مانتے ہیں اور تم لوگ زمین میں زندہ مانتے ہو۔ لہٰذا ہمارا عقیدہ آپ (دیوبندیوں) سے اچھا ہے۔

جواب: یہ مماتیوں کا ایک فریب ہے وہ کوئی آیت نہیں مانتے جب پھنستے ہیں تو ایسا بہانہ بناتے ہیں۔ علماء دیوبند کہتے ہیں کہ روضہ اقدس جنت کا ٹکڑا ہے لہٰذا زمین میں زندہ ماننے والی بات صحیح نہیں ہے بلکہ زمین میں جس جگہ آپ ﷺ موجود ہیں وہ جنت سے بھی افضل ہے۔ مماتیوں کا عقیدہ علماء دیوبند سے کبھی اچھا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ مماتی آپ ﷺ کی روح مبارک کو جنت میں مان کر جسم کو قبر میں مردہ سمجھتے ہیں۔ جب کہ علماء دیوبند روح مبارک کو جنت میں زندہ مان کر آپ ﷺ کو اس کے تعلق سے قبر مبارک میں زندہ مانتے ہیں۔ اہل حق علماء دیوبند کا یہ نظریہ ہے کہ جنت کو آپ ﷺ کے قدموں میں لاکر بچھا دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کی روح اور جسم مبارک دونوں زندہ ہیں۔ لہٰذا علماء دیوبند کا عقیدہ بہت بہتر، بہت افضل، بہت اچھا ہے۔ الحمد للہ!

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ اَتَيْتُ وَفِيْ رِوَايَةِ هَدَّابٍ مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل باب فضائل موسیٰ علیہ السلام ج ۲ ص ۲۶۸، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا جس رات مجھے معراج کا سفر کرایا گیا تو میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سرخ ٹیلے کے قریب اُن کی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

نوٹ: حضرت موسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں اور اس صحیح حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو قبر مبارک میں زندگی عطاء فرمائی ہے۔

اعتراض نمبر ۳۸: آپ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا پھر آپ ﷺ بیت المقدس گئے تو وہاں بھی ان کو دیکھا پھر آپ ﷺ آسمانوں پر گئے تو آسمانوں پر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام موجود تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک ذات ہے وہ تین جگہوں پر کیسے موجود ہوئے؟

جواب: حضور اقدس ﷺ بھی تو تین جگہوں پر تھے وہ کیسے تھے؟ اور انہیں ۳ جگہوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کررہے تھے اور ان کو دیکھ رہے تھے؟

جس طرح حضور اقدس ﷺ کو لے جایا گیا پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر پھر بیت المقدس میں اور پھر آسمانوں پر، ایسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ لے گئے اور ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک ایک جگہ سے یوں ہی گزارا جیسے حضور پاک ﷺ کو گزارا گیا۔

اعتراض نمبر ۳۹: پھر تو دونوں نبیوں کو معراج ہوئی؟

جواب: جی ہاں! معراج تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو نصیب ہوئی مگر حضور اقدس ﷺ کا رتبہ بلند ہے اس لئے ان کو عرش معلّٰی تک لے جایا گیا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے مقام یعنی چوتھے آسمان تک لے جایا گیا۔ بیت المقدس، مسجد اقصیٰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے حضور پاک ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا مقتدی بنانے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو وہاں پر جمع کردیا تھا۔

اعتراض نمبر ۴۰: جب انبیاء کرام علیہم السلام آسمانوں پر گئے تو پھر قبروں میں کیسے زندہ ہوئے؟

جواب: جناب من! آپ کی سمجھ کا قصور ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے اپنی صحیح حدیث میں اعلان فرمادیا:
''حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔''
(مسند ابی یعلی ج ۶ ص ۱۴۷، حدیث نمبر ۳۴۲۵، ط: دار العلمیہ بیروت، لبنان)
انبیاء کرام علیہم السلام بیت المقدس اور آسمانوں پر آپ ﷺ کے استقبال کے لئے تشریف لے گئے تھے جس طرح حضور اقدس ﷺ معراج کے سفر سے واپس تشریف لے آئے۔ اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے مقام پر پہنچ گئے۔ ان انبیاء کرام علیہم السلام کو ہمیشہ کے لئے آسمانوں پر نہیں بٹھایا گیا۔
اعتراض نمبر ۴۱: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو قبر میں نماز پڑھی تھی وہ اوپر آسمان والی قبر تھی نہ کہ زمین والی یعنی صرف روح کی نماز مراد ہے۔
جواب نمبر ۱: یہ بات بھی جھوٹ ہے کہ وہ آسمانی قبر تھی آسمان پر کوئی قبر نہیں بلکہ قبریں زمین پر ہوتی ہیں۔ آسمان پر قبرستان نہیں ہوا کرتے۔
جواب نمبر ۲: جس حدیث میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبر میں نماز پڑھی اور حضور ﷺ نے ان کو دیکھا تو اسی حدیث میں حضور ﷺ کے کچھ الفاظ یوں ہیں: عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ
(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل موسیٰ علیہ السلام، ج ۲ ص ۲۶۸، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)
ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک سرخ ٹیلے کے قریب ہے۔
حضور پاک ﷺ کے اس ارشاد سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک زمین پر واقع ہے۔ کیونکہ ٹیلے زمین پر ہوتے ہیں۔ آسمانوں پر مٹی کے ٹیلوں کا موجود ہونا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ اس حدیث پاک کو سمجھ لینے کے بعد مماتیوں کے جھوٹ کو سمجھنا مشکل نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین میں جھوٹ کو داخل کرنے والی لعنت سے بچائے۔
جواب نمبر ۳: اس حدیث پاک کے لفظ ہیں: لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ کہ یہ واقعہ اسراء کا ہے اور اسراء معراج کی رات زمینی سفر کو کہا جاتا ہے۔ یعنی اس رات دو قسم کے سفر ہوئے ہیں: (۱) سفر اسراء، (۲) سفر معراج۔ اسراء زمینی سفر جو کہ مکہ مکرمہ سے فلسطین بیت المقدس تک تھا اور معراج بیت المقدس سے آسمانوں تک کا سفر کہلاتا ہے۔
اگر یہ آسمانی واقعہ ہوتا تو لَیْلَۃَ اُعْرِجَ بِیْ فرمایا جاتا کہ آسمانی سفر کی بات ہے مگر ایسا نہیں فرمایا گیا تو پتہ چلا کہ یہ زمین پر قبر مبارک کی بات ہے۔
اعتراض نمبر ۴۲: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو قبر میں نماز پڑھی ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔
جواب: نہیں جناب حضور ﷺ نے قبر کے اندر دیکھ لیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں یہ معجزہ حضور ﷺ کا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا معجزہ نہیں وہ پیغمبر کی عبادت ہے۔
اعتراض نمبر ۴۳: انبیاء کرام علیہم السلام نے حضور ﷺ کے پیچھے جو نماز پڑھی تھی، وہ نماز ان کی روحوں نے ادا کی تھی ان کے اجسام نماز میں شریک نہیں تھے۔
جواب: اگر روحوں نے نماز پڑھی ہے تو پھر تو حضور ﷺ امام ارواح انبیاء علیہم السلام ہوئے یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں کے امام بنے ہیں، انبیاء کرام علیہم السلام کے امام نہیں بنے۔ حالانکہ آپ ﷺ انبیاء کرام علیہم السلام کے امام ہیں تو ان

کے روح اور جسم دونوں کے امام ہیں اس کی دلیل کے لئے اکابرین اُمت مسلمہ کے نظریات وتشریحات کو دیکھ لو:

۱...... حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللهِ بِعَزِيزٍ'' یہ اللہ تعالیٰ پر مشکل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو حضور ﷺ کے پیچھے جمع فرمادیا۔

(سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۲۰۵، باب پنجم فصل ۲، ط: المیزان لاہور)

۲...... حضرت علامہ مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''فَإِنَّ حَقِيقَةَ الصَّلٰوةِ وَهِيَ الْإِتْيَانُ بِالْأَفْعَالِ الْمُخْتَلِفَةِ إِنَّمَا تَكُونُ لِلْأَشْبَاحِ لَا لِلْأَرْوَاحِ'' انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں نے کیا نماز پڑھی تھی؟ بلکہ حقیقی طور پر نماز تو انسان کا جسم پڑھتا ہے کیونکہ نماز کے اندر مختلف کام ہیں جو نمازی کے جسم کے ساتھ خاص ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۹ ص ۳۷۷۴، کتاب الفضائل، باب فی المعراج، رقم الحدیث ۵۸۶۶، دارالفکر بیروت لبنان)

بیت المقدس میں تو انبیاء کرام علیہم السلام روح مع الجسد موجود تھے۔ لہٰذا انبیاء کرام علیہم السلام نے خود نماز ادا کی ہے اور یہ بات صحیح نہیں کہ صرف ان کی روحیں نماز ادا کر رہی تھیں۔

اعتراض نمبر ۴۴: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو اپنی قبر میں نماز پڑھی اور حضور اقدس ﷺ نے دیکھ لیا وہ تو چھوٹی سی قبر تھی اس میں کیسے کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے؟ یہ بات ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

جواب: یہ بات بالکل سمجھ میں آنے والی ہے ہم آپ کو سمجھانے کے لئے اس اعتراض کے کئی جوابات دیتے ہیں تاکہ آپ کو سمجھنے میں مشکل پیش نہ آئے۔

۱...... مماتیوں کے پاس اس قبر مبارک کے چھوٹا ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اگر مماتی کہیں کہ ہمیں نظر یہی آتا ہے کہ چھوٹی سی قبر ہے تو ہم کہیں گے پھر تم اپنی نظر کا دیکھنا ایمان سمجھ بیٹھے ہو۔ حالانکہ ہر موقع پر جو نظر آئے وہی چیز ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ مثلاً: کندھے ہمیں خالی نظر آتے ہیں حالانکہ اس پر فرشتے موجود ہیں لیکن ہمیں بظاہر خالی لگتے ہیں۔ تم کہتے ہو یہ قبر چھوٹی سی ہے، تمہیں نظر چھوٹی سی آتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے چھوٹی سی نہیں ہے جس میں نماز پڑھ رہے تھے۔

۲...... ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جو فرمایا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۸، کتاب الفضائل، باب فضائل موسیٰ علیہ السلام، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

تو کیا حضور ﷺ نے جھوٹ بولا تھا؟ نعوذ باللہ! آپ ﷺ سے جھوٹ کی امید ہی نہیں ہے، نبی سے تو غلطی ہو ہی نہیں سکتی تو اس کا کیا جواب دو گے؟

۳...... مماتی کہتے ہیں کہ قبر بالکل چھوٹی سی ہوتی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں ہے: ''مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ (طٰہٰ: ۵۵)'' اسی زمین سے ہم نے آپ کو پیدا کیا تھا اور اسی زمین میں ہی ہم آپ کو واپس لے جائیں گے۔

قرآن کریم کی اس آیت کو حدیث شریف میں حضور پاک ﷺ نے یوں فرمایا ہے: ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ إِلَّا وَقَدْ ذُرَّ عَلَيْهِ مِنْ تُرَابِ حُفْرَتِهٖ'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس جگہ بندہ کی قبر بنتی ہے اسی جگہ سے اُس بندے کی مٹی اٹھا کر کے اُسے پیدا کیا۔ (الجامع لاحکام القرآن، تفسیر القرطبی ج ۱۱ ص ۲۱۰، ط: دارالکتاب المصریہ القاہرہ، مصر)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی شان بتانے کے لئے الگ طور پر حدیث پاک میں دلائل موجود ہیں، اس بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے: ''عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنَّا

مَعْشَرَ الْاَنْبِيَاءِ تُنْبَتُ اَجْسَادُنَا عَلٰى اَرْوَاحِ اَهْلِ الْجَنَّةِ'' ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ جنت والی پاکیزہ مٹی سے پیدا کئے جاتے ہیں۔

(الخصائص الکبریٰ، باب: الآیۃ فی حفظہ ﷺ من الاحتلام ج ۱ ص ۱۲۰، ط: دارالکتاب العلمیہ بیروت لبنان)

تو پتہ چلا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر جنت کا باغ ہے اسی لئے وہیں دفن ہوئے ہیں۔ کیونکہ ان کا جسم مبارک جنتی مٹی سے پیدا ہوا تھا اسی لئے جنتی زمین میں دفن ہوئے ہیں اور نبی پاک ﷺ کی قبر مبارک کو چھوٹی سی قبر سمجھنا جنت کے حالات سے ناواقفی ہے۔ کیونکہ جنت چھوٹی نہیں ہوتی، جنت تو بہت بڑی ہوتی ہے۔ جنت کے رقبہ کی کشادگی کے لئے قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَسَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ (آل عمران: ۱۳۳) '' اور اپنے رب کی طرف سے مغفرت اور وہ جنت حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے بڑھ کر تیزی دکھاؤ جنت کی چوڑائی اتنی ہے کہ اس میں تمام آسمان اور زمین سما جائیں۔

اب بتائیں جنت تو زمین و آسمان سے بڑی ہے اور مماتیوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر چھوٹی نظر آتی ہے حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر چھوٹی نہیں ہے وہ تو جنت کا باغ ہے۔

''عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ (مسند ابی یعلیٰ ج ۶ ص ۱۴۷، حدیث نمبر ۳۴۲۵، ط: دارالعلمیہ بیروت، لبنان)

وہ محدثین کرام رحمہم اللہ جنہوں نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اس کی سند کو صحیح لکھا:

۱...... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۲)
۲...... حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (مرقات ج ۲ ص ۲۱۲)
۳...... حضرت علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۱۱)
۴...... حضرت علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ (فیض القدیر ج ۳ ص ۱۸۴)
۵...... حضرت علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ (السراج المنیر ج ۲ ص ۱۳۴)
۶...... حضرت علامہ قاضی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۶۴)
۷...... مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ (بذل المجہود ج ۲ ص ۱۱۷)
۸...... علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (فیض الباری ج ۲ ص ۶۴)
۹...... علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (فتح الملہم ج ۱ ص ۳۲۹)
۱۰...... شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ (فضائل درود ص ۱۸، ۳۴)

اعتراض نمبر ۴۵: جس حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ کہ آپ فوت ہوں گے۔

جواب نمبر ۱: قرآن پاک کی سورۃ زمر: ۳۰ میں ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ (اے نبی ﷺ آپ فوت ہوں گے) یہ تو ہم مانتے ہیں کہ حضور ﷺ فوت ہوئے ہیں جو نبی ﷺ کی وفات نہ مانے وہ بے ایمان ہے لیکن جو حدیث میں ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں، اس سے مراد وفات کے بعد قبر والی زندگی ہے۔ لہٰذا یہ قرآن پاک

کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن پاک نے دنیا میں وفات کی بات کی ہے جب کہ حدیث پاک قبر مبارک کی زندگی کی بات کرتی ہے تو یہ فرق ہو گیا۔ جب دونوں کا مطلب جدا جدا ہے تو پھر آپس میں ایک دوسرے کے خلاف ہو جائیں ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث پاک کو قرآن کے خلاف بتانا کوئی دین کی خدمت نہیں۔ حدیث پاک تو قرآن پاک کی تشریح کا نام ہے اور قرآن کی تشریح قرآن کے خلاف ہو جائے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ مماتیوں کا حدیث پاک کو قرآن پاک کے خلاف کہنا ان کی اپنی سمجھ کا قصور ہے۔

جواب نمبر ۲: قبر کی زندگی تو خود قرآن پاک سے ثابت ہے۔ مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ "یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (سورۃ ابراھیم: ۲۷)" کی تفسیر میں یوں فرماتے ہیں:

مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں انسان کا دوبارہ زندہ ہو کر فرشتوں کے سوالات کا جواب دینا، پھر اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی پر ثواب یا عذاب کا ہونا قرآن مجید کی تقریباً ۱۰/ آیات میں اشارۃً اور رسول کریم ﷺ کی ۷۰/ احادیث متواترہ میں بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ مذکور ہے جس میں مسلمان کو شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ (تفسیر معارف القرآن ج ۵ ص ۲۴۸، ط: ادارۃ المعارف کراچی)

جواب نمبر ۳: **جوابی چیلنج:** یہ حدیث پاک قرآن کریم کے خلاف نہیں ہے قرآن کریم کے خلاف تو تب ہوتی جب قرآن کریم میں یہ موجود ہوتا کہ نبی پاک ﷺ اپنی قبر مبارک میں مردہ ہیں اور قرآن پاک میں ایسی کوئی آیت نہیں ہے کہ جو نبی پاک ﷺ کو قبر میں مردہ بتائے اگر کوئی مماتی یہ آیت ڈھونڈ دے جس میں لکھا ہو کہ نبی پاک ﷺ قبر مبارک میں زندہ نہیں ہیں تو ہم اس آیت کے پیش کرنے والے شخص کو ایک کروڑ روپیہ انعام دیں گے۔ حالانکہ قرآن کریم دنیا میں وفات پا جانے کا ذکر کرتا ہے جب کہ حدیث پاک قبر مبارک کے اندر والی زندگی کا ذکر کرتی ہے تو یہ دو الگ الگ چیزیں ہوئیں۔ لہٰذا حدیث پاک کو قرآن پاک کے خلاف کہنا ٹھیک نہیں ہے، صرف سینہ زوری ہے۔

تنبیہ: تمام سنی مفسرین عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں۔ اگر آپ نے کسی سنی مفسر کو تلاش کرنا ہو تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۲۷: یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ کی تفسیر کھول کر دیکھ لیں وہ ضرور اس میں عقیدہ حیات قبر لکھیں گے۔

مماتی ٹولہ سُنی مفسرین کی تفسیریں اپنے من پسند مقامات پر مانتے ہیں یعنی جہاں پر یہ لوگوں کو دھوکے میں ڈال سکیں اور اس آیت پر آ کر تمام مفسرین کی تفسیر کا انکار کر دیتے ہیں تو اس کا صاف مطلب ہے کہ یہ لوگ قرآنی عقیدہ نہیں مانتے بلکہ اپنے پیٹ کی بات کو دین کے نام پر عوام میں گمراہی پھیلاتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۴۶: اگر انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں تو سانس نہیں گھٹتا کہ باہر نکل آئیں۔

جواب: ماں کے پیٹ میں بچہ تقریباً ۹ مہینے رہتا ہے اور حدیث پاک کے مطابق چوتھے مہینے اس میں روح پڑ جاتی ہے تو زندہ ہو جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ثُمَّ یُنْفَخُ فِیْهِ الرُّوْحُ (اللہ تعالیٰ اس کی ماں کے پیٹ میں چوتھے مہینے بچہ کے اندر روح ڈال دیتے ہیں)

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۵۶، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکہ، ط: قدیمی کراچی)

تو اب بچہ چوتھے مہینے باہر نکل آئے اس کی سانس نہیں گھٹتی؟ کیونکہ ماں کا پیٹ تو قبر سے بھی زیادہ چھوٹا ہے۔ اب دوڑاؤ عقل...... جو جواب تمہارا ہو گا وہی جواب ہمارا ہو گا۔

اعتراض نمبر ۴۷: بچہ تو اپنا وقت پورا ہونے پر پیٹ سے باہر آئے گا۔

جواب: اسی طرح نبی کریم ﷺ بھی قیامت میں وقت پورا ہونے پر باہر تشریف لائیں گے۔

اعتراض نمبر ۴۸: قرآن وحدیث پڑھ کر جواب دو، عقلی جواب مت دو۔

جواب: تم بھی عقلی سوال نہ کرو۔ اگر سوال عقلی ہوگا تو جواب بھی عقلی ہوگا۔ اگر سوال میں تم آیت پیش کرو گے تو ہم بھی جواب آیت پڑھ کر دیں گے۔

اعتراض نمبر ۴۹: حدیث پاک میں ہے نبی کریم ﷺ قبر میں نماز پڑھتے ہیں یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن پاک میں موت کے بعد عبادت کا ذکر نہیں ہے۔

جواب: موت کے بعد عبادت قرآن پاک کے ہرگز خلاف نہیں ہے کیونکہ قرآن پاک میں مماتیوں کے انکار کا جواب اور وفات کے بعد عبادت کا ذکر موجود ہے۔ مثلاً: ''دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' اُس (جنت میں داخلے کے وقت) یوں کہیں گے اے اللہ! تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے اور ایک دوسرے کو ملتے وقت جو لفظ وہ بولیں گے وہ سلام ہوگا، اور آخر میں یہ کہیں گے کہ تمام تعریفیں اللہ کی ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ (سورۃ یونس:۱۰)

نوٹ: اس آیت میں بتادیا گیا ہے کہ وفات کے بعد جنتی ایک دوسرے کو سلام کریں گے اور سلام کرنا نیکی ہے اور دوسری بات اس آیت سے سمجھ میں آتی ہے کہ جنتی لوگ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں گے اور قرآن کریم کی آیات تلاوت کریں گے تو حمد بیان کرنا اور آیت تلاوت کرنا بھی نیکی ہے۔ یہ نیکیاں اور عبادتیں تو موت کے بعد بھی جاری رہیں گی۔

اعتراض نمبر ۵۰: قرآن میں سے صرف ایک ہی آیت ہے کوئی دوسری دلیل ہے تو پیش کرو۔

جواب: ایمان والوں کے لئے تو خدائی فرمان کا اشارہ ہی کافی ہوتا ہے جناب والا۔

چلو ہم دوسری دلیل میں دو آیات مزید پیش کر دیتے ہیں:

۱...... الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ (الزمر:۷۴)

ترجمہ: اور وہ (جنتی) کہیں گے کہ: ''تمام تر شکر اللہ کا ہے جس نے ہم سے اپنے وعدے کو سچا کر دکھایا اور ہمیں اس سرزمین کا ایسا وارث بنادیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنا ٹھکانہ بنالیں۔''

۲...... وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۙ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ۝ (سورۃ الفاطر:۳۴،۳۵)

ترجمہ: جنتی کہیں گے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں جس نے ہم سے ہر غم کو دور کر دیا۔ بے شک ہمارا پروردگار بہت بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔ جس نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں ہمیشہ رہنے والا گھر عطاء فرمایا ہے جس میں نہ کوئی تکلیف ہے اور نہ ہی کوئی تھکاوٹ پیش آئے گی۔

اب غور کرو! جنتی جنت میں اللہ کی حمد وثناء بیان کررہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کررہے ہیں یہ بھی تو موت کے بعد کی عبادات ہیں تو جس طرح یہ ساری عبادتیں جو موت کے بعد ہورہی ہیں قرآن پاک کے خلاف نہیں ہیں تو اسی طرح جس حدیث مبارک میں آیا ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں، عبادت کرتے ہیں۔ یہ بھی قرآن کے خلاف نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۵۱: قرآن کریم کی آیت: ''وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ'' اس آیت کے تحت مفسرین نے لکھا ہے کہ: ''یَقِیْنُ'' سے مراد موت ہے تو موت کے بعد عبادت نہ ہوئی، اسی لئے ہم موت کے بعد عبادت نہیں مانتے۔

جواب نمبر ۱: تم لوگ مفسرین کی لکھی ہوئی اس تفسیر کو مانتے ہو؟ ہم حیران ہیں تمام مفسرین کرام رحمہم اللہ حضور پاک ﷺ کی وفات کے بعد حیات کے قائل ہیں اور قبر مبارک کے قریب سماع کے قائل ہیں۔ آپ ان مفسرین کی لکھی ہوئی تفسیر مانتے ہو اور ان کا عقیدہ نہیں مانتے، حیرانگی کا مقام ہے۔

جواب نمبر ۲: وفات کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں نماز ادا فرماتے ہیں۔ یہ نمازیں بطور فرض نہیں پڑھتے بلکہ بطور نفل صرف عبادت کی لذت حاصل کرنے کے لئے پڑھی جاتی ہیں اور اسی طرح جنتی مسلمان بھی وہاں پر تلاوت وغیرہ مزہ اور راحت حاصل کرنے کے لئے کریں گے۔ بے شک اللہ والوں کو عبادت کرنے میں سکون ملتا ہے۔ اس لئے یہ عبادت قرآن کریم کے ہرگز خلاف نہیں ہے بلکہ یہ تو قرآن کریم کی آیات کی مزید وضاحت ہے۔

تنبیہ: حضور پاک ﷺ قبر میں سکون حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھتے ہیں اس کی دلیل حدیث پاک میں موجود ہے: ''عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ''

(مستدرک حاکم ج ۲ ص ۴۵۰، کتاب النکاح، رقم الحدیث ۲۶۷۶، قال الحاکم والذھبی صحیح علی شرطھما، ط: دار العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے یعنی نماز ادا کر کے مجھے سکون ملتا ہے۔

اس دل کی خوشی حاصل کرنے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں نماز ادا فرماتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۵۲: وفات کے بعد کی عبادت کو ہماری عقل نہیں مانتی۔

جواب: اگر مماتی وفات کے بعد عبادت نہیں مانتے تو میں ان سے پوچھتا ہوں پھر تو تم حضور پاک ﷺ کی صفت امام الانبیاء علیہم السلام ہونے کے انکاری بن گئے ہو۔ حالانکہ حضور پاک ﷺ امام الانبیاء علیہم السلام ہیں۔ حضور ﷺ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو نماز پڑھائی ہے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے حضور ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی اور تمہارے نزدیک تو وفات کے بعد عبادت ہے ہی نہیں۔ پھر تو وہ انبیاء کرام علیہم السلام حضور اقدس ﷺ کے مقتدی نہ بنے اور حضور ﷺ ان کے امام نہ بنے۔ کیونکہ جس کے پیچھے نماز میں کوئی مقتدی نہ ہوں تو وہ امام، امام نہیں رہتا تو تم مماتی لوگ در اصل حضور ﷺ کے امام الانبیاء علیہم السلام ہونے کے منکر ہو گئے اور اگر ایسی بات نہیں تو امام الانبیاء علیہم السلام ہونے کا صاف مطلب یہ ہے کہ پچھلے انبیاء کرام علیہم السلام آپ ﷺ کے مقتدی ہیں۔ اگر وہ مقتدی ہیں تو موت کے بعد عبادت ثابت ہو گئی۔

اعتراض نمبر ۵۳: اگر انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں نماز پڑھتے ہیں تو وضو کہاں سے کرتے ہیں؟

جواب نمبر ۱: غسل کرنے سے وضو ہو جاتا ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کو غسل دے کر قبر مبارک میں رکھا تھا تو وہ وضو آج تک برقرار ہے اور اسی وضو سے آج تک نمازیں پڑھتے ہیں تو حضور ﷺ کا وضو ثابت ہو گیا اب وضو کا ٹوٹنا تم دکھا دو، کرنا ہم دکھا دیں گے۔

جواب نمبر ۲: انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں جنت کا باغ ہوتی ہیں۔ قرآن کریم میں ہے: ''فِيْهَا اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّاءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ (محمد:۱۵)'' جنت میں پانی کی نہریں ہیں اور ان کا پانی کبھی خراب ہونے والا بھی نہیں۔

مماتیوں کو تو ایک وضو کی فکر پڑی ہوئی ہے جب کہ وہاں سے تو بار بار بھی وضو ہو سکتا ہے۔

جواب نمبر ۳: عام طور پر قبر میں مٹی ہوتی ہے اور مٹی کے لئے قرآن پاک میں ہے: ''فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا (المائدہ:۶)'' جب پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلیا کرو۔

لہٰذا ان قرآنی دلائل سے ثابت ہوا کہ مماتیوں کے وضو والے اعتراض کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۵۴: زندہ آدمی کو نیند بھی تو آتی ہے اور نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

جواب: حدیث پاک میں ارشاد نبوی ﷺ ہے: ''عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ عَيْنَايَ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا نیند میں میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل جاگتا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ ج ۱ ص ۱۵۴، ط: قدیمی کراچی)

اسی لئے نبی پاک ﷺ کے نیند کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اسی لئے اگر قبر مبارک میں آرام کرنے کے واسطے نیند بھی کریں تو وضو نہیں ٹوٹتا جیسے دنیا میں نیند کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔

اعتراض نمبر ۵۵: موت کے بعد عبادت کو ہم نہیں مان سکتے یہ صرف سینہ زوری ہے۔

جواب: اگر موت کے بعد عبادت نہیں مانتے تو جتنے مماتیوں نے آج تک اپنے بچوں کو حافظ بنایا ہے ان سب کو کہہ دیں کہ قرآن پاک یاد کرنا چھوڑ دیں کیونکہ حدیث پاک میں آتا ہے: ''عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يُقَالُ يَعْنِيْ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَاِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَأُهَا'' (جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۱۹، ابواب فضائل القرآن، باب نمبر ۱۳، ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حافظ قرآن کو حکم فرمائیں گے کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجوں پر چڑھتا جا جہاں تیری آخری آیت ہوگی وہی تیرا آخری درجہ ہوگا۔

حافظ قرآن آدمی جو اتنی زیادہ تلاوت کرے گا تو اس کا مطلب ہوا کہ موت کے بعد قرآن کریم پڑھنا ثابت ہے، قرآن پاک پڑھنا عبادت ہے اور مماتی موت کے بعد عبادت کو نہیں مانتے پھر قرآن پاک حفظ کرنے کا کیا فائدہ؟

اعتراض نمبر ۵۶: یہ حدیث پاک کہ: ''انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں'' ہم نہیں مانتے کیونکہ بخاری و مسلم شریف جیسی بڑی کتابوں میں کیوں نہیں ہے؟ یہ اگر ایمان کا معیار ہوتی تو امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ اسے ضرور ذکر کرتے۔

جواب نمبر ۱: (۱) کیا آپ نے صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۷۸/۱ اور صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۸۶ پر موجود حدیث: ''اَنَّهٗ يَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ'' کہ مردہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ مان لی......؟

(۲) کیا آپ نے صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۸ پر موجود حدیث: ''وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ'' کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہیں۔ مان لی......؟

(۳) کیا آپ نے صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۶۶ اور صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۸۷ پر موجود حدیث: ''مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ'' کہ تم لوگ مردوں سے زیادہ نہیں سنتے مان لی ہے۔۔؟

(۴) کیا آپ نے صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۷، کتاب المناقب میں موجود حدیث: ''وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُذِيْقُكَ اللهُ الْمَوْتَتَيْنِ اَبَدًا'' جس کا مطلب محدثین کرام رحمہم اللہ نے یہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ قبر مبارک میں ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ مان لی ہے......؟

(۵) کیا آپ نے ابوداؤد ج ۱ ص ۲۷۹ پر موجود حدیث: "مَامِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ۔۔ الخ" کہ میں محمد ﷺ (قبر میں) سلام سن کر جواب دوں گا۔ مان لی ہے......؟

(۶) کیا آپ نے ابن ماجہ ص ۱۱۹ کی عمدہ حدیث: "اِنَّ اللہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَأْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللہِ حَیٌّ یُرْزَقُ" کہ وفات کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کے جسم مبارک محفوظ ہیں اور اللہ کے نبی ﷺ رزق حاصل کرتے ہیں۔ مان لی ہے......؟

(۷) کیا آپ نے سنن النسائی ج ۱ ص ۱۸۹ "یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِی السَّلَامَ" کہ فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود پہنچاتے ہیں۔ مان لی......؟

(۸) کیا آپ نے جامع ترمذی ج ۲ ص ۷۳ ر ابواب الزہد باب نمبر ۲۶ میں موجود حدیث: "اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنَ الرِّیَاضِ الْجَنَّۃِ" کہ مومن کی قبر جنت کا باغ ہے۔ مان لی ہے؟ اگر مان لی ہے تو جنت میں زندہ ہوتے ہیں مردہ نہیں پھر تو آپ پھنس جائیں گے اور آپ کا عقیدہ ہوا میں اُڑ جائے گا۔

جواب نمبر ۲: یہ بے وقوفانہ سوال ہے حدیث صحیح ہونی چاہئے جس کتاب میں بھی ہو اس کے لئے کسی خاص کتاب کی شرط لگانا غلط ہے۔ اگر آپ کا یہ دعویٰ مان لیا جائے تو پہلا کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ تو بخاری و مسلم تو در کنار پوری صحاح ستہ کی احادیث میں نہیں بلکہ ایک اور حدیث کی کتاب مستدرک حاکم میں موجود ہے۔ پھر اسے کیوں مانتے ہو؟

جواب نمبر ۳: محدثین کرام رحمہم اللہ کا نام لیتے وقت مماتیوں کو خیال کرنا چاہئے کیونکہ یہ سب عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں اور آپ ﷺ کی قبر کے نزدیک سلام سننے کا بھی عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ بات مماتی مولوی محمد حسین نیلوی نے خود لکھی ہے کہ شافعی، مالکی، حنبلی سب کے سب عقیدہ حیات النبی ﷺ اور سماع موتٰی کے قائل ہیں۔

(ندائے حق، باب: فیض القدیر الھی فی رد خبر من صلی علی، عنوان: ایک اہم سوال کا جواب ج ۲ ص ۸۴، ۸۵، ط: اشاعت اکیڈمی پشاور)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ بَعِیْدٍ اُعْلِمْتُہٗ (جلاء الافہام فی فضل الصلاۃ والسلام علی محمد خیر الانام ص ۹۲، ط: دار ابن جوزی الدمام)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو میری قبر کے پاس درود پڑھے گا اُس کو میں خود سنوں گا اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھے گا تو وہ مجھے بتلایا جائے گا۔

وہ محدثین کرام رحمہم اللہ جنہوں نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اس کی سند کو صحیح لکھا:

۱...... امام ابوبکر بیہقی رحمہ اللہ (جزء حیات الانبیاء ص ۶)

۲...... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۶)

۳...... علامہ شمس الدین السخاوی رحمہ اللہ (القول البدیع ص ۱۱۶)

۴...... حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ (مرقات ج ۲ ص ۱۰)

۵...... امام ابوالحسن علی بن محمد الکنانی رحمہ اللہ (تنزیہ الشریعہ ص ۳۳۵)

۶...... علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ (فتح الملہم ج ۱ ص ۳۳۰)

۷...... مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (نشر الطیب ص ۲۶۸)

۸...... مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (سیرت المصطفیٰ ج ۳ ص ۱۷۴)

۹...... مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (جواہر الفقہ ج ۱ ص ۵۱۷، ط: جدید)

۱۰...... شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ (فضائل درود ص ۱۹)

اعتراض نمبر ۵۷: یہ حدیث کہ حضور ﷺ کی قبر مبارک پر درود شریف پڑھو تو حضور پاک ﷺ خود سنتے ہیں یہ غلط ہے اور غلط ہونے کی وجہ یہ ہے، اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے جس کا نام محمد بن مروان سُدّی صغیر ہے اور یہ ایک جھوٹا آدمی اور بعض کے نزدیک شیعہ تھا۔ اس لئے اس کی حدیث نہیں مانی جاتی۔

جواب: ہمارے نزدیک بھی سُدّی صغیر والی سند ٹھیک نہیں ہے بلکہ ہم بھی آپ کی طرح سُدّی صغیر کو جھوٹا مانتے ہیں لیکن یہ حدیث صرف سُدّی صغیر نہیں بتاتا بلکہ اہل السنت کے امام حضرت ابوشیخ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روایت موجود ہے جن کا مکمل نام حافظ اصبہان ومسند زمان ابومحمد عبداللہ بن جعفر بن حیان الانصاری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ ان کی وفات آج سے تقریباً ایک ہزار سال پہلے ۳۹۶ھ میں ہوئی۔ علماء دیوبند حضرت امام ابوشیخ رحمۃ اللہ علیہ والی سند مانتے ہیں۔ ہمیں سُدّی صغیر کی سند سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۱۰۵، ط: دارالعلمیہ بیروت، از علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)

اعتراض نمبر ۵۸: حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حسین علی الوانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے علماء اس حدیث کو جھوٹا کہتے ہیں۔

جواب: یہ سب علماء سُدّی صغیر والی سند کو غلط کہتے ہیں نہ کہ امام ابوشیخ رحمۃ اللہ علیہ والی کو۔ حالانکہ یہ سارے علماء عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں۔

نوٹ: میری کتاب "عقیدہ حیات النبی ﷺ کورس" میں حدیث پاک سے تیسری دلیل کے عنوان سے صفحہ ۳۰ پر آپ پڑھ آئے ہیں کہ بہت سے محدثین نے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث بغیر کسی شک وشبہ کے صحیح ہے۔

اعتراض نمبر ۵۹: اللہ تعالیٰ چاہے تو حضور پاک ﷺ قبر میں سنتے ہیں، ورنہ نہیں۔

جواب نمبر ۱: "اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو" یہ الفاظ عقیدہ ظاہر کرنے کے لئے نہیں بلکہ اپنا ارادہ ظاہر کرنے کے لئے بولے جاتے ہیں عقیدہ بتاتے وقت صرف عقیدہ بتایا جاتا۔

جواب نمبر ۲: یہ مماتیوں کا ایک فریب اور دھوکہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی چاہت کا سہارا لے کر حضور ﷺ کی حیات اور قبر کے قریب سلام کے سننے کا انکار کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو سنتے ہیں۔ یہ دراصل عقیدہ چھپانے والی بات ہے۔

جس طرح کوئی کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو حضور پاک ﷺ آخری نبی ہیں وہ یقیناً قادیانی ہوگا یا یوں کہے کہ اللہ چاہے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل ہیں، وہ یقیناً رافضی ہوگا۔ بالکل اسی طرح مماتی بھی اللہ تعالیٰ کی چاہت والی بات کر کے اپنا عقیدہ گول کر جاتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۶۰: ایک حدیث میں جو آتا ہے کہ دور والا درود پاک آپ ﷺ کی خدمت میں فرشتے لے جاتے ہیں تو کتنی مدت میں حضور ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں؟

جواب: کندھوں پر جو فرشتے بیٹھے ہیں ہماری باتوں کو لکھ رہے ہیں یہ کتنی مدت میں ہماری باتوں کو آسمان پر پہنچا دیتے ہیں؟ جو جواب آپ کا وہی ہمارا۔

اعتراض نمبر ۶۱: شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احسن الکلام میں لکھا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی روحیں آسمان پر ہیں۔

جواب نمبر ا: جی ہاں! وفات کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں کا مقام آسمان پر اعلیٰ علیین بلکہ اس سے بھی بلند رفیق الاعلیٰ ہے۔ بے شک انہیں روحوں کا اپنے جسموں سے تعلق ہے جس کی وجہ سے قبور مبارکہ میں زندگی حاصل ہے۔

جواب نمبر ۲: کیا شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ایک چھوٹی سی عبارت ہے یا ان کی اور بھی اس مسئلہ پر کتابیں موجود ہیں؟ یقیناً موجود ہیں تو ان کتابوں میں شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ جو عقیدہ لکھا ہے اس کو دیکھ لیا جائے۔ مثلاً:

۱...... تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور

۲...... سماع الموتی الملقب باثبات السماع والشعور لجملۃ اھل القبور

۳...... الشھاب المبین علی من انکر الحق الثابت بالادلۃ والبراھین

۴...... المسلک المنصور فی رد الکتاب المسطور

جیسی کتابوں میں تو شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کو قرآن وحدیث کے دلائل، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ، علماء احناف، علماء دیوبند سمیت پوری امت مسلمہ کے جید علماء کرام کے کتب سے دلائل لکھے ہیں۔ یہ حوالہ جات نظر کیوں نہیں آتے؟

شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخی چیلنج

امام اہل السنت والجماعت حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ علمائے دیوبند کی اجماعی دستاویز تسکین الصدور میں لکھتے ہیں: بلا خوف تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تقریباً ۱۳۷۴ھ تک اہل السنت والجماعت کا کوئی فرد کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ دنیا کے کسی خطہ میں اس کا قائل نہیں رہا کہ آنحضرت ﷺ (اور اس طرح دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام) کی روح مبارکہ کا جسم اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ ﷺ عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔ کسی اسلامی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب تفسیر وحدیث کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی علم الکلام کی ہو یا علم تصوف وسلوک کی سیرت کی ہو یا تاریخ کی کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ ﷺ کی روح مبارک کا جسم اطہر سے کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ ﷺ عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔ (تسکین الصدور ص ۲۹۰، مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

حقیقت یہ ہے کہ مماتی ٹولہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کی مخالفت اور علماء دیوبند کی توہین میں اتنے عقل ونظر سے فارغ ہو چکے ہیں کہ سورج کے سامنے دوپہر کی دھوپ میں کھڑے ہو کر لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ سورج کب نکلے گا؟ اللہ تعالیٰ ان سے محفوظ رکھے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَامِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ (سنن ابی داؤد ج ا ص ۲۷۹، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، ط: ایچ ایم سعید کراچی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جیسے ہی کوئی شخص مجھے سلام کرے گا تو اللہ تعالیٰ میری توجہ لوٹا دیں گے اور میں اس کے سلام کا جواب دوں گا۔

وہ محدثین کرام رحمہم اللہ جنہوں نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اس کی سند کو صحیح لکھا:

۱...... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (فتح الباری پ ۳ ص ۲۷۹)

۲...... علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (زرقانی شرح المواہب ج ۸ ص ۳۰۸)

۳...... امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (کتاب الاذکار ص ۱۰۶)

۴...... حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۱۴)

۵...... علامہ محمد الحاجی البوسنوی رحمۃ اللہ علیہ (ہامش حیات الانبیاء بیہقی ص ۶)

۶...... حضرت علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ (السراج المنیر ج ۳ ص ۲۷۹)

۷...... امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (فتاوی ابن تیمیہ ج ۴ ص ۳۶۱)

۸...... علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۰۳)

۹...... علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (عقیدۃ الاسلام ص ۵۲)

۱۰...... علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (فتح الملہم ج ۱ ص ۳۳۰)

اعتراض نمبر ۶۲: حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ: ”جب کوئی سلام کرے تو اس وقت میری روح لوٹا دی جائے گی تا کہ میں سلام کا جواب دوں۔“ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ روح ہر سلام کے وقت حضور ﷺ میں داخل ہوتی ہے اور پھر حضور پاک ﷺ کے جسم سے نکل جاتی ہے۔

جواب: اس حدیث کو سمجھنے کے لئے امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں:

”لَيْسَ مَعْنَاهُ اَنَّهٗ يَرُدُّ رُوْحَهٗ اَيْ يَحْيٰي فِيْ قَبْرِهٖ بَلْ تَوَجَّهَ مِنْ ذَالِكَ الْجَانِبِ اِلٰي هٰذَا الْجَانِبِ فَهُوَ ﷺ حَيٌّ فِيْ كِلْتَا الْحَالَتَيْنِ لِمَعْنٰي اَنَّهٗ لَمْ يَطْرَأْ عَلَيْهِ التَّعَطُّلُ قَطُّ“

(فیض الباری شرح صحیح البخاری ج ۲ ص ۶۵، کتاب الصلوۃ، باب الصوت فی المساجد، ط: مکتبہ اشرفیہ کانسی روڈ، کوئٹہ)

ترجمہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ سلام کے وقت حضور پاک ﷺ کی توجہ لوٹا دی جاتی ہے۔ روح لوٹانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ! حضور پاک ﷺ کے جسم میں روح داخل ہوتی ہے اور پھر نکل جاتی ہے۔ حضور پاک ﷺ قبر مبارک میں اللہ کی رحمت میں مشغول ہوتے ہیں تو جیسے ہی کوئی امتی قبر پر سلام عرض کرتا ہے تو آپ ﷺ کی توجہ اس امتی کے سلام کی طرف لوٹا دی جاتی ہے تو پھر حضور پاک ﷺ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ سلام کرنے کے دوران حضور پاک ﷺ کی زندگی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کوئی امتی حضور پاک ﷺ کو سلام کرے یا نہ کرے۔ حضور پاک ﷺ دونوں حالتوں میں قبر مبارک کے اندر زندہ ہیں۔

اعتراض نمبر ۶۳: بہت سے آدمی حضور پاک ﷺ کو سلام کرتے ہیں تو کیا رسول اللہ ﷺ ہر شخص کو وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ، وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ یوں جواب دیتے ہوں گے؟ اگر ایسا ہے پھر تو حضور پاک ﷺ کو بہت تکلیف ہوتی ہوگی کہ لاکھوں آدمی روز سلام پڑھتے ہیں۔

جواب: اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضور پاک ﷺ ایک ایک مسلمان کو الگ الگ جواب دیتے ہیں۔ حضور پاک ﷺ ایک بار ہی جواب دیتے ہیں وہ سب کو کافی ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ جیسے کوئی استاد کلاس میں داخل ہوا اور تمام شاگرد اپنے استاد محترم کو سلام کریں۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ تو استاد سب کو

وَعَلَیْکُمُ السَّلَام. وَعَلَیْکُم السَّلَام نہیں کہتا بلکہ ایک بار جواب دیتا ہے وَعَلَیْکُمُ السَّلَام تو پوری کلاس میں سب شاگردوں کے سلام کا جواب ہو جاتا ہے اسی طرح حضور پاک ﷺ ایک ہی مرتبہ سلام کا جواب دیتے ہیں اور سب سلاموں کا جواب ہو جاتا ہے۔

حضور پاک ﷺ کے شہادت پانے کے دلائل

حضور پاک ﷺ نے وفات سے چند لمحات پہلے فرمایا: (۱) وَقَالَتْ عَائِشَۃُ رضی اللہ عنہا کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ یَاعَائِشَۃُ مَا اَزَالُ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِیْ اَکَلْتُ بِخَیْبَرَ فَھٰذَا اَوَانٌ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ اَبْھَرِیْ مِنْ ذٰلِکَ السَّمِّ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۳۷ کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ، ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایام مرض الوفات میں فرمایا کہ جو زہریلا کھانا میں نے خیبر میں کھایا تھا اب میں اُس کھانے کی تکلیف محسوس کر رہا ہوں پس یہ وقت میری کمر کی رگ کٹنے کا ہے۔

لہٰذا آپ ﷺ کی وفات کا سبب بھی زہر ہے اس لئے آپ ﷺ شہید بھی ہوئے۔

(۲) اَنَّ عَبْدَاللّٰہِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لِاَنْ اَحْلِفَ تِسْعًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قُتِلَ قَتْلاً اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَحْلِفَ وَاحِدَۃً اَنَّہٗ لَمْ یُقْتَلْ وَذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ اتَّخَذَہٗ نَبِیًّا وَّاتَّخَذَہٗ شَھِیْدًا

(متدرک ج ۳ ص ۶۰، ۶۱، کتاب المغازی، رقم الحدیث ۴۳۹۴، ۹۸، اقر بہ الذہبی رحمہ اللہ، ط: دار العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نو دفعہ قسم اٹھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہوئے مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں ایک دفعہ یہ قسم اُٹھاؤں (اور بات پکی کر دوں) کہ رسول اللہ ﷺ (کسی کافر کے ہاتھوں تلوار کے ساتھ) قتل نہیں کئے گئے اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ کو نبی بھی بنایا اور شہید بھی بنایا ہے۔

اعتراض نمبر ۶۴: یہ اصول ہے کہ جو میدان جنگ کے اندر قتل کیا جائے وہ شہید ہے اور دیوبندی حضور پاک ﷺ کو شہید بھی کہتے ہیں۔ حالانکہ حضور پاک ﷺ میدان جنگ میں قتل نہیں کئے گئے۔

جواب نمبر ا: حضور پاک ﷺ کو بے شک میدان جنگ میں قتل نہیں کیا گیا لیکن حضور پاک ﷺ شہید ضرور ہیں علماء دیوبند کے پاس اس کے بہت سی احادیث کے دلائل موجود ہیں، مثلاً:

ا...... عظیم صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور پاک ﷺ کو شہید قرار دیا: "عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لِاَنْ اَحْلِفَ تِسْعًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قُتِلَ قَتْلاً اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَحْلِفَ وَاحِدَۃً اَنَّہٗ لَمْ یُقْتَلْ وَذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ اتَّخَذَہٗ نَبِیًّا وَّاتَّخَذَہٗ شَھِیْدًا" (متدرک حاکم ج ۳ ص ۶۰، ۶۱ کتاب المغازی والسرایا، رقم الحدیث ۴۳۹۴، ۹۸، قال الحاکم رحمہ اللہ والذہبی رحمہ اللہ صحیح علی شرطہما، ط: دار العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رماتے ہیں کہ میں نو دفعہ قسم اٹھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہوئے مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں ایک دفعہ یہ قسم اُٹھاؤں (اور بات پکی کر دوں) کہ آپ ﷺ (کسی کافر کے ہاتھوں تلوار کے ساتھ) قتل نہیں لئے گئے اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبی بھی بنایا اور شہید بھی بنایا ہے۔

۲...... حضور پاک ﷺ نے شہداء کی بہت سی قسمیں بیان فرمائی ہیں: "عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلشُّھَدَاءُ خَمْسَۃٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِقُ وَصَاحِبُ الْھَدَمِ وَالشَّھِیْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۲، کتاب الامارۃ، باب الشہداء، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہداء کرام کی پانچ قسمیں بیان فرمائی ہیں: (۱) طاعون کی بیماری میں فوت ہونے والا (۲) پیٹ کی بیماری میں فوت ہونے والا
(۳) پانی میں ڈوب کر فوت ہونے والا (۴) دیوار کے نیچے آکر فوت ہونے والا
(۵) میدان جنگ میں قتل ہونے والا یہ سب لوگ شہداء میں شامل ہیں۔

۳...... عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَا تَعُدُّوْنَ الشَّهِیْدَ فِیْکُمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللهِ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ فَهُوَ شَهِیْدٌ قَالَ اِنَّ شُهَدَاءَ اُمَّتِیْ اِذًا لَقَلِیْلٌ قَالُوْا فَمَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَمَنْ مَّاتَ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَمَنْ مَّاتَ فِی الطَّاعُوْنِ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَمَنْ مَّاتَ فِی الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِیْدٌ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۲، کتاب الامارۃ، باب الشہداء، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ہم سے پوچھا کہ تم لوگ شہید کسے سمجھتے ہو؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جو میدان جنگ میں قتل ہو وہ شہید ہے تو حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو میری امت کے شہداء بہت کم ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا پھر اور کون کون سے شہید ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا:
(۱) میدان جنگ میں قتل ہونے والا (۲) میدان جنگ میں فوت ہونے والا
(۳) طاعون کی بیماری میں فوت ہونے والا (۴) پیٹ کی بیماری میں فوت ہونے والا

تشریح: حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے حضور پاک ﷺ کی اس حدیث مبارک کا مطلب یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ان کی موت والی سختی کی وجہ سے شہداء میں شامل فرما دیا ہے۔ بے شک یہ لوگ میدان جنگ میں قتل نہیں ہوئے پھر بھی شہید ہیں اور آخرت میں ان کو شہداء کرام کی صف میں کھڑا کیا جائے گا لیکن ان کو دنیا کے اندر غسل بھی دیں گے اور کفن بھی دیں گے اسی لئے ان کو شہید اُخروی کہا جاتا ہے۔ (ورنہ میدان جنگ والے شہید کو غسل وکفن نہیں دیا جاتا) (شرح النووی لصحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۲، کتاب الامارۃ، باب الشہداء، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

فقہ کی کتابوں میں میدان جنگ کے اندر قتل ہونے والے کو جو شہید لکھا گیا ہے، اس سے مراد وہ شہید ہے جس آدمی کو اعزازی طور پر کفن اور غسل نہیں دیا جاتا بلکہ اسی خون آلودہ کپڑوں میں ہی دفن کیا جاتا ہے۔ حضور پاک ﷺ کو جو شہید کہا گیا ہے، اس سے مراد اُخروی شہید ہے کہ آخرت کے لحاظ سے درجۂ شہادت پانے والے ہیں اور آپ ﷺ کو کافروں نے زہر دیا تھا جس کے چار سال بعد حضور پاک ﷺ وفات پا گئے اور اسی زہر نے حضور پاک ﷺ کے پیٹ مبارک میں اثر کیا جس کی وجہ سے حضور پاک ﷺ کی وفات ہوئی۔ میدان جنگ میں قتل نہیں ہوئے۔ تبھی تو حضور پاک ﷺ کو وفات کے بعد غسل اور کفن دیا گیا۔ اس سب کے باوجود حضور پاک ﷺ شہداء میں شامل ہیں۔

جواب نمبر ۲: حضور پاک ﷺ کو زہر نہ بھی دی جاتی پھر بھی حضور پاک ﷺ شہید شمار ہوتے۔

۱...... عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ اُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ ثُمَّ اُحْیٰ ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰ ثُمَّ اُقْتَلُ (صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۰، کتاب الایمان، باب الجہاد من الایمان، ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ یوں دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ میں چاہتا ہوں کہ میں شہید کیا جاؤں اور مجھے پھر دنیا میں بھیج اور پھر شہادت کی موت عطا کر مجھے پھر دنیا میں بھیج اور پھر شہادت کی موت عطاء کر۔

۲...... عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا اُعْطِيَهَا وَلَمْ تُصِبْهُ

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۱، کتاب الامارۃ، باب استحباب طلب الشہادۃ فی سبیل اللہ، ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو آدمی اخلاص نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعا مانگے اگر وہ قتل نہ بھی ہو پھر بھی شہید شمار ہوگا۔

۳...... عَنْ سَهْلِ ابْنِ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَاِنْ مَّاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۱، ایضاً)

ترجمہ: حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو آدمی اخلاص نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعا مانگے اللہ تعالیٰ اسے شہادت کا رتبہ عطاء فرمائیں گے۔ اگرچہ بستر پر بھی فوت ہو جائے۔

بے شک حضور پاک ﷺ نے بھی یقیناً دل سے شہادت کی دعا مانگی تھی تو اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ کو شہداء میں شامل فرما دیا ہے۔

اعتراض نمبر ۶۵: حدیث ہے: لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ (اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری اتباع کرتے) اس سے پتہ چلتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں ہیں۔

جواب نمبر ۱: یہ روایت ضعیف ہے اور اس روایت کی سند میں رافضی، شیعہ، کذاب اور حدیث پاک کے معاملے میں حضور پاک ﷺ پر جھوٹ بولنے والے راوی موجود ہیں جو کہ اس روایت کو بیان کرنے والے ہیں۔

مثلاً: اس روایت کی سند میں ایک راوی ''جابر بن یزید جعفی'' ہے۔ محدثین کرام رحمہم اللہ نے اسے رافضی قرار دیا ہے۔

۱...... تہذیب الکمال میں ہے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حافظ الحدیث شاگرد، حضرت امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک جھوٹا شخص تھا۔

۲...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد حضرت امام حمیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''جابر جعفی'' کا عقیدہ شیعوں والا تھا۔ اس کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ آسمان کے بادلوں میں چھپے ہوئے ہیں، قیامت سے پہلے دنیا میں واپس آئیں گے۔

۳...... حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جابر جعفی کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ اپنی طرف سے جھوٹی حدیثیں لوگوں کو سناتا تھا۔ (مقدمہ صحیح مسلم ص ۱۵، ط: قدیمی کراچی، از: حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ)

دوسرا راوی مجالد بن سعید ہے یہ بھی ضعیف راوی ہے اس کو بھی محدثین کرام نے ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔

۱...... ''تہذیب الکمال'' میں ہے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ناقابل اعتبار شخص تھا۔

۲...... حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس راوی کی محدثین کرام رحمہم اللہ کے ہاں کوئی اہمیت نہیں ہے۔

جواب نمبر ۲: یہ روایت مشکوۃ المصابیح میں موجود ہے۔

(مشکوۃ المصابیح ج ۱ ص ۳۰، کتاب الایمان، باب: الاعتصام بالکتاب والسنہ، ط: المیزان لاہور)

اگر یہ روایت صحیح بھی ثابت ہو جائے تب بھی عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کے خلاف دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس کا مطلب اس روایت کے الفاظ میں موجود ہے مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور پاک ﷺ کی اتباع کرتے۔

کسی کی اتباع کرنا اس کی بات کو تسلیم کرنا اور اس پر عمل کرنا یہ دنیا میں موجود رہ کر ہو سکتا ہے، نہ کہ قبر میں جا کر......خوب سمجھ لو۔

جواب نمبر ۳: روایت کا صحیح مطلب: حضور پاک ﷺ فرمانا چاہ رہے ہیں کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں زمین کے اوپر زندہ موجود ہوتے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے اپنی نبوت کے اعلان کرنے کا حکم ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی دعوت چھوڑ کر میرے تابع داروں میں شامل ہو جانا یہ حضور پاک ﷺ کی شان بیان ہو رہی ہے، عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کا انکار بیان نہیں ہو رہا جیسا کہ مماتی بے چارے سمجھ بیٹھے ہیں۔ اس روایت سے یہ مطلب ہرگز نہیں نکلتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں مردہ ہیں۔ نعوذ باللہ! بلکہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے دنیا کی زندگی ہی میں اتباع کرنے کی بات بتلائی جا رہی ہے۔

باب سوم ...... مختلف اعتراضات

اعتراض نمبر ۶۶: اشاعت التوحید (فرقہ مماتیت) میں آنے کے بعد کوئی آدمی کبھی واپس نہیں جاتا کیونکہ اشاعت التوحید میں قرآنی مسائل بتائے جاتے ہیں۔

جواب: یہ جھوٹا دعویٰ ہے، حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ جو اشاعت التوحید کے مرکزی جنرل سکرٹری تھے اور مولانا قاضی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اشاعت التوحید کے مرکزی صدر تھے۔ جب ان کو دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ سمجھایا اور مماتیوں کی غلطی کو واضح فرمایا اور ان دو حضرات کے سامنے کھل کر سامنے آ گیا کہ ہم غلط ہیں تو انہوں نے قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رُجوع، توبہ کا اعلان کیا جس کا واقعہ کچھ یوں ہے:

۱۹۵۷ء میں جب مماتی فرقہ وجود میں آیا، ابھی ۵ سال ہی گزرے تھے کہ مماتیوں نے امت مسلمہ کے اتفاقی مسائل میں اختلاف پیدا کر کے عوام میں اس قدر اُچھال دیا کہ تقریباً پورے وطن عزیز ملک پاکستان کی زمین اس معاملہ میں گرم ہوگئی۔ گویا ہر چوک اور چوراہے پر جا کر مماتیوں نے عقیدہ حیات النبی ﷺ کا انکار عوام میں پھیلانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ اس دوران اکابرین علماء دیوبند کی طرف سے انہیں بار بار سمجھانے کی کوشش کی گئی کیونکہ علماء دیوبند کبھی نہیں چاہتے کہ فرقہ واریت عام ہو جائے مگر مماتی اپنی ضد پر اَڑے رہے۔ آخر کار اس وقت دارالعلوم دیوبند کی سب سے بڑی شخصیت حجۃ الاسلام والمسلمین امام محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی وارث اور ان کے پوتے حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ (مہتمم دارالعلوم دیوبند) کو اس معاملے میں آنے کی دعوت دی گئی۔ حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک ماہ کے دورے پر پاکستان تشریف لائے، فریقین کے موقف کو تفصیل اور تسلی سے سنا۔ علماء دیوبند اور مماتیوں کے علماء کے پاس الگ الگ تشریف لے گئے آخر کار فریقین کے اتفاق سے عقیدہ حیات النبی ﷺ پر ایک تحریر مرتب کی گئی۔ وہ تحریر یہ تھی:

وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر اطہر) میں بِتَعَلُّقِ روح حیات حاصل ہے اور اسی حیات کی وجہ سے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والے کا صلاۃ وسلام سنتے ہیں۔

(ماہنامہ رسالہ تعلیم القرآن ج ۵، ۲۴، ش ۸، اگست ۱۹۶۲ء، ط: دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی، قیمت ۸ آنے)

اس تحریر پر علماء دیوبند میں سے حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے اور مماتیوں میں سے ان کی جماعت اشاعت التوحید کے صدر شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ اور جماعت کے جنرل سیکرٹری مولانا قاضی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دستخط فرما کر دل وجان سے اسی عقیدہ کو قبول کیا پھر شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ نے اس عقیدہ کو اپنے مدرسہ سے شائع ہونے والے رسالہ میں شائع کر دیا۔ یہ عبارت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رجوع کی تحریر شمار کی جاتی ہے۔ اکابرین علماء دیوبند نے ان کے رُجوع کو قبول کیا اور ان کو مسلک علماء دیوبند میں واپس آنے پر خوش آمدید کہا۔ مگر افسوس کہ باقی مماتیوں کی جماعت نے اپنے بڑوں کی بات کو نہ مانا اور عقیدہ حیات النبی ﷺ کا انکار کرتے رہے جن میں سرفہرست مولوی عنایت اللہ شاہ گجراتی تھے گویا آج کل کے تمام مماتی شیخ القرآن کے رجوع سے منہ موڑ چکے ہیں، اور گجراتی برادری کی طرح اپنی ضد پر قائم ہیں۔

اعتراض نمبر ۶۷: شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ نے جو صلح کی تھی وہ اس طرح ہے جیسے حضور اقدس ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار کے ساتھ معاہدہ کے صفحہ پر اپنا نام مبارک مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللہِ لکھوایا تھا پھر اس پر کفار نے اعتراض کیا تو حضور اقدس ﷺ نے اس کو ختم کر کے مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللہِ لکھوا دیا تھا۔ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللہِ لکھے جانے کے بعد حضور اقدس ﷺ رسول اللہ ختم تو نہیں ہو گئے تھے، تو اسی طرح مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ نے لکھ کر دیا تھا کہ حضور اقدس ﷺ قبر میں زندہ ہیں اور قبر کے قریب سلام سنتے ہیں تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا وہ حضور اقدس ﷺ کو قبر میں زندہ مانتے تھے۔

جواب: صلح حدیبیہ میں حضور اقدس ﷺ نے پہلے مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللہِ پھر مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللہِ لکھوایا، یہ دونوں کلمات سچے ہیں۔ حضور پاک ﷺ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللہِ یعنی اللہ کے رسول اور مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللہِ یعنی حضرت عبداللہ کے بیٹے بھی ہیں اور شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کی صلح میں مماتی ایک بات کو سچا اور دوسری بات کو جھوٹا کہتے ہیں۔ حالانکہ صلح حدیبیہ میں تو دونوں باتیں سچی تھیں لہٰذا اس بات پر صلح حدیبیہ والی مثال نہیں دی جا سکتی۔

اعتراض نمبر ۶۸: اگر قبر میں زندگی ہے تو دیوبندیوں کے مولویوں اور ان کے شیخ الحدیثوں کو قبر میں ڈال دو پھر ہم دیکھتے ہیں یہ زندہ رہتے ہیں یا نہیں؟

جواب: ہم کہتے ہیں ایسی باتیں کرنا چھوڑ دو پہلی بات یہ ہے کہ دنیا اور قبر کی زندگی الگ الگ ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ دنیا والے بندے کو تم قبر کی زندگی میں پھینک کر دیکھنا چاہتے ہو کہ یہ کیسے زندہ رہتا ہے؟ اس کا آسان جواب یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں یہ بات موجود ہے کہ ماں کے پیٹ میں زندگی ہوتی ہے۔ یہ بات تم مماتی بھی مانتے ہو تو اب ہم کہہ دیں گے کہ مماتیوں کے مولویوں کو ہم اٹھا کر ان کی ماؤں کے پیٹوں میں واپس داخل کر دو تو کیا یہ بات مماتی لوگ برداشت کریں گے؟ پھر یہ تو اس طرح ان کی والدہ کی زندگی بھی خطرہ میں پڑ جائے گی اور تم مماتی لوگ ماں کے پیٹ والی زندگی ماننے کے باوجود دوبارہ ماں کے اندر داخل ہونے کے لئے تیار نہیں ہو کیونکہ دنیا کی زندگی، ماں کے پیٹ کی زندگی سے الگ ہے تو اس طرح قبر والی زندگی بھی دنیا والی زندگی سے الگ ہے۔ قبر والی زندگی پر دنیا والی زندگی کی مثالیں فٹ نہیں ہوتیں۔

تنبیہ: محترم دوستو ہمارے جواب میں سخت الفاظ جوابی طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ جب مماتی ہمارے اکابرین کو توہین کا نشانہ بنائیں گے تو جواب کا حق ہم بھی محفوظ رکھتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس سے جواب کی اجازت ملتی ہے: ''وَاِنۡ عَاقَبۡتُمۡ فَعَاقِبُوۡا بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبۡتُمۡ بِهٖ'' (سورۃ النحل: ۱۲۶)

ترجمہ: اور اگر تم لوگ کسی پر ظلم کا بدلہ لو تو اتنا ہی لو جتنی زیادتی تمہارے ساتھ کی گئی تھی۔

اس اجازت کی بنیاد پر ہم نے یہ جواب دیا ہے۔

اعتراض نمبر ۶۹: المہند علی المفند کتاب کو آپ لوگ عقائد کی کتاب بتاتے ہو حالانکہ وہ علماء دیوبند کی طرف سے سعودی علماء کو لکھا جانے والا ایک خط ہے، پھر یہ عقیدہ کی کتاب کیسے بن گئی؟

جواب: جناب من یہ چند عقائد تھے جن کو خط کا حصہ بنایا گیا تھا، سعودی علماء کو خط لکھنے کی اصل وجہ فاضل بریلوی احمد رضا خان کے جھوٹے الزام کی حقیقت بتانا تھی کہ فاضل بریلوی نے سعودی عرب جا کر وہاں کے علماء کے سامنے علماء دیوبند کی کتابوں سے عبارات نکال کر ان میں غلط باتیں ڈال کر پیش کیں اور الزام لگایا کہ یہ دیوبندی علماء کے عقیدے ہیں، لہٰذا علماء دیوبند کافر ہیں۔ اس بات کی حقیقت جاننے کے لئے عربی علماء کرام نے علماء دیوبند سے ۲۶ سوالوں پر مشتمل ایک وضاحت پوچھی جس کے جواب میں علماء دیوبند کے سرخیل حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک وضاحتی خط تحریر فرمایا جس میں اُن ۲۶ سوالات کے جوابات دیئے اور پوچھے گئے تمام عقائد کی وضاحت قلم بند کی اور اس میں واضح لکھا علماء دیوبند کوئی گستاخ رسول ﷺ نہیں، احمد رضا خان کی طرف سے علماء دیوبند پر جھوٹے الزامات لگائے گئے ہیں۔ اس خط پر دارالعلوم دیوبند کے تمام اکابرین نے تصدیقی دستخط فرمائے، جن میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی، حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی ہند مولانا کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، دارالعلوم کے مفتی اعظم مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ شامل ہیں۔ سعودی عرب کے علماءِ کرام نے اس جواب کو پسند فرمایا اور علماء دیوبند کی تصدیق کی۔ پھر علماء دیوبند نے اس عقائد کے خط کو اور سعودی علماء کے جوابات کو ایک کتاب کی شکل میں شائع کر دیا۔ یوں فاضل بریلوی احمد رضا خان کے جھوٹ سے دنیا واقف ہوگئی اور رضا خانی سازش دم توڑ گئی۔

بے شک اب اس کتاب کی حیثیت عقائد کی کتاب جیسی ہے۔ اب جو شخص بھی دیوبندی کہلاتا ہے وہ اس کتاب میں لکھے گئے تمام عقائد کو اپنا ایمان سمجھتا ہے۔

اعتراض نمبر ۷۰: کچھ دیوبندی علماء نے لکھا ہے کہ قبر مبارک میں حضور پاک ﷺ کی زندگی دنیا کی سی ہے اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: جن علماءِ کرام نے حیات دنیوی لکھا ہے ان کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں چلتی پھرتی حیات ہے بلکہ مطلب صرف ایک ہے کہ جو زندگی قبر میں حاصل ہے وہ روح کے تعلق سے دنیا والے جسم کے ساتھ ہے یعنی دنیا والا جسم زندہ ہے کوئی اور نیا جسم زندہ نہیں اور یہ بات درست ہے۔

اعتراض نمبر ۷۱: مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جو آدمی یہ کہے کہ حضور ﷺ خود سلام سنتے ہیں تو ایسا آدمی کافر ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ مکمل مبوب ص ۱۰۳، کتاب العقائد، ط: ادارہ اسلامیات لاہور)

جواب: یہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی آدھی بات ہے، پوری بیان کرو۔ یہاں تو وہ یہ فرما رہے ہیں کہ جو آدمی

یہ کہے کہ تشہد (التحیات) والا اسلام جو بندہ نماز میں پڑھتا ہے حضور ﷺ خود سنتے ہیں تو وہ کافر ہے۔ کیونکہ وہ صرف خدا اور اس کے بندے کے درمیان معاملہ ہوتا ہے اور یہ بات ہم بھی مانتے ہیں اور مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھا ہے کہ قبر والا اسلام حضور ﷺ خود سنتے ہیں۔ اب مماتی اگر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی بات مانتے ہیں تو پوری تسلیم کریں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۶۹ کتاب الایمان والکفر عنوان زندوں کا مردوں سے مدد مانگنا ص ۱۳۴، کتاب البدعات عنوان اہل قبور سے استعانت، ط: ادارہ اسلامیات لاہور)

اعتراض نمبر ۷۲: امداد المفتیین میں مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ فتویٰ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں۔

جواب: فتاویٰ رشیدیہ میں سماع عند القبر کے دو فتاویٰ مختلف مقامات میں موجود ہیں ایک جگہ یقیناً حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط نہیں ہیں، مگر دوسری جگہ خود حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح اپنی قلم سے لکھا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں ہے اور مزید حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اس پر دستخط فرماتے ہوئے یوں لکھتے ہیں: اَلْجَوَابُ بِھٰذَا التَّفْصِیْلُ صَحِیْحٌ کہ یہ جواب (آپ ﷺ اپنی قبر میں سلام سنتے ہیں) اس تمام تفصیل کے ساتھ درست ہے۔

ہمارا پیش کردہ فتویٰ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی ہے مگر آج تک مماتی ٹولہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے۔

نوٹ: مماتیوں نے حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کو بطور استدلال پیش کیا ہے۔ افسوس کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال تو قبول ہے لیکن حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ قبول نہیں، یعنی حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں جا بجا عقیدہ حیاۃ النبی ﷺ اور سماع عند القبر کو اپنا مسلک وعقیدہ بتایا ہے ہم اب حضرت مفتی صاحب کے چند حوالہ جات پیش کئے دیتے ہیں۔

۱...... رسول اللہ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں آپ ﷺ کی وفات کا درجہ ایسا ہے جیسے کوئی زندہ شوہر گھر سے غائب ہو اس بناء پر آپ ﷺ کی ازواج کا وہ حال نہیں جو تمام شوہروں کی وفات پر ان کی ازواج کا ہوتا ہے۔

(معارف القرآن ج ۷ ص ۲۰۳، سورۃ احزاب، آیت ۵۳، ط: ادارۃ المعارف کراچی)

۲...... البتہ روضہ اقدس ﷺ کے سامنے الفاظ خطاب کے ساتھ سلام پڑھنا سنت سے ثابت اور مستحب ہے۔ کیونکہ وہاں براہ راست حضور ﷺ کا سلام سننا اور جواب دینا روایات حدیث سے ثابت ہے۔

(جواہر الفقہ ج ۱ ص ۵۱۶، ط: جدید مکتبہ دار العلوم کراچی)

۳...... (درود پاک کی) مجلس میں حضور ﷺ کا تشریف لانا کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں رسول کریم ﷺ پر بہتان ہے رسول کریم ﷺ نے اس امر کا فیصلہ خود ایک حدیث میں اس طرح فرمایا ہے: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ بَعِیْدٍ اُعْلِمْتُہٗ یعنی جو شخص میری قبر کے پاس درود وسلام پڑھتا ہے۔ اسے میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے درود وسلام بھیجتا ہے وہ (فرشتوں کے ذریعے) مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

(جواہر الفقہ ج ۱ ص ۵۱۷، ط: جدید مکتبہ دار العلوم کراچی)

اعتراض نمبر ۷۳: حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اشرف الجواب میں فرماتے ہیں کہ زمینی گڑھا قبر نہیں ہے۔

جواب نمبر ۱: حکیم الامت، مجدد الملت، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات صرف ان لوگوں کے لئے لکھی ہے جو کہ آگ میں جل کر راکھ ہو جائیں یا پانی میں ڈوب کر مرجائے۔ جب کہ حضور پاک ﷺ بِحَمْدِ اللہِ نہ آگ میں جلے ہیں نہ پانی میں ڈوبے ہیں اسی لئے یہ عبارت عقیدہ حیات النبی ﷺ کے خلاف نہیں ہے۔

جواب نمبر ۲: مماتی صرف زبان سے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیتے ہیں ورنہ یہ لوگ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو نعوذ باللہ گمراہ اور غلط سمجھتے ہیں۔ مثلاً:

مماتی، پتھری مولوی سجاد بخاری نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر، مواعظ اور کتب کے بارے میں یوں لکھا ہے کہ تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں اصلاح وتطہیر (پاکیزگی و درستگی) کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ان میں ضعیف، شاذ، منکر اور جھوٹی حدیثیں ہے سر و پا حکایتیں بے سند اور گمراہ کن کرامتیں موجود ہیں۔

(اقامۃ البرہان ص ۲۴، ط: کتب خانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی)

نوٹ: جو لوگ حکیم الامت، مجدد الملت، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو جھوٹی حدیثیں اور گمراہ کن باتیں کہنے والا بتائیں ایسے لوگ باقی علماء دیوبند کو کیسے سچا مسلمان مانتے ہوں گے؟

اعتراض نمبر ۷۴: دارالعلوم دیوبند میں نصف صدی تک مہتمم رہنے والے قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے مماتیوں کی کتابوں پر تصدیق لکھی ہے، مطلب کہ وہ ہماری تائید کرتے تھے۔

جواب: قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ مماتیوں کی ہرگز تائید نہیں کرتے تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ان تک تمہاری اصلیت نہیں پہنچی تھی اور جب وہ حقیقت کو بھانپ گئے تو انہیں کے کہنے پر شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا قاضی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مماتی فرقہ سے علیحدگی کا اعلان کر کے توبہ تائب ہو گئے۔ قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی اپنی پاک قبروں میں زندہ ہیں قبور پر حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں یہ علماء کرام کا اجماعی مسئلہ ہے۔ علمائے دیوبند نے یہ عقیدہ قرآن وسنت سے پایا ہے۔ (کلمات طیبہ المعروف خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۱۸۱، ط: ادارہ اسلامیات لاہور)

قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ حیات النبی ﷺ پر ایک مشہور شعر کچھ یوں ہے:

یہ دل میں ارماں ہے اپنے طیب مزارِ اقدس ﷺ پہ جا کے اِک دن
سناؤں ان کو میں حال دل کا کہوں میں ان سے سلام لے لو

(عاشقان رسول ﷺ، ص ۲۹۲، ط: عمر پبلیشرز اردو بازار لاہور، از: مولانا ثناء اللہ صاحب شجاع آبادی)

اعتراض نمبر ۷۵: مولانا احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مردے میں سننے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔

جواب: یہ سوال کرتے وقت مماتیوں کو شرم آنی چاہئے کہ مولانا دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات حضور پاک ﷺ کے لئے نہیں بلکہ عام مردوں کے لئے لکھی تھی۔ حضور ﷺ کے لئے خود اپنی کتاب کشف الرحمٰن ج ۱ ص ۵۹۲، سورۃ آل عمران، آیت: ۱۶۹ کی تفسیر میں لکھا ہے: ''انبیاء کرام علیہم السلام قبر میں خود سلام سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔''

تو یہاں بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بات کو ماننا چاہئے۔ عام مردہ کے معاملے میں حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یاد ہیں تو یہاں کیوں بھول گئے؟

اعتراض نمبر ۷۶: فاتحہ کا صحیح طریقہ نامی کتاب پر حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق موجود ہے اور اس میں لکھا ہوا ہے کہ آپ ﷺ کی قبر مبارک پر سماع نہیں ہے۔

جواب: یہ عبارت اس کتاب کی نہیں بلکہ اس کے کئی سال بعد شائع ہونے والے ضمیمہ کی ہے اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق کتاب پر ہے نہ کہ ضمیمہ پر اور یہ ضمیمہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بارہ سال

بعد لکھا گیا، جس سے اکابرین علماء دیوبند کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہ بھی پچھلے فائروں کی طرح ایک مس فائر ہے۔

اعتراض نمبر ۷۷: حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ اشاعت التوحید کے عقیدہ کو پسند کرتے تھے۔

جواب: مماتیوں نے حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں غلط تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ مفتی صاحب بھی پتھری تھے مگر مماتی ان کی تفصیلی عبارات کو پنج پیر مدرسہ میں لگی ٹوٹی کا پانی یا گجراتی کباب سمجھ کر ہضم کر گئے۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مفتی صاحب بڑے احترام سے عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں۔

۱...... احادیث میں ثابت ہے کہ ہر مسلمان کی قبر پر سلام کرتے وقت بصیغہ خطاب سلام کیا جاوے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ پھر قبر شریف پر صیغہ خطاب سے سلام کرنے سے کیا مانع ہے؟ جب کہ متعدد احادیث سے بھی یہ ثابت ہے کہ قبر شریف کے پاس صلوٰۃ وسلام کو حضور اکرم ﷺ خود سنتے ہیں۔ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ بَعِیْدٍ اُعْلِمْتُہٗ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۳۵۳، کتاب العقائد، ط: جمعیۃ پبلشرز لاہور)

۲...... حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے دیوبند کی دوسری اجماعی دستاویز تسکین الصدور (جو کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ پر تمام منکرین حیات کے لئے زہر قاتل ہے) کو خود لکھوایا اور اس پر تصدیقی دستخط ثبت فرمائے۔
(تسکین الصدور ص ۳۶، ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

۳...... عبدل خیل ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں آج بھی حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر موجود ہے اور اس پر واضح لکھا ہوا ہے: ''مرقد محمود'' کہ مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے سونے کی جگہ، وفات کے بعد مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی تختی مماتیوں کی دھوکہ بازیوں کو تار تار کر رہی ہے۔

اعتراض نمبر ۷۸: مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مردے نہیں سنتے۔

جواب: شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عام مُردوں کی بات ہے نہ کہ حضور پاک ﷺ کے قبر مبارک میں سماع کی، مگر مماتیوں نے دھوکہ بازی سے اس عبارت کو آپ ﷺ پر لاگو کر دیا۔ حالانکہ حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ عقیدہ حیات النبی ﷺ اور سماع النبی ﷺ کے بڑے احترام سے قائل ہیں۔ فی الحال ان کے دو حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

۱...... جو شخص حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر کے پاس کھڑے ہو کر درود پڑھے حضور اقدس ﷺ اس کو سنتے ہیں مَنْ صَلّٰی عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ نص صریح ہے۔ (مکاتیب شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ، ص ۵۰۵، ط: مکتبۃ الحرمین لاہور)

۲...... سلیمان بن سحیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کرتے ہیں کیا آپ ﷺ کو اس کا پتہ چلتا ہے؟ تو حضور پاک ﷺ نے فرمایا: ہاں! میں ان کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (فضائل درود شریف ص ۳۸، فصل ۲، حدیث ۳، ط: کتب خانہ فیضی لاہور)

ضروری وضاحت: مماتی بظاہر عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ تبلیغی جماعت والوں کی اچھی باتوں کی ہم تائید کرتے ہیں۔ مگر معاملہ اس کے برعکس ہے، مماتی فرقہ کے موجودہ امیر مولوی طیب پنج پیری آف صوابی کی تصدیق سے ایک کتاب (تبلیغی جماعت اور ان کے بزرگ خصوصاً شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے کفر و شرک پر) شائع ہوئی۔ بنام تحفۃ الاشاعت فی اصول التبلیغ والدعوۃ اور اس میں دوسرے مماتیوں نے بھی

تبلیغی جماعت کو مکمل کر تنقید کا نشانہ بنایا، جاہل اور کافر مشرک ہونے کے فتوے دیئے۔

اکابر علمائے دیوبند دعوت وتبلیغ اس کے طریقہ کار اور بطور نصاب لکھی جانے والی ان کتب فضائل کی ہمیشہ تائید فرمائی مگر کچھ حضرات اپنی بدقسمتی سے لوگوں کو اس دینی کام کے منافع سے محروم رکھنے کے لئے مختلف حیلے بہانوں سے ''دعوت وتبلیغ'' کے بانی حضرات اور اس کے نصاب کتب فضائل کو نشانہ تنقید بھی بناتے رہتے ہیں۔ ان حضرات میں ایک نمایاں نام ''اشاعت التوحید والسنہ'' مماتی ٹولہ ہے۔ انہی میں سے چند ذمہ دار مولویوں کی باتیں ملاحظہ کریں۔

۱...... مولوی احمد سعید ملتانی آنجہانی نے مسجد قصاباں میانوالی شہر میں تبلیغی جماعت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ کافر ہیں۔ (خس کم جہاں پاک ص ۶۹، ط: مرکز اشاعۃ التوحید والسنہ، لالہ موسیٰ گجرات ۱۹۹۸ء)

۲...... مولوی خان بادشاہ شیخ الحدیث مفتی سردار صاحب کو چیلنج کرتے ہوئے لکھتا ہے ''فضائل حج میں کافی خرافات اور واہیات ہیں اگر تجھ میں علمی غیرت ہو تو اس کو دلائل شرعیہ سے ثابت کر فضول بکواس سے کچھ نہیں بنتا۔

(التنقید الجوہری ص ۲۷، ط: دار القرآن پنج پیر صوابی ۲۰۰۵ء)

۳...... اہل مبلغ جس نے چالیس خرافات فضائل حج میں لکھے ہیں۔

(الصواعق المرسلہ ص ۱۵، بحوالہ التنقید الجوہری، ط: دار القرآن پنج پیر صوابی ۲۰۰۵ء)

۴...... ولوی سراج الاسلام حنیف لکھتا ہے کچھ لوگ ضعیف اور موضوع ومن گھڑت روایت سے عقائد واعمال ثابت کرنے لگے ہیں جس کی کئی مثالیں کتاب فضائل اعمال اور فضائل صدقات میں مل جاتی ہیں۔

(ضعیف احادیث کی معرفت اور ان کی شرعی حیثیت ص ۳۲)

۵...... مولوی قاضی عبدالسلام اشرفی لکھتا ہے: ''موجودہ عوامی رسمی تبلیغ بظاہر نام سے تو تبلیغ دین ہے مگر درحقیقت دین رسول ﷺ کے بالکل الٹ ہے۔ دین کی نیت سے بے دینی ہے اور انجان ہو کر دین دوستی کی نیت دینی دشمنی زور وشور سے پھیلائی جارہی ہے۔'' (ماہنامہ ''نغمہ توحید'' گجرات ص ۵۳، مئی، جون ۲۰۰۰ء)

۶...... حال ہی میں شائع ہونے والی مماتیوں کی کتاب ''تحفۃ الاشاعت'' میں مماتی مولوی عبدالوکیل قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر بت پرست اور یہود ونصاریٰ میں سے ہونے کا فتویٰ دیتے ہوئے لکھتا ہے۔

اے بھائیو! یہ بکواسات اور خرافات سنو! ان لوگوں اور اہل تناسخ اور بت پرستوں میں کیا فرق ہے؟ کیا یہ (دین جو یہ لوگ پیش کر رہے ہیں) یہود ونصاریٰ کا دین نہیں ہے؟ (تحفۃ الاشاعہ ص ۳۰۰، ط: اشاعت اکیڈمی پشاور)

۷...... ان تبلیغ والوں کی کتابوں میں خرافات اور واہیات تو بہت زیادہ ہیں لیکن ہم ان میں سے بعض ایسی باتیں ذکر کرتے ہیں جن سے شرک اور اللہ تعالیٰ کی خاص صفات مخلوق کو دینے کی بُو آتی ہے۔ (تحفۃ الاشاعہ ص ۲۹۱، ط: ایضاً)

۸...... یہ کیا عجیب بات ہے۔ اے بھائیو! دیکھو فضائل صدقات کے ان واقعات میں کیا گمراہیاں اور خرافات ہیں اور یہ واقعات کس طرح لوگوں کو جہنم کی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اے اللہ سبحان! ہماری اس حالت کو دیکھ، ہماری باتوں کو سن اور ہمیں قرآن سے ان خرافات اور محرومیوں کی طرف نہ چلا۔ پس اے لوگو! (مولانا زکریا کے) شرک، عقیدہ بریلویہ اور بت پرستی کے ثابت کرنے کو دیکھو۔ (تحفۃ الاشاعہ ص ۳۰۱، ط: اشاعت اکیڈمی پشاور)

<u>نوٹ</u>: ''تحفۃ الاشاعہ'' نامی کتاب کے مؤلف نے جہاں کتاب کے نام سے یہ ظاہر کیا ہے کہ دعوت

وتبلیغ کے متعلق ان کا بیان کردہ مؤقف ''اشاعت التوحید والسنہ'' کا مؤقف ہے۔ وہیں ''اشاعت التوحید والسنہ'' کے امیر، دارالقرآن پنج پیر کے شیخ الحدیث، مفتی اور اکابرین اشاعت نے اس کتاب کی تائید سے مؤلف کو حوصلہ دیتے ہوئے پوری جماعت کی طرف سے اکابر علمائے دیوبند پر تنقید وتنقیص کے ان نشتروں کو پذیرائی بخشی ہے۔

<u>اعتراض نمبر ۷۹</u>: فتاویٰ حقانیہ ج ۱ ص ۴۰۳ پر لکھا ہوا ہے کہ مماتی بھی سُنی ہیں۔

<u>جواب</u>: فتاویٰ حقانیہ علماء دیوبند کے مرتب کردہ ہے مگر اس میں ایک قابل احترام مفتی صاحب جو کہ مسلک دیوبند سے قدرے ہٹے ہوئے تھے جن کا نام مفتی محمد یوسف تھا خود اسی فتاویٰ حقانیہ میں جلد اوّل ص ۹۳ پر انہیں مودودی نظریات سے بہت زیادہ متاثر بتایا گیا ہے اور ان کے بارے میں واضح لکھا گیا کہ وہ مودودی نظریات رکھتے تھے بلکہ فرقہ مودودی کا دفاع بھی کرتے تھے۔ اس بناء پر انہیں دارالعلوم حقانیہ سے الگ کر دیا گیا تھا۔ موصوف بھی مفتی تھے اور یہ مماتیوں کی طرف سے نقل کردہ فتویٰ بھی انہیں کی مرہونِ منت اس فتاویٰ میں موجود ہے۔

مماتیوں کو چاہئے تھا کہ بچوں کی طرح ہر گری پڑی چیز کو نہ اٹھاتے تو آج یوں شرمندگی کا منہ نہ دیکھنا پڑتا۔

زندگی آمد برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

<u>مزید</u>: اسی فتاویٰ حقانیہ جلد اوّل کتاب العقائد ص ۱۵۸ پر عقیدہ حیات النبی ﷺ اور سماع النبی ﷺ عند القبر کا واضح الفاظ میں موجود ہونا اور حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''آبِ حیات'' حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''المہند'' اور حضرت مولانا عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''حیاتِ انبیاء کرام علیہم السلام'' سے ماخوذ استدلات کیوں نظر نہیں آئے۔ مماتیوں نے حوالہ ۴۰۳ کا دیا ہے۔ جب کہ ص ۱۵۸/اس سے بہت پہلے آتا ہے اس کو بھی پڑھنا چاہئے تھا۔ اگر نہیں پڑھا تو اب پڑھ لیں اور اسے بمطابق فتاویٰ حقانیہ جلد اوّل ص ۱۵۸ حیات قبر وسماع عند القبر والے عقائد اہل السنت والجماعت تسلیم کرلیں اور اگر مماتی اس فتویٰ سے اختلاف کرتے ہیں تو ص ۴۰۳ پر بھی اس کتاب کا حصہ ہے وہ قابل اعتبار اور کتاب کا یہ حصہ نا قابل اعتبار کیوں ہے؟ چلتے چلتے ایک بات اور مزید بھی پڑھ لیجئے: اسی فتاویٰ حقانیہ میں جو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے افادات پر مشتمل ہے اور مولانا مفتی محمد فرید رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ جات کا اکثر حصہ اس میں موجود ہے اور ان کے حوالہ جات بھی فرقہ مماتی کے متعلق درج ذیل ہے۔

بحمداللہ! کتاب میں جتنے مسائل کی تنقیح اور تشریح کی گئی ہے۔ سب کو اہل السنت والجماعت خصوصاً اکابر دیوبند کے مسلک کے موافق پایا۔ (تسکین الصدور ص ۷، ۳، ط: ص ۲۸ مکتبہ صدریہ گوجرانوالہ)

حضرت مفتی فرید زروبوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ (مماتی) پنج پیری فرقہ سلفی (غیر مقلد) ہیں۔ لہٰذا ان سے قرآن کریم جیسی عظیم کتاب پڑھنا جائز نہیں۔

(فتاویٰ فریدیہ جلد اوّل کتاب الفرق الباطلہ فی الفرق الاسلامیہ ص ۱۵۴، ۱۵۵ طبع دارالعلوم صدیقہ زروبی رحمۃ اللہ علیہ ضلع صوابی)

گمنام مماتی صاحب ازالہ کو یہ تمام حوالہ جات نظر کیوں نہیں آئے؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں لو آپ اپنے دام میں مماتی آ گئے

<u>اعتراض نمبر ۸۰</u>: خودکش حملہ میں جسم ختم ہو جاتا ہے اور انہیں قبر بھی نہیں ملتی تو عذاب قبر کیسے ہوگا؟

<u>جواب</u>: جہاں اس ختم شدہ میت کے جسم کے اجزاء جائیں گے وہی جگہ اسی کی قبر شمار ہوتی ہے ضروری نہیں کہ

زمین میں دفن ہوگا تو عذاب ہوگا۔ جن لوگوں کو زمین میں دفن نہیں کیا گیا۔ مثلاً: فرعون اور ہندو لوگ جن کو جلا کر راکھ کر دیا جاتا ہے، یہ لوگ بھی قبر کے عذاب سے نہیں بچتے، کائنات کے جس کونے میں ان کا وجود ہوگا وہیں عذاب ملتا رہے گا۔ اگرچہ جسم ذرہ ذرہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اس کی دلیل حدیث پاک میں موجود ہے: عَنْ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُهُ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتُ فَلَمَّا یَئِسَ مِنَ الْحَیَاةِ اَوْصٰی اَهْلَهُ اِذَا اَنَا مُتُّ فَاجْمَعُوْا لِیْ حَطَبًا کَثِیْرًا وَاَوْقِدُوْا فِیْهِ نَارًا حَتّٰی اِذَا اَکَلَتْ لَحْمِیْ وَخَلَصَتْ اِلٰی عَظْمِیْ فَامْتُحِشَتْ فَخُذُوْهَا فَاطْحَنُوْهَا ثُمَّ انْظُرُوْا یَوْمًا رَاحًا فَاذْرُوْهُ فِی الْیَمِّ فَفَعَلُوْا فَجَمَعَهُ اللّٰهُ فَقَالَ لَهُ: لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: مِنْ خَشْیَتِكَ. فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهُ (صحیح بخاری، کتاب الانبیاء علیہم السلام، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل ج ۱ ص ۴۹۱، ط: قدیمی کراچی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا: ایک شخص نے مرتے وقت وصیت کی کہ مجھے مرنے کے بعد آگ میں جلا دیا جائے اور میری راکھ کے کچھ حصوں کو دریاؤں میں ڈال دیا جائے اور کچھ راکھ کو پہاڑوں پر اُڑا دیا جائے تو ایسا ہی کیا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے دریا اور پہاڑوں کو حکم کیا اس کی راکھ جمع کرو پھر اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو اپنے سامنے صحیح سالم کھڑا کیا اور پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا: یا اللہ! میں نے صرف آپ کے خوف کی وجہ سے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنی قدرت سے معاف کر دیا۔

تنبیہ: اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرنے کے بعد اس جسم کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے اسی لئے تو اس کے جسم کی راکھ کو اکٹھا کیا گیا ورنہ خاک کو جمع کرنے کا کیا مقصد؟

اعتراض نمبر ۸۱: عذاب قبر اگر جسم کو ہوتا ہے تو کسی انسان کو کوئی جانور کھا جائے تو کیا جانور کے پیٹ میں اس کو عذاب ہوگا؟ تو کیا وہ جانور بھی عذاب کی تکلیف محسوس کرے گا؟

جواب: وہ عذاب مردہ کو ہوگا جانور کو نہیں جس طرح کسی مماتی کے پیٹ میں کیڑے ہوں تو ڈاکٹر صاحب جو دوائی دیتے ہیں، اس دوائی سے اس کے پیٹ میں کیڑوں پر تو قیامت گزر رہی ہوتی ہے مگر خود مماتی ان کیڑوں کے مرنے والی تکلیف کو محسوس نہیں کر رہا ہوتا تو ٹھیک اسی طرح جانور کے پیٹ میں عذاب مردہ محسوس کرتا ہے نہ کہ جانور۔

اعتراض نمبر ۸۲: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو اختلاف ہوا، جنگوں تک نوبت آئی جس میں کئی صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ شہید ہوئے مگر یہ لوگ آپ ﷺ کے روضۂ اقدس پر فیصلہ کرانے نہیں گئے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے حق پر کون ہے۔؟ تو پتہ چلا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ آپ ﷺ قبر میں زندہ نہیں ہیں۔ اگر زندہ مانتے تو ضرور پوچھتے۔

جواب: سبحان اللہ! یہ تو سوال بھی بیوقوفانہ ہے کہ قبر پر جا کر نہ پوچھنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ قبر میں زندہ نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے تھے اگر ہم قبر پر جا کر سوال کریں گے تو آپ ﷺ کا جواب ہم نہیں سن سکیں گے۔ کیونکہ آپ ﷺ عالم قبر میں ہیں اور ہم عالم دنیا میں ہیں۔

مثال: جس طرح آپ کی کوئی چیز لوگوں میں بیٹھے گم ہو جائے تو آپ اپنے اردگرد بیٹھے لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ میری چیز کدھر گئی؟ مگر اپنے کندھوں پر بیٹھے فرشتوں سے نہیں پوچھتے۔ حالانکہ آپ اِن فرشتوں کو زندہ مانتے ہیں کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ فرشتے آپ کے پوچھنے پر اگر جواب بھی دیں تو آپ ان کا جواب نہیں سن سکیں گے۔ کیونکہ فرشتے عالم غیب میں اور آپ عالم دنیا میں ہیں تو اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی جانتے تھے کہ ہم قبر پر جا کر پوچھیں گے

تو آپ ﷺ جواب دیں گے مگر ہم لوگ آپ ﷺ کا جواب نہیں سن سکیں گے۔ کیونکہ آپ ﷺ عالم قبر میں اور صحابہ رضی اللہ عنہم عالم دنیا میں تھے۔ لہٰذا قبر پر جا کر نہ پوچھنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ آپ ﷺ قبر میں زندہ نہیں ہیں۔

اعتراض نمبر ۸۳: اگر ہم لوگ آپ ﷺ کی بات کو نہیں سن سکتے تو آپ ﷺ قبر کے قریب ہمارا درود کیسے سن لیتے ہیں؟ یہاں پر عالم دنیا و قبر والا اصول کیوں لاگو نہیں ہوتا؟

جواب: قبر کے قریب آپ ﷺ کا درود شریف سننا تو شریعت سے ثابت ہے۔ مثلاً:

۱...... ”وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ (آل عمران:۱۶۹)“ اور (اے پیغمبر ﷺ) جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ زندہ ہیں، انہیں اپنے رب کے پاس رزق ملتا ہے۔

تفسیر: انبیاء کرام علیہم السلام شہیدوں سے بڑے درجے والے ہیں تو وہ بھی زندہ ہیں ان کی زندگی اتنی مضبوط ہے کہ روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہے اسی وجہ سے نبی ﷺ کی وفات کے بعد ان کی بیوی سے نکاح نہیں ہوتا اور نہ ہی نبی ﷺ کی میراث تقسیم ہوتی ہے بلکہ قبر پر جا کر کوئی سلام کہے تو اس کو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔

(تفسیر کشف الرحمٰن ج ۱ ص ۵۹۲، ط: مکتبہ رشیدیہ کراچی)

اس تفسیر کے مولف مولانا احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس تفسیر پر جن اکابرین امت مسلمہ کے دستخط ہیں، ان کے اسماء کرام یہ ہیں:

۱...... مدرس مسجد نبوی ﷺ، شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

۲...... عالم اسلام کے پہلے شیخ الحدیث، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

۳...... دارالعلوم دیوبند میں نصف صدی تک مہتمم، حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

۴...... استاذ العلماء مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مولانا مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری رحمۃ اللہ علیہ

۵...... شیخ الحدیث والادب، جامع الفضائل، فقیہ زماں حضرت مولانا اعزاز علی امروہی رحمۃ اللہ علیہ

۶...... مفتی اعظم متحدہ ہندوستان، فخر الاماثل، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱...... عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ بَعِیْدٍ اُعْلِمْتُهٗ (جلاء الافہام فی فضل الصلاۃ والسلام علی محمد خیر الانام ص ۹۲، ط: دار ابن جوزی الدمام، سعودی عرب)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو میری قبر کے پاس درود پڑھے گا اُس کو میں خود سنوں گا اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھے گا تو وہ مجھے بتلایا جائے گا۔

وہ محدثین کرام رحمہم اللہ جنہوں نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اس کی سند کو صحیح لکھا:

۱...... امام ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (جزء حیات الانبیاء ص ۶)

۲...... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۶)

۳...... علامہ شمس الدین السخاوی رحمۃ اللہ علیہ (القول البدیع ص ۱۱۶)

۴...... حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (مرقات ج ۲ ص ۱۰)

۵...... امام ابوالحسن علی بن محمد الکنانی رحمۃ اللہ علیہ (تنزیہ الشریعہ ص ۳۳۵)

۶...... علامہ شبیر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ (فتح الملہم ج ۱ ص ۳۳۰)

۷...... مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (نشر الطیب ص ۲۶۸)

۸...... مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (سیرت المصطفیٰ ج ۳ ص ۱۷۴)

۹...... مولانا مفتی محمد شفیع عثانی رحمۃ اللہ علیہ (جواہر الفقہ ج ۱ ص ۵۱۷، ط: جدید)

۱۰...... شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ (فضائل درود ص ۱۹)

اور جب شریعت سے کوئی مسئلہ ثابت ہو جائے پھر اپنی عقل کے گھوڑے نہیں دوڑانے چاہئے یہی مسلک اہل السنت والجماعت کا طریقہ ہے۔

اعتراض نمبر ۸۴: اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کا جواب نہیں سن سکتے تھے تو آپ لوگوں کے مطابق پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تدفین کے وقت روضۂ مبارکہ سے "اُدْخِلُوا الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ" کہ دوست کو دوست تک پہنچادو۔ (مفاتیح الغیب تفسیر کبیر سورۃ الکہف، آیت: ۱۱ ج ۷ ص ۴۳۳، ط: مکتبہ علوم اسلامیہ لاہور)

یہ آواز کیوں سن لی تھی۔ یہاں سن سکتے تھے وہاں نہیں؟ یہ دوہرا معیار کیوں اپنایا گیا ہے؟

جواب: دوہرا معیار نہیں بلکہ مماتیوں کی سمجھ کی کمی کا نتیجہ ہے۔ آپ ﷺ کے روضۂ مبارکہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آواز سن لینا بطور کرامت تھا۔ یعنی اس وقت آپ ﷺ کا جواب سن لینا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وجہ سے تھا، انہوں نے وصیت ہی اسی لئے کی تھی کہ مجھے آپ ﷺ کے روضۂ اقدس کے اندر قبر میں دفن کرنے سے پہلے پوچھ لینا یا رسول اللہ ﷺ اجازت ہے صدیق کی قبر یہاں بنادیں؟ اگر اجازت مل جائے تو آپ ﷺ کے قریب قبر بنا دینا ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ سے اپنی دوستی پر اتنا اعتبار تھا اور اتنی زیادہ اُمید تھی کہ مجھے اجازت ضرور ملے گی۔ لہٰذا ان کے اخلاص کی برکت سے وہاں پر موجود تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کا جواب سنا اور یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی برکت اور کرامت شمار ہوتی ہے اور کرامت کا اصول یہ ہے کہ اس میں دوام (ہمیشگی) نہیں ہوتی۔ ضروری نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ کی قبر مبارک سے ہر وقت جواب سنا جائے۔ یہ کبھی کبھار کی بات ہے۔

اعتراض نمبر ۸۵: یہ عجیب سی بات لگتی ہے اگر کوئی مزید دلیل یا مثال ہے تو پیش کرو۔

جواب: جی ہاں! اس کے کئی مزید دلائل ہیں، مثلاً: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ شریف سے سیکڑوں میل دور جہاد پر گئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر کے امیر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں منبر پر بیٹھ کر آواز دی۔ جب کہ بظاہر ان کے سامنے وہ حضرات موجود نہیں تھے اور وہ آواز فوراً ان تک پہنچ گئی یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت تھی۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۱۷ ص ۳۷۳، کتاب المناقب، باب مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ط: دار الفکر بیروت لبنان)

تو یہ بھی اسی طرح ہے کہ ہر وقت ہم آپ ﷺ کا جواب نہیں سن سکتے مگر کبھی کبھار جس طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جنازے کے وقت یا پھر شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے سلام کرنے پر جواب سن لینا ثابت ہے۔

نوٹ: شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ﷺ کے روضۂ اقدس پر سلام عرض کیا تو آپ ﷺ کی طرف سے جواب آیا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا وَلَدِيْ (اے میرے بیٹے تم پر بھی سلام ہو)

(حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ایمان افروز واقعات، ص ۳۷ و ۳۸، ط: مکہ کتاب گھر اردو بازار لاہور، از: مولانا ابوالحسان بارہ بنکی رحمۃ اللہ علیہ)

اعتراض نمبر ۸۶: صلح حدیبیہ کے وقت آپ ﷺ تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ پہنچی مگر وہ زندہ تھے اور ظاہری بات ہے کہ آپ ﷺ پر درود پاک بھی بھیجتے ہوں گے اور درود آپ ﷺ پر پیش بھی ہوتا ہوگا مگر آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید سمجھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیعت فرمالیا تو پتہ چلا کہ درود آپ ﷺ پر نہیں پہنچتا۔ اگر پہنچتا تو آپ ﷺ کبھی بھی بیعت نہ فرماتے بلکہ یوں فرماتے دیکھو عثمان رضی اللہ عنہ زندہ ہے جس کا درود مجھ پر پیش ہو رہا ہے۔

جواب نمبر ۱: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیا کرتے ہیں؟ اور پہلے بتا دینے پر امتحان، امتحان نہ رہتا۔

جواب نمبر ۲: یہ واقعہ وفات سے پہلے دنیا کی زندگی کا ہے۔ جب کہ آپ لوگوں کا اختلاف وفات کے بعد قبر میں درود شریف سننے کے متعلق ہے۔ لہٰذا یہ سوال کرنا ہی غلط ہے۔

جواب نمبر ۳: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں افواہ صبح کی نماز کے بعد پہنچی، ابھی ظہر کی نماز قضا نہیں ہوئی تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے آئے جب اس دوران انہوں نے کوئی نماز ادا نہیں فرمائی تو درود پاک کس طرح پڑھا؟ اور نہ ہی انہوں نے حضور پاک ﷺ کے بغیر کعبۃ اللہ کا طواف کرنا مناسب سمجھا۔ جب اس دوران درود پاک پڑھنا ثابت ہی نہیں تو حضور ﷺ تک پہنچنے کا سوال کرنا ہی غلط ٹھہرا۔ آپ ﷺ پر درود پاک تب پیش ہوتا جب وہ پڑھتے۔ حالانکہ وہ تو مذاکرات میں مشغول تھے اور شہید ہو جانے کی خبر پہنچنے پر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیعت فرمالیا۔ اس واقعہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہمارا درود پاک آپ ﷺ پر پیش نہیں ہوسکتا بلکہ صحیح حدیث میں یہ واضح موجود ہے آپ ﷺ پر درود پاک پیش ہوتا ہے۔

عَنْ اَوْسِ ابْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ بَلِيْتَ فَقَالَ اِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب تفریع ابواب الجمعہ ج ۱ ص ۱۵۰، ط: ایچ ایم سعید کراچی)

ترجمہ: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کا دن تمام دنوں سے افضل ہے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن فوت ہوئے۔ اسی دن قیامت کا پہلا صور اور پھر اسی دن آخری صور پھونکا جائے گا تو تم میرے اوپر زیادہ درود پڑھا کرو۔ بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا آپ کے فوت ہونے کے بعد ہمارا درود آپ ﷺ پر کیسے پیش ہوگا۔ حالانکہ آپ ﷺ تو مٹی مٹی ہو چکے ہوں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو منع کر دیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسم کو کھا سکے۔

نوٹ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درود شریف آپ ﷺ کے جسم مبارک پر پیش ہوتا ہے اور یہ نبی ﷺ کے زندہ ہونے کی دلیل ہے کہ زندہ ہیں تبھی تو درود شریف پیش ہوتا ہے۔

وہ محدثین کرام رحمہم اللہ جنہوں نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اس کی سند کو صحیح لکھا:

۱...... علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (عمدۃ القاری ج ۶ ص ۶۹)

۲...... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (فتح الباری پ ۲۶ ص ۵۸)

۳...... علامہ ابن عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ (الصارم المنکی ص ۱۷۴)

۴...... امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (کتاب الاذکار ص ۱۰۶)

۵...... حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۱۴)

۶...... علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ (القول البدیع ص ۱۱۹)

۷...... حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ (جلاء الافہام ص ۳۶)

۸...... امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ (مستدرک ج ۴ ص ۵۶۰)

۹...... علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (مستدرک ج ۴ ص ۵۶۰)

۱۰...... علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (خزائن الاسرار ص ۱۹)

اعتراض نمبر ۸۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مردوں کا سننا نہیں مانتیں تو دیوبندی لوگ حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات کیوں نہیں مانتے؟

جواب نمبر ۱: حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کافر مردے کے لئے کہا تھا کہ وہ نہیں سنتے۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کبھی بھی حضور ﷺ کے سماع کا انکار نہیں کیا اماں عائشہ رضی اللہ عنہا تو حیات النبی ﷺ مانتی ہیں۔ جس طرح حدیث پاک میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ اَدْخِلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَاِنِّيْ وَاضِعٌ ثَوْبِيْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَاَبِيْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ رضی اللہ عنہ فَوَاللهِ مَادَخَلْتُهٗ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حَيَاءً مِنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۵۴، ط: المیزان لاہور، مسند احمد ج ۴ ص ۴۰۴، مسند الصدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا، رقم الحدیث ۲۵۶۶۰، ط: موسسۃ الرسالہ الترکی)

ترجمہ: حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت میں حضور پاک ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے جاتی تھی اور ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کی زیارت بھی کرتی تھی تو پردہ کا زیادہ خیال نہیں کیا کرتی تھی۔ کیونکہ حضور پاک ﷺ میرے خاوند اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے والد ہیں۔ (خاوند اور والد سے پردہ نہیں ہوتا) لیکن خدا کی قسم جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی ساتھ قبر میں دفن ہوئے تو میں پردہ کر کے قبر کی زیارت کے لئے جاتی ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیاء کی وجہ سے۔

جواب نمبر ۲: حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے محدثین کرام رحمہم اللہ نے واضح لکھا ہے کہ انہوں نے مُردوں کے نہ سننے والے اپنے موقف سے رجوع فرما لیا تھا اور وفات کے بعد مردہ کے سماع کی قائل ہو گئی تھیں۔ اسی لئے تو اپنے بھائی کی قبر پر جا کر اس سے باتیں کیں اور بھائی کو مخاطب کر کے ایک شاعر متمم بن نویرہ کے مشہور اشعار سناتی رہیں۔

وَكُنَّا كَنَدْ مَانَيْ جَذِيْمَةَ حِقْبَةً ... مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ لَنْ يَتَصَدَّعَا

فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَاَنِّيْ وَمَا لِكًا ... لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعًا

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب: دفن المیت، الفصل الثالث ج ۱، ص ۱۴۹، ط: المیزان لاہور)

ترجمہ: میں اور میرا بھائی جذیمہ کے دو ہم نشینوں کی طرح ایک طویل عرصہ تک اکٹھے رہے ہیں۔ ہماری اس دوستی کی وجہ سے یہ کہا جانے لگا تھا کہ یہ دونوں کبھی بھی جدا نہیں ہوں گے لیکن جب ہم میں جدائی واقع ہوئی (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتانا چاہتی ہیں کہ جب میرے بھائی فوت ہوئے) تو یوں محسوس ہونے لگا کہ ہم کبھی تھوڑا سا

عرصہ بھی ایک ساتھ نہیں رہے۔

جب اماں جی رضی اللہ عنہا نے اپنے مؤقف سے دستبرداری کر کے چھوڑ دیا تھا تو خوامخواہ پرانی بات کو لوگوں میں پھیلانا کوئی دین کی خدمت نہیں ہے۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۲۴۰، ط: دارالعلمیہ بیروت لبنان، الکنز المتواری، ج ۸ ص ۲۱۰، ط: مکتبہ الشیخ زکریا مکۃ مکرمۃ)

اعتراض نمبر ۸۸: حضرت عمر رضی اللہ عنہ قبر کے اندر سے دیکھ لیتے ہیں اور پردہ کرنے سے نہیں دیکھتے؟ واہ یہ بھی کوئی بات ہے۔

جواب: جس طرح لوہے کے پلیٹوں سے کرنٹ گزرتا ہے مگر ان کے درمیان چھوٹی لکڑی رکھ دیں تو کرنٹ نہیں گزرتا۔ کیونکہ یہ لکڑی کرنٹ کو روک لیتی ہے تو اس طرح سمجھیں کہ پردہ اللہ کا حکم ہے اور یہ دوسرے کی نظر کو روک لیتا ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک آداب نبوی ﷺ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب کہیں قریب کیل میخ وغیرہ کے ٹھوکنے کی آواز سنتیں تو آدمی بھیج کر ان کو روکتیں کہ زور سے نہ ٹھوکیں حضور پاک ﷺ کی تکلیف کا لحاظ رکھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے مکان کے کواڑ بنوانے کی ضرورت پیش آئی تو بنانے والے کو فرمایا کہ شہر کے باہر بقیع سے بنا کر لائیں۔ ان کے بنانے کی آواز کا شور حضور پاک ﷺ تک نہ پہنچے۔

(فضائل حج ص ۱۳۵، فصل ۹، آداب زیارت میں، ادب نمبر ۳۱، مکتبہ رحمانیہ لاہور، از: حضرت مولانا زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ)

اعتراض نمبر ۸۹: کیا نبی ﷺ کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے قبر میں زندہ درگور کیا تھا؟

جواب: زندہ درگور (اس لفظ سے تعبیر کرنا) گستاخی ہے۔ ہاں! یوں کہہ سکتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زندہ نبی ﷺ کو جنت کے حوالے کیا ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ کی قبر جنت کا باغ ہے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۹، کتاب التہجد باب فضل ما بین القبر والمنبر، ط: قدیمی کراچی)

اعتراض نمبر ۹۰: فتاویٰ بلد الحرام میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ خود سلام نہیں سنتے اور یہ کتاب سعودی عرب سے شائع ہو کر آئی ہے۔

جواب: یہ کتاب سعودیہ کے غیر مقلدین (فرقہ اہلحدیث) کی ہے، سعودی عرب کے اہل السنت والجماعت حنبلیوں کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اس فتاویٰ میں امام مسلک اہل السنت والجماعت امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کو بدعتی اور خطا کار لکھا گیا۔

(فتاویٰ علماء بلد الحرام، فتاویٰ شرعیہ فی مسائل عصریہ النقیۃ الاصلیۃ (کتاب) فتاویٰ العقیدہ ص ۱۹۵، ۱۹۶، ط: سعودیہ)

اعتراض نمبر ۹۱: امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ تو حنبلی مسلک رکھتے تھے۔ کیا تم لوگ اس فتاویٰ سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ کے خلاف بھی کچھ ثبوت پیش کر سکتے ہو۔

جواب: جی ہاں! حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ (احناف) کے عقیدۂ ایمان کو مُرجِئَۃ (ملعونہ) کا مذہب قرار دے کر قول باطل، کھلی گمراہی، خارج از مسلک اہل السنت والجماعت، شریر، فسادی جیسے الفاظ لکھے گئے ہیں۔

(فتاویٰ علماء بلد الحرام، فتاویٰ شرعیہ فی مسائل عصریہ النقیۃ الاصلیۃ (کتاب) فتاویٰ العقیدہ، ص ۱۱۳، ۱۱۴، ط: سعودیہ)

اس طرح کی مزید بھی بہت غلاظت موجود ہے۔ یہ کتاب پڑھتا جا، شرماتا جا کے مترادف ہے۔

اعتراض نمبر ۹۲: مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے علماء کرام عقیدہ حیات النبی ﷺ نہیں مانتے۔

جواب: علماء سعودیہ اہل السنت والجماعت حنبلی ہیں اور وہ تو عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں۔ مدینہ طیبہ میں آج بھی روضہ رسول ﷺ کے ۲ ستونوں پر عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق اشعار لکھے ہوئے موجود ہیں:

يَاخَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهُ فَطَابَ مِنْ طِيبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

ترجمہ: اے بہترین ذات پیغمبر ﷺ آپ کا خوشبودار جسم قبر مبارک میں آجانے کے بعد زمین کو بھی خوشبودار بنا دیا گیا۔

نَفْسِى الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهُ فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

ترجمہ: میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ ﷺ رہائش پذیر (آرام فرما) ہیں۔ بے شک آپ کی سخاوت پہلے کی طرح آج بھی آپ کے ساتھ قائم ہے۔

جواب: اس شعر میں موجود لفظ نَفْسِى الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهُ (میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ ﷺ رہائش پذیر ہیں) آپ ﷺ کے زندہ ہونے کی طرف واضح اشارہ کر رہا ہے کیونکہ ساکن (رہائش پذیر) کا لفظ ہمیشہ زندہ انسان پر بولا جاتا ہے۔ جب کہ مرے ہوئے کے لئے ساکت (بے حس اور بے حرکت) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ کے حنبلی علماء کرام کی طرف سے ان اشعار کا روضہ رسول ﷺ کے ستونوں پر لکھا ہوا موجود ہونا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ وہ لوگ عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں۔

اعتراض نمبر ۹۳: اس عقیدہ پر اپنی صلاحیتیں خرچ کرنا اور مستقل طور پر طلباء کو پڑھانا کیوں ضروری ہے کیا حیات النبی ﷺ کا سوال قبر میں ہوگا؟

جواب: نکاح، حق مہر، اولاد، والدین کی خدمت، قربانی، زکوٰۃ، حج، جہاد فی سبیل اللہ اور تبلیغ دین کا سوال بھی قبر کے ۳ سوالات میں موجود نہیں ہیں تو پھر کیا یہ تمام عبادات فضول ہیں؟

جواب نمبر ۲: اس قسم کی باتوں سے تو بے ایمانی کا دروازہ کھل جائے گا۔ مثلاً: مرزائی کہیں گے کہ ختم نبوت ﷺ کا سوال قبر میں نہیں۔ لہٰذا یہ بیان نہ کرو، کیونکہ وہاں تو مَنْ نَّبِيُّكَ؟ (تیرا نبی کون ہے؟) یہ سوال ہوگا آخری نبی ہونے کا ذکر نہیں...... نعوذ باللہ من ذالک! رافضی کہیں گے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اولیٰ کا سوال قبر میں نہیں ہوگا لہٰذا یہ بھی چھوڑ دیں، غیر کے مقلد (فرقہ اہل حدیث) کہنے لگ جائیں گے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگرد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کے بارے میں قبر میں سوال نہ ہوگا لہٰذا مسئلہ تقلید کو چھوڑ دیا جائے۔ جناب محترم ان تمام سوالات کا ایک ہی جواب ہے کہ یہ عقائد و مسائل شریعت کی بنیاد ہیں۔ اگر ان کو چھوڑ دیا جائے تو یقیناً گمراہی حاصل ہوگی قبر میں تو صرف ۳ سوالات ہیں۔ اس بنیاد پر باقی تمام عبادات کو چھوڑ دینا کوئی دینداری نہیں۔

اعتراض نمبر ۹۴: اگر انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اگر آج کسی بھی نبی کی قبر مبارک کھل جائے تو ہمیں کیا نظر آئے گا؟

جواب: وفات کے بعد کے حالات عالم برزخ کے ہوتے ہیں اور برزخ کے حالات کو دنیا پر قیاس نہیں

کیا جا سکتا۔ کیونکہ برزخ کا مطلب پردہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم، سورۃ المومنون، آیت: ۱۰۰ میں ہے:
''وَمِنْ وَرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ''

ترجمہ: اور مرنے والوں کے پیچھے قیامت تک پردہ ہے۔

تفسیر: وفات کے بعد جو حالات گزرتے ہیں ان کو برزخ کہا جاتا ہے۔ ام المومنین حضرت سیدہ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے عالم برزخ کے بارے میں یوں ارشاد فرماتی ہیں: ''اَلْبَرْزَخُ هِيَ الْقُبُوْرُ'' زمینی قبریں برزخ کا حصہ ہیں۔ (تفسیر عائشہ الصدیقہ، سورۃ المومنون: ۱۰۰، ط: تالیفات اشرفیہ ملتان)

تو پتہ چلا کہ پردے کی چیز میں نظر آنا ضروری نہیں ہوتا اگر قبر مبارک کھل گئی تو ہمیں نماز پڑھتے ہوئے دکھنا لازمی نہیں ہے عام حالت میں ہی نظر آئیں گے۔

حضرت امام محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں یوں لکھا ہے: ''فَلَوْ فَرَضَ إِنْكِشَافُ قَبْرِ نَبِيٍّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لَا يَرَى النَّاسُ النَّبِيَّ فِيْهِ إِلَّا كَمَا يَرَوْنَ سَائِرَ الْأَمْوَاتِ الَّذِيْنَ لَمْ تَأْكُلِ الْأَرْضُ أَجْسَادَهُمْ'' (تفسیر روح المعانی ج۱۱ ص ۲۱۷، سورۃ الاحزاب: ۴۰، ط: دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ترجمہ: اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی ایک نبی کی قبر کھلی ہے تو لوگ اس میں نبی ﷺ کو عام حالت میں دیکھیں گے سوائے اس کے کہ ان کے جسموں کو زمین نے نہیں کھایا۔

اعتراض نمبر ۹۵: کیا نبی پاک ﷺ کے علاوہ باقی انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنی قبور مطہرہ کے قریب سلام سنتے ہیں؟

جواب: تمام انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبور مبارکہ کے قریب سلام پڑھنے والے کے سلام کو سنتے ہیں۔ البتہ حضور پاک ﷺ کی مدینہ طیبہ میں قبر مبارک کی موجودگی پر امت کا اجماع واتفاق ہے۔ اسی لئے ان کو زیادہ بیان کیا جاتا ہے۔ باقی انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور مبارکہ یقینی اور اتفاقی طور پر متعین نہیں ہیں۔ اسی لئے ان کی بحث نہیں کی جاتی۔

اعتراض نمبر ۹۶: کیا غیر مسلموں کو بھی موت کے بعد زندگی حاصل ہے یا اس زندگی کا تعلق صرف مسلمانوں کے ساتھ ہے؟

جواب: وفات کے بعد کی زندگی سب کے لئے ہے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ نیکوکار مسلمان کو قبر میں ثواب حاصل ہوتا ہے اور اس کی قبر کو جنت کا باغ بنایا جاتا ہے اور کفار کو قبروں میں عذاب ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: ''عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ'' (سنن الترمذي ج ۴ ص ۲۲۰، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله ﷺ، باب ۲۶، رقم الحديث ۲۴۶۰، ط: دار الغرب الاسلامی بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

خلاصہ: مسلمانوں کی زندگی رحمت والی اور کفار کی زندگی لعنت والی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے عذاب سے ہم سب مسلمانوں کو محفوظ فرمائے۔ آمین!

اعتراض نمبر ۹۷: کیا وفات کے بعد کی زندگی عام حدیثوں سے ثابت ہے یا متواتر احادیث (جن سے عقائد کا بھی اثبات ہوتا ہے) کے اندر بھی اس کا ثبوت موجود ہے؟

جواب: کئی احادیث متواترہ سے یہ عقیدہ ثابت ہے۔ اس سلسلے میں مختلف علمائے کرام نے تحریر فرمایا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی ؒ نے الحاوی للفتاوی میں ارشاد فرماتے ہیں: ''حَيَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَبْرِهِ هُوَ وَسَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ مَعْلُومَةٌ عِنْدَنَا عِلْمًا قَطْعِيًّا لِمَا قَامَ عِنْدَنَا مِنَ الْأَدِلَّةِ فِي ذٰلِكَ وَتَوَاتَرَتْ [بِهِ] الْأَخْبَارُ '' (الحاوي للفتاوي، الفتاوى الحديثية، كتاب البعث، مبحث النبوات، تزيين الآرائک في إرسال النبي ﷺ إلى الملائک أنباء الأذكياء بحياة الانبیاء ج ۲ ص ۱۷۸، ط: دار الفکر بیروت لبنان)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ اور باقی دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی قبر مبارک میں حیات ہونا ہمیں یقینی طور پر معلوم ہے۔ اس لئے کہ ہمارے نزدیک اس پر دلائل قائم ہیں اور اس مسئلہ پر دلالت کرنی والی روایات متواتر درجہ کی ہیں۔

قاضی محمد شوکانی ؒ نے نیل الاوطار میں تحریر کیا ہے:

''وَقَدْ وَرَدَتْ بِذٰلِكَ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ بَلَغَتْ حَدَّ التَّوَاتُرِ''

(نیل الاوطار ج ۴ ص ۱۰۱، کتاب الجنائز، أبواب الدفن وأحكام القبور، باب النهي عن اتخاذ المساجد والسرج، ط: دار الحدیث مصر)

ترجمہ: اس سلسلے میں بکثرت احادیث وارد ہوئی ہیں جو تواتر کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں۔

حضرت مولانا عبدالعزیز پرہاڑوی ؒ نے مرام الکلام فی عقائد الاسلام میں تحریر فرمایا ہے:

عَذَابُ الْقَبْرِ أَحَادِيثُهُ تَبْلُغُ التَّوَاتُرَ الْمَعْنَوِيَّ

(مرام الکلام فی عقائد الاسلام ص ۲۰۳، الباب الخامس فی الایمان والکفر والقباح واحکامها الاخرویۃ، ط: مکتبہ زمزم کراچی)

ترجمہ: عذاب قبر کی احادیث تواتر معنوی کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی ؒ تحریر فرماتے ہیں: ''مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں انسان کو دوبارہ زندہ ہو کر فرشتوں کے سوالات کا جواب دینا پھر اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی پر ثواب یا عذاب کا ہونا، قرآن مجید کی تقریباً ۱۰ آیات میں اشارۃً اور رسول اللہ ﷺ کی ۷۰ احادیث متواترہ میں بڑی صراحت کے ساتھ مذکور ہے جس میں مسلمانوں کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہی۔'' (معارف القرآن ج ۳ ص ۲۴۸، ابراہیم: ط: ادارۃ المعارف کراچی)

اعتراض نمبر ۹۸: المہند میں ہے: ''حياته دنيوية لا برزخية'' کہ دنیوی حیات ہے برزخی نہیں ہے اس کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟

جواب: اعتراض کرنے والے نے شاید المہند نام کی کتاب کو خواب میں دیکھا ہے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر پڑھا نہیں ہے۔ حالانکہ المہند میں یہ الفاظ اس ترتیب کے ساتھ موجود نہیں ہیں بلکہ اگر المہند علی المفند کو دیکھ لیا جائے تو اس میں تو برزخی زندگی کا اثبات موجود ہے: ''عِنْدَنَا وَعِنْدَ مَشَائِخِنَا حَضْرَةُ الرِّسَالَةِ ﷺ حَيٌّ فِي قَبْرِهِ الشَّرِيفِ وَحَيَاتُهُ ﷺ دُنْيَوِيَّةٌ مِنْ غَيْرِ تَكْلِيفٍ وَهِيَ مُخْتَصَّةٌ بِهِ ﷺ وَبِجَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ وَالشُّهَدَاءِ لَا بَرْزَخِيَّةٌ كَمَا هِيَ حَاصِلَةٌ لِسَائِرِ الْمُؤْمِنِينَ بَلْ لِجَمِيعِ النَّاسِ كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ الْعَلَّامَةُ السُّيُوطِيُّ فِي رِسَالَتِهِ أَنْبَاءُ الْأَذْكِيَاءِ بِحَيٰوةِ الْأَنْبِيَاءِ'' حَيْثُ قَالَ قَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ السُّبْكِيُّ حَيٰوةُ الْأَنْبِيَاءِ وَالشُّهَدَاءِ فِي الْقَبْرِ كَحَيٰوتِهِمْ فِي الدُّنْيَا وَيَشْهَدُ لَهُ صَلٰوةُ مُوسٰى فِي

قَبْرِهٖ فَاِنَّ الصَّلٰوۃَ تَسْتَدْعِیْ جَسَدًا حَیًّا إِلٰی آخِرِ مَا قَالَ فَثَبَتَ بِھٰذَا اَنَّ حَیٰوتَہٗ دُنْیَوِیَّۃٌ بَرْزَخِیَّۃٌ لِکَوْنِھَا فِیْ عَالَمِ الْبَرْزَخِ'' (المہند علی المفند، ص ۳۰، ۳۱ جواب الخامس، ط: المیزان لاہور)

ترجمہ: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت محمد ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت ﷺ و تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ، ایسی برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ''اَنْبَاءُ الْاَذْکِیَاءِ بِحَیَاۃِ الْاَنْبِیَاءِ'' میں بتصریح لکھا ہے: علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ الخ! پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت محمد ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی میں برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے۔

اعتراض نمبر ۹۹: کیا حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا بھی یہی عقیدہ تھا؟

جواب: حضرات خلفائے راشدین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عقیدہ تھا اور اسی عقیدے کی انہوں نے اپنی زندگی میں تبلیغ و ترویج فرمائی۔

۱...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: ''فَضَرَبْنَا عَلٰی اٰذَانِھِمْ فِی الْکَھْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا'' (الکہف:۱۱)

ترجمہ: ہم نے اُن کے کانوں کو تھپکی دے کر کئی سال تک اُن کو غار میں سلائے رکھا۔

مفسر قرآن حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت قرآنی کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں:

تفسیر: پہلی امتوں کے یہ لوگ (اصحاب کہف) ہیں ان بزرگوں کی کرامت تھی کہ ۳۰۹ سال سونے کے بعد بھی صحیح سلامت رہے۔ ہماری اُمت میں بھی ایسی ہستیاں موجود ہیں جن سے اس قسم کے واقعات کا ظہور ہوا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے یوں وصیت فرمائی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو حضور پاک ﷺ سے اجازت لینا کہ میری قبر حضور پاک ﷺ کے ساتھ ان کے روضۂ اقدس میں بنائی جائے یا نہیں؟ اگر اجازت مل جائے تو مجھے وہیں دفن کر دینا ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں میری قبر بنا دینا۔

أَمَّا أَبُو بَکْرٍ رضی اللہ عنہ فَمِنْ کَرَامَاتِهٖ أَنَّهُ لَمَّا حُمِلَتْ جِنَازَتُهُ إِلٰی بَابِ قَبْرِ النَّبِیِّ ﷺ وَنُوْدِیَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ھٰذَا أَبُو بَکْرٍ بِالْبَابِ فَإِذَا الْبَابُ قَدِ انْفَتَحَ وَإِذَا بِھَاتِفٍ یَھْتِفُ مِنَ الْقَبْرِ أَدْخِلُوا الْحَبِیْبَ إِلَی الْحَبِیْبِ۔

(مفاتیح الغیب التفسیر الکبیر ج ۲۱ ص ۴۳۳، سورۃ الکہف ۱۱، ط: دار احیاء التراث العربی بیروت)

ترجمہ: چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق اُن کا جنازہ حضور پاک ﷺ کے روضہ مبارکہ کے دروازے پر رکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور پاک ﷺ کی خدمت میں صلوۃ و سلام پڑھا۔ پھر یوں عرض کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر موجود ہیں تو روضہ مبارکہ کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور اندر سے آواز آئی کہ دوست کو دوست تک پہنچا دو۔

۲...... حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری میں وفات نبوی ﷺ کے وقت عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق صدیقی کردار کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور پاک ﷺ کے فوت ہونے کے بعد آپ ﷺ کی چار پائی کے نزدیک تشریف لائے اور آپ ﷺ کا ماتھا چوم کر فرمایا: ”بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُذِيقُكَ اللهُ الْمَوْتَتَيْنِ أَبَدًا“

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۵۱۷، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر، ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: میرے ماں باپ قربان ہو جائیں کہ آپ ﷺ نے اچھی زندگی پائی اور اچھی وفات پائی، پھر لوگوں کے پاس آکر خطبہ دیا اور حضور ﷺ کی وفات کا اعلان کر کے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ آپ ﷺ پر دو موتیں نہیں آئیں گی۔

تشریح: ایک موت تو حضور پاک ﷺ پر آچکی ہے اور اب وہ دوسری موت کون سی ہے جو حضور پاک ﷺ پر نہیں آئے گی؟ محدثین کرام رحمہم اللہ نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا:

”وَالْأَحْسَنُ أَنْ يُقَالَ أَنَّ حَيَاتَهُ اللهِ لَا يَتَعَقَّبُهَا مَوْتٌ بَلْ يَسْتَمِرُّ حَيًّا وَالْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ“ (حاشیہ صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۷، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر، ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: بہترین تفسیر یہی ہے کہ حضور پاک ﷺ کی قبر کی زندگی پر دوبارہ موت نہیں آئے گی بلکہ اب آپ ﷺ ہمیشہ زندہ رہیں گے جس طرح باقی انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

۳...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ: حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری میں عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق فاروقی کردار کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں: ”عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا قَالَ مَنْ أَنْتُمَا. أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ“

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۰۱، کتاب الصلوۃ، باب رفع الصوت فی المساجد، رقم الحدیث ۴۷۰، ط: دار طوق النجاۃ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد نبوی میں کھڑا ہوا تھا کہ کسی نے میرے ایک کنکری ماری، میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے پھر انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اور ان دونوں آدمیوں کو بلا کر لاؤ۔ چنانچہ میں ان دونوں کو بلا کر لایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم کس قبیلہ کے ہو یا کس جگہ کے رہنے والے ہو ان دونوں نے بتلایا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم شہر مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں اپنی آوازوں کو اتنا بلند کر رہے ہو۔

تشریح: اس حدیث مبارک کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مولانا فخر الدین امروہی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

مزار اقدس کے احترام میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد: ”تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا“ احترام مسجد کے ساتھ قرآن کریم کی آیت: ”لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ (الحجرات: ۲)“ سے بھی ماخوذ ہے کہ اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو پیغمبر ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ان

کے سامنے اس طرح زور سے بولو جیسے آپس میں بولتے ہو، پیغمبر ﷺ کی زندگی میں بھی یہی حکم تھا اور وفات کے بعد بھی یہی حکم ہے۔ کیونکہ آپ قبر شریف میں بھی حیات سے متصف ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تو روایات باب سے معلوم ہو گئی کہ وہ وفات کے بعد بھی قبر شریف کے قریب بلند آواز سے بولنے پر تنبیہ فرما رہے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی یہی منقول ہے کہ وہ مسجد نبوی ہے میں بلند آواز سے بولنے پر نکیر فرماتے اور کہتے کہ تم سے رسول اللہ ﷺ کو قبر مبارک میں تکلیف نہ ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ اگر حجرۂ اطہر کے قریب کسی دیوار میں کیل ٹھوکنے کی آواز آتی تو فوراً کسی قاصد کو بھیج کر منع کر دیتی تھیں ''لَا تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ'' (کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف مت پہنچاؤ) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ تمام اقوال وافعال تقی الدین سبکی کی شفاء السقام میں موجود ہیں۔

(ایضاح البخاری شرح بخاری شریف ج ۳ ص ۲۶۹، ط: مکتبہ مجلس قاسم المعارف دیو بند یو پی انڈیا)

۴...... حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب حدیث فضائل الصحابہ میں عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق فاروقی کردار کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں: ''عَنْ عُرْوَةَ وَهُوَ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ فِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِمَحْضَرٍ مِنْ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ تَعْرِفُ صَاحِبَ هَذَا الْقَبْرِ؛ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَا تَذْكُرْ عَلِيًّا إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنَّكَ إِنْ أَبْغَضْتَهُ آذَيْتَ هَذَا فِي قَبْرِهِ'' (فضائل الصحابہ ج ۲ ص ۶۴۱، فضائل علی، ومن فضائل علی من حدیث ابی بکر بن مالک عن شیوخہ، ط: موسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے روضہ پاک کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غیبت کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غیبت کرنے والے سے پوچھا کیا آپ اس قبر والے کو پہچانتے ہو؟ یہ محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی نسب نامہ یہی ہے (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں اس لئے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غیبت نہ کر بلکہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ تو صرف اور صرف خیر کے ساتھ کیا کر۔ کیونکہ اگر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھا تو اس قبر والے (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ) کو آپ نے قبر میں ایذا پہنچائی۔

خلاصہ: قبر میں ایذاء تب واقع ہوگی جب قبر مبارک میں زندہ تشریف فرما ہوں۔

۵...... حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ: حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سنن ترمذی میں عقیدہ حیات الاموات کے متعلق عثمانی کردار کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں: ''عن هَانِئٍ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ كَانَ عُثْمَانُ إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرٍ بَكَى حَتَّى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ فَقِيلَ لَهُ تُذْكَرُ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَا تَبْكِي وَتَبْكِي مِنْ هَذَا؛ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ''

(سنن الترمذی ج ۴ ص ۱۳۰، ابواب الزہد عن رسول اللہ ﷺ، باب ۵، رقم الحدیث ۲۳۰۸، دار الغرب الاسلامی بیروت)

ترجمہ: حضرت ہانی مولیٰ عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو رونے لگتے۔ یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھی تر ہو جاتی۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ جنت اور جہنم کا ذکر کرتے ہیں تو نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر روتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: قبر آخرت کی پہلی منزل

ہے۔اگر وہ اس منزل پر نجات پا گیا تو اس کے بعد کی منزلیں آسان ہوں گی اور اگر یہاں اس نے نجات نہ پائی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے سخت ہیں اور مزید یوں کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے کبھی قبر سے زیادہ ہولناک کوئی چیز نہیں دیکھی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ: ''وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا (النساء:٦٤)'' اور اگر گناہ گار لوگ گناہ کرنے کے بعد (اے نبی ﷺ) تیرے پاس آئیں خود بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور آپ ﷺ بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں تو اللہ ان کی توبہ قبول کریں گے اور ان پر رحمت کریں گے۔

٦...... مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر معارف القرآن میں عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق حیدری کردار کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو قبر مبارک میں دفن کرنے کے تین دن بعد ایک دیہاتی آیا اور قبر شریف کے پاس گر گیا اور روتے ہوئے حضور ﷺ سے عرض کرنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر گنہگار شخص، رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور رسول ﷺ اس کے لئے دعائے مغفرت کریں تو اللہ پاک اسے معاف فرما دیں گے۔اس لئے اے نبی پاک ﷺ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ ﷺ میرے لئے معافی کی دعا کریں۔اس کے بعد اسے روضہ اقدس سے آواز آئی ''قَدْ غُفِرَ لَكَ'' کہ تیری بخشش کر دی گئی۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ جیسے حضور پاک ﷺ کے پاس لوگ معافی کی دعا کرانے آیا کرتے تھے تو اسی طرح آج بھی روضہ رسول ﷺ پر حاضری اسی حکم میں داخل ہے۔یعنی اب بھی حضور پاک ﷺ کے روضہ مبارکہ پر حاضر ہو کر عرض کر دیں تو حضور پاک ﷺ دعا فرمائیں گے۔

(معارف القرآن ج ۲ ص ۴۶۰،سورۃ النساء: ۶۴، ط: ادارۃ المعارف کراچی)

اعتراض نمبر ۱۰۰: کیا ائمہ اربعہ کا بھی وفات کے بعد قبر میں حیات کا عقیدہ تھا؟

جواب: جی ہاں! حضرات ائمہ اربعہ یعنی امت مسلمہ کے چاروں بڑے امام بھی اسی عقیدہ کے قائل ہیں۔

۱...... حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز شاگرد استاذ الائمہ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کے بارے احناف کے عمل پر دلیل تحریر فرماتے ہیں: ''أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَوْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ جَاءَ قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَعَا ثُمَّ انْصَرَفَ قَالَ مُحَمَّدٌ هَكَذَا يَنْبَغِي أَنْ يَفْعَلَهُ إِذَا قَدِمَ الْمَدِينَةَ يَأْتِي قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ''

(موطا امام مالک ص ۳۳۴، بروایۃ محمد بن الحسن الشیبانی، باب: قبر النبی ﷺ، رقم الحدیث ۹۴۸، ط: المکتبۃ العلمیۃ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب بھی سفر کا ارادہ کرتے یا سفر سے واپس تشریف لاتے تو حضور پاک ﷺ کی قبر مبارک پر تشریف لاتے اور بارگاہِ رسالت میں درود و سلام کا تحفہ پیش کرتے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ حاضری کے وقت یہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي مُسْنَدِهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ تَأْتِيَ قَبْرَ ﷺ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَتَجْعَلَ ظَهْرَكَ إِلَى الْقِبْلَةِ وَتَسْتَقْبِلَ الْقَبْرَ بِوَجْهِكَ ثُمَّ تَقُولَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ إِلَّا أَنْ يُحْمَلَ عَلَى نَوْعٍ مَا مِنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَذٰلِكَ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي الْقَبْرِ الشَّرِيفِ الْمُكَرَّمِ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

(فتح القدیر ج ۳ ص ۱۸۰، کتاب الحج، مسائل منثورۃ، ط: دار الفکر بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ صحابیٔ رسول حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے استدلال کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ مسنون طریقہ جو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے کہ مدینہ طیبہ میں بارگاہِ رسالت کے اندر درود وسلام کا تحفہ پیش کرتے وقت اپنا چہرہ رسول اللہ ﷺ کی طرف کرنا چاہئے۔ اگرچہ قبلہ کی طرف پیٹھ ہو جائے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر مبارک میں داہنی طرف قبلہ رُخ تشریف فرما ہیں۔

خلاصہ: لہٰذا جب امتی سلام پیش کرتے ہوئے اپنا چہرہ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ کی طرف کرے گا تو یقیناً امتی کی پیٹھ قبلہ کی جانب ہو جائے گی۔ اس موقع پہ اپنی پیٹھ رسول اللہ ﷺ کی طرف بالکل نہیں کرنی چاہئے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ عقائد کے بارے اپنی مشہور کتاب الفقہ الاکبر میں اپنا عقیدہ واضح تحریر فرماتے ہیں: ’’وَسُؤَالُ مُنْكَرٍ وَنَكِيرٍ حَقٌّ كَائِنٌ فِي الْقَبْرِ وَإِعَادَةُ الرُّوحِ إِلَى الْجَسَدِ فِي قَبْرِهِ حَقٌّ وَضَغْطَةُ الْقَبْرِ وَعَذَابُهُ حَقٌّ كَائِنٌ لِلْكُفَّارِ كُلِّهِمْ وَلِبَعْضِ عُصَاةِ الْمُؤْمِنِينَ حَقٌّ جَائِزٌ‘‘

(الفقہ الاکبر ص ۶۵، عذاب القبر، ط: مکتبۃ الفرقان، الامارات العربیۃ)

ترجمہ: قبر میں منکر نکیر کا سوال حق ہے قبر میں روح کا بندے کی طرف لوٹانا حق ہے قبر کا میت کے جسد کو دبانا اور قبر کا عذاب حق ہے جو سب کفار اور بعض نافرمان مؤمنین کے لئے ہوگا یہ بھی حق ہے اور جائز ہے۔

۲...... حضرت امام مالک رحمہ اللہ: حضرت امام دار الہجرۃ مالک بن انس الاصبحی رحمہ اللہ کے بارے میں حضرت امام نور الدین علی بن عبد اللہ سمہودی رحمہ اللہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کی دلیل میں ان کا خلیفہ وقت سے ایک مناظرہ تحریر فرماتے ہیں: ’’نَاظَرَ أَبُو جَعْفَرٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ مَالِكًا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَالِكٌ يَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَىٰ أَدَّبَ قَوْماً فَقَالَ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (الحجرات:۲) وَمَدَحَ قَوْماً فَقَالَ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ (الحجرات:۳) الآية وَذَمَّ قَوْماً فَقَالَ (إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ) الآية وَإِنَّ حُرْمَتَهُ مَيِّتاً كَحُرْمَتِهِ حَيّاً فَاسْتَكَانَ لَهَا أَبُو جَعْفَرٍ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ إِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَأَدْعُو أَمْ إِسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ لِمَ تَصْرِفُ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيلَتُكَ وَوَسِيلَةُ أَبِيكَ آدَمَ إِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ بَلِ اسْتَقْبِلْهُ وَاسْتَشْفِعْ بِهِ فَيُشَفِّعُكَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ (النساء:۶۴)‘‘

(وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ ج ۴ ص ۱۹۶، الباب الثامن فی زیارۃ النبی ﷺ، الفصل الثالث، ط: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

ترجمہ: مسجد نبوی میں امیر المؤمنین ابوجعفر نے امام مالک رحمہ اللہ کے ساتھ مناظرہ کیا۔ امام مالک رحمہ اللہ

نے کہا اے امیر المؤمنین! اس مسجد میں اپنی آواز بلند نہ کیجئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو ادب سکھایا ہے فرمایا: ''لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ'' (اگر نبی کریم ﷺ کے تکلم کے وقت تمہیں بات کرنی ہو تو) اپنی آواز کو نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند مت کرو اور نہ نبی کی آواز کے برابر کرو اور نبی کے سکوت کے وقت بھی آواز بلند نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ تمہارے نیک عمل برباد ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ ہو اور آواز پست کرنے والی قوم کی تعریف کی ہے فرمایا: ''إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ'' بے شک جو لوگ نبی کے پاس اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اللہ نے ان لوگوں کے دلوں کا امتحان لیا۔ (نتیجۃً) ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ ''وَإِنَّ حُرْمَتَهُ مَيِّتاً كَحُرْمَتِهِ حَيّاً'' اور نبی کریم ﷺ کی عزت و احترام جیسے زندگی میں تھا وفات کے بعد بھی وہی عزت و احترام ہے۔ امیر المؤمنین ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے عاجزی اختیار کی اور فرمانبرداری اختیار کی اس کے بعد امیر المؤمنین ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ کیا میں رسول اللہ ﷺ کے روضہ کی طرف منہ کر کے دعا کروں یا قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے روضہ کی طرف منہ کر کے دعا کروں؟ تو امام مالک جواب میں ارشاد فرمانے لگے کہ آپ اپنے منہ کو رسول اللہ ﷺ کی جانب سے کیوں پھیرتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ آپ کے اور آپ کے والد حضرت آدم کے بھی وسیلہ ہیں۔ (یعنی حضور ﷺ کی وجہ سے کائنات کو تخلیق کیا گیا) بلکہ آپ کو تو اپنا منہ حضور ﷺ کی طرف کر کے رسالت مآب کا وسیلہ رب کے دربار میں پیش کر دیں۔ کیونکہ رب کریم نے ہمیں سورۃ النساء ''وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ'' میں یہی طریقہ ارشاد فرمایا ہے۔

۳...... حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز تفسیر قرآن میں سورۃ الدھر آیت: ۳۰ کی تفسیر میں یوں تحریر فرماتے ہیں: ''وَإِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ حَقٌّ وَمَسْأَلَةَ أَهْلِ الْقُبُورِ حَقٌّ وَالْبَعْثِ حَقٌّ وَالْحِسَابِ حَقٌّ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَغَيْرَ ذَٰلِكَ مِمَّا جَاءَتْ بِهِ السُّنَنُ فَظَهَرَتْ عَلَىٰ أَلْسِنَةِ الْعُلَمَاءِ وَأَتْبَاعِهِمْ مِنْ بِلَادِ الْمُسْلِمِينَ حَقٌّ''

(تفسیر الامام الشافعی ج ۳ ص ۱۴۱۷، سورۃ الانسان (الدھر) وما تشاءون الخ، ط: دار التدمریۃ، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ)

ترجمہ: اور بے شک عذاب قبر حق ہے اہل قبور سے منکر نکیر کا سوال برحق ہے، موت کے بعد اٹھنا برحق ہے، حساب و کتاب وجنہم دوزخ برحق ہے ان سب پر احادیث موجود ہیں جو بلاد مسلمین کے علماء کرام اور ان کے متبعین کے بیانات سے ظاہر ہیں۔

۴...... حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کے بارے اپنے عمل پر یوں دلیل تحریر فرماتے ہیں: ''إِنَّ الشُّهَدَاءَ بَعْدَ الْقَتْلِ بَاقُونَ يَأْكُلُونَ أَرْزَاقَهُمْ وَكَانَ يَقُولُ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ وَأَنَّ الْمَيِّتَ يَعْلَمُ بِزَائِرِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ وَقَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ يُعَذِّبُ قَوْماً فِي قُبُورِهِمْ''

(العقیدۃ روایۃ ابی بکر الخلال ص ۱۲۱، الشھداء أحیاء یرزقون، ط: دار قتیبۃ دمشق شام)

ترجمہ: بے شک شہدا قتل کے بعد باقی رہتے ہیں اپنا رزق کھاتے ہیں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں اور بے شک میت جمعہ کے دن طلوع فجر کے بعد اور طلوع شمس سے پہلے اپنے زائر کو جانتی پہچانتی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو اُن کی قبروں میں عذاب دیتا ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

مسئلہ حیات النبی ﷺ پر کتب کا مجموعہ

- تعوذ المسلمین عن همز المفسدین
- تنبیہ الناس علی همز الوسواس الخناس
- لطمة الحق
- سوط العذاب علی العنید الکذاب

اَلْقَوْلُ الْمُعْتَبَرُ
فِي
حَيَاةِ خَيْرِ الْبَشَرِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تالیف:
مولانا حافظ عبد الجبار سلفی مدظلہ

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتب کا مجموعہ

- تعویذ المسلمین من شرور المفسدین
- تنبیہ الناس علی شر الوسواس الخناس
- لطمۃ الحق
- سوط العذاب علی العفید الکذاب

اَلقَولُ المُعتَبَر
فِی
حَیَاۃِ خَیرِ البَشَر

حافظ عبدالجبار السلفی

ادارہ مظہر التحقیق لاہور

ملتان روڈ، لاہور۔ فون 0321-4145543

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حرفے چند)

مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

جامع مسجد ختم نبوت مدینہ کالونی کھاڑک ملتان روڈ لاہور کے خطیب خدام اہل سنت پاکستان کے رہنماء، نامور خطیب اور کئی کتب کے جید مصنف مولانا حافظ عبدالجبار سلفی کی کتاب: ''القول المعتبر فی حیات خیر البشر ''جنوری ۲۰۱۴ء کی مرتب کردہ ہے۔

یہ کتاب دراصل مولانا حافظ عبدالجبار سلفی کی چار کتابوں کا مجموعہ ہے۔ ان چار کتابوں کا تعارف یہ ہے:

۱...... ''تعویذ المسلمین عن شرور المفسدین'' یہ کتاب اشاعۃ التوحید کے رہنماء مولانا خضر حیات بھکروی کی کتاب: ''المسلك المنصور ''کا جواب ہے۔

۲...... ''تنبیہ الناس علیٰ شر الوسواس الخناس'' یہ کتاب بھی: ''الفتح المبین فی کشف مکائد الکاذبین ''کے جواب میں لکھی۔

۳...... نامور عالم دین مولانا محمد اسماعیل محمدی مرحوم نے کوٹ بلال گوجرانوالہ میں ''حیات النبی ﷺ'' کے عنوان پر ایک تقریر کی جسے قاری اللہ دتہ نے مرتب کر کے ''آوازِ حق'' کے نام پر شائع کر دیا۔ تلہ گنگ سے اشاعۃ التوحید والسنۃ کے رہنما مولانا ضیاء الرحمن صاحب نے اس تقریر کے جواب پر مشتمل رسالہ شائع کیا، جس کا نام: ''کلمہ حق'' رکھا، جس کا جواب مولانا عبدالجبار سلفی نے ''لطمۃ الحق'' کے نام سے تحریر کیا۔

۴...... ''سوط العذاب علی العنید الکذاب'' اشاعۃ التوحید منڈی بہاؤالدین کے رہنما حکیم مشتاق احمد صاحب نے مولانا عبدالجبار سلفی کے نام ایک کھلا خط شائع کیا، جس کا جواب: ''سوط العذاب علی العنید الکذاب'' کے نام سے مولانا عبدالجبار سلفی نے لکھا۔

ان چاروں کتب و رسائل کو ''القول المعتبر فی حیات خیر البشر ﷺ'' کے نام پر یکجاء کر کے ایک کتاب تیار کر دی گئی، جس کے ساڑھے چار صد صفحات تھے۔ اس مجموعہ میں اس کو بھی شامل کیا جا رہا ہے۔ یہ چاروں کتابیں دراصل چار کتابوں کے جواب میں لکھی گئیں۔ اصل کتب اور ان کے جوابات دونوں میں بے پناہ حدت و شدت ہے۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

قیام پاکستان سے ٹھیک دس سال بعد مسلک دیوبند پر نظر بد اپنا اثر دکھا چکی تھی۔ ۱۹۵۷ء میں جامعہ خیر المدارس ملتان کے سالانہ جلسہ کا اعلان کرتے وقت سے معلوم تھا کہ یہ بدنصیب دن اہل حق کو تقسیم کر دے گا۔ ذی قدر اور ذی علم شخصیات بانی مدرسہ مولانا خیر محمد جالندھریؒ کی دعوت پر پہنچ چکی تھیں۔ جوق در جوق قافلے جلسہ گاہ کی طرف بڑھ رہے تھے اور اپنی سماعتیں بچھا کر پر مغز بیانات سے محظوظ ہو رہے تھے۔ اس وقت اہل حق کی تبلیغی جماعت کے علاوہ تین بڑی جماعتیں تھیں۔

(۱) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ (۲) جمعیت علماء اسلام۔ (۳) تنظیم اہل سنت پاکستان۔

اوّل الذکر مرزائیت کے تعاقب میں، ثانی الذکر نفاذ اسلام کی براستہ سیاست جدوجہد میں، ثالث الذکر عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کی ترویج و دفاع میں مشغول تھی۔ انہی جماعتوں میں سے وابستہ وہ لوگ جو شرک و بدعت، رسومات کی بیخ کنی اور علاقی غیر شرعی روایات کے توڑنے میں مستعد تھے۔ انہوں نے جمعیت اشاعۃ التوحید والسنہ کا نام پایا۔ جن کی زمام شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ اور مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ میں تھی۔ مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنی تقریر میں ایک ایسا مسئلہ چھیڑ دیا جو اس سے پہلے کسی صدی یا کسی خطے میں زیر بحث نہ آیا تھا اور اس پر پوری امت کا اجماع تھا۔ شاہ صاحب نے حضور اقدس ﷺ کی حیات برزخی اور روضہ اطہر پر پڑھے جانے والے صلوٰۃ وسلام کی سماعت کا انکار کیا اور پوری شدت کے ساتھ اس پر اپنی تقریر جاری رکھی۔ اس کے بعد بانی جلسہ مولانا خیر محمد جالندھریؒ نے اسٹیج پر آ کر مسئلہ کی حقیقت اور شاہ صاحب کی اس سبقت لسانی پر لب کشائی کی۔ کیا پتہ تھا کہ یہ سبقت لسانی یا خطاء انسانی مستقل پریشانی ثابت ہوگی۔ اس مرکزی حیثیت کے حامل اجتماع میں چونکہ ملک بھر سے علماء حق پہنچے ہوئے تھے۔ چنانچہ سب نے شاہ صاحب کی اس تقریر سے اختلاف کیا۔

جب یہ حضرات اسٹیج سے واپس قیام گاہ کی طرف آئے تو اب یہ مسئلہ علماء کے مابین مباحثے کی شکل اختیار کر گیا۔ شاہ صاحب کے مزاج میں حدت اور سختی بہت تھی۔ دوسری جانب مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا سید امین شاہ صاحبؒ (مخدوم پور خانیوال)، مولانا لال حسین اخترؒ اور سیدی مولانا قاضی مظہر حسینؒ موجود تھے۔ گفتگو کے دوران جانبین سے تلخ کلام کا تبادلہ ہوا اور اس وقت یہ تلخ کلامی باقاعدہ لڑائی میں تبدیل ہوگئی۔ جب مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری نے مجاہد ختم نبوت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے چہرے پر طمانچہ مار دیا۔ سچی بات یہ ہے کہ اتنا بگاڑ مسئلے سے پیدا نہیں ہوا جتنا اس طمانچے سے۔ کیونکہ اہل علم کے ہاں علمی اختلافات چلے آ رہے ہیں، غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں، پھر زائل بھی ہو جاتی ہیں۔ شکوک پیدا ہوتے ہیں، مر بھی جاتے ہیں اور اختلافات بہرحال محبتوں میں کبھی نہ کبھی بدل جاتے ہیں۔ مگر جس بحث کا آغاز نفرت سے ہو اس کا خاتمہ ہونا بہت مشکل ہوتا ہے۔

مولانا عنایت اللہ شاہ صاحبؒ کی اس جارحانہ روش کو سند جواز بخشنے کے لئے ان کے معتقدین نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے چونکہ مولانا حسین علی واں بھچرویؒ کی بے ادبی کی تھی اور مولانا واں بھچرویؒ حضرت شاہ صاحب کے استاذ تھے اس لئے انہیں جلال آ گیا تھا۔

حالانکہ یہ محض افسانہ ہے جو بعد میں تراشا گیا، مولانا جالندھریؒ کو مولانا حسین علی واں بھچرویؒ کا بے ادب

بنا کر پیش کرنا زیادتی ہے۔مولانا حسین علیؒ تو خود حیات الانبیاء کے قائل تھے۔ بلکہ وہ تو قبر پر آنے والے زائرین کی شناخت بھی میت کے حق میں تسلیم کرتے تھے، جیسا کہ تحریرات حدیث میں موجود ہے۔

پھر یوں ہوا کہ شاہ صاحب نے یہ مسئلہ خیر المدارس ملتان کے ایک حجرے سے اٹھا کر منبر و محراب پر بیان کرنا شروع کر دیا۔آپ کے معتقدین بھی میدان میں اتر آئے اور توحید وسنت پر زمزمہ سنج اور نغمہ بار ہونے والے اب طعن و تشنیع کی ژوالہ باری اسلاف امت پر کرنے لگے۔ ارتقائی ادوار طے ہوتے رہے، افہام وتفہیم کی سرتوڑ کوششیں ہوئیں۔ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ کی خدمات بھی حاصل کی گئیں۔ مولانا مفتی محمد حسنؒ (بانی جامعہ اشرفیہ لاہور)، مولانا مفتی محمد شفیعؒ ، مولانا احتشام الحق تھانویؒ ، غرضیکہ معاصرین میں کوئی ایک نام بھی ایسا نہیں پیش کیا جا سکتا جس نے اس شیرازے کو بکھرنے سے بچانے کے لئے ہر قسم کی توانائیاں صرف نہ کر دی ہوں۔مگر افسوس کہ شاہ صاحبؒ کی بدمزاجی اکابرین کے تمام تر خلوص پر غالب آ کر رہی۔اب علانیہ یہ مسئلہ اسٹیج کی زینت بننے لگا، جو علمی مسئلہ خطباء کے ہاتھ چڑھ جائے وہ قیامت تک حل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ تقریروں کے بعد مناظرے ہونے لگے، پھر مناظروں کے نتیجے میں فتویٰ بازی شروع ہوگئی اور فتویٰ بازی نے نفرت کو جنم دیا۔

پھر اسی دوران علماء حق نے نفس مسئلہ اور نفس مضمون کو واضح کرنے کے لئے کتاب وسنت، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور آراء امت میں کتابیں لکھیں۔ جب ہم دیوبندیت کی اس تفریق کو دیکھ کر سر پکڑ کر بیٹھتے ہیں اور مایوسیاں پریشان وسرگرداں کرتی ہیں تو پھر دل حزین کو یہ کہہ کر تسلی دے دیتے ہیں کہ تکوینی طور پر حضور ﷺ کی برزخی حیات پر اللہ تعالیٰ نے اہل حق کے علوم ومعارف کو آشکارا کرنا تھا، سو دنیا اسباب میں یہ ایک ذریعہ بنا۔

تاریخ انسانی کو چھوڑیئے تاریخ اسلام ہی سے دیکھ لیجئے کہ جنگ صفین وجمل کے بعد اہل علم میں جتنے اختلافات رونما ہوئے وہ دن بہ بدن بڑھے تو ہیں، مگر ختم نہیں ہوئے۔ ایسا لگتا ہے کہ انسان کا پیدا ہو کر مرنا تو حقیقت ہے۔مگر انسانوں کے پیدا کردہ اختلافات شاید قیامت تک ختم نہ ہوں۔اس لئے بہتری اسی میں ہوتی ہے کہ اختلاف پیدا ہی نہ ہونے دیا جائے۔ کیونکہ اختلاف سے مخالفت، مخالفت سے مخاصمت، مخاصمت سے منافرت اور پھر یہ معاملہ خون ریزیوں تک بھی جا پہنچتا ہے۔ بہر کیف اختلاف ایک طبعی چیز ہے، اس سے انکار بھی ناممکن ہے۔ سو تحمل، رواداری، برداشت اور باسلیقہ اظہار رائے کا رجحان ہو تو اس سے جہان رنگ وبو کی رونقیں دوبالا ہو جاتی ہیں۔

اہل سنت (دیوبند) نے اس نظریہ کے خلاف متفقہ آواز بلند کی اور حیات النبی ﷺ کے منکر کو دیوبندی صفوں سے خارج قرار دیا اور نہایت علمی وتحقیقی انداز میں اس کا قلع قمع کیا۔

ان کا مختصر تعارف ملاحظہ فرمائیں۔ پیش نظر رہے کہ یہ ترتیب سنین کے اعتبار سے نہیں ہے۔ یہاں صرف کتب کے نام دینے کا ارادہ ہے۔ ان میں سے ہر کتب پر تبصرہ راقم الحروف نے ماہ نامہ ''حق چار یار'' لاہور میں چار قسطوں کے اندر کیا تھا، جو فروری تا مئی ۲۰۰۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔ ارباب ذوق ماہ نامہ حق چار یار ۲۰۰۸ء کی فائل سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

۱......	آب حیات......	مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
۲......	دفع الحجاج......	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ
۳......	مقام حیات......	علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ
۴......	تسکین الصدور......	مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ

۵...... عقیدۃ المحدثین علی حیات النبیین...... مولانا سید محمد میرک شاہؒ
۶...... حیات النبی اور مذاہب اربعہ...... مولانا اللہ یار خانؒ چکڑالوی
۷...... حیات الاموات لسید الکائنات...... مولانا نور الحسن شاہ بخاریؒ
۸...... تنبیہ الاغبیاء علیٰ حیاۃ الانبیاء...... مولانا سید امین الحق شاہؒ
۹...... دعوۃ الانصاف فی حیات جامع الاوصاف...... مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی
۱۰...... حیات انبیاء کرام...... مولانا سید عبدالشکور ترمذیؒ
۱۱...... رحمت کائنات ﷺ...... مولانا زاہد الحسینیؒ
۱۲...... نور الصدر...... حکیم محمود احمد ظفر
۱۳...... ارشاد العلماء الی تحقیق مسئلہ سماع موتی وحیات انبیاء...... شیخ الحدیث مولانا عبدالقدیر
۱۴...... القول الجلی فی حیات النبی ﷺ...... شیخ طریقت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ
۱۵...... حیات النبی اور مذاہب اربعہ...... مولانا احمد سعید صاحب (سرگودھا)
۱۶...... تسکین الاتقیاء فی حیات الانبیاء...... پروفیسر محمد مکی
۱۷...... حیات النبی ﷺ نمبر از ماہنامہ حنفیہ فروری ۱۹۶۰ء...... مولانا عبدالحلیم قاسمیؒ
۱۸...... کتاب حیات الانبیاء یحتوی علی الرسائل الجلیہ (مجموعہ رسائل مترجم بیہقی، سیوطی، سبکی)
۱۹...... الشہاب المبین علی من انکر الحق الثابت بالادلۃ والبراہین...... شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خانؒ
۲۰...... المسلک المنصور فی رد الکتاب المسطور...... ایضاً
۲۱...... نعمت کبریٰ درباره حیات مصطفی ﷺ...... سید عون احمد پھلواری
۲۲...... اظہار الغرور فی کتاب آئینہ تسکین الصدور...... مولانا عبدالقدوس خان قارن
۲۳...... عقیدہ حیات النبی ﷺ اور مولانا عطاء اللہ بندیالوی...... مولانا عبدالحق خان بشیر
۲۴...... حیات پاک برزخی رحمۃ للعالمین ﷺ...... حافظ نذیر احمد
۲۵...... رسالہ حیات النبی ﷺ...... مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی
۲۶...... رسالہ حیات النبی ﷺ...... مولانا سید ابوذر معاویہؒ
۲۷...... رسالہ حیات النبی ﷺ...... مولانا محمد انوریؒ
۲۸...... سیف اویسیہ بر عقائد نا مرضیہ...... مولانا اللہ یار خان چکڑالویؒ
۲۹...... البطش القوی علی القول الجلی...... مولانا قاضی عبداللطیف شجاع آبادیؒ
۳۰...... انکار حیات النبی ﷺ ایک خالص پاکستانی فتنہ
۳۱...... حیات النبی ﷺ...... مولانا عاشق الٰہیؒ بلند شہری

اس کے علاوہ بریلوی مسلک کے مولانا احمد سعید کاظمی، ڈاکٹر طاہر القادری کی کتب بنام "حیات النبی ﷺ" مولانا اشرف سیالوی کی "جلاء الصدور" اور مولوی سخاوت علی کی "حیات انبیاء والشہداء" اس موضوع پر مطبوعہ موجود ہیں۔

زیر نظر مجموعہ کتب

۱...... تعویذ المسلمین عن شرور المفسدین: اشاعت التوحید کی جانب سے ایک کتاب "المسلک

المنصور'' کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ جس کا جواب راقم نے ''تعویذ المسلمین عن شرور المفسدین'' کے نام سے لکھا تھا۔ یہ کتاب اگر چہ بھاگ دوڑ اور افراتفری کی کیفیت میں لکھی گئی تھی۔ مگر جہاں بھی پہنچی، اپنا لوہا منوا گئی۔ ملک بھر سے لاتعداد خطوط کے ذریعہ اہل علم نے اس کی قدر کی۔ مگر بعض گوناگوں مسائل اور مصروفیات کی بناء پر دوبارہ اس کی اشاعت کا انتظام ہوتے ہوتے پھر التواء میں پڑتا گیا۔

۲...... تنبیه الناس علی شر الوسواس الخناس: چنانچہ تعویذ المسلمین کی اشاعت کے چند ماہ بعد اشاعۃ التوحید کی جانب سے اس کا جواب ''الفتح المبین فی کشف مکائد الکاذبین'' شائع ہوا۔ یہ کتاب گالیوں اور فضول باتوں کا مجموعہ تھی۔ راقم کی جانب سے جوابی کارروائی کا قطعاً کوئی ارادہ نہ تھا۔ مگر بعض علم دوست احباب نے مجبور کیا کہ کتاب میں موجود چند باتوں کا جواب ضروری ہے۔ چنانچہ راقم نے جواب میں ''تنبیہ الناس علیٰ شر الوسواس الخناس'' لکھا۔ اس کتاب نے بھی دھوم مچادی اور اہل تحقیق کے ہاں بے حد پسند کی گئی۔

۳...... لطمة الحق: مولانا اسماعیل محمدی صاحب کی ایک تقریر کا جواب تحریری صورت میں ''کلمہ حق'' کے نام سے شائع ہوا تھا، مولانا محمدی صاحب نے راقم الحروف سے کہا کہ آپ اس کا جواب لکھیں۔ چنانچہ راقم نے اس کا جواب ''لطمۃ الحق'' کے نام سے دیا تھا، یاد پڑتا ہے کہ اس وقت بڑے بڑے مدارس (بشمول اہل حدیث وبریلوی) کے شیوخ ومشاہیر نے سینکڑوں کی تعداد میں اس کی کاپیاں خرید کی تھیں۔

۴...... سوط العذاب علی العنید الکذاب: منڈی بہاؤالدین کے ایک حکیم صاحب (جواب انتقال فرما گئے) راقم کو بڑے چلے کٹے خطوط لکھے تھے اور ایک خط انہوں نے طبع بھی کروا دیا تھا۔ یہ حکیم صاحب مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری کے مرید تھے۔ چنانچہ ان کے اس مطبوعہ رسالہ کے جواب میں ''سوط العذاب علی العنید الکذاب'' لکھ کر شائع کیا گیا۔ یہ کتابچہ بھی ملک کے دوردور علاقوں میں پہنچا اور پسند کیا گیا۔

اظہار تشکر: بنیادی طور پر میرا موضوع رد رفض وبدعت ہے۔ کیونکہ حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسینؒ سے ایک معمولی سی نسبت کی بناء پر اس فتنے کے توڑ کا جذبہ رکھتا ہوں اور اس کے ساتھ دیگر فرقہائے باطلہ کا تعاقب بھی حتی المقدور کرتا ہوں۔ اب جب کہ اہل تشیع کے ساتھ مسئلہ تکفیر پر میرا تحریری مباحثہ اپنے عروج پر ہے۔ ادارہ مظہر التحقیق کے نگران اعلیٰ مولانا عبدالرؤف نعمان نے اچانک حکم دیا کہ ان چار کتب کا مجموعہ جلد از جلد شائع کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس مجموعہ کا نام تجویز کریں اور ایک مقدمہ بھی لکھیں۔ مرتا کیا نہ کرتا کے تحت تعمیل ارشاد کی۔ ''القول المعتبر فی حیات خیر البشر ﷺ'' نام تجویز کیا اور انتہائی عجلت میں یہ لکیریں گھسیٹ دیں۔

آخر میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ چونکہ یہ کتب فریق مخالف کے جواب میں ہیں اور جوابی کتب کا لب ولہجہ وقت کے تقاضے اور مخاطب کے تیوروں کے مطابق ہوتا ہے۔ لہٰذا کوئی لفظ، جملہ یا سطر طبیعت پر گرانی پیدا کرے تو معاف فرما دیجئے۔ کیونکہ مولانا کرم الدین دبیرؒ کی سوانح کا تیسرا ایڈیشن، ان کی لاتعداد کتب کی تیاری، حضرت اقدس قاضی صاحبؒ کی کتب کی اشاعت، پروف خوانی اور جوڑ توڑ میں سر کھپانے کی فرصت نہیں ملتی۔ چہ جائے کہ اس پر نظر ثانی کی جاتی۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

عبدالجبار سلفی عفی عنہ

یکم رجنوری ۲۰۱۴ء

ادارہ مظہر التحقیق ملتان روڈ لاہور

تعویذالمسلمین

عن

شرور المفسدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین، والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ واھل بیتہ اجمعین۔ اما بعد فاعوذباللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفورالرحیم صدق اللہ العظیم قال النبی ﷺ لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین وصدق رسولہ النبی الکریم!

قارئین کرام کی خدمت میں ایک کتاب "تعویذالمسلمین عن شرور المفسدین" پیش کی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں اور شروفساد سے دامن بچا کر ہم سب کو حضور اقدس ﷺ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جملہ مشائخ اہل سنت والجماعت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب کرے۔ جوں جوں زمانہ دورِنبوت سے دور اور قیامت کے قریب ہوتا چلا جارہا ہے توں توں فتنے موسلا دھار بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ ہر ایک قرآن مقدس اور احادیث رسول ﷺ کو اپنی سوچ اور چاہت کے مطابق بیان کررہا ہے، کہیں سے کوئی آواز اٹھتی ہے اور کہیں سے کوئی۔ ہر وہ انسان جو بصیرت سے کورا ہے، دیانت سے عاری ہے، علم سے تہی دامن ہے اور جسے زہد وتقویٰ کی ہوا ہی نہیں لگی وہ بظاہر علم وتحقیق کا مدعی بن کر قوم کا راہبر بنا بیٹھا ہے اور پس پردہ اپنی رہزنی کے جوہر دکھا رہا ہے اور بھولے بھالے مسلمان ان مکار فتنہ پرداز لوگوں کے چکمہ میں آکر ایمان کی دولت ضائع کررہے ہیں۔ امام الانبیاء ﷺ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے گئے۔ ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر فرمایا۔ لوگو! جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں وہ تم دیکھ رہے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ تب حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہارے گھروں کے درمیان فتنوں کو موسلا دھار بارش کی طرح برستے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

آج اس پرفتن زمانہ میں فتنوں کی یلغار سے بچنے کا راستہ یہ ہے کہ اپنے اسلاف کے ساتھ رشتہ مضبوط سے مضبوط تر کیا جائے جو قومیں اپنے بزرگوں کو بھلا بیٹھتیں ہیں اور سلسلۃ الذہب سے کٹ جاتی ہیں وہ بدباطن، بدکردار، بداعمال وبدافعال اور بدنہاد وجودوں کی دسیسہ کاریوں کا شکار ہوکر ذلت ورسوائی کے گڑھے میں جاگرتی ہیں۔

حیات انسانی کے چار دور

قارئین کرام! کتاب وسنت کی رو سے حیات انسانی کے کل چار دور ہیں: (۱) عالم ارواح (۲) عالم دنیا (۳) عالم برزخ (۴) عالم آخرت

عالم ارواح وہ عالم ہے جہاں روحیں رہتی ہیں اور پھر اپنی باری پر باذن اللہ ابدان میں داخل ہوکر عالم دنیا میں آتی ہیں۔ عالم دنیا وہ ہے جہاں روح اور جسم مل کر ظاہر ہوتے ہیں۔ قرآن مقدس میں اس کو "الحیوۃ الدنیا" کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس جہاں میں جسم کے احکام روح پر غالب آتے ہیں۔ عالم برزخ موت سے لے کر محشر تک محیط ہے۔ اس جہان میں روح اور بدن کا ایک لطیف اور قوی تعلق قائم رہتا ہے۔ اس کو دوسرے لفظوں میں عالم قبر بھی کہا جاتا ہے۔ یہ برزخ کا عالم دنیا اور آخرت کے عالم کے مابین ہے۔ یعنی برزخ میں رہنے والے کا تعلق دونوں عالموں سے رہتا ہے، عالم دنیا سے بھی اور عالم آخرت سے بھی۔

چوتھے نمبر پر عالم آخرت یہ حیات انسانی کا آخری عالم اور مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ’’وان الدار الآخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون‘‘ (العنکبوت: ۶۴) اور پچھلا گھر جو ہے سو وہی ہے زندہ رہنا، اگر ان کو سمجھ ہوتی۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ) شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس کے تحت فرماتے ہیں: ’’یعنی آدمی کو چاہئے یہاں کی چند روزہ زندگی سے زیادہ آخرت کی فکر کرے کہ اصلی ودائمی زندگی وہی ہے۔ دنیا کے کھیل تماشے میں غرق ہو کر عاقبت کو بھول نہ بیٹھے۔ بلکہ یہاں رہ کر وہاں کی تیاری اور سفر آخرت کے لئے توشہ درست کرے۔‘‘ (فوائد عثمانیہ ص ۵۳۷)

قارئین کرام! عالم ارواح میں صرف روح تھی جسم نہ تھا اور محض روح پر کوئی احکام مرتب نہیں ہوتے۔ لیکن عالم ارواح کے بعد جو تین عالم ہیں ان میں جسم اور روح دونوں میں ایک تعلق ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے احکام جسم اور روح کے تعلق کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں: ’’انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ جسم اور روح، اس کا مجموعہ ہی نفس انسانی کہلاتا ہے۔ اس نفس انسانی کو طبعاً تین جہانوں سے گزرنا ہوتا ہے۔ ایک دنیا جو دار العمل ہے ایک آخرت جو دار القرار ہے اور ایک برزخ جو عالم انتظار ہے۔ ان تینوں جہانوں کے احکامات مختلف ہیں اور ان کی نوعیت الگ الگ ہے۔

۱...... دنیا میں جسم اور جسمانی زندگی اصل ہے، روح اس کے تابع ہو کر اس کے اثرات قبول کرتی ہے۔

۲...... برزخ میں روح اور روحانی زندگی اصل ہے جسم اس کے تابع ہو کر اس کی نعمت ومصیبت کے اثرات قبول کرتا ہے۔ خواہ اپنی ہیئت پر ہو یا بکھر جائے۔

۳...... اور آخرت میں روح اور جسم کا مکمل امتزاج ہے۔ جس میں ہر ایک اپنے اپنے تاثر میں مستقل ہے اور ہر ایک کا اپنا اپنا ادراک اور اپنا اپنا انتفاع ہے۔ (عالم برزخ ص)

اللہ تعالیٰ کا نظام ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اختتام عالم تک ہر شخص ارواح کے عالم سے بذریعہ پیدائش دنیا کے عالم میں آرہا ہے اور یہاں اپنا اپنا عمل سرانجام دے کر بذریعہ موت برزخ کی طرف جارہا ہے اور پھر ایک ایسا وقت آئے گا کہ سب کے سب عالم برزخ سے نکل کر خالق ارض وسموات کے روبرو موجود ہوں گے اور اس دن کا نام قیامت ہے۔

ہندوپاکستان میں مختلف فتنوں کا ظہور

یہ دنیا بھی عجیب گورکھ دھندا ہے۔ یہاں خوف خدا رکھنے والے سربلندی دین کے لئے ایسے کارنامے سرانجام دیتے ہیں کہ رہتی دنیا تک ان کا نام روشن رہتا ہے اور بعض ایسوں کو بھی یہ دنیا پالتی ہے جو اپنی ناقص عقل کے بل بوتے پر وہ شگوفے کھلاتے ہیں کہ خود عقل سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد اس دھرتی سے بھی بہت سے فتنوں نے جنم لیا۔ مجموعی طور پر برصغیر پاک وہند کی سرزمین ہر نئے فتنے کے لئے زرخیز واقع ہوئی ہے۔ ہندوستان کی دھرتی ہی تھی جہاں شیعہ عالم قاضی نوراللہ شوستری ۱۶۰۷ء میں تقیہ کی چادر لپیٹا ہوا قضاۃ کے منصب پر آتا ہے اور شیعہ مذہب کی اشاعت کرتا ہوا، اہل سنت کے خلاف جہانگیر اور اس کی بیوی کو بھڑکاتا ہوا آگے بڑھتا ہے۔ قریب تھا کہ رفض وبدعت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں اہل ہند سنت کی پٹڑی

سے اتر جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو لا کھڑا کیا۔ آپؒ نے رفض کے آگے مضبوط بند باندھ کر سنت کی حفاظت کی۔ شیعی سازش ناکام ہوئی اور بالآخر قاضی نوراللہ شوستری کیفر کردار کو پہنچے۔

اسی دھرتی سے مرزا غلام احمد قادیانی جنم لیتا ہے اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ گورداسپور ہی سے غلام احمد پرویز اٹھتا ہے اور احادیث رسول اللہ ﷺ کے خلاف محاذ کھڑا کرتا ہے اور لاہور آ کر باقاعدہ فتنے کو تنظیمی شکل دیتا ہے۔ پنجاب کے ضلع میانوالی کی تحصیل چکڑالہ سے غلام نبی نام کا بندہ سر اٹھاتا ہے اور حدیث کا منکر اور اہل قرآن کہلوا کر شہرت پاتا ہے اور حدیث کا بغض اسے ''غلام نبی'' سے عبداللہ نام تبدیل کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

ہندوستان کے شہر دیوبند میں بزرگان اہل سنت پوری یکسوئی کے ساتھ خدمت دین میں مصروف تھے۔ اللہ کی محبت سے لبریز نورانی قلوب والے یہ سچے عاشق رسول ﷺ اپنے کام میں مگن تھے کہ اچانک بریلی سے ایک ''اعلیٰ'' نمودار ہوئے اور انگریزی مشین سے ان بزرگوں پر کفر کے فتوؤں کے تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے اور انتشار کی وہ فضا پیدا کر دی جس کا خمیازہ آج تک یہ بدقسمت قوم بھگت رہی ہے۔ رہ گئی غیر مقلدیت تو ان کی اپنی الگ اور انوکھی داستان ہے۔ یہ مختصری سرگزشت ان فتنوں کی ہے جو قیام پاکستان سے پہلے اپنے بال و پر نکال چکے تھے۔

سید عنایت اللہ شاہ صاحب اور فتنہ مماتیت

عنایت اللہ نام کے چار بزرگ ایسے ہیں جو فتنہ پردازی میں اپنی مثال آپ تھے۔ ان چاروں نے امت مسلمہ کے اندر اختلاف کی وہ دراڑ ڈالی کہ خدا کی پناہ! بالترتیب ان چاروں بزرگوں کے اسماء ملاحظہ ہوں:

۱...... عنایت اللہ المشرقی ۲...... عنایت اللہ اثری غیر مقلد

۳...... عنایت اللہ سانگلوی ۴...... عنایت اللہ شاہ بخاری

پہلے بزرگ نے اپنی ''تذکرہ'' نامی کتاب میں عجیب گل کھلائے ہیں۔ مثلاً: ''قرآن مجید کی موجودہ ترتیب درست نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں (العیاذ باللہ) اور ایک جگہ رقمطراز ہیں: ''شیعہ اور سنی، حنفی اور شافعی، مقلد اور غیر مقلد، صوفی اور وہابی میرے نزدیک کوئی شئی نہیں۔ یہ سب جہنم کی تیاری ہے۔'' (تذکرہ دیباچہ ص ۶۰)

عنایت اللہ المشرقی کے رد میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے مستقل رسالہ شائع کیا تھا اور پشاور کے ایک بڑے اجتماع میں ان کے کفریہ عقائد کو بے نقاب کیا۔ حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسینؒ (خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ) فرماتے ہیں: ''سنٹرل جیل لاہور میں چار پانچ خاکسار قید تھے، ان سے باتیں ہوئیں تو وہ حدیث کے بالکل منکر تھے۔ (ماہنامہ حق چاریار کا حضرت جہلمی نمبر ص ۴۴ نومبر ۱۹۹۸ء لاہور)

دوسرے نمبر کے عنایت اللہ اثری صاحب، یہ دراصل وزیر آباد کے رہنے والے تھے اور گجرات میں مقیم تھے، غیر مقلد عالم تھے۔ یہ موصوف جو تحقیق کے میدان میں کودے تو ۱۸۴ صفحات پر مشتمل ایک کتاب ''عیون زمزم فی میلاد عیسیٰ ابن مریم'' لکھی اور ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے (معاذ اللہ) اور آپ کے بن باپ پیدا ہونے والا واقعہ محض افسانہ ہے۔

(لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

تیسرے نمبر کے عنایت اللہ سانگلوی، اہل بدعت کے سرخیل تھے قیام پاکستان کے بعد اگر مولوی سردار فیصل آبادی اور عنایت اللہ سانگلوی اس مملکت خداداد میں تشریف نہ لاتے تو یہاں شرک و بدعت کا وہ رنگ نہ ہوتا جو آج دیکھنے میں آرہا ہے۔

چوتھے نمبر کے سید عنایت اللہ شاہ بخاری صاحب گجراتی ہیں، یہ بزرگ مشہور دیوبندی عالم تھے۔ مگر اچانک ان کا کانٹا بدلا اور ۱۹۵۸ء میں امت مسلمہ کے اتفاقی و اجماعی عقیدے حیات النبی ﷺ کا انکار کر دیا۔ عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضور اقدس ﷺ پر حسب ضابطہ خداوندی موت آئی ہے۔ مگر دنیاوی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو روضہ اطہر میں حیات عطا فرمائی ہے اور اسی حیات کی وجہ سے آنجناب ﷺ اپنے روضے پر پڑھا جانے والا صلوٰۃ وسلام سماعت فرماتے ہیں اور جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں۔ ہمیں سب سے زیادہ افسوس انہی چار نمبر کے بزرگ پر ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس اجماعی عقیدے کا انکار دیوبندیت کے پلیٹ فارم سے کیا۔ حضور اقدس ﷺ کی حیات فی القبر کے متعلق علامہ جلال الدین سیوطیؒ، امام بیہقیؒ، تقی الدین سبکیؒ، علامہ بدرالدین عینیؒ حنفی، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور علامہ سخاویؒ جیسے اہل علم وضاحت کرتے آئے ہیں اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی الصدیقیؒ (بانی دارالعلوم دیوبند) نے اس موضوع پر ایک نہایت علمی و تحقیقی کتاب ''آب حیات'' تحریر فرمائی۔ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوریؒ نے رسالہ ''دفع العجاج'' لکھا اور تمام مشائخ صراحت کے ساتھ لکھتے آئے ہیں کہ حضور علیہ السلام جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں۔ بہرحال ہم اس دعوے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ چودہ صدیوں میں انکار حیات کے فتنے نے جماعتی شکل لی ہے تو ۱۹۵۸ء میں گجرات سے سید صاحب کے زیر سایہ لی ہے۔ علماء دیوبند جو باطل کے آگے سد سکندری بننے میں بے چین رہتے ہیں اس فتنے کے ظہور کے بعد بھلا چین سے کہاں بیٹھتے؟ چنانچہ تحریروں اور تقریروں کی صورت میں اس فتنے کا سدباب کیا گیا اور جید علماء کرام نے جن جن کتابوں میں تحقیق کے دریا بہا کر اس عقیدے کی حفاظت کی ہم نے ان تمام کتابوں پر اپنی کتاب ''لطمۃ الحق، مناظرہ حیات النبی اور انکشاف'' میں تبصرہ کر دیا ہے۔

سبب تالیف ہذا

منکرین حیات النبی ﷺ نے ''کلمہ حق'' کے نام سے کتاب شائع کی تھی جس کا جواب اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق کے ساتھ ہم نے ''لطمۃ الحق'' کے نام سے دیا۔ ابھی ہمارے قلم نے سانس ہی لیا تھا کہ غالیوں کی جانب سے ایک اور کتاب ''المسلک المنصور'' کے نام سے شائع ہوئی۔ حلہ گنگ کے علاقہ ٹمن سے محترم حضرت مولانا نور محمد آصف صاحب نے راقم الحروف کو یہ کتاب بھیجی۔ کتاب کا سرسری مطالعہ کرنے سے ہی ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ مؤلف نے ''ام الخبائث'' انڈیل کر اس کی ابتداء کی اور انتہائی تعجب ہوتا ہے کہ کس بے حیائی اور بیبا کی کے ساتھ یہ لوگ عقل وانصاف کے گلے پر چھری پھیرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ کتاب کی ضخامت دیکھ کر ہم کچھ لمحے خوش فہمی کا شکار ہوئے کہ شاید اس میں تمیز و شائستگی کے ساتھ معقول طریقے سے بحث کی گئی ہوگی۔ مگر مماتیوں سے تمیز و شائستگی کی امید؟ ایں خیال است ومحال است وجنون''

مولف ''المسلک المنصور'' بھکو بازی میں پہلے تمام مماتی مؤلفین سے بازی لے گئے ہیں۔ المسلک المنصور دراصل حضرت مولانا منیراحمد صاحب (استاذ الحدیث باب العلوم کہروڑ پکا) کی ایک تقریر کا جواب ہے جو آپ نے مدرسہ حیات النبی ﷺ ممن (تلہ گنگ) میں کی تھی۔ بعدازاں اس تقریر کو بزم ''شیخ الہند'' تلہ گنگ کی طرف سے تقریر دلپذیر کے عنوان سے شائع کر دیا گیا۔ حضرت مولانا منیراحمد صاحب مدظلہم کی تقریر تو خالص علمی تھی۔ مگر مماتیوں کے اندر کا ابلیس پھر جاگ اٹھا اور توحید سنت کا ایک خادم لنگوٹ کس کر جواب دینے پر آمادہ ہوا۔ کتاب کل کی کل مماتی جماعت کے ایک عالم محمد حسین نیلوی شاہ صاحب کی کتاب ندائے حق سے سرقہ شدہ ہے۔

کتاب تو کسی طریقہ سے لکھ دی گئی۔ مگر کتاب کا نام کیا رکھا جائے؟ زنگ آلود دماغ نے یہ تجویز دی کہ امام اہل سنت حضرت الشیخ مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ نے ۱۹۸۶ء میں نیلوی صاحب کی کتاب ''الکتاب المسطور'' کا جواب ''المسلک المنصور'' کے نام سے دیا تھا۔ وہی سرقہ کرلیا جائے۔ گویا مکان کسی کا، دروازہ کسی کا اور نام اپنا چلے گا۔ اگرچہ اس کے اندر کوئی قباحت نہیں ہے۔ کئی ایک علماء کی کتب کے نام ایک جیسے ہوتے ہیں۔ مثلاً: ''معارف القرآن'' حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا بھی اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کا بھی ہے۔ چوتھی صدی ہجری کے ولی کامل علامہ ابوبکر محمد کلاباذی حنفیؒ نے ''التعرف لمذہب اہل التصوف'' کے نام سے کتاب لکھی اور اسی نام سے حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کا رسالہ بھی ہے۔ اس کا نام ''التعرف فی تحقیق التصرف'' ہے۔ شاہ اسماعیل شہید کی کتاب کا نام ''عبقات'' ہے اور علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کی کتاب کا نام بھی ''عبقات'' ہے۔ اسی طرح علامہ خالد محمود صاحب کی کتاب ''خلفائے راشدین'' کے نام سے ہے اور حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کی بھی ہے اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی کتاب ''تقریر دلپذیر'' ہے اور بزم شیخ الہندؒ کی جانب سے حضرت مولانا منیراحمد صاحب مدظلہم کی تقریر کو بھی اسی نام سے شائع کیا گیا ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی کتاب ''کشاف الستر'' کے نام سے ہے اور اسی نام سے مماتی مولوی مولانا شیر محمد صاحب نے بھی کتاب لکھی۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی ایک کتاب کا نام ''احسن البیان'' ہے اور اسی نام سے غیر مقلدین کی تفسیر بھی ہے جو صلاح الدین یوسفی صاحب نے مولانا محمد جوناگڑھی کے ترجمے کے ساتھ شائع کی ہے۔ حضرت مدنیؒ کی الشہاب الثاقب ہے اور مولانا قاضی شمس الدین کی بھی۔ کنزالدقائق ہماری فقہ کی مشہور کتاب ہے جب کہ ایک شیعہ عالم نے بھی ''تفسیر کنزالدقائق'' لکھی ہے۔ دیگر بھی کئی ایک حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں۔ ہمیں اس پر اعتراض قطعاً نہیں ہے بلکہ ہمیں مسرت ہے کہ ان دوستوں کو علم کی جو بات ملتی ہے وہ ہمارے ہی گھر سے ملتی ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک!

صرف ریکارڈ کے طور پر ہم نے یہ بات لکھی ہے کہ اسی نام سے آج سے بیس سال قبل ہمارے شیخ مدظلہم کتاب لکھ چکے ہیں۔ بہرحال دوستوں کے حکم پر المسلک المنصور کا جواب راقم الحروف نے لکھا اور اب زیور طباعت سے آراستہ ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کتاب بزم شیخ الہندؒ تلہ گنگ کے احباب شائع کروا رہے ہیں۔ کتاب کی تیاری میں والدین اور اپنے بزرگوں کی دعائیں حسب سابق اب بھی شامل رہیں۔ کسی بھی کتاب کا تحقیقی جواب

لکھنے کے لئے کئی کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑتی ہے۔ جو بڑی عرق ریزی کا کام ہے اور آدمی خواہ کتنا ہی باذوق اور کتابوں کا کیڑا ہو سب کی سب کتابوں کا موجود ہونا ناممکن ہوتا ہے۔ کیونکہ علم ایک ایسا سمندر ہے جس میں غرق ہونے کے بعد بھی علم کی پیاس نہیں بجھتی اور پھر مجھ جیسے بے سرمایہ آدمی کے لئے کتابوں کا ذخیرہ کرنا آسان کام نہیں۔ اللہ پاک جزائے خیر دیں مخدوم مکرم جناب حضرت مولانا محب النبی صاحب مدظلہم (بانی دارالعلوم مدنیہ لاہور) کو کہ آنجناب نے اپنی لائبریری کا نہ صرف دروازہ اس عاجز کے لئے کھولے رکھا۔ بلکہ حسب ضرورت رہنمائی بھی فرماتے رہے۔ میں تہہ دل سے شکریے کے علاوہ اور کیا کہہ سکتا ہوں؟

میں دعا گو ہوں کہ اے کائنات کے رب! اے پیاسی زمین کے منہ میں گھنگھور گھٹاؤں کا آب زلال ٹپکانے والے، اے بے برگ وثمر اشجار کو دولت ثمر عطا کرنے والے اور اے درختوں کو دست صبا سے ہلا ہلا کر اپنی حمد وثنا کرانے والے۔ اے مظلوموں کو ظالموں سے ٹکرانے کا حوصلہ دینے والے اور اے صحرائے معاصی میں بھٹکنے والے مجرموں کو اپنے فضل ورحمت کے دامن میں چھپا لینے والے رب! تو میرے عیوب سے بخوبی واقف ہے۔ میرے صغائر وکبائر کا ایک دفتر میرے سامنے ہے اے ارحم الراحمین! تو اپنے لاڈلے نبی ﷺ جو خواجہ کائنات ہیں، منبع فیوضات ہیں، چودہویں کا چاند ہیں، شہنشاہ کون ومکان ہیں، آشیان عرفان کے شہباز ہیں، گلشن رسالت کی عود ہیں، نافہ نبوت کی مشک روحانیت ہیں، تیرے کارخانہ قدرت کی بہترین صنعت ہیں۔ تیرے نگارخانہ کی اعلیٰ تصویر ہیں، وہ جس کی نبوت کا قدم مقام اقصیٰ تک جا پہنچا، وہ جو سدرہ کی شاخ سے دنی فتدلٰی کا میوہ چکھ کر آئے وہ جو سبحان الذی اسری کے پروں سے اڑ کر سدرۃ منتہیٰ پر تیری حمد کا ترانہ الاپنے گئے۔ وہ جو دریائے حسن کے موتی اور آسمان فصاحت کے درخشندہ آفتاب ہیں، وہ چاند کے چہرے والے، آفتاب کی پیشانی والے، والضحیٰ کی روشنی والے، واللیل کی زلفوں والے "ما ودعک ربک وما قلی" کے بخت والے، "ولسوف یعطیک ربک فترضی" کی برہان والے، "الم یجدک یتیماً فاوی" کی آب وتاب والے، سیدالسادات، سندالسعادات، صدر کائنات، بدر موجوات، بلند رتبہ، سلطان، خواجہ کونین، رسول الثقلین، صاحب قاب وقوسین، آب وگل کی آنکھوں کے نور، جان ودل کی پتلیوں کی ٹھنڈک، بلبل گلبن رسالت، عندلیب گلشن بسالت، ماہ آسمان دلبری، درّ درج طہٰ، اختر برج طٰہٰ، تمام گناہگاروں کے شفیع مکرم، مجتبیٰ، معظم، معلم، مقدم، مقتداء، سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ ﷺ کے صدقے میری خطاؤں سے درگزر کا معاملہ فرما اور مجھے آخری دم تک اپنے نیک بندوں کی محبت پر قائم رکھ اور ان کے مسلک حقہ سے وابستہ اور مجھ سمیت تمام سنی مسلمانوں کو عصر حاضر کے تمام فتنوں سے محفوظ رکھ اور قرآن وسنت کی دولت اسلاف کے فہم کے مطابق نصیب فرما۔

آمین بحرمۃ نبی الکریم ﷺ!

خاکپائے اکابرین اہل سنت دیوبند

حافظ محمد عبدالجبار سلفی عفا اللہ عنہ

خطیب جامع مسجد ختم نبوت کھاڑک ملتان روڈ لاہور

باب اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مؤلف ''المسلک المنصور'' لکھتے ہیں: ''حالات کا تقاضا یہ ہے کہ لوگوں کو بنیادی مسائل سے آگاہ کیا جائے اور فکر آخرت کا درس دیا جائے اور ایسے مسائل جو غیر ضروری ہیں ان کو ہوا دے کر عامۃ المسلمین کو محراب ومنبر سے دور نہ کیا جائے۔ لیکن بعض شر پسند عناصر نے عرصہ دراز سے علاقہ کی فضا اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے مکدر کر رکھی ہے او اہل حق پر قسم وقسم کی الزام تراشیوں اور ناجائز فتویٰ بازی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک توحید، رسالت اور قیامت جیسے بنیادی اور اہم عقائد سے مسئلہ حیات الاموات زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ توحید بیان کرنے سے ان کی زبانیں گنگ ہو چکی ہیں اور اہل حق کے بغض، حسد اور عناد سے ان کے دل سیاہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے رات دن ایک ہی مسئلہ کی اشاعت میں مصروف عمل ہیں۔ چنانچہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی تقریر دلپذیر کے عنوان سے ایک نام نہاد، تبرباز شیخ الحدیث صاحب کی تحریفات وتلبیسات کا مجموعہ شائع کیا گیا۔'' (المسلک المنصور ص۱۹)

جواب: جناب مؤلف صاحب! جب بقول آپ کے یہ مسئلہ ''غیر ضروری'' ہے تو آپ نے اتنی مشقت اٹھاتے ہوئے کتاب کیوں لکھ ماری؟ کوئی توحید ورسالت یا قیامت پر خامہ فرسائی کر لیتے۔ یا لوگوں کو فکر آخرت کا سبق دے دیتے۔ تمہارے فرقہ کو اس کے علاوہ کوئی عنوان نہیں ملتا۔ سید عنایت اللہ شاہ بخاری صاحب نے اسی ''غیر ضروری'' مسئلہ کی خاطر ''حضرت نانوتویؒ'' کی کتاب آب حیات کو جوتیوں پر ڈال دیا تھا۔ سید صاحب ساری زندگی اکابر کے خلاف سرگرم عمل رہے۔ مولوی احمد سعید خان صاحب اس غیر ضروری مسئلہ کی خاطر اسلاف کا مذاق اڑاتے رہے۔ فتوے بازی اس غیر ضروری مسئلے کی خاطر ہوتی رہی۔ دیوبندیت کے نام سے قوم کو ایک عرصہ دھوکا دینے کے بعد، گستاخی رسول ﷺ اور گستاخی صحابہ رضی اللہ عنہم کے مرتکب ہونے کے بعد جب بڑے دنیا چھوڑ گئے تو اب چھوٹوں کو خیال آیا کہ اف یہ مسئلہ تو غیر ضروری ہے؟

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

سید عنایت اللہ صاحب قائلین سماع موتی اور قائلین حیات النبی ﷺ کو اپنی تقریروں میں ''لوئر کلاس'' مشرک کہا کرتے تھے۔'' (ملاحظہ ہو نغمہ توحید ص ۱۸، رجب ۱۴۱۱ھ)

قارئین کرام! کیا یہ مماتیوں کی نظریاتی خودکشی نہیں کہ جس مسئلہ پر بانی فرقہ ممات لچھے دار تقریریں کرتے رہے۔ ''لوئر کلاس، مشرک اور اپر کلاس'' مشرک بناتے رہے۔ آج ان کے ایک حواری کہتے ہیں کہ یہ ''مسئلہ غیر ضروری'' ہے۔ مؤلف ''المسلک المنصور'' کی اس بات سے خدا جانے سید صاحب اور نیلوی صاحب پر کیا گزری ہوگی؟ باقی مؤلف کا یہ کہنا کہ توحید بیان کرنے سے ہماری زبانیں گنگ ہو چکی ہیں۔ سو فیصد جھوٹ ہے۔

ان ''جنت الحمقاء'' کے باسیوں کو علم ہونا چاہئے کہ اللہ کے فضل سے مسئلہ توحید پر جتنی کتب لکھی گئی ہیں وہ سب کے سب ان علماء حق کی ہیں جو حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں۔ آپ اپنی کارکردگی بتائیں کہ آپ نے اس خوشنما لیبل سے توحید کی کتنی خدمت کی ہے؟ اہل بدعت کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کرنے والے مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوریؒ ہمارے علماء حق دیوبند کے چشم وچراغ تھے۔ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ جنہوں نے

اہل بدعت کے خلاف ’’تحفہ لاثانی برفرقہ رضاخانی‘‘، نصرت آسمانی اور فتح حقانی جیسے رسائل لکھے۔ یہ مرد مجاہد کون تھے؟ جی ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں: ’’ہمارے رسول اکرم ﷺ زندہ ہیں اور اپنی قبر اقدس واطہر میں موجود ہیں۔ (تفسیر آیات خلافت ص ۲۷) نیز فرماتے ہیں: ’’ہمارے نبی کریم ﷺ بھی اپنی قبر اقدس وانور میں موجود ہیں اور ایسی زندگی کے ساتھ کہ اس عالم کی کروڑوں زندگیاں اس پر قربان ہیں۔ (تفسیر آیات امامت ص ۶)

حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ جنہوں نے شرک وبدعت کی تردید میں ’’سوط الابرار‘‘ جیسی کتاب تحریر کی اور اہل ہند کو توحید کے جام پلائے۔ یہ کون تھے؟ یہ وہی مولانا عبدالغنیؒ ہیں کہ جب ایک بدعتی نے المہند کے خلاف ’’التحقیقات لدفع التحریفات‘‘ لکھی تو انہوں نے جواباً ’’الجنۃ لاہل السنۃ‘‘ لکھی اور المہند کے اندر مسئلہ حیات النبی ﷺ مماتیوں کو بھلا کیسے بھول سکتا ہے؟ اسی طرح ’’الشہاب الثاقب‘‘ کے مصنف شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ۔ ’’صاعقہ آسمانی اور سیف یمانی‘‘ کے مصنف حضرت مولانا محمد منظور نعمانی۔ ’’گلدستہ توحید، دل کا سرور، آنکھوں کی ٹھنڈک، ازالۃ الریب‘‘ جیسی کتب کے مصنف امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ۔ ’’چراغ سنت، الصلوٰۃ والسلام‘‘ کے مصنف مولانا سید فردوس علی شاہ صاحبؒ۔ ’’براہین اہل سنت‘‘ کے مصنف علامہ دوست محمد قریشی۔ ’’توحید اور شرک کی حقیقت‘‘ کے مصنف مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری۔ ’’مطالعہ بریلویت‘‘ لکھنے والے علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ۔ ’’التحقیق النادر فی مسئلۃ الحاضر والناظر‘‘ کے مصنف حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ۔ یہ بزرگ کون ساعقیدہ رکھتے تھے۔

یہ سب کے سب سنی حنفی دیوبندی تھے یا مماتی؟ جناب دلوں پر سے سیاہی اتاریئے۔ آپ کو بھی توحید وسنت کا سبق ہمارے ہی گھر سے ملا ہے اور اس کے بدلے آپ نے ان اکابر کے خلاف بدظنی پیدا کرنے کا کوئی موقع فروگزاشت نہیں کیا۔ اپنے آپ کو مؤحد اور حق گو کہتے ہوئے آپ کو شرم نہیں آتی کہ ایک حدیث کا سبق پڑھانے والے بزرگ عالم دین کو ’’تبرا باز، نام نہاد، متحرف، متلبس‘‘ اور نہ جانے کیا کچھ کہہ رہے ہیں۔ یہ تو وہ بغض اور گند ہے جو ظاہر ہو رہا ہے۔ ’’وما تخفی صدورھم اکبر‘‘

مؤلف المسلک المنصور کا ایک قیمتی مشورہ

المسلک المنصور کے مؤلف صاحب نے اپنے مماتی ٹولے سے الزامات کو رفع کرنے کے لئے بعض کتب کے مطالعے کا مشورہ دیا ہے۔ اس سے قبل کہ ہم آگے چلیں سب سے پہلے ان کے مشورہ پر عمل کرتے ہیں۔ مؤلف صاحب نے جن کتب کے پڑھنے کا مشورہ دیا ان میں سرفہرست جناب مولانا محمد حسین شاہ نیلوی کی کتاب ’’ندائے حق‘‘ ہے۔ دوسرے نمبر پر حضرت قاضی شمس الدین صاحب کی تسکین القلوب اور شہاب الثاقب ہے اور اس کے بعد مولانا محمد طیب صاحب پنج پیری کی ’’مسلک الاکابر‘‘ پڑھنے کا مشورہ دیا ہے۔ (المسلک المنصور ص ۴۹)

جواب:

میں نے بھی گہر ایسے چنے کان سخن سے　　امید ہے رکھیں گے مجھے اہل زبان یاد

قارئین کرام! مؤلف کے مشورہ کے مطابق ہم نے مذکورہ بالا کتب کا مطالعہ کیا۔ بعد از مطالعہ جو کچھ ہمیں ملا ہم نظر قارئین کرتے ہیں۔

اولاً: ندائے حق ہمارے سامنے ہے۔ اس کی (ج ۱ ص ۲۳، ۳۳، ۴۴، ۱۷۲، ۲۸۳) پر نیلوی شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ روح کا تعلق اجزائے اصلیہ سے ہوتا ہے۔ دست بستہ ہم مماتی جماعت کے مؤلف اوران کی متکبر پارٹی سے گزارش کریں گے کہ: ''اجزائے اصلیہ سے تعلق روح کے لئے قرآن مجید کی کوئی نص یا حدیث متواتر جو عقیدے میں کام آئے (جس طرح آپ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں) پیش کر سکتے ہو؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں کر سکتے تو پھر ہم سے تعلق روح کا مطالبہ کرنے سے قبل نیلوی صاحب کی مرقد پر جا کر ماتم کرو یا پھر ان پر بھی کوئی فتویٰ صادر کرو۔''

رسالت اور نبوت روح کی صفت ہے، جسم کی نہیں۔ نیلوی صاحب کا عقیدہ

سید نیلوی صاحب لکھتے ہیں کہ نبوت صفت روح ہے۔ مکمل عبارت یوں ہے: ''یہ بات تو ثابت اور محقق ہو چکی ہے کہ رسالت اور نبوت دراصل روح کی صفت ہے نہ جسد عنصری مع الروح کی اور موت کا روح کے ساتھ کچھ تعلق نہیں۔ یعنی روح نہیں مرتی۔'' (ندائے حق ص ۵۰۸ از نیلوی صاحب) جناب مؤلف اینڈ کمپنی! آپ نے نیلوی صاحب کا فرمان پڑھا کہ نبی ورسول روح ہے، روح وجسم کے مجموعے کو نبی نہیں کہتے۔

سوال نمبر ۱: ہمارا سوال یہ ہے کہ جناب نبی ورسول صرف روح کو ماننے سے قرآن پاک کی کتنی آیات کا انکار لازم آتا ہے۔ جن میں نبی ورسول کا مبارک خطاب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات روح مع الجسد کو کیا گیا ہے۔

۱...... ''یاایھاالنبی قل لازواجک وبناتک ونساءالمؤمنین'' (الاحزاب: ۵۹) (ترجمہ: اے نبی کہہ دے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو) کیا یہاں نبی صرف روح کو کہا گیا؟ کیا عورتوں کے ساتھ نکاح صرف روح کا ہوا یا روح مع الجسد کا؟ کیا بنات صرف روح کی تھیں یا روح مع الجسد کی؟

۲...... ''یاایھاالرسول بلّغ ما انزل الیک من ربک'' (المائدہ: ٦٧) (ترجمہ: اے رسول پہنچا دے جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے) جناب محقق صاحب! کیا یہاں رسول صرف روح کو کہا جا رہا ہے؟ اور کیا تبلیغ صرف روح کرتی ہے یا روح مع الجسد؟

۳...... ''یاایھاالنبی لم تحرم ما احل اللہ لک'' (تحریم: ۱) اے نبی تو کیوں حرام ہے جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر۔

۴...... ''یاایھاالنبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم'' (التوبہ: ۷۳) (اے نبی لڑائی کر منکروں سے اور دغابازوں سے) کیا لڑائی روح کرتی ہے یا روح مع الجسد؟

قارئین کرام! نیلوی صاحب کے فلسفے کے مطابق مذکورہ بالا آیات سمیت قرآن مقدس کی بے شمار آیات واحکامات کا انکار ہوتا ہے۔ اب ہم ''مسلک منصور'' والوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر آپ کا عقیدہ نیلوی صاحب والا نہیں تو ان پر کا فتویٰ لگاؤ گے؟ اور اگر آپ کا عقیدہ نیلوی صاحب والا ہے تو آپ قرآن مجید کے منکر ہیں۔ اب آپ نیلوی صاحب کی طرف آتے ہیں تو قرآن مجید سے جاتے ہیں اور اگر کتاب مبین کی جانب آتے ہیں تو نیلوی صاحب سے جاتے ہیں۔

عجب مشکل میں آیا سینے والا جیب وداماں کا
جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا، جو وہ ٹانکا تو یہ ادھڑا

مماتی وفات کے منکر ہیں

سوال نمبر ۲: نبی اور رسول بقول نیلوی روح ہے اور روح پر موت نہیں آئی تو گویا صاحب ندائے حق کے نزدیک حضور ﷺ پر موت نہیں آئی۔ جب کہ تمام مسلمان حضور ﷺ پر موت آجانے کے قائل ہیں، ہم المسلک المنصور

لکھنے والے بہادروں سے پوچھتے ہیں کہ لا یموت اللہ کی صفت ہے۔ آپ یہی صفت پیغمبر کو عنایت فرما رہے ہیں۔ اس سے بڑا شرک کائنات میں اور کیا ہوگا؟ اور آپ سے بڑا مشرک اور کون ہوگا؟ لو جناب! آج تک جو اہل حق کو الزام دیتے آئے کہ یہ معاذ اللہ وفات نبی ﷺ کے منکر ہیں۔ اب ارباب انصاف خود فیصلہ کر لیں گے کہ وفات نبی ﷺ کا منکر کون ہے؟

سوال نمبر ۳: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ابوجہل اور ابولہب وغیرہ سے پوچھیں گے کہ میرا نبی تمہارے پاس آیا تم نے آقائے دوعالم ﷺ کو دیکھ کر بھی کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ آگے سے کفار (بقول مماتی صاحبان) اگر کہہ دیں کہ ہم نے تیرے نبی کو دیکھا ہی نہ تھا۔ پتہ نہیں کہاں آئے؟ (کیونکہ روح غیر مبصر چیز ہے) ابوجہل نیلوی صاحب کی ''ندائے حق'' پیش کردے گا کہ نبی صرف روح ہے تو اس وقت مؤلف ''المسلک المنصور'' ابوجہل کی حمایت کریں گے یا اللہ تعالیٰ کی؟

سوال نمبر ۴: روح ایک نورانی چیز ہے اور ہم پر مماتی ٹولہ آئے روز بریلوی ہونے کا الزام لگاتا ہے۔ جب نیلوی صاحب نے روح کو نبی کہہ دیا تو بشریت کا انکار ہو گیا۔ حالانکہ اہل حق کا عقیدہ یہ ہے کہ آنجناب ﷺ باعتبار جنس بشر ہیں اور باعتبار ہدایت نور ہیں۔ نیلوی صاحب بشریت کے منکر ہو کر کیا ٹھہرے؟

سوال نمبر ۵: بقول نیلوی صاحب نبی اگر روح کا نام ہے تو ظاہر ہے پھر نبی کو کسی نے نہیں دیکھا تو صحابی کون بنا ہوگا؟

سوال نمبر ۶: اسوہ حسنہ افعال و اعمال اور حرکات و سکنات نبوت کا نام ہے جو بدن سے صادر ہوتی ہیں۔ جب آپ کے نزدیک نبی روح کا نام ہے تو اسوہ حسنہ تو نظر ہی نہیں آیا۔ اب عمل کیسے کریں گے؟ قارئین کرام! جس کتاب کو پڑھنے کا مشورہ جناب نے دیا ہے اس سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

۱...... نبی ﷺ نے شادی نہیں کی۔ کیونکہ نبی روح کا نام ہے۔
۲...... نبی ﷺ پر موت نہیں آئی۔ کیونکہ نبی روح کا نام ہے اور روح پر موت نہیں آتی۔
۳...... نبی ﷺ کو کسی بشر نے نہیں دیکھا کیوں روح غیر مبصر چیز ہے۔
۴...... نبی ﷺ بشر نہیں بلکہ نور ہیں۔
۵...... نبی ﷺ کا اسوہ حسنہ کوئی نہیں۔ ....
۶...... نبی ﷺ کی تدفین نہیں ہوئی۔ ....
۷...... نبی ﷺ نے تبلیغ نہیں فرمائی۔
۸...... نبی ﷺ نے جہاد نہیں کی۔ ....
۹...... نبی ﷺ نے رمضان میں روزے نہیں رکھے۔ کیونکہ نبوت روح کا نام ہے۔
۱۰...... آج مدینہ شریف والی قبر مبارک میں حضور ﷺ نہیں ہیں۔ (العیاذ باللہ)

نتیجہ کیا نکلا؟

۱...... مماتی قرآن مجید کے منکر ہیں۔ ۲...... بشریت رسول ﷺ کے منکر ہیں۔
۳...... وفات نبی ﷺ کے منکر ہیں۔ ۴...... اور شرف صحابیت کے بھی منکر ہیں۔

المسلک المنصور کے مؤلف ندائے حق کے مطالعے کا ہمیں مشورہ دے کر ''اوکھلی'' میں سر دے بیٹھے۔ ہم نے عمل کر کے نتیجہ آپ کے سامنے رکھ دیا۔ اب سارے مماتی صاحبان سر میں راکھ ڈال کر آہ وزاری کرتے ہوئے

غالب مرحوم کے دروازے پر جا کر انہی کے انداز میں کہو:

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں، نوحہ گر کو میں
چھوڑا نہ رشک نے کہ تیرے گھر کا نام لوں
ہر ایک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں

حدیث ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' میں کوئی شک نہیں! قاضی شمس الدین کا عقیدہ

مؤلف صاحب نے ہمیں تسکین القلوب کے مطالعے کا مشورہ بھی دیا۔ لیجئے صاحب تسکین القلوب ہمارے سامنے ہے۔ قاضی صاحبؒ فرماتے ہیں: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون احیاء فی قبورھم یصلون لا شک فیہ'' (تسکین القلوب ص ۴۷) قاضی صاحب فرماتے ہیں۔ آپ کے معتمد علیہ عالم کو تو کوئی شک نہیں۔ مگر چونکہ آپ قاضی صاحبؒ سے بڑے ''محقق، مدقق اور مدبر'' ہیں، آپ کو تو یقیناً شک ہوگا۔ اگر جناب کو حضرت قاضی صاحب پر اعتماد ہے تو ان کی تحقیق مانیے اور اگر اعتماد نہیں تو ان کی کتاب پڑھنے کا مشورہ کس منہ سے؟ لگے ہاتھوں قاضی صاحب کی ایک اور عبارت پڑھتے جایئے۔

فرماتے ہیں: ''فقہاء کرام اور متکلمین کے نزدیک یہ جسم خواہ ریزہ ریزہ ہو چکا ہو، پھر بھی قبر کے عذاب وثواب اور تألم وتلذذ کا شریک ہے اور فتویٰ بھی فقہاء کے قول پر دینا چاہئے۔ (ایضاً) جناب روح وجسم کو شریک عذاب وثواب تسلیم کیجئے ورنہ اپنا مشورہ واپس لیجئے اور وہاں! آپ جو آئے روز ہمارے اکابرین خصوصاً امام اہل سنت حضرت العلام مولانا الشیخ محمد سرفراز صاحب صفدر مدظلہم کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے رہتے ہو۔ قاضی شمس الدین صاحب نے ہمارے بڑوں کو بڑا اور خود کو چھوٹا تسلیم کیا ہے۔ ہمارا بھی مشورہ ہے کہ آپ ذرا اپنے بزرگوں کی کتب کا بنظر عمیق مطالعہ فرمائیں۔ قاضی صاحب لکھتے ہیں: ''ہم آج تک ان کے خادم رہے، انہیں بڑا سمجھا اور بڑے ہیں بھی اور اپنے آپ کو ان کا چھوٹا بھائی اور خادم سمجھا۔ بات کیا تھی اگر عنایت اللہ شاہ بخاری کی کوئی بات انہیں پسند نہیں آئی تھی تو اسے اپنی جگہ دلائل سے سمجھاتے بلکہ یہ بڑے تھے وہ چھوٹا اسے اپنی جگہ خوب جھاڑ دے دیتے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح پہلے سے معاملہ چلا آرہا ہے یہ بڑے ہم چھوٹے، یہ مخدوم ہم خادم، اسی طرح آئندہ بھی چلتا رہے۔ اسی میں بہتری ہے اور یہی ان شاء اللہ عنداللہ پسندیدہ ہے۔

(القول الجلی فی حیات النبی ﷺ ص ۱۰۹، ۱۱۰ از قاضی شمس الدین صاحبؒ)

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ عذاب وثواب قبر

اہل سنت والجماعت کا نظریہ ہے کہ جب قبر میں میت پہنچ جاتی ہے تو روح جسم کی طرف لٹا دی جاتی ہے۔ یہ روح مکمل طور پر جسم میں داخل ہوتی ہے جیسے دنیا میں تھی یا اس قدر اتصال ہوتا ہے کہ جس سے عذاب وراحت کا احساس ہوتا ہے، یہ ایک مستقل بحث ہے۔ اس موضوع پر زیادہ تفصیل سے کلام کرنا عوام کے لئے کوئی فائدہ مند نہیں اور جہاں تک اہل علم کے سمجھنے سمجھانے کا تعلق ہے تو اس عنوان پر بے شمار مدلل ومفصل کتب شائع ہو چکی ہیں۔ مختصراً عرض ہے کہ عذاب وثواب قبر کے بارے میں بنیادی طور پر تین مذاہب ہیں۔ ہم چونکہ اہلسنت والجماعت ہیں، ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ اس مسئلے پر اہلسنت والجماعت کا مسلک کیا ہے؟ مؤلف المسلک المنصور نے کافی عبارتوں کی کانٹ چھانٹ کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی۔ اس عنوان پر اہل سنت میں اختلاف موجود ہے۔ حالانکہ یہ نادانوں

کا سوء فہم ہے۔ کہیں سے معتزلہ کی عبارت لے لی۔ کہیں سے خوارج کا مسلک پکڑ لیا اور کہیں سے اپنے اکابر کی ادھوری عبارت دے دی اور پھر اس کو اختلاف کا نام دے کر اپنا چور دروازہ نکالنا مماتیوں کا پرانا وطیرہ ہے۔ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا۔ جھوٹ اس روانی سے بولتے ہیں گویا یہ کوئی گناہ ہی نہیں۔ ہم نے گزارش کی کہ عذاب وثواب قبر کے متعلق تین مذاہب ہیں۔

پہلا مذہب: عذاب قبر فقط روح کو ہوتا ہے۔

دوسرا مذہب: عذاب قبر صرف جسم کو ہوتا ہے۔

تیسرا مذہب: عذاب قبر جسم اور روح دونوں کو ہوتا ہے۔

ان میں سے پہلا مذہب ابن حزم وغیرہ کا اور دوسرا مذہب (یعنی عذاب فقط جسم کو ہوتا ہے) محمد بن جریر کرامی اور فرقہ صالحیہ کے سربراہ صالحی کا ہے۔ تیسرا قول ہی سب سے معتبر ہے اور یہی صحیح تر مذہب ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں: ''محله الروح والجسد جميعا باتفاق اهل السنة وكذا القول في النعيم'' اہل سنت کے مذہب کے مطابق عذاب کا محل روح اور بدن دونوں ہیں اور یہی مسلک ثواب کے بارے میں ہے۔ (شرح الصدور ص ۷۵، ۷۶)

علامہ صاوی مالکیؒ فرماتے ہیں: ''ما وصل لروح من النعيم يحصل للجسم ايضا'' روح کو جو ثواب ملتا ہے وہ جسم کو بھی ملتا ہے۔

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں: ''بل العذاب والنعيم على النفس والبدن جميعا باتفاق اهل السنة'' بلکہ اہل سنت کے نزدیک عذاب وثواب روح اور بدن دونوں پر ہوتا ہے۔ (کتاب الروح ص ۷۲)

علامہ ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ بعض تفردات کے حوالے سے شہرت رکھتے ہیں مگر ہر دو کا علمی مقام مسلم ہے اور دونوں اہل سنت کے قابل قدر بزرگ ہیں۔ چنانچہ ملا علی القاری حنفیؒ فرماتے ہیں: ''كانا من اكابر اهل السنة والجماعة ومن اولياء هذه الامة'' (جمع الوسائل ج ۱ ص ۲۰۸) یہ دونوں (ابن تیمیہ وابن قیمؒ) اہل سنت والجماعت کے اکابر ہیں اور اس امت کے اولیاء میں سے ہیں۔

علامہ عبد الغنی نابلسیؒ فرماتے ہیں: ''یہ اس بات کی تصریح ہے کہ مردوں کی روحیں ان کے جسموں کے ساتھ ایک تعلق رکھتی ہیں جو قبروں میں ہیں اگرچہ ان کے اجسام بوسیدہ ہو کر مٹی ہو جائیں۔ عبارت یہ ہے: ''هذا صريح في ان روحانيات الموتى متصلة باجسامهم التي في قبورهم وان بليت اجسامهم وصارت ترابا'' (کشف النور ص ۱۲)

مؤلف المسلک المنصور کی جہالت

مماتی ٹولے کے یہ نئے محقق خضر حیات صاحب کوئی ہیں۔ جو المسلک المنصور کے مؤلف ہیں۔ اب ان کی تحقیق انیق بھی ملاحظہ ہو: ''نہ تو دنیاوی حقیقی شرط ہے اور نہ ہی اعادہ روح فی الجسد العنصری یا روح کا تعلق حیات، بدن عنصری کے ساتھ شرط ہے جو لوگ عذاب وثواب قبر اور اس کے ادراک کے لئے اعادہ روح جسد عنصری میں یا روح کا تعلق۔ حیات بایں معنی کہ بدن عنصری میں حیات حقیقی پیدا ہو جائے شرط قرار دیتے ہیں وہ قرآن وسنت اور مذاہب اہل سنت سے جاہل و ناواقف ہیں۔'' (المسلک ص ۲۲)

جواب: تصنیف وتالیف کے بھی کچھ اسلوب اورآداب ورموز ہوتے ہیں: ''مؤلف المسلک'' کی اکثر عبارات پڑھ کرسمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی کہ موصوف نے مماتی ٹولے میں نام پیدا کرنے کے لئے اونگھتے اور سوتے ہوئے کتاب لکھی ہے۔عبارت کا باہمی ربط نہیں۔فقرات بے ترتیب اور اردو قواعد وانشاء کی رو سے بالکل غلط بے جوڑ اضافتیں اور لمبے لمبے عطف جابجا دیکھنے میں آئیں گے۔خیر اس عنوان پر بحث پھر کبھی سہی۔

مؤلف صاحب فرماتے ہیں کہ بدن عنصری کے ساتھ حیات حقیقی کے اتصال کا مسلک رکھنے والے قرآن وسنت سے جاہل اور ناواقف ہیں۔ پہلے تو ہم جناب سے پوچھیں گے کہ حضور والا! کوئی حیات مجازی بھی ہوتی ہے، چلو حقیقی نہ سہی۔ذرا مجازی کی تعریف ارشاد فرمادیں۔دوسرے نمبر پر اگر ہم یہ کہیں کہ مؤلف کی اس بات سے جمیع اہل سنت والجماعت کے بڑے بڑے اکابر کا جاہل ہونا لازم آتا ہے جن میں سراج الائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے لے کر حضرت شیخ تھانویؒ تک سبھی شامل ہیں تو ان کے فولادی دماغ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔اس لئے ہم مؤلف کے اپنے گھر کی خبر پیش کرتے ہیں۔

مؤلف المسلک المنصور کے نزدیک نیلوی شاہ،قاضی شمس الدین اور پنج پیری سب جہلا ہیں

۱...... منکرین حیات النبی ﷺ کے سرخیل محمد حسین شاہ صاحب نیلوی رقم طراز ہیں: ''روح کا تعلق اجزائے اصلیہ کے ساتھ ہوتا ہے اور تعلق بھی اتنا جس سے سکھ دکھ محسوس کرسکے۔(ندائے حق ج۱ ص ۳۳) اسی طرح (ص ۴۱۰، ص ۱۷۲ اور ۲۸۴) پر بھی جسم کے ساتھ تعلق روح کو نیلوی صاحب نے تسلیم کیا ہے۔

۲...... پنج پیری (صوابی) اشاعت التوحید کے مرکز سے مولانا طیب طاہری صاحب کی زیرادارت رسالہ ماہنامہ التوحید والسنۃ شائع ہوتا ہے۔مذکورہ رسالہ بابت مئی ۲۰۰۳ء کا شمارہ ملاحظہ ہو: ''سجین میں روح کو جو عذاب ملتا ہے اس کا تعلق بدن اور روح دونوں کے ساتھ ہوتا ہے۔'' (ماہنامہ التوحید والسنۃ ص ۲۷) اور اسی رسالے کے (ص ۲۶) پر ہے: ''بعض معاندین آئے اور عذاب قبر سے صریح منکر ہوگئے۔جب کہ بعض نے اسے روح تک محدود رکھا۔''

۳...... مولانا قاضی شمس الدین صاحب آف گوجرانوالہ کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے، یہاں پھر درج کیا جاتا ہے: ''فقہاء کرام اور متکلمین کے نزدیک یہ جسم خواہ ریزہ ریزہ ہوچکا ہو پھر بھی قبر کے عذاب وثواب اور تالم وتلذذ کا شریک ہے اور فتویٰ بھی فقہاء کے قول پر دینا چاہئے۔(تسکین القلوب ص ۷۴) اللہ اکبر! سنا کرتے تھے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے کل تک جو ہمارے متقی، پارسا اور اللہ والے بزرگ اکابر کا مذاق اڑایا کرتے تھے آج وہ خود اپنے بڑوں کو جاہل اور کتاب وسنت سے ناواقف کہہ رہے ہیں۔یہ بزرگوں کی گستاخی کا فطری نتیجہ ہے۔جب علامہ احمد سعید خان صاحب ساری امت پر کفر وشرک کے فتوے لگاتے رہے تو سید صاحب کے کانوں پر جوں تک نہ رینگتی اور جب مولوی صاحب کے فتوے کی توپ نے گجرات کی طرف منہ کیا اور سید صاحب پر فتوے کا ایک عدد گولہ داغا تو یوں ارشاد ہوا: ''مولانا احمد سعید خان صاحب کو جماعتی اصولوں کی خلاف ورزی کی وجہ سے جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ سے نکالا گیا ہے۔بندہ ان کی نئی جماعت کی سرپرستی سے بالکل بری ہے۔ (خس کم جہاں پاک ص ۳ ناشر اشاعت التوحید والسنۃ لالہ موسیٰ)

اشاعتی حضرات فیصلہ کریں

اب ہمارا روئے سخن ان مماتی جماعت کے علماء کی طرف ہے جنہوں نے المسلک المنصور پر تقاریظ لکھیں۔

خیر سے سب کے سب ''یہ تقریظی'' احباب ''فخر الاماثل، استاذ الحفاظ، مدرس نکتہ داں، عمدۃ الاذکیاء، شیخ التفسیر، فقیہ العصر اور جامع المعقول والمنقول سمیت سبھی کچھ ہیں۔ ان تمام ''صفات عالیہ'' سے متصف یہ نورانی چہرے اب ہمیں بتلائیں کہ ہم نیلوی صاحب، قاضی صاحب اور پنج پیریوں کو جاہل اور قرآن سے ناواقف کہیں یا مؤلف المسلک المنصور کو؟ براہ کرم بتایئے گا۔

مؤلف المسلک المنصور کا ابن قیمؒ کے نام سے دھوکہ

حافظ ابن قیمؒ برزخ کے متعلق شاذ اقوال پر تبصرہ کرتے ہوئے جو کچھ ''کتاب الروح'' کے اندر لکھتے ہیں مؤلف کمال چالاکی سے اس کو حافظؒ کا عقیدہ قرار دے رہے ہیں۔ مثلاً لکھتے ہیں: ''علامہ ابن قیمؒ نے اپنی اس عبارت میں تصریح کردی ہے کہ یہ قول: ''عذاب، ثواب مابعد الموت قبل القیامۃ بدن عنصری پر بالکل نہیں ہوتا۔'' (المسلک ص ۲۵) حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ حافظ ابن قیمؒ امام ابن حزمؒ کے نظریئے پر تبصرہ کررہے ہیں، امام ابن حزمؒ کا خیال یہ ہے کہ قبر میں نکیرین کا سوال اور عذاب قبر تو حق ہے مگر یہ ساری کارروائی روح سے متعلق ہے۔ اس میں روح کا جسم سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ علامہ ابن قیمؒ بانگ دہل اپنا نظریہ یوں بیان کرتے ہیں: ''النص الصریح وھو قولہ ﷺ فتعاد الروح فی جسدہ'' (کتاب الروح ص ۵۲) آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد کہ قبر میں روح کو جسم میں لوٹایا جاتا ہے، نص صریح اور صحیح ہے۔ جن حضرات کو ابن قیمؒ کا مسلک سمجھنے میں ٹھوکر لگی ہے وہ تسکین الصدور کا مطالعہ ضرور کریں۔ حضرت شیخ دامت فیوضہم نے مکمل بحث کر کے ان کے نظریئے کو بالکل بے غبار کردیا ہے۔

مؤلف کا شرح عقائد سے مغالطہ یا دھوکہ

المسلک المنصور کے مؤلف صاحب کئی ایک غیر متعلقہ باتیں کرتے کے بعد شرح عقائد کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں اور تاثر یہ دینا چاہتے ہیں کہ علامہ سعدالدین تفتازانیؒ (جو شافعی المسلک تھے) وہ میت کے جسد میں اعادہ روح کے قائل نہیں ہیں۔ مؤلف صاحب نے بلا ترجمہ مندرجہ ذیل عبارت اپنی کتاب کے (ص ۴۱) پر دی ہے۔ ''انہ یجوز ان یخلق اللہ تعالیٰ فی جمیع الاجزاء فی بعضھا نوعامن الحیاۃ قدر مایدرک الم العذاب او لذۃ التنعیم وھذا لا یستلزم اعادۃ الروح الی بدنہ ولا ان یتحرک ویضطرب او یر اثر العذاب علیہ''

(شرح عقائد ص ۷۷، المسلک المنصور ص ۴۱)

<u>جواب</u>: یا تو مؤلف صاحب علامہ تفتازانیؒ کے مسلک کو سمجھے نہیں یا پھر جان بوجھ کر دھوکا دیا ہے۔ ہم یہاں اصل پس منظر اور دیانتدارانہ بحث کریں گے اور ان شاء اللہ سلیم الطبع حضرات خود دیکھ لیں گے کہ مماتیوں کے فریب کا پردہ ''ریشمی ازار بند'' کی طرح کس طرح کھلتا ہے؟ سب سے پہلے ترجمہ ملاحظہ ہو: ''اور جائز ہے اللہ تبارک وتعالیٰ میت کے سارے اجزاء میں یا بعض میں ایک قسم کی حیات پیدا کردیں۔ جس سے وہ میت عذاب کی شدت اور انعام کی لذت محسوس کرسکے اور یہ اس کو مستلزم نہیں کہ مکمل طور پر روح اس کے بدن کی طرف لوٹائی جائے اور نہ یہ اس کو مستلزم ہے کہ وہ حرکت واضطراب اور جنبش کرے۔ الخ!

جب فرقہ معتزلہ کا عروج تھا اور ان کی فتنہ انگیز پالیسیوں نے نئے نئے مسائل کو جنم دیا تو اس وقت معتزلیوں کے مقابلہ میں علامہ سعدالدین تفتازانی بھی خم ٹھونک کر نکلے۔ معتزلہ خبر واحد کو حجت نہیں مانتے تھے نیز قبر

میں اعادہ روح کے بھی منکر تھے (جیسے دور حاضر کے معتزلہ دونوں چیزوں کے منکر ہیں) اس وقت علامہ تفتازانیؒ نے اپنے دور کے معتزلہ کے سامنے یہ موقف اختیار کیا کہ بالفرض حیات کے لئے روح کا لوٹنا لازم نہ بھی کیا جائے تو بھی حیات کا تحقق ہوسکتا ہے تو پھر عذاب قبر کا انکار کردینا کہاں کا انصاف ہے؟ حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ رقم طراز ہیں: ''علامہ تفتازانیؒ یہاں اعادہ روح کا انکار نہیں کررہے۔ معتزلہ کو سامنے رکھ کر میت کے بدن میں زندگی کا ایک باریک انداز ثابت کررہے ہیں۔ جس سے بدن میں عذاب قبر یا اس کی راحت کا تحقق ہوسکے۔ علامہ تفتازانیؒ کا اس سے مقصد احادیث کا انکار نہیں۔ علیٰ وجہ الالزام انہوں نے یہ بات کہی ہے۔ (مقام حیات ص ۱۷۸)

قارئین کرام! اس توضیح اور نہایت لطیف شرح کے بعد علامہ موصوفؒ کو اعادہ روح کا منکر قرار دینا سراسر زیادتی ہے، چونکہ وہ معتزلہ کی اپنے انداز میں تردید کررہے ہیں جو (معتزلہ) قبر کے عذاب کے منکر تھے۔ معتزلہ کا اعتراض یہ تھا کہ اگر حیات ہوتی ہے تو پھر اس کے آثار نظر کیوں نہیں آتے؟ علامہ تفتازانیؒ جواب میں فرمارہے ہیں کہ کامل اکمل حیات جو کہ دنیا میں ہوتی ہے جس سے انسان اٹھتا بیٹھتا ہے، کھاتا ہے پیتا ہے، حرکت وغیرہ کرتا ہے، وہ قبر میں نہیں ہوتی۔ اگرچہ علامہ تفتازانیؒ نے ان کو جواب دیتے ہوئے قبر میں ایک لطیف حیات تسلیم کی ہے۔ مگر علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ اس سے بھی مطمئن نظر نہیں آتے۔

علامہ تفتازانیؒ کی عبارت پر علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ کی گرفت

تفتازانیؒ کی اس عبارت ''ھذا لا یستلزم اعادۃ الروح'' پر مولانا عبدالعزیز فرہارویؒ گرفت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''عندی فی ھذا الجواب بحث وھو ان الاحادیث الصحیحۃ ناطقۃ بان الروح یعاد فی الجسد عندالسوال فالجواب بانکار الاعادۃ غیر موجہ'' (نبراس ص ۲۰۹ طبع ملتان) میرے نزدیک اس جواب میں کلام ہے وہ یہ کہ صحیح احادیث صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہیں کہ سوال کے وقت روح جسم میں لوٹا دی جاتی ہے تو پھر روح کا لوٹائے جانے سے انکار کرکے (معتزلہ کو) جواب دینا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے؟ (مولانا اللہ یار خان چکڑالوی فرماتے ہیں: ''یہ اس جواب کا ذکر ہے جو علامہ تفتازانیؒ نے معتزلہ کے جواب میں اختیار کیا ہے جس میں ایک قسم کی حیات قبر میں تسلیم کی ہے۔ مگر یہ قول صحیح حدیث کے مخالف تھا۔ اس لئے اس کی تردید فرمائی ہے۔'')

(حیات برزخیہ ص ۹۹ طبع دوم)

جناب مؤلف صاحب! شرح عقائد کو آپ سے زیادہ علامہ فرہارویؒ نے سمجھا ہے (یہ وہ علامہ فرہارویؒ ہیں جن کے متعلق علامہ شمس الحق افغانیؒ فرماتے ہیں ''اگر یہ شخص دہلی میں ہوتا تو یہ شاہ ولی اللہ کے پائے کا شخص تھا۔ (نکات افغانی ص ۲۱۳) اور یہ نبراس جس کا ہم نے حوالہ دیا ہے از ہر یونیورسٹی مصر میں داخل نصاب ہے)

قارئین کرام! آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ مماتی عقیدہ اور ان کے دلائل (بزعم خود) ''ریت کے گھروندوں'' سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے اور بیچارے خواہ مخواہ آئے روز ''کچھوے کی کوکھ'' سے ہاتھی پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور ان کے باطل ہونے کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ ان کا عقیدہ بھاؤ کی طرح بدلتا رہتا ہے۔ صبح کچھ شام کچھ، گجرات میں کچھ، تلہ گنگ میں کچھ اور جھوٹوں کی یہی نشانی ہے کہ وہ مستقل مزاج اور مستقل عقیدہ نہیں رکھتے۔ یہی حال بے چارے مؤلف ''المسلک المنصور'' کا ہے۔ اللہ پاک اس بدقسمت طبقے کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین!

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹیؒ کی عبارت سے مماتی مؤلف کا دھوکہ

شرح عقائد کی طرح مؤلف نے ''عبدالحکیم علی الخیالی'' کی ایک عبارت سے بھی یہی دھوکا دینے کی کوشش کی کہ علامہ عبدالحکیم بن شمس الدین سیالکوٹیؒ (متوفی ۱۰۷۰ھ) بھی میت میں اعادہ روح کے قائل نہیں ہیں۔
(المسلک المنصور ص ۴۲)

جواب: یہ بھی نرا مغالطہ ہے، مماتی محقق۔ نے جس عبارت سے دھوکہ کھایا ہے وہ یہ ہے: ''ولا یخفی علیک ان لیس المراد بالحیٰی ھھنا ما یعاد فیہ الروح ویصدر عند الافعال الاختیاریۃ بل ما یدرک الالم واللذۃ فاذا خلق اللہ فیہ ادراکا یکون سببا لادراک الالم واللذۃ یکون حیا لا جماد'' مؤلف نے چونکہ ترجمہ نہیں دیا۔ اس لئے پہلے ترجمہ ملاحظہ ہو'' یہ بات تجھ پر مخفی نہ رہے کہ زندہ سے مراد اس مقام پر وہ زندہ نہیں ہے جس میں (مکمل طور پر) روح داخل ہو اور اس سے اختیاری افعال صادر ہوں، بلکہ ایسا زندہ مراد ہے جو دکھ اور لذت کا ادراک کر سکے جب اللہ تعالیٰ اس میں ایسا ادراک پیدا کر دے جو دکھ اور لذت کے احساس کرنے کا سبب بن جائے تو وہ زندہ ہوگا نہ کہ جماد۔ (عبدالحکیم علی الخیالی ص ۱۱۸)

منکرین حیات النبی ﷺ یہاں سے اپنا مطلب نہیں نکال سکتے کیونکہ علامہ عبدالحکیمؒ فرما رہے ہیں کہ عذاب وراحت کا تعلق، بدن مادی کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ تعلق حیا کے بعد ہوتا ہے اس طریقہ پر نہیں کہ وہ جماد کا جماد ہی رہے اور اس میں بالکل ہی آثار حیات نہ ہوں۔ ہاں! البتہ یہاں زندہ سے وہ زندہ مراد نہیں جس میں مکمل روح داخل ہو۔ ہمارے شیخ دامت فیوضہم بھی فرماتے ہیں'' ہاں! یہ بات جدا ہے کہ زندہ سے اس مقام پر وہ زندہ مراد نہیں جس میں سو فیصدی روح داخل ہو اور اس سے اختیاری طور پر افعال صادر ہوں کہ دوسرے لوگ بھی اس کا احساس کر سکیں جیسا کہ دنیا میں تھا یا قیامت کو ہوگا بلکہ زندہ سے اس مقام پر وہ زندہ مراد ہے جس میں ایسا ادراک وشعور پیدا کر دیا جائے۔ جس سے اس کو عذاب وآرام اور الم ولذت کا ادراک اور احساس ہو سکے۔ جب یہ کیفیت اس میں متحقق ہو جائے تو وہ زندہ کہلائے گا نہ کہ جماد'' (تسکین الصدور ص ۱۸۸ طبع نہم)

حضرت مولانا عبدالعزیز فرہارویؒ (جن کا ذکر گزشتہ سطور میں بھی آچکا ہے) فرماتے ہیں: ''ھذا جواب اشکال اوردہ المعتزلۃ'' (نبراس ص) یہ معتزلہ کے پیش کردہ ایک اشکال کا جواب ہے۔

قارئین کرام! یہ ہے ان مماتی دوستوں کی تحقیق کہ کہیں سے ان کو ''پر'' ملنے چاہئیں بس پھر کوے اور طوطے یہ خود بنا لیتے ہیں۔ یقین جانئے مولف المسلک المنصور نے کتاب کا پیٹ بھر کر علمی دھاک بٹھانے کی کوشش کی ہے۔ کچھ ناسمجھ لوگ اور ان کے حواری تو شاید فریب میں آجائیں گے۔ مگر اہل علم اور اہل دانش بخوبی جانتے ہیں کہ کھوٹے سکوں سے کام چلایا گیا ہے۔ مؤلف المسلک المنصور نے سوچا کہ استاذ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد صاحب مدظلہم کی تقریر پر مشتمل کتابچہ زیادہ سے زیادہ ستر صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں مولانا مدظلہ کی تقریر تقریباً چالیس صفحات پر ہے، کیوں نہ ہم ضخیم کتاب (جس میں مقصد اور کام کی ایک بات نہ ہو) جواباً شائع کر کے دل کو تسلی دے لیں۔ مگر ان احمقوں کو علم ہونا چاہئے کہ صداقت کا معیار ''ضخامت اور جسامت'' پر نہیں ہوتا۔ بقول حضرت شیخ سعدیؒ ''الشاۃ نظیفۃ والفیل جیفۃ'' بکری حلال ہے اور ہاتھی مردار ہے۔ کہاں اس مختصر رسالے میں علمی بحث اور

نادر تحقیق، کہاں اس کتاب میں لایعنی اور غیر متعلقہ باتیں۔ گلاب کے پھول کے سامنے کاغذ کے بنے ہوئے لاکھوں پھول رکھ دو تو کیا ہوگا کہ: ''خوشبو آنہیں سکتی کاغذ کے پھولوں سے۔''

نعمان آلوسی کے رسالہ ''الآیات البینات'' کی حقیقت

مماتی مؤلف نے دعویٰ کیا کہ اہل سنت والجماعت کا کیفیت عذاب میں شدید اختلاف ہے اور پھر چار بڑے طائفے بنا کر پیش کئے کہ کوئی ان میں سے صرف روح کے عذاب وثواب کا قائل ہے کوئی صرف جسم کا۔ حالانکہ انہوں نے جتنے حوالے دیئے ان میں سے اعادہ روح کا کوئی بھی منکر نہیں ہے۔ منکرین حیات النبی ﷺ جس ردی مال سے اپنا عقیدہ ثابت کرتے ہیں ان میں ایک کتاب ''الآیات البینات فی عدم سماع الاموات'' بھی ہے۔ جس کا حوالہ مماتی مؤلف نے المسلک المنصور کے (ص ۲۳ سطر آخر) پر دیا ہے۔ یہ بھی دراصل محترم نیلوی شاہ صاحب کی دریافت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے وہ بیچارے اس قسم کا مال اکٹھا کرنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ چنانچہ اپنی کتاب (عقائد علماء دیوبند ص ۶۱) پر لکھتے ہیں: ''صاحب روح المعانی سید محمود آلوسیؒ کے صاحبزادہ حضرت سید نعمان بن محمود آلوسی نے عدم سماع اموات پر مستقل رسالہ لکھا جس کا نام ہے: ''الآیات البینات فی عدم سماع الاموات عند الائمة السادات'' وہ قابل دید ہے اس کا مطالعہ کرنے سے شکوک زائل ہوجاتے ہیں۔ باذنہ تعالیٰ بشرطیکہ تعصب کو بالائے طاق رکھا جائے اور نیلوی صاحب کی تقلید میں مؤلف المسلک المنصور نے بھی اس کا حوالہ پیش کردیا سو اس کا جواب ملاحظہ ہو۔

مفسر قرآن علامہ سید محمود آلوسیؒ کے فرزند علامہ نعمان آلوسیؒ کی وفات ۱۳۱۷ھ میں ہوئی اور مذکورہ بالا رسالہ ۱۳۲۹ھ میں مکمل ہوا۔ گویا مصنف کی رحلت کے بارہ سال بعد ان کے کسی شاگرد نے ان کی طرف اس کو منسوب کردیا۔ تعجب ہے مماتیوں پر کہ انکار کرنے پر آئیں تو فقہ اکبر کا سرے سے انکار کردیں کہ یہ امام صاحبؒ کی تصنیف نہیں۔ المہند علی المفند (جو مشائخ دیوبند کی اجتماعی دستاویز ہے) کا انکار کردیں کہ یہ مولانا سہارن پوریؒ کے انتقال کے بعد شائع ہوئی۔ فتاویٰ رشیدیہ کا انکار کردیں کہ یہ حضرت گنگوہیؒ کا فتاویٰ نہیں۔ کتاب الروح کا انکار کردیں کہ یہ ابن قیمؒ کی تصنیف نہیں۔ جیسا کہ نیلوی صاحب نے لکھا۔ ملاحظہ ہو (ردمنکرات ص ۷۲)

اور جب ماننے پر آئے تو علامہ نعمان آلوسیؒ کی وفات کے بارہ سال بعد چھپنے والے رسالہ کو حجت بنالیں۔ جناب مؤلف صاحب اور دیگر مماتی ٹولے کے محققین بگوش ہوش سن لیں کہ یہ رسالہ جس کو لے کر تم ناچتے پھرتے ہو۔ یہ نعمان آلوسیؒ کا رسالہ نہیں ہے اور اگر بالفرض مان بھی لیا جائے تو ہماری صحت پر کا ہے کا اثر پڑے کہ نعمان آلوسیؒ غیر مقلد تھے، حنفی تھے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں محقق اہل سنت حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ ڈیروی مدظلہ کی تحقیق پیش کردیں جو آپ کی لاجواب کتاب ''ضرب المہند'' میں ہے۔ ملاحظہ ہو۔

رسالہ ''آیات البینات'' پہلے مصر میں علامہ ناصر الدین البانی غیر مقلد کی تعلیقات اور تخریج سے شائع ہوا پھر پاکستان میں فیصل کتاب گھر سرگودھا کی وساطت سے شائع کیا گیا۔ مؤلف کی وفات ۱۳۱۷ھ میں ہے جب کہ رسالہ مکمل ہونے کی تاریخ ۸ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ ہے۔ یعنی مؤلف کی وفات کے بارہ سال بعد کوئی شاگرد اس رسالہ کو اپنے استاذ علامہ نعمان آلوسیؒ کی طرف منسوب کرتے ہوئے ۸ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ میں مکمل کر رہا ہے۔

دیکھئے (الآیات البینات ص ۶۱، ص ۱۵۸) اس رسالہ میں حوالوں کے اندر خیانت وتحریف کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ فتح الباری، مراقی الفلاح، حاشیہ طحطاوی سے عدم سماع موتیٰ نقل کیا ہے۔ دیکھئے (ص ۸۳)

حالانکہ ان کتابوں میں سماع موتیٰ ثابت کیا گیا ہے۔ علامہ ابن ملک حنفیؒ المتوفی ۸۰۱ھ کا حوالہ نقل کرنے میں خیانت کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ انہوں نے جو حدیث: ''انہ لیسمع قرع نعالھم اذاانصرفوا'' کا معنی وتشریح کی ہے اس کو نظرانداز کرتے ہوئے چھوڑ دیا ہے اور پورا حوالہ نقل نہیں کیا۔ چنانچہ نیلوی صاحب حوالہ نقل کرتے ہوئے اس کا ترجمہ اس طرح تحریر کرتے ہیں: ''یہی مسئلہ سمجھانے کے لئے کہ دفن کرکے واپس جانے والوں کے جوتوں کی آواز میت قبر کے اندر سے سچ سچ سنتا ہے۔ اس میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں جیسے بعض نے تاویل کی ہے۔ ابن ملکؒ کا قول ملا علی قاریؒ نے اپنی تائید میں پیش کیا ہے کہ ابن ملکؒ ''قرع نعالھم'' سے مراد ''ای صوت دقھا'' (جوتوں کے دب دب کی آواز) بتاکر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں قبر کے اندر سے جوتوں کی آواز کا احساس ہوتا ہے تو بغیر حیات کے احساس نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ عادۃ اللہ اسی طرح جاری ہے۔ (ندائے حق جزء اوّل ص ۲۵۱، ۲۵۲) بہرحال اس رسالہ میں حوالوں کے اندر تحریف وخیانت کا خاصہ ارتکاب کیا گیا ہے۔ اس طرح روح المعانی نقل کرنے میں زبردست بددیانتی کا مظاہرہ کیا گیا۔ الخ!

جواب نمبر ۲ کے تحت مولانا ڈیروی لکھتے ہیں: ''بالفرض یہ رسالہ علامہ نعمان آلوسی کا اپنا بھی ہو تب بھی قابل اعتماد نہیں ہے۔ کیونکہ نعمان آلوسی غیر مقلد، حنفی نہ تھا اس کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ہمارے مذہب کی ترجمانی کرے۔ ناصرالدین البانی غیر مقلد لکھتے ہیں: مجاہدہ، فریق الجمود والتقلید (مقدمہ الآیات البینات ص ۵۹) کہ فرقہ مقلدین کے ساتھ نعمان آلوسی کا جہاد جاری رہا۔ نیز لکھتے ہیں کہ ان کی کتاب ''جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین'' کی نواب صدیق حسن خان نے ان الفاظ سے تعریف کی: ''وھو کتاب جلیل المقدار مفید الاحرار و کانت بینہ و بین السید صدیق مراسلات و مفاوضات و لہ منہ اجازۃ'' (مقدمہ الآیات ص ۵۹) اور نعمان آلوسی نواب صدیق حسن خان صاحب کو مجتہد امام کے درجے پر شمار کرتا تھا۔ چنانچہ مولانا عطاءاللہ حنیف غیر مقلد مرحوم کی نگرانی میں مکتبہ سلفیہ لاہور سے جو کتاب ظفر اللاضی نواب صدیق حسن خان مرحوم کی شائع کی گئی ہے۔ ابتداء میں مصنف کے حالات میں یوں مرقوم ہے: ''یقول فیہ السید نعمان خیر الدین الآلوسی ویحق لہ الاجتہاد لاجتماع شروطہ فیہ (ص ۵)'' نواب صاحب کی تعریف میں سید نعمان آلوسی فرماتے ہیں کہ ان کو اجتہاد کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ کیونکہ تمام اجتہاد کی شرائط ان میں پائی جاتی ہیں۔ حالانکہ خود غیر مقلدین حضرات اس بات کو نہیں مانتے۔ چنانچہ مولانا محمد اسماعیل سلفی لکھتے ہیں: ''نہ ہی ہم انہیں ائمہ اجتہاد کی طرح امام مانتے ہیں۔'' (تحریک آزادی فکر ص ۲۹۶، ضرب المہند ص ۳۱۳، ۳۱۵)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے! ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ مماتیوں کا یہ عقیدہ جھوٹا ہے کہ بدن عنصری کی طرف اعادہ روح نہیں ہوتا اور یہ عقیدہ بھی مبنی بر کذب ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ نہیں ہیں۔ ان دو جھوٹوں کی خاطر یہ بھٹکے ہوئے دوست ۱۹۵۸ء سے جھوٹ بولتے چلے آرہے ہیں اور اب تو یہ اتنے تجربہ کار اور عادی ہوچکے ہیں کہ جھوٹ بولنے میں کسی قسم کی کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ جرمنی کا مشہور پروپیگنڈسٹ گوبلز کا کہنا ہے کہ جھوٹ خوب بولو، مسلسل بولو اور اس قدر بولو کہ خود تمہیں اپنا جھوٹ سچا معلوم ہونے لگے۔

باب دوم

سبز پرندوں والی روایت

مماتی مؤلف نے اپنی کتاب کے (ص ۲۸ سطر آخر) پر سبز پرندوں والی روایت پیش کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں میں جنت کے اندر جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں اور مومنین کے بچوں کی روحیں جوف عصافیر میں جنت کے اندر جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں۔ پھر سیر کرکے ان قندیلوں میں جاتی ہیں جو عرش سے لٹکتی ہیں اور آل فرعون کی روحیں سیاہ چڑیوں کے جوف میں صبح و شام جہنم کو جاتی ہیں اور یہی ان کا آگ پر پیش کرنا ہے......الخ!

جواب: اگر مماتی ٹولے کے اس ''نومولود'' محقق میں عقل نام کی کوئی چیز ہوتی تو یہ روایت کبھی پیش نہ کرتے۔ اس لئے کہ یہ خبر واحد ہے اور یہ جناب کا عقیدہ ہے تو نص قطعی پیش کرتے اور یہ جو آپ نے روایت پیش کی ہے اس میں ایک راوی اعمش مدلس ہے اور دوسرا ابومعاویہ ضریر شیعہ ہے۔ مدلس اور شیعہ والی روایت کو آپ کس منہ سے پیش کرتے ہیں؟ مولانا احمد سعید صاحب نے جو ڈاکٹر مسعود عثمانی کے خلاف رسالہ لکھا تھا وہ ہمارے سامنے ہے۔ چتروڑ گڑھی صاحب لکھتے ہیں: ''یہ ابومعاویہ ضریر جو خیر سے غالی شیعہ ہے۔ یہ وہ ابومعاویہ ہے جس کی نماز جنازہ امام وکیع محدث اور امام نے پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔'' مزید لکھتے ہیں: ''اعمش تدلیس کا مریض ہے۔'' (دمدمۃ الجنود علی دندنۃ الیہود ص ۳۹، ۴۰)

امام ابن کثیرؒ کی عبارت سے دھوکہ

مؤلف المسلک المنصور نے امام ابن کثیرؒ کی مندرجہ ذیل عبارت دی ہے: ''فان ارواحهم تعرض على النار صباحاً و مساءً الى قيام الساعة فاذا كان يوم القيامة اجتمعت ارواحهم و اجسادهم فى النار و لهذا قال يوم تقوم الساعة وهذه الآية اصل كبير فى استدلال اهل السنة على عذاب البرزخ فى القبور وهى قوله تعالى النار يعرضون عليها'' (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۸۱) خلاصہ یہ ہے کہ عذاب وثواب قبری، برزخی صرف روح کو ہوتا ہے، بدن عنصری، ترابی کو نہیں ہوتا۔ (المسلک المنصور ص ۳۰)

جواب: اس عبارت سے کیسے لازم آ گیا کہ امام موصوفؒ بدن عنصری میں حیات لوٹائے جانے کے قائل نہیں؟ امام ابن کثیرؒ کے یہ الفاظ کہ: ''هذه الاية اصل كبير فى استدلال اهل السنة على عذاب البرزخ فى القبور'' غور کریں یعنی: ''یہ آیت کریمہ قبر میں عذاب برزخ کے اثبات کے ضمن میں اہل سنت والجماعت کے لئے ایک بڑا قاعدہ اور ضابطہ ہے۔'' نیز اعادہ روح کے متعلق (ابن کثیر ص) ملاحظہ ہو۔

مماتیوں سے ایک سوال

''النار يعرضون عليها غدوا و عشيا ويوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشدالعذاب'' (مؤمن: ۴۶) ترجمہ: وہ آگ ہے کہ دکھلا دیتے ہیں ان کو صبح اور شام اور جس دن قائم ہوگی قیامت حکم ہوگا داخل کرو فرعون والوں کو سخت سے سخت عذاب میں (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ) آل فرعون پر تین عذاب وارد ہوئے۔

۱...... ''اغرقنا آل فرعون'' آل فرعون جو پانی میں غرق ہوئے یہ عذاب عالم دنیا کا تھا۔

۲...... "النار یعرضون علیھا" آل فرعون آگ پر پیش ہوتے ہیں۔ یہ عذاب عالم برزخ کا ہے۔
۳...... "یوم تقوم الساعۃ ادخلوا آل فرعون اشد العذاب" یہ عذاب قیامت کے دن ہوگا۔ یہ تینوں عذاب آل فرعون کو ہوئے۔ آل فرعون روح اور جسم کو کہا جاتا ہے نہ کہ صرف روح کو۔ پہلا عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوا، آل فرعون کی صرف روحیں پانی میں غرق نہیں ہوئیں۔ یہ بات تو مماتی دوست بھی مانتے ہیں اور جو آخرت والا عذاب ہوگا وہ بھی آل فرعون کی روح اور جسموں دونوں کا ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ درمیان والا عذاب جس کو عذاب قبر اور عذاب برزخ کہا جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی روح اور جسم دونوں کو ہوگا۔ منکرین یہاں روح کو جسم سے الگ کیوں کرتے ہیں؟ دو عذابوں میں جسم روح کے ساتھ شریک رہا۔ تیسری جگہ صرف روح کو عذاب کیوں دیا جارہا ہے؟ اور اسی برزخی عذاب کو امام ابن کثیرؒ بیان کررہے ہیں جو مماتیوں کی عقل میں نہیں آرہا۔ اصل میں مماتی برزخ اور قبر کو الگ الگ مانتے ہیں۔ مگر جھوٹ کے سر پاؤں نہیں ہوتے۔ اس لئے اپنی کتاب (المسلک المنصور ص ۳۸۰) پر حضرت شاہ ولی اللہؒ کی الخیر الکثیر کا حوالہ دے کر مماتی مؤلف صاحب لکھتے ہیں: "حضرت شاہ صاحبؒ کی عبارت انتہائی قابل توجہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عالم برزخ کا نام قبر رکھا ہے" تو پھر آپ کون ہوتے ہیں برزخ کو قبر سے الگ کرنے والے؟ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

مماتی تحقیق کا ایک اور نمونہ

لکھتے ہیں: "حدیث میں آیا ہے کہ مردے (کافر) پر ننانوے اژدھا مسلط کئے جاتے ہیں اور فرمایا کہ اگر ان میں سے ایک اژدھا بھی زمین پر سانس نکالے تو پوری زمین پر سبزہ نہیں اگ سکے گا۔ حالانکہ سب سے زیادہ سبزہ ہوتا ہی قبرستانوں میں ہے تو ماننا پڑے گا کہ یہ سب کارروائی قانونی طور پر عالم برزخ میں ہوتی ہے اور اگر کبھی دنیا میں کوئی اس قسم کا واقعہ جیسے نبی پاک ﷺ کا خچر ایک دفعہ بدک گیا تھا تو اس کا بھی انکار نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ سب خارق عادت ہیں۔ (المسلک المنصور ص ۴۰) سبحان اللہ! کیا تحقیق ہے حدیث رسول ﷺ کو اپنی عقل کے تابع کرکے سمجھا جارہا ہے۔ تمہاری قسمت میں ہدایت نہ ہوئی تو تم اس حدیث کا سرے سے ہی انکار کرو گے، کتنی پست بات کہی کہ اگر عذاب قبر میں ہوتا تو کہیں سبزہ نہ ہوتا۔ حالانکہ سب سے زیادہ سبزہ قبرستانوں میں ہوتا ہے۔ لگتا ہے مؤلف کوئی جدی پشتی گورکن ہے جو قبرستان کے احوال خوب جانتا ہے۔ جناب والا آپ کا عذاب برزخ کا سہارا لے کر عذاب قبر کو خارق عادات کہنا بڑی جہالت ہے۔ کیونکہ عذاب عادۃً ہے ہاں جو ظہور عذاب ہے یہ خرق عادت ہے۔

برزخ کیا ہے

یہ تفصیل کا محل نہیں ہے برزخ کے متعلق ہم نے مکمل بحث اپنے رسالے "حیات برزخی" میں کردی ہے۔ مختصراً عرض ہے کہ برزخ کا معنی پردہ ہے۔ مرنے کے بعد وہی جسم جو ہمیں نظر آرہا ہوتا ہے وہ برزخ میں ہے۔ بے شک وہ جسد بعد از وفات ہمارے سامنے پڑا رہے۔ برزخ کسی خاص مکان، دکان، دفتر یا بیٹھک کا نام نہیں ہے۔ جس طرح ایک آدمی سورج غروب ہونے سے قبل مسجد میں تھا اور سورج غروب ہونے کے بعد بھی مسجد میں رہا تو پہلے وہ دن میں تھا اور مسجد میں بھی تھا، غروب آفتاب کے بعد بھی مسجد میں ہے لیکن اب وہ دن سے رات میں چلا گیا، کیا مطلب؟ مکان وہی رہا، زمان بدل گیا، مماتیوں کی اور اخص بالخصوص مؤلف المسلک المنصور کی جہالت یہ

ہے کہ یہ برزخ کو مکان سمجھتے ہیں برزخ مکان کا نام نہیں، ظرف زمان ہے جو مرنے کے بعد شروع ہو جاتا ہے، مردہ جہاں بھی ہے وہ برزخ میں ہے۔ چنانچہ خود مؤلف لکھتے ہیں: ''آدمی کو جب غرغرہ کی حالت لاحق ہوتی ہے۔ اس وقت سے عالم برزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ خواہ اس کو دفن کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ (المسلک المنصور ص ۳۵)

شاباش! تو جناب جہاں مردہ پڑا ہے برزخ وہیں ہوئی، نہ کہ آسمان پر اور جہاں برزخ ہوگی وہیں عذاب ہوگا اور جس جگہ پر عذاب ہو رہا ہے وہی برزخ ہے۔

قبر سے مراد دنیا والا گڑھا نہیں، مؤلف کا ایک اور دھوکہ

المسلک المنصور کے مؤلف لکھتے ہیں: ''قبر سے مراد یہ گڑھا دنیا کی زمین والا نہیں ہے بلکہ عالم برزخ ہے۔ (آگے لکھتے ہیں) کیوں کہ یہ گڑھا اس عالم دنیا کا گڑھا ہے، جس کو دنیا کے لوگ کھودتے ہیں اور دنیا کے لوگوں کے ہاتھ وہاں تک پہنچ سکتے ہیں۔ اگر یہ تمام امور اسی ظاہری دنیوی گڑھا میں ہوتے تو مشاہد ہوتے۔'' (ص ۳۴)

جواب: ماشاء اللہ! قربان جایئے عذاب قبر کے تمام امور چونکہ مشاہدہ میں آنے والے نہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ زمین گڑھے پر قبر کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ بے شمار ایسی چیزیں ہیں جو مشاہدے میں آنے والی نہیں۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے تو کیا اس بناء پر ان سب کا انکار کر دیا جائے۔ سر دست تو چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمایئے گا۔

یار زندہ صحبت باقی!

۱...... ''یاایھاالذین اٰمنوا لا تتبعوا خطوات الشیطن'' (......) اے ایمان والو مت چلو شیطان کے قدموں پر۔ مماتیوں سمیت آج تک کسی نے شیطان کے قدموں کا مشاہدہ نہیں کیا۔ لہٰذا اس آیت کا انکار کر دو۔ (معاذ اللہ)

۲...... ''الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات و من فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدوآب'' (......) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور الخ۔ اچھا جی! آج تک کسی نے آسمان اور زمین کو سجدہ کرتے دیکھا؟ سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درختوں اور جانوروں کو بھی سجدہ کرتے ہوئے دیکھا؟ مشاہدہ نہیں ہوا اور یقیناً نہیں ہوا تو مماتی فلسفے کے مطابق اس آیت کا بھی انکار کرو۔ (معاذ اللہ) ''تیری بزم میں اور بھی گل کھلیں گے۔''

۳...... کراما کاتبین کا بھی مشاہدہ ہوا؟ نہیں تو پھر ان کا بھی انکار کر دو۔

۴...... ''فکیف اذا توفتھم الملائکۃ یضربون وجوھھم وادبارھم'' (......) پھر کیسا ہوگا حال جب کہ فرشتے جان نکالیں گے ان کے مارتے جاتے ہوں، ان کے منہ پر اور پیٹھ پر۔ کسی کی جان نکلتے وقت فرشتوں کے اس مارنے کا بھی مشاہدہ ہوا؟ یقیناً جواب نفی میں ہوگا تو مماتی تحقیق کے مطابق اس آیت کا بھی انکار کر دو۔ (معاذ اللہ) واہ! توحید ہوئی نا۔

قارئین کرام! ایسا فولادی ایمان بھلا کس کا ہوگا کہ قرآن مقدس اور احادیث صحیحہ کا انکار ''دھڑلے'' سے ہو رہا ہے۔ مگر ''نہ توحید بگڑے نہ ایمان جائے۔'' اللہ اکبر! خدمت دین کا کیا دلکش منظر ہے۔ حضرت مولانا منیر احمد صاحب مدظلہ قرآن پاک کو کلام لاریب تسلیم کر کے، احادیث رسول ﷺ کو حرز جان بنا کر، اجماع امت کے پابند ہو کر اور اکابرین دیوبند کے مسلک کے محافظ ہو کر تو ''نام نہاد شیخ الحدیث، تبرا باز اور محرف'' ٹھہرے اور تم سفید دن میں کتاب و سنت کا مذاق اڑا کر، قوم کے ایمان کو داؤ پر لگا کر بھی، پکے ''موحد اور سنت کے اشاعتی۔'' ست بسم اللہ!

کس بات پر تم تڑپ اٹھے ہو؟ کہیں کانٹا تو نہیں چبھو گئے ہم

علامہ آلوسیؒ اور تعلق روح

مؤلف صاحب نے بہت بڑے کذب کا مظاہرہ کرتے ہوئے علامہ محمود آلوسیؒ کے متعلق بھی یہی تاثر دیا ہے کہ وہ اعادہ روح کے قائل نہیں۔ حالانکہ یہ الزام ہے اور دغا بازی ہے۔ صاحب روح المعانی علامہ آلوسیؒ کا حوالہ پڑھیئے اور مماتی صاحبان کو ان کے ''فن جھوٹ'' پر ماہر ہونے کی داد دیجئے۔ علامہ آلوسی رقمطراز ہیں: ''ثم اعلم ان اتصال الروح باالبدن لا یختص بجزء دون جزء بل ھی متصلة مشرقة علی سائر اجزاءہ وان تفرقت وکان جزء باالمشرق وجزء باالمغرب'' پھر خوب سمجھ لو کہ بدن کے ساتھ روح کا اتصال ایک جز کو چھوڑ کے دوسرے کے ساتھ مختص نہیں۔ بلکہ یہ اتصال متصل ہے اور تمام اجزائے بدن میں روح پہنچ جاتی ہے۔ خواہ ایک جز و مشرق میں ہو اور ایک مغرب میں۔ الخ! (روح المعانی ج ۱۵ ص ۱۹۳)

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ کیا کہ مماتیوں کو علامہ آلوسیؒ کے ہاں بھی پناہ نہ مل سکی۔ چور کی طرح ہانپتے اور کانپتے ہوئے بھاگ کر علامہ بیضاویؒ کے ہاں پہنچے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم نے وہاں بھی پکڑ لیا۔

قاضی بیضاویؒ اور اعادہ روح

مؤلف نے قاضی بیضاویؒ کو بھی اپنے کھاتے ڈالنے کی کوشش کی اور بغیر ترجمہ کے ایک عبارت دی۔ (ص ۵۶) حالانکہ علامہ بیضاویؒ عام میت کے ساتھ تعلق روح مانتے ہیں۔ ملاحظہ ہو

علامہ کشمیریؒ اور تعلق روح

حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں: ''ثم السوال عندی یکون باالجسد مع الروح'' پھر قبر کے یہ سوال میری تحقیق کے مطابق جسد سے ہوتے ہیں جس کے ساتھ روح شامل ہے) (فیض الباری ج ۴ ص ۱۸۵)

روح کا تعلق کیوں ہوتا ہے؟ یہ بھی علامہ صاحبؒ سے ہی پوچھتے ہیں ملاحظہ ہو: ''فان البدن بدون الروح جماد لا حراک له والروح بدون البدن معطلة عن الافعال فاحتاج احدھما الی الآخر الخ'' جسد بغیر روح کے ایک جمادی چیز ہے، جس میں حرکت نہیں ہوتی اور روح بغیر بدن کے عمل سے خالی ہے، ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا محتاج ہے۔ (فیض الباری ج ۴ ص ۱۱۵)

مگر مؤلف المسلک المنصور نے تو غلط بیانی پر قسم کھائی ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ کتاب (المسلک المنصور ص ۲۷) پر علامہ کشمیری کی مندرجہ ذیل عبارت دیتے ہیں: ''ام اھل السنة والجماعة فلھم فیه قولان قیل العذاب للروح فقط وقیل علی الروح والجسد معا ومال الی الاوّل الحافظ ابن قیم والاقرب عندی ھو الثانی''

مؤلف کی بددیانتی

یہ کہ انہوں نے مذکورہ بالا عبارت کا ترجمہ نہیں دیا، کیوں؟ اس لئے کہ کہیں علامہ صاحبؒ کا مسلک واضح نہ ہوجائے۔ علامہ فرماتے ہیں: کہ اہل سنت والجماعت میں مسئلہ ہذا کے متعلق دو قول ہیں۔ ایک قول تو یہ ہے کہ عذاب صرف روح کو ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔ پہلا قول ابن قیمؒ کا ہے اور میرے نزدیک دوسرا قول پسندیدہ

ہے اور مولانا کشمیریؒ کا اس مسئلے پر گزشتہ سطور میں بھی حوالہ گزر چکا ہے۔ جس سے شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

مؤلف کا کذب اکبر

ہم نے اپنی مختصری زندگی میں بڑے بڑے کذاب اور دغاباز دیکھے ہیں مگر عقائد کے معاملہ میں ان دوستوں نے جو جھوٹ کا کاروبار شروع کیا ہے یقیناً سب کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ مؤلف المسلک المنصور حضرت کشمیریؒ کی کتاب العرف الشذی کی مندرجہ ذیل عبارت بغیر ترجمہ کے پیش کرتے ہیں: ''ثم لاهل السنة قيل ان العذاب للروح فقط و قيل للروح والجسد والمشهور الثاني اختاره اكثر شارحي الهداية وهو المختار ان صار البدن ذرة ذرة في الدنيا فان الشعور لكل شئ عند جمهور الامة'' (العرف الشذی ج ۱ ص ۳۵۵، المسلک المنصور)

جواب: یہ عبارت آپ کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتی، پھر مؤلف کی چالا کی دیکھئے کہ بلا ترجمہ کی اس عبارت پر یوں تبصرہ کرتے ہیں: ''علامہ صاحب نے تصریح فرمادی ہے کہ پہلا قول یعنی عذاب وثواب صرف روح پر ہے نہ کہ جسد عنصری پر اور دوسرے کا قائل بھی اہل سنت سے خارج اور معتزلی وغیرہ نہیں ہے۔''

قارئین کرام! سب سے پہلے مذکورہ بالا عبارت کا مکمل ترجمہ ملاحظہ ہو: ''پھر اہل سنت کے دو قول ہیں ایک یہ کہ صرف روح کو عذاب ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔ مشہور قول یہی ہے اور ہدایہ کے اکثر شارحین نے اسی کو اختیار کیا ہے اور یہی (میرے ہاں بھی مختار) ہے۔ اگرچہ بدن ذرہ ذرہ کیوں نہ ہوجائے۔ کیونکہ جمہور امت کے نزدیک شعور ہر چیز کو ہے۔'' (العرف الشذی ج ۱ ص ۳۵۵)

مماتی مؤلف سے ہمارا سوال

آپ نے عبارت مکمل کیوں نہیں دی۔ اگرچہ آپ کا مدعا اس دی ہوئی عبارت سے بھی ثابت نہیں ہوتا مگر اسی عبارت کا اگلا حصہ ملاحظہ ہو: ''وتفرد ابن حزم الاندلسي وقال لا شعور الا الثقلين وقال الصوفية العذاب للبدن المثالي الخ'' ''ابن حزم اندلسیؒ اس میں متفرد ہیں، وہ کہتے ہیں کہ انسانوں اور جنوں کے علاوہ کسی چیز میں شعور نہیں ہے اور صوفیاء قائل ہیں کہ عذاب بدن مثالی کو ہوتا ہے۔

مؤلف کی یہ بات ''دونوں میں سے کسی کا قائل اہل سنت سے خارج نہیں۔'' یہ نہ تو علامہ کشمیریؒ کی عبارت کا ترجمہ ہے اور نہ ان کا کوئی تبصرہ۔ یہ فتویٰ مؤلف صاحب کا اپنا ہے۔ گویا مجرم بھی خود اور منصف بھی خود۔ یہاں حضرت شاہ صاحبؒ نے جو اہل سنت کا ایک قول یہ نقل فرمایا کہ عذاب صرف روح کو ہوتا ہے۔''

یاد رکھئے اہل سنت کہلوانے والوں میں اس کے قائل صرف علامہ ابن حزم اندلسیؒ یا ابن میسرہؒ وغیرہ ہیں جیسا کہ خود شاہ صاحب نے ابن حزمؒ کے تفرد کا ذکر کردیا۔

باقی کل کے کل اہل سنت اس قول کا رد کرتے ہیں اور خود حضرت کشمیریؒ بھی دوسرے قول کو پسند فرماتے ہیں اور پہلے بھی...... ''والاقرب عندالثانی'' گزر چکا ہے۔ یعنی میرے نزدیک دوسری بات اقرب الی الحق ہے۔ نیز شاہ صاحبؒ شارحین ہدایہ کا حوالہ دیتے ہیں کہ وہ سب جسم اور روح دونوں کے معذب ہونے کے قائل ہیں۔ یہ ہے ساری حقیقت شاہ صاحب کی عرف الشذی والی عبارت کی۔ جس کو مؤلف اپنے غلط عقیدے کی تائید میں پیش کررہے ہیں۔ ایسی حرکتیں ان کو ورثے میں ملی ہیں ان کے بڑے بھی اپنی کتب میں یہی گل کھلاتے رہے۔

جسم مثالی کی وضاحت

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں: ''شریعت جس کو روح کہتی ہے، صوفیاء اس کو جسم مثالی کہتے ہیں'' (تفسیر عثانی ص) ان کے کہنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس جہاں میں جسم غالب ہے اور روح مغلوب ہے اور وہاں یعنی برزخ میں روح غالب ہوتی ہے اور جسم مغلوب۔ صوفیائے کرام جو عذاب وراحت بدن مثالی میں مانتے ہیں تو وہ یہ نہیں کہتے کہ بدن مادی اور عنصری کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا نظریہ یہ ہے کہ بدن مثالی کے ساتھ بدن عنصری عذاب وثواب کی کارروائی میں شریک رہتا ہے۔ مماتی دوست کا یہ لکھنا کہ صوفیاء کے نزدیک عذاب وراحت صرف روح اور بدن مثالی کو ہے اور بدن عنصری بالکل فارغ ہے اور یہ کہ حضرت تھانویؒ بھی اسی گروہ میں شامل ہیں۔ (المسلک ص ۳۲) یہ کسی مجذوب کی بڑ سے کم نہیں۔ حضرت تھانویؒ بھی عذاب وراحت میں بدن عنصری کو شامل سمجھتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی ایک مجمل عبارت سے مؤلف نے خواہ مخواہ آسمان سر پر اٹھالیا، تفسیر عزیزی کے حوالے سے لکھتے ہیں: ''پس حمل حیات قبر بر مجازیت متعین است لاغیر۔ (المسلک المنصور)

جواب: جو الفاظ شاہ صاحبؒ کے مؤلف نے پیش کئے ان کا معنی تو فقط اتنا ہے: ''پس قبر کی حیات کو مجاز پر حمل کرنا متعین ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔'' اب کوئی ان سے پوچھے کہ تمہارا دعویٰ کیا ہے؟ دلیل کیا ہے؟ کہنا کیا چاہتے ہو؟ مؤلف نے اعادہ روح اور عذاب قبر کے متعلق جو چار طبقے بنائے ہیں وہ ان کے خانہ ساز ہیں۔ شاہ صاحب کی عبارت سے یہ دعوٰ ی آج نہیں اس سے قبل ایک بزرگ دے چکے ہیں۔ (تسکین القلوب ص ۹۳) اور یہ مماتی اپنے وڈیروں کے چھوڑے ہوئے بے کار کارتوس لے کر تیس مار خان بننے کی کوشش میں ہے۔ جہاں تک جسد کے ساتھ تعلق روح کا مسئلہ ہے، شاہ صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ: ''زیرا کہ ارواح را تعلق بہ بدن خود کہ در قبر مدفون است، البتہ میباشد زیرا کہ مدت دراز دراں بودہ اند'' (فتاوٰی عزیزی ج ا ص ۳۴ بحوالہ تسکین الصدور ص ۱۴۶)

دیکھئے شاہ صاحب تعلق مان رہے ہیں اور لازمی بات ہے کہ مرنے سے پہلے جن اجسام سے تعلق تھا وہ عنصری اجسام تھے نہ کہ مثالیہ اور جس عبارت کا حصہ مؤلف نے دیا ہے۔ یہ بلاوجہ مغالطہ دینے والی بات ہے۔ ہمارے شیخ حضرت صفدر دام مجدہم نے اس مسئلے پر کامل بحث کردی ہے۔ یہاں اس پر تبصرہ کرنا یا حضرت شیخ مدظلہ کی من وعن بحث کو نقل کرنا طوالت کا باعث بھی ہے اور خارج از موضوع بھی۔ جو حضرات دیکھنا چاہتے ہوں وہ مطالعہ کریں۔ (کتاب تسکین الصدور ص ۱۴۵ تا ۱۵۴)

ایک آیت سے استدلال

''اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا، فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی'' (الایۃ) اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہو ان کے مرنے کا اور جو نہیں مریں ان کو کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں، پھر رکھ چھوڑتا ہے جن پر مرنا ٹھہرادیا ہے اور بھیج دیتا ہے اوروں کو ایک وعدہ مقررہ تک۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اس آیت پر مولف المسلک المنصور نے اپنا علم جھاڑا ہے، بلکہ نچوڑ کر رکھ دیا ہے اور دل ہی دل میں کہا ہوگا: ''میں وہ بلا ہوں کہ شیشے سے پتھر کو توڑ دوں۔'' مؤلف فرماتے ہیں: ''گویا اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ میں روح کو واپس نہیں آنے دیتا۔'' اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ: ''ہم روح کو واپس ضرور لائیں گے۔'' تو اب قارئین سوچ لیں کہ زور کس کا غالب آئے گا؟ اور اس سے قبل لکھ آئے کہ: ''اس آیت میں لفظ امساک اور لفظ ارسال من قبیل الاضداد ہیں تو میت کی روح کا امساک ہوتا ہے اور نائم (زندہ) کی روح کا ارسال ہوتا ہے، موت اور حیات یہ بھی ایک دوسرے کی نقیض ہیں۔ اب اگر میت کی طرف بھی روح کا ارسال (لوٹنا) مانا جائے تو یہ اجتماع نقیضین ہوگا جو کلام الٰہی میں محال ہے۔ الخ!

جواب: جناب مؤلف صاحب اور ہمارے قارئین با تمکین توجہ فرمائیں کہ اس آیت بیّنہ میں روح کے بدن سے نکلنے کے دو اوقات بیان فرمائے ہیں: (۱) موت کے وقت (۲) نیند کے وقت۔ نیند کے وقت روح بدن میں نہیں ہوتی۔ ''الحمد للہ الذی عافانی فی جسدی و ردّ علیّ روحی'' (ترمذی) ''ان اللہ قبض اروا حکم حین شاء و ردھا ایکم حین شاء'' (بخاری) جب حالت نیند میں بدن سے روح خارج ہوتی ہے، اس کے باوجود آثار حیات موجود ہوتے ہیں، سانس، کروٹ، چیخ، حرکت وغیرہ یہ سارے امور روح نہ ہونے کے باوجود صرف تعلق روح کر رہا ہے۔ حالت نیند میں مماتی بھی تعلق روح مانتے ہیں۔ جب کہ اس تعلق کی نص قطعی موجود نہیں ہے۔ ہم موت کے بعد بھی تعلق مانتے ہیں۔ جب نیند میں تعلق اس آیت کے خلاف نہیں تو موت کے بعد والا تعلق جس سے مردہ دکھ، سکھ محسوس کرے۔ اس آیت کے خلاف کیونکر ہوگا؟ (پھر انبیاء کی نیند جس میں (۱) احتلام نہ ہو (۲) وحی آتی رہے (۳) لوگوں کو پہچانتے رہیں (۴) اور وضو نہ ٹوٹے۔ بعد از وفات روح کی کیفیت ان سب سے اعلیٰ ہوگی) پس آیت سے مردہ کی پہلی حالت پر آنے کی نفی ہے، عالم برزخ میں رہتے ہوئے روح اور جسد کے برزخی تعلق اور عدم تعلق سے اس کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں آیت کا منشاء یہ ہے کہ: ''والبعث بعد الموت'' قیامت کو ہوگا جس سے لوگ قبروں سے باہر آئیں گے۔

نوٹ: یہاں جو اس کے روکے رکھنے کی خبر دی گئی ہے۔ یہ صرف اس دنیا کی بات ہے کہ اس دنیا میں اب روح بدن کی جانب واپس نہیں کی جائے گی۔ امساک کا تعلق اسی جہان سے ہے جس جہان سے ارسال کا تعلق ہے۔ ظاہر ہے نیند والے کی روح کا ارسال اس جہان والے بدن کی طرف ہوتا ہے کسی اور جہان میں نہیں۔ جب ارسال اس جہان کا ہے تو اس کی ضد یعنی امساک بھی اسی جہان کے اعتبار سے ہوگا۔ برزخ میں تعلق روح کی نفی یہاں سے ثابت نہ ہو سکی۔

سوال نمبر ۱: اگر امساک سے ہر کسی کے جسم کی نفی کا تعلق ہے تو جو اجزائے اصلیہ سے مماتی احباب تعلق مانتے ہیں وہ اس آیت کے خلاف ہوگا جیسا کہ نیلوی صاحب اجزائے اصلیہ کے ساتھ مان چکے ہیں۔ حوالہ پیچھے گزر چکا ہے۔ مزید بھی ملاحظہ کر لیا جائے۔ (ندائے حق ص ۳۲، ۳۳، ۴۱)

سوال نمبر ۲: ''النفس'' کا تعین کرو، موت کس پر آئی ہے۔ جسم پر یا روح پر؟ کیونکہ النفس اور نفس کئی ایک معنی میں آیا ہے۔

نفس سے مراد ذات باری تعالیٰ ہے

۱...... ''تعلم ما فی نفسی و لا اعلم ما فی نفسک'' (مائدہ:۱۱۶)

۲...... ''ویحذرکم اللہ نفسہ'' (آل عمران:۳)

۳...... ''کتب علی نفسہ الرحمۃ'' (انعام:۱۲)

نفس سے مراد جسد ہے

۱...... ''واذ اقتلتم نفسا فاذرءتم فیھا'' (بقرہ:۸۲)

۲...... ''فاقتلوا انفسکم'' (بقرہ:۵۴)

۳...... ''قوا انفسکم واھلیکم نارا'' (تحریم:۶)

۴...... ''الذین خسروا انفسھم'' (انعام:۱۲)

۵...... ''کل نفس ذائقۃ الموت'' (آل عمران:۸۵)

۶...... ''ماتدری نفس ماذا تکسب غدا وماتدری بایی ارض تموت'' (لقمان:۳۴)

۷...... ''ولتنظر نفس ماقدمت لغد'' (حشر:۱۸)

نفس سے مراد روح

۱...... ''اللہ یتوفی الانفس الخ''

۲...... ''اخرجوا انفسکم'' (انعام:۹۴)

نفس سے مراد خون

''وموت مالیس لہ نفس سائلۃ فی الماء'' (ہدایہ ص ۳۷)

مؤلف معتزلہ کے نقش قدم پر

مؤلف لکھتے ہیں: ''جس پر موت کا فیصلہ ہو گیا اس کے لئے امساک ہوگا جب تک موت کا فیصلہ باقی ہوگا اس وقت تک امساک بھی باقی ہوگا اور ''قضی علیھا الموت'' کا فیصلہ ختم ہوگا قیامت کے دن، تو اب اعادہ روح بھی ہوگا قیامت کے دن، قیامت تک موت رہے گی۔ الخ! (المسلک المنصور ص ۵۱)

جواب: اس آیت سے یہ استدلال دراصل معتزلہ کا ہے جس کو دور حاضر کے معتزلہ ایک بار پھر تحقیق کی منڈی میں لے کر آگئے ہیں، معتزلہ کا کہنا ہے کہ قبر میں تعاد الی جسدہ کی روایت اس آیت کے خلاف ہے، حدیث اور قرآن میں تعارض ہے۔ لہٰذا ترجیح قرآن پاک کی ہوگی۔ اہل سنت اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ قرآن پاک میں قبض روح کا بیان دنیا کے اعتبار سے ہے۔ روح کا لوٹنا عالم برزخ کے حالات میں سے ہے دنیا کے حالات میں سے نہیں اور گزشتہ سطور میں ہم اس پر بقدر ضرورت بحث کر چکے ہیں۔

بحث بر کتاب فقہ اکبر

مؤلف المسلک المنصور اپنی کتاب کے (ص ۵۳) پر رقمطراز ہیں: ''آپ کو کسی نے بڑا دھوکا دیا ہے فقہ اکبر امام ابوحنیفہؒ صاحب کی لکھی ہوئی نہیں ہے۔ اس کتاب کی نسبت امام ابوحنیفہؒ کی طرف درست نہیں۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے

ہیں کہ یہ امام صاحبؒ کی لکھی ہوئی کتاب نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے فقہ اکبر کے کئی نسخے دیکھے ہیں۔ سب کو مختلف پایا۔"
جواب: اختلاف ہے تو سہی! مگر اس بات پر کہ آیا یہ خود امام صاحبؒ نے لکھی ہے یا لکھوائی ہے؟ علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ نے لکھا ہے کہ: "فقہ اکبر کی امام صاحبؒ کی طرف نسبت محل نظر ہے اور یہ بات کہ: "میں نے مختلف نسخے دیکھے سب کو مختلف پایا" یہ بات بھی علامہ فرہارویؒ کی ہے۔ ملاحظہ ہو (نبراس ص ۲۵۰) علامہ کشمیریؒ کا یہ قول ہمیں "فیض الباری میں نہیں ملا۔ مؤلف صاحب نے نہ تو فیض الباری کی جلد نمبر دی ہے نہ صفحہ نمبر۔ سابق صدر مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مولانا ضیاء الحق صاحبؒ کے متعلق ان کے فرزند استاذ العلماء حضرت مولانا محب النبی فرماتے تھے: "تقریر تو امام صاحبؒ کی ہے مگر تحریر امام ابو یوسفؒ کی ہے۔" یہ تطبیق اچھی ہے۔ مگر ہمارے شیخ امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہم تو ڈنکے کی چوٹ پر اسے امام صاحبؒ کی ہی تصنیف قرار دیتے ہیں اور سچی بات یہ ہے کہ ہمیں تو حضرت مدظلہم کی تحقیق پر اعتماد ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم حضرت شیخ کی اس تحقیق کی جھلک دکھا دیں۔ ملاحظہ ہو:

امام اہل سنت کی تحقیق

حضرت مدظلہم فرماتے ہیں: "علم عقائد وکلام میں ایک نہایت مختصر اور جامع کتاب جس کا نام فقہ اکبر ہے، حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تصنیف و تالیف ہے۔ چنانچہ بہت سے ائمہ اسلام نے اس کو امام صاحبؒ ہی کی تالیف تسلیم کیا اور بتایا ہے۔ مثلاً:

۱...... الحکم بن عبداللہ البلخی (المتوفی ۱۹۹ھ) راوی فقہ اکبر۔
۲...... امام اسحاق بن محمد الحکیم سمرقندی (المتوفی ۳۴۲ھ) جو امام ابو منصور ماتریدیؒ (المتوفی ۳۳۳ھ) کے تلمیذ تھے اور ان کی شرح کو بقول مولانا شبلیؒ (المتوفی ۱۳۳۲ھ) علامہ ابوالبقاء احمدیؒ نے (۹۱۸ھ) میں نظم کیا تھا۔
۳...... امام فخر الاسلام علی بن محمد البزدوی الحنفیؒ (المتوفی ۴۸۲ھ) ۴...... امام محی الدین محمد بن بہاؤ الدینؒ
۵...... مولیٰ الیاس بن ابراہیم السنویؒ ۶...... احمدؒ بن محمد المغنیساری
۷...... شیخ اکمل الدین بابرتیؒ ۸...... شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ
۹...... علامہ ابوالمنتہیؒ ۱۰...... حافظ ابن قیمؒ
۱۱...... علامہ ذہبیؒ ۱۲...... امام کردیؒ
۱۳...... ملا علی القاریؒ ۱۴...... علامہ عبدالعلی بحر العلومؒ
۱۵...... ملا کاتب چلپی صاحب کشف الظنون ۱۶...... علامہ عبدالقادر القرشیؒ
۱۷...... صدر الشریعۃ عبیداللہ بن مسعودؒ ۱۸...... حافظ ابن الہمامؒ
۱۹...... علامہ ابن عابدین شامیؒ ۲۰...... مولانا عبدالحیٔ لکھنویؒ
۲۱...... مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ وغیرہ وغیرہ!

یہ سب حضرات اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ فقہ اکبر امام ابو حنیفہؒ کی کتاب ہے۔
بریلوی حضرات کے مسلم عالم مولوی احمد رضا خان صاحب (المتوفی ۱۳۴۰ھ) بھی تسلیم کرتے ہیں کہ فقہ

اکبر امام اعظمؒ ہی کی تالیف ہے۔ (دیکھئے کوکب الشہابیہ ص ١٦، ٤٦) امام کردریؒ فرماتے ہیں کہ اگر تو یہ اعتراض کرے کہ امام صاحبؒ کی تو کوئی تصنیف ہی نہیں تو میں یہ کہوں گا کہ یہ اعتراض اور کلام معتزلہ کا ہے۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ امام صاحبؒ کی علم کلام میں کوئی تصنیف نہیں اور اس سے ان کا مقصد یہ ہے فقہ اکبر اور الکتاب العالم والمتعلم امام صاحبؒ کی تصنیف نہیں۔ چونکہ امام صاحبؒ نے فقہ اکبر میں اہل سنت والجماعت کے اکثر عقائد نقل کئے ہیں اور معتزلہ کا یہ (بے بنیاد) دعویٰ ہے کہ امام صاحبؒ معتزلی تھے۔ (معاذ اللہ) اور کتاب فقہ اکبر معتزلہ کے خیال میں ابو حنیفہ نجاری کی ہے لیکن ان کا یہ نظریہ بالکل صریح طور پر غلط ہے۔ کیونکہ میں نے علامہ مولانا شمس الملۃ والدین الکردری براتقینی العمادیؒ کے ہاتھ مبارک سے لکھی ہوئی تحریر پڑھی ہے۔ انہوں نے تصریح کی ہے کہ یہ دونوں کتابیں امام صاحبؒ کی ہیں۔ پھر آگے ارشاد فرمایا کہ: ''تواطأ علی ذالک جماعة کثیرة من المشائخ'' اس پر مشائخ کی ایک بہت بڑی جماعت متفق ہے۔

نظریہ ظاہر ان ہی قسم کے لوگوں سے متاثر ہو کر علامہ شبلی نعمانیؒ وغیرہ نے لکھا ہے کہ فقہ اکبر امام صاحبؒ کی تصنیف نہیں ہے اور اس پر برائے نام دلائل اور اپنے خیالات کا انہوں نے اظہار بھی کیا ہے۔ مگر تاریخی اور تحقیقی لحاظ سے ان کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ مثلاً ایک یہ کہ فقہ اکبر کے راوی ابو مطیع پر محدثین نے کڑی جرح کی ہے۔ لہٰذا اس کا اعتبار نہیں اور نیز صاحب الفقہ الاکبر کا متبادر معنی یہ ہے کہ وہ ابو مطیع ہی کی تالیف ہو۔ مگر یہ دلیل اپنے اندر کوئی وزن نہیں رکھتی۔ بلاشک اکثر محدثینؒ نے ان پر جرح کی ہے۔ مگر ان کا مرکزی نقطہ ہی صرف یہ ہے کہ وہ جہمیہ اور مرجیہ کے عقیدہ پر تھے۔ کتب اسماء الرجال میں اس کی تصریح موجود ہے۔ مگر کیا یہ نسبت ان کی طرف صحیح بھی ہے؟ اور اگر صحیح ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ وہ کس معنی میں مرجیہ تھے؟ اور کیا اس معنی کے مرجیہ ہونے سے کوئی زد آتی ہے؟ اور کیا خود امام اعظمؒ کو مرجیہ فرقہ میں سے ہونے کا بلاوجہ الزام نہیں دیا گیا؟ اور اگر اس وجہ سے روایت مردود ہوتی ہے تو ہم صحیحین میں ایسی بہت سی روایات کی نشاندہی کر سکتے ہیں جن کے رواۃ مرجیہ وغیرہ فرقوں سے متعلق تھے۔

حافظ ابن حجرؒ امام ابو مطیع کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: ''وہ صاحب بصیرت فقیہ علامہ اور بڑی شان کے مالک تھے اور امام ابن مبارکؒ ان کے دین اور علم کی بدولت ان کی تعظیم و توقیر کیا کرتے تھے'' اور علامہ ذہبی ان کو الفقیہ کے لفظ سے یاد کرتے تھے اور علامہ عبدالقادر القرشیؒ لکھتے ہیں: ''امام مطیع نے کتاب فقہ الاکبر امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے۔'' (الجوہر المضیہ ج ٢ ص ٢٦٥)

غرضیکہ فقہ اکبر حضرت امام ابو حنیفہؒ ہی کی تصنیف ہے: ''لاریب فیہ'' (مقدمہ البیان الازہر ص ١٦ تا ١٨، ٢٣) مزید حضرت شیخ فرماتے ہیں: ''بعض حضرات کو شبہ ہوا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی اپنی کوئی تصنیف نہیں اور خصوصاً الفقہ الاکبر ان کی نہیں، لیکن یہ ان حضرات کا نرا وہم ہے مشہور اور قدیم مؤرخ علامہ ابو الفرج محمد بن اسحاق بن ندیمؒ اپنی کتاب (الفہرست لابن ندیم ص ٢٩٨) میں (جس کو انہوں نے ٣٣٧ھ میں تصنیف کیا تھا) حضرت امام ابو حنیفہؒ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ آپ تابعی تھے اور کئی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ پھر آگے لکھتے ہیں کہ الفقہ الاکبر، کتاب الرسالۃ، کتاب العالم والمتعلم اور کتاب الرد علی القدریہ ان کی تصانیف ہیں۔ (الفہرست لابن ندیم ص ٢٩٩ طبع مصر) جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ یہ ان کی تصنیف نہیں بلکہ ابو حنیفہ النجاریؒ کی ہیں تو یہ بات معتزلہ کے مخترعات میں سے ہے۔ (مقام ابی حنیفہ ص ١٠٨)

قارئین کرام! ہم نے امام اہل سنت، پاسبان مسلک حق دیوبند حضرت الشیخ مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ کی الفقہ الاکبر کے متعلق تحقیق کی ایک جھلک پیش کردی ہے اور خدا لگتی کہوں گا اگر تسکین الصدور، سماع الموتی، الشہاب المبین اور المسلک المنصور (یہی نام دوستوں نے سرقہ کیا ہے) حضرت مدظلہ تحریر نہ کرتے تو شاید مماتی احباب بھی آپ کی تحقیق سے متفق ہوتے۔

مماتی الفقہ الاکبر کا انکار کیوں کرتے ہیں

اور یہ مماتی لوگ جو انکار کرتے ہیں کہ: ''الفقہ الاکبر'' امام صاحب کی تصنیف نہیں ہے تو آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ان کو علامہ کشمیریؒ یا علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ کی تحقیق پر اعتماد ہے؟ نہیں، نہیں، بالکل نہیں۔ بلکہ اس کی وجہ الفقہ الاکبر کی یہ عبارت ہے: ''واعادۃ الروح الی الجسد فی قبرہ حق وضغطته القبر وعذابه حق'' اور قبر میں روح کا جسد کی طرف لوٹنا حق ہے اور قبر کا دباؤ اور عذاب حق ہے۔ (الفقہ الاکبر ص ۴۹)

اب اگر علامہ فرہارویؒ یا حضرت کشمیریؒ خود آکر بھی اپنے اس قول سے رجوع فرمالیں اور کہہ دیں کہ یہ امام صاحبؒ ہی کی کتاب ہے تو تب بھی یہ ٹولہ ماننے کا نہیں۔ بہرحال مؤلف المسلک المنصور نے چونکہ سرے سے ہی اس کتاب کا امام صاحبؒ کی تصنیف ہونے سے انکار کیا۔ اس لئے ہم نے گزشتہ سطور میں اس کتاب کے متعلق جانبین کے اقوال پیش کردیئے ہیں۔ اب آپ کو اختیار ہے۔ راقم الحروف تو ایک بار پھر یہی کہے گا کہ ہم کو حضرت شیخ مدظلہم کی تحقیق پر اعتماد ہے۔

مؤلف المسلک المنصور کا ایک اور کذب

جب انسان کے دل سے خدا خوفی نکل جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری دینے کی حقیقت سے بالکل بے پرواہ ہو جائے تو پھر وہ مکمل طور پر شیطان کے شکنجے میں آجاتا ہے۔ یہی کیفیت مماتی جماعت کے اس نئے محقق صاحب کی ہے۔ لکھتے ہیں: ''کسی کا یہ مذہب نہیں ہے کہ مرنے کے بعد قبر میں بایں طور روح لوٹائی جاتی ہے یا روح کا ایسا تعلق بدن عنصری کے ساتھ قائم کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بدن میں حیات دنیوی حقیقی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ مذہب نامعقول رضاخانیوں اور تقیہ باز گروہ کا ہے۔ الخ! (المسلک المنصور ص ۵۴)

<u>جواب</u>: اعادہ روح کے مسلک کو مؤلف صاحب نے رضاخانیوں اور تقیہ بازوں کا مسلک قرار دیا ہے۔ ہم یہاں ذیل میں مختصری فہرست پیش کریں گے کہ امت مسلمہ کے اندر کتنے ''رضاخانی'' اور ''تقیہ باز'' ہیں۔ جو اس مسلک کے قائل ہیں اور کتنے ''عنایت شاہیے'' ہیں جو اس کے منکر ہیں۔ فہرست دینے سے قبل ہم گزارش کریں گے کہ آپ کے نیلوی شاہ صاحب اور قاضی شمس الدین صاحب بھی بڑے تقیہ باز اور رضاخانی تھے۔ میت کے ساتھ تعلق روح تسلیم کرتے ہیں، حوالہ جات گزر چکے ہیں۔ مزید ملاحظہ ہوں:

جو اکابرین امت میت کے ساتھ تعلق روح اور اعادہ روح کے قائل ہیں

۱..... حافظ ابن قیمؒ (کتاب الروح ص ۶۳)

۲..... امام قاسم بن قطلوبغاؒ (شرح المسائرہ ج ۲ ص ۱۱۶)

۳..... علامہ آلوسی (روح المعانی ج ۲ ص ۱۷)

۴...... حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (تحفہ اثنا عشریہ فارسی ص ۸۲ ۳،اردو)
۵...... حضرت شیخ عبدالحق دہلوی حنفیؒ (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۰۷)
۶...... رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علی واں بچھرویؒ (تحریرات حدیث ص ۲۵۷)
۷...... امام قرطبیؒ (تذکرہ قرطبی ص ۳۴)
۸...... حضرت امام ابوحنیفہؒ (الفقہ الاکبر ص)
۹...... ابن جیر الطبریؒ (سنی) (تفسیر ابن جریر ج ۱۳ ص ۲۱۴)
۱۰...... علامہ بدرالدین عینی الحنفی (عمدۃ القاری ج ۸ ص ۱۴۷)
۱۱...... علامہ صدرالدین علی بن محمد الحنفیؒ (شرح عقیدۃ الطحاوی ص ۳۴۰)
۱۲...... امام ابوبکر الجصاص رازی حنفیؒ (احکام القرآن ج ۱ ص ۱۰۸)
۱۳...... علامہ تقی الدین سبکیؒ (شفاء السقام ص ۱۵۱)
۱۴...... قاضی عضد الدین عبدالرحمن بن احمد الایجیؒ (مواقف ص ۱۵۷)
۱۵...... علامہ علی بن محمد الجرجانیؒ (شرح مواقف ص ۱۶۷)
۱۶...... حافظ ابن الہمامؒ (فتح القدیر ج ۴ ص ۹۹)
۱۷...... علامہ طاہر بن محمد اسفرائنی (التبصیر ص ۱۵۸)
۱۸...... علامہ بزدوی حنفیؒ (اصول الدین ص ۱۶۵)
۱۹...... علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ (نبراس ص ۳۲۳)
۲۰...... علامہ شمس الدین الخیالیؒ (الخیالی ص ۱۱۸)
۲۱...... علامہ ابوشکور سالمیؒ (التمہید ص ۱۲۵)
۲۲...... علامہ ابن عابدین شامیؒ (شامی ج ۳ ص ۲۰۱)
۲۳...... علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۱۲۵)
۲۴...... حضرت ملا علی القاریؒ حنفی (مرقات ج ۴ ص ۳۱)
۲۵...... علامہ سید انور شاہ صاحب کشمیریؒ (العرف الشذی ص ۳۵۵)
۲۶...... امام عبدالوہاب شعرانیؒ (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۱۲۹)
۲۷...... مفتی اعظم دیوبند حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبندیؒ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۵ ص ۴۲۶)
۲۸...... قاضی شوکانیؒ غیر مقلد (نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۶۴)
۲۹...... نواب صدیق حسن خان صاحبؒ (دلیل الطالب ص ۸۸۶)
۳۰...... علامہ ابن حجر عسقلانیؒ (فتح الباری ج ۳ ص ۴۷۷)

اور اکابر علمائے دیوبند متقدمین اہل سنت کی اتباع میں یہی مسلک رکھتے ہیں۔

قارئین کرام! نمونے کے طور پر ہم نے کچھ اکابرین امت کے اسماء اور ان کی کتب کے نام پیش کر دیئے۔اب انصاف پسند انسان کے لئے اس نتیجے پر پہنچنا کوئی مشکل نہیں ہوگا کہ جو مماتی ٹولہ بیدردی کے ساتھ

کل بزرگان امت کو بیک جنبش قلم تقیہ باز کہہ رہا ہے کیا یہ شاطر، مکار اور عیار گروہ مسلمانوں کا خیر خواہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہم پورے اعتدال کی حد میں رہ کر کہہ رہے ہیں کہ قادیانی، پرویزی اور مماتیوں کے بنسری کے ساز ملتے جلتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ: ''زہریلے اور کالے پانی'' کا یہ سیلاب دیوبندیت کو بہا لے جائے اس کے آگے حق وصداقت کا بند باندھنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

کیا اعادہ روح کے بغیر اللہ تعالیٰ عذاب وراحت پر قادر نہیں؟

مؤلف کا جذبہ توحید قابل دید ہے۔ فرماتے ہیں: ''ان نامعقولوں (یعنی چودہ صدیوں کے فقہاء، محدثین اور متکلمین نامعقول ٹھہرے، سلفی) سے کوئی پوچھے کہ عذاب قبر آپ نے دینا ہے یا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے۔ اگر آپ نے دینا ہے تو پھر بغیر حیات دنیوی حقیقی اور اعادہ روح کے ناممکن ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے دینا ہے تو پھر یہ کہنا کہ اعادہ روح یا حیات دنیوی کے بغیر عذاب نہیں ہوسکتا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات عجز سے پاک نہیں ہے (معاذ اللہ) اس لئے ایسی باتیں کرنا انتہائی خطرناک ہے۔ (المسلک المنصور ص ۵۵)

<u>جواب</u>: (۱) جناب مؤحد صاحب! یہ فرمایئے کہ آپ جو پیدا ہوئے اور بطن مادر سے عالم دنیا میں تشریف لائے تو کیا بغیر روح کے اللہ تعالیٰ آپ کو پیدا نہیں کر سکتے تھے؟ پھر کیا کبھی کوئی ایسا بندہ بھی دیکھا جو زندہ تو ہو مگر اس میں روح نہ ہو؟ شاید کوئی تلہ گنگ، گجرات یا سرگودھا میں ایسا عجوبہ پایا جاتا ہو؟ یقیناً جواب نفی میں ہوگا تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر روح کے بندہ پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتے؟ چلو ساری دنیا ''نامعقول'' ٹھہری تم ''صاحبان عقل وخرد'' (ماشاء اللہ یہ معمہ حل کردو۔

(۲) آپ سماع موتیٰ کے منکر ہیں۔ فرمایئے کیا اللہ تعالیٰ قادر نہیں ہیں کہ بغیر تعلق روح کے سماعت کی قوت عطا کردیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو آیئے دوبارہ اکابر دیوبند کے دروازے پر آجایئے اور کوئی کام کر کے دکھایئے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو دوبارہ کلمہ پڑھ کر ذرا تجدید ایمان کر لیجئے۔ واقعی آپ نے سچ فرمایا کہ (آپ کا) ایسی باتیں کرنا انتہائی خطرناک ہے۔ یہ توحید جبرئیلی نہیں تو حید ابلیسی ہے۔ بہرحال اگر آپ اپنی بات کو ہی توجہ سے پڑھ لیں تو آپ کو جواب اپنے ہی سوال سے مل جائے گا۔

انہی کی محفل سنوارتا ہوں، چراغ میرا ہے رات ان کی
انہی کی مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی

باب سوئم

بحث حیات الانبیاء

اب تک مؤلف نے جتنی مغز کھپائی کی ہے وہ اعادہ روح اور عذاب قبر کے متعلق تھی جس کا علمی آپریشن ہم نے کردیا ہے اور عقل سلیم رکھنے والوں کو سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ (ان شاء اللہ) اس باب کے اندر ہم حیات النبی ﷺ پر گفتگو نظر قارئین کریں گے اور مماتی مؤلف صاحب نے جتنے الزامات واتہامات اہل حق پر وارد کئے ہیں ان کا جواب دینے کے ساتھ ساتھ ان کے دجل وتلبیس سے بھی پردہ اٹھائیں گے۔ جن حضرات نے ہماری

کتاب لطمۃ الحق پڑھی ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اکابر کی کتب میں تحریف اور کانٹ چھانٹ کے یہ منکرین حیات کتنے ماہر ہیں۔ ہاں! البتہ مؤلف المسلک المنصور نے اپنی کتاب میں جتنی فضول بھرتی کی ہے یا غیر متعلقہ اور خارج ازعنوان بحث کی ہے ہم اس کی طرف مطلقاً توجہ نہیں کریں گے۔

مؤلف المسلک المنصور کی بددیانتی

مماتی مؤلف لکھتے ہیں: ''مناظر موصوف (یعنی مولانا منیر احمد صاحب مدظلہ) کے بزرگ حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ تحریر فرماتے ہیں: ''بلاشبہ تمام مردوں کا قبروں میں اپنے ارواح اور اجسام دونوں کے ساتھ زندہ ہونا اس میں کوئی شک نہیں۔'' (حیات الاموات ص ۴۱)

عبارت نمبر ۲: یہی حضرت دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ: ''پھر مسئلہ حیات موتی کا ہے نہ کہ حیات النبی ﷺ کا۔ اوّل تو یہ مسئلہ عقائد ضروریہ سے نہیں ہے۔ دوسرا غلط عنوان دے کر اسے الجھا دیا گیا ہے۔ عام طور پر اس مسئلہ پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان کا عنوان حیات النبی ﷺ ہے یا حیات الانبیاء، علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء، امام بیہقی کی حیات الانبیاء۔ وغیرہ! اس عنوان سے عام طور پر بحث کا رخ حضرات انبیاء خصوصاً نبی کریم ﷺ کی طرف پھر گیا ہے۔ غلط طور سے حیات النبی ﷺ کی بحث چھڑ گئی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پاک معرض بحث میں آگئی ہے۔ حالانکہ بحث اصلاً نبی کریم ﷺ کی ذات پاک نہیں۔ دراصل بحث ہے تو عام موتی کی حیات کے متعلق جن میں کفار ومشرکین اور منافقین تک شامل ہیں۔'' (حیات الاموات ص ۸)

''بخدمت جناب محقق ثمن صاحب (یعنی مولانا نور محمد آصف) ومناظر کہروڑ پکا (یعنی مولانا منیر احمد صاحب) عاجزانہ عرض ہے کہ اپنے بزرگ کی عبارت باوضو ہو کر تنہائی میں بار بار پڑھ کر سمجھنے کی کوشش فرمائیں اوّل وآخر درود شریف کا بھی اہتمام کریں۔ اگر پھر بھی سمجھ نہ آئے تو کسی اردو خواں سے سمجھنے کی ٹرائی فرمائیں۔ اگر پھر بھی سمجھ نہ آئے تو ماسٹر اوکاڑوی صاحب کی قبر کا مراقبہ فرما کر دریافت کرنے کی کوشش کریں تاکہ امت مرحومہ آپ کے شر سے محفوظ رہے۔'' (المسلک المنصور ص ۶۰)

جواب: (۱) مؤلف المسلک یا تو اتنے علم سے کورے ہیں کہ وہ یہ تک نہیں جانتے کہ کسی کتاب میں کوئی عبارت صاحب کتاب کی اپنی ہے یا اخذ کردہ ہے یا پھر جانتے ہوئے جان بوجھ کر دھوکہ بازی کر رہے ہیں۔ مؤلف نے یہ عبارت شاہ صاحب کی طرف منسوب کی ہے: ''تمام مردوں کا قبروں میں اپنے ارواح اور اجسام کے ساتھ زندہ ہونا اس میں کوئی شک نہیں۔'' حالانکہ یہ علامہ تقی الدینؒ کی شفاء السقام کی عربی عبارت کا ترجمہ ہے۔ سید نورالحسن شاہ صاحب فرماتے ہیں: ''امام تقی الدین السبکیؒ (متوفی ج ۷۵۶ھ) رقمطراز ہیں: ''ان حیوۃ جمیع الموتی بارواحهم واجسامهم فی قبورهم لاشک فیها'' (شفاء السقام ص ۵۱، حیات الاموات ص ۴۱)

(۲) اور صفحہ نمبر ۸ کی جو عبارت شاہ صاحبؒ کی نقل کی گئی ہے اس سے بھی حیات اور سماع ثابت ہے تو پھر انبیاء علیہم السلام کی حیات وسماع کا انکار کرنا غلط بحث ہے۔ چنانچہ شاہ صاحب کی اس عبارت کا آخری حصہ ملاحظہ ہو: ''جب عام مردوں کو بعد وفات ایک گونہ حیات حاصل ہے تو حضرات انبیاء خصوصاً نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں اختلاف کا سوال کیسے ہوگیا؟ علیٰ ہذا! اگر عام موتی زائر کا سلام سنتے ہیں تو نبی کریم ﷺ کے سماع سلام وجواب میں

بحث وکلام کیوں فضول وغیر معقول نہ ہوگا۔" مزید لکھتے ہیں: "تو پھر موت کے بعد حیات، موتی کا علم واحساس اور مردوں کا سماع وادراک سب صحیح ہے اور ایک مسلمان کے لئے اس میں ذرہ بھر شک کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ یہ سب کچھ احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے اور ہم اس پر آنکھیں بند کر کے ایمان لاتے ہیں۔ خواہ یہ ہماری عقل اور سمجھ میں آئے یا نہ۔ ہم نے کلمہ خام عقل کا نہیں بلکہ خدا اور رسول ﷺ کا پڑھا ہے۔" (بحوالہ حیات الاموات ص ۸)

یہ ہے مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ کا مکمل مضمون جس سے مماتی مؤلف چور دروازہ نکال کر بھاگنا چاہتے تھے، شاہ صاحب فرما رہے ہیں کہ ایک اجماعی مسئلے کو موضوع بحث بنانا کہاں کی دیانت ہے؟

قارئین کرام! اب ہم بھی مؤلف المسلک المنصور کی طرح یوں حاشیہ آرائی کرنے کا حق محفوظ رکھتے ہیں کہ:

"جناب محقق ومتکبر تلہ گنگ صاحب! ہمارے بزرگ حضرت شاہ صاحبؒ کی عبارت باوضو نہیں بلکہ غسل کر کے، تنہائی میں نہیں بلکہ اپنی سر پھری جماعت میں بیٹھ کر سمجھنے کی کوشش فرمائیں۔ اگر پھر بھی سمجھ نہ آئے تو کسی دیوبندی عالم سے سمجھنے کی کوشش فرمائیں۔ اگر پھر بھی عقل نارسا میں نہ آئے تو تلہ گنگ سے گجرات تشریف لے جایئے اور بانی فرقہ مماتیہ سید صاحب کی قبر کا مراقبہ فرما کر دریافت کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ مسلمان آپ کے عظیم فتنے کے شرور سے محفوظ رہیں۔"

سنبھل کے پاؤں رکھنا میکدہ میں شیخ جی یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

(۳) مؤلف نے لکھا ہے کہ: "مناظر موصوف کے بزرگ" یعنی شاہ صاحب ہمارے بزرگ نہیں بلکہ مولانا منیر احمد مدظلہ کے بزرگ ہیں اور فیصل آباد سے مماتیوں نے ایک کتاب شائع کی ہے۔ اس کے آخری صفحے پر جو کتابوں کی فہرست دی ہوئی ہے وہاں شاہ صاحب کو امام اہل سنت لکھا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو (نفی سماع موتی ص آخر طبع بخاری اکیڈمی فیصل آباد) امام اہل سنت کا عقیدہ آپ نے پڑھ لیا کہ وہ صرف حیات النبی ﷺ کے ہی نہیں بلکہ عام مردوں کے سماع واحساس کے بھی قائل ہیں۔

مؤلف المسلک المنصور کی مسلسل غلط بیانیاں

قوم کو مسلسل دھوکہ اور فریب میں رکھنا ان مہربانوں کا "من بھاتا کھاجا" ہے۔ جھوٹ اور غلط بیانیوں کے بغیر ان کا کھانا ہضم نہیں ہوتا۔

<u>پہلا دجل</u>: مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ صاحب فرماتے ہیں: "محمد یحییٰ ایک شخص فوت ہو گیا اس کو دفن کر دیا گیا۔ رات کو کفن چوروں نے اس کی قبر کھودی تو وہ اچانک بیٹھ گیا، دوڑتا ہوا گھر آ پہنچا۔ کافی زمانہ زندہ رہا اور اس کو حامل کفنہ کہا جاتا تھا۔" (یعنی وہ آدمی جو اپنا کفن اٹھا لایا) (رحمت کائنات ص ۲۷) یہاں مؤلف نے اپنے اندر کا گند باہر نکالا۔ لکھتے ہیں: "زاہد الحسینی صاحب نے عجب انکشاف فرمایا ہے۔ اب محقق اینڈ کمپنی کے لئے دو ہی راستے ہیں اور دونوں راستے ہی ایمان کے لئے انتہائی خطرناک ہیں یا تو زاہد الحسینی صاحب کا بیان کردہ عقیدہ (یعنی مردے گھر بھی واپس آ جاتے ہیں اور افزائش نسل بھی جاری رکھتے ہیں) پر ایمان لانا ہوگا یا انکار کرنا ہوگا۔" بلفظہٖ

<u>جواب</u>: اس واقعے کو علامہ زاہد الحسینی کا عقیدہ قرار دے کر اس پر مزید حاشیہ آرائی کر کے مؤلف نے بھانڈوں والا کردار ادا کیا ہے۔ کوئی صاحب علم، سنجیدہ مزاج اور با اخلاق انسان وہ زبان استعمال نہیں کرتا جو اس بدقسمت ٹولے کے نام نہاد محقق نے کی ہے۔ بازاری زبان کی ایک جھلک ملاحظہ ہو: "اس طرح مردوں کی آمد ورفت

جاری رہی تو نسب والا مسئلہ مشکوک ٹھہرے گا۔نوری و منیری پارٹی کی بیواؤں کے لئے خصوصاً جو دوسری شادی کر چکی ہیں کئی مسائل پیدا ہوں گے۔وغیرہ!‘‘

اصل میں مؤلف بیچارے جس جماعت سے منسلک ہیں نظریاتی طور پر وہ خود مشکوک النسب ہے اور اس کے ’’مشکوک النسب‘‘ ہونے کا اعلان اکابر دیوبند کی ایک بھری جماعت نے خیر المدارس ملتان میں کر دیا تھا۔اس لئے اب یہ اپنے مشکوک نسب پر پردہ ڈالنے کے لئے ایسی حرکات کر رہے ہیں اور مولانا حسینیؒ نے جو مذکورہ بالا واقعہ اپنی کتاب رحمت کائنات میں دیا یہ علامہ ابن جوزیؒ کی کتاب ’’المنتظم‘‘ میں موجود ہے اور علامہ زاہد الحسینیؒ نے بھی باقاعدہ اس کتاب اور اس کی جلد نمبر وصفحہ نمبر کا حوالہ دیا ہے اور خرق عادت واقعات کے متعلق تو خود مؤلف بھی اپنی اسی کتاب میں تسلیم کر چکے ہیں کہ ان کا معاملہ جدا ہے۔

چنانچہ لکھتے ہیں: ’’یہ سب بندوں کی عبرت کے خارق عادات واقعات ہیں۔‘‘(المسلک ص ۴۰) پھر اس کو مولانا حسینیؒ کا عقیدہ قرار دینا کتنی بڑی جسارت اور اوچھا پن ہے۔

<u>دوسرا دجل</u>: مؤلف لکھتے ہیں ’’بعینہٖ یہی طریقہ چکوالی، ساہیوالی اور اوکاڑوی ملنگوں کا ہے کہ عقیدہ تو سکھوں، ہندوؤں، دہریوں، مجوسیوں، ابوجہل، عتبہ، عتیبہ، شیبہ تک کی قبر میں حیات دنیویہ، حقیقیہ، حسیہ اور جسمانیہ ہے۔لیکن کانوں میں انگلیاں ڈال کر آسمان سر پر اٹھایا ہوا ہے۔دیکھو جی! اشاعۃ التوحید والسنۃ والے حیات النبی ﷺ کو نہیں مانتے اور کئی غالی تو اپنی مسجدوں، گلیوں، مدرسوں اور محلوں تک کا نام حیات النبی ﷺ اور حیات الانبیاء رکھتے ہیں۔حتیٰ کہ سنا گیا ہے کہ گجرات میں مسجدوں کے لوٹوں پر بھی عقیدہ حیات النبی ﷺ زندہ باد کے نعرے لکھے ہوئے ہیں۔ (ص ۶۴)

<u>جواب</u>: مؤلف نے خواہ مخواہ اپنے ’’آباؤ اجداد‘‘ کے نام بالترتیب ہمیں سنا دیئے۔حالانکہ ہم نے کوئی دریافت تو نہیں کیا۔باقی جہاں تک قبر کے اندر عذاب وراحت اور اعادہ روح کا تعلق ہے وہ اہل سنت والجماعت میں متفق علیہ ہے۔مفصل بحث ہم پہلے کر آئے ہیں۔قبر میں جسد کے ساتھ روح کا اتنا تعلق رہتا ہے کہ وہ عذاب وراحت کا احساس کر سکے۔جس طرح نیند میں روح کے نکلنے کے باوجود اس کا جسم سے اتصال رہتا ہے۔بس یوں سمجھ لیں کہ حیات تین حصوں میں منقسم ہے

(۱) بیداری والی زندگی ظاہری ہے۔(۲) نیند والی خفی ہے۔(۳) اور موت کے بعد قبر والی اخفیٰ ہے۔

عام انسانوں سے شہداء کی زندگی ارفع ہے اور شہداء سے کئی گنا برتر اور اعلیٰ حیات انبیاء علیہم السلام کی ہے۔باقی آپ کا یہ کہنا کہ اشاعۃ التوحید والے اعلیٰ زندگی مانتے ہیں بالکل ایسا ہے جیسے قادیانی ختم نبوت کی تعریف وتوضیح کرتے ہیں۔وہ بدبخت مرزا غلام احمد کو نبی مان کر بھی ختم نبوت کا انکار کرتے اور تم کم بخت انبیاء کو مردہ کہہ کر بھی حیات کا انکار نہیں کرتے اور اس بات کی وضاحت ہم بار بار کر چکے ہیں کہ حیات دنیویہ سے مراد یہ ہے کہ دنیا والے جسم اطہر میں روح مبارک لوٹائی گئی اور آپ ﷺ بدن عنصری کے ساتھ زندہ ہیں اور حیات جسمانی کا مطلب بھی یہی ہے کہ دنیا والا جسم روضہ اطہر میں زندہ ہے۔حیات حسی کا مطلب ہے دنیا والا محسوس جسم زندہ ہے اور حیات حقیقی سے مراد حقیقتاً حیات کے آثار کا پایا جانا کہ جسم مبارک میں حس وشعور، علم وعقل اور کمالات نبوت موجود ہیں اور انہی کمالات کی وجہ سے آپ ﷺ روضے پر پڑھا جانے والا صلوٰۃ وسلام سماعت فرماتے ہیں۔

برخلاف اس کے تمہارا عقیدہ ہے کہ جسم مبارک بالکل بے حس وشعور وکمالات سے خالی ہے۔ (العیاذ باللہ) رہا آپ کا یہ کہنا کہ لوٹوں پر حیات النبی ﷺ لکھا ہوا ہوتا ہے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین! اور لکھا یہ ہے کہ: ''ہم نے سنا ہے'' اور کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ سنی سنائی باتوں کو آگے پھیلاتا رہے اور پھر تصنیف وتالیف کے میدان میں سنی سنائی باتوں کو لے آنا احمقوں کا وطیرہ ہے۔

جناب! پھر بریلویوں کی بھی سن لو کیا کہ مولانا غلام اللہ صاحب کا وفات کے بعد چہرہ بگڑ گیا تھا۔ اس کے علاوہ ہم نے بھی بہت ساری باتیں سنی ہیں اور ان کا تعلق بھی گجرات ہی سے ہے۔ لیکن ہم سنی سنائی باتوں کو عوام میں لاکر اشتعال کی فضا پیدا کرنا غیر اخلاقی اور غیر شرعی سمجھتے ہیں۔ یہ بے ہودہ اور ناقص باتیں توحید اور سنت کے جدید اشاعتیوں کو زیب دیتی ہیں۔

تیسرا دجل: مؤلف نے اپنی کتاب کے (ص ٦٦) پر حضرت مولانا عبدالرحمن کیمبلپوریؒ کی ادھوری اور مجمل عبارت سے یہ دھوکا دیا ہے کہ مسئلہ حیات النبی ﷺ غیر ضروری مسئلہ ہے اور یہ کہ: ''کیوں اتنا غلو اور تشدد کیا جاتا ہے۔'' پہلی بات تو یہ ہے کہ غالی اور متشدد آپ ہی ہیں، بزرگ آپ کو غلو اور تشدد کا ذمہ دار ٹھہرا رہے ہیں۔ قائلین حیات اور قائلین سماع وصلوٰۃ پر فتوے تم نے داغے، کتابیں تم نے لکھیں، تقریروں میں تمہارے ''ڈرامہ باز'' واعظین آستینیں چڑھا کر چیلنج بازیاں کرتے رہے۔ بانی فرقہ مَمات قائلین سماع صلوٰۃ وسلام کو ابوجہل کا خاندان اور لوئر کلاس مشرک کہتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک بزرگ نے تو یہاں تک کہہ دیا۔ ''البتہ خطابت کے رنگ میں ان (یعنی اکابرین دیوبند) کے زبان وقلم سے ایسی عبارات صادر ہوئیں جو مفہوم مخالف کا موہم بن گئیں اور شیطان کو اغواء کا موقع مل گیا۔ اس نے خوب ان مسئلوں کو ابھارا، اچھالا، پروپیگنڈا کی مشین تیزی سے چلائی، اس کے فائر کی آواز دور دور تک پہنچ گئی۔ غیر ملکی بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے علماء، فضلا، صلحا، محدث، مفسر، مقرر، مصنف، گوشہ نشین، خطیب اور سیاسی لوگ سب ہی اس مسموم ہوا سے مریض ہوکر واویلیاں کررہے ہیں۔ الخ! (ندائے حق ج ١ ص ٣٨٥)

تو اکابرین کی نگاہ میں آپ ہی بیجا غلو کرنے والے اور فسادی ہو۔ باقی حضرت مولانا عبدالرحمن کیملپوری کا آپ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں وہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل تھے۔ تجلیات رحمانی میں ہے: ''میں ہمیشہ اس بات کا قائل اور معتقد ہوں جو حضرات اہل حق اہل سنۃ والجماعت کا اعتقاد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جیسے حق تعالیٰ نے دنیا کے اندر ایک ممتاز شان اعلیٰ وارفع صفات کے ساتھ عطا فرمائی ہے۔ ایسی ہی اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اکمل واعلیٰ وارفع صفات کے ساتھ حیات برزخی عطاء فرمائی ہے۔'' (تجلیات رحمانی ص ٤٧٩)

اب قارئین جان گئے ہوں گے کہ تلہ گنگوی، گجراتی اور سرگودھوی تفرقہ بازوں اور مفسدوں کا شیوہ ہے کہ وہ غلط بیانیوں سے کام چلا کر الو سیدھا کرتے ہیں۔

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ اور مسئلہ حیات النبی ﷺ

چوتھا دجل: مؤلف المسلک المنصور لکھتے ہیں: ''حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند نوعیت مسئلہ حیات النبی ﷺ کا فیصلہ یوں فرماتے ہیں: ''یہ مسئلہ ایسا اساسی اور بنیادی عقائد کا نہیں ہے کہ اس میں سکوت روا نہ رکھا جائے۔'' (المسلک ص ٦٧)

جواب: حضرت قاری صاحبؒ کی اس عنوان پر کوئی آدھ بات نہیں، پوری تقریر ہے، ایک ادھوری عبارت سے مؤلف یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ مسئلہ حیات النبی ﷺ قاری صاحبؒ کے نزدیک اساسی نہیں؟ کیا مطلب؟ کہ آنحضرت ﷺ کے جسد عنصری کے ساتھ روح مبارک کا تعلق نہیں ہے یا آپ ﷺ درود وسلام سماعت نہیں فرماتے؟ اگر اس کا یہ معنی نہیں اور یقیناً نہیں تو دغاباز مصنف اس عبارت کو پیش کر کے کون سا مفاد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مصنف ''المسلک المنصور'' حضرت قاری صاحبؒ کی اس مضمون کی بقیہ عبارت کو ماں کا دودھ سمجھ کر پی گئے۔ قارئین کرام! قاری صاحب کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

عبارت نمبر ۱: ''علماء دیوبند صرف یہی نہیں کہتے کہ حضور ﷺ کا جسم مبارک مٹی میں بالکل صحیح وسالم محفوظ ہے اور محفوظ رہے گا بلکہ علماء دیوبند کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ آج بھی اسی طرح سے جسم کے ساتھ زندہ ہیں۔ جس طرح سے جسم کے ساتھ دنیا میں زندہ تھے۔ اس میں ذرہ برابر فرق نہیں، فقط یہ نہیں کہ بدن محفوظ ہے۔ بلکہ بدن میں وہی حیات محفوظ ہے جو حیات دنیا کے اندر محفوظ تھی۔ اسی طرح آپ ﷺ حی اور زندہ ہیں۔''

(خطبات حکیم الاسلام ج ۵ ص ۴۶ طبع دارالاشاعت کراچی)

عبارت نمبر ۲: ''ہم اس کے قائل ہیں کہ آپ ﷺ اس عالم میں تشریف نہیں لاتے۔ لیکن روحانی فیض جاری ہے۔ یہ جو ہمارا اور آپ کا ایمان سنبھلا ہوا ہے۔ یہ اسی فیض سے تو سنبھلا ہوا ہے۔ اگر حضور ﷺ کی ادھر توجہ نہ ہو تو ایمان باقی نہیں رہ سکتا۔ اصل مؤمن آپ کی ذات بابرکات ہے۔ آپ ﷺ کے طفیل میں اور لوگ مومن ہیں۔ آپ ﷺ کے ایمان کا پرتو پڑ گیا جو ہم مومن کہلانے لگے۔ ورنہ اصل مؤمن آپ ﷺ ہیں وہ جو ایمانی فیض ہے وہ برابر جاری ہے۔ انبیاء علیہم السلام ایسے ہی زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے۔'' (ص ۴۷)

عبارت نمبر ۳: ''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ حیات النبی ﷺ کا لوگ انکار کیوں کرتے ہیں؟ میرے خیال میں اجمالاً اتنی بات ہے کہ حیات النبی ﷺ تو مجمع علیہ ہے۔ یعنی امت کے اندر کوئی بھی اس کا منکر نہیں ہے۔ اس کی کیفیت میں گفتگو ہے کہ حیات ہے تو کس کیفیت اور کس نوعیت کی تو کیفیات میں اگر کوئی اختلاف کرے تو اسے اصل مسئلہ میں اختلاف کنندہ نہیں کہا جا سکتا۔ جہاں تک انبیاء علیہم السلام کی حیات کا تعلق ہے تو صحیح حدیث موجود ہے۔ ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔'' ونبی اللہ حی یرزق'' اللہ کے نبی زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ اس حیات سے مراد اگر وہ عمومی حیات ہے جو برزخ میں عام طور پر ہوتی ہے تو پھر اس تخصیص ذکری کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ پھر یہ کہنا کہ: ''نبی اللہ حیَ'' یا ''الانبیاء احیاء'' اس کی ضرورت نہیں۔ یوں کہا جا سکتا تھا: ''المسلمون احیاء فی قبورھم'' یا ''الناس احیاء فی قبورھم'' اس لئے کہ حیات برزخی میں سب کے سب شریک ہیں۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کے ذکر کی تخصیص کیا جانا اور اس پر حیات کا لفظ بولا جانا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خصوصی حیات ہے جو عوام کو حاصل نہیں۔ پھر یہ کہ حیات کے لفظ کو مقید کر کے نہیں لایا گیا۔ یہ نہیں کہا گیا کہ انبیاء علیہم السلام بحیثیت اس کے حیات ہیں یا فلاں جہت سے حیات ہیں۔ بلکہ مطلقاً حی کہا گیا تو جب بھی کوئی چیز مطلقاً بولی جائے گی۔ اس کا فرد کامل مراد لیا جائے گا۔ پھر فرد کامل کی صورت سمجھنے کی اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ہم

جسے دنیا میں زندگی کہتے ہیں وہی وہاں سمجھیں کہ وہ حی اور زندہ ہیں اور وہ اسی انداز کی زندگی ہے جیسے دنیا میں زندہ ہوتے ہیں۔" (ص ۱۷۴)

عبارت نمبر ۴: برزخ میں انبیاء اسی طرح حیات ہیں، جس طرح ہم دنیا میں حیات ہیں۔ (ج ۵ ص ۱۸۵)

خلاصہ عبارات

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے حکیمانہ طرز میں جو حیات النبی ﷺ پر بحث کی ہے اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

۱...... حضور ﷺ اسی جسم کے ساتھ زندہ ہیں جس جسم کے ساتھ دنیا میں زندہ تھے۔

۲...... آپ ﷺ کا روحانی فیض آج بھی جاری ہے۔

۳...... حیات النبی ﷺ پر امت کا اجماع ہے۔

۴...... "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" صحیح حدیث ہے۔

۵...... برزخ میں انبیاء ایسے ہی حیات ہیں جیسے ہم دنیا میں ہیں۔

۶...... یہ علماء دیوبند کا اتفاقی عقیدہ ہے۔

قارئین کرام! اب انصاف فرمائیں:

۱...... اشاعۃ التوحید والے جسمانی حیات کے منکر ہیں۔

۲...... ان کا عقیدہ اجماع امت کے خلاف ہے۔

۳...... یہ اکابر علماء دیوبند کے اتفاقی عقیدہ کے منکر ہیں۔

۴...... اور "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" کو بالکل تسلیم نہیں کرتے۔ اس زور و شور سے بحثیں کرتے ہیں۔ یہ اکابر علمائے دیوبند کی عبارات میں قطع و برید کرتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے بریلی کے ایک خان صاحب کرتے تھے۔ انہوں نے عشق رسول کی آڑ میں تفرقہ بازی کا بازار گرم کیا اور یہ توحید کی آڑ میں ڈرامہ بازی رچا رہے ہیں۔ بھولے بھالے مسلمانو! ان کی جماعتوں کے خوشنما لیبل سے دھوکا مت کھانا فتنہ پھیلانے والے اکثر خوش نام ہوتے ہیں اور اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ کہیں غلام احمد قادیانی ہے اور کہیں غلام احمد پرویز، کہیں احمد سرسید ہے اور کہیں غلام نبی المعروف عبداللہ چکڑالوی ہے۔ کہیں گجرات کے "عنایت اللہ اثری کی کتابیں گمراہی پھیلا رہی ہیں اور کہیں گجرات ہی کے عنایت اللہ صاحب کے یہ چیلے چٹے شیطان کو خوش کر رہے ہیں۔

مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ اور مسئلہ حیات النبی ﷺ

پانچواں دجل: مؤلف المسلک المنصور کی ایک اور دغا بازی ملاحظہ ہو مولانا نور محمد تونسوی کی معروف کتاب "قبر کی زندگی" سے ایک فتویٰ نقل کرتے ہیں جو دارالافتاء والارشاد کراچی کا ہے۔ استفتاء میں پوچھا گیا تھا کہ آنجناب ﷺ روضہ اطہر میں زندہ ہیں، صلوٰۃ وسلام جو وہاں پڑھا جائے سماعت فرماتے ہیں۔ اس تفصیل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا اس کو ماننا اور نہ ماننا دونوں یکساں ہیں۔ اس کے ثابت اور انکار سے کوئی اثر مرتب ہوگا؟ اور وہ اثر کیا ہوگا۔ اس کا جواب دارالافتاء والارشاد والوں کی جانب سے یہ آیا کہ: "اس تفصیل پر ایمان لانا ضروری نہیں۔"

یہ جواب حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ کے نائبین کی جانب سے آیا جن میں مفتی افضال، محمد احمد اور محمد موسیٰ کے دستخط موجود ہیں۔ اس فتوے پر مفتی صاحبؒ کے دستخط نہیں ہیں۔ مگر مماتی مؤلف پرلے درجے کا خائن اور تخریبی نکلا کہ انہوں نے مفتی رشید احمد صاحبؒ کا نام بھی تصحیح کندہ میں لکھ دیا۔ ملاحظہ ہو۔ (المسلک المنصور ص ۶۸) اور خود مولانا نور محمد تونسوی صاحب نے لکھا ہے: ''بندہ عاجز کے استفتاء کی رسائی حضرت اقدس فقیہ العصر مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ تک شاید نہ ہوسکی۔ البتہ ان کے نائبین کی طرف سے جواب موصول ہوا۔'' (قبر کی زندگی ص ۶۴۰)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ کے مزاج میں قدرے شدت تھی اور شاید تعلّی بھی (جو کہ بعض اہل علم میں آجاتی ہے) بعض مسائل میں ان کے تفردات بھی تھے مگر عقائد وافکار کے اعتبار سے آپ مشائخ دیوبند کے مسلک پر کاربند رہے اور عقیدہ حیات النبی ﷺ پر بھی آپ مضبوطی سے قائم تھے۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں: ''حیات انبیاء علیہم السلام کے مسئلہ میں جو رائے اور عقیدہ علمائے دیوبند کا ہے وہی حق ہے فی نفسہٖ مسئلہ حیات انبیاء علیہم السلام پر اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے۔ نیز فرماتے ہیں: ''حیات جسمانی بھی انبیاء علیہم السلام کے حق میں صفت ذاتی ہے جو کہ عروض موت کی وجہ سے زائل نہیں ہوتی۔ الخ!'' (احسن الفتاویٰ کامل ص ۱۷۰ تا ۱۷۵ طبع اوّل)

دارالافتاء والارشاد کراچی کی موجودہ فتویٰ نویس ٹیم کی بددیانتی

انتہائی افسوس کے ساتھ ہم یہ لکھنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ مفتی صاحبؒ کی وفات کے بعد ان کے دارالافتاء والارشاد کی ٹیم نے علمی بددیانتی اور خیانت کرتے ہوئے مسئلہ حیات النبی ﷺ کو احسن الفتاویٰ سے خارج کر دیا ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی علمی شخصیت اور مسلکی حیثیت کو ان نادان جانشینوں نے مجروح کیا ہے۔ ہم دارالافتاء والارشاد کے منتظم مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب اور مفتیان کرام کی پوری ٹیم سے احتجاج کرتے ہیں کہ کیا بعد از وفات آپ نے مفتی صاحبؒ کی تصانیف میں اصلاح کی ٹھانی ہوئی ہے؟ اور کیا مماتیت معمولی فتنہ ہے یا کہیں ایسا تو نہیں کہ مماتیت کے جراثیم آپ کے اندر سرایت کر چکے ہوں؟ بہرحال ہم اصحاب علم وتحقیق سے اس کارروائی پر کراچی کے ان احباب کا نوٹس لینے کی اپیل کرتے ہیں۔

نوٹ: ہم انتہائی شکرگزار ہیں ابن امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر صاحب کے کہ آپ نے اس کا بروقت سدباب کیا اور مجلہ ''نور بصیرت'' بہاول پور میں ایک جاندار مضمون لکھا، اصحاب ذوق ضرور مراجعت فرمائیں۔ یہ مضمون نور بصیرت میں اکتوبر ۲۰۰۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔

مماتیوں پر حضرت اوکاڑویؒ کا بھوت

چھٹا دجل: رئیس المناظرین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ نے ۳۱/اکتوبر ۲۰۰۰ء میں انتقال فرمایا۔ مگر آپ کا خوف آج تک منکرین حیات النبی ﷺ کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔ دیگر مماتیوں کی طرح مؤلف المسلک المنصور بھی ''امین خولیا'' کے اچھے خاصے مریض ہیں اور یہ مرض ان کو مچھلی کی طرح تڑپا رہی ہے۔ مؤلف رقمطراز ہیں: ''ماسٹر اوکاڑوی کسی زمانہ میں مناظر اسلام حضرت علامہ محمد یونس نعمانی صاحب دامت فیوضہم

سے فیصل آباد میں عربی عبارات پر اعراب لگوانے کے لئے حاضری دیتے تھے۔ جنڈانوالہ کے مناظرہ کی روئیداد فتوحات نعمانیہ کے عنوان سے زیر طبع ہے۔ عنقریب ان شاء اللہ! آنکھیں کھل جائیں گی اور اگر جلدی ہو تو جنڈانوالہ مناظرہ کے ذمہ دار حضرات سے تحقیق فرمالیں کہ اوکاڑوی صاحب اپنے عقیدے کی تنقیح ہی نہ کر سکے۔ جس کی وجہ سے مناظرہ سے راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ الخ!

جواب: لعنت اللہ علی الکاذبین! مولانا یونس نعمانی صاحب حضرت اوکاڑویؒ کے شاگرد ہیں۔ فیصل آباد میں اعراب لگوانے حضرت اوکاڑوی نعمانی صاحب کے ہاں جاتے تھے یا نعمانی صاحب فن مناظرہ کی تربیت کے لئے حضرت کے پاس آکر زانوائے تلمذ تہہ کرتے تھے؟ آج بھی فیصل آباد میں مولانا عبدالرحمن ظفر جھنگوی اور مولوی فضل امین صاحب سے پوچھ لیا جائے۔ یہ دونوں حضرات نعمانی صاحب کے استاد ہیں اور حضرت اوکاڑویؒ سے بھی استفادہ کرتے رہے۔ اس کے علاوہ محمد رمضان کاتب اور قاری محمد ریاض صاحب گواہ ہیں کہ مولانا نعمانی صاحب حضرت اوکاڑویؒ کے شاگرد تھے۔ رہی جنڈانوالہ مناظرہ کی روئیداد! اس کی شکست کی کالک تو آج تک تمہارے چہروں سے نہیں اتری۔

۱۹۸۶ء اور ۱۹۸۷ء میں جنڈانوالہ (ضلع بھکر) اور میانوالی میں مناظرے طے پائے۔ اہل سنت کی طرف سے مناظر حضرت اوکاڑویؒ، معاون مناظر حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر صاحب اور صدر مناظر مولانا حافظ حبیب اللہ صاحب ڈیروی تھے اور منکرین حیات النبی ﷺ کی جانب سے مناظر مولانا یونس نعمانی اور معاون مناظر مولانا عبداللہ راشد (خانقاہ ڈوگراں) تھے۔ پہلے منکرین حیات النبی ﷺ نے شرائط مناظرہ سے فرار اختیار کیا۔ بعد ازاں پولیس کی مداخلت سے یہ مناظرے نہ ہو سکے۔ ان دونوں مجالس میں مماتیت کی پسپائی کا نظارہ اعلاقہ کے تمام مسلمانوں نے کیا۔ میانوالی مناظرہ میں مولانا نعمانی سے کہا گیا کہ جو شرائط جنڈانوالہ میں طے کی گئیں تھیں انہیں پر مناظرہ کیا جائے۔ اس مطالبہ کی فوٹو اسٹیٹ مولانا نعمانی کی مسجد گھنڈوالی (میانوالی) میں تقسیم کی گئی۔ مگر نعمانی صاحب حضرت اوکاڑویؒ کے سامنے آنے کی جرأت نہ کر سکے۔ بعد ازاں مماتیوں نے اپنی شکست پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک ''اشتہار'' چکوالی فسادیوں کی کشتی بھنور میں'' کے عنوان سے تقسیم کیا تو مولانا عبدالحق صاحب بشیر مدظلہ نے جوابا'' گجراتی فتنے کا بیڑا غرق'' کے نام سے اشتہار شائع کیا اور اس گستاخ ٹولے کی منافقت اور چالبازیوں کو سرعام ننگا کیا۔ مناظرہ جنڈانوالہ کی تفصیل ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم لاہور کے مولانا اوکاڑویؒ نمبر میں ملاحظہ کریں۔

تعجب ہے کہ فرار و شکست کے باوجود یہ کس منہ سے مناظرہ کا نام لیتے ہیں اور مولانا نعمانی کے نام پر فخر کرنے والے ذرا گجراتیوں سے بھی ان کی حیثیت پوچھ لیں جنہوں نے اپنی کتاب خس کم جہاں پاک میں کہیں ان کو جھوٹا لکھا، کہیں ان کی علمی لیاقت پر تبصرہ کیا۔ کہیں دانت پیسنے والا تحریر کیا اور ایک عنوان یہ بھی ہے: ''مولانا محمد یونس نعمانی کا جھوٹا پروپیگنڈا'' (خس کم جہاں پاک ص ۴۷) سچی بات یہ ہے کہ مماتیوں کے ''تھیلے سے بلی'' اسی دن باہر آگئی تھی، جس دن علامہ اوکاڑویؒ کے سامنے مولوی احمد سعید صاحب مناظرہ کرنے آلپکے تھے۔

سید ضیاء اللہ بخاری کا اعتراف شکست

مؤرخہ ۵ رجولائی ۱۹۹۸ء بروز اتوار سرگودھا میں اشاعت التوحید کا کنونشن منعقد ہوا اس میں سید ضیاء اللہ

شاہ صاحب نے اپنی تقریر میں کہا: جو کل ماسٹر امین سے گفتگو نہیں کر سکا۔ کس منہ سے آج کہتا ہے میں نے مناظرہ کرنا ہے۔ ماسٹر امین نے تو کل تمہاری (یعنی احمد سعید) ناک کاٹ کر رکھ دی تھی۔ آج کہتے ہو ضیاء اللہ شاہ اور فلاں فلاں سے مناظرہ کرنا ہے، حیاء اور شرم ہونی چاہئے۔ (ماہنامہ توحید گجرات بابت اگست ۱۹۹۸ء) اور اسی طرح نغمہ توحید کے شمارہ جولائی ۲۰۰۱ء میں ہے: ''جو شخص مڈل پاس مناظر کے سامنے اٹھارہ سو میں سے ایک حدیث پیش نہ کر سکا وہ جامع المعقول والمنقول استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث والتفسیر مولانا قاضی عصمت اللہ سے مناظرہ کرے گا؟

تبصرہ: مؤلف المسلک المنصور نے اب دیکھ لیا کہ مماتی قیادت اعتراف کر رہی ہے کہ علامہ اوکاڑویؒ نے ہماری ناک کاٹ کر رکھ دی۔ یہ صرف احمد سعید صاحب کی نہیں پوری جماعت کی ناک کٹی ہے اور یہ بھی تسلیم کر لیا کہ ہمارے پاس کوئی ایک حدیث بھی ایسی نہیں جو ہم اپنے دعوے پر پیش کر سکیں۔'' والفضل ماشھدت بہ الاعداء''

قارئین کرام! مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کی کرامت نہیں تو کیا ہے کہ آج مماتی ٹولہ کے ذمہ داران برملا کہہ رہے ہیں کہ: ''ماسٹر امین'' نے ناک کاٹ دی۔ حیرت ہے کہ: ''نکٹو'' اچھل اچھل کر مناظروں کے چیلنج دے رہے ہیں۔ مؤلف صاحب اپنے بڑوں کا اعتراف شکست اور اعتراف جرم پڑھ کر دل ہی دل میں کہیں۔

ہائے میرا باغ آرزو، کیسا ہے باغ ہائے تو ... کلیاں تو گو ہیں چار سو کوئی کلی کھلی نہیں

عقیدہ حیات النبی ﷺ پر پوری امت کا اجماع ہے

ساتواں دجل: اس عنوان کے تحت مؤلف المسلک المنصور قمطراز ہیں: ''اب چاہئے تو یہ تھا کہ صاحب تقریر پہلے کسی معتبر کتاب سے اجماع کی تعریف کرتے اور پھر اپنے عقیدہ مزعومہ پر منطبق کر کے باسند بیان کرتے۔ لیکن مناظر موصوف خالص اعجوبہ روزگار ہیں کہ دجل وتلبیس کے بغیر کوئی بات کرنا ان کی قسمت میں ہی نہیں۔'' (المسلک المنصور ص ۷۲)

جواب: یہ زمین بھی کیسے کیسے جہلاء کا بوجھ اپنے سینے پر برداشت کرتی ہے۔ موصوف کو اتنا علم بھی نہیں کہ یہ عنوان مناظر یعنی حضرت مولانا منیر احمد مدظلہم کا دیا ہوا نہیں بلکہ مرتب کتاب کا ہے اور مرتب ظاہر ہے کہ حضرت مدظلہ نہیں ہیں وہ تو مقرر ہیں، جن عقل کے اندھوں کو مرتب اور مقرر کے فرق کا علم نہیں۔ وہ اس قوم کے راہبر بنے بیٹھے ہیں۔ ایسے دو چار ''محقق'' اور پیدا ہو گئے پھر دین کا اللہ حافظ ہے۔

علم دین مفقود ہے، گم ہے صراط مستقیم ... خضر راہ بنتا ہے ہر غول بیاباں ان دنوں

دوسری بات یہ ہے کہ یہاں مرتب کتاب کی بھی کوئی غلطی نہیں۔ اس لئے کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ پر امت کا اجماع ہونا نقل کیا گیا ہے: ''اجماع کی تعریف'' یا اجماع کی کیفیت کا عنوان ہے تو پیش کرو؟ بلاوجہ ہانکتے جانا یہ تنگ ظرف اور کم علموں کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم اب بھی کہتے ہیں کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ پر امت کا اجماع ہے۔ یہاں مختصراً اجماع پر بھی بحث کر دیتے ہیں تا کہ مؤلف بے چارے کو بھی ہمارے گھر سے کچھ نہ کچھ بھیک مل جائے۔ کیونکہ ہمارے شیخ امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ فرماتے ہیں: ''علمی لحاظ سے بحمد اللہ تعالیٰ ہم بڑے وسیع الظرف واقع ہوئے ہیں۔'' (اتمام البرہان حصہ دوم ص ۱۷۸)

اجماع کے لغوی معنی

لغت میں اجماع کے دو معنی ہیں: (۱) عزم اور پختہ ارادہ کرنا۔ (۲) اتفاق۔ جب کوئی انسان کسی امر کا

عزم اور پکا ارادہ کر لیتا ہے تو اس وقت ''اجمع فلان علی ھکذا'' کہا جاتا ہے، فلاں نے اس کام کا عزم کرلیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''فاجمعوا امر کم'' ''تم سب مل کر اپنے کام کا عزم کرو۔ یہ اسی معنی میں مستعمل ہے۔

اصطلاح شرعی

شریعت کی اصطلاح میں ایک مخصوص اتفاق کا نام اجماع ہے۔ یعنی ''اتفاق المجتھدین الصالحین من امۃ محمد ﷺ فی عصر علی امر من الامور'' (توضیح تلویح ص ۵۱۶) کسی ایک زمانے میں رسول اکرم ﷺ کی امت کے صالح مجتہدین کا کسی ایک واقعہ اور امر پر اتفاق کر لینا اجماع کہلاتا ہے۔ اجماع کی تعریف میں اتفاق اشتراک مراد ہے اور یہ قول، فعل، اعتقاد سب کو شامل ہے۔ یعنی اس امت کے مجتہدین کسی قول میں شریک ہوں یا فعل میں یا اعتقاد میں شریک ہوں، تمام صورتوں میں اجماع متحقق ہو جاتا ہے۔ پہلے کو اجماع قولی، اجماع فعلی اور تیسرے کو اجماع اعتقادی کہا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شئی قول کے قبیل سے ہو اور ایک زمانے کے تمام مجتہدین اس پر اتفاق کر لیں اور یہ کہیں ''اجمعنا علی ھذا'' تو یہ قولی اجماع ہوگا اور اگر کوئی شئی فعل کے قبیل سے ہو اور تمام مجتہدین اس پر عمل شروع کر دیں تو یہ فعلی اجماع ہوگا جیسے مضاربت، مزارعت اور شرکت فعلی اجماع سے ثابت ہیں اور اگر کوئی شئ اعتقاد کے قبیل سے ہو اور تمام مجتہدین اس پر اعتقاد کر لیں تو یہ اعتقادی اجماع ہوگا۔ جیسے شیخین (حضرات ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ) کی فضیلت پر تمام مجتہدین کا اعتقاد ہے۔ اگر کسی قول یا فعل یا اعتقاد پر بعض مجتہدین اتفاق کر لیں اور باقی سکوت کریں۔ حتیٰ کہ مدت تامل گزر جائے اور وہ اس پر رد نہ کریں یہ اجماع سکوتی کہلاتا ہے۔ احناف اس اجماع سکوتی کے قائل ہیں، (شوافع قائل نہیں) (تفصیل ملاحظہ ہو، علمائے ہند کے مجموعہ رسائل ج ۱ ص)

تاریخی اعتبار سے اجماع کے درجات

تاریخی لحاظ سے اجماع کے دو درجے ہیں (۱) اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم (۲) اجماع علماء مابعد اگر کسی مسئلے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہو (جیسے مسئلہ دتہ میں اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم ایک طرف اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دوسری طرف) اور عبد از دور صحابہ رضی اللہ عنہم تمام مجتہدوں کا ان میں کسی بات پر اجماع ہو جائے تو پہلا اختلاف اس اجماع کو نہ توڑ سکے گا۔ دین کے وہ مسائل یا عقائد جو آنحضرت ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تواتر کے ساتھ منقول ہوں اور ادوار مابعد میں ان میں اہل علم کا کسی قسم کا اختلاف نہ ہو تو یہ متواترات دین اجماع سے زیادہ قوت رکھتے ہیں۔ اجماع ان مسائل میں ہوتا ہے جو مجتہد فیہ ہوں۔ ان میں اجتہاد کی گنجائش نہ ہو اور متواترہ امور بھی ہو سکتے ہیں جو کتاب وسنت میں مذکور ہوں۔ ختم نبوت اور نزول مسیح کا عقیدہ اسلام میں متواتر چلا آ رہا ہے۔ حضور ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کافر یا مرتد ہے یہ مسئلہ اجماعی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے معتمد صحابی ہیں، یہ مسئلہ متواترات میں سے ہے۔ (بحوالہ آثار التشریح ج دوم ص ۱۱۹، ۱۲۰)

امام اہل سنت حضرت شیخ صفدر دامت فیوضہم فرماتے ہیں: ''حضرات خلفائے راشدین کی سنت اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کے بعد امت مرحومہ کے اجماع واتفاق کا درجہ ہے جس چیز کو یہ امت خیر کہے گی وہ عنداللہ بھی خیر ہوگی اور جس چیز کو شر کہے گی وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی شر ہی ہوگی۔ یہ امت سرکاری گواہ کی حیثیت

رکھتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن اسی امت کی شہادت پر تمام امتوں کی قسمت کا فیصلہ ہوگا اور اس امت کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ یہ کبھی گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی۔

اس حدیث کو پیش کرنے کے بعد امام حاکمؒ (المتوفی ۴۰۵ھ) لکھتے ہیں: "یستدل بھا علی الحجۃ بالاجماع" (مستدرک ج۱ ص۱۲۰) اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ اجماع حجت ہے اور علامہ شمس الدین ابوعبداللہ الذہبیؒ (المتوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں: "تستدل علی ان الاجماع حجۃ" (تلخیص المستدرک ج۱ ص۱۲۰) اور حضرت ملا علی القاریؒ "ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ" (الحدیث) کی شرح میں لکھتے ہیں: "فی الحدیث دلیل علی حقیۃ الاجماع" کہ اس حدیث میں اس امر کی دلیل موجود ہے امت کا اجماع حق اور صحیح ہے۔ (مرقات علی المشکوٰۃ ج۱ ص۳۰) امت کے اجماع کے حق اور صحیح ہونے پر بے شمار دلائل موجود ہیں اور ارباب اصول نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

چنانچہ مشہور اصولی شیخ الاسلام علیؒ بن محمد البزدوی الحنفیؒ (المتوفی ۴۸۲ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ اجماع کی مثال ایسی ہی ہے جیسے قرآن کریم کی آیت یا حدیث متواترہ۔ جیسے یہ موجب عمل و علم ہیں، اسی طرح اجماع بھی۔ یہ نتیجہ ہوگا کہ نفس اجماع کا منکر کافر ہوگا اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ: "والاجماع اعظم الحجج" (الحسبۃ ص۶۲) اجماع بہت بڑی حجت ہے اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: "بہر حال امت کا اجماع فی نفسہ حق ہے، امت کبھی گمراہی پر مجتمع نہیں ہوگی اور اسی طرح قیاس صحیح بھی حق اور حجت ہے۔" (بحوالہ المنہاج الواضح یعنی راہ سنت ص۴۰ تا ۴۲) "کسی مسلمان سے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ اسلام کے کسی اجماعی عقیدے کا انکار کرے اس امت کا اجماع کبھی باطل پر نہیں ہوسکتا۔ جس طرح انبیاء علیہم السلام فرداً فرداً معصوم ہیں۔ یہ امت اپنے اجماع میں معصوم ہے جو بات یہ اجماعاً کہہ دیں وہ یقیناً معروف ہے اور جس سے اجماعاً روک دیں وہ یقیناً منکر ہے۔ حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: "فلم تتفق اھل السنۃ علی ضلالۃ اصلا" (منہاج السنۃ ج۲ ص۹۱) تمام اہل سنت کسی غلط بات پر جمع نہیں ہوسکتے۔ سو جس پر سب جمع ہوجائیں اس کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا۔ اب اسے یقینی درجے میں حق کہا جائے گا۔ (عقیدۂ خیر الامم ص۱۷۶)

علمائے امت کا اجماع

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ فرماتے ہیں: "کتاب وسنت کے بعد اجماع امت کا درجہ ہے۔ آج کل کے قوانین تو کثرت رائے سے طے پاتے ہیں اور منفرد رائے کو کالعدم سمجھتے ہیں اور اجماع امت کا درجہ تو کثرت رائے سے لاکھوں درجہ بڑھ کر ہے۔ یہ امت کے علماء اور صلحاء کا اجماع ہے جو کتاب وسنت کی روشنی اور نور تقویٰ اور نور فراست کی چاندنی میں منعقد ہو کیسے حجت نہ ہوگا۔" (احسن البیان فی تحقیق مسئلۃ الکفر والایمان ص۵۴)

اجماع کی چار اقسام

صاحب اصول الشاشی فرماتے ہیں: "ثم الاجماع علی اربعۃ اقسام، اجماع الصحابۃ علی حکم الحادثۃ نصا ثم اجماعھم بنص البعض وسکوت الباقین عن الرد ثم اجماع من بعدھم فیما لم یوجد فیہ قول السلف ثم الاجماع علی احد اقوال السلف اما الاول فھو بمنزلۃ آیۃ من کتاب اللہ تعالی ثم الاجماع بنص البعض وسکوت الباقین فھو بمنزلۃ المتواتر، ثم اجماع من بعدھم بمنزلۃ المشھور من الاخبار ثم اجماع المتاخرین علی احد اقوال السلف بمنزلۃ الصحیح من الاحاد" (اصول الشاشی ص)

ترجمہ: پھر اجماع چار قسموں پر ہے، کسی حادثہ کے حکم پر اصحاب رسول ﷺ کا صراحت کے ساتھ اجماع، پھر بعض کی صراحت اور بعض کے سکوت کے ساتھ ان کا اجماع، پھر ان کے بعد والوں کا ایسے حکم کے بارے میں اجماع جس کے بارے میں سلف کا قول موجود نہیں، پھر سلف کے کسی ایک قول پر اجماع، بہرحال پہلی قسم تو کتاب اللہ کی آیت کے درجہ میں ہے، پھر بعض کا اجماع اور بعض کا سکوت خبر متواتر کے درجہ میں ہے۔

پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد والوں کا اجماع خبر مشہور کے درجہ میں ہے، پھر سلف کے کسی ایک قول پر متاخرین کا اجماع خبر واحد اور صحیح کے درجہ میں ہے۔اس عبارت کی توضیح ہم گزشتہ سطور میں کر آئے ہیں جو اجماع قولی، فعلی، اعتقادی اور سکوتی کے نام سے گزر چکی ہے۔

قارئین کرام! اب آیئے علامہ شمس الدین سخاویؒ سے پوچھتے ہیں کہ عقیدہ حیات النبی پر امت کا اجماع ہے یا نہیں؟ علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں ''ونحن نؤمن ونصدق بانه ﷺ حیّ یرزق فی قبرہ وان جسدہ الشریف لاتاکله الارض والاجماع علی هذا'' (القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع ص ۱۶۱ طبع بیروت، طبع الہ آباد ص ۱۲۵) ترجمہ: ہم ایمان لاتے ہیں اور ہم تصدیق کرتے ہیں (کس بات کی؟) کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کو رزق ملتا ہے اور آپ کے جسم اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اور اس پر اجماع ہے۔

غور فرمائیں! مولانا اوکاڑوی پر ناک منہ چڑھانے والے اس عبارت کو بار بار پڑھیں، بالفرض حیات انبیاء کا احادیث سے ثبوت بھی نہ ہوتا تو بھی اس پر انکار کی گنجائش نہیں۔ چونکہ اجماع امت بذات خود بہت بڑی دلیل ہے۔مولانا محمد حسن فاروقیؒ فرماتے ہیں: ''فاذا اتیت المسجد المکرم فادخله بعد ما تطهرت وتطیبت وقم عندالمواجهة الشریفة واضعاً یمینک علی شمالک متوجها لقبرہ الشریف ولا تحسب انک زرته میتا بل هو فی قبرہ حیّ یعرفک وینظر الیک'' (طریق النجات ص ۱۱۱، ۱۱۲ طبع استنبول)

ترجمہ: اور جب مسجد نبوی کے قریب پہنچو تو طہارت کاملہ اور خوشبو لگانے کے بعد اس میں داخل ہو اور مواجہہ شریف یعنی آنحضرت کے چہرہ انور کی طرف رخ کرکے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے اور کھڑا ہووے اور کہیں یہ گمان نہ کرے کہ میں آنجناب کی موت کی حالت میں زیارت کررہا ہوں بلکہ آپ ﷺ قبر مبارک میں زندہ ہیں، تمہیں پہچانتے ہیں۔

حضرت ملا علی القاریؒ فرماتے ہیں کہ: ''المعتقد المعتمد انه ﷺ حیّ فی قبرہ کسائر الانبیاء فی قبورهم وهم احیاء عند ربهم وان لارواحهم تعلقا بالعالم العلوی والسفلوی کما کانوا فی الحال الدنیوی فهم یحسب القلب عرشیون وباعتبار القالب فرشیون'' (شرح شفاء ج ۲ ص ۱۴۲ بحوالہ تسکین الصدور ص ۲۳۱)

ترجمہ: قابل اعتماد عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور ان کے ارواح کا عالم علوی اور سفلی دونوں سے تعلق ہوتا ہے جیسا کہ دنیا میں تھا۔(پس) وہ قلب کے لحاظ سے عرشی اور جسم کے لحاظ سے فرشی ہیں۔

زبدۃ المحققین حضرت شیخ مولانا محمد موسیٰ روحانی البازیؒ فرماتے ہیں: ''بعد الموت نبی علیہ السلام زندہ ہیں اور حیات کے تمام امور بکمالہا آپ ﷺ کو حاصل ہیں۔تاہم یہ بھی یقینی بات ہے کہ وہ عرف میں دنیاوی حیات نہیں

کہلائی جاسکتی۔ عرف میں حیات فوق الارض اور حیات محسوسہ حیات کہلاتی ہے اور حیات برزخ امور مستورہ میں سے ہے۔ (اشار التکمیل ج ۲ ص ۲۴۸)

ظاہر ہے جب ''حیات بعد الموت'' ہے تو وہ دنیاوی حیات تو نہ رہی بلکہ برزخی ہو گئی اور حیات دنیویہ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا والے جسم عنصری میں حیات ہے۔ حیات دنیوی کا یہ مطلب نہیں کہ (العیاذ باللہ) آپ ﷺ پر موت آئی ہی نہیں۔ جیسا کہ مماتی لکیر پیٹتے چلے آرہے ہیں۔ یہ ضرورت اس لئے پیش آئی کہ منکرین اور گستاخ نبی ﷺ حضور علیہ السلام کے لئے جسم مثالی تجویز کرتے ہیں، گویا ان کے نزدیک حضور ﷺ کے دو جسم ہیں ایک عنصری، دوسرا مثالی۔ جب کہ پوری کائنات کے مسلمانوں کا عقیدہ حق ہے کہ آنجناب علیہ السلام کا شان والا، آن بان والا، عزت وعظمت والا، شان ورفعت والا، جلال و جمال والا اور شرف وکمال والا ایک ہی جسم اطہر ہے جو آج اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ میں ہے اور اسی دنیا والے جسم شریف میں روح مبارکہ ہے۔

''اللھم صل علی روح محمد فی الارواح وصل علی جسد محمد فی الاجساد وصل علی قبر محمد فی القبور'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد حضور ﷺ سے ان کی ملاقات ممکن ہے۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے حضرت علامہ شیخ جلال الدین سیوطیؒ کے رسالہ ''اعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ: ''احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں حضرات انبیاء سابقین کی ارواح طیبہ سے ملاقات فرماتے تھے، مکہ مکرمہ سے جب معراج کے لئے براق پر روانہ ہوئے تو راستہ میں حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات ہوئی۔ ان حضرات نے حضور ﷺ کو سلام کیا اور حضور ﷺ نے ان کو سلام کا جواب دیا۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ پس جس طرح نبی اکرم ﷺ اس عالم میں تشریف فرما تھے اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام عالم برزخ میں تھے اور ملاقات ہوتی رہی اور سلام وکلام ہوتا رہا۔ حضور ﷺ نے شب اسراء میں بیت المقدس میں امامت فرمائی اور تمام انبیاء نے حضور ﷺ کی اقتداء کی۔ اس طرح کا برعکس بھی ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد اس عالم میں تشریف فرما ہوں اور حضور پرنور ﷺ عالم برزخ میں ہوں اور طرفین میں ملاقات ہو سکے اور افاضہ واستفاضہ کا سلسلہ جاری رہ سکے۔'' (القول المحکم فی نزول عیسیٰ بن مریم ص ۳۰)

قارئین کرام! اجماع کی تعریف، حقیقت اور اہمیت کے بعد یہ ثابت ہو چکا کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ پر اجماع ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ اجماع امت اور تواتر دلیل قطعی ہوا کرتا ہے۔ یہ بات مؤلف ''المسلک المنصور'' ذرا مولانا یونس نعمانی صاحب سے پوچھ لیں یا پھر علامہ نیلوی صاحب کی قبر کا مراقبہ کر کے دریافت فرمالیں۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے　　نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

صاحب تقریر پردلپذیر کی عجیب جہالت

آٹھواں دجل: اس عنوان کے تحت مؤلف المسلک المنصور حضرت مولانا منیر احمد صاحب مدظلہ کی تقریر کا ایک ادھورا اقتباس پیش کرتے ہیں: ''یہ الگ بات ہے کہ اہل سنت والجماعت میں بعض اس چیز کے قائل ہیں کہ روح مبارک جسم کے اندر ہے اور بعض اس چیز کے قائل ہیں کہ روح جنت میں اور اس کا جسم اطہر کے ساتھ تعلق ہے

اور اس تعلق کی وجہ سے جسم زندہ ہے پس تعلق کی کیفیت میں تھوڑا سا اختلاف ہے کہ روح جسم کے اندر ہے یا جسم کے باہر۔ الخ! (تقریر دلپذیر ص ۸)

پھر اس پر یوں رنگ چڑھاتے ہیں: ''مثل مشہور ہے کہ ساون کے اندھے کو ہرا ہی دکھائی دیتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مناظر موصوف کی عمر اب ۷۲ سال سے تجاوز کر چکی ہے۔ اس لئے روح سات آسمانوں سے اوپر جنت میں ہو یا زمین میں ہو تھوڑا سا فرق سمجھتے ہیں۔'' (المسلک المنصور ص ۷۷)

جواب: مؤلف نے مولانا منیر احمد صاحب مدظلہ کی تقریر کا جو حصہ پیش کیا ہے اس کا اختتام روح جسم کے اندر ہے یا جسم کے باہر پر کیا ہے۔ حالانکہ عبارت یہاں ختم نہیں ہو رہی بلکہ یوں ہے: ''روح جسم کے اندر ہے یا جسم کے باہر ہوتے ہوئے اس کا جسد عنصری کے ساتھ تعلق ہے لیکن روح و جسم کے تعلق پر اور اس تعلق کی وجہ سے جسم عنصری کی حیات پر سب اہل سنت کا اتفاق ہے۔ (تقریر دلپذیر ص ۸)

مؤلف نے انتہائی کمینگی کا مظاہرہ کیا اور اگلے حصے کو ہڑپ کر گئے۔ پھر مولانا مدظلہ نے آگے شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا اس کیفیتی اختلاف کے متعلق ایک قول بھی بیان کیا۔ ہم وہی قول ''فتح الملہم'' کی عبارت کے ساتھ بمع ترجمہ پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: ''واما بعد وفاته فروحة المقدسة ﷺ قد استقرت فی الرفیق الاعلیٰ مع ارواح الانبیاء علیہم السلام ولا یتوفهم من هذا انکار حیاتی فی قبره الشریف فان لروحه ﷺ اشراف علی البدن المبارک المطیب واشراقا تعلقاً به واذا سلم علیه المسلم ردالله علیه روحه حتی یرد علیه السلام کما وردفی الحدیث ولم یفارق اعلاء الاعلیٰ ومن کشف ادراکه وغلظت طباعه عن هذا الادراک عن هذا الادراک فلینظر الی الشمس فی علو محلها وتعلقها وتاثیرها فی الارض وحیات النبات والحیوان بها هذا وشان الروح فوق هذا'' (فتح الملہم ج ۳ ص ۴۱۲)

ترجمہ: اور وفات کے بعد آپ ﷺ کی روح مقدسہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی ارواح کے ساتھ استقرار پذیر ہے۔ لیکن اس سے آپ ﷺ کے اپنی قبر شریف میں زندہ نہ ہونے کا وہم نہ کیا جائے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی روح اقدس بدن مبارک پر اپنا اثر ڈال رہی ہے۔ اس کی روشنی بدن پاک پر پڑ رہی ہے۔ جب بھی کوئی مسلمان آپ ﷺ پر سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی روح کو متوجہ کر دیتے ہیں۔ آپ ﷺ سلام کا جواب دیتے ہیں جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے۔ یعنی ''رد اللہ علیّ روحی'' اور جس کا ادراک اس کے سمجھنے سے منقبض ہو تو وہ سورج کو دیکھ لے کہ سورج کتنے بلند مقام پر ہے۔ لیکن بایں ہمہ زمین پر اس کا تعلق اور تاثیر ہے جس سے حیوانات و نباتات کی حیات و نشوونما ہوتی ہے اور پھر روح اطہر کی شان تو (سورج کی شعاؤں) سے بھی بڑھ کر اور بلند ہے۔

خلاصہ عبارت

حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی مذکورہ بالا عبارت سے جو خلاصہ علامہ سید نور الحسن شاہ بخاری صاحبؒ نے نکالا وہ مندرجہ ذیل ہے۔

۱...... حضرت ﷺ کی وفات شریفہ کے بعد آپ ﷺ کی روح پاک دوسرے حضرات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ رفیق اعلیٰ، اعلیٰ علیین میں ہے اور مستقل طور پر وہاں قرار پذیر ہے اور کسی حال میں بھی وہاں سے جدا نہیں ہوتی۔

۲...... لیکن اس کا معنی یہ نہیں کہ قبر اقدس میں آپ ﷺ کی حیات کا انکار کر دیا جائے۔ گو آپ ﷺ کی روح پاک اعلیٰ علیین میں ہے لیکن اس کا تعلق قبر پاک میں موجود وجود اقدس کے ساتھ ہے۔ وہ جسم انور پر روشنی ڈال رہی ہے۔ جیسے سورج اپنے بلند مقام پر ہے لیکن زمین سے اس کا تعلق ہے اور اس کی تاثیر سے حیوانات و نباتات کی زندگی ہے۔

۳...... جیسے زمین کے ساتھ سورج کے تعلق و تاثیر سے حیوانات و نباتات کی حیات ہے، بلکہ خود زمین میں حیات ہے، اسی طرح وجود پاک کے ساتھ روح اقدس کے تعلق و اتصال سے نبی کریم ﷺ قبر شریف میں زندہ و حیات ہیں۔ (حیات الاموات ص ۱۲۲)

قارئین کرام! اب ذرا مؤلف کی دی ہوئی وہ سرخی ملاحظہ کریں۔ ''صاحب تقریر دلپذیر کی عجیب جہالت'' جہالت کس کی ہے؟ اگر مولانا منیر احمد صاحب کو جاہل کہا جائے تو علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کو پہلے کہنا پڑے گا اور دیوبندی تو کجا اختلاف کے باوجود کوئی بریلوی عالم، غیر مقلد بلکہ شیعہ بھی علامہ عثمانی کے علم و فضل کا انکار نہیں کرے گا تو اب نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ مؤلف المسلک المنصور جاہل نہیں بلکہ اجہل ہے۔ اہل عقل خود فیصلہ کر لیں گے کہ ساون کا اندھا کون ہے؟ اور ہرا ہرا کس کو نظر آ رہا ہے؟

اپنی آواز کی لرزش پر تا قابو پالو پیار کے بول تو ہونٹوں سے نکل جاتے ہیں

اور المسلک المنصور کے (ص ۷۷) پر جو امام اہل سنت حضرت الشیخ مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ کی ''احسن الکلام'' کے حوالہ سے عبارت دی گئی ہے۔ یعنی قرآن کریم احادیث اور اجماع سے یہ بات ثابت ہے کہ آسمانوں میں فرشتے اور ارواح حضرات انبیاء علیہم السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسد عنصری کے ساتھ بلکہ تمام دیگر مومنوں کی روحیں آسمانوں پر موجود ہیں تو اس سے زمینی قبور میں تعلق ارواح کی نفی مراد لینا بھی آپ کی بے عقلی کی دلیل ہے۔ حضرت شیخ کے عقیدے کی وضاحت تسکین الصدور، المسلک المنصور، سماع الموتی اور الشہاب المبین میں موجود ہے۔ اس دوسطری عبارت کو مماتی رنگ لگا کر دھوکا دینے سے کچھ نہیں بنتا۔

صاحب تقریر دلپذیر کی ولائیتی دلیل

نواں دجل: حضرت مولانا منیر احمد صاحب مدظلہ نے مسئلے کو عوام الناس کے ذہن میں اتارنے کے لئے ایک مثال دی کہ: ''دیکھئے انٹرنیٹ پروگرام کے ذریعے دنیا کے فاصلے مٹ گئے ہیں۔ ایک آدمی پاکستان بیٹھا ہوا دنیا کی جس لائبریری کا مطالعہ کرنا چاہئے کر سکتا ہے۔ اگر سائنسی ترقی کی وجہ سے اتنے فاصلوں کے باوجود یہ نتائج مرتب ہو سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت اس سے بہت وسیع ہے۔ اللہ اپنی قدرت کے ساتھ روح اور جسم کی دوری کے باوجود روح اور جسم کا تعلق پیدا کرے اور اس تعلق کی وجہ سے جسم میں حیات اور آثار حیات پیدا ہو جائیں تو یہ بات کیوں سمجھ نہیں آتی؟'' (تقریر دلپذیر ص ۹)

مذکورہ گفتگو میں کوئی قابل اعتراض نکتہ نہیں مگر مماتی مؤلف کے پیٹ میں جو مروڑ اٹھا تو یوں قلم سے زہر اگلا ''شاباش شیخ الحدیث صاحب! کیسی عمدہ دلیل بیان فرمائی واقعی مناظر آپ جیسے ہی ہونے چاہئیں۔ مولانا شرم کی بات ہے کہ آپ کو اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے قرآن و سنت پر اعتماد نہیں آیا اور انٹرنیٹ وغیرہ پر ایمان بالغیب کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ الخ! (المسلک المنصور ص ۸۰)

پھر مؤلف اپنی خفت مٹانے کے لئے حضرت شیخ مدظلہم کی کتاب کا حوالہ پیش کرتے ہیں جو آپ نے اہل بدعت کے خلاف ایک جواب میں دیا: ''ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ نص کے ہوتے ہوئے قیاس کرنا بے دینوں کا کام ہے۔'' (آنکھوں کی ٹھنڈک ص۱۸۹)

جناب من! اگر مولانا سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ کے اگلے جملے بھی نقل کر دیتے تو تمہارے مماتیت زدہ چہرے پر مزید نحوست چھا جاتی۔ حضرت دامت فیوضہم فرماتے ہیں: ''جب جناب رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے مجھ پر درود وسلام پہنچاتے ہیں تو ہمارا یہی ایمان ہونا چاہئے۔ علاوہ ازیں ریڈیو کی آواز عالم اسباب میں بجلی، بیٹری اور ہوا پر موقوف ہے تو جس طرح بغیر بجلی اور بیٹری کے ریڈیو کی آواز سنی نہیں جا سکتی۔ اسی طرح آپ سمجھ لیں کہ بغیر فرشتوں کے آنحضرت ﷺ امت کی طرف سے درود وسلام نہیں سنتے (یعنی دور سے) گویا فرشتوں نے وہی کام دیا جو ریڈیو کے لئے بجلی اور بیٹری نے دیا ہے۔ اب فرمایئے ریڈیو کی مثال ہماری ہے یا فریق مخالف کی؟ (آنکھوں کی ٹھنڈک ص۱۸۹)

''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات'' پر بحث

دسواں دجل: حضرت مولانا منیر احمد صاحب مدظلہ نے اپنی تقریر میں فرمایا: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون'' اس سے حیات انبیاء پر علماء کرام نے استدلال کیا ہے۔ علامہ ابن قیمؒ نے کتاب الروح میں قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے تفسیر مظہری میں اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے انباء الاذکیاء میں حیات انبیاء میں اس سے دلیل پکڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شہداء کے بارے میں حکم دیا ہے کہ جو اللہ کے راستے میں قتل کئے جاتے ہیں ان کو یہ نہ کہو کہ یہ مردہ ہیں بلکہ یہ زندہ ہیں لیکن تم اس زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔

اللہ کے راستے میں جو قتل ہوا وہ روح ہے یا جسم؟ جسم ہے، جسم کو زخم لگتے ہیں ٹکڑے ٹکڑے جسم ہوتا ہے۔ جسم پر تلوار چلتی ہے جسم کو ہی گولی لگتی ہے اور جسم ہی تہہ تیغ ہوتا ہے۔ معلوم ہوا شہداء کے جسم زندہ ہیں، مردہ نہیں۔ (تقریر دلپذیر ص۲۱)

اس پر مؤلف ''المسلک المنصور'' نے اپنی کتاب کے (ص۹۶ تا ۱۴۲) غیر متعلقہ اور ادھر ادھر کی باتوں سے بھرتی کی ہے۔ انہوں نے جو آیات اور تفسیروں کے نام درج کئے ہیں۔ ہم ان کو (العیاذ باللہ) فضول بھرتی کہنے کی جرأت تو نہیں کر سکتے۔ (کیونکہ ایسی جرأت کوئی مماتی جماعت کا فرد ہی کر سکتا ہے) البتہ یہ کہیں گے کہ انہوں نے برکت کے لئے کافی مفسرین کے نام اور کتابیں درج کر دی ہیں۔ مؤلف المسلک المنصور فرماتے ہیں کہ شہداء کے اجساد عنصریہ کے ساتھ ارواح کا تعلق عقلی ڈھکوسلہ ہے۔ حالانکہ گزشتہ سطور میں ہم بتا آئے ہیں کہ روح تو ہر میت کی طرف لوٹتی ہے تاکہ عذاب وثواب کا احساس کر سکے تو شہید فی سبیل اللہ جن کو مردہ کہنے کی ممانعت آئی ہے۔ ان کی ارواح کا ابدان عنصریہ کے ساتھ تعلق نہ ہو؟ یہ ایسا کون سا گورکھ دھندا ہے جو سمجھ میں نہ آتا ہو۔

مماتی مؤلف صاحب نے جتنی مغز کھپائی کی ہے اس کا لب لباب یہ ہے کہ قتل چونکہ جسم ہوتا ہے۔ لہٰذا زندہ بھی جسم ہی ہوتا ہے۔ یہ نظریہ غلط ہے اور یہ کہ ایسا نظریہ رکھنے والا محرف قرآن ہے۔ (معاذ اللہ) اور دوسرے نمبر پر اس آیت سے حیات انبیاء کا استدلال ٹھیک نہیں۔ اگر یہ باتیں کسی مماتی واعظ نے اسٹیج پر کی ہوتیں تو کوئی حرج نہ تھی۔

کیونکہ باتیں ہوا میں اڑ جاتی ہیں اور ایسی سینکڑوں بے حقیقت باتیں مماتی واعظین بشمول بانی فرقہ ممات ہوا میں اڑاتے رہتے ہیں۔ لیکن اب ایسی گھسی پٹی باتیں چونکہ کتابوں میں لکھی جارہی ہیں آنے والی نسلیں ایسے اعتراض اور من گھڑت استدلال پڑھ کر خوب ہنسیں گے بلکہ تالیاں بجائیں گے کہ کیسے کیسے محققین سے پالا پڑا ہے۔ مگر یہ ''شیخ چلی'' کی اولاد ہے کہ انہیں اس بات کی کوئی فکر یا پروا نہیں۔ بس آنکھیں بند کر کے مکھی پہ مکھی مارتے جاؤ۔ اس بندہ خدا سے کوئی پوچھے کہ چلو تم ہی کھل کر بتادو کہ جہاد کے دوران میدان جنگ میں جسم کٹتے ہیں یا روحیں؟ اگر کہیں روحیں کٹتی ہیں تو پھر تو آپ اس قابل ہیں کہ آپ کو دائمی اور لاعلاج پاگل قرار دے کر کسی پاگل خانے میں داخل کروادیا جائے اور اگر کہیں کہ جسم کٹتے ہیں تو جناب اللہ تعالیٰ جو فرمارہے ہیں کہ شہدا زندہ ہیں، روح تو پہلے ہی زندہ تھی۔

اب زندہ کون ہے؟ ظاہر ہے اجسام زندہ ہیں تو کیا بغیر تعلق روح کے جسم زندہ ہوتا ہے؟ ڈاکٹر علامہ خالد محمودؒ فرماتے ہیں' یہاں زندہ اجسام انہی کو کہا گیا ہے جن پر مشرکین کا فعل قتل وارد ہوا تھا۔ یہاں اجسام ہی قتل کے مورد تھے اور انہی اجسام کو وہاں زندہ کیا گیا۔ یہ سمجھنے میں اگر وقت ہو تو ''لایشعرون'' (کہ تم شعور نہیں رکھتے) کہہ کر تذبذب کو رفع کر دیا گیا۔ جس طرح قرآن کریم میں حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ''ما قتلوہ یقینا بل رفعه الله اليه'' انہوں نے مسیح کو پورے وثوق سے قتل نہیں کیا بلکہ جس بدن کے وہ مورد قتل ہونے کے مدعی ہوئے ہیں اس بدن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا ہے، رفع اسی جسم کا ہوا جس پر وہ فعل قتل وارد کرنے کے مدعی تھے۔ اسی طرح جن شہدائے بدر واحد پر وہ عمل قتل سے ان کے اموات ہونے کے مدعی تھے انہی شہداء کے بارے میں اس کا ابطال کیا گیا کہ وہ مردے نہیں زندہ ہیں اور ان کی حیات کا اثبات کیا گیا اور شک تک کرنے سے منع کر دیا گیا۔ قتل کون ہوا؟ جسم، زخمی کون ہوا؟ جسم۔ نہ روح زخمی ہوئی اور نہ کسی جسد مثالی پر تلوار چلی۔

سو یہ بات کہ وہ زندہ ہیں یہ انہی اجسام کی خبر ہے جو میدان جہاد میں تڑپے اور پھڑکے اور جنہیں صحابہ رضی اللہ عنہم نے دفن کیا۔ شہیدوں کی روح زندہ ہے۔ یہ بالکل بے محل بات ہے وہ تو مری ہی نہ تھی۔ نہ جسد مثالی مرا تھا۔ سو فعل قتل جس سے متعلق ہوا حالت حیات بھی اسی کو ہوئی۔ ان اجسام پر بے شک وعدہ موت پورا ہوا۔ لیکن اب یہ زندہ ہیں اور زندگی کے تمام لوازم انہیں اس جہان میں میسر ہیں: ''بل احیاء'' نے ''ھم اموات'' کا کلی طور پر ابطال کر دیا ہے۔ اگر صرف روح کی زندگی مراد ہوتی تو ''لاتشعرون'' کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ روح زندہ ہے اجسام مردے ہیں۔ یہ بات تو ہر کسی کو سمجھ آرہی تھی۔ اس بات میں کسی کو استعباد تھا جو ''لاتشعرون'' کہہ کر ختم کیا گیا۔ یہ شہداء کی جسمانی حیات ہے جو ہمارے حواس سے بالا تھی اس نارسائی سے جو بے چینی تھی اسے ''لاتشعرون'' سے دور کیا گیا۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کی حیات کے کچھ لوازمات بھی ذکر فرمائے۔ فرمایا: ''یرزقون'' انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔ صرف روح کو کھانے پینے کی کیا ضرورت ہے؟ نہ جسد مثالی رزق کا محتاج ہے۔ کھانا پینا تو اسی جسم کے صفات میں سے ہے۔ جب یہ صفت ذکر کی گئی تو تاکید ہوگئی کہ حیات جسمانی ہے صرف روحانی نہیں اور عنصری بدن سے ہے کسی اور جسد سے نہیں۔ جسد مثالی کھانے پینے سے بے نیاز ہوتا ہے۔

(مدارک الاذکیاء فی حیات الانبیاء، المعروف مقام حیات ص ۳۴۴ تا ۳۴۶)

اسی طرح ''حیات الاموات'' میں علامہ نور الحسن شاہ بخاری فرماتے ہیں: ''بایں ہمہ شہید جسمانی طور پر بھی زندہ ہے۔ اسے مردہ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ ''لمن یقتل فی سبیل اللہ'' کو مردہ کہنے کی ممانعت ہے اور یہ حقیقت

ہے کہ قتیل وشہید فی سبیل اللہ وجود اور جسم ہے۔ لہٰذا شہید کے وجود اور جسم کو مردہ نہیں کہہ سکتے۔ وہ زندہ ہے۔ ایک تو اکراما دوسرے جس کے ساتھ روح کے تعلق ہونے کی وجہ سے اور روح کا یہ تعلق ہر میت کے ساتھ ہے۔'' (ص ۸۸)

اسی طرح ''نور الصدور'' میں ہے: ''اسی وجود کو مردہ کہنے سے روکا گیا جس پر فعل قتل وارد ہوتا ہے۔ لہٰذا زندہ وہی ابدان مقتولہ ہوں گے اور قرآن حکیم کی آیات کے مطابق ہم انہیں زندہ ماننے کے مکلف ہیں۔ پھر اس میں رزق کا لفظ بیان کر کے یہ بتایا کہ چونکہ رزق کی ضرورت جسم کو ہوتی ہے، روح کو نہیں۔ لہٰذا یہ حیات جسدیہ برزخیہ ہے۔'' (نور الصدور ص ۱۶۷)

جو حضرات کہتے ہیں کہ حیات روحیہ نہیں ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ صرف روح کی زندگی نہیں وہ تو سدا زندہ ہے، روح کا جسم کے ساتھ تعلق رہتا ہے اور جو حضرات روحانی کہتے ہیں ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ روح غالب ہے، جسم مغلوب ہے۔ دنیا میں اس کے برعکس تھا۔ یہ صرف الفاظ کا ہیر پھیر ہے۔ مفہوم ایک ہی ہے اور انہی الفاظ کے پیچ وخم کو احمق لوگ تضاد کا نام دیتے ہیں۔ (قرآن مجید میں ایک مقام پر آیا ہے: ''نحن نرزقکم وایاھم'' (آیت: ۱۵۲) اور دوسرے مقام پر آیا ہے: ''نحن نرزقھم ایاکم'' (آیت: ۳۱) مفہوم دونوں کا ایک ہے۔ اگر مماتیوں کی سب کو ''جاہل'' اور خود کو ''عاقل کل'' کہنے کی عادت نہ گئی تو خطرہ ہے کہ یہ کلام خدا میں بھی طبع آزمائی کریں گے)

قارئین کرام! باقی اس حیات کی نوعیت وکیفیت کیا ہے اس پر بحث ومباحثہ کرنا اور ساری توانائیاں اس پر صرف کر دینا درست نہیں۔ کیونکہ ہر حال وہ عالم برزخ ہے اور عالم برزخ کو عالم دنیا پر قیاس کرنا نادانی ہے اور ویسے بھی ہم ''ولکن لا تشعرون'' کے دبیز پردوں کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ کوئی بات ذہن میں نہ بیٹھنے کی صورت میں عقلی گھوڑے دوڑانا اور پوری امت کے فقہاء وعلماء، محدثین ومتکلمین اور دور حاضر کے جید علماء وشیوخ کو بڑی آسانی کے ساتھ جاہل کہہ دینا یہ مماتیوں کا دل گردہ تحمل کر سکتا ہے کوئی عقل سلیم رکھنے والا انسان اتنی خود نمائی وخود غرضی کا شکار نہیں ہو سکتا۔

حدیث طیور خضر سے مماتیوں کا استدلال

مماتی احباب کو جسم نبی ﷺ روضہ اطہر اور شہداء اسلام سے بڑھ کر ''ہرے ہرے پرندوں'' سے خاصا انس ہے۔ کبھی سفید چڑیاں لے آتے ہیں، کبھی ہری چڑیاں اور کبھی آل فرعون کی کالی چڑیاں۔ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں سبز پرندوں والی روایت میں معاویہ ضریر اور اعمش صاحبان ہیں۔ معاویہ ضریر شیعہ اور اعمش مدلس ہے۔ منکرین مغالطہ دیتے ہیں کہ جب شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہیں تو جسم کے ساتھ ان کا تعلق کیسے ہے؟ حالانکہ یہ ''ولکن لا تشعرون'' سے سراسر انحراف ہے۔ اس لئے کہ مذکورہ حیات تو شعور میں آنے والی ہے اور قرآن مقدس میں جس زندگی کی طرف اشارہ ہے وہ شعور میں آنے والی نہیں اور وہ حیات جسد عنصری والی ہے۔

اب ایک طرف قرآن مجید ہے اور دوسری جانب حدیث ہے، قرآن قرآن کا دلکش نعرہ لگانے والے بزبان حال اس حدیث مذکورہ کو قرآن مجید کی اس آیت کے لئے ناسخ قرار دیتے ہیں جو کسی صورت میں بھی ممکن نہیں ہے۔ البتہ آیت قرآنی کی تشریح وتفسیر بن سکتی ہے۔ حیات شہداء کے دو پہلو ہیں، ایک روحانی اور دوسرا جسمانی حیات کا پہلو ہے۔ اوّل الذکر پہلو کو حدیث میں اور ثانی الذکر کو قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے۔ کتاب وسنت کے مجموعے سے شہداء کی ارواح اور اجساد عنصریہ کی حیات ثابت ہوتی ہے۔

مسلم شریف کی حدیث کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہوتی ہیں اور وہ جنت میں سیر کرتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب آج تک کسی نے نہیں لیا کہ ان سے (یعنی شہداء سے) اپنی اصلی شکل چھین لی جاتی ہے اور اشرف المخلوقات کی صورتوں سے انہیں پرندے بنا دیا جاتا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شہداء کے ارواح کو سیر کے لئے جو سواریاں عطا فرماتے ہیں وہ سواریاں سبز پرندوں کی شکل میں ہوتی ہیں اور پرندوں کے پیٹ میں ہوتے ہوئے جسد عنصری کے ساتھ ارواح کا تعلق اللہ تعالیٰ کے لئے کون سا مشکل ہے؟ بعض حضرات کے دل میں یہ خیال بھی انگڑائی لیتا ہے کہ شہید جب جنت میں ہیں وہاں کھاتے پیتے ہیں تو وہ قبر میں کیسے زندہ ہیں، جنت کی سیر وسیاحت اور قبر کی زندگی ایک ہی وقت میں کیسے ہوسکتی ہے؟

اس کا آسان جواب تو یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتوں کے سامنے کیا، کیوں اور کیسے کی کوئی وقعت وحیثیت نہیں ہے۔ عالم آخرت ایک مستقل جہان ہے اور اس جہان سے کہیں بڑا ہے۔ کیونکہ قانون ہے کہ ہر دوسرا جہان پہلے سے بڑا ہے۔ ہر انسان کا پہلا جہان ماں کا پیٹ ہے۔ جب انسان پیدائش کے ذریعے عالم دنیا میں آتا ہے تو یہ جہان پہلے سے بڑا ہے۔ اسی طرح دنیا سے جانے کے بعد عالم برزخ اس دنیا سے بڑا ہے اور پھر عالم محشر ان تینوں سے بڑا ہوگا۔ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت اور طاقت سے خارج نہیں ہے۔ ہمیں تو توحید کے ان شیدائیوں پر حیرت ہے مؤحد کہلوانے کے باوجود ان کا موضوع سخن صرف ایک ہے۔ امور قدرت میں اپنی کمزور اور ناقص عقل کے گھوڑے دوڑانا اور گھوڑے بھی ایسے جو اکابر علماء دیوبند سمیت اہل سنت والجماعت کے جمیع مفسرین ومحدثین، فقہاء محدثین اور علماء ومتکلمین کی جملہ تحقیقات کو روندتے چلے جائیں۔ اگر انسان کے دل میں تعلی اور تکبر نہ ہو اور اعتماد علی السلف کے جذبے سے سرشار ہو تو یہ کوئی ایسا معرکہ نہیں جو نہ مارا جاسکے۔

حضرات محترم! جس طرح خواب میں سونے والا انسان کا دھڑ چارپائی پر یا نیچے زمین پر پڑا ہوتا ہے اور پڑے رہنے کے باوجود جسد روح کے ہمراہ شریک کار بھی ہوتا ہے اور مصروف عمل بھی۔ یعنی جسم بے حس وحرکت پڑا ہوا ہے۔ دیکھنے والا اس پر مرتب ہونے والے اثرات کو بالکل محسوس نہیں کرسکتا وہ یہی سمجھتا ہے کہ خراٹے لے کر سونے والا میٹھی نیند سو رہا ہے جب کہ وہ عالم خواب میں ''کوہ قاف'' کی سیر کررہا ہوتا ہے۔ نہ جسم اپنے آپ کو علیحدہ محسوس کرتا ہے اور نہ روح۔ بلکہ دونوں ایک دوسرے کو ہمراہ تصور کرتے ہیں۔ بالکل اسی طرح شہداء کے اجساد عنصری اپنی اپنی قبر میں رہتے ہوئے جنت کی سیر میں ارواح کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور جس طرح خواب میں روح پر طاری ہونے والے مصائب وآسائش سے انسان کا جسم متاثر ہوتا رہتا ہے۔ اسی طرح شہداء کی ارواح بھی جنت میں لطف لیتی ہیں تو جسم بھی برابر متاثر ہوتا ہے اور جس طرح خواب کی کارروائی پاس بیٹھنے والے انسان کو دکھائی نہیں دیتی۔ اسی طرح عالم برزخ کے حالات وواقعات بھی نظروں سے اوجھل رہتے ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ اس دنیا میں رہتے ہوئے ہم اپنے قریب سونے والے کے خواب کا ادراک نہیں کرسکتے۔ عالم برزخ جو ایک علیحدہ اور مستقل جہان ہے ہم یہاں بیٹھ کر کماحقہ وہاں کا ادراک کیسے کرسکتے ہیں؟

اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب مفسرین میں یہ اختلاف ہوا کہ آیا ابدان شہداء میں ارواح لوٹتی ہیں یا نہیں؟ تو کسی ایک مفسر نے بھی نہیں کہا کہ جب حیات شہداء کی تفسیر پرندوں کی سیر سے حدیث میں آچکی ہے تو تم ان بدنوں کو زیر بحث کیوں لا رہے ہو؟ یہ بحث اور اعتراض سوجھا ہے تو چودہ صدیوں کے مماتی محققین کو اس سے قبل کسی

کے ذہن تک میں یہ بات نہ آئی۔اب رہ گیا یہ سوال کہ اس آیت سے حیات انبیاء علیہم السلام کا استدلال کیسا ہے؟ اور یہ استدلال صرف مولانا منیر احمد صاحب نے کیا ہے یا جملہ مفسرین نے۔ جھلک ملاحظہ ہو:

۱...... علامہ قاضی شوکانیؒ فرماتے ہیں: ''ورد النص فی کتاب اللہ فی حق الشھداء انھم احیاء یرزقون وان الحیوۃ فیھم متعلقۃ بالجسد فکیف بالانبیاء والمرسلین'' ترجمہ: قرآن پاک میں شہداء کے متعلق نص موجود ہے کہ وہ زندہ ہیں۔انہیں رزق دیا جاتا ہے اور ان کی حیات جسد کے ساتھ ہے، یہ حیات انبیاء ومرسلین کو بدرجہ اولیٰ حاصل ہے۔ (نیل الاوطار ج ۳ ص ۳۱۱)

۲...... ''ان الشھداء بعد موتھم وقتلھم احیاء عند ربھم یرزقون فرحین وھذہ صفۃ الاحیاء فی الدنیا واذا کان ھذا فی الشھداء کان الانبیاء بذالک احق واولی'' ترجمہ: تحقیق شہید ہونے والے بعد از موت اپنے رب کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ خوش ہیں اور یہ دنیا میں زندوں کی صفت ہے جب شہداء کا یہ حال ہے کہ وہ زندہ ہیں تو انبیاء کرام علیہم السلام تو اس شان کے زیادہ حق دار اور اہل ہیں۔ (سفارینی ج ۲ ص ۳۹)

۳...... سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ لکھتے ہیں: ''انبیاء علیہم السلام کی ارواح مقدسہ جو اثرات حیات مرتب ہوتے ہیں وہ شہداء سے بہت قوی اور اعلیٰ ہوتے ہیں۔حتی کہ ان کی ازواج مطہرات سے کوئی شخص نکاح بھی نہیں کرسکتا اور نہ ان کا کوئی ترکہ تقسیم ہوسکتا ہے۔'' (تفسیر کشف الرحمن ج اول ضمیمہ ۳۶ ص ۳۶ طبع کراچی)

۴...... اور یہی حیات ہے جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں۔یہاں تک کہ سلامت جسم کے علاوہ اس حیات برزخی کے کچھ آثار ظاہری احکام پر بھی پڑتے ہیں۔مثلاً ان کی میراث تقسیم نہیں ہوتی ان کی ازواج دوسروں کے نکاح میں نہیں آسکتیں۔

۵...... غیر مقلد عالم نواب وحید الزمان خان صاحب حیدرآبادی کے ترجمہ قرآن کے حاشیہ میں ہے: ''اور یہ برزخی زندگی انبیاء علیہم السلام کو علی الوجہ الاکمل حاصل ہے۔مگر شہداء کی تعظیم وتکریم کے لئے قرآن نے خصوصیت سے ان کو احیاء کہا ہے۔

۶...... مولانا قاضی شمس الدین صاحبؒ فرماتے ہیں: ''ہاں شہداء کے حق میں ارشاد ہے: ''بل احیاء ولکن لا تشعرون'' اس سے بطور دلالت النص کے سمجھ میں آتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام جن کا درجہ شہداء سے بھی بہت بڑا ہے وہ بعد الوفات زندہ ہیں۔'' (مسالک العلماء ص ۲۹)

نوٹ: قاضی صاحب کی مسالک العلماء پر ہم آئندہ سطور میں بحث کریں گے۔ان شاء اللہ!

اجماع امت اور مسئلہ حیات

اور جناب من! مسئلہ حیات النبی ﷺ پر ہم کتنے حوالوں کا انبار لگائیں کہ چودہ صدیوں کی شہادتیں موجود ہیں، جس کے لئے کئی دفتر درکار ہیں۔یہ کوئی آپ کے من گھڑت عقیدے والا خود ساختہ ''اجماع'' تھوڑا ہی ہے جو سید عنایت اللہ شاہ صاحب کے گجرات سے ہوتا ہوا ''ملہ گنگ'' میں اختتام کو پہنچ جاتا ہے۔مسئلہ حیات النبی ﷺ پر چودہ سو سالوں سے امت کا اجماع ہے اور اہل حق اپنی کتب میں اس کی وضاحت خوب سے خوب تر کرتے آئے ہیں۔ایک جھلک ملاحظہ کریں:

۱...... (انوار المحمود ج۱ ص۶۱۰)
۲...... (القول البدیع ص۱۶۱)
۳...... (حیات الانبیاء للبیہقی ص۴)
۴...... (مظاہر حق ج۱ ص۶۱۷)
۵...... (کفایت المفتی ج۱ ص۱۶۰)
۶...... (اشرف الجواب ص۲۶۰)
۷...... (فتاویٰ رشیدیہ ج ص۱۴۱)
۸...... (مدارج النبوۃ ج۳ ص۵۲۹)
۹...... (المحنۃ الوہبیۃ ص۶)
۱۰...... (رسالہ مدنیہ ص۴۱)
۱۱...... (رسائل قشیریہ ص۱۰)
۱۲...... (وفاء الوفاء ص۱۳۴۹)
۱۳...... (اجوبہ اربعین ص۳۰۰)
۱۴...... (فیض الباری ج۲ ص۶۴)
۱۵...... (فتح الباری ج۶ ص۶۰۳)
۱۶...... (تیسیر القاری ج۳ ص۲۶۲)
۱۷...... (عمدۃ القاری ج۱۱ ص۴۰۳)
۱۸...... (لامع الدراری ج۶ ص۱۳۵)
۱۹...... (ارشاد الساری ج۲ ص۳۷۸)
۲۰...... (الکوکب الدری ج۱ ص۴۲۳)
۲۱...... (اعلاء السنن ج۱۰ ص۵۱۰)
۲۱...... (فتح الملہم ج۲ ص۳۸۸)
۲۳...... (نور الایضاح ص۱۸۷)
۲۴...... (زرقانی ج۱۲ ص۲۰۳)
۲۵...... (طحطاوی ص۷۴۶)
۲۶...... (طبقات شافعیہ ج۶ ص۴۸۲)
۲۷...... (الروضۃ البہیۃ ص۱۴)
۲۸...... (مناسک الحج ص۸۴)
۲۹...... (کتاب الروح ص۴۹)
۳۰...... (منح المنۃ ص۹۲)
۳۱...... (شرح شفاء ج۳ ص۴۹۹)
۳۲...... (مرقات ج۲ ص۲۰۹)
۳۳...... (مراقی الفلاح ص۱۹۲)
۳۴...... (فتح القدیر ج۳ ص۹۵)
۳۵...... (فتاویٰ عالمگیری ج۱ ص۲۶۶)
۳۶...... (شامی ج۳ ص۲۵۹)
۳۷...... (نسیم الریاض ج۳ ص۴۹۹)
۳۸...... (اتحاف النبلاء ص۴۱۵)
۳۹...... (المہند ص۳۸)
۴۰...... (تذکرۃ الخلیل ص۳۷۰)
۴۱...... (تحیۃ الاسلام ص۳۶)
۴۲...... (نشر الطیب ص۲۰۸)
۴۳...... (حاشیہ بخاری ج۱ ص۵۱۷)
۴۴...... (فتاویٰ عزیزی ج۲ ص۲۹)
۴۵...... (فتاویٰ دار العلوم ج۵ ص۳۹۷)
۴۶...... (معارف الحدیث ج۴ ص۴۵۸)
۴۷...... (انباء الاذکیا ص۱۴۷)
۴۸...... (حجۃ اللہ البالغہ ج۲ ص۷۷)
۴۹...... (الصارم المنکی ص۲۶۲)
۵۰...... (فضائل حج ص۱۲۷)
۵۱...... (فضائل درود شریف ص۳۲)
۵۲...... (احسن الفتاویٰ ج۴ ص۸۱)
۵۳...... (سوانح حیات شیخ القرآن ص۳۵۱)
۵۴...... (خیر الفتاویٰ ج۱ ص)
۵۵...... (آپ کے مسائل ج۱ ص۹۱)
۵۶...... (تاتارخانیہ ج۲ ص۴۷۳)

۵۷...... (التعلیق المحمود حاشیہ ابی داؤد ص ۲۷۹) ۵۸...... (معارف القرآن ج ۲ ص ۴۵۹)
۵۹...... (توضیح السنن ج ۲ ص ۶۸۹) ۶۰...... (تحریرات حدیث ص ۲۵۵)
۶۱...... (السنن دارمی ج ۱ ص ۵۷) ۶۲...... (مکتوبات امام ربانی ج ۲ ص ۶۶)

قارئین کرام! اہل سنت والجماعت کے پاس تھوک کے حساب سے دلائل موجود ہیں، ان کے سامنے مماتی دوستوں کی ''پرچون کی دوکان'' (وہ بھی جعلی) کیا کام دے گی؟ ہم ان صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے دوستوں کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ اکابر علماء دیوبند جذبہ توحید وسنت میں آپ سے کئی گنا آگے تھے۔ آیئے! اسلاف کے دروازے آج بھی کھلے ہیں۔ یہاں فیض آج بھی بٹ رہا ہے، ہدایت کے ٹھنڈے چشمے بہہ رہے ہیں، ان سے آکر پانی پئیں اور اپنے سینوں سے مرض کو دور کریں۔

ہمارا عقیدہ

گیارہواں دجل: اس عنوان کے تحت مؤلف لکھتے ہیں: ''ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس طرح حق تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے شہداء کرام کو ایک قسم کی مخصوص حیات عطاء فرمائی ہے۔ اسی طرح تمام انبیاء کرام کو بالخصوص امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کو بھی موت کے بعد ایک مخصوص حیات برزخی عطا فرمائی ہے جو شہداء کرام کی حیات سے ممتاز اور بلند وبالا، ارفع، انفع، اوقع، اعلیٰ، اولیٰ، احلیٰ، اقویٰ، ابقیٰ، اصفیٰ، ازکیٰ، اسنیٰ، اشہیٰ، احظیٰ، اجلی، اقوم، افضل، اکمل، ادوم، اتم، اہم، اعظم، اطیب اور اقدس ہے۔ (یہ ساری عبارت اور دلکش الفاظ سید نیلوی شاہ صاحب کی کتاب سے سرقہ شدہ ہیں) ملاحظہ ہو۔ (عقائد علماء دیوبند ص ۱۲)

(مزید لکھتے ہیں) مگر یہ حیات نہ دنیاوی ہے اور نہ لفظ میت کے اطلاق کے منافی ہیں اور نہ ارواح مبارکہ اجساد عنصریہ میں داخل ہیں اور نہ ارواح مبارکہ کا اجساد عنصریہ کے ساتھ تعلق تصرف ہے۔ (المسلک المنصور ص ۱۳۳)

جواب: قارئین کرام! کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ حضور ﷺ زندہ ہیں مگر روح کا جسد اطہر سے تعلق نہیں۔ ان احمقوں سے کون پوچھے کہ بھلا روح کے بغیر بھی حیات ممکن ہے؟ یہی وہ چور دروازہ ہے جس میں یہ مرزائیوں کی طرح راہ نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ باقی حیات دنیویہ کی ہم بار بار وضاحت کرتے آئے ہیں کہ اس سے مراد دنیا والے جسم شریف کا قبر اطہر میں زندہ ہونا مراد ہے اور اس روح کے تعلق کی وجہ سے آپ ﷺ قبر مبارک پر پڑھا جانے والا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ بغیر حیات کے یہ سب کچھ ناممکن ہے۔

خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

بارہواں دجل: قرآن وسنت کا معنی ومراد وہی معتبر ہے جو اسلاف سے چلا آرہا ہے۔ جس جماعت یا فرد نے اسلاف کے مطالب لئے بغیر اپنے ناقص ذہن کے بل بوتے پر قرآن وسنت کی تشریح کی وہ نہ صرف اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور اپنی قبر انگاروں سے بھرتا ہے بلکہ اس کے خود ساختہ عقائد ونظریات سے جتنے لوگ متاثر ہوں گے وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے ہاں مجرم ٹھہرتے ہیں۔ بدقسمتی سے یہ فتنہ مماتیت بھی اسی شاہراہ پہ گامزن ہے۔ حضرت مولانا منیر احمد صاحب مدظلہم نے اپنی تقریر میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ان دو اعلانات کا ذکر فرمایا جو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھری جماعت میں سنائے۔

(بخاری شریف ج اوّل ص ۵۱۷) میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لایذیقک اللہ الموتتین ابدا'' یعنی اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو دو موتیں کبھی نہیں چکھائیں گے۔ ایک موت تو وہی ہے جو آ چکی تھی۔ دوسری موت سے مراد قبر والی موت ہے۔ کیونکہ عام انسان جب قبر میں جاتا ہے تو منکر نکیر کے سوال و جواب کے لئے روح جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔ بعد ازاں دوبارہ موت طاری کر دی جاتی ہے اور روح اپنے مستقر پر ہوتے ہوئے بقدر ضرورت جسم پر اثر انداز ہوتی ہے۔ مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمار ہے ہیں کہ آپ ﷺ پر دنیا والی موت آ چکی، قبر مبارک میں اعادہ روح ہوگا۔ پھر ہمیشہ ہمیشہ آپ ﷺ حیات رہیں گے۔ مولانا منیر احمد صاحب مدظلہ کی تقریر کا خلاصہ بھی یہی ہے۔ ملاحظہ ہو (تقریر دلپذیر ص ۲۸)

مؤلف المسلک المنصور اس پر اپنے آباؤ اجداد کی طرح خاصے سیخ پا ہوئے۔ شیعوں کے ساتھ بھی مماتیوں کی ''گاڑھی چھنتی'' ہے۔ کیونکہ شیعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اوّل ماننے کے لئے تیار نہیں اور دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اعلان ماننے کے لئے تیار نہیں اور طرح طرح کی تاویلیں کرتے ہیں۔ منکرین حیات النبی ﷺ کو ہمارا چیلنج ہے کہ اعلان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جو تم استدلال کرتے ہو اس پر چودہ صدیوں کے کسی ایک محدث یا شارح بخاری کا قول پیش کرو۔ مولانا منیر احمد صاحب پر برسنے سے پہلے اگر علامہ بدرالدین عینی الحنفی کے دروازے پر دستک دے دیتے تو لمبی زبانوں کے ساتھ شاید بک بک کر کے آپ اپنا وقت ضائع نہ کرتے اور تصنیف و تالیف کے صاف ستھرے میدان کو اپنی پھینکی ہوئی غلاظت سے گندہ بھی نہ کرتے۔ ''موتتین'' کے متعلق چلئے پوچھتے ہیں علامہ عینی سے۔

(۱) علامہ بدرالدین عینیؒ کا ارشاد

علامہ بدرالدین عینی حنفیؒ کی دقیق اور محققانہ شرح عمدۃ القاری موجود ہے۔ صحیح بخاری کی اس شہرہ آفاق شرح میں حنفی المسلک علامہ عینیؒ ''امتنا اثنتین'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اراد باالموتتین الموت فی الدنیا والموت فی القبر هما موتتان المعروفتان المشهورتان فلذالک باالتعریف وهما موتتان لکل احد غیر الانبیاء علیہم السلام فانهم لا یموتون فی قبورهم بل هم احیاء واما سائر الخلق فهم یموتون فی القبور ثم یحیون یوم القیامة'' دو موتوں سے مراد ایک تو وہ موت ہے جو دنیا میں آتی ہے۔ دوسری قبر والی ہے یہی ذو معروف و مشہور اموات ہیں۔ ہاں حضرات انبیاء علیہم السلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ وہ اپنی قبروں میں نہیں مرتے بلکہ وہ زندہ ہی رہتے ہیں۔ بخلاف دوسری مخلوق کے کہ (بعد از حساب) وہ قبروں میں وفات پا چکے ہیں اور پھر قیامت کے دن وہ زندہ ہوں گے۔

(عمدۃ القاری ج ۷ ص ۶۰۰)

(۲) علامہ عسقلانیؒ کا ارشاد

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: ''واحسن من هذه الجواب ان یقال ان حیاته فی القبر لا یعقبها موت بل یستمر حیا والانبیاء احیاء فی قبورهم ولعل هذا هو الحکمة فی تعریف الموتتین حیث قال لایذیقک اللہ الموتتین ای المعروفتین المشهورتین الواقعتین لکل احد غیر الانبیاء'' بہترین جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو روضہ اطہر میں ایسی حیات دائمی حاصل ہو چکی ہے کہ اس کے بعد پھر کبھی ورود موت نہ ہوگا اور

انبیائے کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ارشاد نبوت میں موتتین کو الف لام سے لایا گیا ہے۔ پس یہ دونوں موتیں "یعنی ایک دنیا کے اندر اور دوسری قبر کے اندر" سوائے انبیاء علیہم السلام کے باقی ہر ایک انسان پروارد ہوتی ہے۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۲۲)

(۳) مولانا سہارنپوریؒ، حافظ ابن حجرؒ کی تائید میں

قارئین کرام! حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کا یہی ارشاد لے کر آیئے اب حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ کے پاس چلتے ہیں۔ حضرت سہارنپوریؒ صحیح بخاری کے حاشیہ میں فرماتے ہیں: "والاحسن ان یقال ان حیاته لا یتعقبها موت بل یستمر حیاً والانبیاء احیاء فی قبورهم" (بخاری شریف ج اوّل ص ۵۱۷) بہتر یہی ہے کہ کہا جائے کہ حضور ﷺ کی حیات ایسی ہے کہ اس کے بعد موت وارد نہیں ہوگی۔ بلکہ ہمیشگی حیات آنجناب ﷺ کو حاصل ہے اور باقی انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

<u>نوٹ</u>: مؤلف المسلک المنصور نے اپنی کتاب کے (ص ۱۵۳) پر لکھا ہے: "بخاری شریف کے حاشیہ پر یہ قول موجود نہیں ہے۔ محقق ٹمن (یعنی مولانا نور محمد صاحب) بھی اگر عینک ہو تو معائنہ فرمالیں) جناب محقق ٹلہ گنگ صاحب آپ نے اصل میں "گجراتی عینک لگا کر بخاری شریف دیکھی ہوگی" براہ کرم انصاف کا چشمہ لگا کر مذکورہ بالا عبارت بخاری (ج اوّل ص ۵۱۷) کے حاشیہ میں ملاحظہ کرلیں۔ سلفی عفی عنہ

(۴) علامہ نورالحق محدث دہلویؒ کا ارشاد

بخاری شریف کی ایک شرح تیسری القاری کے نام سے علامہ نورالحق محدث دہلویؒ (۱۰۷۳ھ) نے لکھی ہے۔ یہ علامہ نورالحق بھلا کون ہیں؟ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (۱۰۵۲ھ) کے قابل فخر فرزند وقت کے بحرالعلوم تھے۔ ان کا ارشاد ملاحظہ ہو: "لا یذیقک الله الموتتین ابدا" یعنی بعد از موت بحیات ابدی زندہ خواہی بود از آں کہ وے دانستہ بود کہ انبیاء در عالم برزخ زندہ زند بخلاف سائر مسلمانان کہ در وقت سوال منکر ونکیر زندہ می کنند۔ آنہا را باز می میرانند۔ ارشاد نبوی ﷺ کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو دو موتوں کا ذائقہ کبھی نہ چکھائے گا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ وفات شریفہ وارد ہو چکنے کے بعد آپ ﷺ پھر ہمیشہ کی زندگی پائیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ یہ تھا کہ انبیائے کرام عالم برزخ میں زندہ ہوتے ہیں، باقی عام مسلمان منکر نکیر کے سوال وجواب کے لئے اپنی قبور میں زندہ کئے جاتے ہیں اور بعد ازاں ان پر دو موت ہوتا ہے۔ (تیسر القاری فارسی ج ۳ ص ۴۲۵)

(۵) حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلویؒ کا ارشاد

محترم قارئین! اب عظیم بیٹے (یعنی نورالحق دہلویؒ) کے بعد باپ کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں۔ آپ خطبہ صدیق رضی اللہ عنہ کی شرح اس طرح فرماتے ہیں: "مراد آنست کہ نمی میرد بموت دیگر در قبر ہمچو دیگراں کہ زندہ گردانیدہ می شود برائے سوال باز میراندمی شود ظاہر آنست کہ موت دیگر نیست بروئے وبعد از جریان سنت الٰہی بر اذاقت موت وزندہ گردانیدن بعد ازاں حیات باقی ومستمر خواد بود ومات برآن طاری نخواہد شد۔ پس ایں سخن اشارہ است بحیات آنحضرت ﷺ۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۸۹۰)

ترجمہ: خلیفہ اوّل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مراد اس کلمہ سے یہ تھی کہ عام لوگوں کی طرح آپ ﷺ روضہ اطہر میں دوسری موت کا ذائقہ بالکل نہیں چکھیں گے۔ دوسرے لوگوں کو قبر میں سوال و جواب کے لئے زندہ کیا جاتا ہے اور پھر دوبارہ ان پر وردِ موت ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ پر یہ دوسری موت کبھی نہیں آئے گی۔ ایک دفعہ لذت وفات چکھنے کے بعد اور پھر (روضہ اطہر) میں زندہ ہونے کے بعد آپ ﷺ دائمی حیات سے زندہ ہیں۔ آپ ﷺ پر اب کبھی طریان موت نہ ہوگا۔ اس ارشاد عالی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اشارہ مسئلہ حیات النبی ﷺ کی طرف تھا۔

مولانا منیر احمد صاحب اور مولانا نور محمد کو ''نوری، منیری'' کہہ کر مذاق اڑانے والے ان شاء اللہ اب انگشت بدنداں ہو کر رہ جائیں گے۔ شارحین بخاری نے مماتیوں سے زیادہ بخاری کو سمجھا ہے۔ ان سارے اکابر نے موت ثانیہ سے قبر کی موت مراد لی ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ! ہماری کمر پر چودہ صدیوں کے محدثین و شارحین کا ہاتھ ہے اور مؤلف ''المسلک المنصور'' نے ادھر ادھر لاکھ ہاتھ پاؤں مارے مگر افسوس کہ ''عنایت شاہ صاحب'' کے علاوہ کہیں پناہ نہ ملی۔ اہل انصاف تقابل کر کے دیکھ لیں اور فیصلہ فرما دیں کہ حق کس کے ساتھ ہے؟

قابل دید تھیں اس وقت ادائیں ان کی آئینہ دیکھ کے جب مد مقابل دیکھا

(۶) حیات النبی ﷺ پر ائمہ اربعہ کا اتفاق

اہل سنت والجماعت کے مذاہب اربعہ (یعنی احناف، شوافع، حنابلہ، مالکیہ) کے درمیان چھوٹے بڑے بے شمار اختلافات ہیں۔ مگر آنجناب ﷺ کی حیات بعد الوفات پر یہ سر مو بھی ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ منکرین حیات النبی ﷺ کو دنیا کے کسی علمی گوشے یا علمی شخصیت کے ہاں پناہ نہیں مل سکتی۔ مدینہ منورہ سے لے کر کوفہ تک، کوفہ سے دارالعلوم دیوبند تک اور دیوبند سے علماء پاکستان تک سب کے سب مماتی عقیدے کی بناء پر انہیں خارج از اہل سنت قرار دے چکے ہیں۔ اس ٹولے کے اندر دلائل نام کی کوئی چیز نہیں۔ صرف اور صرف ضد بازی، اشتعال انگیزی، سینہ زوری اور اسلاف کے ساتھ بغض و عداوت ہے۔ شاید ان لوگوں کو موت یاد نہیں اور جان بوجھ کر حق و صداقت سے اغماض کر رہے ہیں۔

دم کا نہیں بھروسہ جہان خراب میں بیٹھے ہیں لوگ عمر کا ساماں کئے ہوئے

(۷) حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کا ارشاد

موتتین کا مفہوم حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کے ارشاد کی روشنی میں یہ ہے: ''جب قبر میں پہنچے تو عام مومنین کی شان یہ ہے کہ انہیں پھر زندہ کیا جاتا ہے، عامہ مؤمنین کا حال یہ ہے کہ اس زندگی کے بعد پھر موت دے دی جاتی ہے۔ پھر قیامت کو حیات دی جائے گی۔ انبیاء علیہم السلام اس (دوسری) موت سے مستثنیٰ ہیں۔ جب قبر میں زندہ ہوئے اب قیامت تک بلکہ ابدالاباد تک زندہ رہیں گے۔ اب موت نہیں آئے گی۔ اسی کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ نے آپ ﷺ کو اس سے مکرم بنایا ہے کہ آپ ﷺ کے اوپر دو موتیں طاری کرے۔ بس وہ ایک ہی موت ہے جو آئی اس کے بعد اب جو زندگی آئی ہے تو ابدی زندگی ہے، پھر موت نہیں ہے۔'' (خطبات حکیم الاسلام ج پنجم ص ۱۸۲)

استاذ المحدثین مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے نام سے دھوکہ

تیرواں دجل: مؤلف نے حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی ایک مجمل عبارت سے یہ دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کی ہے کہ حضرت کاندھلویؒ اعلان صدیق رضی اللہ عنہ میں دوسری موت نہ آنے سے قبر اطہر والی زندگی مراد نہیں لیتے۔ حالانکہ حضرت کاندھلویؒ نے تو اپنی معروف کتاب سیرت المصطفیٰ ﷺ میں تقریباً ستائیس صفحات پر بحث کر کے آنجناب ﷺ کی حیات مبارک کو ثابت کیا ہے اور اسے اہل سنت کا اجماعی عقیدہ قرار دیا ہے۔ اس ساری تفصیل سے چشم پوشی کر کے حقائق کو جھوٹ کے دبیز پردوں میں چھپانا مماتیوں کو ہی زیب دیتا ہے۔ ہم حضرت کاندھلویؒ کی کتاب سے چند اقتباسات پیش کر کے بعد ازاں مماتیوں کے متعلق آپؒ کا ایک ارشاد بھی پیش کریں گے۔ ملاحظہ ہو:

۱...... تمام اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز اور عبادت میں مشغول ہیں اور حضرات انبیائے کرام کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے۔ اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامہ مؤمنین بلکہ ارواح کفار کو بھی حاصل ہے۔ (سیرت المصطفیٰ ﷺ ج دوم ص ۳۶۰)

۲...... انبیائے کرام کے اجساد مطہرہ اس عالم سے دوسرے عالم میں منتقل ہو گئے۔ لیکن وہی اجسام حسب سابق مشغول عبادت ہیں اور اعمال حیات اور اشغال زندگی بدستور جاری ہیں اور اعمال واشغال میں نماز کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ ایمان کے بعد درجہ نماز کا ہے اور نماز انبیائے کرام کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ غرض یہ کہ حضرات انبیائے کرام کی حیات جسمانی ہے، محض روحانی نہیں۔ (ج ۲ ص ۳۶۲)

۳...... شیخ تقی الدین سبکیؒ فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں آواز بلند کرنے کو ناپسند فرماتے تھے اور جو شخص مسجد نبوی میں آواز بلند کرتا تو اس کو یہ فرماتے: ''لقد اذیت رسول اللہ ﷺ فی قبرہ'' (طبقات شافعیہ) تحقیق تو نے آواز بلند کر کے رسول اللہ ﷺ کو قبر مبارک میں ایذاء پہنچائی۔ معلوم ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک آنحضرت ﷺ قبر مبارک میں اسی جسم اطہر کے ساتھ زندہ ہیں۔ (ج ۲ ص ۳۶۴)

۴...... تمام روایات سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے اجسام مبارکہ بوسیدہ اور بالیدہ ہونے سے محفوظ ہیں اور وفات کے بعد عبادات سے معطل نہیں، بلکہ نمازیں پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں اور اللہ کی طرف سے ان کو رزق ملتا ہے اور مزار مبارک پر جو شخص حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے، اس کو خود سنتے ہیں اور امت کے اعمال آپ پر قبر ہی میں پیش کئے جاتے ہیں۔ یہ تمام امور اس امر کی قطعی دلیل ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات جسمانی ہے اور ارواح طیبہ کا اجسام مبارکہ سے تعلق قائم ہے۔ (ج ۲ ص ۳۶۶)

۵...... وفات کے بعد نبی اکرم ﷺ کا اصل مستقر قبر مبارک ہے کہ جہاں آپ ﷺ کا جسد اطہر محفوظ ہے، نہ کہ آسمان! اور اسی مقام پر آپ ﷺ کی روح مبارک کا جسد اطہر سے تعلق ہے اور اسی جگہ آپ ﷺ پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور بایں ہمہ آپ کی روح مبارک کو عالم علوی سے بھی تعلق ہے۔ لہٰذا اگر آپ ﷺ کی روح مبارک سیر وتفریح کے لئے اعلیٰ علیین اور ملکوت السموات والارض میں باذن خداوندی جہاں چاہے جائے تو وہ اس کے منافی

نہیں۔حق تعالیٰ شانہ کو اختیار ہے کہ اپنے برگزیدہ بندہ (ﷺ) کو جہاں چاہے سیر کرائے اور امور آخرت اور احوال برزخ کو احوال دنیا پر قیاس کرنا نادانی ہے۔ (ج۱ص ۳۶۷)

قارئین کرام! مندرجہ بالا عبارات نہایت عام فہم اور ''مماتیت کش'' ہیں۔اب کوئی مماتی محقق مرکر بھی دوبارہ بلکہ سہ بارہ جنم لے لے تب بھی استاذ المحدثینؒ کے نام سے دھوکہ دینے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔ان شاء اللہ تعالیٰ!

مماتیوں کے متعلق حضرت کاندھلویؒ کا ارشاد گرامی

جس زمانہ میں بانی فرقہ ممات سید گجراتی صاحب اور ان کے حواری پوری قوت سے علماء امت پر گولہ باری کر کے بزعم خود توحید وسنت کی خدمت کر رہے تھے۔کسی نے مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ سے کہا کہ حضرت آپ سماع موتی پر کوئی کتاب تحریر کریں۔(کیونکہ آپؒ علم وفضل کے فلک بوس پہاڑ تھے۔جس موضوع پر حضرت نے قلم اٹھایا، تحقیق کا حق ادا کر دیا) تو جواباً کاندھلویؒ نے فرمایا جن شیوخ کو تم بات سمجھانا چاہتے ہو وہ تو بدرالدین عینیؒ، شیخ ابن الہمامؒ، علامہ آلوسیؒ، علامہ شامیؒ، حافظ ابن کثیرؒ، علامہ ابن حجر عسقلانیؒ، ملا علی القاریؒ اور علامہ ابن حجر مکیؒ جیسے لوگوں کو بھی پلے بھی نہیں باندھتے اور جمہور کو زنبور کہتے ہیں۔میں بھلا کس شمار میں ہوں کہ میری بات پر کان دھریں گے۔مگر ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو لوگ طالب حق ہیں ان کے سامنے حق واضح ہو جائے اور جو طالب ہدایت ہیں ان کے لئے رہنمائی کا سامان مہیا کر دیں۔ورنہ شیوخ تو اس راستے میں جہاں تک پہنچ چکے ہیں۔وہاں سے پلٹنا محال ہے۔صرف امید کی ایک کرن نظر آتی ہے کہ اللہ قادر ہے۔(حیات برزخیہ ص ۲۱۷، ناشر ادارہ نقشبندیہ اویسیہ چکوال)

نوٹ: حیات برزخیہ حضرت مولانا اللہ یار خان (آف چکڑالہ ضلع میانوالی) کی کتاب ہے، مؤلف المسلک المنصور نے اپنی کتاب میں حضرت چکڑالویؒ پر بھی زبان طعن دراز کی ہے اور اپنے قلم سے نکلنے والی تے سے صفحات کو بدبودار کیا ہے۔حضرت مولانا اللہ یار خان صاحبؒ کا اصل میدان رد رفض تھا جس زمانہ میں علامہ عبدالستار تونسوی صاحب مدظلہ کا شباب اور عروج تھا اور علامہ تونسوی کے مناظروں کی دھوم مچی ہوئی تھی۔اکثر مناظروں میں صدر مناظر مولانا اللہ یار خان صاحبؒ ہوا کرتے تھے۔اس کے ساتھ آپؒ نے مماتیت کی دکھتی رگ کو بھی دبایا ہے اور خوب دبایا ہے۔جس کی شدت مؤلف المسلک المنصور کی چیخ وپکار سے آج بھی ظاہر ہو رہی ہے۔

قاضی بیضاویؒ کی ایک عبارت اور مماتی مؤلف کا جھوٹ

چودھواں دجل: حضرت مولانا منیر احمد صاحب مدظلہم نے تفسیر بیضاوی کے حوالے سے ایک عبارت اپنی تقریر میں پیش کی کہ: ''حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ شہداء اللہ کے نزدیک زندہ ہیں ان کے رزق ان کی روحوں پر پیش کئے جاتے ہیں۔پھر ان کے جسموں کی طرف بھی راحت وفرحت پہنچتی ہے جیسا کہ آل فرعون کی ارواح پر صبح وشام آگ پیش کی جاتی ہے۔پھر ان کے اجسام کی طرف بھی درد پہنچتا ہے۔(تقریر دلپذیر ص ۱۲) مؤلف المسلک المنصور اس پر یوں تبصرہ کرتے ہیں: ''محقق تمن (یعنی مولانا نور محمد آصف صاحب، تمن ضلع چکوال کا ایک علاقہ ہے) غیرت اور ہمت فرمائیں اور حضرت حسن بصریؒ کے فرمان سے یہ دونوں باتیں ثابت کریں ہم آپ کو اور آپ کے مناظر صاحب کو ساڑھے ایک من لڈو اور دو گیلن کوکا کولا انعام دیں گے اور اگر نہیں دکھا سکتے اور یقیناً نہیں دکھا سکتے تو

خدارا کچھ شرم فرمائیں اور قرآن وسنت اور صحابہ کرام ؓ اور اولیائے امت اکابرین پر اپنے مذموم مقاصد کے لئے بہتان تراشیوں سے اجتناب فرمائیں۔ (المسلک المنصور ص ۱۱۵)

جواب: محقق صاحب! اگر لڈو اور کوکا کولا کی آفر پیش کرنے سے پہلے خود ہی غیرت اور شرم کی گولی کھا کر ''بیضاوی شریف کا مطالعہ کر لیتے تو ایسے جاہلانہ انعامی چیلنج کر کے کبھی ذلیل وخوار نہ ہوتے۔ لیجئے بیضاوی کی عبارت ملاحظہ ہو: ''وعن الحسن ان الشهداء احياء عندالله تعرض ارزاقهم على ارواحهم فيصل اليهم الروح والفرح كماتعرض النار على ارواح آل فرعون غدوا وعشيا فيصل اليهم الوجع''

(بیضاوی ص ۱۱۷ مطبوعہ اصح المطابع دہلی)

حسن بصریؒ کا ارشاد ہے کہ شہداء عنداللہ زندہ ہیں، ان کے رزق ان کی روحوں پر پیش کئے جاتے ہیں، پھر راحت وفرحت ان کے اجسام کی طرف پہنچتی ہے۔ جیسا کہ آل فرعون کی روحوں پر صبح وشام آگ پیش کی جاتی ہے۔ پھر ان کے اجسام کی طرف بھی (عذاب کا اثر) پہنچتا ہے۔ فرمایئے! مؤلف صاحب: یہ عبارت تقریر دلپذیر میں بھی دے دی گئی ہے۔ جس پر آپ چیلنج بازی پر اتر آئے۔ اصل میں مؤلف بیچارہ علم وفہم سے بالکل کورا ہے۔ ظاہری بات ہے بغض اسلاف سے جب اذہان پر زنگ چڑھ جائے تو پھر دقیق علمی باتیں کہاں سماتی ہیں۔ مؤلف کو عبارت سمجھنے میں ٹھوکر لگی ہے۔ پوری عبارت میں ''جسم'' یا ''اجسام'' کے الفاظ تو ہیں نہیں۔ ''فیصل الیهم'' عبارت میں دو مرتبہ آرہا ہے مماتی مؤلف سے ہم گزارش کریں گے کہ کسی ذی استعداد (بشرطیکہ مماتیوں میں کوئی ہو) عالم دین سے سمجھنے کی کوشش فرمائیں۔

قارئین کرام! اب ہم مؤلف کے اعلان کے مطابق ڈیڑھ من لڈو (جس کو فصیح وبلیغ مؤلف ساڑھے ایک من کہہ رہے ہیں) وصول کرنے کا پورا حق رکھتے ہیں۔ مگر ہم اپنا حق معاف کرتے ہیں اور صرف اتنی اپیل کرتے ہیں کہ فریب وفراڈ کا کاروبار چھوڑ کر حقیقت پسندی کی جانب آئیں اور جھوٹ بولنے سے شرم وحیاء کریں۔ شکریہ!

باب چہارم

حضرت قائد اہل سنتؒ پر توہین نبوت کا الزام

پندرھواں دجل: حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسینؒ (خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ) کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ نے پوری زندگی فتنوں کے خلاف جو سرگرمیاں دکھائی ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ آپؒ کوئی روایتی واعظ یا لیڈر نہیں تھے بلکہ حقیقی معنوں میں جید عالم دین، مصلح اور تصوف وطریقت کے بے تاج بادشاہ تھے۔ لگی لپٹی بغیر حق گوئی آپؒ کا شیوہ تھا۔ فرقہ ہائے باطلہ کے خلاف جب آپ سینہ سپر ہو کر مسلک حق بیان کرتے تو باطل کی دھجیاں اڑا دیتے۔ آج بھی آپ کی تحریریں پڑھ کر بے اختیار زبان سے یہ شعر جاری ہو جاتا ہے۔

آئین جوان مرداں، حق گوئی وبے باکی
اللہ کے شیروں کو، آتی نہیں روباہی

آپ کی وفات کے بعد ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات نے جو آپ کو خراج تحسین پیش

کیا ہے وہ ماہ نامہ حق چار یار لاہور کے ''قائد اہلسنت نمبر'' سے بخوبی واضح ہے، عیاں راچہ بیان؟ جو تقریباً ۱۳۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔مماتیوں کو حضرتؒ سے تکلیف اس لئے ہے کہ یہ تقیہ کر کے مسلک دیوبند کی جماعتوں میں گھسے جاتے تھے۔مگر حضرتؒ کی محنت اور بروقت گرفت سے اب ان کو کسی چھتری کے نیچے پناہ نہیں ملتی۔

منکرین حیات نے حضرتؒ پر جو الزام لگایا،شدید اختلاف کے باوجود ہمیں توقع نہیں تھی کہ یہ بدبخت ایسی حرکات پر بھی اتر آئیں گے اور وہ ہے توہین نبوت کا الزام،حضرت قاضی صاحبؒ نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا تھا کہ:''اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام پر سو سال موت طاری کی۔پھر اٹھایا۔اب دیکھیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشے''جو کھانا پانی تھا سو سال وہ خراب نہیں ہوا اور وہ جو گدھا تھا ہڈیاں ہڈیاں ہوگئیں تھیں، نہ گوشت ہے نہ پوست ہے،ہڈیاں بھی بکھری ہوئی۔اس کی حفاظت اللہ نے نہیں کی اور پانی کھانے کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے کی۔پھر فرمایا اب تو دیکھ ان ہڈیوں کی طرف''کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحما''کس طرح ہم ہڈیوں کو جوڑتے ہیں پھر کس طرح ہم ہڈیوں پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ہڈیاں چورا چورا بکھری پڑی ہیں۔سو سال کا زمانہ گزر چکا ہے۔اس جہان میں اللہ نے اپنی قدرت سے اس کو زندہ کیا جس طرح کا وہ گدھا پہلے تھا اس طرح وہ ہڈیاں سامنے جوڑیں، گوشت اوپر چڑھایا۔جس طرح پہلے تھا پھر اس میں جان ڈال دی وہی گدھا پہلے کی طرح سامنے آگیا۔بھائی!اللہ کی قدرت سے کوئی بعید ہے۔اگر اللہ اپنے معصوم پیغمبروں کو موت اور وفات کے بعد پھر زندگی دے دے تو یہ قرآن کے خلاف کیسے؟ گدھے کو زندگی دے دی تاکہ کوئی ان چیزوں کا اپنی عقل کی بناء پر انکار نہ کرے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟اللہ کرے تو سب کچھ ہوسکتا ہے۔(اقتباس از حضرت قاضی صاحبؒ)

قارئین کرام!مذکورہ بالا عبارت کو نظریں جما جما کر پڑھیں پھر قرآن مقدس کی طرف رجوع کر کے حضرت عزیر علیہ السلام کے مشہور واقعہ کا مطالعہ کریں اور پھر فیصلہ دیں کہ ان الفاظ میں حضرتؒ نے کوئی توہین نبوت کی ہے؟ مگر مؤلف المسلک المنصور کے معدے سے فطری گند ابل کر یوں سامنے آیا:''بریلویوں نے شان اقدس میں قیاس ابلیسی سے شیطان کو مقیس علیہ بنا کر بدترین گستاخی کا ارتکاب کیا تھا۔اب ان کے چھوٹے بھائیوں کی ذہنیت کا اندازہ فرمائیں کہ حیات انبیاء کرام علیہم السلام کو گدھے کی حیات پر قیاس کر رہے ہیں۔ (المسلک المنصور ص ۱۶۷)

لعنت اللہ علی الکاذبین ثم لعنت اللہ علی لکاذبین!یہ افتراء عظیم ہے کیا حضرتؒ نے حضرت عزیر علیہ السلام کی حیات مقدس کو حمار پر قیاس کیا ہے؟''سبحانک ھذا بھتان عظیم''مؤلف المسلک المنصور اس بدترین اور گھناؤنے الزام لگانے پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔ورنہ''من عادی لی ولیاً فقد اذنتہ باالحرب''کا کوڑا لگنے والا ہے۔راقم الحروف جذبات واشتعال سے ہٹ کر حوصلے سے کہتا ہے کہ ان شاء اللہ العزیز!حضرت شیخ مدنیؒ کے توسل سے ایک بزرگ عالم دین،مظہر شریعت وطریقت پر توہین رسالت کا الزام لگانے کے جرم میں مؤلف ''المسلک المنصور'' ضرور بالضرور سزا بھگتے گا۔جس مرد درویش نے حضور ﷺ کے غلاموں کی محبت وعقیدت میں زندگی کھپا دی کیا وہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی کی شان میں گستاخی کر سکتے ہیں؟ حضرت قاضی صاحبؒ کا جرم صرف یہ تھا کہ انہوں نے مماتیت کے فتنے کو پنپنے نہ دیا۔جس طرح اہل بدعت نے اپنے کالے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کے لئے مشائخ دیوبند پر الزام تراشی کی۔بعینہٖ آج دور حاضر کے یہ معتزلہ اور بدعتی پاسبان مسلک دیوبند پر الزام لگا رہے ہیں۔اے صبح کی ٹھنڈی ہوا!ہم اہل حق کی جانب سے رسالت مآب ﷺ کو یہ درد بھری داستان سنا دے کہ:

خونے نہ کردہ ایم وکسے را نہ کشتہ ایم جرم است ایں کہ عاشق روئے تو گشتہ ایم

حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے کرامؒ کے گستاخی خود مماتی ٹولہ ہے اوران کا اصلی چہرہ ہم نے اپنے رسالہ ''جعلی دیوبندیوں کی اصل کہانی'' میں دکھا دیا ہے۔ پڑھ کر عقل سلیم رکھنے والے خود فیصلہ کرلیں گے کہ گستاخ رسول کون ہے اور عاشق رسول ﷺ کون؟ اصلی اور حقیقی مؤحد کون ہیں اور توحید کے نام پر تلبیس پھیلانے والے کون؟ اس سے قبل مماتی ٹولے کے مبلغ اعظم احمد سعید صاحب چتروڑگڑھی کی گستاخیوں کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔ ہمارے پاس اس تقریر کی کیسٹ موجود ہے اور گستاخیوں پر مشتمل وہ پمفلٹ بھی جو جھنگ سے شائع ہوا ہے۔

۱...... ایک تقریر میں مماتی مبلغ مولوی احمد سعید صاحب نے کہا کہ اگر آپ ﷺ نے یہ کتاب پڑھ کر نہ سنائی اور اپنے پاس چھپا رکھی تو آپ ﷺ پر اللہ اور اس کے فرشتے اور کل کائنات کی لعنتیں برسیں گی۔ حالانکہ مولوی صاحب نے جس آیت کی تفسیر بیان کی وہ اہل کتاب کے متعلق ہے۔ مولوی احمد سعید صاحب صاحب کے پنجابی الفاظ ملاحظہ ہوں: ''خیال کرناں جے تساں کتاب اپنے کول لکا کے چا رکھی، لوکاں نوں پڑھ کے نہ سنڑائی تاں پھر تینوں کیہہ سزا ملسی۔'' اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللاعنون '' میری وی لعنت وس سی تہاڑے اتے، تے میرے فرشتیاں دی وی لعنت وس سی اور کائنات دیاں لعنتاں وی تہاڑے اتے ڈھے پوسن۔ (استغفر اللہ العظیم)

۲...... اہل بدعت اکثر ''نور من نور اللہ'' کا ورد کرتے ہیں مولوی احمد سعید نے اس کی تردید میں یوں کہا: ''نئیں پکدا مولوی دا بوتھا من نور اللہ اے پتہ نئیں کہ سور من سور اللہ'' (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم) (ماخوذ از پمفلٹ احمد سعید (صاحب) کی گستاخیاں) اور یہ گستاخیاں صرف مولوی صاحب کی نہیں بلکہ یہ سب کچھ سید عنایت شاہ صاحب گجراتی کی سرپرستی میں ہوتا رہا۔ اس لئے ہمارے اکابر کو گستاخ کہنے والے پہلے اپنے گھر کی خبر لیں۔ مؤلف المسلک المنصور اپنی جہالت سے الزام دے رہا ہے کہ العیاذ باللہ گدھے کی حیات پر نبی کی حیات کو قیاس کیا گیا۔ یہ نااہل اور نام نہاد محقق قیاس کی تعریف سے ہی نابلد ہے۔ کوئی عام مسلمان بھی اتنی جسارت نہیں کرسکتا۔ چہ جائے کہ ایک عالم دین سے ایسی توقع کی جائے۔ پھر وہ زندہ ہونے والا کوئی حلہ گنگ کا گدھا نہیں تھا بلکہ اللہ کے پیارے نبی علیہ السلام کی سواری تھی اور جس چیز کی نسبت اللہ کے پیارے نبی سے ہو جائے وہ مقام پالیتی ہے یہی وجہ ہے کہ شیخ الاسلام علامہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اصحاب کہف کے واقعے میں لکھتے ہیں: ''اگرچہ کتا رکھنا برا ہے لیکن لاکھ بروں میں ایک بھلا بھی ہے۔'' (فوائد عثمانیہ ص ۳۹۴)

مماتی مؤلف صاحب! ذرا دل پر جبر کرکے کہروڑپکا میں حضرت مولانا منیر احمد صاحب کی شاگردی اختیار کریں تاکہ آپ کو پتہ چلے کہ قیاس مطلق کیا ہے؟ قیاس شرعی کیا ہے؟ قیاس لغوی اور قیاس اصطلاحی کسے کہتے ہیں اور مقیس علیہ کی تعریف کیا ہے؟ سیکھنے کے بعد پھر حضرت قاضیؒ کی اس عبارت کو پڑھیں اور سمجھیں مشہور ہے کہ ایک آدمی درخت پر چڑھ گیا۔ مگر اس سے اترا نہ گیا۔ چنانچہ ایک ''مماتی محقق'' سے مشورہ لیا گیا تو اس نے کہا کہ کسی طریقے سے اوپر رسی پھینکی جائے، رسی پھینکی گئی اس کو کہا گیا کہ رسی کا سرا مضبوطی سے پکڑ لے جب اس نے رسی پکڑی نیچے سے ایک آدمی نے پوری قوت سے کھینچا تو وہ بیچارہ زمین پر آلگا اور تڑپ تڑپ کر مرگیا۔ جب مماتی محقق سے شکوہ کیا گیا کہ آپ نے یہ کیسا طریقہ اختیار کیا تو مماتی محقق نے کہا کمال ہے میں نے بالکل اسی طریقہ سے کئی انسانوں کو کنوئیں سے نکالا ہے۔

جب قیاس کرنے والے ایسے ہوں تو پھر یوں ہی گل کھلا کرتے ہیں۔ حضرت قائد اہل سنتؒ انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اکابرین علماء دیوبند کے ساتھ جو والہانہ محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ وہ ایک دنیا پر ظاہر ہے۔ ''خوشبو آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید'' ایسے جھوٹے الزامات سے ہم خادمین وخوشہ چین دلبر داشتہ تو ضرور ہوئے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی عدالت میں ان شاء اللہ ہمارے اکابر سرخرو ہوں گے۔

حضرت اوکاڑویؒ پر الزام

سولہواں دجل: قائد اہل سنت حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسینؒ پر توہین نبوت کا الزام دینے پر جب مؤلف ''المسلک المنصور'' کے پیٹ کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی تو حضرت رئیس المناظرین مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ پر یہ الزام لگا دیا کہ آپ نے (العیاذ باللہ) حضور اکرم ﷺ کی شان اطہر میں گستاخی کی ہے۔

ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف المسلک المنصور نے بریلی کے خان جی کا قلم چھین لیا ہے جو اتنی ڈھٹائی کے ساتھ اہل حق پر گستاخی رسول ﷺ کا الزام لگا رہے ہیں۔ دراصل یہ اہل باطل کا وطیرہ ہے کہ جب دلائل کا مقابلہ کرنے سے یہ عاجز آتے ہیں تو عوام الناس کو مشتعل کرنے کے لئے ایسی گھٹیا کاروائیوں پر اتر آتے ہیں۔ مماتی مؤلف صاحب لکھتے ہیں: ''اوکاڑوی صاحب غیر مقلدین کی تردید میں ایک حدیث لکھنے کے بعد یوں رقمطراز ہیں ''لیکن آپ ﷺ نماز پڑھتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی اور ساتھ گدھی بھی تھی دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی۔'' (تجلیات صفدر ج ۵ ص ۴۸۸)

''حضرات گرامی اوکاڑوی صاحب کی اشد حماقت کا اندازہ فرمائیں کس ذات اقدس کے بارہ میں کیسے لرزہ خیز الفاظ استعمال کئے ہیں کہ الامان والحفیظ۔ عبارت مذکورہ پر زیادہ تبصرہ کرنے کی میرے قلم وقلب میں سکت نہیں ہے۔ آپ بحیثیت مسلمان خود سوچ لیں کہ سید الاولین والآخرین ﷺ جن کے حیاء اور شرم کا احادیث میں جو مقام بیان کیا گیا ہے نوری فرشتے بھی اس پر رشک کرتے ہیں اور خصوصاً نماز کی حالت تو ہوتی ہی مناجات مع اللہ استغراق فی بحر التوحید اور مشاہدہ کی ہے اور نبی پاک ﷺ نے تو عام مسلمانوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ: نماز مومن کی معراج ہے۔'' اور فرمایا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا تو اس کو دیکھتا ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو یہ تصور کر کہ وہ تجھے دیکھتا ہے اوکاڑوی صاحب نے جس لاپرواہی کے ساتھ امام الانبیاء ﷺ کی نماز کا نقشہ پیش کیا ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ تو بہت بلند ہے اس کا تصور تو کسی عام مسلمان آدمی، نمازی کے لئے کرنا بھی ناممکن ہے۔ شرم وحیاء والا آدمی نماز کے باہر بھی ایسی حرکت کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ مسئلہ تو صرف یہ بیان کرنا تھا کہ نماز کے آگے سے کتا گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں؟ اس کے لئے اگر کہنا ہی تھا تو اتنا کہنا کافی تھا کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کتیا یا گدھی سامنے سے گزر گئی لیکن آپ ﷺ نے اعادہ نہیں فرمایا تو معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے کسی چیز کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ آپ اوکاڑوی صاحب کی ذہنی ساخت کی اندازہ فرمائیں۔'' بلفظہ! (المسلک المنصور ص ۱۷۳)

جواب: قارئین کرام! مؤلف المسلک المنصور بیچارے غیر مقلدین کی ترجمانی کرنے کے لئے بھی بڑے بے تاب ہیں۔ چونکہ غیر مقلدیت اور مماتیت میں ''ساڑھے انیس، بیس'' کا فرق ہے۔ اس وقت ہمارے

سامنے غیر مقلدوں کا ترجمان رسالہ ہفت روزہ ''اہلحدیث'' کا تازہ شمارہ موجودہ ہے جس میں ڈیرہ غازی خان میں ہونے والی غیر مقلدوں کی کانفرنس کا اشتہار ہے اور مبلغ اشاعت مولوی احمد سعید صاحب ملتانی کے دو صاحبزادوں کا جلی حروف میں نام موجود ہے۔ یقین نہ آئے تو دیکھ لیجئے: ''مناظر اسلام علامہ سیف اللہ خان خالد چتروڑگڑھی'' اور خطیب ابن خطیب علامہ عصمت اللہ خان چتروڑگڑھی'' کے نام مماتیوں کی نظریاتی خودکشی کا برملا اعلان کر رہے ہیں۔ (ہفت روزہ اہل حدیث لاہور بابت ۱۵؍اگست ۲۰۰۶ء)

قارئین کرام! تجلیات صفدر جلد پنجم میں ایک باب غیر مقلدین کی غیر مستند نماز کے عنوان سے موجود ہے۔ اس میں ہے: ''آپ ﷺ نے فرمایا کہ کتا سامنے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (مسلم ج۱ ص۱۹۷) لیکن آپ ﷺ نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی اور ساتھ گدھی بھی تھی، دونوں کی شرم گاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی۔'' (ص۴۸۸)

مؤلف المسلک المنصور نے یہاں بزعم خود عاشق رسول ﷺ (سبحان اللہ) ہونے کا ثبوت دیا ہے اور اس عبارت پر اختراعی حاشیہ یہ چڑھایا ہے کہ حضرتؒ نے کہا کہ نبی علیہ السلام کتیا کی شرمگاہ نماز میں دیکھتے رہے۔ لہٰذا یہ توہین نبوت ہے۔ مؤلف صاحب کا یہ الزام بچند وجوہ مردود و نامسعود ہے۔

اوّلاً: الفاظ یہ ہیں کہ آپ ﷺ نماز پڑھاتے رہے۔ ''یعنی آپ ﷺ امامت فرما رہے تھے تو یقیناً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقتدی تھے جو کثیر تعداد میں ہوں گے۔'' اس عبارت میں ''شرمگاہوں پر نظر پڑتی رہی'' سے یہ کیسے لازم آ گیا کہ حضور ﷺ کی نگاہ پڑی۔ ممکن ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو اگلی صف میں قیام فرما تھے ان کی نگاہ پڑی ہو؟

ثانیاً: کیا غیر ذوی العقول کی شرمگاہ پر نظر کرنا بے حیائی ہے، نیز بغیر دیکھے مذکر اور مؤنث کا علم کیسے ہو گیا؟

ثالثاً: قائل کی مراد کیا ہے؟ اور کیا مولانا امین صفدر اوکاڑویؒ کی مراد وہ تھی جو مؤلف المسلک المنصور اپنے ناقص ذہن سے لے رہے ہیں؟ قطعاً نہیں۔ قائل کی مراد سمجھے بغیر اس پر بے ادبی اور گستاخی کا فتویٰ لگانا علماء سو کا طریق ہے۔ تجلیات صفدر کے تقریباً نصف درجن کے قریب ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ آج تک کسی جید دیوبندی عالم دین نے مذکورہ عبارت پر گرفت کرتے ہوئے حضرت اوکاڑویؒ کو مورد الزام نہیں ٹھہرایا۔ نہ ہی کوئی بریلوی یا غیر مقلد عالم یہ تہمت لگا سکے۔ وہ حضرت اوکاڑویؒ جو ساری زندگی ان دوستوں کے دانت کھٹے کرتے رہے۔ آج ان کی رحلت کے بعد انہیں خیال آیا کہ وہ تو گستاخ رسول ﷺ بھی تھے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ!

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد　　　جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

مسئلہ یزید

<u>سترھواں دجل</u>: جن کے دل میں سرور کائنات ﷺ کی محبت و عقیدت نہ ہو وہ آل رسول ﷺ سے محبت کا دم کیسے بھر سکتے ہیں؟ چنانچہ منکرین حیات النبی ﷺ بھی پوری قوت اور خون پسینہ ایک کر کے یزید کی وکالت کرتے ہیں اور آئے روز ان کی جانب سے کچھ نہ کچھ یزیدی بولیاں سننے میں آتی رہتی ہیں۔ اجڑے اور بیاباں یزیدی جنگل کے یہ کوے ''کائیں کائیں'' کر کے ناصبیت کو پروان چڑھا رہے ہیں اور اب تو ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ جو بھی مماتی ہو گا وہ یزیدی ضرور ہو گا۔ جو بھی حضور ﷺ کی حیات فی القبر کا منکر ہوتا ہے اس کا دل حب حسین رضی اللہ عنہ سے

بالکل خالی اور حمایت یزید سے لبریز ہوتا ہے۔ چنانچہ مماتی جماعت کے ایک بزرگ مولانا محمد حسین شاہ نیلوی صاحب نے تو یہاں تک کہہ دیا: ''حضرت امام حسینؓ سے تو جنرل ضیاء الحق ہی اچھا رہا کہ جب بھی اسے کوئی مہم پیش آئی تو سیدھا مکہ شریف جا پہنچتا اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں کرتا۔'' (مظلوم کربلا ص ۱۰۰ ناشر گلستان پرنٹنگ پریس سرگودھا)

اسیر ناموس یزید

نیلوی صاحب کی مذکورہ بالا کتاب کو عدالت نے متنازعہ قرار دے کر پابند سلاسل کیا اور نیلوی صاحب اسیری کی حالت ہی میں انتقال کر گئے۔ اس لئے ہم ان کو اسیر ناموس یزید کہنے کا حق رکھتے ہیں۔ ان حضرات نے سوچا کہ اسیر ناموس رسالت ﷺ اور اسیر ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم تو دنیا نے بہت دیکھے ہیں۔ ہم کوئی نیا چونا لگا کر آئیں گے تاکہ سب سے ممتاز نظر آئیں۔ اسی طرح مماتی جماعت کے ایک واعظ جناب عطاء اللہ صاحب بندیالوی نے بھی اپنی کتاب واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر میں یزید کی بلا اجرت وکالت کی ہے۔ لالہ موسیٰ گجرات سے شائع ہونے والی کتاب ''خس کم جہاں پاک'' میں ہے۔ ''مولانا بندیالوی نے اپنی کتاب واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر میں جماعتی مؤقف کے خلاف لکھا ہے تاہم حضرت نیلوی صاحب اور مولانا بندیالوی صاحب سے شوریٰ نے درخواست کی کہ وہ مقننہ کے اجلاس میں وضاحت کریں اور حضرت الامیر ان سے وضاحت طلب کریں۔ مولانا عطاء اللہ بندیالوی نے کہا ہے اگر مجلس مقننہ ان کی کتاب کو جماعتی مؤقف کے خلاف قرار دے تو وہ کتاب واپس لینے کو تیار ہیں۔'' (خس کم جہاں پاک ص ۴۶)

قارئین کرام! مولانا بندیالوی کی مذکورہ کتاب بدستور مماتی حلقوں میں گردش کر رہی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ جماعتی مؤقف کے خلاف نہیں ہے۔ یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں یزید کی حمایت کرنا اور پوری امت کے نظریئے سے ٹکرانا یہ بھی اشاعتیوں کا مشن ہے۔

مؤلف المسلک المنصور کی یزیدی چال

مماتی مؤلف نے اپنی کتاب کے (ص ۱۷۸) پر لکھا ہے: ''یاد رہے ہمارا مقصد یزید کا دفاع کرنا نہیں بلکہ یزید کی آڑ میں اصحاب رسول ﷺ پر کی گئی تبرا بازی کی تردید ہے۔''

حالانکہ مؤلف کو علم ہونا چاہئے کہ آپ کے بڑے دفاع یزید میں زندگیاں کھپا گئے۔ یزید کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں حتیٰ کہ ان کے جنازے جیل سے نکلے، یزید کے حق میں مماتی پلیٹ فارم سے کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ اس موضوع پر تقریریں ہو رہی ہیں۔ مگر خدا جانے ''المسلک المنصور'' لکھنے والے یہ صاحب کیسے دفاع یزید کو اپنا مقصد قرار نہیں دے رہے؟ باقی اصحاب رسول ﷺ پر نہ کسی نے تبرا بازی کی اور نہ ہی کوئی سنی مسلمان اس کے متعلق سوچ سکتا ہے۔ یہ آپ کے نجس دماغ کی اختراع ہے۔

حضرت اوکاڑویؒ پر تبرا بازی کا الزام

مؤلف المسلک المنصور اپنی کتاب میں حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ پر مندرجہ ذیل باتوں کا الزام لگاتے ہوئے رقمطراز ہیں: اوکاڑوی صاحب کی خرافات کے چند امور قابل غور ہیں۔

۱...... یزید اپنی بہنوں سے صحبت کرتا تھا (العیاذ باللہ) باپ کی لونڈیوں سے صحبت کرتا تھا شراب پیتا تھا اور نوجوانوں والی حرکتیں کرتا تھا۔

۲...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یزید کے سب حالات کا علم تھا اور بجائے شرعی حد جاری کرنے کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یزید کو نرمی سے کہتے تھے کہ دن میں صبر کیا کرو اور رات کو جب دشمن سو جاتے ہیں تو۔ معاذ اللہ!

۳...... باوجود یزید کی تمام خرابیوں کے علم کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کرنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مجبور کرتے تھے اور ڈراتے دھمکاتے تھے۔ معاذ اللہ! بلفظہٖ (المسلک المنصور ص ۱۷۷)

جواب: مولانا امین صفدر اوکاڑوی نے تاریخ کے حوالے سے مذکورہ باتیں لکھی ہیں، اپنی طرف سے نہیں۔ مؤلف المسلک المنصور نے اپنی جہالت اور خبث باطن سے مولانا اوکاڑوی کی طرف ان باتوں کو منسوب کر دیا اور یزید کی تردید ہوتی دیکھ کر گویا کپڑوں سے باہر ہو گئے اور تن بدن میں آگ لگ گئی۔ پہلی عبارت کے متعلق مماتی مؤلف نے لکھا کہ: ''یہ حضرت ابن حنظلہ رضی اللہ عنہ پر سفید جھوٹ ہے۔'' (ص ۱۷۶)

یہ جاہل اور نادان مؤلف اگر ''الصواعق المحرقۃ'' کھول کے دیکھ لیتا تو چودہ طبق روشن ہو جاتے اور مولانا اوکاڑوی نے بھی صواعق محرقہ کے حوالے سے لکھا ہے۔ صواعق محرقہ کی عبارت یہ ہے: ''واللہ ما خرجنا علی یزید حتی خفنا ان نرمی باالحجارۃ من السمآء ان کان رجلاً ینکح امھات الاولاد و البنات و الاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوۃ'' (صواعق محرقہ ص ۲۲۱)

''خدا کی قسم! ہم اس وقت تک یزید کے خلاف نہیں اٹھے یہاں تک کہ ہمیں ڈر لاحق ہوا کہ اب (نہ اٹھنے کی وجہ سے) آسمان سے ہم پر پتھر نہ برس پڑیں۔ یہ وہ آدمی ہے جو باپ کی ان لونڈیوں سے صحبت کرتا ہے جن سے باپ کی اولاد پیدا ہوئی اور وہ بیٹیوں اور بہنوں سے صحبت کرتا ہے اور شراب پیتا ہے اور تارک صلوٰۃ ہے۔''

مؤلف نے عالم خواب میں ہانک دیا کہ ابن حنظلہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات نہیں کہی۔ مگر اس پر کوئی حوالہ؟ کوئی دلیل؟ نہیں۔ بس ان کا بک دینا ہی حجت ہے اور یہاں بیٹیوں بہنوں سے حقیقی مراد نہیں۔ نہ مولانا اوکاڑوی نے یہ لکھا ہے۔ یہ مماتیوں کا یزید کے ساتھ محبت اور اصحاب رسول ﷺ کے ساتھ جو اندر کا بغض ہے اس کا اظہار ہے۔ ایسی ''غلیظ اور بازاری باتوں'' کا تاریخ کے واقعات وحالات پر رنگ چڑھانا پتہ دے رہا ہے کہ یہ خود کس قماش کے آدمی ہیں۔ یزید کی بدکرداری اپنے وقت میں کوئی ڈھکی چھپی نہیں تھی۔ آج منکرین حیات النبی ﷺ اپنی زبانوں سے یزید کا دامن چاٹ کر داغ دھبے دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو ان کی نادانی و بے وقوفی ہے۔

باقی جاہل مؤلف کا یہ کہنا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، صحابہ رضی اللہ عنہم کو دھمکاتے رہے کہ وہ بھی یزید کی بیعت کر لیں۔ ان میں صحابہ نہیں تھے، غیر صحابی تھے۔ اگر مؤلف اور دیگر مماتی کچھ فرصت نکال کر تاریخ اور محققین اہل سنت کی کتب کا مطالعہ کر لیں تو سب کھرا کھوٹا سامنے آجائے گا۔ مولانا اوکاڑوی نے تو مذہب اہل سنت کی ترجمانی کی ہے جو مماتیوں کو ہضم نہیں ہو رہی۔

دوسری عبارت جو دجل وتلبیس سے مولانا اوکاڑوی کے ذمے لگائی گئی وہ طبرانی کے حوالے سے ہے اور تجلیات صفدر میں بھی ایسے ہی ہے ملاحظہ ہو: ''طبرانی میں ہے کہ یزید نوجوانی میں شراب پیتا تھا اور نوجوانوں والی

حرکتیں کرتا تھا جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نرمی سے نصیحت فرمائی کہ بیٹا ایسے کام نہ کرو جس سے مروت ختم ہو جائے۔ دشمن خوش ہوں دوست برا سمجھیں اور فرمایا کم از کم دن بھر ایسی باتوں سے صبر کیا کرو اور جب رات آتی ہے تو رقیب کی آنکھ بند ہو جاتی ہے۔ کتنے فاسق ہیں کہ دن عبادت میں گزارتے ہیں اور رات لذت وعیش میں گزارتے ہیں۔" علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ نصیحت اس حدیث کے موافق ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی گندگیوں میں مبتلا ہو جائے تو اس کی پردہ پوشی کرے۔ (البدایہ والنہایہ) باپ کی اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے یزید اپنے فسق کو چھپانے لگا ۴۹ھ یا ۵۰ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جہاد کے لئے ایک بڑا لشکر بلاد روم کی طرف روانہ کیا تو اس لشکر کا امیر سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور اپنے بیٹے یزید کو بھی اس غزوہ میں شرکت کا حکم دیا مگر یزید نے تعمیل میں سستی کی اور معذرت کر دی۔ یہ دیکھ کر اس کے والد نے بھی اسے رہنے دیا۔ وہاں جنگ میں لوگ بھوک اور شدید مرض کا شکار ہوئے تو یزید نے یہ شعر کہے جن کا ترجمہ ہے: "مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ روم میں مسلمانوں کے فوجی کیمپ غذ وقدونہ میں مسلمانوں کو چیچک اور بخار کا سامنا ہے۔ جب کہ میں دیر مران میں گدوں پر اونچے اونچے تکیوں کے سہارے بیٹھا ہوں اور میرے سامنے ام کلثوم ہے۔ ام کلثوم یزید کی بیوی عبداللہ بن عامر کی بیٹی تھی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب ان کے ان اشعار کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس کو قسم دے کر بتاکید کہا کہ اسے روم میں سفیان کے پاس پہنچنا ضروری ہے تاکہ وہ لوگ جس مصیبت میں گرفتار ہیں یہ بھی گرفتار ہو۔ اب جو یہ روانہ ہوا تو اس کے والد ماجد نے ایک انبوہ کثیر کا اس کے ساتھ اور اضافہ کر دیا اور اسی لشکر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ وغیرہ بھی تھے اور عبدالعزیز بن زرارہ کلابی بھی۔ چنانچہ یہ لوگ بلاد روم میں گھستے ہی چلے گئے حتی کہ تیزی کے ساتھ یلغار کرتے ہوئے قسطنطنیہ جا پہنچے۔ (اس غزوہ کا ذکر حدیث میں بھی ہے) (بحوالہ کامل ابن الاثیر بحوالہ تجلیات صفدر ج۱ ص ۴۷۹)

یزید کا فاسق وفاجر ہونا تواتر سے ثابت ہے

محقق العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی فرماتے ہیں: "یزید کا فاسق وفاجر اور تارک سنت ہونا تو بتواتر ثابت ہے۔ جس طرح رستم کی شجاعت، حاتم کی سخاوت مشہور ہے۔ اس سے زیادہ یزید کا ظلم وستم اور اس کا فسق وفجور مشہور ہے۔ وہ جبر وزبردستی سے حکومت پر مسلط ہو گیا تھا۔ اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کی ایک خلقت کو ذلیل کیا اور ناحق ان کا خون بہایا۔ اس نے نہ صرف حرم کعبہ کی بے حرمتی کی اور اس پر فوج کشی کی بلکہ حرم نبوی کو بھی تین دن کے لئے اپنی فوج کے لئے بالکل حلال کر دیا وہ جو چاہے وہاں کرے۔ چنانچہ یزید لشکر نے تین دن تک حرم نبوی میں وہ فساد مچایا کہ پناہ بخدا، سینکڑوں صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعینؒ کے علاوہ اولاد انصار ومہاجرین کا ناحق قتل عام ہوا، لوٹ مار اور قتل وغارت کا یہ عالم تھا کہ تین دن تک مسجد نبوی میں کوئی نماز نہ ہو سکی۔ (حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۱۷ تا ۲۱۸)

لونڈوں کے ہاتھوں امت کی ہلاکت

حضرت امام بخاریؒ نے کتاب الصحیح میں ایک باب قائم کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: "باب قول النبی ﷺ ھلاک امتی علی یدی اغیلمۃ من قریش" حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ میری امت کی ہلاکت چند

قریش کے لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی۔ چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: ''اول الاغلیمۃ کان فی سنۃ ستین وھو کذالک فان یزید بن معاویہ استخلف فیھا وبقی الی سنۃ اربع وستین فمات'' سب سے پہلا لونڈا ۶۰ھ میں برسر اقتدار آیا جو بالکل واقع کے مطابق ہے۔ کیونکہ یزید بن معاویہ اسی ۶۰ھ میں بادشاہ بنا اور پھر ۶۴ھ میں مر گیا۔ (فتح الباری ج ۱۳ ص ۸)

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں: ''ضحی بنو امیۃ یوم کربلا بالدین'' کربلا کے روز بنو امیہ نے اپنا دین ذبح کر کے رکھ دیا۔ (تاریخ الخلفاء) اور علامہ سیوطیؒ باوجودیکہ نہایت حساس اور محتاط بزرگ تھے۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ اور بغض یزید میں وہ یزید پر لعنت کر بیٹھے۔ فرماتے ہیں: ''لعن اللہ قاتلہ وابن زمعہ ویزید ایضاً'' (تاریخ الخلفاء ص ۲۰۷) قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ ابن زیاد اور یزید پر بھی لعنت کرے اور علامہ سعد الدین تفتازانیؒ بھی فرماتے ہیں: ''لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ'' اللہ تعالیٰ کی اس پر اور اس کے مددگار و معاونین پر لعنت ہو۔ (شرح عقائد ص ۱۴۷ مصر) حافظ ابن کثیرؒ امام طبرانی کی روایت نقل کرتے ہیں: ''کان یزید فی حداثتہ صاحب شراب یاخذ ماخذ الاحداث'' (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۸) نوعمری میں یزید پینے پلانے کا شغل رکھتا تھا اور اس میں نوجوانوں کی سی آزادی تھی۔

ایک جگہ لکھتے ہیں: ''کان فیہ ایضاً اقبال علی الشھوات'' (یزید میں یہ بات تھی کہ وہ خواہشات نفسانی کا متوالا تھا اور مزید یہ کہ: ''قلت یزید بن معاویہ اکثر ما نقم علیہ فی عملہ شراب الخمر واتیان بعض الفواحش'' میں کہتا ہوں یزید بن معاویہ پر اس کی بدکرداری کے سلسلہ میں سب سے زیادہ عائد کیا جانے والا الزام مے نوشی اور بعض فواحش کے ارتکاب کا ہے۔

یزید اپنے بیٹے کی نظر میں

حضرت معاویہ جو یزید کے بیٹے تھے (ان کا نام اپنے دادا کے نام پر رکھا گیا تھا) وہ فرماتے ہیں: ''قد ابی الامر وکان غیر اھلہ ونازع ابن بنت رسول ﷺ فقصف عمرہ وانتبر عقبہ وصار فی قبرہ اھیئا بذنوبہ وقال ان من اعظم الامور علینا علمنا سوء مصرعہ وسوء منقلبہ وقد قتل عترۃ رسول اللہ واباح الخمر وخرب الکعبۃ'' (الصواعق المحرقہ ص ۱۳۴)

میرے باپ (یزید) نے جب حکومت کی باگ ڈور ہاتھ میں لی تو وہ اس کا اہل نہیں تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے سے جھگڑا کیا۔ بالآخر اس کی عمر کم ہوگئی اور نسل ختم ہوگئی اور پھر وہ اپنے گناہوں کا بوجھ لے کر قبر میں دفن ہوگیا (یہ کہہ کر معاویہ رضی اللہ عنہ رونے لگے) اور کہا جو بات ہم پر سب سے زیادہ گراں ہے وہ یہی ہے کہ اس کا برا انجام اور بری عاقبت ہمیں معلوم ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں کو قتل کیا، شراب کو حلال کیا اور بیت اللہ کو ویران کیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت یزید کہاں تھا؟

علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: ''فحین معاویۃ الوفاۃ کان یزید فی الصید'' جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو یزید اس وقت شکار پر تھا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۱۵)

حامیان یزید کو قائد اہلسنت کا چیلنج

حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسینؒ (خلیفہ مجاز شیخ الاسلام مولانا سید حسین مدنیؒ وفاضل دارالعلوم دیوبند) فرماتے ہیں: ''ہم پاک وہند کے تمام حامیان یزید کو چیلنج کرتے ہیں وہ کربلا، حرہ اور محاصرہ مکہ کے واقعات ہائلہ کے بعد کسی ایک صحابی سے ثابت کردیں کہ انہوں نے یزید کو صالح اور عادل قرار دیا ہے: ''ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین'' (خارجی فتنہ ج۲ ص۵۹۹) حضرت کا یہ چیلنج وابستگان مسلک دیوبند کی جانب سے آج بھی بدستور قائم ہے۔ مؤلف المسلک المنصور اور دیگر مماتی حضرات حضرت اوکاڑویؒ اور دیگر بزرگان اسلام پر توہین نبوت اور توہین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بے بنیاد الزامات لگانے کی بجائے حقائق کی طرف آئیں۔ آپ کی بہتان تراشی اور ہٹ دھرمی تعصب وعناد پر مبنی ہے۔ اصحاب رسول ﷺ کی توہین جب بھی ہوئی آپ ہی کے پلیٹ فارم سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ شیطانی وساوس سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین!

مؤلف کا ایک ادیبانہ شہ پارہ

ویسے تو عجیب وغریب شہ پاروں سے کتاب بھری پڑی ہے۔ اگر ہم اسی پر خامہ فرسائی کرنے بیٹھ جائیں تو مستقل کتاب وجود میں آجائے گی۔ اس لئے مؤلف صاحب کے ایک جملے پر ذرا غور فرمائیں: ''کچھ خدا کا خوف کریں اور گوزشتر کی طرح ڈینگیں مارنے سے اور عوام بیچاری کو دھوکہ دینے (سے) پرہیز کریں۔ (المسلک ص ۱۸۳)

قارئین کرام! گوز فارسی زبان کا لفظ ہے۔ پیٹ سے خارج ہونے والی ریح کو گوز کہتے ہیں۔ کسی بات کو غلط ثابت کرنا ہو یا تردید مقصود ہو تو جملے کا یوں استعمال ہوتا ہے: ''فلاں کی بات گوزشتر سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔'' اور مؤلف صاحب کے جملے کو پڑھیں: ''گوزشتر کی طرح ڈینگیں مارنے'' ایسے جہلاء اور نالائق تحقیق کے میدان میں اتر کر علمائے امت کے خلاف ہرزہ سرائی کررہے ہیں۔ فیاللعجب!

باب پنجم

بحث حدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون

حضرت مولانا منیر احمد صاحب مدظلہم نے اپنی تقریر میں حیات الانبیاء علیہم السلام پر مشہور حدیث: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' پیش کی جو (تقریر دلپذیر ص ۳۳) پر موجود ہے۔ مؤلف المسلک المنصور نے اپنے بڑوں کی طرح اس پر بھی طبع آزمائی کرنے کی بے جا اور ناکام کوشش کی ہے اور بے کار بحث کرکے اپنے نامہ اعمال اور اکثر منکرین حیات النبی ﷺ کے چہروں کی طرح اوراق سیاہ کئے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:

۱...... مناظر موصوف نے پوری روایت بیان نہیں فرمائی کیونکہ پوری روایت میں مناظر کی کمپنی ''یصلون'' کے ساتھ ''یحبون'' کے لفظ بھی بیان کرتے رہتے ہیں۔

۲...... اس روایت میں ارواح مبارکہ کا ابدان عنصریہ میں داخل ہونے کا ذکر نہیں۔

۳...... اور نہ ہی اس روایت میں حیات دنیویہ حقیقیہ کا ذکر ہے۔

۴...... اگر بالفرض ٹمن اینڈ کمپنی سردھڑ کی بازی لگائے اور اگلے پچھلوں کو جمع کرلیں تو زیادہ سے زیادہ خبر واحد ہی ثابت ہوگی۔

جواب: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ پوری روایت بالکل اسی طرح ہے۔ ملاحظہ ہو (جامع صغیر ص ۱۰۳، کتاب الانبیاء للبیہقی ص ۲، جمع الفوائد ج ۲ ص ۱۷۶، اور مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۱۱) یہاں صرف ''الانبیاء احیاء'' نہیں فرمایا گیا۔ کیونکہ شبہ ہوسکتا تھا کہ شاید انبیاء کی حیات روحانی کو بیان کیا جارہا ہے۔ اس لئے ''فی قبورھم'' اور پھر ''یصلون'' کے الفاظ لاکر ان کی حیات جسمانی کی وضاحت کی گئی ہے۔ ''فی قبورھم'' کے الفاظ پر غور کریں تو پتہ چل جائے گا کہ محل حیات وہی ہے جس کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ قبر میں جسم کو رکھا جاتا ہے تو معلوم ہوا محل حیات جسم ہے۔ یعنی حیات فی القبر محض روحانی نہیں بلکہ جسمانی ہے اور ''یصلون'' کے الفاظ نے تو شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔ چونکہ نماز پڑھنا جسم کا کام ہے، صرف روح کا نہیں۔

چنانچہ علامہ سندھیؒ حاشیہ (سنن نسائی ج ۱ ص ۱۸۵) پر رقمطراز ہیں: ''الصلوۃ تستدعی جسدا حیا'' نماز پڑھنا ایک زندہ جسم ہی سے ہوسکتا ہے۔ اس سے مؤلف المسلک المنصور کا یہ لچر اعتراض خود بخود پاش پاش ہوجاتا ہے کہ اس حدیث میں ارواح کا ابدان عنصریہ میں داخل ہونے کا ذکر نہیں۔ ارواح وابدان کے تعلق ہی سے حیات ہوتی ہے۔ تعلق نہ مانا جائے تو احیاء کا کیا معنی؟ اور روح وابدان کے تعلق ہی سے نماز کا پڑھنا ممکن ہے۔ کیا نماز صرف روح پڑھتی ہے؟ یا کیا نماز صرف جسم پڑھتا ہے؟ اگر ارواح وابدان کا تعلق تسلیم نہ کریں تو ارشاد نبوی ﷺ میں ''یصلون'' کا کیا مطلب ہے؟

وکیل احناف حضرت علامہ ملا علی القاریؒ فرماتے ہیں: ''صح خبر الانبیاء احیاء فی قبورھم'' (مرقات ج ۲ ص ۲۱۲) کہ مذکورہ حدیث صحیح ہے۔ علامہ عبدالرؤف مناویؒ فرماتے ہیں: ''ھذا حدیث صحیح'' (فیض القدیر ج ۳ ص ۱۸۴) یہ حدیث صحیح ہے۔ علامہ سید سمہودیؒ فرماتے ہیں: ''رواہ ابویعلی برجال ثقات ورواہ البیھقی صححہ ابویعلی'' (یعنی احمد بن علیؒ) نے ثقہ راویوں سے یہ روایت کی ہے اور بیہقی نے اس کو صحیح سند سے روایت کیا ہے اور رئیس المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں: ''یرید بقولہ الانبیاء احیاء مجموع الاشخاص لاالارواح فقط'' (تحیۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام ص ۳۶) اس حدیث یعنی انبیاء کرام زندہ ہیں سے مراد مجموعہ اشخاص فائز الحیات ہیں۔ صرف روح نہیں۔

باقی مؤلف کا وہی لکیر پیٹتے جانا کہ اس سے زیادہ سے زیادہ خبر واحد ہی ثابت ہے۔ اس کا جواب ہم بارہا دے چکے ہیں کہ اوّل تو یہ صحیح سنداً کمزور نہیں اور آگے چل کر ہم اکابر محدثین اور علماء اعلام کا ذکر کریں گے جنہوں نے اس کی تصحیح فرمائی ہے اور اگر بالفرض یہ سنداً کمزور بھی ہوتی تو ہمیں کوئی پریشانی نہ تھی۔ کیونکہ اسے تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہے اور حدیث سنداً کمزور بھی ہو تو تلقی بالقبول کی وجہ سے لائق قبول ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو

(تدریب الراوی ص ۱۵، اور آثار الحدیث ص ۱۲۶)

نیز یہ بھی ملحوظ رہے کہ ہر وہ حدیث جس کو سلف نے اجماعاً قبول کرلیا ہو تو اس کے ایک آدھ راوی کی کمزوری سے صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ حضرت شاہ ولی اللہ کا ارشاد بغور پڑھیں، فرماتے ہیں: ''وکل حدیث

اجمع السلف علی قبولہ او تواترت اھلیتہ رواتہ فلا حاجتہ الی البحث عن عدالتہ رواتہ وما عدا ذالک یبحث عن عدالت رواتہ" (عقد الجید ص ۱۵۴ طبع قرآن محل کراچی) ترجمہ: اور ہر وہ حدیث جس کے قبول پر سلف نے اجماع کیا ہو یا اس کے راویوں کی اہلیت درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہو تو اس کے راویوں کی عدالت سے متعلق بحث کی کوئی ضرورت نہیں۔ (ہاں) اس کے علاوہ دیگر احادیث میں بحث عدالت ضروری ہے۔

قارئین کرام! مماتی احباب مذکورہ بالا شاہ صاحبؒ کے پیش کردہ اصول کو "گلے کا ہار" بنالیں تو راہ راست پر آجائیں، چلو قاضی شمس الدینؒ کا قول ہی پلے باندھ لیں جو ہم نے ابتداء کتاب میں ذکر کیا ہے۔ یعنی "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون لاشک فیہ" (تسکین القلوب ص ۴۷) کہ اس حدیث میں شک وشبے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ البتہ مؤلف المسلک المنصور کو اپنے بڑوں کی تحقیق پر شک ہے اور یہ "محقق" اپنی نرالی تحقیق سے اپنے بڑوں کی تحقیق پر لات مار کر تیس مار خان بننے کی ناروا کوشش فرمارہے ہیں۔ فیا للعجب! جن حضرات کو اس حدیث سے متعلق تفصیل درکار ہو تو وہ (تسکین الصدور ص ۲۱۹ تا ۲۳۰) اور (مقام حیات ص ۴۸۶ تا ۵۰۳) کا مطالعہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ! انقباض دور ہوگا اور انشراح نصیب ہوگا۔

کیا خبر واحد قابل ردّ ہے

مماتی گجراتی اینڈ کمپنی کے یہ نومولود محقق اتنا تو مان گئے کہ مذکورہ بالا حدیث زیادہ سے زیادہ خبر واحد ہی ہوگی۔ (المسلک ص ۱۸۵) جناب من! خبر واحد کے لائق قبول نہ ہونے پر آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ حضرت عبداللہ بن دینارؓ سے روایت ہے کہ لوگ صبح کی نماز کے لئے مسجد قباء میں تھے کہ ان کے پاس ایک آنے والا آیا۔ اس نے کہا کہ آج کی رات حضور ﷺ پر حکم قرآنی اترا ہے کہ آپ ﷺ نماز کعبہ کی طرف رخ کیا کریں سو تم کعبہ کو ہی قبلہ بناؤ۔ ان لوگوں کے رخ شام کی طرف تھے۔ سو سب کعبہ کی جانب گھوم گئے۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۰۸)

نماز دین کا ستون ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک خبر لانے والے پر اعتماد کر کے اپنا قبلہ بدل لیا تو ظاہر ہے کہ اس معاشرہ میں خبر واحد بشرطیکہ خبر لانے والا ثقہ، عادل اور قابل اعتماد ہو، کا کتنا اخلاقی وقانونی وزن ہوگا؟ خود غور کیجئے۔ خبر دینے والا ثقہ ہو تو خبر واحد بلا تردد قبول کر لی جاتی ہے۔

یہ حدیث متواتر ہے

حدیث: "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" باعتبار اسناد والفاظ متواتر نہیں ہے۔ مگر تواتر کی اور بھی تو کئی اقسام ہیں۔ (۱) تواتر لفظی (۲) تواتر معنوی (۳) تواتر طبقاتی (۴) تواتر توارثی۔ یادرہے کہ مذکورہ حدیث کو تواتر طبقاتی اور تواتر توارث کا درجہ اور شرف ضرور حاصل ہے جیسا کہ قرآن مجید کی سورتیں اور تعداد ورکوعات تواتر طبقاتی کے درجہ میں ہیں۔ اس لئے علامہ سیوطیؒ نے تواتر کا دعویٰ کرتے ہوئے فرمایا: "ان من جملۃ ماتواتر عن النبی ﷺ حیاۃ الانبیاء فی قبورھم" (انظم المتناثر من الحدیث المتواتر ص ۴) جو چیزیں آنحضرت ﷺ سے تواتر کے ساتھ مروی ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہوتے ہیں اور علامہ بغدادیؒ نے المنحۃ الوہبیۃ میں علامہ موصوفؒ کی تائید کی ہے اور علامہ سیوطی نے اپنی دوسری کتاب میں بھی فرمایا: "حیات النبی ﷺ فی قبرہ ھو وسائر الانبیاء معلومۃ عندنا علما قطعیا لما قام عندنا من الادلۃ فی ذالک وتواترت بہ الاخبار الدالۃ علی ذالک" (انباء الاذکیا فی

حیات الانبیاء ص اطبع پاکستان) ترجمہ: سرور کائنات ﷺ اور جملہ انبیاء علیہم السلام کا اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہونا ہمارے ہاں قطعی طور پر ثابت ہے۔ اس لئے کہ ہمارے نزدیک اس مسئلہ پر بہت دلیلیں قائم ہو چکی ہیں۔

این الموت؟

علامہ تاج الدین سبکیؒ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں: ''ومن عقائدنا ان الانبیاء علیہم السلام احیاء فی قبورھم فاین الموت؟'' (طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۲۶۶) ہم اہلسنت والجماعت کے عقائد میں سے ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (اب) ان پر موت کہاں؟

غور فرمایئے! علامہ سبکیؒ حیات انبیاء کو عقائد کی بحث میں لا رہے ہیں اور اس کو اہلسنت کا عقیدہ کہہ رہے ہیں۔ اب اس عقیدے کے منکر اپنے آپ کو اہلسنت کہیں اور قائلین حیات الانبیاء کو بدعتی۔ (معاذ اللہ) فیاللعجب!

حیات انبیاء علیہم السلام میں کوئی اختلاف نہیں

بعض حضرات جان چھڑانے کے لئے یوں بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے اور اس وہم میں عوام الناس نہیں اکثر علماء کرام شکار ہوتے دیکھے ہیں۔ اگر مہربانوں کے اسی جان چھڑائی اصول کو مدنظر رکھا جائے تو پھر تو خوب آسانیاں ہو گئیں۔ کیونکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت اختلافی ہے، مسئلہ خلافت اختلافی ہے، مسئلہ عذاب وثواب قبر اختلافی ہے۔ بس جہاں کہیں جمیع اہل سنت کے مقابلے میں کوئی نتھو خیرا آ جائے تو اس کو اختلافی قرار دے کر راہ فرار اختیار کر لیا جائے۔ علماء کرام کے منہ سے ایسی بات خوفناک، دردناک، ہیبت ناک اور خطرناک ہے اور یقیناً یہ مماتیوں کی ہفوات، خرافات، لغویات اور مکروہ پروپیگنڈے کا اثر ہے۔ علامہ محمد عابد سندھیؒ فرماتے ہیں: ''فحیاتھم لا شک فیھا و لا خلاف لاحد من العلماء فی ذالک'' (رسالہ مدنیہ ص ۴۱) حضرات انبیاء کرام کی حیات میں کوئی شک نہیں اور علماء میں سے کسی کا اس میں کوئی اختلاف نہیں اور مزید فرماتے ہیں: ''فھم ﷺ حیٌ علی الدوام'' آنجناب ﷺ دائمی طور پر زندہ ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: ''ہیچ کس را دروے خلاف نیست'' (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۶۱۳) حیات انبیاء میں کسی کا اختلاف نہیں۔ علامہ ابن سلیمان البغدادیؒ فرماتے ہیں: ''حیاۃ الانبیاء ثابتۃ بالاجماع'' انبیاء کرام کی حیات بالاجماع ثابت ہے۔ (المنحۃ الوھبیہ ص ۶) مولانا عبدالہادیؒ نجیب آبادی فرماتے ہیں: ''لا خلاف لاحد فیہ'' (انوار المحمود شرح ابوداؤد ج ۱ ص ۶۱۰) اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

حضرات علماء کرام! خدا کے لئے علماء امت کی عبارات کو بار بار پڑھیں جو چلا چلا کر کہہ رہی ہیں کہ یہ مسئلہ اختلافی نہیں۔ آج گجرات کے ایک بابا جی اور تلہ گنگ کے ایک چھوکرے کی حرکات دیکھ کر اس مسئلہ کو اختلافی کہہ دیا جائے؟ فیاللعجب!

تقریری اقتباس

حضرت مولانا ضیاء الرحمن صاحب فاروقیؒ نے حیات الانبیاء پر بہاولپور کے علاقہ میں ایک تقریر کی تھی۔ یہ تقریر جون ۱۹۸۸ء کی ہے۔ یادگار خطبات کے نام سے جو کتاب چھپی ہے اس میں یہ تقریر موجود ہے۔ مؤلف

المسلک المنصور نے مولانا فاروقی صاحبؒ کی تقریر کا اقتباس دے کر مذاق اڑایا ہے۔ تقریری اقتباس یہ ہے:
''حضور ﷺ کی ایک حدیث ہے اور یہ حدیث مسلم شریف میں ہے، مسلم شریف بخاری شریف کے بعد دوسرے نمبر کی کتاب ہے۔ جو حدیث میں پڑھ رہا ہوں۔ اس حدیث کے ساتھ میں چیلنج بھی کر رہا ہوں کہ اس حدیث کو دنیا کی کوئی طاقت ضعیف ثابت کرے کوئی ایک راوی ضعیف ثابت کرے۔ اس جلسہ میں میری یہ تقریر ریکارڈ ہو رہی ہے۔ اسے لے جاؤ ان کے پاس۔ کہو کہ یہ حدیث جو فاروقی صاحب نے بیان کی ہے اس کو چیلنج کر کے گئے ہیں۔ اس حدیث کا کوئی ایک راوی ضعیف ثابت کرے اگر وہ ضعیف نہ ہو تو اس حدیث کا رتبہ وہ ہے جیسے قرآن کی آیت کا حکم نص قطعی ہے۔ اس طرح اس حدیث کا حکم نص قطعی ہے۔ یہ عقیدہ ہے اہل سنت کا جب کوئی روایت پیغمبر ﷺ تک مرفوع مل جائے تو اس حدیث کا درجہ نص قطعی کا ہوتا ہے اور اس روایت کا انکار کرنا کفر ہے اس روایت کو یاد کر لیں جو روایت ضعیف ہے وہ اور ہے، میں آج وہ روایت پیش کر رہا ہوں جس کو وہ ضعیف نہیں کہہ سکتے۔ حدیث کیا ہے؟'' الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون '' الخ! (یادگار خطبات ص ۲۵۲)

مؤلف صاحب اس پر یوں حاشیہ چڑھاتے ہیں: ''محقق ٹمن صاحب گزارش ہے کہ سب سے پہلے ہمت فرما کر یہ روایت مسلم شریف سے نکال کر شکریہ کا موقع دیں۔ اگر مسلم شریف میں نہیں اور یقیناً نہیں تو اپنے بزرگوں سے منت زاری کر کے اس بات سے جماعتی طور پر برأت کا اعلان فرمائیں۔'' (مزید لکھتے ہیں) ''اندازہ فرمائیں کہ یہ لوگ اس مسئلہ میں کیسی دیدہ دلیری کا ثبوت دیتے ہیں اور کس قدر جھوٹ بول بول کر عوام بے چاری کو دھوکہ میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چونکہ انہوں نے ایک ایسا عقیدہ بنا لیا ہے جس پر قرآن وسنت کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ اس لئے اس مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے ان حضرات کے بڑے بڑے جبے قبے والے بھی جھوٹ بولنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔'' (المسلک المنصور ص ۱۹۴)

جواب: مؤلف صاحب نے اپنے تبصرہ میں مولانا فاروقی شہیدؒ کا نام نہیں لیا کہ کہیں سپاہ صحابہ والے پٹائی نہ کر دیں۔ (حالانکہ اصلی مؤحدین ڈرا نہیں کرتے) مولانا فاروقی صاحبؒ کی خدمات دینیہ اور خصوصاً رد رفض پر ان کی جدوجہد کو ہم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آپؒ کی مرتب کردہ تاریخی دستاویز اس ضمن میں ایک روشن کارنامہ ہے۔ آپ کی دیگر خوبیاں اور مقام بالکل بجا اور درست ہے۔ مگر آپ اس میدان کے آدمی نہیں تھے۔ خصوصاً جس دور کی یہ تقریر ہے اس وقت تو آپ ایک عام خطیب اور واعظ تھے اور اس وقت سپاہ صحابہ میں مولانا حق نواز جھنگوی نور اللہ مرقدہ و برّد اللہ مضجعہ کا طوطی بول رہا تھا۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ مولانا شہیدؒ کا تسامح ہے۔

آخر سید عنایت اللہ شاہ صاحب بھی تو ساری زندگی اپنی تقریر میں صُحابی کا استعمال کرتے رہے۔ حالانکہ لفظ صَحابی ہے یا پھر صِحابی صاد کے فتحہ یا کسرہ کے ساتھ درست ہے۔ ضمہ کے ساتھ بالکل غلط اور گجراتی ایجاد ہے۔ اس کے علاوہ شاہ جی اور ان کے حواری جو مستقل طور پر غلط اور گمراہ کن عقیدہ اپنائے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی جگہ ہے۔ پھر تعجب ہے کہ روایت مولانا فاروقیؒ بیان کر رہے ہیں اور مطالبہ مولانا نور محمد صاحب (ٹمن) سے کیا جا رہا ہے کہ آپ مسلم شریف سے نکال کر دکھائیں اور یہ کہ ایک فرد کی لغزش سے پوری امت مسلمہ اس عقیدے سے دستبردار ہو جائے۔ ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم'' یاد رہے کہ جمعیت اشاعت التوحید والے سپاہ صحابہ کو من حیث الجماعت غلط سمجھتے ہیں۔ ہمارے پاس ایک مماتی کا خط موجود ہے جو مولوی احمد سعید صاحب کو لکھا گیا تھا اور ساتھ

مولوی صاحب کا جواب بھی ہمارے پاس ہے۔ پہلے خط اور بعد ازاں مولوی احمد سعید صاحب کا جواب ملاحظہ کریں۔

''کیا فرماتے ہیں استاذ محترم احمد سعید ملتانی صاحب صدر مرکزی اشاعۃ التوحید والسنہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میرے عقائد ونظریات اور مسلک تبلیغی جماعت اور فضائل اعمال والے ہیں اس کا یہ کہنا درست ہے یا نہیں؟ اور جس کے عقائد ونظریات اور مسلک تبلیغی جماعت اور فضائل اعمال والے ہیں۔ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ نیز آپ سپاہ صحابہ کے مولانا حق نواز جھنگوی، ضیاء الرحمن فاروقی اور مولانا اعظم طارق کے عقائد ونظریات سے متفق ہیں؟ ان کی جماعت میں شامل ہونا کیسا ہے؟ واضح طور پر رہنمائی فرمائیں۔ شکریہ!''

جوابی مکتوب از احمد سعید صاحب

''حبیبی فی اللہ فاروق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ! وعلیکم السلام والسلام علی من لدیکم!

جماعت تبلیغی کے مجموعی طور پر عقائد قطعاً قرآن کے خلاف ہیں اور فضائل اعمال میں قرآن وسنت کے خلاف مواد کافی ہے۔ غلط عقائد ونظریات والوں کے پیچھے نماز قطعاً جائز نہ ہے۔ سپاہ صحابہ کی جماعت جواب کالعدم ہے اس کے عقائد ہماری جماعت کے بالکل مخالف ہیں خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد کے خلاف ہے۔ حالانکہ یہ اپنے آپ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کا سپاہی ظاہر کرتے ہیں۔ آپ اگر خلوص دل سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت چاہتے ہیں تو توحید وسنت کی جماعت میں اپنا نام درج کروالیں۔ دوسرا کسی جماعت میں داخلہ کی بندہ اجازت نہیں دے سکتا۔'' فقط والسلام! احمد سعید عفی عنہ

قارئین کرام! مولوی احمد سعید کا یہ خط جہاں سپاہ صحابہ اور تبلیغی جماعت میں چھپے ہوئے تقیہ باز مماتیوں کا منہ چڑا رہا ہے۔ وہاں ان دونوں جماعتوں کے راہنماؤں کو دعوت فکر بھی دے رہا ہے کہ اپنی جماعتوں میں ان متعصب اور شرارتی ذہن لوگوں کو گھسیڑنا کتنا بڑا المیہ ہے۔ ان لوگوں کے ذہنوں میں جو ضد اور تعصب کے کینچوے داخل ہو چکے ہیں۔ اس کا علاج تقریباً اب ناممکن ہے۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ مولانا فاروقی صاحبؒ کا یہ تقریری اقتباس ان کی کیسٹ سے نہیں لیا گیا بلکہ کتاب سے لیا گیا ہے اور بسا اوقات تقریر کو تحریر کے قالب میں ڈھالتے وقت مرتب سے بھی لغزش ہو جاتی ہے اور مضمون کا ربط قائم نہیں رہتا۔ جس کی بنیاد پر مفہوم کچھ سے کچھ نکل آتا ہے۔ بہر حال مرتب کی بے احتیاطی ہو یا مولانا فاروقیؒ کی لغزش! اجماع امت پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا اور امت مسلمہ کے فقہاء ومحدثین اور مفسرین ومتکلمین کے جم غفیر کے سامنے ایک فرد کی غلطی کو لا کھڑا کرنا اور پھر اس کے سہارے اذہان کو کوفت میں ڈالنا تحقیق نہیں، تدلیس ہے۔ مماتیوں کا بازار تحقیق میں کھوٹے سکے لے کر گھومنا جہالت وحماقت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

مماتی مؤلف کا دھوکہ یا سفاہت

اٹھارہواں دجل: حضرت مولانا منیر احمد صاحب مدظلہم نے اپنی تقریر فرمایا کہ سند کا ضعیف ہونا حدیث کے ضعیف ہونے کی دلیل نہیں۔ بعض دفعہ حدیث کی سند ضعیف ہوتی ہے۔ مگر اس حدیث کا متن یعنی اس حدیث کا مضمون اور اس میں بیان شدہ مسئلہ نہایت اعلیٰ درجے کا صحیح ہوتا ہے۔ حدیث متواتر سند کی محتاج نہیں

ہوتی۔ چونکہ سند کے مقابلے میں اجماع اور تواتر، حدیث کے صحیح ہونے کی مضبوط دلیل ہے۔ (تقریر دلپذیر) یہاں مؤلف المسلک المنصور نے یوں تبصرہ کیا ہے: ''مناظر موصوف کا یہ دعویٰ کہ سند کے ضعیف ہونے سے حدیث ضعیف نہیں ہوتی۔ پرلے درجے کی جہالت اور سفاہت پر مبنی ہے، محدثین حضرات کا مسلم ضابطہ ہے: ''الاسناد من الدین لو لاالاسناد لقال من شاء ماشاء'' (مقدمہ مسلم ص ۱۲)

جواب: علم اسناد کی اہمیت بتانے کے لئے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے اس کا سیکھنا دین قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ کا یہ فرمان مقدمہ مسلم میں یوں ہے: ''الاسناد من الدین ولو لاالاسناد لقال من شاء ماشاء'' علم اسناد بھی دین کا ہی ایک حصہ ہے اور اگر سند ضروری نہ ہوتی تو جو شخص جو چاہے کہہ سکتا تھا۔

قارئین کرام! اب غور فرمائیں کہ کیا حضرت مولانا منیر احمد صاحب مدظلہم نے مطلقاً علم اسناد سے انکار کیا ہے کہ یہ کوئی ایسا علم نہیں جس کا سیکھنا اہل علم کے لئے ضروری ہو؟ یقیناً نہیں تو پھر حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے اس قول کو یہاں لانے کا کیا مطلب؟ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا، بھان متی نے کنبہ جوڑا۔

مولانا موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ جس حدیث پر تواتر چلا آرہا ہو اور امت کا اجماع ہو۔ بالفرض اس حدیث کے راویوں میں کوئی ایک ضعیف بھی ہو تو اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ چونکہ تواتر اور اجماع بذات خود ایک بہت بڑی حجت ہے۔ جیسا کہ ہم نے گزشتہ سطور میں تلقی بالقبول کی بحث میں عقد الجید کے حوالہ سے حضرت شاہ ولی اللہؒ کا ارشاد پیش کیا اور یہی حضرات محدثین وماہرین اسماء الرجال کا مسلمہ ضابطہ واصول ہے جو حضرت مولانا مدظلہم بیان فرما رہے ہیں۔

مولانا منیر احمد صاحب مدظلہم علم حدیث پڑھنے پڑھانے میں بال سفید کئے بیٹھے ہیں اور جس ٹولے سے ہمیں پالا پڑا ہے۔ ''چشم بد دور'' اس فرقہ کے بانی نے تو کبھی کریما اور ایساغوجی کو بھی ہاتھ نہ لگایا تھا۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کے پاس رہ کر موصوف کو دین کی بالکل سمجھ نہ آسکی۔ جیسا کہ خود ان کا ارشاد ہے۔ ملاحظہ ہو (خس کم جہاں پاک ص ۳۱) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ فرماتے ہیں: ''کسی روایت کو تین اور چار کی قید سے بالاتر ہو کر اتنے ثقہ اور عادل افراد روایت کرتے آرہے ہوں جن کا جھوٹ پر جمع ہونا عادتاً محال ہو اور کسی دور میں بھی چار سے کم نہ ہوں خواہ زائد ہو جائیں اور زائد کی کوئی حد مقرر نہیں۔ اب اگر تواتر افراد سے گزر کر طبقات اور بڑی بڑی جماعتوں تک پہنچ جائے اور کسی روایت کو ہر دور میں ایک جم غفیر اور جماعتوں کی جماعتیں روایت کرتی آرہی ہوں تو ظاہر ہے کہ تواتر کی قوت میں اور زیادہ استحکام پیدا ہو جائے گا۔ تاہم جنس تواتر ایک ہی رہے گی بہر حال متواتر روایت کے سلسلے میں کسی ادنیٰ شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ ایسی خبر کا منکر زبان خلق پر مطعون یا مجنون کہلائے گا۔ کیونکہ یہ متواتر روایت گویا زبان حق ہو گی۔ اس لئے اس خبر کو گویا خدا کی خبر اور خدائی نقل وروایت کہا جائے گا جسے جھٹلانے کی کوئی اصولی صورت ممکن نہ ہو گی۔ کیونکہ اس خبر کا محافظ خود خدا ہو گا نہ کہ مخلوق۔'' (خطبات حکیم الاسلام ج اول ص ۳۸۵)

مماتی ذریت کو چیلنج

منکرین حیات النبی ﷺ میں کوئی ماں کا لعل میدان میں آئے چودہ صدیوں کے محدثین ومتکلمین اور

مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک محقق عالم کا قول پیش کرے کہ حدیث: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' صحیح نہیں۔ کیونکہ انبیاء قبروں میں زندہ نہیں اور نمازیں نہیں پڑھتے۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، از شرق تا غرب، از شمال تا جنوب ایک حوالہ لائیے بلکہ کسی چور، ڈکیت اور راہزن نے بھی عالم جنوں میں ایسی بات کہہ دی ہو تو آئیے است بسم اللہ! حوالہ پیش کریں اور منہ مانگا انعام وصول کریں۔

برعکس اس کے ہم اپنے عقیدے پر قرآن وسنت کے سائے میں کتنے اکابر واسلاف کو لاکھڑا کریں۔ اپنی ڈیمانڈ بتائیں اور پھر منظر دیکھیں۔ اگر آپ کو میدان تحقیق کے شہسوار بننے کا شوق بیٹھنے نہیں دیتا تو نکلئے۔ میدان حاضر ہے:

گرتے ہیں شہسوار ہی میدان جنگ میں وہ طفل کیا گرے جو گھٹنوں کے بل چلے

جہالت......دنیا اور برزخ

انیسواں دجل: قارئین کرام! مؤلف المسلک المنصور جیسے بے بصیرت اور جاہل لوگ کتابیں لکھنے بیٹھ گئے ہیں کہ وہ لوگ جو آئے روز علماء دین پر تنقید و تشنیع کے تیر برساتے رہتے ہیں اور کمزوریاں تلاش کر کے ان کے دامن پر کیچڑ اچھالتے رہتے ہیں۔ یہ ایسی ہی کتابیں اور استدلالات پڑھ کر اپنے کانٹے دار درخت کی آبیاری کرتے ہیں۔ اب انہیں کون بتائے کہ یہ علماء نہیں، فرقہ پرور، نکھٹو اور پرلے درجے کے شرارتی لوگ ہیں۔ مؤلف المسلک المنصور کا ایک علمی جواہر پارہ ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں: ''اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ دنیا میں خلیفہ ہیں۔ اس لئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دنیا میں خلیفہ بنے اور نبی پاک ﷺ زندہ ہیں قبر میں تو گزارش ہے کہ قبر سے مراد اگر قبر ارضی ہے اور حیات سے مراد، دنیوی، حسی، حقیقی حیات ہے تو ہمارا سوال یہ ہے کہ آپ ﷺ کی قبر مبارک مدینہ میں ہے یا کہیں اور ہے۔ اگر مدینہ میں ہے تو مدینہ دنیا میں ہے یا برزخ میں اور اگر مدینہ دنیا میں ہے اور یقیناً دنیا میں ہے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بھی خلیفہ دنیا میں بنے تو آپ کی حماقت ظاہر ہوگئی۔ ہمارا سوال باقی ہے اسی طرح اپنے باقی جوابات کو قیاس فرمالیں۔'' (المسلک المنصور ص ۱۹۹)

قارئین کرام! مدینہ دنیا میں ہے یا برزخ میں؟ کتنا بھونڈا سوال ہے؟ مدینہ منورہ سعودی عرب کا شہر ہے۔ وہاں آپ ﷺ کا روضہ اطہر ہے جہاں آپ ﷺ تشریف فرما ہیں وہ برزخی جہان ہے۔ عالم دنیا پر عالم برزخ کو قیاس کرنا صریح حماقت ہے۔ ہم نے باب ہشتم میں حیات برزخی کے اندر وضاحت کردی ہے کہ مماتیوں کے نزدیک قبر اور چیز ہے، برزخ اور چیز ہے۔ حالانکہ قبر مکان ہے اور برزخ زمان ہے۔ آپ کسی شخص سے اس کی رہائش کے متعلق پوچھیں تو وہ یہ نہیں کہے گا کہ میں دنیا میں رہتا ہوں۔ کیونکہ دنیا تو ایک مستقل عالم ہے۔ اس عالم دنیا کے جس شہر لاہور، کراچی، راولپنڈی یا گجرات وغیرہ میں اس کی رہائش ہوگی وہ وہی بتلائے گا۔

بات تو انتہائی عام فہم ہے کہ حضور اکرم ﷺ اب جہاں حیات ہیں، وہ عالم برزخ ہے۔ اس عالم برزخ میں آپ ﷺ کو دنیا والے جسم کے ساتھ زندہ رکھا گیا ہے اسی دنیاوی جسم پاک میں روح مبارک ہے۔ آپ ﷺ کی برزخی زندگی تمام انسانوں کی برزخی زندگی سے اعلیٰ وارفع اور قوی واقویٰ ہے اور آنجناب ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دنیا میں خلیفہ بنائے گئے۔ عالم دنیا کا نظام اور کیفیت اور ہے۔ برزخ کا اور ہے، مماتی حضرات سوچ سمجھ کر با حوالہ یا مقصد کی بات نہیں کرتے۔ بس ان کے نزدیک کچھ نہ کچھ کہہ دینا ہی دلیل ہے۔ فیا للعجب!

خرور حضرت سلیمان علیہ السلام

بیسواں دجل: جب انبیاء علیہم السلام (سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے) سب اپنی اپنی قبر میں زندہ ہیں تو لامحالہ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی اس شرف سے مشرف ہیں۔ حضرت مولانا منیر احمد صاحب مدظلہ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ: ''کبھی اشاعتی کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے: ''فلما خر تبینت الجن'' جب حضرت سلیمان کی لاٹھی کو دیمک نے کھایا تو وہ گر گئے۔ اگر زندہ تھے تو گرے کیوں؟ اگر کسی کا گر جانا موت کی دلیل ہے تو پھر جو آدمی بھی لاٹھی کے سہارے کھڑا ہوا اگر اس کی لاٹھی پھسل جائے یا ٹوٹ جائے اور وہ آدمی گر جائے تو کیا ہم اس کو مردہ سمجھ کر دفن کردیں گے کسی آدمی کا پاؤں پھسل جائے اور وہ گر جائے تو اس کو مردہ سمجھ کر اس کے ساتھ مردوں والی کارروائی شروع کردیں۔ الخ! (تقریر دلپذیر ص ۳۶)

مؤلف المسلک المنصور نے اپنے تعفن زدہ دماغ سے سوچ کر جن باتوں کا رنگ چڑھایا ہے۔ وہ یہ ہیں:

۱...... مناظر موصوف مسخرہ پن کے خصوصی ٹرینڈ معلوم ہوتے ہیں۔

۲...... کتاب الٰہی کے ساتھ بھی استہزاء (مذاق) کرنے سے نہیں چوکتے۔

۳...... شیخ چلی کی طرح خود ہی سوال بناتے ہیں اور جواب دینا شروع کردیتے ہیں۔

۴...... زبان بے لگام سے کیا کیا خرافات ہانک رہے ہیں۔

۵...... موصوف نے یہودی ذہنیت کا ثبوت دیا ہے۔ وغیرہ

اور مزید لکھتے ہیں: ''حضرت سلیمان کی موت قرآن پاک کی نص قطعی سے ثابت ہے اس کا انکار صریح کفر ہے۔ جس پر مناظر موصوف مصر ہیں۔'' (المسلک المنصور ص ۲۰۱)

جواب: اگر آپ یہ تاثر دینا چاہتے ہی کہ حضرت مولانا منیر احمد صاحب وفات انبیاء کے قائل ہی نہیں تو یہ آپ کا دجل عظیم ہے۔ تقریر دلپذیر ہی کے (ص ۱۰) پر ہے: ''یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ پر دنیا میں موت نہیں آئی۔'' اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام پر بھی موت آئی ہے اور بعد از وفات اللہ تعالیٰ نے آپ کو حیات عطا فرمائی ہے۔ باقی آپ کا یہ اعتراض کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک سال تک لاٹھی کے سہارے کھڑے رہے تو کیا ان میں زندگی تھی؟ کیا وہ نمازیں پڑھتے رہے؟ بالکل بے جا ہے۔ دیکھیں جب لاٹھی کو کیڑا لگ جاتا ہے اور وہ ٹوٹ جاتی ہے تو بدن تو لکڑی سے بہت نرم اور ملائم ہوتا ہے۔ پھر بدن بھی ایک نبی کا۔ اسے کیڑا نہیں لگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیائے کے اجساد کھائے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حیات برزخی بتعلق روح بھی حق و سچ ہے اور دنیا والوں کے نزدیک ان کا خرور بھی ایک حقیقت ہے۔ یہ دو مختلف جہانوں کی بات ہے اس میں کوئی تعارض نہیں، مماتیوں کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے خواہ مخواہ کی ذہنی پریشانی رکھ دی ہے اور ان کو اس بات کی سزا مل رہی ہے کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کے منفی پہلو (انکار حیات فی القبر) پر فضول توانائیاں صرف کر رکھی ہیں۔ حیات بعد الوفات یعنی حیات قبر غیب کی چیز ہے اور اس کے اثرات دنیا والوں کی نگاہ سے مستور رہتے ہیں۔

حضرت مولانا نور محمد تونسوی صاحب لکھتے ہیں: ''عالم خواب میں جانے والے شخص کے جسم کی پوری مشینری بظاہر معطل پڑی ہوتی ہے، آنکھیں، کان، زبان اور ہاتھ پاؤں وغیرہ سب ساکن اور معطل ہوتے ہیں لیکن وہ خواب

دیکھنے والا اس عالم میں دیکھتا، سنتا، دوڑتا، پکڑتا اور بولتا ہے۔ دیکھنے والا اس کے کسی عمل کو دیکھ نہیں رہا۔ لیکن وہ سب کچھ کر رہا ہوتا ہے۔ لہٰذا حضرت سلیمان علیہ السلام عالم قبر و برزخ میں زندہ تھے لیکن ہم اس عالم کے حالات کو نہیں دیکھ سکتے۔ لہٰذا بنیادی غلطی یہی ہے کہ ایک عالم کے حالات کو دوسرے عالم پر قیاس کر لیا۔" (ایک سو چار سوالات ص ۶۲)

"خرّ" آتا ہی زندوں کے لئے ہے

یہاں یہ بات دلچسپ بھی ہے اور قابل غور بھی کہ جناب حضرت سلیمان علیہ السلام کے جسم اطہر کے زمین پر آجانے کو قرآن مجید میں خرّ کہا گیا۔ "سقط" کے ساتھ تعبیر نہیں فرمایا اور خرّ کا کلمہ قرآن مجید میں زندہ انسانوں کے جھک جانے اور گر جانے کے لئے ارشاد فرمایا گیا ہے۔

۱...... "ومن یشرک باللّٰہ فکانما خرّ من السماء (الحج: ۳۱)" اور جس نے شریک بنایا اللہ کا، سو جیسے گر پڑا آسمان سے۔

۲...... "اذا یتلٰی علیھم آیت الرحمن خرّوا سجدا وبکیا (المریم: ۵۸)" جب ان کو سنائے آیتیں رحمٰن کی گرتے ہیں سجدہ میں اور روتے ہوئے۔

۳...... "فاستغفر ربہ وخرّ راکعاً واناب (ص: ۲۴)" پھر گناہ بخشوانے لگا اپنے رب سے اور گر پڑا جھک کر۔ (یعنی حضرت داؤد)

۴...... "فلمّا تجلّٰی ربہ للجبل جعلہ دکّا وخرّ موسٰی صعقا (الاعراف: ۱۴۳)" پھر جب تجلی کی اس کے رب نے پہاڑ کی طرف، کر دیا اس کو ڈھا کر برابر اور گر پڑا موسیٰ بے ہوش ہو کر۔

۵...... "ورفع ابویہ علی العرش وخرّوا لہ سجدا (الیوسف: ۱۰۰)" اور اونچا بٹھایا اپنے ماں باپ کو تخت پر اور سب گرے اس کے آگے سجدے میں (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے بھائی سجدہ ریز ہوئے)

۶...... "اذا یتلٰی علیھم یخرّون للاذقان سجدا (بنی اسرائیل: ۱۰۶)" جب ان کے پاس ان کو پڑھئے گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر سجدہ میں۔

۷...... "اذا ذکّروا بھا خرّوا سجدا (السجدۃ: ۱۵)" جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو سجدہ کرتے ہوئے گر پڑیں۔

۸...... "والذین اذا ذکّروا بآیات ربھم لم یخرّوا علیھا صما وعمیانا (الفرقان: ۷۳)" اور وہ لوگ کہ جب ان کو سمجھایئے ان کے رب کی باتیں نہ پڑیں ان پر بہرے اندھے ہو کر۔

قارئین کرام! غور فرمائیں: "فلمّا خرّ تبینت الجن" جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے استعمال ہوتا ہے تو ہمارے دوست اس کو عرفی موت پر استدلال کرتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے کچھ دیر بعد اگر اللہ پاک نے آپ کے جسم مبارک میں روح کو لوٹا دیا ہو اور دوبارہ آپ کو برزخی زندگی مل گئی ہو۔ مگر اسی عالم میں ہونے کی وجہ سے اس عالم والے اس کا ادراک نہ کر سکتے ہوں تو اس میں کون سی پیچیدگی ہے جو ذہن میں نہیں آ رہی۔ کیا اللہ تعالیٰ کو اس پر قدرت نہیں؟ یقیناً ہے۔

ہم اصلی توحیدی تو بحمد اللہ! تسلیم کرتے ہیں مگر مارکیٹ میں جو دو نمبری موحدین آئے ہوئے ہیں انہیں کون سمجھائے؟ اب ان شاء اللہ العزیز! عقل سلیم رکھنے والے خود پکار اٹھیں گے کہ مسخرہ پن کس کے اندر ہے؟

کتاب الٰہی کا تمسخر کون اڑاتا ہے اور تفسیر بالرائے کا مریض کون ہے؟ اور شیخ چلی کی سی حرکات کو مرتکب کون ہوتا ہے؟ ہمیں اس بحث میں پڑنے کی کوئی ضرورت ہے اور نہ فرصت۔ البتہ اتنا ضرور کہیں گے کہ اس قوم کی بدبختی، شقاوت قلبی اور نالائقی کا کیا عالم ہوگا جو وقت کے ایک جید عالم دین، عمر رسیدہ استاذ الحدیث اور خادم دین کو ''مسخرہ، قرآن کا مذاق اڑانے والا، جہل مرکب کا شکار اور بددیانت، تک کہنے کی جرأت کر ڈالے۔ فوا اسفا! خرور سلیمان علیہ السلام کے متعلق خیر المدارس کے مفتیان کرام کی مختصر مگر جامع بحث بھی اہل علم کے لئے مفید ہے۔ ملاحظہ ہو (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۷۶)

مؤلف کا جاہلانہ اعلان

اکیسواں دجل: لکھتے ہیں: ''اپنے دعویٰ کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں ثابت کریں کہ حضرت کے میت وجود میں دوبارہ روح لوٹ آئی تھی یا روح مبارک کا بدن اقدس کے ساتھ تعلق تصرف قائم کر دیا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اتنا عرصہ وہ بیت المقدس میں نمازیں پڑھاتے رہے تو ہم ان شاء اللہ! شکریے کے ساتھ منہ میٹھا کرانے کے لئے تیار ہیں۔'' (المسلک ص ۲۰۵)

جواب: جناب من! ہمارا منہ میٹھانہ کرائیے۔ بحمد اللہ! حیات النبی ﷺ کی برکت سے ہمارے دہن میٹھے ہی رہتے ہیں۔ بس آپ لاہور تشریف لے آیئے تاکہ ہم آپ کو نفسیاتی ہسپتال میں داخل کروا کے آپ کے دماغ کا علاج کروادیں۔ وگرنہ یہاں پاگل خانہ تو ہے ہی۔ فرمایئے بیت المقدس دنیا میں ہے یا برزخ میں؟ عالم دنیا میں ہے اور بعد از وفات انبیاء کرام علیہم السلام کا نمازیں پڑھنا عالم برزخ سے متعلق ہے۔ آپ کا یہ اعتراض دیوار پر دے مارنے کے قابل ہے۔ خدا لگتی کہیے گا کیا آپ اپنے آپ کو واقعی محقق سمجھے ہیں؟ سچ سچ بتایئے گا۔

قارئین کرام! آگے مؤلف نے (ص ۲۰۵ سے ۲۳۲) تک غیر متعلقہ بھرتی کی ہے اور لایعنی گفتگو سے کتاب کا پیٹ بھرا ہے۔ جیسے کوئی شخص رشوت کے حرام مال سے پیٹ بھرتا ہے۔

مؤلف کا ایک اور انداز تحقیق

بائیسواں دجل: حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی فرما رہے ہیں کہ میں اللہ کے اذن سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ کیوں جی محقق ثمن صاحب مردوں کو زندہ کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا اگر قبروں والے پہلے سے زندہ ہیں فرق صرف آپ کی پہلی اور پچھلی تقسیم کا ہے اور مردے پہلے سے زندہ ہو چکے ہوں تو کیا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ بن جائے گا؟ (المسلک المنصور ص ۲۳۲)

جواب: کبھی چھپی حیات سے کھلی حیات کی طرف آنے کو بھی حیات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مثلاً:

۱...... ''الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیہ النشور''

۲...... ''اللھم باسمک اموت و احیاء''

ہم پہلے بحث کر آئے ہیں کہ حیات کو تین حصوں میں منقسم کر دیا جائے تو بات بآسانی سمجھ آسکتی ہے:

۱...... بیداری...... یہ حیات ظاہری ہے۔

۲...... نیند...... یہ حیات خفی ہے۔
۳...... اور موت...... حیات اخفیٰ ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا حیات خفی یعنی چھپی حیات سے کھلی حیات کی طرف آنا ہے۔

باب ششم

حیات برزخیہ

نوٹ: مؤلف المسلک المنصور نے اپنی کتاب کے (ص ۲۴۳) پر حیات برزخی کے عنوان سے دھوکا دینے کی کوشش کی ہے اور یہ دھوکا ان کا موروثی ہے۔ یہاں لاہور سے جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کا ایک رسالہ شائع ہوا ہے۔ راقم الحروف نے اس کا مفصل جواب ''حیات برزخی'' کے نام سے دیا ہے۔ اس چھٹے باب کے اندر ہم من وعن وہ مضمون پیش کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز! لفظ برزخ سے جن جن حضرات کو انقباض ہے۔ وہ بغور مطالعہ فرمائیں۔ شکوک زائل ہوجائیں گے۔

مولانا مفتی عزیز الرحمن دیوبندیؒ کا عقیدہ

المسلک المنصور اور لاہور سے چھپنے والے رسالہ میں جن چار بزرگوں کو اپنا ہمنوا ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے ان میں پہلا نام نامی اسم گرامی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن دیوبندیؒ کا ہے۔ مذکورہ رسالہ کے (ص ۳) پر ہے۔ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ''انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات شہداء کی حیات سے اعلیٰ اقویٰ واتم ہے اور مراد اس حیات سے دنیاوی ظاہری نہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''انک میت وانھم میتون'' لہٰذا احکام اموات ظاہر یہ سب پر ظاہر ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۵ ص ۳۹۷)

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔ سب ہی مرنے والے ہیں: ''انک میت وانھم میتون'' اور سبھی کو حیات برزخی حاصل رہتی ہے کیونکہ مدار ثواب وعتاب کا حیات روحانی پر ہے جو کہ مسلم ہے۔ پھر اس حیات روحانی میں درجات انبیاء علیہم السلام کی حیات قوی تر ہے۔ اس کے بعد شہداء کی۔ الخ!'' (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۵ ص ۴۷۴)

جواب: مذکورہ بالا دونوں عبارتوں سے مؤلف صاحب باور کرانا چاہتے ہیں کہ: (۱) انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات دنیاوی نہیں۔ (۲) احکام اموات سب پر حاوی ہوتے ہیں۔ (۳) سب مرنے والے ہیں انبیاء ہوں یا غیر انبیاء۔ (۴) یہ حیات روحانی ہے جسمانی نہیں۔

قارئین کرام! اسلاف کی کتب میں حیات کے متعلق مختلف الفاظ ملیں گے۔ مثلاً حیات برزخی، حیات روحانی، حیات دنیوی، حیات جسمانی اور حیات حسی وغیرہ۔ ان اصطلاحات کا ایک مفہوم مماتی ٹولہ بیان کرے گا اور دوسرا مفہوم ہمیں اکابر سے ملے گا۔ ہم وہ تشریح اور توضیح قبول کریں گے جو خود اکابرؒ نے کی ہے۔ مماتی حضرات قادیانیوں کی طرح اگر اپنی تشریح کریں گے اور اس غلط تشریح پر اپنے مسلک کی بنیاد رکھیں گے تو یہ: ''یحرفون الکلم عن مواضعہ'' کا مصداق ہوگا، ہم منکرین حیات النبی ﷺ کی تشریح کو قطعاً قبول نہیں کریں گے۔

مماتیوں کا ایک دھوکہ

وہ یہ کہ جہاں مسلک اور مسئلہ کی پوری وضاحت سے عبارت ہوگی اس کو ہاتھ نہیں لگائیں گے بزرگوں کی کتاب سے ایک یا آدھی سطر کاٹ کر کہیں گے کہ فلاں بزرگ کا وہی عقیدہ ہے جو ہمارا ہے۔ اس کو کہتے ہیں: ''الا من خطف الخطفة'' شیطان بھی آسمان سے ایک آدھ بات پوری کرتا ہے۔ پھر سو جھوٹ اپنے پاس سے ملاتا ہے۔ یہ مماتی حضرات اس شیطانی حرکت کے اکثر مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔

اب ذرا مماتی مؤلف کے خود تراشیدہ مطالب کے جوابات پڑھئے جو انہوں نے حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحبؒ کی عبارت سے نکال کر دھوکا دینے کی کوشش کی۔

۱...... حیات دنیاوی نہیں، کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جسم کا روح مبارک سے اور روح کا جسم اطہر سے تعلق نہیں ہے۔ حیات دنیاوی کے انکار سے انبیاء علیہم السلام کے ارواح کا ابدان سے لاتعلق ہونا اکابرینؒ کی عبارات سے ہرگز مراد نہیں۔ کیونکہ مولانا عزیز الرحمن صاحبؒ دوسرے مقام پر روح کے تعلق کی وضاحت فرماتے ہیں کہ: ''جسم سے روح کو تعلق رہتا ہے۔'' (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ص ۴۶۲)

نیز حیات دنیاوی نہیں، کے ساتھ ظاہری کی قید بھی موجود ہے۔ جب نفی مقید بالقید میں داخل ہوتی ہے تو اس وقت نفی قید کی ہوتی ہے دنیوی کے انکار سے حیات تکلیفی کی نفی مراد ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کی موجودہ حیات فی القبر تکلیفی نہیں بلکہ استراحی اور تلذذی ہے۔ لہٰذا یہاں مماتیوں کی دال نہیں گل سکتی۔

۲...... ''احکام موت سب پر جاری ہوتے ہیں۔'' اس عبارت سے مماتی یہ مطلب نکالتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام سنتے نہیں۔ حالانکہ یہ عقیدہ سو فیصد گمراہی اور ضلالت ہے۔ انبیاء کی سماع میں امت کا اجماع ہے۔ کسی کو اختلاف نہیں اس کا مفہوم بھی وہی ہے کہ حیات تکلیفی کے احکامات ختم ہوگئے دنیا میں نماز فرض تھی، قبروں میں بھی نماز پڑھتے ہیں مگر فرض نہیں۔

۳...... سب مرنے والے ہیں، انبیاء ہوں یا غیر انبیاء۔ اس کا اگر یہ مطلب ہے کہ سب نبی فوت ہو چکے تو غلط ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ ہاں! اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ ہر نبی پر موت آئے گی۔ اس کا ہر مسلمان قائل ہے۔ البتہ مماتی حضرات انبیاء علیہم السلام کی اموات کے قائل نہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک نبی روح کا نام ہے۔ ملاحظہ ہو (ندائے حق ج ۱ ص ۴۴، ۵۰۸) اور روح پر موت نہیں، روح زندہ رہتی ہے۔

۴...... ''یہ حیات روحانی ہے۔'' اس کا معنی اور مفہوم اگر یہ ہو کہ روح زندہ ہے جسم مردہ ہے اور روح کا جسم سے کوئی تعلق نہیں تو غلط ہوگا۔ کیونکہ دنیا میں حیات جسمانی تھی۔ اس وقت روح زندہ تھی۔ جب حیات جسمانی سے روح کا مرنا لازم نہیں آتا تو روحانی کہنے سے جسم کا مردہ ہونا کیسے لازم آئے گا؟ اگر خوانخواہ حیات روحانی کہنے سے جسم مردہ ہی ہوتا ہے تو مماتیوں کے جسم جب زندہ ہیں تو روح مری ہوئی ہوگی۔

حیات روحانی کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں قبل از موت حیات جسمانی تھی، جسم غالب تھا روح مغلوب تھی، پہلے تکلیف اور راحت جسم کو ہوتی تھی اس کے بعد روح کو ہوتی تھی اسی طرح موت کے بعد روح غالب ہے۔ پہلے راحت روح کو ہوتی ہے اس کے واسطے سے جسم کو ہوتی ہے۔ یہ ہے روحانی اور جسمانی کا صحیح مفہوم۔ اب بھی مماتی احباب ضد پر اڑے رہیں تو کیا علاج ہوسکتا ہے؟

مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ کا مسلک مماتیوں کے خلاف ہے

حضرت مفتی صاحبؒ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

۱...... جسم سے روح کا تعلق رہتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند ج ۵ ص ۴۶۲)

۲...... قبر میں بھی روح کا تعلق رہتا ہے اور مستقر اصلی اس کا علیین ہے یا سجین ہے۔ (ج ۵ ص ۴۲۶)

۳...... عذاب روح پر مع جسم کے ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر حدیث سے ثابت ہے۔ (ج ۵ ص ۴۲۷)

مفتی صاحبؒ کی ان تینوں عبارتوں کو مماتی غور سے پڑھیں اور فیصلہ دیں کہ مفتی صاحبؒ کا مسلک اہل سنت والا ہے یا مماتیوں والا؟

مفتی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ روح کا جسم سے تعلق ہوتا ہے۔ مماتی کہتے ہیں نہیں ہوتا۔ مفتی صاحبؒ فرماتے ہیں عذاب وثواب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے اور مماتی صرف روح کے عذاب وثواب کے قائل ہیں اور مفتی صاحبؒ کا یہ نظریہ عام مردوں کے متعلق ہے۔ اب مماتی ٹولے میں کوئی ماں کا لعل بتائے کہ مفتی صاحبؒ کے ہاں روحانی کا مطلب صرف روح ہے یا روح مع الجسد ہے؟ یقیناً جہاں وہ روحانی حیات کا لفظ استعمال فرماتے ہیں روح مع الجسد دونوں مراد ہوتے ہیں۔ روحانی باعتبار غالب روح کے کہی جاتی ہے جس کی وضاحت ہم کر چکے ہیں روحانی کا معنی مماتیوں والا ہر گز نہیں۔

حیات انبیاء علیہم السلام اور حضرت مفتی صاحبؒ

انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات شہداء کی حیات سے اقویٰ واتم ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند ص ۳۹۷) غور کیجئے۔ (۱) اقویٰ، (۲) اتم۔ یہ دونوں اسم تفضیل کے صیغے ہیں اور اسم تفضیل وہ اسم ہوتا ہے جس میں وصف کی زیادتی دوسرے کے مقابلہ میں ہو۔ جب عام مردوں کی حیات تعلق روح کے ساتھ ہے تو وہ عام ہوئی۔ انبیاء علیہم السلام کی اتم ہوئی اور جب ان کا تعلق شہداء سے بھی زیادہ ہوا تو اقویٰ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان بھٹکے ہوئے دوستوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم!

عام مردوں میں مفتی صاحبؒ روح کا تعلق مانتے ہیں۔ شہداء میں بھی مانتے ہیں اور ان سب سے اعلیٰ قسم کا تعلق روح مع الجسم انبیاء علیہم السلام کا مانتے ہیں۔ اب انصاف کیجئے کہ مفتی صاحبؒ کی عبارات کو مماتی اپنی تائید میں کس منہ سے پیش کر سکتے ہیں؟ مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ سنی حنفی دیو بندی تھے۔ ان کا مماتیوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ سنی حنفی دیو بندی تھے، مماتی نہیں

قارئین کرام! مؤلف رسالہ نے مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ کا نام دے کر ان کی چند عبارات سے عوام کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔ ان کی عبارات کا صحیح مفہوم دینے سے قبل ہم مفتی صاحبؒ کا عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

سوال: مولود مبارک میں یا رسول اللہ، السلام علیک یا حبیب اللہ پکار کر کہنا اس غرض سے کہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی روح مبارکہ محفل میلاد میں آتی ہے۔ لہٰذا برائے تعظیم کھڑے ہو کر لفظ مذکور کو پکار کر کہتے ہیں۔ آیا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: صلوٰۃ وسلام کے ساتھ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ نداء کے الفاظ سے پکارنا اس خیال سے کہ؟ صلوٰۃ وسلام آنحضرت ﷺ کو پہنچا دیا جاتا ہے اور آپ ﷺ تک ہماری نداء اور خطاب پہنچ جاتا ہے۔ جائز اور درست ہے۔ کیونکہ بعض روایات سے ثابت ہے کہ باری تعالیٰ وتقدس نے آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے کہ اس کو ایسی قوت سامعہ عطاء فرمائی ہے کہ وہ تمام مخلوق کے صلوٰۃ وسلام سن کر حضرت ﷺ پر پیش کر دیتا ہے اور آنحضرت ﷺ جواب دیتے ہیں (اور پھر آگے نزل الابرار کے حوالہ سے صحیح حدیث اور اس کا ترجمہ نقل کر کے آخر میں لکھتے ہیں) ہاں! اس خیال اور اعتقاد سے نداء کرنا کہ آنحضرت ﷺ کی روح مبارک مجلس مولود میں آتی ہے۔ اس کا شریعت مقدسہ میں کوئی ثبوت نہیں اور کئی وجہ سے یہ خیال باطل ہے اوّل یہ کہ حضرت رسالت ﷺ قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ جیسے کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے تو پھر آپ ﷺ کی روح مبارک کا مجالس میلاد میں آنا بدن سے مفارقت کر کے ہوتا ہے یا کسی اور طریقہ سے اگر مفارقت کر کے مانا جائے تو آپ ﷺ کا قبر مطہر میں زندہ ہونا باطل ہو جاتا ہے یا کم از کم زندگی میں فرق آنا ثابت ہوتا ہے تو یہ صورت علاوہ اس کے بے ثبوت ہے۔ باعث توہین ہے نہ موجب تعظیم اور اگر مفارقت نہیں ہوتی تو پھر مجلس مولود میں آپ ﷺ کی موجودگی بدن اور روح کے ساتھ ہوتی ہے یا محض بطور کشف علم کے۔ پہلی صورت بداہۃً باطل ہے اور دوسری صورت بے ثبوت اور بعض اعتبار سے موجب شرک ہے کہ آن واحد میں مجالس کثیرہ کا علم ہونا، اس طرح کہ گویا آپ ﷺ حاضر وناظر ہیں۔ یہ خاصہ ذات احدیّت ہے۔ آنحضرت ﷺ کو حاضر وناظر سمجھنا شرک ہے۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۱۶۰)

قارئین کرام! مذکورہ پوری بحث سے چند امور جو امام اہل سنت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ نے نوٹ کئے۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱...... آنحضرت ﷺ عند القبر صلوٰۃ وسلام سنتے اور اس کا جواب دیتے ہیں۔

۲...... آپ ﷺ قبر مبارک میں زندہ ہیں، یہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔

۳...... آپ ﷺ کی زندگی روح مبارک کے اس جسد اطہر کے ساتھ تعلق سے ہے جو قبر شریف میں ہے۔

۴...... اگر اس جسد اطہر سے روح مبارک کی مفارقت اور جدائی مانی جائے تو آپ ﷺ کا قبر میں زندہ ہونا باطل ہو جاتا ہے یا کم از کم زندگی میں فرق آنا ثابت ہوتا ہے۔

۵...... اور آپ ﷺ کو قبر مبارک میں زندہ تسلیم نہ کرنا یا کم از کم زندگی میں فرق ماننا باعث توہین ہے نا کہ موجب تعظیم۔ (المسلک المنصور ص ۸۱)

غور کیجئے! ابوحنیفہ ہند مفتی صاحبؒ کیا فرما رہے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو قبر مبارک میں روح مع الجسد ماننا مذہب اہل سنت ہے کسی ایک فرد یا طبقے کی بات نہیں اور فرماتے ہیں کہ روح کو جسم سے الگ سمجھنا آقا ﷺ کی توہین ہے۔ اس وقت یہ توہین اگر کوئی جماعت کر رہی ہے تو وہ مماتی ہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ کے جسم مبارک کے ساتھ تعلق کے منکر صرف مماتی ہیں اور مفتی صاحبؒ کے بقول مماتی گستاخ نبوت ثابت ہوئے اور بقول سید عنایت اللہ شاہ صاحب کے سماع کا قائل نص قطعی کا منکر ہے اور جو نص قطعی کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ (خس کم جہاں پاک ص ۴۷) اور مماتیوں کے مذکورہ بالا جملے کے مطابق مفتی صاحبؒ کیا ہوئے؟ اہل نظر خود بتائیں۔ ہمارے قلم میں اتنی سکت نہیں کہ ہم تبصرہ کر سکیں۔

شاہ صاحب کو مفتی صاحبؒ سے دین سمجھ نہ آ سکا

مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ کو اپنے بے سروپا عقیدے میں ہمنوا بنانے والے عقل کے ناخن لیں اور بتائیں کہ سید عنایت اللہ شاہ صاحب کے مندرجہ ذیل بیان پر کیا تبصرہ کرو گے۔ ملاحظہ ہو: ''شاہ جی نے کہا حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ اور دیگر عظیم اساتذہ سے تحصیل علم کا موقع ملا، امتحان میں بھی اوّل آیا لیکن امانت دیانت کی بات یہ ہے کہ مجھے دین وایمان کی اصل سمجھ حضرت مولانا حسین علیؒ کی خدمت میں رہنے سے آئی ہے۔'' (خس کم جہاں پاک ص ۳۱)

عنایت اللہ شاہ صاحب کہتے ہیں کہ دین وایمان مجھے علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور مفتی کفایت اللہ صاحبؒ سے سمجھ میں نہیں آیا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ طالب علم کو جب بات سمجھ نہ آئے تو کمی استاذ کے سمجھانے میں ہوتی ہے یا طالب علم کم عقل ہوتا ہے جسے بات پلے نہیں پڑتی۔ ہزاروں علماء نے مذکورہ دونوں بزرگوں سے علم حاصل کیا دین وایمان کو سمجھا اور دنیا کو سمجھایا۔ اگر ان بزرگوں میں سمجھانے کی صلاحیت نہ ہوتی تو انہوں نے بڑے بڑے علامہ اور مفتی کیسے پیدا کر لئے؟ دونوں باتوں میں سے پہلی کی تردید اور دوسری کی تائید کرنی پڑے گی۔ یعنی علامہ صاحبؒ اور مفتی صاحب میں قوت تفہیم نہ ہو ہم اس کو کبھی تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ دونوں بزرگ قوت وتفہیم کے بادشاہ تھے۔ علم حدیث کے پیاسے آئے اور دولت ایمان ودین سے مالا مال ہو کر لوٹے۔ دونوں بزرگوں کے شاگرد جہاں بھی پہنچے۔ انہوں نے دین کی شمع روشن رکھی۔ آج بھی حافظہ کی بات آتی ہے تو علامہ کشمیریؒ کا نام زبان پر آتا ہے۔ اہل علم حوالے ان کے دیتے ہیں تو معلوم ہوا ان کے سمجھانے، پڑھانے میں ذرہ بھر کمی نہ تھی۔ البتہ دوسری بات جو قرین قیاس ہے کہ سید عنایت اللہ شاہ صاحب میں سمجھنے کی صلاحیت کا العدم تھی۔ لیکن ایک بار پھر ہم حیرت واستعجاب کے چنگل میں آ گئے۔ بھلا کیسے؟ شاہ جی گجرات والے فرماتے ہیں: ''میں امتحان میں اوّل بھی آیا۔'' جب سمجھ ہی کچھ نہ آئی تو لکھا کیا ہوگا؟ پرچے میں دین کے خلاف لکھنے سے اوّل کیسے آ گئے؟ یہ گتھی بھی نہیں سلجھ سکتی۔

بندہ کی گزارش ہے کہ جب بانی فرقہ مماتت سید صاحب کو مفتی صاحبؒ سے کچھ سمجھ نہ آیا تو آج ان کے حواری حضرت کی کتابوں کو کیسے سمجھ سکتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ ان کو اکابر کی کتب سے سمجھ کچھ نہیں آتا۔ بس دجل کر کے دھوکہ دیتے ہیں۔

مفتی صاحبؒ کی چند عبارات سے دھوکہ اور ان کا جواب

انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں مگر ان کی زندگی دنیاوی زندگی نہیں بلکہ برزخی اور تمام دوسرے لوگوں کی زندگی سے ممتاز ہے۔ اسی طرح شہداء کی زندگی بھی برزخی ہے اور انبیاء کی زندگی سے نیچے درجے کی ہے۔ دنیا کے اعتبار سے سب اموات میں داخل ہیں۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۶۸)

اب توجہ کیجئے! مذکورہ عبارت میں مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ قبور کہاں ہیں؟ جہاں بدن پاک ہے وہیں روح ہے، وہیں زندہ ہیں قبر زمین پر ہے۔ بدن مقدس زمین والی قبر میں ہے۔ روح بدن کے ساتھ وہاں ہی متعلق ہوگی۔ جہاں بدن ہے۔ لہٰذا انبیاء علیہم السلام مفتی صاحبؒ کے ہاں اپنی اپنی قبور میں زندہ ہوتے ہیں جہاں ان کو دفن کیا گیا تھا۔ اس کی تفصیل گزشتہ عبارت میں بھی ہو گئی اور وہی معنی یہاں ہوگا کہ قبر بھی یہیں ہے اور برزخ بھی یہیں ہے۔

مماتیوں کی برزخ اور قبر کہاں ہے؟

جب اتنی واضح عبارات بزرگوں کی دکھائی جاتی ہیں تو مماتی ان عقائد صحیحہ سے بھاگنے کے لئے لفظ برزخ کا سہارا لیتے ہیں۔ دیکھو جی فلاں بزرگ نے لکھا ہے کہ برزخ میں زندہ ہیں۔ جب برزخ میں زندگی ہے تو پھر قبر میں کیسے ہوئی؟ ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ کیا بات ہے جناب برزخ کا لفظ مل گیا ہے۔ کہاں زمینی قبر اور کہاں برزخ! لہٰذا ہمارا گجراتی عقیدہ ثابت ہو گیا ہے۔

برزخ کیا ہے؟

برادران اہل سنت والجماعت! برزخ کا معنی پردہ ہے۔ مرنے کے بعد وہی جسم جو ہمیں نظر آرہا ہوتا ہے وہ برزخ میں ہے۔ بے شک وہ جسد وفات کے بعد ہمارے سامنے پڑا رہے۔ فرشتے آئیں گے، اٹھا کے بٹھائیں گے سوال وجواب ہوگا۔ نیک آدمی کے لئے جنت کی کھڑکی کھول دی جائے گی۔ گناہ گار کو فرشتے سزا دیں گے۔ لیکن یہ سارا معاملہ ہماری آنکھیں نہیں دیکھ سکیں گی کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے اور ان کے درمیان (پردہ) ہے۔ برزخ کسی خاص مکان، دکان، دفتر یا بیٹھک کا نام نہیں ہے۔ جس طرح ایک آدمی سورج غروب ہونے سے قبل مسجد میں تھا، سورج غروب ہونے کے بعد بھی مسجد میں رہا تو پہلے وہ دن میں تھا اور مسجد میں تھا، غروب آفتاب کے بعد بھی مسجد میں ہے لیکن اب وہ دن سے رات میں چلا گیا۔ کیا مطلب! مکان وہی رہا زمان بدل گیا۔ مماتیوں کی جہالت یہ ہے کہ یہ برزخ کو مکان سمجھتے ہیں، برزخ مکان کا نام نہیں ہے بلکہ ظرف زمان ہے۔ جو مرنے کے بعد شروع ہوجاتا ہے۔ مردہ جہاں بھی ہو وہ برزخ میں ہے۔

مماتیوں کو آج تک نہ اپنی قبر ملی ہے اور نہ ہی یہ برزخ کو تلاش کر سکے۔ جب ان سے پوچھا جائے قبر کہاں ہے؟ تو کہتے ہیں برزخ میں۔ اچھا برزخ کہاں ہے؟ تو خاموش ہوجاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مماتیوں کی قبر تلاش کرنے کے لئے پہلے مماتیوں کی برزخ کو تلاش کرنا ہوگا۔ نہ برزخ ملے نہ قبر ملے۔ کیونکہ زمین میں کھودی ہوئی قبر سے مماتیوں کو اتنی نفرت ہے کہ اسے قبر نہیں کہتے، کہتے ہیں یہ گڑھا ہے۔ جب قرآن مقدس کی طرف رجوع کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ برزخ کا لفظ قرآن میں موجود ہے: ''مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبغیان'' (سورۃ رحمن) جہاں دو دریا آپس میں ملتے ہیں وہاں دونوں دریاؤں کے درمیان برزخ ہے۔

اب یقیناً مماتیوں کی قبر دو دریاؤں کے درمیان ہی ہوگی۔ مماتیوں کو اپنی قبر نہیں مل رہی تھی۔ ہم نے تلاش کرلی ہے۔ مماتیوں کو ہمارا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ کوئی پوچھے تمہارا قبرستان کہاں ہے؟ فوراً بتاؤ کہ دو دریاؤں کے درمیان۔ یہ تھی مماتیوں کی قبر اور برزخ۔ لیکن اہلسنت کے ہاں برزخ وہی جگہ ہے جہاں جسد ہوتا ہے لیکن ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو کر وہ برزخ میں ہے، اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے ہاں سے برزخ کا لفظ مل جانے پر مماتیوں کو عید نہ منانی چاہئے۔ کیونکہ ان کی مراد برزخ سے وہی جگہ ہے جہاں آقا ﷺ کا جسم اطہر ہے اور وہ مدینے والا روضہ اطہر ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے ان کی قبور ہی برزخ ہیں وہ وہاں نمازیں ادا فرماتے ہیں: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' (الحدیث) انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے

ہیں۔ نمازیں پڑھ کر اپنی قبور میں لذت خدا کے برگزیدہ بندے یعنی انبیاء کرام حاصل کررہے ہیں اور غصہ مماتیوں کو آرہا ہے۔ ''ارأیت الذی ینھی عبداً اذا صلّی'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''نبی اللہ حیّ یرزق'' (ابن ماجہ ص ۱۱۸) اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے۔ انبیاء کرام رزق کھاتے ہیں اور مماتیوں کے پیٹ میں مروڑ اٹھتا ہے۔

مفتی صاحبؒ کی دوسری عبارت

''جماہیر امت محمدیہ ﷺ کا یہ قول ہے کہ آنحضرت ﷺ قبر اطہر میں حیات مخصوص کے ساتھ حیات ہیں۔''
اس پر پھر مماتی کہیں گے یہ مدینہ والی قبر، قبر نہیں۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تو اسی کو قبر فرمایا:
''قال رسول اللہ ﷺ ما علی الارض بقعۃ ھی احب الیّ ان یکون قبری بھا منھا'' آپ ﷺ نے فرمایا زمین کے تمام ٹکڑوں میں سے مجھے زیادہ محبوب یہ ہے کہ میری قبر اس ٹکڑے (مدینہ) میں ہو۔ (موطا امام مالکؒ ص ۴۷۸)
حضور ﷺ کا فرمان: ''اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد'' اے اللہ میری قبر کو عبادت گاہ نہ بنایا۔ (موطا امام مالکؒ)
اس قبر سے مراد مدینہ پاک والی قبر ہے۔ آپ ﷺ اسی کے متعلق دعا مانگ رہے ہیں کہ یا اللہ اس کو سجدہ گاہ نہ بننے دینا۔ جب حدیث نبوی ﷺ سے یہی قبر مراد ہے تو مفتی صاحبؒ کی عبارت سے بھی یقیناً یہی مراد ہے۔ اس قدر واضح ترین دلائل دیکھنے کے بعد بھی مماتی مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ کو اپنا تائیدی سمجھتے ہیں۔ کس قدر حیرت کی بات ہے۔

المہند اور مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ

فرماتے ہیں: ''رأیت الاجوبۃ کلھا فوجدتھا حقۃ صریحۃ لایحوم حول سرادقاتھا شک ولا ریب وھو معتقدی ومشائخی'' (المہند علی المفند)

<u>ترجمہ</u>: میں نے تمام جوابات دیکھے پس اس کو ایسا حق صریح پایا کہ اس کے اردگرد بھی شک یا ریب نہیں گھوم سکتا اور یہی میرا اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے۔

قارئین کرام! مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کی مندرجہ بالا عبارت جو انہوں نے المہند کی تائید میں فرمائی ہے اس کو بار بار پڑھیں۔ حضرت فرماتے ہیں میں نے المہند کا ہر ہر جواب پڑھا سب کو حق پایا۔ مسئلہ حیات انبیاء، مسئلہ توسل وغیرہ سارے حق سمجھے اور میرا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اب مماتی بتائیں کہ ان کا مفتی صاحبؒ کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ تمہارے اور ان کے عقیدے میں کتنا فرق ہے۔ تمہاری سوچ الگ ہے اور مفتی صاحبؒ کی الگ ہے، تمہارا نظریہ اور ہے ان کا اور ہے۔ مفتی صاحبؒ سنی حنفی دیوبندی اور تم لامذہب معتزلی، مماتی! تم کس منہ سے ان کی عبارات اپنی تائید میں گھسیٹ کر لاتے ہو یا علماء دیوبند کے عقائد اپنالو یا ان بزرگوں کو نام لینا ترک کردو۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا عقیدہ اور مماتیت

قبر کا عذاب وثواب قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب قبر میں مومن سے سوال کیا جائے گا تو ایسے ہولناک مقام اور سخت حال میں بھی وہ بتائید ربانی اس کلمہ پر قائم رہے گا اور ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی شہادت دے گا اور پھر فرمایا کہ ارشاد قرآنی: ''یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ'' کا یہی مطلب ہے۔ (یہ روایت حدیث حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے نقل

فرمائی) اسی طرح تقریباً چالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے معتبر اسانید کے ساتھ اس مضمون کی حدیثیں منقول ہیں۔ جن کو امام ابن کثیرؒ نے اس جگہ اپنی تفسیر میں جمع کیا ہے اور شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنے منظوم رسالہ "التثبیت عند التبییت" میں اور شرح الصدور میں ستر احادیث کا حوالہ نقل کر کے ان روایات کو متواتر فرمایا ہے۔ ان سب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آیت مذکورہ میں آخرہ سے مراد قبر اور اس آیت کو قبر کے عذاب وثواب سے متعلق قرار دیا ہے۔ مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں انسان کا دوبارہ زندہ ہو کر فرشتوں کے سوالات کا جواب دینا پھر اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی پر ثواب یا عذاب کا ہونا قرآن مجید کی تقریباً دس آیات میں اشارۃً اور نبی اکرم ﷺ کی ستر احادیث متواترہ میں بڑی صراحت ووضاحت کے ساتھ مذکور ہے۔ جس میں مسلمانوں کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

رہے وہ عامیانہ شبہات کہ دنیا میں دیکھنے والوں کو یہ ثواب وعذاب نظر نہیں آتا۔ سو اس کے تفصیلی جوابات کی تو یہاں گنجائش نہیں۔ اجمالاً اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ کسی چیز کا نظر نہ آنا اس کے موجود نہ ہونے کی دلیل نہیں ہوتی۔ جنات اور فرشتے بھی کسی کو نظر نہیں آتے مگر موجود ہیں، ہوا نظر نہیں آتی، مگر موجود ہے۔ جس کائناتی فضا کا اس زمانہ میں راکٹوں کے ذریعے مشاہدہ ہو رہا ہے وہ رب سے پہلے کسی کو نظر نہ آتی تھی۔ مگر موجود تھی۔ خواب دیکھنے والا خواب میں کسی سخت مصیبت میں گرفتار ہو کر سخت عذاب میں بے چین ہوتا ہے۔ مگر پاس بیٹھنے والوں کو اس کی خبر نہیں ہوتی۔ اصول یہ ہے کہ ایک عالم کو دوسرے عالم کے حالات پر قیاس کرنا خود غلط ہے۔ جب خالق کائنات نے رسول ﷺ کے ذریعے دوسرے عالم میں پہنچنے کے بعد اس عذاب وثواب کی خبر دے دی تو اس پر ایمان اعتقاد رکھنا لازم ہے۔

(معارف القرآن ج ۵ ص ۲۳۶)

مفتی محمد شفیع صاحبؒ سنی دیوبندی تھے، مماتی نہ تھے

مندرجہ بالا عبارت جو مفتی صاحبؒ نے معارف القرآن میں درج کی ہے۔ اس میں جن امور کی مفتی صاحبؒ نے وضاحت کی ہے کوئی مماتی اس کو ماننے کے لئے اگر تیار ہے تو پھر وہ مماتی نہ رہا، سنی ہو گیا اور اگر ماننے کے لئے تیار نہیں تو پھر مفتی صاحبؒ کا اور مماتیوں اور مسلک جدا جدا ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ اور مماتیوں کے مسلک میں کتنا فرق ہے؟ مختصراً ملاحظہ:

مفتی صاحب کا نظریہ	مماتیوں کا نظریہ
(۱) قبر میں عذاب وثواب قرآن مجید وحدیث سے ثابت ہے	مماتی عذاب قبر کے منکر ہیں۔
(۲) چالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عذاب قبر کی حدیث کے راوی ہیں۔	ایک بھی نہیں ہے۔
(۳) عذاب قبر کی معتبر اسانید ہیں۔	من گھڑت روایات ہیں۔
(۴) عذاب وثواب کی احادیث متواتر ہیں۔	مماتی منکر ہیں۔
(۵) قبر میں عام انسانوں کو زندگی ملتی ہے۔	مماتی منکر ہیں۔
(۶) اس مسئلہ میں کسی مسلمان کو شک وشبہ نہیں ہونا چاہئے۔	مماتی شک کو کھلا انکار کرتے ہیں۔
(۷) عذاب بے شک نظر نہ آئے ہوتا پھر بھی ہے۔	نہیں ہوتا۔

(۸)حضور ﷺ کی زبان پر اعتماد کرو	مماتیوں کو اعتماد نہیں ہے۔
(۹)ایک عالم کو دوسرے عالم پر قیاس کرنا غلط ہے۔	مماتی کرتے ہیں، مثلاً کہتے حضور ﷺ مٹی کی اتنی موٹی تہہ کے نیچے سے کیسے سن لیتے ہیں۔

یہ تو تھا عام مردوں کے متعلق مفتی صاحبؒ کا نظریہ جو آپ نے ملاحظہ کرلیا ہے کہ قبر میں مردہ کو دوبارہ زندگی ملتی ہے، فرشتے آتے ہیں، سوال وجواب ہوتے ہیں۔ اس میں کسی مسلمان کو شک نہیں کرنا چاہئے۔ جب عام مردوں کو زندگی ملتی ہے تو شہداء اور پھر انبیاء علیہم السلام کی زندگی کا مقام بلند ہوگا۔

حیات انبیاء علیہم السلام اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

۱...... جو شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوجائے اور آپ ﷺ اس کے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ اس کی مغفرت ضرور ہوجائے گی اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری جیسے آپ ﷺ کی دنیاوی حیات کے زمانے میں ہوسکتی تھی۔ اسی طرح آج بھی روضہ اقدس پر حاضری اسی حکم میں ہے۔ (معارف القرآن ج ۲ ص ۴۵۹)

۲...... حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جب ہم رسول اللہ ﷺ کو دفن کرکے فارغ ہوئے تو اس کے تین روز بعد ایک گاؤں والا آیا اور قبر شریف کے پاس آکر گر گیا اور زار وزار روتے ہوئے آیت مذکورہ کا حوالہ دے کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر گناہ گار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوجائے اور رسول اللہ ﷺ اس کے لئے مغفرت کی دعا کریں تو اس کی مغفرت ہوجائے گی۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں اس وقت جو لوگ حاضر تھے ان کا بیان ہے کہ اس کے جواب میں روضہ اقدس کے اندر سے آواز آئی قد غفر لک! یعنی تیری مغفرت کردی گئی۔ (معارف القرآن ج ۲ ص ۴۶۰)

اب مماتی دوست بتائیں کہ وہ اعرابی مدینہ والی قبر پر آیا تھا یا علیین میں؟ قد غفر لک کی آواز مدینہ والی قبر سے آئی تھی یا اعلیٰ علیین ہے؟

۳...... تمام انبیاء خصوصاً رسول کریم ﷺ اس دنیا سے گزرنے کے بعد قبروں میں زندہ ہیں ان کی یہ حیات برزخی عام لوگوں کی حیات برزخی سے بدرجہا زیادہ فائق اور ممتاز ہوتی ہے۔ جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

(معارف القرآن ج ۷ ص ۱۷۸)

۴...... رسول اللہ ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں، آپ ﷺ کی وفات کا درجہ ایسا ہے جیسا کہ زندہ شوہر گھر سے غائب ہوا۔ اسی لئے آپ ﷺ کی میراث تقسیم نہیں ہوئی۔ اسی بناء پر آپ ﷺ کی ازواج کے وہ حال ہیں جو عام شوہروں کی وفات پر ان کی ازواج کا ہوتا ہے۔ (معارف القرآن ج ۷ ص ۲۰۳)

نوٹ: عبارت نمبر ۲ میں حیات برزخی کا لفظ ہے اس سے مماتی دھوکہ دیتے ہیں کہ دیکھو برزخی کا لفظ آگیا۔ ان کے نزدیک قبر اور برزخ شاید دو الگ الگ حقیقتیں ہیں۔ جمع نہیں ہوسکتیں۔ حالانکہ برزخ کسی الگ مکان کا نام نہیں ہے بلکہ جو جسم اطہر وفات سے قبل دینا میں تھا وہی وفات کے بعد مکان بدلے بغیر برزخ میں ہوجاتا ہے۔ عبارت نمبر ۱ اور عبارت نمبر ۲ پر غور کریں۔ مفتی صاحبؒ فرمارہے ہیں کہ مدینہ شریف والی قبر میں زندہ

ہیں۔عبارت نمبر ۳ میں فرمایا حیات برزخی ہے۔لہٰذا جب روضہ پاک میں بھی ہیں اور برزخ میں بھی تو کوئی تضاد نہیں رہتا روضہ پاک ظرف مکان ہے اور برزخ ظرف زمان ہے۔

ایک فتویٰ اور مماتیوں کا دھوکہ

مفتی محمد شفیع صاحبؒ ایک استفتاء میں فرماتے ہیں۔

الجواب:''حیات دنیوی ظاہری کا تو دنیا میں کوئی بھی قائل نہیں جو بھی قائل ہیں حیات برزخی کے قائل ہیں۔اب اس کی تنقیحات میں عوام کو الجھانا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس وقت جب کہ لوگ کھلے کفر میں مبتلا ہو رہے ہیں۔اس تدقیق میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔بہر حال اتنی بات سے (یعنی دنیاوی حیات کا انکار کر کے اعلیٰ درجے کی برزخی حیات ثابت کرنے سے) کوئی شخص نہ حنفیت سے خارج ہوتا ہے نہ دیوبندیت سے۔البتہ حضرات دیوبند بلا ضرورت کے زائد مباحث میں الجھنے اور عوام کو الجھانے سے مجتنب رہتے ہیں اور اسی کو میں اسلم سمجھتا ہوں۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ، دارالعلوم کراچی نمبر ۱، ۲۲/ ۱۲/ ۷۷ ۱۳ھ

(بحوالہ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی صفر المظفر ۱۳۷۸ھ بمطابق ۱۹۵۸ء)

سابق فتویٰ کی وضاحت

گزشتہ فتویٰ سے مماتیوں نے غلط مفہوم نکال کر عوام وخواص میں غلط پروپیگنڈا کیا کہ شاید مفتی صاحبؒ کا عقیدہ مماتیوں والا ہے۔کیونکہ گزشتہ فتویٰ میں ان کا یہ جملہ (حیات دنیوی ظاہری کا کوئی بھی قائل نہیں) سے دور حاضر کے معتزلہ حضرت کو اپنا ہمنوا بنانے کو کوشش کرتے ہیں۔تب حضرت نے اس کی وضاحت کے لئے دوسرا فتویٰ تحریر فرمایا جو (ہدایۃ الحیران ص ۹۳ تا ۹۵) تک درج ہے۔(نوٹ: ہدایۃ الحران حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ کی تصنیف) اس میں درج ذیل عبارت کو ذرا غور سے دیکھیں۔

''یہ حیات حقیقی صرف روح کے لئے نہیں بلکہ جسد کے لئے بھی ثابت ہے اور ظاہر یہ ہے جب عام شہداء اور امت کے لئے برزخ میں حیات حقیقی جسمانی ثابت ہے تو انبیاء علیہم السلام کی حیات کچھ ان سے اعلیٰ واقویٰ ہی ہوگی خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الموت حقیقی جسمانی مثل حیات دنیوی کے ہے۔جمہور امت کا یہ عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ میرا اور سب بزرگان دیوبند کا ہے۔'' (ہدایۃ الحیران ص ۹۵)

مذکورہ عبارت مماتی بار بار پڑھیں اور اپنے عقائد کے ساتھ ملائیں ثابت ہوجائے گا کہ کیا واقعی مفتی صاحبؒ کا عقیدہ مماتیوں والا ہے یا یہ ان کے نام پر دھوکہ بازی کرتے ہیں۔

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحبؒ دیوبندی تھے، مماتی نہیں تھے

لاہور سے چھپنے والے رسالے میں چوتھے نمبر پر حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحبؒ کو مماتی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور جن عبارتوں کو فریب وفراڈ کی چادر میں لپیٹ کر پیش کیا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱...... انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الموت حیات برزخیہ ہے جو دوسری اموات کی حیات برزخیہ سے اقویٰ واشد ہے اور جو شخص حضور ﷺ کی یا سب انبیاء کی موت دنیوی کا انکار کرے وہ گمراہ ہے۔ (رسالہ ص ۹ بحوالہ امداد الاحکام ج ۱ ص ۲۵۰)

مذکورہ عبارت میں فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات برزخیہ اقویٰ ہے دوسرے نمبر فرمایا کہ جو موت کا انکار کرے وہ گمراہ ہے۔ ہم اہل سنت دونوں باتوں کو مانتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی حیات برزخیہ ہے لیکن برزخیہ سے مراد یہ نہیں کہ روح کا جسم اطہر سے تعلق ہی نہ ہو۔ برزخ کا یہ معنی خود ساختہ ہے، خانہ ساز ہے۔ (برزخیہ کے لفظ کی تفصیل گزر چکی ہے) اور دوسری بات یہ ہے کہ: ''انبیاء کی موت کا انکار گمراہی ہے'' اس بات کو ہر مسلمان تسلیم کرتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی موت کا انکار بھی گمراہی ہے اور موت کے بعد والی حیات کا انکار بھی گمراہی ہے۔

اس عبارت میں مماتیوں کے مطلب کی کوئی بات نہیں۔ بس صرف برزخ کے لفظ سے دھوکا دیا جارہا ہے۔

حضرتؒ کو اپنا ہمنوا ثابت کرنے کے جو دوسری عبارت ہے وہ مندرجہ ذیل ہے: ''فان قلت ان النبی ﷺ حیٌ فی قبرہ فیکون التضحیۃ عن الحیّ دون المیت قلنا فتلک حیاۃ اخریٰ لا من جنس الحیاۃ الدنیویۃ فھو میت باعتبار ھذہ الحیوۃ الدنیویۃ حیٌ بتلک الحیوۃ البرزخیۃ المغایرۃ لھٰذہ الحیاۃ''

(مماتی رسالہ ص ۱۰ بحوالہ اعلاء السنن ج ۱۷ ص ۲۷۲)

اگر تم کہو کہ نبی کریم ﷺ تو اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں تو یہ قربانی زندہ کی طرف سے ہوئی نا کہ میت کی طرف سے تو جواب میں ہم کہتے ہیں کہ وہ دوسری حیات ہے جو دنیوی زندگی جیسی نہیں ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ اس دنیوی زندگی کے اعتبار سے تو میت ہیں اور برزخی حیات کے ساتھ زندہ ہیں جو دنیوی زندگی سے مختلف ہے۔ اس کا جواب ہم ہوبہو وہی دیتے ہیں جو حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ نے دیا ہے۔

''اس عبارت سے بھی بعض سیئ الفہم لوگوں نے دنیوی حیات کا انکار سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ اس عبارت میں قبر مبارک کی حیات پر جو زندہ کی طرف سے قربانی ہونے کا شبہ تھا اس کو رفع فرمایا گیا ہے کہ وہ حیات دوسری ہے۔ دنیوی حیات کی جنس سے نہیں اور اس میں کیا شک ہے کہ عالم برزخ میں ہونے کی وجہ سے حیات دوسری جنس کی بھی ہے اور اس دنیاوی حیات کے مغائر بھی ہے۔ اس لئے قبر کی اس حیات پر دنیوی حیات کے احکام جاری نہیں ہوں گے اور یہ حیات قبر کی وجہ سے ''تضحیۃ عن الحیّ'' لازم نہیں آئے گا۔ مگر اس حیات کا اس دنیوی جسد اطہر سے تعلق ہونے کی وجہ سے وہ من وجہ دنیوی حیات ہی ہے۔ اس عبارت میں اس کی نفی نہیں کی گئی۔ بلکہ من کل الوجوہ کوئی بھی دنیوی حیات کا قائل نہیں ہے جو بھی قائل ہے وہ بعض وجوہ سے دنیوی حیات کا قائل ہے۔ اس کے حضرت مولانا عثمانیؒ تھانویؒ قدس سرہ بھی قائل ہیں۔'' (ہدایۃ الحیران ص ۱۰۳)

برادران اہل سنت والجماعت

مولانا ظفر احمد عثمانی نے تسکین الصدور پر بھی تقریظ لکھی ہے ملاحظہ ہو (تسکین الصدور ص ۲۸) اگر مولانا موصوف حیات فی القبر کے قائل نہ ہوتے تو تسکین الصدور پر بھی تقریظ نہ لکھتے جو مسئلہ ہذا پر مستند علمی اور تحقیقی کتاب ہے۔ اب تسکین الصدور پر برسنے والے مماتی جرأت کریں اور مولانا ظفر احمد عثمانی پر لب کشائی کریں۔

منکرین حیات النبی ﷺ مولانا عثمانیؒ کی نظر میں

حضرت عثمانیؒ تو یہاں تک فرما گئے: ''من ینکر حیاتہ ﷺ فی قبرہ کان فوادہ فارغاً من حبہ وعقلہ

خالیاً من لبه" جو شخص حضور اقدس ﷺ کے اپنی قبر شریف میں زندہ ہونے کا انکار کرتا ہے۔اس کا دل حضور ﷺ کی محبت سے فارغ ہے اور اس کی عقل بصیرت سے خالی ہے۔(یعنی بے عقل ہے) (اعلاء السنن ج ۱۰ ص طبع)

کاش یہ بے عقل حضرت عثمانیؒ کی مندرجہ بالا عبارت بھی پڑھ لیتے۔ برادران اہل سنت! غور فرمائیں کہ جو بزرگ حیات النبی ﷺ کے منکر کو بے عقل کہیں۔کیا ان بزرگوں کو اپنے کھاتے میں ڈالنا بے عقلی نہیں؟ قارئین کرام! یہ وہ چار بزرگ ہیں جن کو رسالہ مذکورہ میں مماتیوں نے مماتی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔اب ان کے اس فریب کی قلعی کھل گئی ہے کہ یہ اکابرین سنی حنفی دیوبندی تھے، مماتی نہیں تھے۔ باقی ان کی عبارات سے مماتیوں نے چند نتائج اپنے رسالہ کے آخر میں لکھے۔اب ذرا ان کی وضاحت اور نمبروار جوابات ملاحظہ ہوں اور مماتی کذابوں کے ماتم کناں ہونے کا دلکش منظر دیکھیں۔

اکابرین کی عبارات سے کشیدہ نتائج اور ان کے جوابات

پہلا دھوکہ: انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات دنیوی ظاہری نہیں بلکہ برزخی حیات ہے۔نیز شہداء کی حیات بھی برزخی ہے۔

جواب: جن بزرگوں نے برزخی کا لفظ لکھا ہے اس کی تعریف بھی انہی سے پوچھی جائے گی۔ان سب کے نزدیک حضور ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نہ کہ مماتیوں کی خودساختہ برزخ میں۔

دوسرا دھوکہ: اموات ظاہریہ کے احکام سب پر حاوی ہوتے ہیں۔

جواب: ظاہری کا لفظ اس لئے بڑھایا گیا ہے کہ موت کے بعد مکلف نہیں رہے تلذذاً نمازیں پڑھتے ہیں لیکن ہماری نگاہوں سے اوجھل ہیں۔

تیسرا دھوکہ: دنیا کے اعتبار سے وہ سب اموات میں داخل ہیں۔

جواب: سارے زندہ مماتی بھی اموات میں داخل ہیں کیونکہ قرآن مقدس میں سب انسانوں کے متعلق آیا ہے: "کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا" تم بھی مردے تھے (اب بھی ہوں گے) انبیاء علیہم السلام موت کے بعد حیات مل جانے سے بھی مردے ہیں۔(بقول تمہارے) تو پھر تم بھی حیات مل جانے کے بعد مردے ہو۔

چوتھا دھوکہ: حضور ﷺ نے طبعی عمر پوری کر کے وفات پائی۔آپ ﷺ کی موت کو وفات سے تعبیر کرنا صحیح ہے۔

جواب: حضور ﷺ فوت ہو چکے ہیں اس کا کوئی منکر نہیں۔ بعد از وفات روضہ مبارک میں حیات دی گئی ہے۔ ہاں! البتہ مماتی منکر ہیں کیونکہ ان کے نزدیک نبی صرف روح کا نام ہے۔(ندائے حق ج ۱ ص ۵۰۸ مولانا نیلوی صاحب) مماتیوں کے بقول رسول پاک ﷺ جسم مقدس کو نہیں بلکہ روح کو کہا جاتا ہے تو جس کو نبی مانتے ہیں اس پر کبھی موت آتی نہیں (یعنی روح) لہٰذا مماتی نبی کی وفات کے منکر ہیں۔الزام دوسروں کو دیتے ہیں۔

پانچواں دھوکہ: جس طرح آپ ﷺ پہلے زندہ تھے اسی طرح اب بھی آپ ﷺ کو زندہ سمجھنا صریحا باطل ہے۔

جواب: جی ہاں حیات فی القبر من کل الوجوہ دنیاوی نہیں ہے۔جس طرح مماتی بچپن میں قبل از بلوغ زندہ تھے۔لیکن احکام شرعیہ کے مکلف نہ تھے۔جب بالغ ہو گئے تو حیات اب بھی ہے۔مگر حیات بعد البلوغ من کل الوجوہ حیات قبل البلوغ کے مماثل نہیں ہے۔حضرت رسول پاک ﷺ حیات دنیوی میں بھی نماز ادا فرماتے

تھے۔لیکن یہاں نماز فرض تھی اب قبر اطہر میں بھی نماز پڑھتے ہیں لیکن فرضیت ختم ہوگئی۔اب آقا ﷺ کی نماز نفلی ہے تلذذ کے لئے ادا فرماتے ہیں۔دنیا میں آپ ﷺ تبلیغ کے مکلف تھے۔اب نہیں ہیں۔دنیوی حیات میں مسلمانوں کے فیصلے کرنے آپ ﷺ کے ذمہ تھے۔اب نہیں ہیں۔

جن اکابر کی کتب میں حیات دنیوی کا لفظ ملے گا اس کا معنی یہ ہے کہ دنیا والا جسم زندہ ہے اور کوئی جسم نہیں اور حیات جسمانی کا معنی بھی یہی ہے کہ جسم مع الروح زندہ ہے۔روحانی کا یہ معنی نہیں کہ صرف روح زندہ ہے بلکہ یہ معنی ہے کہ روح غالب ہے جس طرح دنیا میں جسم غالب تھا۔

چھٹا دھوکہ: بعد از وفات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات دنیا کی زندگی سے علیحدہ ہے۔دنیوی زندگی کے لوازم ان میں نہیں پائے جاتے۔

جواب: اس کا جواب سوال نمبر ۵ کے جواب میں آچکا ہے۔اگر لوازمات سے مراد دنیوی لوازمات ہیں تو ٹھیک ہیں۔انبیاء علیہم السلام رزق کھاتے ہیں مگر دنیا کا نہیں، بلکہ جنت کا کھاتے ہیں۔عبادت تو کرتے ہیں مگر فرضی نہیں، نفلی کرتے ہیں۔

ساتواں دھوکہ: بعد از وفات قبر اطہر کی مخصوص حیات (برزخیہ) پر میت کا اطلاق ممنوع نہیں۔

جواب: تمہاری عید اگر اسی بات میں ہے کہ آپ آقا ﷺ کو میت کہا جائے تو ہم مماتیوں کو "کل نفس ذائقة الموت" کے تحت مردہ کہیں گے ان کے مدرسوں کو قبرستان کہیں گے۔اگر یہاں برداشت کی جرأت ہے تو پھر انبیاء علیہم السلام کو بھی کہہ لیں۔(معاذ اللہ)

آٹھواں دھوکہ: حضور ﷺ کی بعد الموت حیات برزخیہ دوسرا اموات کی حیات برزخیہ سے اقویٰ واشد ہے۔

جواب: آپ اقویٰ کے لفظ سے دھوکا دیتے ہیں۔اگر اقویٰ مانتے تو سماع بھی مانتے، نماز پڑھنا تسلیم کرتے۔آپ سماع عند القبر کے منکر ہیں، نماز ادا کرنے کے منکر ہیں، پھر اقویٰ کیسے مان لیں؟

نواں دھوکہ: جو شخص حضور ﷺ کی یا سب انبیاء علیہم السلام کی دنیاوی موت کا انکار کرے وہ گمراہ ہے۔

جواب: آپ نے موت کے ساتھ دنیاوی کی قید لگائی۔معلوم ہوا تمہارے نزدیک کوئی اخروی موت بھی ہے۔ہم نے پہلے عرض کی کہ موت دنیاوی کے منکر صرف مماتی ہیں۔کیونکہ ان کے نزدیک نبی جسم نہیں صرف روح کا نام ہے۔(ندائے حق ج ۱ ص ۵۰۸) اور روح پر موت نہیں آتی تو گویا حضور ﷺ پر موت نہیں آئی۔(معاذ اللہ)

دسواں دھوکہ: اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ اور دوسرے لوگوں کی موت کو برابر قرار دیا ہے۔

جواب: یہ جھوٹ ہے نہ اللہ تعالیٰ نے موت کو برابر قرار دیا اور نہ ہی انبیاء علیہم السلام اور دوسرے لوگوں کی موت برابر ہوتی ہے۔یاد رکھنا جب حدیث پاک میں گناہ گار اور نیک آدمی کی موت میں بھی فرق بتایا گیا ہے۔کافر اور مومن کی موت میں فرق بھی قرآن مجید میں بتایا گیا ہے کہ کافر سے فرشتے سختی سے کہتے ہیں اپنی جان نکالو (القرآن) مومن سے نہیں، کافر کو موت کے وقت فرشتے منہ اور دبر پر مارتے ہیں، مومن کو نہیں، کافر کو بوقت موت عذاب اور عقوبت کی خبر دی جاتی ہے۔مومن کو اللہ تعالیٰ کی رضاء اور جنت کی بشارت دی جاتی ہے۔اس کے علاوہ متعدد احادیث میں مومن اور کافر کی موت میں فرق بتایا گیا ہے۔جب عام گناہ گار اور نیک کی موت میں فرق ہے۔کافر اور مومن کی موت میں بڑا فرق ہے تو پھر آقائے دو جہاں ﷺ اور عام انسانوں کی موت کیسے برابر ہوگی۔

انبیاء علیہم السلام اور دوسرے انسانوں کی موت میں فرق

۱...... انبیاء علیہم السلام سے فرشتے پوچھتے ہیں جانا ہے یا رہنا ہے؟ عام انسانوں سے نہیں پوچھتے۔
۲...... یہ کبھی فرشتے کو مار بھی دیتے ہیں (بخاری) عام انسان کی یہ جرأت نہیں۔
۳...... موت سے قبل انبیاء علیہم السلام کو اپنا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے، عام انسانوں کو نہیں۔
۴...... انبیاء علیہم السلام جہاں فوت ہوتے ہیں انہیں وہیں دفن کیا جاتا ہے، یہ قانون عام انسانوں کے لئے نہیں ہے۔
۵...... انبیاء علیہم السلام کی میراث کی تقسیم نہیں ہوتی، عام انسانوں کی ہوتی ہے۔
۶...... انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضور ﷺ کی ازواج بعد وفات نکاح نہیں کرسکتیں۔ عام انسانوں کی بیویاں کرتی ہیں۔

اب بھی منکرین حیات النبی ﷺ کہیں گے کہ آپ ﷺ کو موت اور باقی لوگوں کی موت میں برابری ہوتی ہے۔ (العیاذ باللہ)

<u>گیارہواں دھوکہ</u>: حضور ﷺ کو قبر اطہر میں جو حیات حاصل ہے وہ دنیاوی حیات کی جنس میں سے نہیں ہے۔

<u>جواب</u>: بقول تمہارے دنیوی حیات نہ سہی لیکن حیات تو ہے، دن رات جو میت میت کہتے ہیں انہیں تو شرم آنی چاہئے۔ (اور حیات دنیوی کی توضیح ہم کر چکے ہیں)

<u>بارہواں دھوکہ</u>: آپ ﷺ دنیاوی حیات کے اعتبار سے میت ہیں اور برزخی حیات سے زندہ ہیں جو دنیاوی حیات کے مغایر ہے۔

<u>جواب</u>: دنیوی کے مغائر ہونا ہمارے لئے مضر نہیں۔ البتہ دنیاوی کے مغایر سے صرف روحانی مراد لینا اور جسم کا انکار کرنا سنیت نہیں، مماتیت ہے۔

<u>تیرہواں دھوکہ</u>: آپ ﷺ کو جو حیات برزخی حاصل ہے اس کی کیفیت اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔

<u>جواب</u>: اس دنیا میں تمہاری روح کے تعلق کی جو کیفیت ہے وہ بھی تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ نہ کبھی کسی روح کو آپ نے دیکھا اور نہ اس کی کیفیت کا ادراک کیا۔ لہٰذا مماتی جو اپنے متعلق فیصلہ کریں وہی دوسروں کے متعلق کرلیں۔

<u>چودھواں دھوکہ</u>: آپ ﷺ کی بعد الموت حیات کو دنیوی حیات کہنا خلاف اہل سنت والجماعت ہے۔

<u>جواب</u>: اہل سنت کے مخالف نہیں تمہارے خلاف ہے۔ دنیاوی مراد دنیا والے جسم کی زندگی مراد لینا مذہب اہل سنت ہے۔

<u>پندرہواں دھوکہ</u>: انبیاء کرام علیہم السلام کی بعد الموت حیات دنیوی ظاہری کا دنیا میں کوئی بھی قائل نہیں جو بھی قائل ہیں برزخی حیات کے قائل ہیں۔

<u>جواب</u>: بار بار برزخ کا لفظ دہرایا جارہا ہے دراصل اس لفظ سے یہ کوئی سہارا تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ برزخ کا لفظ مماتیوں کا بہانہ ہے درحقیقت وہ آقا ﷺ کی حیات کے دشمن ہیں برزخی ماننے سے اہل سنت کے عقیدہ حیات کا انکار نہیں ہوتا، تفصیل گزر چکی ہے۔

<u>سولہواں دھوکہ</u>: آپ ﷺ کی بعد الموت حیات کو دنیوی حیات قرار دینا قرآن کریم کی صریح مخالفت ہے۔

جواب: گزارش ہے کہ قرآن کریم نہ گجرات کے کسی واعظ پر اترا، نہ ہی لاہور کے کسی تقیہ باز مہتمم پر! قرآن مجید عرب میں آیا اور جناب رسول ﷺ پر نازل ہوا اور اس کتاب کو چودہ صدیوں کے مفسرین، محدثین، مجتہدین، فقہاء وعلماء نے سمجھا ہے اور قرآن پاک کو سمجھنے والے انہی اسلاف کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ روضہ اطہر میں حیات ہیں قریب سے پڑھا جانے والا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔ بس اجماعی عقیدے کے منکر صرف مماتی ہیں۔ یہ قرآن کا نام استعمال کر کے دھوکہ دیتے ہیں نہ انہیں قرآن مقدس کی سمجھ ہے اور نہ ان کا اکابر دیوبند کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔

سترہواں دھوکہ: آپ ﷺ کی بعد الموت دنیوی حیات کا انکار کر کے برزخی حیات کا قائل ہونے سے نہ حنفیت سے خارج ہوتا ہے نہ دیوبندیت سے۔

جواب: پہلے ہم عرض کر چکے ہیں کہ برزخی کا معنی جو اکابرین امت نے لیا ہے کہ حیات اسی جسم پاک کو حاصل ہے۔ لیکن ہماری آنکھیں ادراک نہیں کر سکتیں تو ٹھیک ہے۔ لیکن مماتی فرقہ والے برزخ کا معنی وہ نہیں کرتے جو اکابرین امت نے کیا ہے بلکہ یہ معنی لیتے ہیں کہ جسم اطہر کا روح مبارکہ سے کوئی تعلق نہیں، ہے یہ عقیدہ رکھنے سے تم نہ حنفی رہے نہ دیوبندی بلکہ بدعتی بن گئے۔

اٹھارہواں دھوکہ: بعد الموت دنیاوی حیات کے منکرین اور برزخی حیات کے قائلین کی اقتداء میں نماز ادا کرنا بلا شبہ بلا کراہت ہے۔

جواب: برزخ کا جو معنی تم نے تراشا ہے اور اپنے تراشیدہ معنی کے تحت حیات مانتے ہو ایسا عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، یہ مفتیان کرام کا متفقہ فتویٰ ہے۔

انیسواں دھوکہ: اور جو لوگ ان علماء کے پیچھے نماز کو ناجائز کہتے ہیں وہ غالی ہیں اللہ ان سے محفوظ رکھے۔

جواب: غالی کہنے والے خود غالی ہیں، غالی تو وہ ہیں جنہوں نے بتوں والی آیات کو انبیاء کرام پر منطبق کیا، غالی تو وہ ہیں جنہوں نے تفسیر مفسرین کو چھوڑ کر اپنی مرضی کی۔ غالی وہ ہیں جنہوں نے علماء حق دیوبند پر شرک کے فتوے لگائے۔ شاہ جی عنایت اللہ صاحب بزرگان دیوبند کو لوئر کلاس مشرک کہا کرتے تھے۔ (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ ان غالی تقیہ بازوں سے ہر سنی مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین!

اور بلی تھیلے سے باہر آگئی

بیسواں دھوکہ: بعد الموت جسد عنصری کی حیات دلیل قطعی سے ثابت نہیں ظنی دلائل سے ثبوت ہے لہٰذا جو لوگ جسد عنصری کی حیات کے قائل نہیں۔ ان کے پیچھے نماز کی صحت میں کوئی کلام نہیں۔ نیز برزخی حیات کے قائلین اور جسد عنصری کی حیات کے منکرین کا مقصد توہین نہیں۔

جواب: قارئین کرام! اس آخری عبارت کو بار بار پڑھئے اور مماتی کے دجل وفریب کا اندازہ لگائیے۔ مماتیوں کا برزخی کا قول کہنا حیات جسمانی کا انکار ہے اور محض روح کی حیات کا اقرار ہے اور اہل سنت میں سے کسی کا قول نہیں۔ پھر یہ لکھا ہے کہ روح کا تعلق نہ ماننے والا توہین نہیں کر رہا اور گزشتہ اوراق میں ہم ثابت کر آئے ہیں کہ حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ نے (کفایت المفتی ج ۱ ص ۱۶۰) پر لکھا ہے: ”جسم پاک میں آپ ﷺ کی روح کو تسلیم نہ کرنا توہین نبوت ہے۔“ مماتیو! باقی یہ کہنا کہ جسد عنصری کی حیات دلیل ظنی سے ثابت ہے حماقت ہے۔ کیونکہ

اجماع امت اور تواتر دلیل قطعی ہوا کرتا ہے، ظنی نہیں اور اجماع کے منکر کو قرآن مقدس میں کافر کہا گیا ہے۔ صرف روح بغیر جسد کی حیات کا عقیدہ ۱۹۵۸ء سے قبل کائنات میں کسی شخص کا نہ تھا۔ اللہ پاک عصر حاضر کے فتنوں سے اہل ایمان کی حفاظت فرمائے۔ اعاذنا اللہ و جمیع المسلمین من مکائدۃ الملاحدۃ خصوصاً عن عقائد فرقۃ الممات!

باب ہفتم

بحث بر کتاب المہند علی المفند

۱۳۲۳ھ کی بات ہے کہ احمد رضا خان صاحب بریلوی اہل حق علماء دیوبند کے خلاف ایک تکفیری دستاویز لے کر حجاز پہنچتے ہیں۔ علماء عرب چونکہ اردو زبان سے ناواقف تھے۔ خان صاحب کا پروگرام تھا کہ اس دستاویز پر دستخط لینے میں کامیاب ہوجائیں تو حجاز میں مشائخ دیوبند کے فیضان کا جو چشمہ بہہ رہا ہے، بند ہوجائے گا اور عجم میں ان بزرگوں کی جو قدر و منزلت ہے وہ بھی ختم ہوجائے گی۔ خان صاحب نے عبارتوں کی قطع برید کر کے عرب علماء کے دستخط لئے اور کچھ عرصہ کے بعد ہندوستان آ کر حسام الحرمین کے نام سے کتاب شائع کردی۔ چنانچہ عرب علماء نے علماء دیوبند سے چھبیس سوالات کئے۔ فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ نے ان کے جوابات لکھے اور پھر تقریباً ۲۳ چوٹی کے اکابر علماء دیوبند نے اس پر دستخط کر کے تصدیق کی اور المہند علی المفند (ہندی تلوار بر مفتری کذاب) کے نام سے کتاب چھپ کر منظر عام پر آ گئی۔ المہند کی اشاعت کے بعد علماء دیوبند کا مسلک و مشرب اصولی طور پر محفوظ ہو گیا۔ اس کتاب پر صرف علماء دیوبند نہیں بلکہ حرمین شریفین کے جید علماء کرام نے بھی دستخط کئے۔ یہاں تک کہ مفتی مدینہ منورہ سید احمد آفندی برزنجیؒ نے ''المہند'' کی تائید میں باقاعدہ کتاب تحریر فرمائی جس کا نام ''کمال التثقیف والتقویم'' ہے۔ اس کتاب کی اشاعت کے بعد جہاں رضا خانی تلبیسات طشت از بام ہوئیں۔ وہاں اکابر دیوبند کا مسلک بھی ایک واضح معین اور مشخص صورت میں آ گیا۔ اس کتاب کو مسلک دیوبند کی ''متفقہ دستاویز'' کہا جا سکتا ہے۔

المہند سے مماتیوں کی بغاوت

اس کتاب سے آج اہل بدعت سے بڑھ کر منکرین حیات النبی ﷺ پریشان ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔ المہند کا نام سن کر یا پڑھ کر جل کے کوئلہ بن جاتے ہیں۔ چنانچہ اہل بدعت اور مماتی حضرات کے افکار کی یکجہتی ہوئی تو دونوں گروہوں کے شرپسندوں نے المہند کے خلاف کتابیں لکھنی اور زہر اگلنا شروع کر دیا۔ اس سلسلہ میں ایک کتاب تو بریلویوں کے مولوی حشمت علی رضوی نے لکھی جس کا نام ''الصوارم الہندیہ'' ہے۔ دوسری کتاب ایک بدعتی نے ''التحقیقات لدفع التحریفات'' لکھی۔ اس کتاب کا جواب مدرسہ عین العلوم شاہ جہان پور (یوپی) کے صدر مدرس جناب حضرت مولانا عبدالغنی خانؒ نے ۱۳۴۳ھ میں ''الجنۃ لاہل السنۃ'' کے نام سے دیا اور اس کی تقریظ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ نے لکھی تھی۔ ویسے تو مختلف مماتی ٹھکانوں سے المہند کے خلاف بولیاں سنائی دیتی ہیں۔ مگر اہل بدعت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مستقل کتاب ایک مماتی مولوی عبدالکریم میرانی نے ''القول المسند فی رد المہند'' کے نام سے لکھی۔ اس کا جواب جناب حضرت مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی صاحب مدظلہ نے ''ضرب المہند علی القول المسند'' کے نام سے لکھا اور مماتی ذریت کو چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا۔

مؤلف المسلک المنصور نے بڑوں کی یاد تازہ کرتے ہوئے اپنی کتاب کے (ص ۲۴۷ تا ۲۶۱) تک فضول وبیکار بحث کرکے اس عظیم دستاویز پر ہاتھ صاف کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ مولانا قاضی شمس الدین کی کتاب مسالک العلماء کا حوالہ دے کر مؤلف لکھتے ہیں: ''المہند علی المفند کی عبارت اتنی دقیق ہے کہ بڑے بڑے علماء بھی اس کو نہیں سمجھ سکے۔ اس لئے ہم نے علماء حضرات کے فائدے کے لئے علامہ زمان حضرت قاضی شمس الدین صاحب نوراللہ مرقدہ کی بیان کردہ توضیح وتشریح بیان کردی ہے۔ الخ! (المسلک المنصور ص ۲۶۱)

جواب: قارئین کرام! جن بڑے بڑے علماء نے المہند کو سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ہے ان بڑوں کے اسماء ملاحظہ فرمائیں اور ہر ایک کا نام پڑھ کر تین مرتبہ ''استغفراللہ'' کا ورد بھی کرلیں تو بہتر ہے۔

۱...... سید عنایت اللہ شاہ بخاری ۲...... سید محمد حسین نیلوی ۳...... سید ضیاء اللہ شاہ بخاری
۴...... محمد امیر بندیالوی ۵...... احمد سعید خان چتر وڑ گڑھی ۶...... قاضی شمس الدین صاحب

یہ وہ بڑے ہیں جو ایک اردو زبان میں لکھی جانے والی کتاب کو نہ سمجھ سکے۔ ان کی قابلیت اور استعداد کو صد سلام۔ واقعی آپ اس قابل ہیں کہ علامہ سیوطیؒ ورازیؒ کو تحقیر کی نگاہ سے دیکھیں۔ باقی حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب کا کیا کہنا؟ وہ بیچارے تو اپنی لکھی ہوئی کتابیں بھی نہ سمجھ سکے اور جس مسالک العلماء کا مؤلف نے حوالہ دیا ہے اس کی کیا وقعت ہے۔ ذرا ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

مدارک الاذکیا اور مسالک العلماء کا تقابلی جائزہ

سب سے پہلے علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے ''مدارک الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء'' کے نام سے کتاب تحریر فرمائی جو علمی حلقوں میں ''مقام حیات'' کے نام سے شہرت رکھتی ہے۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ضخیم ہے اور ہر ہر لفظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس کتاب کی اشاعت کے بعد قاضی شمس الدین کو مجبور کیا گیا کہ وہ جواب دیں۔ چنانچہ قاضی صاحب نے ''مرتے کیا نہ کرتے'' کے تحت ''مسالک العلماء'' کے نام سے جواب دیا مگر قاضی جیؒ کے کہیں قدم جم نہ سکے۔ اس وقت ہمارے سامنے مسالک العلماء کا پہلا ایڈیشن موجود ہے جو مکتبہ ربانی نئی آبادی شاہدرہ لاہور سے شائع شدہ ہے۔ مقام حیات کو اہل علم نے کیسا پایا؟ اور مسالک العلماء کو کیسا پایا؟ ذرا نظارہ کیجئے!

قاری محمد طیبؒ کا علامہ خالد محمود صاحب کے نام خط

حضرت محترم زید مجدکم السامی۔ سلام مسنون، نیاز مقرون! گرامی نامہ باعث شرف ہوا، میں شعبان رمضان اور اوائل شوال میں مسلسل سفر میں رہا۔ یہی وجہ تاخیر جواب کی ہے۔ اب بھی سفر میں ہی ہوں اور ریل ہی میں جواب لکھ رہا ہوں کل دیوبند پہنچوں گا۔ ان شاء اللہ! مقام حیات جیسے مؤقر رسالہ سے مستفید ہوا اور حرفاً حرفاً اوّل سے آخر تک پورا رسالہ دیکھا اس موضوع پر اس سے بہتر کتاب اب تک میری نظر سے نہیں گزری۔ مسئلہ کا تجزیہ نہایت ہی فاضلانہ اور محققانہ انداز سے کیا گیا ہے۔ طرز بیان انتہائی بلیغ، مؤثر اور دلنشین ہے۔ مسئلہ کے ہر پہلو کا حکم نہایت ہی بالغ نظری کے ساتھ اس کی صحیح کیفیت وحقیقت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کی ایک ایک سطر سے آنکھوں میں نور اور دل میں سرور بڑھتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔ حق تعالیٰ آپ کی اس مبارک سعی کو قبول فرمائے اور جس

طرح آپ نے اپنے اسلاف کے مسلک کی نصرت اور اعانت کر کے اسے نمایاں فرمایا ہے۔ حق تعالیٰ آپ کی نصرت دارین میں فرما کر آپ کو سربلند اور رفیع المرتبت بنائے۔ آمین! اور اس خدمت کو قبول فرمائے۔ مستدعی دعا ہوں اور احباب کے لئے ہر وقت دعا گو ہوں۔ والسلام! محمد طیب مدیر دارالعلوم دیوبند

(ہفت روزہ دعوت لاہور ۱۴ ستمبر ۱۹۶۲ء)

امام اہل سنت کی نظر میں

شیخ الحدیث، امام عرب وعجم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہم نے اس موضوع پر شاہکار علمی کتاب ''تسکین الصدور'' تصنیف فرمائی ہے۔ یہ مقام حیات کے بعد لکھی گئی۔ چنانچہ شیخ دامت فیوضہم فرماتے ہیں: ''حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب ایم اے سیالکوٹی نے ایک عمدہ مدلل اور بہترین کتاب مقام حیات لکھ کر اہل علم کی علمی تشنگی بجھائی ہے۔ اس کتاب کے بعض حوالوں اور دلائل اور ان سے طرز استدلال میں تو علمی اور تحقیقی (نہ کہ تنقیدی، مؤلف) طور پر اختلاف ہوسکتا ہے لیکن مجموعی اعتبار سے یہ عمدہ اور ٹھوس کتاب ہے اور ہم نے بعض حوالوں میں اس سے استفادہ کیا ہے۔ (تسکین الصدور ص ۷۷)

مسالک العلماء پر ایک نظر

قارئین کرام! اب آیئے ذرا مسالک العلماء پر ہونے والے چند ایک تبصروں پر نظر کرتے ہیں۔

تنظیم اہل حدیث کا تبصرہ

غیر مقلدین کا ہفت روزہ جریدہ تنظیم اہل حدیث میں ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۱ء کے شمارہ میں مسالک العلماء پر یوں تبصرہ کیا گیا: ''اس لحاظ سے یہ کتاب قابل ستائش ہے کہ ایک دیوبندی عالم نے اپنے حلقہ سے کٹ کر اہل حدیث نقطہ نظر سے اتفاق کیا ہے۔ (یعنی اکابرین دیوبند سے صاحب مسالک العلماء کٹ کر غیر مقلدین کی گود میں آ بیٹھے۔ واہ کیا خوب!

حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ کی نظر میں

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ (سابق ٹیچر اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی) کے زیر ادارت ان کے مدرسہ تعلیم القرآن راولپنڈی سے شائع ہونے والے ماہنامہ تعلیم القرآن میں جو تبصرہ کیا گیا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے: ''(۱) مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر بحث نہیں کی۔ (۲) محترم قاضی صاحب کی تحریر میں اردو ادب وانشاء کی خوبیوں کی کمی (۳) کاغذ ردی (۴) قیمت بہت زیادہ۔ (تعلیم القرآن نومبر ۱۹۶۱ء راولپنڈی)

کچھ ماسٹر صاحبؒ کے متعلق

ہمارے قارئین بڑے حیران ہوں گے بلکہ انگشت بدنداں ہوں گے کہ آپ شیخ القرآن صاحب کو ماسٹر کیوں کہہ رہے ہیں؟ تو گزارش ہے کہ رئیس المناظرین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کو مماتی تحقیر واہانت کے ساتھ ماسٹر کہتے ہیں۔ حالانکہ ماسٹر ہونا کوئی عیب والی بات یا پیشہ نہیں۔ مگر ان دوستوں کو علم ہونا چاہئے کہ شیخ القرآن

صاحب بھی ابتداء میں سکول ٹیچر رہے۔ان کی وفات کے بعد شائع ہونے والے شیخ القرآن نمبر میں بھی ہے اور آپ کی سوانح حیات جو مولانا عبدالمعبود صاحب نے لکھی۔اس میں بھی ہے، ملاحظہ ہو: ''قیام گجرات کے دوران شیخ عبدالغنی گجراتی ثم ڈھیری حسن آبادی آپ کی تقاریر سے بہت متاثر ہوئے۔ان کی خواہش تھی کہ راولپنڈی میں واقع ان کے اسلامیہ ہائی سکول میں عربی ٹیچر کی خدمات انجام دیں تو کتنا اچھا ہو۔آخر موصوف کی کوشش اور مولانا سیف الرحمن کی سعی سے آپ اسلامیہ ہائی سکول میں معلم دینیات تعینات ہو گئے۔'' (سوانح حیات ص ۴۳)

مولانا حسین علی واں بھچرویؒ یوں گویا ہوئے۔غلام خان! کاش ان علمی صلاحیتوں کو دین کی خدمت کے لئے صرف کرتے۔مگر تم نے اسکول کی ملازمت اختیار کر لی ہے۔اس پر شیخ الحدیث قاضی شمس الدین، مولانا عبدالرؤف اور مولانا منور دین قدس سرہم کی مخلصانہ کوششوں سے آپ اسکول کی ملازمت چھوڑ کر صرف دین کی تبلیغ واشاعت کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنے پر آمادہ ہو گئے۔'' (سوانح حیات ص ۴۴، مطبوعہ خانہ رشیدیہ راولپنڈی)

ہم تمام تر ادب واحترام کے باوجود حضرت کو ماسٹر صاحب کہہ دیں تو مماتی حضرات دلبرداشتہ نہ ہوں۔یہ ردعمل ہے، حوصلے سے برداشت کیجئے اور ویسے بھی شیخ القرآن ماسٹر صاحبؒ کا آپ سے کوئی تعلق نہیں۔انہوں نے اکابر کے مسلک ومشرب کو تسلیم کر لیا تھا۔

مولانا غلام مصطفیٰ صاحبؒ کا تبصرہ

جامع مدینہ بہاولپور کے مہتمم حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے یوں ارشاد فرمایا: ''بس قاضی صاحب ہیں کہ کتاب لکھنے کے شوق میں صفحات سیاہ کرتے ہیں اور اپنے علمی شاہکار درج فرماتے جاتے ہیں اور اصل مسئلہ پر ذرا بھی توجہ نہیں فرمائی۔قاضی صاحب نے المہند کی عبارت میں خوب تحریف کی۔اردو کی عبارت ہے جسے ہر آدمی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔مگر افسوس قاضی صاحب اپنی عادت سے مجبور ہیں کہ تحریف کرتے جاتے ہیں۔قاضی صاحب نے حضرت سلیمان کے واقعات بھی درج فرمائے ہیں اور استدلال یوں بیان کرتے ہیں: ''اگر ان حضرات میں بعد از موت بھی حیات ہوتی تو لاٹھی کو دیمک لگ جانے کے بعد وہ نہ گرتے۔وغیرہ ذالک!''

حضور والا! آپ کے مخاطب سب کے سب بڑے اخفش ہی نہیں ہیں کہ آپ کے ارشاد پر سر ہلاتے جائیں۔خوب سمجھ لیں کہ سلف صالحین اور علماء دیوبند کے مسلک کا خلاصہ صرف اتنا ہے کہ انبیاء عالم برزخ میں حیات عنصری رکھتے ہیں۔اگر وصال کے بعد بھی عالم دنیا میں نظر آئیں تو برزخ کے کیا معنی؟ اگر نظر انصاف سے مقام حیات اور مسالک العلماء کا مطالعہ کیا جائے تو دودھ اور چھاچھ کا فرق نظر آئے گا۔میں تو صاحب مقام حیات کو مشورہ دوں گا کہ وہ قاضی صاحب کو شکریہ کا خط ارسال کریں۔کیونکہ قاضی صاحب کی تصنیف کے منظر عام آنے پر مقام حیات کا مقام اور بلند ہو گیا ہے۔ (بے لاگ تبصرہ طبع ایوب بکڈپو گوجرانوالہ)

حضرت مولانا محمد اجمل خانؒ کا تبصرہ

خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحبؒ (مرکزی رہنما جمعیت علماء اسلام) فرماتے ہیں: ''قاضی صاحب نے اس کتاب میں بہت سی باتیں لکھی ہیں۔صرف مقام حیات کے دلائل کا جواب نہیں دیا۔زیادہ سے زیادہ اتنی بات کہہ دی کہ اس کا مصنف طفل مکتب ہے علماء دیوبند جو حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں خود کیوں کتاب نہیں لکھتے۔

ادب سے درخواست کروں گا کہ المہند اور حضرت نانوتویؒ کی آب حیات وغیرہ آپ کو کیوں نظر نہیں آتیں۔ اس سے بھی زیادہ افسوس ناک یہ ہے کہ حضرت قاضی صاحب نے مسالک العلماء میں زیادہ زور اس مسلک پر دیا ہے کہ استدلال کے لئے پہلے قرآن ہے بعد میں حدیث۔ قاضی صاحب اس قسم کی باتیں جن سے حدیث کا مقام کمزور ہوتا ہو منکرین حدیث کے لئے راہ ہموار کرتی ہیں۔ اس امر پر تو ساری امت کا اتفاق ہے کہ قرآن کا مقام ہر بات سے مقدم ہے۔ مگر قرآنی مطالب کی تشریح اور اس کے معانی کو متعین کرنے میں حضور ﷺ کے ارشادات سے بے نیاز ہو جانا الحاد ہی الحاد ہے۔ سب سے اہم و اقدم دلیل قرآن ہے۔ مگر قرآن کو وہ مطلب نہ لیا جائے گا جو غلام احمد قادیانی یا غلام احمد پرویز کریں بلکہ قرآن کا وہی مفہوم حق ہوگا جو حضور ﷺ کی حدیثوں اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال سے واضح ہوگا۔

اس سلسلے میں اتنی بات اور بھی عرض کرنی ضروری ہے کہ کیا قرآن پاک کی آیتوں کا مفہوم پہلے بزرگوں اور المہند پر دستخط کرنے والے اکابر امت نے نہیں سمجھا۔ اگر آپ اسلاف سے مسلمانوں کے ذہن کو دور کریں گے تو پھر ہر طرح کے الحاد کا راستہ صاف ہے۔ میرا مشورہ یہی ہے کہ قاضی صاحب موصوف اگر تدریس و تعلیم ہی کی خدمت انجام دیں تو بہتر ہوگا۔ (مسلک اہل سنت والجماعت ص ۷۳، ۴۷)

ہمارے قارئین با تمکین اور مؤلف المسلک المنصور پوری توجہ و انہماک سے اس تقابلی جائزے کا مطالعہ فرمائیں اور پھر اپنی علمی پوزیشن پر ماتم کریں۔ جناب من! جب آپ کے بڑوں کی علمی حالت یہ ہے تو آپ؟ کیا پدی کیا پدی کا شوربہ۔ یہ تھی آپ کی مسالک العلماء کی حقیقت۔ اگر ہمیں طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ہم تسکین القلوب اور القول الجلی پر بھی کچھ نگارشات پیش کر دیتے۔ چلو یہ ادھار سہی! البتہ بتاتا چلوں کہ قاضی صاحبؒ کی کتاب القول الجلی جو بندہ کے پاس ہے وہ حضرت مولانا محمد ضیاء الحق صاحبؒ (سابق صدر مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور) کا ذاتی نسخہ ہے اور دوران مطالعہ حضرت مولانا ضیاء الحق صاحبؒ نے جو اپنے قلم کے ساتھ جوابی حاشیہ چڑھایا ہے۔ وہ بھی قابل مطالعہ ہے۔ ان شاء اللہ! ضرورت پڑنے پر بندہ اس کو ضیاء الحواشی کا نام دے کر شائع کرا دے گا۔ بفضل اللہ و بتوفیقہ!

ارباب انصاف! مؤلف المسلک المنصور کی یہ بات کتنی لچر اور بھدی ہے کہ المہند کو بڑے بڑے علماء نہیں سمجھ سکے۔ جن علماء نے کشاف کی گتھیاں سلجھا دیں۔ بیضاوی اور روح المعانی کے مشکل مقامات کو چٹکیوں میں حل کر دیں۔ تمام عربی و فارسی علوم کی کتب پر جن کو عبور حاصل رہا اور جن کے علمی ڈنکے دنیا میں بج رہے ہیں وہ اردو زبان میں لکھی جانے والی المہند کو نہ سمجھ سکے۔......

ہاں! البتہ سو فیصد سچ ہے کہ اہل بدعت اور مماتیوں نے اس کتاب کو نہیں سمجھا۔ کیونکہ جن کے قلوب اسلاف کی محبت سے خالی ہوں اور ان پر تبرّا رات دن جن کا مشغلہ ہو وہ قیامت کی صبح تک ان بزرگوں کی تحریروں کو سمجھ نہیں سکتے۔ باقی مؤلف نے جو حضرت مولانا نور محمد صاحب پر اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے المہند علی المفند کا معنی عقائد علماء اہل سنت کر دیا ہے جو کہ غلط ہے تحریف ہے وغیرہ۔ مؤلف بیچارہ مخبوط الحواس ہو چکا ہے۔ المہند کے آگے بریکٹ میں جو عقائد علماء اہل سنت دیوبند لکھا جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ کتاب ہذا عقائد اہل سنت پر مشتمل ہے۔ اچھا مؤلف صاحب آپ نے جو اپنی کتاب المسلک المنصور کے (ص ۵۱) پر لفظ نائم لکھ کر بریکٹ میں زندہ لکھا ہے۔ کیا نائم کا معنی زندہ ہے؟ فرمائیے!

میری رسوائی سے تجھ کو خوش نہ ہونا چاہئے قیس رسوا تھا تو کیا لیلیٰ کی رسوائی نہ تھی؟

باب ہشتم

بحث حدیث من صلی علیٰ عند قبری سمعته

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''من صلی علیٰ عند قبری سمعته ومن صلی علیٰ من بعید اعلمته (وفی وایته) من صلی علیٰ عند قبری سمعته'' یہ حدیث مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے:

۱...... (مرقات ج ۲ ص ۴۴۷)
۲...... (مسند امام احمد ج ۱ ص ۴۲۱)
۳...... (سنن دارمی ص ۳۷۲)
۴...... (دارقطنی ص)
۵...... (مستدرک حاکم ج ۲ ص ۴۲۱)
۶...... (البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۵۴)
۷...... (الجامع الصغیر ج ۱ ص ۹۳ کتب خانہ کراچی)
۸......(مشکوٰۃ شریف ص ۸۷ طبع قدیمی)
۹...... (جلاء الافلام ص ۲۲ مطبوعہ بیروت)

راویوں کے نام

۱...... ابوالشیخ اصبہانیؒ
۲...... ابوصالح عبدالرحمن بن احمد الاعرج
۳...... حسن بن صباح
۴...... ابومعاویہ محمد بن خازم
۵...... سلیمان بن مہران
۶...... ابوصالح ذکوان

حسن بن صباح یا حسین بن صباح

مؤلف المسلک المنصور لکھتے ہیں: ''دوسری خیانت آپ نے جو جلاء الافہام سے سند ذکر کی ہے اس سند میں ایک راوی حسین بن الصباح ہے۔ اگر آپ کے پاس جلاء الافہام موجود ہو تو (ص ۱۹) پر زیارت فرمالیں اور آپ کے بزرگوں نے بھی (تحفہ ہدایت ص ۵) میں اس راوی کا نام الحسین بن الصباح تسلیم کرلیا ہے جب کہ آپ کو غالباً ابھی تک جلاء الافہام کی زیارت بھی نصیب نہیں ہوئی اور آپ نے سند نقل کرنے میں بھی کسی کتاب سے نقل مارنے کا ارتکاب فرمایا ہے۔ اس لئے الحسین کو ''الحسن بن صباح'' بناڈالا ہے۔

<u>جواب</u>: یہ اعتراض مؤلف المسلک المنصور نے مولوی شیر محمد جھنگوی مماتی کی کتاب آئینہ تسکین الصدور سے چرایا ہے۔ مؤلف خود کبھی ندائے حق کی پٹاری سے کوئی چیز چراتے ہیں اور کبھی مولوی شیر محمد کا چبایا ہوا لقمہ حلق سے نیچے کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور الزام دوسروں کو دے رہے ہیں کہ تم نے فلاں کتاب سے نقل کی ہے۔ سنئے جناب محقق صاحب! (ماشاء اللہ) راوی کا نام حسن بن صباح ہے۔ حسین نہیں۔ آپ کو جلاء الافہام والی سند سے وہم ہوا ہے۔ وہاں ''حسین'' ہے۔ جو کہ کاتب کی غلطی سے لکھا گیا ہے اور یاد رکھئے کہ جلاء الافلام میں کتابت کی چند ایک اور غلطیاں بھی ہیں۔ مثلاً وہاں طبرانی کی سند سے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''لیس من عبد

یصلی علی الا بلغنی صوته حیث کان ''(جلاء الافہام ص ۶۳) نہیں کوئی بندہ جو میرے اوپر درود بھیجے مگر میں اس کی آواز سن لیتا ہوں وہ جہاں کہیں ہو۔ محقق صاحب یہاں صوتہ کاتب کی غلطی سے لکھا گیا۔ اصل میں ہے: ''صلوته'' (یعنی اس کا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے وہ جہاں کہیں بھی ہو) عقل منداور سلیم الفطرت انسان کے لئے تو اتنی بات ہی کافی ہے۔ البتہ جن کوڑھ مغزوں سے ہمیں واسطہ پڑا ہے ان کے علاج کے لئے مزید ثبوت ملاحظہ ہوں۔

علامہ سیوطیؒ اس کی سند یوں نقل کرتے ہیں: ''اخرجه ابو الشیخ فی الثواب حدثنا عبدالرحمن بن احمد الاعرج حدثنا الحسن بن الصباح حدثنا ابو معاویة عن الاعمش به'' (آلالی المصنوعہ ج ۱ ص ۲۸۳) یہاں علامہ موصوف بحسن بن صباح ذکر کر رہے ہیں۔ نیز علامہ ناصر الدین البانی بھی علامہ سیوطی سے ایسے نقل کرتے ہیں: ''حدثنا عبدالرحمن بن احمد الاعرج حدثنا الحسن بن الصباح حدثنا ابو معاویة عن الاعمش به قلت ورجال هذا السند کلهم ثقات معروفون غیر الاعرج هذا'' میں (یعنی البانی) کہتا ہوں اس سند کے تمام راوی معتبر، مشہور ہیں سوائے اعرج کے۔ جی فرمایئے! جناب محقق صاحب راوی کون ہے؟ حسن یا حسین؟ مؤلف نے بڑی تعلی کے ساتھ کہا ہے کہ کبھی جلاء الافلام دیکھی بھی ہے۔ اللہ کے فضل سے روز دیکھتے ہیں وہ ہے ہی فہیم لوگوں کے لئے۔ آپ جیسے غیر فہیم لوگوں کا جلاء الافہام سے کیا تعلق؟ کیا جانے گل قند کیا ہے؟

غرابت منافی صحت نہیں ہے

حافظ ابن قیمؒ نے یہ سند نقل کرنے کے بعد غریب جداً کہا ہے۔ بس پھر کیا تھا مماتی حدیث رسول ﷺ کو یوں دیکھنے لگے جیسے کوئی نخوت کا مارا جاگیردار کسی غریب کو دیکھتا ہے۔ مؤلف المسلک المنصور نے بھی تحقیق کے موتی (سبحان اللہ) بکھیرتے ہوئے کہا ہے: ''غریب جداً'' حدیث سے عقیدہ ثابت کرنے والا دیوبندی ہوتا ہے یا تقیہ باز رضاخانی؟

جواب: مؤلف کے قول کے مطابق امت مسلمہ میں کس کس پر تقیہ بازی کا الزام آتا ہے۔ یہ آئندہ سطور میں ہم ذکر کریں گے۔ سردست گزارش ہے کہ جناب کس احمق نے آپ کو کہہ دیا ہے کہ غرابت صحت کے منافی ہوتی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا ارشاد

مؤلف المسلک المنصور اور دیگر مماتیوں نے مشکوٰۃ شریف تو دیکھی ہوگی، یقیناً دیکھی ہوگی ہم آپ کی طرح متکبر نہیں کہ جو کتاب یا رسالہ دستیاب ہو جائے۔ بس پھر مخالفین کو کوسنا شروع کر دیا جائے کہ کبھی یہ کتاب دیکھی بھی ہے؟ مشکوٰۃ شریف کا مقدمہ جو حضرت شیخ مولانا عبدالحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے اس میں ہے: ''ان الغرابة لاتنافی الصحة'' (مقدمہ مشکوٰۃ ص ۶ سطر نمبر ۱۶ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی) یعنی حدیث کا غریب ہونا اس کے صحیح ہونے کے منافی نہیں ہے اور فرماتے ہیں: ''ویجوز ان یکون الحدیث صحیحاً غریباً'' اور جائز ہے کہ حدیث صحیح غریب ہو اور یاد رہے کہ یہ ابوالشیخ والی سند ہے جو معتبر ہے سدی صغیر والی نہیں۔ جیسا کہ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی اکتوبر ۱۹۶۷ء کی اشاعت میں ہے: ''اس حدیث کی جو سند سدی صغیر پر مشتمل ہے۔ اس کو بوجہ راوی مذکور کے کمزور کہا جائے گا اور جس سند میں یہ راوی نہیں وہ کمزور نہیں ہے۔

ملا علی القاری شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں "قال میرک نقل عن الشیخ ورواہ ابو الشیخ باسناد جید" (تعلیم القرآن اکتوبر ۱۹۶۷ء، بحوالہ مقام حیات ص ۵۶۲ وتسکین الصدور ص ۳۴۵) آیئے آثار الحدیث کے گلشن کی سیر کرتے ہیں، علامہ خالد محمود صاحب مدظلہم رقم طراز ہیں: "آج کا عنوان مباحث حدیث میں واقعی بہت غریب (نادر قسم کا) ہے۔اس کی غرابت الفاظ ومعنی کے اعتبار سے ہے۔اسناد کے پہلو سے نہیں۔غرابت وطن سے دوری کا نام ہے۔غریب مسافر کو کہتے ہیں۔جو مضمون ظاہر الفاظ سے دور یا فہم عام سے بالا ہو وہ غریب ہے عجیب ہے۔اس کی غرابت اس پہلو سے ہے اور یہ کوئی کمزوری کی بات نہیں نہ یہ کوئی جرح کی بات ہے اس کا سنداً غریب ہونے سے کوئی تعلق نہیں۔حدیث اسناد کے پہلو سے غریب ہو تو اس پر اصول حدیث کے تحت بحث کی جاتی ہے۔لغت، ادب اور اسالیب عرب کے تحت نہیں۔سو حدیث غریب اور غریب الحدیث میں فرق ہے۔ (آثار الحدیث ج اول ص ۴۵۵)

حضرت الشیخ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاویؒ فرماتے ہیں: "قال ابن القیم انہ غریب قلت وسندہ جید" (القول البدیع ص ۱۴۹ مطبوعہ بیروت) ابن قیمؒ اگرچہ غریب کہتے ہیں۔مگر میں کہتا ہوں کہ اس کی سند معتبر ہے۔حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ نے مشکوۃ شریف کا حاشیہ تحریر کیا ہے جو ان کے صاحبزادگان کے زیر اہتمام لاہور سے طبع ہوئی تھی۔حدیث: "من صلی علیّ عند قبری سمعتہ" کے تحت فرماتے ہیں: "ای سمعا حقیقیاً بلا واسطۃ" سننا حقیقیۃً بغیر کسی واسطے کے ہے۔(محشی غورغشتی ص ۹۳) اور یہ فرمان بھی موجود ہے: "وصح خبر الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" (ج ا ص ۱۳۲) انبیاء علیہم السلام قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔یاد رہے کہ غلام غورغشتیؒ جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ کے سرپرست بھی رہے۔ (ملاحظہ ہو ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ص ۴۲، جنوری ۱۹۵۸ء)

مولانا قاضی شمس الدین صاحب نے مولانا غورغشتیؒ کو فرشتہ صفت انسان کہا ہے، ملاحظہ ہو (مسالک العلماء طبع اوّل ص ۱۷۳ مطبوعہ مکتبہ ربانی نئی آبادی شاہدرہ لاہور) مولانا حسین علی واں بھچراں والوں کی زندگی کی بالکل آخری تصنیف تحریرات حدیث اس وقت ہمارے سامنے ہے اور ہم دوزانو ہو کر اس کے سامنے۔ ۱۹۴۳ء سن اشاعت ہے۔مولانا رب نواز ساکن بستی چاون کبیر والا نے تصحیح کی ہے، یونین پرنٹنگ پریس ملتان سے چھپی ہے۔قیمت سات روپیہ لکھی ہوئی ہے اور ملنے کا پتہ یہ درج ہے: "الحاج مولانا حسین علی صاحب ڈاکخانہ واں بھچراں ضلع میانوالی (پنجاب) یاد رہے کہ اس کی اشاعت کے گیارہ ماہ بعد حضرت مولانا حسین صاحبؒ انتقال فرما گئے تھے۔(انا للہ وانا الیہ راجعون) تحریرات حدیث کے (ص ۲۱۱ سطر نمبر ۲) پر آپؒ حدیث لے کر آئے ہیں: "من صلی علیّ عند قبری سمعتہ ومن صلی علیّ نائیاً ابلغتہ" اور بغیر کسی جرح وقدح کے آپؒ نے اس حدیث کو درج فرمایا ہے۔یہ آپ کی زندگی کا آخری قول ہے اور دارومدار آخری قول وعمل پر ہوتا ہے۔لہٰذا یہ حدیث ان کے نزدیک بھی معتبر ہے۔

شیخ القرآن غلام اللہ خانؒ کا نظریہ

قاطع شرک وبدعت حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ (سابق ٹیچر اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی) کا اس حدیث کے متعلق نظریہ کیا تھا؟ ملاحظہ ہو۔مولانا عبدالمعبود صاحب رقمطراز ہیں: "شیخ وہاں (یعنی حضرو) تشریف لے گئے اور تقریر کی اور مسئلہ توحید بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا اور حضور اقدس ﷺ کی ذات بابرکات کے لئے

درود شریف پڑھنے کے فضائل ومناقب بیان کرتے ہوئے یہ حدیث پڑھی "من صلی علیّ عند قبری سمعتہ ومن صلی علیّ نائیاً ابلغتہ" یعنی نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ جو آدمی میری قبر کے قریب درود شریف پڑھے میں خود سن لیتا ہوں اور جو شخص دور دراز جگہ میں پڑھے تو اللہ کے فرشتے مجھ تک پہنچا دیتے ہیں۔ (سوانح حیات ص۳۲۶)

دیگر جن علماء اعلام نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا

(۱) علامہ جلال الدین سیوطیؒ، (۲) علامہ سخاویؒ، (۳) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، (۴) علامہ ابن حجر مکیؒ، (۵) علامہ عبدالرؤف مناویؒ، (۶) حضرت ملا علی القاریؒ، (۷) قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ، (۸) علامہ سید احمد طحطاویؒ، (۹) علامہ عبدالحئی لکھنویؒ، (۱۰) نواب صدیق حسن خانؒ، (۱۱) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، (۱۲) حافظ ابن تیمیہؒ، (۱۳) علامہ شہاب الدین الخفاجیؒ، (۱۴) شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب النجدیؒ، (۱۵) علامہ خلیل احمد سہارنپوریؒ، (۱۶) حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ، (۱۷) مولانا عبدالغفور غزنویؒ، (۱۸) مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ، (۱۹) امام العرب والعجم الشیخ مولانا محمد سرفراز خان صفدر، (۲۰) بحر العلوم علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب

قارئین کرام! یہ جتنا سرمایہ ہم نے آپ کے سامنے رکھا آپ کے لئے اب یہ فیصلہ کرنا غالباً کوئی مشکل نہ ہوگا کہ یہ سب کے سب بشمول مولانا حسین علی واں بھچرویؒ اور شیخ القرآن صاحبؒ مؤلف المسلک المنصور کے قول کے مطابق تقیہ باز اور رضا خانی ہیں۔ فوا اسفا! کوئی عقلمند امت مسلمہ کے اس جم غفیر کے سامنے اس نومولود کی بڑ کو کوئی حیثیت دینے کے لئے تیار نہ ہوگا تو نتیجتاً تقیہ باز کون نکلا؟ عیاں راچہ بیان!

ظلمت کے بھیانک ہاتھوں سے تنویر کا دامن چھوٹ چکا

من عام ہے یا خاص؟

نام نہاد محقق فرماتے ہیں: "من صلی علیّ عند قبری" میں لفظ من عام ہے یا خاص؟ یعنی آپ کے نزدیک ہر ایک آدمی کا سلام سنتے ہیں یا بعض کا؟ سوال یہ ہے کہ آپ ﷺ کے روضہ مبارک پر شیعہ، بریلوی، پرویزی، عثمانی، سب جاتے ہیں تو کیا خیال ہے کہ ان سب کو روضہ انور سے سلام کا جواب ملتا ہے؟ بلفظہ! (المسلک ص۲۸۹)

جواب: مؤلف نے اپنے اجہل حواریوں میں بیٹھ کر خوب بغلیں بجائی ہوں گی کہ مذکورہ سوال کر کے کمال ہی کر دیا بلکہ کمالا تیا پانچا کر دیا ہے۔ مثال مشہور ہے اندھوں میں بھینگا امام۔ مگر یہاں تو ایک سے بڑھ کر ایک اندھا ہے اور دل ودماغ کے اندھے ہیں جہاں بصیرت کا دور سے بھی کوئی گزر نہیں۔ اس جاہل کو اتنا علم نہیں کہ فی نفسہ من عام ہی ہوتا ہے۔ البتہ بعض حالات وقرائن کی وجہ سے خصوصیت اختیار کرتا ہے۔

مولوی احمد سعید خان صاحب کا جواب ملاحظہ ہو

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم کون سا چوڑیاں پہن کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ دھکے مار مار کر ہم ان جہلاء کو مولانا احمد سعید صاحب کے دروازے پر لے چلتے ہیں کہ انہیں بتایا جائے۔ من عام ہے یا خاص؟ لیجئے جناب:

پڑا فلک کو دل جلوں سے کام نہیں — جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

مولانا احمد سعید صاحب نے ڈاکٹر مسعود عثمانی کے خلاف ایک رسالہ لکھا تھا جس کا نام ہے: ''دمدمۃ الجنود علٰی دندنۃ الیہود'' اس کے (ص ۶۲) پر احمد سعید صاحب ڈاکٹر کے اعتراض کا یوں جواب دیتے ہیں: ''وہی رافضیوں والا استدلال ہے حالانکہ بات تو اس میں ہے کہ من اصل کے لحاظ سے تو عام ہی ہوتا ہے۔ اگرچہ خاص حالات میں دلائل وقرائن کی وجہ خلاف اصل ہو کر خصوص کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ مگر یہاں من کو خاص کرنے کی کون سے وجہ ہے۔ جب کہ نبی کریم ﷺ عمومی طور پر مومن کو خوشخبری سنا رہے ہیں۔ پھر کمال یہ کر دکھایا کہ کہتے ہیں کہ اگر من کو عام جانتے ہو تو پھر اپنے اعتقاد کے خلاف یہ بھی مانو کہ نبی کو ایک مشرک اور قادیانی بھی خواب میں دیکھ سکتا ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) احمق آدمی اتنا بھی نہیں سوچتا کہ اگر ایسا ہو بھی جائے تو کون سی شرعی حد ٹوٹ جائے گی؟

آخر ابوجہل وغیرہ نے بھی تو زندگی میں حضور ﷺ ہی کو دیکھا تھا اور اگر اللہ کریم کسی مشرک یا قادیانی یا آپ سے محرف کو ترہیب وتنبیہ یا ہدایت کے بہانے محض اپنی قدرت سے زیارت کروا بھی دے تو اس میں کون سی قباحت لازم آئے گی۔ (دمدمۃ الجنود علٰی دندنۃ الیہود ص ۶۲ از مولانا احمد سعید بلوچ صاحب) مؤلف المسلک المنصور صاحب اس عبارت کو بار بار پڑھیں، باوضو ہو کر پڑھیں پھر بھی سمجھ نہ آئے تو گجرات تشریف لے جائیں اور بانی فتنہ ممات کی قبر کا مراقبہ کرلیں۔ فاعتبروا یااولی الابصار!

سماع کی حد کہاں تک ہے؟

مؤلف المسلک المنصور کا ایک اور دجل، حماقت، سفاہت بلکہ مذاق ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں: ''سماع کی حدود کہاں تک ہے؟ (بہت کچھ ہانکنے کے بعد) جو حد بھی مقرر فرمائیں ساتھ شرعی دلیل بھی ذکر فرمادیں۔'' (المسلک المنصور ص ۲۹۲)

جواب: واہ رے توحیدی گویا کہ اپنے پیارے نبی ﷺ تک امتی کا سلام پہنچانے میں اللہ تعالٰی حدود قیود کے پابند اور محتاج ہیں۔ (العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ) قارئین کرام! بزرگوں کی گستاخی کا فری انجام ملاحظہ کریں کہ جو حضرت اقدس قاضی صاحبؒ اور مولانا اوکاڑویؒ پر توہین نبوت کا الزام لگا رہے تھے۔ اب وہ خود اللہ تعالٰی کی توہین کرنے پر اتر آئے۔ مؤلف صاحب! آپ اور آپ کا ٹولہ کتنا بدقسمت ہے کہ آپ کو نہ درود شریف پڑھنے کی توفیق ہے اور نہ حضور ﷺ کو سنانے کی سعادت! بفضل اللہ، بکرم اللہ، بحمد اللہ، بعون اللہ یہ شرف ہم اہل سنت والجماعت کو حاصل ہے۔ ہم اس پر اپنے مولا کریم کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔ باقی ممکن ہے کہ مؤلف صاحب کہیں میری بات کا تو پھر جواب نہیں آیا۔ یعنی حد کیا ہے۔ لیجئے جناب ملاحظہ ہو۔

علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں: ''والذی یظهر ان المراد بالعندیة ان یکون فی محل قریب من القبر بحیث یصدق علیه عرفا انه عنده وبالبعد عنه ماعدا ذالک'' (شرح مواہب للزرقانیؒ ج ۷ ص ۳۲۷ طبع بیروت)

علامہ زرقانیؒ کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس کو عرف میں قرب کہا جائے وہی قرب مراد ہے اور فرماتے ہیں: ''اذا کان المصلی عند قبره الشریف سمعته ﷺ بلا واسطة'' جب صلوٰۃ وسلام پڑھنے والا روضہ شریف کے قریب پڑھے تو آنجناب ﷺ بغیر کسی واسطہ کے سماعت فرماتے ہیں اور قرب کے متعلق پہلے فرمادیا کہ جس کو عرف میں قریب کہا جائے وہ مراد ہے۔

حضرت سہارنپوریؒ کی آستانہ محمدیہ ﷺ پر حاضری

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے متعلق حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ فرماتے ہیں: ''آستانہ محمدیہ ﷺ پر حاضری کے وقت حضرت کی عجیب کیفیت ہوتی تھی۔ آواز نکالنا تو کیا مواجہہ شریف کے قریب بالمقابل بھی آپ کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ خوفزدہ مؤدبانہ دبے پاؤں آتے اور مجرم قیدی کی طرح دور کھڑے ہوتے۔ بکمال خشوع صلوٰۃ وسلام عرض کرتے اور چلے آتے تھے۔ زائرین بیباکانہ اونچی آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھتے اس سے آپ کو بہت تکلیف ہوتی اور فرمایا کرتے کہ آنحضرت ﷺ حیات ہیں اور ایسی آواز سے سلام عرض کرنا بے ادبی اور آپ ﷺ کی ایذاء کا سبب ہے۔ لہٰذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہئے اور یہ بھی فرمایا کہ مسجد نبوی میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے اس کو آنحضرت ﷺ سنتے ہیں۔'' (تذکرۃ الخلیل ص ۳۰۷)

لیجئے! جناب مؤلف صاحب! امام زرقانی کے بعد حضرت سہارنپوریؒ کا ارشاد پڑھئے۔ اگر آپ کی قسمت میں ہدایت ہے تو پھر اتنا سامان کافی ہے اور اگر ہدایت کے دروازے بند ہیں تو دین اسلام کا پورا کا پورا ذخیرہ بھی ناکافی ہے۔ واللہ یهدی من یشآء الی صراط مستقیم!

<u>ایک سوال</u>: لگے ہاتھوں ذرا ایک جواب دے دیں، جناب مؤلف صاحب کی ''من جاء بالحسنة فله عشر امثالها'' اور حدیث نبوی ﷺ ''من بنی للہ مسجدا بنی اللہ له بیتاً فی الجنة'' میں من عام ہے یا خاص؟

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بند قبا دیکھ

قارئین کرام! مؤلف المسلک المنصور کا علم تو ان کی کتاب کے ابتدائی پچاس صفحات پر ہی ختم ہو گیا تھا۔ مگر چونکہ کتاب کی ضخامت اور حجم بھی تو بنانا تھا۔ اصل میں حق وصداقت پر مشتمل کتاب لکھنی ذرا مشکل ہوتی ہے۔ کیونکہ کتاب وسنت کے سائے میں اسلاف امت کے ایک ایک دروازے پر دستک دینا ہوتی ہے۔ جب کہ جھوٹ کے لئے کون سا پاپڑ بیلنا پڑتے ہیں؟ بس لکھتے جاؤ، لکھتے جاؤ، لکھتے جاؤ، کچے پکے روڈ پر قلم کا لاغر گھوڑا دوڑاتے چلے جاؤ اور جب اچھے خاصے صفحات بن جائیں تو المسلک المنصور کا نام دے کر وقت کے محقق اعظم بن جاؤ۔ ہینگ لگے نہ پھٹکڑی اور رنگ بھی چوکھا آئے۔ مؤلف المسلک المنصور نے اپنی کتاب کا اختتام (ص ۲۹۵) پر کر دیا۔ تمت بالخیر بھی لکھ دیا۔ وما علینا الا البلاغ المبین بھی تحریر کر دیا۔

مگر پھر اچانک خیال آیا پندرہ بیس صفحات اور ہو جاتے تو ذرا رعب پڑ جائے گا۔ چنانچہ تمت کہنے کے بعد پھر آگے خاتمۃ الکتاب کے عنوان سے پھر کوئی چالیس صفحات لکھ ڈالے۔ وہ ساری آیات غیر متعلقہ ہیں۔ مثلاً ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حی اور قیوم ہیں۔ انکار کس نے کیا ہے؟ ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شئے کو فنا کریں گے۔ انکاری کون ہے؟ ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور دیگر انبیاء پر موت آئی ہے۔ انکاری کون ہے؟ البتہ آخر میں جا کر حضرت شیخ مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہم پر قرآن مجید کی آیت بگاڑنے کا الزام داغ دیا۔ مماتی کوئی چھوٹا ہو یا بڑا، شہری ہو یا دیہاتی، جاہل ہو یا اجہل (کیونکہ عالم تو ان میں ہوتے نہیں) حضرت شیخ مدظلہم پر برسنا ان سب کی اجتماعی مجبوری ہے۔ چنانچہ مؤلف لکھتے ہیں: ''کما یئس الکفار من اصحب القبور'' ترجمہ: جیسا کہ کافر

اہل قبور (کی حیات سے) ناامید ہو چکے ہیں۔ (تسکین الصدور ص ۸۹) حضرت صفدر صاحب نے بین القوسین جو عبارت لکھ کر آیت کے مفہوم میں تبدیلی کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ انتہائی افسوسناک ہے۔ (المسلک المنصور ص ۴۳۱)

جواب: اجی صاحب! جانے دیجئے جس ہستی کے شاگردوں کی اولاد مفسر قرآن بنی بیٹھی ہے۔ آپ ان کو طعنہ دے رہے ہیں کہ ترجمہ غلط کیا ہے۔ جان من ذرا منہ تو دکھایئے۔ مگر پہلے دھو کر ضرور آیئے گا۔ امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر دام مجدہم قبر کے حقیقی مفہوم کو بیان کر رہے ہیں کہ لفظ قبر اس کی جمع قبور اور اس کا مادہ قرآن کریم میں آیا ہے: ''اذا القبور بعثرت'' اور پھر منافقین کی تردید میں نازل ہونے والی چند آیات درج کی ہیں۔ جن میں لفظ قبر، اقبرہ یا قبور آیا ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ یوں ترجمہ کرتے ہیں جیسے آس توڑی منکروں نے قبر والوں سے۔ پھر اس پر شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا تفسیری حاشیہ ملاحظہ ہو۔ یعنی منکروں کو توقع نہیں کہ قبر سے کوئی اٹھے گا اور پھر دوسری زندگی میں ایک دوسرے سے ملیں گے یہ کافر بھی ویسے ناامید ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۷۳۱) تسکین الصدور میں بھی حضرت علامہ عثمانی صاحبؒ کی یہ عبارت بطور توضیح موجود ہے۔ مگر مؤلف المسلک المنصور اس کو ماں کا دودھ سمجھ کر پی گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو (المسلک المنصور ص ۸۹) اور مزید فرماتے ہیں بعض مفسرین کے نزدیک ''من اصحاب القبور'' کفار کا بیان ہے یعنی جس طرح کافر جو قبر میں پہنچ چکے وہاں کا حال دیکھ کر اللہ کی مہربانی اور خوشنودی سے بالکلیہ مایوس ہو چکے ہیں۔ اسی طرح یہ کافر بھی آخرت کی طرف سے مایوس ہیں۔ علامہ عثمانیؒ کے یہ الفاظ کہ جو قبر میں پہنچ چکے وہاں کا حال دیکھ کر دیکھنا اور مایوس ہونا جسم و روح کے رشتے سے ہی ممکن ہے اور اسی کو شیخ دامت فیوضہم نے حیات لکھ دیا اور یہ حیات اخفی ہے۔ نہ خفی نہ ظاہری۔ بحث پہلے گزر چکی ہے۔ آپ ہمارے اکابر کو کبھی محرف قرآن کہہ دیتے ہیں کبھی گستاخ نبی اور کبھی گستاخ صحابہ رضی اللہ عنہم (العیاذ باللہ) یہ تمام بیماریاں چونکہ بدرجہ اتم تمہارے اندر موجود ہیں اس لئے چور مچائے شور کے مصداق ایسی کارروائیاں کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ مگر دنیا ابھی عقل مندوں، ہوشمندوں اور سعادت مندوں سے خالی نہیں ہوئی۔ خوف خدا رکھنے والا ہر مسلمان جانتا ہے کہ بدتمیزی کا طوفان کدھر سے آ رہا ہے؟

ہواؤں کا رخ بتا رہا ہے، ضرور طوفان آ رہا ہے
نگاہ رکھنا سفینے والو، اٹھی ہیں موجیں کدھر سے پہلے

مماتیوں کے بعض دلائل اور ان کے جوابات

''اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمی ان فی ذالک لاٰیات لقوم یتفکرون'' (الزمر: ۴۲) (ترجمہ: حضرت شیخ الہندؒ) اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں، جب وقت ہو ان کے مرنے کا اور جو نہیں مریں ان کو کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں، پھر رکھ چھوڑتا ہے، جن پر مرنا ٹھہرا دیا ہے اور بھیج دیتا ہے اوروں کو ایک وعدہ مقرر تک اور اس بات میں پتے ہیں ان لوگوں کو جو دھیان کریں۔ مؤلف المسلک المنصور رقمطراز ہیں اس آیت میں جمع معرف باللام ہے جو عام قطعی ہے۔ انبیاء وغیرہ سب کو شامل ہے اور مفسرین اہل سنت والجماعت نے اس آیت مبارکہ کے معنی میں تصریح فرمائی ہے کہ قیامت تک روح بدن عنصری میں واپس نہیں آتی۔ (المسلک المنصور ص ۳۰۲)

جواب: اس آیت میں روح کے بدن سے نکلنے کے دو اوقات بیان فرمائے گئے۔ (۱) موت کے وقت (۲) نیند کے وقت۔ نیند کے وقت روح بدن میں نہیں ہوتی جیسا کہ ترمذی میں ہے: "الحمدللہ الذی عافانی فی جسدی ورد علیّ روحی" اور بخاری میں ہے: "ان اللہ قبض ارواحکم حین شاء وردھا الیکم حین شاء" جب حالت نیند میں بدن سے روح خارج ہوتی ہے تو اس کے باوجود زندگی کے آثار موجود ہوتے ہیں۔ مثلاً سانس، کروٹ، چیخ، حرکات وسکنات وغیرہ۔ یہ سارا کام روح نہ ہونے کے باوجود کون کر رہا ہے؟ ظاہر ہے تعلق روح کر رہا ہے۔ نیند میں مماتی بھی تعلق روح کا انکار نہیں کرتے۔ جب نیند میں تعلق روح اس آیت کے خلاف نہیں تو موت کے بعد والا تعلق جس سے مردہ دکھ سکھ محسوس کرے اس آیت کے خلاف کیونکر ہوگا؟ پس اس آیت سے مردہ کی پہلی حالت پر آنے کی نفی ہے۔ عالم برزخ میں رہتے ہوئے روح اور جسد کے برزخی تعلق اور عدم تعلق سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ باقی مؤلف کا یہ کہنا کہ قیامت تک روح بدن عنصری میں نہیں آئے گی۔ یہ اس دنیا کی بات ہے کہ اس بدن کی طرف اب روح واپس نہیں لوٹے گی۔ امساک کا تعلق اسی جہان سے ہے جس جہان سے ارسال کا تعلق ہے۔ ظاہر ہے نیند والے کی روح کا ارسال اسی جہان میں بدن کی طرف ہوتا ہے نہ کہ کسی اور جہان میں جب ارسال اس جہان کا ہے تو اس کی ضد امساک بھی اسی جہان کے اعتبار سے ہوگا۔ برزخ میں تعلق روح کی نفی اس آیت سے ثابت نہ ہوسکی اور نہ قیامت تک ہوسکتی ہے۔

"واذالنفوس زوّجت"

ہم پہلے تحریر کر آئے ہیں کہ قبروں میں ارواح کا اجساد کے ساتھ اتنا تعلق ہوتا ہے کہ عذاب وراحت کا احساس ہوسکے اور اس کو ہم نے "حیات اخفیٰ" سے تعبیر کیا تھا۔ آیت بالا سے مؤلف المسلک المنصور نے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے ہیں۔

۱...... زندگی کے بعد موت آئے گی اور موت کے بعد قیامت تک سارے مردے ہی رہیں گے۔

۲...... مردوں کے لئے قیامت سے پہلے قبروں میں حیات حقیقیہ حسیہ قطعاً نہیں ہوتی۔

۳...... اس میں انبیاء وغیر انبیاء سب شامل ہیں۔

جواب: زندگی کے بعد موت آنے سے تو کوئی انکاری نہیں، عالم برزخ کے معاملات وکیفیات کا عالم دنیا کے ساتھ نہ کوئی ربط نہ کوئی واسطہ، مؤلف کو اور تمام منکرین حیات النبی ﷺ کو اصل تکلیف حیات انبیاء سے ہے۔ اس لئے وہ اس بحث کو لے کر ضرور آتے ہیں۔ بیچارے قسمت کے مارے کتنے قابل رحم ہیں کہ اللہ کی مخلوق میں برگزیدہ ترین ہستیوں کی برزخی حیات ان کے لئے ناقابل برداشت ہے "واذالنفوس زوّجت" سے ارواح واجسام کا عدم تعلق ثابت کرنا بھی نادانی ہے۔ علامہ ابن کثیرؒ کا فرمان کا روحیں جسموں میں چھوڑ دی جائیں گی، کا مطلب ہے حیات ظاہری دے دی جائے گی۔ جن کے بدن مٹی میں مل چکے تھے یا غرق وسوختہ ہوچکے تھے۔ پہلے تو منتشر ذرات کے ساتھ ارواح کا تعلق تھا اب ان کے اجساد کو مکمل کر کے ارواح لوٹائی جائیں گی اور محشر کے میدان میں لاکھڑا کیا جائے گا۔ مفسرین کرام کی آراء ملاحظہ کریں اور پھر سوچیں کہ اس دلیل کی مؤلف المسلک المنصور کے دعوے کے ساتھ کوئی مطابقت نہیں۔

۱...... تفسیر مدارک: ''قرنت کل نفس بشکلها الصالح مع الصالح فی الجنة و الطالح مع الطالح فی النار '' (ج۵ص۳۲۹)

۲...... روح المعانی: ''عن النعمان بن بشیر عن عمر انه سئل ذالک فقال یقرن الرجل الصالح مع الرجل الصالح ویقرن الرجل السوء مع الرجل السوء وذالک تزویج الانفس وفی حدیث مرفوع رواه النعمان ایضاً مایقتضی ظاهره ذالک '' (ج۳ص۵۲)

۳...... تفسیر عثمانی: یعنی کافر کافر اور مسلم مسلم کے ساتھ پھر ہر قسم کا نیک یا بدعمل کرنے والا اپنے جیسے عمل کرنے والوں کے ساتھ جوڑ دیا جائے اور عقائد اعمال اخلاق وغیرہ کے اعتبار سے الگ جماعتیں بنادی جائیں یا یہ مطلب ہے کہ روحوں کو جسموں کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔ (ص۷۷۹)

۴...... بیان القرآن: جب ایک ایک قسم کے لوگ اکٹھے کئے جائیں گے کافر الگ مسلمان الگ۔(ج۱۲ص۸۰)

۵...... ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ: اور جس وقت جانیں قسم قسم کی ملائی جاویں۔ (ص۷۱۰ تاج کمپنی)

۶...... حاشیہ شاہ عبدالقادرؒ: یعنی قسم قسم کے گناہ گار اکٹھے ہوں۔ (۷۱۰)

۷...... معارف القرآن، مفتی صاحب: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جو لوگ ایک جیسے اعمال کرتے ہوں گے وہ ایک جگہ کردیئے جاویں گے۔ (ج۸ص۶۸۲)

۸...... معارف القرآن کاندھلوی صاحب: اور جس وقت کہ تمام انسان ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیئے جائیں گے، کافر کافر کے ساتھ اور مسلمان مسلمان کے ساتھ۔ بدعمل بدعمل کے ساتھ اور نیکوکار نیکوکار کے ساتھ۔(ج۸ص۲۸۹)

۹...... تفسیر ماجدی: مثلاً مومن مومن اکٹھے کردیئے جائیں گے اور کافر کافر۔ (ج۷ص۱۱۷۸)

۱۰...... تفسیر جوناگڑھی: زیادہ قرین قیاس یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان کو اس کے ہم مذہب اور ہم مشرب کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ (ص۱۶۸۹)

۱۱...... حل القرآن: اور جس وقت کہ قیامت کے میدان میں لوگوں کو ان کے ہم مشربوں کے ساتھ ملایا جائے گا۔ (ج۲ص۶۱۴)

۱۲...... تفسیر ابن عباس: ''اذالنفوس زوجت قرنت بالازواج ویقال قرنت بقرنها المومن بحور العین والکافر باالشیطان والصالح بالصالح والفاجر بالفاجر '' (ص۳۸۲)

۱۳...... خزائن العرفان، مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی: اس طرح کہ نیک نیکوں کے ساتھ ہوں اور بدبدوں کے ساتھ یا یہ معنی کہ جانیں اپنے جسموں سے ملا دی جائیں یا یہ کہ اپنے عملوں سے ملا دی جائیں یا یہ کہ ایمانداروں کی جانیں حوروں کے اور کافروں کی جانیں شیاطین کے ساتھ ملا دی جائیں۔ (ص۷۰۴)

۱۴...... :تفسیر کشف الرحمٰن، اور جب لوگوں کو اپنے اپنے ہم مشربوں کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔ نفوس کے باہمی تزویج کے کوئی معنی کئے گئے ہیں۔ مثلاً مسلمانوں کو مسلمانوں کے ساتھ اور کافروں کو کافروں کے ساتھ یا ہر شخص کا جوڑا اس شخص سے لگا دیا جائے گا جس سے وہ دنیا میں محبت کرتا تھا یا یہ کہ ہر شخص اپنے ہم مذہب اور اپنی ملت کے ساتھ جوڑ دیا جائے گا۔ (ج دوم ص۹۴۰)

۱۵...... تفسیر ثنائی، مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری: جب ہر قسم کے نفوس اپنی امثال کے ساتھ ملا دیئے جائیں گے۔ ایک دوسرے کو پہچانیں گے۔ (ص ۷۰۸)

۱۶...... فوائد سلفیہ (برترجمہ نواب وحید الزمان خان صاحب): مطلب ہے کہ جنت میں نیکوں کو نیکوں کے ساتھ اور دوزخ میں بدوں کو بدوں کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔ (ص ۷۰۰)

۱۷...... تفہیم القرآن: یعنی انسان از سر نو اس طرح زندہ کئے جاویں گے جس طرح وہ دنیا میں مرنے سے پہلے جسم و روح کے ساتھ زندہ تھے۔ (ج ۶ ص ۲۶۴ مطبوعہ مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور)

۱۸...... تفسیر جلالین: ''قرنت باجسادھا'' (ص ۴۹۱)

۱۹...... تفسیر القمی (شیعہ): ''اما اھل الجنۃ فروجوا الخیرات و اما اھل النار فمع کل انسان منھم شیطان یعنی قرنت نفوس الکافرین والمنافقین بالشیاطین فھم قرناؤھم'' (ج ۲ ص ۴۰۷ مطبوعہ نجف اشرف عراق)

۲۰...... ترجمہ فرمان علی شیعہ: اور جس وقت روحیں (ہڈیوں سے) ملا دی جائیں گی۔ (ص ۷۰۴)

مماتیوں کا دعویٰ

مماتیوں کا دعویٰ ہے کہ قیامت کے دن ارواح کو اجساد میں لوٹا دیا جائے گا۔ لہٰذا برزخ میں اجساد کے ساتھ ارواح کا تعلق نہیں ہوتا۔ ''واذا النفوس زوجت'' میں اجساد کے ساتھ تعلق روح کی نفی مماتی مراد لیتے ہیں، یہاں سے اس کا قطعاً ثبوت نہیں اور نہ قرآن مجید کی کسی آیت سے کوئی محقق خان ثابت کر سکتا ہے۔ قارئین کرام! ہم نے اہل سنت کے متقدین و متاخرین مفسرین کرام سمیت بلا تفریق، دیوبندی، بریلوی، غیر مقلدین حتیٰ کہ شیعہ مذہب کے معتبر مفسرین کے حوالوں کا ذخیرہ پیش کر دیا ہے۔ مختلف اقوال کی صورت میں خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح انسان دنیا میں تھا بعینہٖ اسی طرح اس کو قیامت کے دن زندہ کیا جائے گا یعنی دنیا والی حیات ظاہری عطا کر دی جائے گی۔ برزخ کی حیات اخفیٰ کا نہ ہونا مراد نہیں۔ یعنی روح کا اس حد تک تعلق کہ (عذاب و ثواب) محسوس ہو سکے کی نفی مراد نہیں۔ یہ مماتیوں کی تفسیر بالرائے ہے۔ ہم نے دور حاضر کے معتزلہ کو گریبان سے پکڑ کر بیس مفسرین کی عدالت میں پیش کر دیا ہے۔ جہاں سے یہ مجرم ثابت ہو چکے ہیں۔ باقی سزا کیا کتنی اور کب ہوگی؟ این داستان فردا شب!

تیسری دلیل

''ان تدعوھم لا یسمعوا دعاؤکم ولو سمعوا مااستجابو الکم'' (فاطر: ۱۴) اگر تم پکارو سنیں نہیں پکار اور اگر سنیں پہنچیں نہیں تمہارے کام کو (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ) مؤلف المسلک المنصور نے یہ آیت اپنے اس دعوے پر پیش کی اہل قبور دنیا کے حالات اور دعا پکار فریاد سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں نہ تو دنیا والوں کے حالات کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی دعا پکار اور فریادیں سن سکتے ہیں۔ (ص ۳۲۷)

اہل قبور کا اہل دنیا کے حالات سے آگاہ ہونے نہ ہونے کا مسئلہ تو رہا اپنی جگہ پر۔ پیش کردہ آیت کا دعویٰ سے کوئی تعلق نہیں ''سوال از آسمان جواب از ریسمان'' سوال آسمان کے متعلق اور جواب رسی کے بارے میں یہ مماتیوں کا شیوہ ہے۔

اس آیت سے سماع موتی کی نفی یا اثبات نہیں ہوتا۔ مفتی اعظم

اس آیت کے تحت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں: ''یعنی یہ بت یا بعض انبیاء یا فرشتے جن کو تم خدا سمجھ کر پرستش کرتے ہو اگر ان کو مصیبت کے وقت پکارو گے تو اوّلاً یہ تمہاری بات سن ہی نہ سکیں گے۔ کیونکہ بتوں میں تو سننے کی صلاحیت ہے ہی نہیں۔ انبیاء اور فرشتوں میں اگرچہ صلاحیت ہے۔ مگر نہ وہ ہر جگہ موجود ہیں، نہ ہر ایک کے کلام کو سنتے ہیں، آگے فرمایا کہ اگر بالفرض وہ سن بھی لیں جیسے فرشتے اور انبیاء تو پھر بھی وہ تمہاری درخواست پوری نہ کریں گے۔ کیونکہ خود ان کو قدرت نہیں اور اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر اس سے کسی کی سفارش نہیں کر سکتے۔ سماع موتی کا مسئلہ جو پہلے گزر چکا ہے۔ اس آیت سے نہ اس کا اثبات ثابت ہوتا ہے اور نہ نفی۔ اس بحث کے دلائل دوسرے ہیں۔ (تفسیر معارف القرآن ج ۷ ص ۳۲۹)

۲...... تفسیر بے نظیر، مولانا حسین علیؒ: کفار انبیاء اور ملائکہ کو غائبانہ پکارتے ہیں۔ (ص ۳۸)

۳...... اگر تم ان کو پکارو بھی تو تمہارا پکارنا نہیں سنتے اس لئے کہ وہ جمادات و بے حس و حرکت ہیں۔ (ج ۶ ص ۱۲۸)

۴...... بلغۃ الحیران: غائبانہ پکار مراد ہے۔ (ص ۵۱ تا ۵۲)

۵...... جواہر القرآن: غائبانہ پکار مراد ہے۔ (ج ۲ ص ۹۷۲)

۶...... جلالین: ''وھم الاصنام'' (ص ۳۶۵)

۷...... ابن کثیرؒ: ''ای من الاصنام جماد لا ارواح فیھا'' (ج ۳ ص ۵۵۱)

۸...... جمل علی الجلالین: ''بانہ جماد لیس من شانہ اسماع'' (ج ۳ ص ۴۹۰)

۹...... روح المعانی: بت یا عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتے پکارنے والے سے دور ہیں۔ (ج ۲۲ ص ۱۸۲)

۱۰...... قرطبی: جمادات ہیں۔ (ج ۱۴ ص ۳۳۶)

۱۱...... فتح القدیر للشوکانیؒ: جمادات ہیں۔

۱۲...... بیضاوی: جمادات ہیں۔ (ج ۲ ص ۲۷۰)

۱۳...... تفہیم القرآن: مشرکین کے معبود کسی حقیر سے حقیر چیز کے بھی مالک نہیں۔ (ج ۴ ص ۲۲۶)

۱۴...... خزائن العرفان: کیونکہ جماد بے جان ہیں۔ (۵۲۴)

۱۵...... مظہری: اصنام مراد ہیں۔ (ص ۸، ۵۰)

۱۶...... خازن: ''ان تدعوھم ای الاصنام'' (ج ۴ ص ۳۰۰)

۱۷...... تفسیر بغوی: ''ان تدعوھم یعنی ان تدعوا الاصنام'' (ج ۴ ص ۴۰۰)

۱۸...... تفسیر قمی (مذہب شیعہ): ''ثم احتج علی عبدۃ الاصنام فقال ان تدعوھم لا یسمعوا دعاؤکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم الی قولہ بشر ککم'' (ج ۲ ص ۲۰۸)

مماتی ٹولے کا ایک سوال

''ھم'' ضمیر ذوی العقول کے لئے آتی ہے۔ لہٰذا انبیاء اور اولیاء مراد ہیں۔

جواب نمبر ۱: ''ھم'' ضمیر غیر ذوی العقول کے لئے بھی آ جاتی ہے۔

۱...... ''رأیتھم لی سجدین (الیوسف: ۴)''

۲...... ''بل فعلہ کبیر ھم ھذا فاسئلو ھم (الانبیاء: ۶۳)''

جواب نمبر ۲: علماء ومفسرین کے پیش نظر بھی ہم ضمیر موجود تھی اور وہ اس کے استعمال کو آپ سے زیادہ جانتے تھے مشہور ہے زبان خلق نقارہ خدا قرآن مجید کی تفسیر وتعبیر وہی معتبر ہے جو اسلاف سے چلی آ رہی ہے۔

معتزلہ کی چوتھی دلیل

''ومن اضلّ ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعاءھم غفلون''

(ترجمہ) اور اس سے زیادہ گمراہ کون جو پکارے اللہ کے سوائے ایسے کو کہ نہ پہنچے اس کی پکار کو دن قیامت تک اور ان کو خبر نہیں ان کے پکارنے کی۔ (احقاف: ۵)

اہل قبور کے سماع یا عدم سماع کے ساتھ اس آیت کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ بت مراد ہیں۔ ملاحظہ ہو:

۱...... تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ: ''ھم یعنی الاصنام (وکانوا) یعنی الاصنام'' (۳۱۲)

۲...... تفسیر عثمانی: یعنی اس سے بڑی حماقت اور گمراہی کیا ہوگی کہ خدا کو چھوڑ کر ایک ایسی بے جان یا بے اختیار مخلوق کو اپنی حاجت برآری کے لئے پکارا جائے جو اپنے مستقل اختیار سے کسی کی پکار کو نہیں پہنچ سکتی۔ بلکہ یہ بھی ضروری نہیں کہ ان کو پکارنے کی خبر بھی ہو۔ پتھر کی مورتوں کا تو کہنا ہی کیا۔ فرشتے اور پیغمبر بھی وہی بات سن سکتے ہیں اور وہی کام کر سکتے ہیں۔ جس کی اجازت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو۔ (ص ۶۶۷ حاشیہ نمبر ۵)

۳...... تفسیر معارف القرآن: یعنی اگر تمہارے پاس بت پرستی کی کوئی دلیل نقلی موجود ہے تو کسی آسمانی کتاب کو پیش کرو جس میں بت پرستی اور شرک کی اجازت دی گئی ہو۔ (ج ۷ ص ۷۹۳)

۴...... معارف القرآن کاندھلوی: بت پرستوں کے معبود بت ہوں یا مادہ پرستوں کے خیالی معبود۔ کوئی بھی ان میں سے ایسا نہیں کہ خود اس میں ادراک اور شعور ہو تو جب ان معبودان باطلہ میں خود ہی ادراک اور شعور نہیں تو اپنے عابدوں کی پکار کہاں سے سنیں گے؟ اور ان کی بات کیا پوری کریں گے۔ فرشتوں اور انبیاء کو خدا اور معبود بنانے والے بھی خود اپنی آواز نہ فرشتوں کو سنا سکتے ہیں نہ انبیاء کو۔ فرشتے اور انبیاء وہی سن سکیں گے جو خدا انہیں سنائے گا۔ (ج ۷ ص ۳۶۷)

۵...... تفسیر قمی (شیعہ مذہب): ''قال من عبدالشمس والقمر والکوکب والبھائم والشجر والحجر الخ'' (ج دوم ص ۲۹۶)

مماتیوں کے ممکنہ دھوکے سے خبردار

ممکن ہے مولانا ادریس کاندھلویؒ کی عبارت سے مماتی احباب دھوکہ دیں جیسا کہ ان کی عادت ہے۔ کج فہم ایسی حرکت سے باز رہیں۔ حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مولانا کاندھلویؒ کا عقیدہ وموقف بالکل عیاں ہے۔ سیرت المصطفیٰ ﷺ میں حیات نبوی کے عنوان سے باقاعدہ باب ہے۔ حوالہ جات گزشتہ سطور میں گزر چکے ہیں اور مکمل تفصیل کے لئے سیرۃ المصطفیٰ ﷺ کی طرف مراجعت فرمائیں۔

معتزلہ کی پانچویں دلیل

''وماانت بمسمع من فی القبور (الفاطر: ۲۲)'' برابر نہیں جیتے اور مردے، اللہ سنا تا ہے جس کو چاہے اور نہیں سنانے والا قبر میں پڑے ہوؤں کو۔ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

معتزلہ کی چھٹی دلیل

''فانک لاتسمع الموتی الخ'' ترجمہ: سوتو سنا نہیں سکتا مردوں کو۔ (الروم: ۵۳)

مؤلف المسلک المنصور کا ڈھکوسلہ

ان آیات کے تحت مماتی مؤلف صاحب رقم طراز ہیں: ''مذکورہ آیات کا معنی خیر القرون خصوصاً اصحاب رسول ﷺ سے یہی چلا آرہا ہے کہ مردے نہیں سنتے۔'' (المسلک المنصور ص ۳۲۹)

دونوں دلیلوں کا جواب

مؤلف المسلک المنصور نے یہ جھوٹ داغ کر نہ صرف اپنے بڑوں کی قبور کے بوجھ میں اضافہ کیا ہے بلکہ اصحاب رسول ﷺ اور اصحاب خیر القرون پر الزام لگا کر اپنی عاقبت برباد کی ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ کریں۔

۱...... تفسیر عثمانی: یعنی اللہ تعالیٰ چاہے تو مردوں کو بھی سنا دے یہ قدرت اوروں کو نہیں۔ اسی طرح سمجھ لو کہ پیغمبر کا کام خبر پہنچانا اور بھلے برے سے آگاہ کرنا ہے۔ کوئی مردہ دل کافر ان کی بات نہ سنے تو یہ ان کے بس کی بات نہیں۔ (ص ۵۸۳)

۲...... تفسیر معارف القرآن: ''من فی القبور'' سے مراد کفار ہیں۔ مردوں کے سنانے کی جونفی اس آیت میں کی گئی ہے اس سے مراد خالص اسماع نافع ہے۔ جس کی وجہ سے سننے والا باطل کو چھوڑ کر حق پر آجائے۔ اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ مسئلہ سماع موتی کا اس آیت سے کوئی تعلق نہیں۔ (ج ۷ ص ۳۳۴)

۳...... تفہیم القرآن: اللہ کی مشیت کی تو بات ہی دوسری ہے وہ چاہے تو پتھروں کو سماعت بخش دے۔ لیکن رسول کے بس کا یہ کام نہیں ہے کہ جن لوگوں کے سینے ضمیر کے مدفن بن چکے ہوں ان کے دلوں میں اپنی بات اتار سکے اور جو بات سننا ہی نہ چاہتے ہوں ان کے بہرے کانوں کو صدائے حق سنا سکے۔ (ج ۴ ص ۲۳۰)

۴...... انوار البیان: ''ماانت بمسمع من فی القبور ای الکفار'' (ص ۴۴۵)

۵...... جواہر القرآن: مولانا غلام اللہ خانؒ (سابق ٹیچر اسلامیہ ہائی سکول راول پنڈی) ''ومایستوی الاحیاء و لاالاموات'' احیاء سے زندہ مومنین اور اموات یعنی مردے سے مراد کفار ہیں۔ (ص ۹۷۳)

مماتیوں سے دو سوالات

۱...... بدمذہب کہا کرتے ہیں کہ من ذوی العقول کے لئے آتا ہے تو پھر تسلیم کرلو کہ قبروں میں پڑے ہوئے عقل والے اور باشعور ہیں۔ کیونکہ ''من فی القبور'' آیا ہے۔

۲...... ''القبور'' سے زمین والی قبریں مراد ہیں یا علیین والی؟ اگر تو علیین والی قبریں مراد ہیں تو وہ پیغمبر کے بس

کی بات نہیں اگر زمین والی قبریں مراد ہیں اور یقیناً وہی مراد ہیں۔ آج قبر زمین پر کیسے آ گئی؟ کیونکہ زمین والی قبر کو تم مانتے نہیں اور اگر اس سے سنانا ہی مراد ہے تو پھر: "ان انت الا نذیر" کا معنی کیا ہو گا؟

"انک لا تسمع الموتٰی" کا جواب

۱...... بیضاوی: "انما شبھو باالموتی لعدم انتفاعھم لسماع مایتلی علیھم" (ج، ص ۱۸۳)

۲...... ابن کثیر: "ای تسمعھم شیئا ینفعھم فلذالک ھؤلاء" (ج ۳ ص ۴۷۴)

۳...... فتاویٰ ابن تیمیہ: "انک لا تسمع الموتی انما اراد بہ السماع المعتاد الذی ینفع صاحبہ" (ج ۴ ص ۲۹۸)

۴...... فتح الباری: "انک لا تسمع الموتی فقالوا امعناھا لا تسمع سماع ینفعھم" (ج ۳ ص ۳۰۰)

۵...... مرقات: "المراد من الموتی الکفار والنقی منصب علی نفی النفس لا علی مطلق السماع" (ج ۸ ص ۱۱)

۶...... تفسیر مظہری: "انک لا تسمع الموتی ای الکفار شبھم لعدم الانفاع" (ج ۷ ص ۱۳)

معتزلہ کی ساتویں دلیل

مؤلف المسلک المنصور نے عدم سماع موتی اور اجساد کے ساتھ ارواح کے عدم تعلق کے نام نہاد دعوے پر ایک یہ آیت بھی پیش کی ہے: "انما یستجیب الذین یسمعون والموتی یبعثھم اللہ ثم الیہ یرجعون" مانتے وہی ہیں جو سنتے ہیں اور مردوں کو زندہ کرے گا اللہ، پھر اس کی طرف لائے جائیں گے۔ (الانعام: ۳۶)

جواب: سماع کے دو معنی ہیں ایک ہے ظاہری کانوں سے سننا دوسرا ہے قبول کرنا۔ سماع کبھی قبولیت کا معنی میں آتا ہے اور عدم سماع عدم قبولیت کے معنی میں آتا ہے۔ اس کی امثلہ قرآن وحدیث میں بکثرت موجود ہیں۔

۱...... "اللھم انی اعوذبک من الاربع من علم لا ینفع ومن قلب لا یخشع ومن نفس لا تشبع ومن دعاء لا یسمع" (مشکوٰۃ شریف ص ۲۱۷)

۲...... "ارفع محمد وقل تسمع" (بخاری کتاب الرد علی الجہمیہ)

۳...... نیز: "ونطبع علی قلوبھم فھم لا یسمعون" (اعراف: ۱۰۰)

۴...... "قالوا سمعنا وھم لا یسمعون" (انفال ۲۱) وغیرہم

تفسیر قرطبی میں ہے: "والموتی یبعثھم اللہ وھم الکفار" (ج ۶ ص ۴۱۸) اور تفسیر مظہری میں ہے: "والموتی یعنی الکافر" الخ! (ج ۳ ص ۲۶۱)

قابل غور بات

منکرین حیات النبی ﷺ بلاوجہ فساد مچا رہے ہیں۔ اپنے بے سروپا نظریئے پر جتنی آیات قرآنی پیش کرتے ہیں وہ سب کی سب ان کے خلاف جاتی ہیں، اکابر دیوبند عرصہ پچاس سال سے ان دلائل کا رد کرتے اور ان بھٹکے ہوئے دوستوں کو سمجھاتے چلے آ رہے ہیں۔ مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ دنیا، برزخ اور محشر کی حیات کے

متعلق کئی بار اور ہزاروں صفحات پر بحث اور توضیح وتشریح ہو چکی ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں انسان ازلی تو نہیں مگر ابدی ضرور ہے۔ کیا مطلب کہ قبل از پیدائش کچھ بھی نہ تھا مگر پیدائش کے بعد یہ عالم دنیا پھر عالم برزخ اور پھر عالم محشر تک سفر کرتا چلا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ قبر کی زندگی دنیاوی حیات کا تتمہ ہے اور اخروی حیات کا مقدمہ ہے۔ جس طرح کسی سے اس کی عمر پوچھی جائے تو وہ والدہ کے پیٹ والی زندگی کو شمار نہیں کرتا کیونکہ وہ مقدمہ زندگی ہے۔

مؤلف المسلک المنصور کا آخری کارتوس

مماتی مؤلف صاحب نے اپنی کتاب کا اختتام ثانی (چونکہ اختتام اوّل تو پہلے ہو چکا ہے) ان الفاظ پر کرتے ہیں: ''اگر فرصت ملی تو ان شاء اللہ فریق مخالف کی تحریفات پر مستقل ایک کتاب لکھی جائے گی۔'' (المسلک المنصور ص ۳۴۳)

جواب: مؤلف صاحب! اہل حق پر تبرّا خوب کیجئے۔ اجماع امت کے خلاف مسائل ایجاد کیجئے۔ دیوبندی کہلوا کر اکابرین دیوبند کے خلاف زہر اگلیے۔ مگر برائی کا ارادہ کرنے سے قبل ''ان شاء اللہ'' نہیں کہا کرتے۔ یہ ہمارا آپ کو مشورہ ہے۔ باقی رہ گیا کتابیں لکھنا، ضرور لکھیں اور ترکی بہ ترکی نقد جواب وصول کریں۔ (ان شاء اللہ العزیز) اگر آپ جھوٹ پر مبنی کتابیں لکھ کر شیطان کو واہ واہ کہنے کا حوصلہ رکھتے ہیں تو ہم بھی حق وصداقت کا پرچار کر کے اپنے رب رحمان کو خوش کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔

حرف آخر

برادران اہل سنت والجماعت! اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ ہم نے منکرین حیات النبی ﷺ کی کتاب المسلک المنصور کا جواب دے دیا ہے۔ مماتیت دور حاضر کا فتنہ عظیم ہے۔ اگر ان شاطر اور چالباز لوگوں کو بے مہار چھوڑ دیا گیا تو پوری دیوبندیت خارجیت، ناصبیت اور مماتیت کی بھینٹ چڑھ جائے گی۔ علماء کرام کی خدمت میں دست بستہ التماس ہے کہ خدارا قوم کے حال پر رحم کیجئے اور پوری قوت وخلوص کے ساتھ دیکھنا، لینا، پکڑنا، دوڑنا اور جانے نہ پائے'' کی اجتماعی آواز کے ساتھ اس فتنے کا قلع قمع کر دیں۔ حق والوں کو من جانب اللہ ضرور فتح ونصرت نصیب ہوگی۔ ہم نے اپنی بساط کے مطابق ''ملحدین کے شرور سے مسلمانوں کو'' بچانے کے لئے اکابرین کا مسلک پیش کر دیا۔ (الحمد للہ ثم الحمد للہ) اور ہمارا اعلان ہے۔

ان عادت العقرب عدنا لها وكانت النعل لها حاضره

اگر بچھو دوبارہ لوٹا تو ہمارا جوتا بھی حاضر ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عصر حاضر کے تمام فتنوں سے محفوظ فرمائے اور ہم سب کو ''ما انا علیہ واصحابی'' کے نشان نجات کا مستحق بنائے۔

آمین بحرمۃ نبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم!

فقط والسلام

غلام آستانہ مشائخ دیوبند

حافظ عبدالجبار سلفی حنفی

خطیب جامع مسجد ختم نبوت کھاڑک ملتان روڈ لاہور

مؤرخہ ۱۷/اگست ۲۰۰۶ء بروز جمعرات بوقت بعد از نماز مغرب

تنبیہ الناس

علٰی

شرّ الوسواس الخنّاس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

مظہر شریعت وطریقت، وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسینؒ
خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے نام جن کی نگاہ فیض نے میرے اندر فتنوں کے
تعاقب کا جذبہ پیدا کیا۔ خاکپائے اکابرین دیوبند
عبدالجبار سلفی

صریر خامہ

الحمدللہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین
وعلی آلہ واصحابہ واہل بیتہ اجمعین!

حمد بے حد اس خدائے حکیم وعلیم کو زیبا ہے جس نے انسان ضعیف البنیان کو اپنی ساری مخلوقات پر شرف عطا فرمایا ہے اور زیور علم وحکمت سے اس کو زینت بخشی۔ انبیاء علیہم السلام سے سلسلہ ہدایت جاری فرمایا اور فخر موجودات منبع فیوضات جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر سلسلہ نبوت ورسالت کا اختتام فرمایا اور دین متین کی ترویج کے لئے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے مقدس طبقے کا انتخاب فرمایا اور پھر آپ وحی میں ڈھلی ہوئی زبان نے ''ما انا علیہ واصحابی'' کا فرمان عالیشان جاری کر کے اہلسنت والجماعت کو نشان نجات عطا فرمایا۔ دنیا میں کوئی تحریک شہرت عام کی فضا میں اس وقت تک پرواز نہیں کر سکتی اور بقائے دوام کی سند اسے نہیں مل سکتی جب تک محرک کے معاون اور مددگار کچھ ایسے لوگ نہ ہوں جنہوں نے حقیقی تحریک کی گہرائیوں تک اپنی نظر عمیق کو نہ پہنچایا ہو اور اس کے تمام پہلوؤں کو الٹ پلٹ کر اس کی ہر تہہ میں اپنے ایمان کو اس طرح رچا بسا نہ دیا ہو کہ مخالف ہوا کا زبردست سے زبردست جھونکا بھی اس کی گرفت کو ڈھیلا نہ کر سکے۔ حضور ﷺ کی بعثت ایک ایسی قوم اور معاشرے میں ہوئی جو جہالت کے پہاڑ اپنے سر پر اٹھائے ہوئے تھی۔ جس قوم کے ہر فرد سے کفر وشرک کا پسینہ پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا تھا۔

صدیاں بیت گئیں تھیں کہ علم کی روشنی میں ان کی آنکھیں کھلی ہی نہ تھیں۔ ایک گھٹا ٹوپ اندھیرے نے ان کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ ان کا رشتہ اخلاص وایمان، معبود حقیقی سے قطع ہو کر پتھر کی چھوٹی بڑی مورتیوں سے وابستہ ہو گیا تھا۔ دماغی صلاحیتوں پر اوس پڑ چکی تھی اور جذبات کے شیاطین ان کی زندگیوں پر حاکم بن بیٹھے تھے۔ ایسی نکمی دھات کو سونا بنانا، جہالت کے غاروں میں پھنسے ہوؤں کو علمی اسٹیج مہیا کرنا اور ابلیسی پیکروں میں روح ایمانی پھونکنا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کو آغاز ہی میں ایک ایسے جوان مرد جتھے کی ضرورت محسوس ہوئی جو اسلام کی مقدس تحریک کے بازوؤں میں وہ طاقت بھر دیں کہ ہر محاذ پر کامیابی وکامرانی ان کا مقدر ہو۔ چنانچہ حضور ﷺ کی معاونت کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشن کو پھیلانے کے لئے ہر دور میں اللہ کریم نے مخلص رجال کو پیدا فرمایا۔ علماء وفقہاء کا ایک جم غفیر پرچم دین بلند کرتا ہوا میدان میں آیا، جنہوں نے اپنے زہد وتقویٰ کی بنیاد پر علم وفضل کے وہ چراغ جلائے کہ ان کی بلند نظری اور معنی آفرینی کے سامنے حکماء ومتکلمین کی ذہنی رسائیاں ٹھٹھک کر رہ جاتی ہیں اور نکتہ رس طبیعتوں کو عجز ونارسائی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

اسلاف امت کے احسانات

وہ بزرگ ہمارے عظیم ترین شکریئے کے مستحق ہیں جو اپنی عمریں ترویج دین اور حمائیت دین وملت میں صرف کرتے ہیں۔علوم معارف،حقائق اور دقائق مدون فرماتے ہیں۔تحقیق وتدقیق کے آسمانوں پر نجوم ہدایت بن کر چمکتے ہیں اور غوایت وضلالت کی تاریکیوں کو ایمان ویقین کے نور سے زائل کرتے ہیں۔زمانے کا رخ دیکھ کر مختلف زمانوں میں تالیف وتصانیف کا بارگراں اپنے سر پر اٹھاتے ہیں تاکہ ہدایت کا فائدہ عام وتام ہو اور ایمان کی گراں قیمت جنس کی خریداری مایہ دار وکم مایہ پر آسان ہو۔اللہ تعالیٰ بزرگان اہل سنت والجماعت کی خدمات جلیلہ کو ان کی بلندی درجات کا ذریعہ بنائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین!

وجہ تالیف کتاب ہذا

اکابرین اہل سنت والجماعت سب کے سب اس کعبہ حقیقت کا اعتراف کرتے نظر آتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ برزخ میں حیات عطا فرماتے ہیں۔حضور ﷺ بھی اپنے روضہ اطہر میں روح مع الجسد کے تشریف فرما ہیں اور اسی تعلق روح کی وجہ آپ ﷺ امت کی جانب سے روضہ اطہر پر پڑھے جانے والے صلوٰۃ وسلام کو ساعت فرماتے ہیں اور جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں۔اہل سنت والجماعت کے مذاہب اربعہ (حنفی،شافعی،مالکی،حنبلی) میں یہ مسئلہ اتفاقی رہا ہے اور اسی اتفاقی واجماعی مسئلہ پر مشائخ دیوبند مضبوطی سے قائم ودائم رہے۔حتی کہ ۱۹۵۸ء میں مولانا عنایت اللہ شاہ بخاری نے اجماع امت کے ساتھ بے جگری سے ٹکراتے ہوئے اعلان فرمایا کہ:

''حضور ﷺ کو قبر اطہر میں حیات حاصل نہیں ہے اور مزید کہ یہ عقیدہ شرکیہ ہے۔''(العیاذ باللہ) علماء اہلسنت نے شاہ صاحب کے اس اختراع کے خلاف آواز بلند کی۔تحریراً اور تقریراً اس فتنے کا سدباب کیا اور اس ضمن میں علماء اہل سنت کی خدمات سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔

منکرین حیات النبی ﷺ کی جانب سے ایک کتاب المسلک المنصور شائع ہوئی۔ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ اس کا جواب ''تعویذ المسلمین عن شرور المفسدین'' کے نام سے دیا۔مماتی جماعت کے مؤلف کی غلط بیانیوں کو طشت از بام کیا گیا اور نہایت مثبت انداز میں مسئلہ حیات النبی ﷺ کو واضح کیا گیا۔کتاب جہاں جہاں پہنچی اہل علم نے بے حد پسند فرمایا۔بذریعہ خطوط تحسین وآفرین کی۔دریں حالات قصر مماتیت میں زبردست بھونچال کا آنا یقینی تھا۔چنانچہ صاحب المسلک المنصور مولوی خضر حیات صاحب نے جواب الجواب میں ایک کتاب ''الفتح المبین'' شائع کی اور یہ کتاب اپنے نام سے نہیں بلکہ کسی اور کے نام سے شائع کروا کر اپنی شکست اور بزدلی کا اعتراف کیا۔پھر بھی ہمیں خوشی ہوئی کہ فریقین کی کتابوں کا تقابلی مطالعہ عوام کریں گے تو شاید افہام وتفہیم کی راہیں کھلنے میں مدد ملے گی۔مگر صد افسوس کہ جب ''الفتح المبین'' ہمیں موصول ہوئی تو اس میں علم وتحقیق نام کی کوئی چیز نہ تھی۔

البتہ مؤلف کتاب نے ہر ہر صفحے پر گالیوں کا ایسا ذخیرہ جمع کر دیا ہے کہ اب بے حیاء بے ضمیر،جگت باز اور سطحی قسم کے لوگوں کو احساس تشنگی نہیں رہے گا۔ہم ان گالیوں کو جواب دینے سے عاجز وقاصر ہیں۔الحمدللہ! کتاب تعویذ المسلمین جس کے گوہر آبدار علم وادب کے دامن کو زرنگاہ بنائے ہوئے ہیں اور اپنی چمک دمک سے جوہر

شناسوں کو محو حیرت کئے ہوئے ہیں۔ ارباب علم ودانش دونوں کتابوں کا مطالعہ کر کے "کل اناء بما یترشح فیه" کے تحت خود فیصلہ فرمالیں گے۔

صاحب مکائد نے جو زبان المسلک المنصور میں استعمال کی ہے۔ اس سے کئی گنا بڑھ کر گھٹیا زبان الفتح المبین فی کشف مکائد الکاذبین میں استعمال کی ہے۔ کتاب میں موجود تمام گالیوں کو ہم بلا تبصرہ یہاں درج کریں گے تا کہ منکرین حیات النبی ﷺ کی اخلاقی حالت کی ایک جھلک سامنے آسکے۔ یقین جانئے کتاب الفتح المبین مغلظات کا پلندہ ہے اور بس! بودے طرز استدلال، لچر مضامین، رکیک ایرادات، بھونڈے اعتراضات، بے بنیاد اشکالات نیز انتہائی بے ربط اور بھدی عبارات کی وجہ سے درخور اعتناء نہ سمجھی گئی۔ لیکن بعد ازاں اکابر علماء کے حکم پر ہمیں اشہب قلم کو جولانی دینا پڑی۔

ان شاء اللہ یہ حق کا تازیانہ عبرت ہے۔ جس کے درد کی شدت سے منکرین کو یوم القرار تک قرار نہ آوے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر گامزن رکھے اور کتاب وسنت کا علم فہم اسلاف کے مطابق نصیب فرمائے۔ آمین!

سر ور و نور وجد و حال ہوجائے گا سب پیدا مگر لازم ہے کہ ہو پہلے ترے دل میں طلب پیدا
نہ گھبرا کفر کی ظلمت سے اسے نور کے طالب وہی پیدا کرے گا دن بھی، کی ہے جس نے شب پیدا

خاکپائے اہل سنت والجماعت (اکابر دیوبند)
محمد عبدالجبار سلفی
خطیب جامع مسجد ختم نبوت کھاڑک ملتان روڈ لاہور

الفتح المبین پر مولانا عبدالسلام صاحب کی ناپسندیدگی

کسی بھی کتاب کی علمی حیثیت جاننے کے لئے وقت کے محقق اور بزرگ علماء کرام کی آراء کو دیکھا جاتا ہے۔ تعویذ المسلمین کو علماء کرام نے کیسا پایا۔ اس پر ہم صرف چند ایک جھلکیاں دکھائیں گے۔ لیکن اس سے قبل منکرین حیات النبی ﷺ کی کتاب المسلک المنصور پر شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحب کا ایک مکتوب پڑھیں۔ یہ مکتوب المسلک المنصور اور الفتح المبین کے مؤلف مولوی خضر حیات کے نام ہے۔ مولوی صاحب نے اپنی کتاب کا نام "موت کا پیغام غالی مولویوں کے نام" رکھا تھا جو بعد میں بدل دیا گیا۔

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ!

محترم المقام فاضل عزیز جناب مولانا خضر حیات صاحب زید مجدکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی کتاب "موت کا پیغام غالی مولویوں کے نام" چیدہ چیدہ مقامات دیکھے۔ آپ نے بڑی محنت کی ہے۔ آپ کی کتاب جس کا ردعمل ہے دلپذیر وہ ہم نے نہ سنی ہے نہ دیکھی ہے۔ واللہ اعلم! اس کا لہجہ کیسا ہے۔ اس کتاب کے متعلق چند گزارشات عرض ہیں۔

۱...... اس کے انتساب میں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد صابر صاحب کا نام آپ نکال دیں۔

۲...... جس قدر مشترک پر ۱۹۶۲ء میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ، شیخ الحدیث مولانا قاضی نور محمدؒ اور مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے بھی دستخط فرمائے اور شیخ الحدیث

والتفسیر حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ نے اس کی تائید فرمائی۔ یہ فیصلہ ہزاروں عوام کے سامنے پیش کیا گیا۔ تا کہ عوام کو انتشار سے بچانے کے لئے یہ قدر مشترک بیان کیا جائے۔

۳...... دوبارہ یہ فیصلہ تمبر ۱۹۶۲ء تعلیم القرآن میں اس کے بارے میں یہ وضاحت کی گئی کہ یہ قدر مشترک بحال ہے۔ البتہ حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحبؒ پر پابندی کالعدم ہے۔

۴...... اس فیصلہ میں جہاں حضرت شاہ صاحبؒ کو حامی سنت ناشر دیوبندیت کہا گیا۔ وہاں یہ بھی لکھا گیا کہ وہ مؤوّل ہیں۔ گو ان کی تاویل بمقابلہ جمہور اور دستخط کنندان کے نزدیک قبول نہیں ہے۔ آپ نے یہ الفاظ اس کتاب میں ذکر نہیں کئے ہیں۔

۵...... اس وقت حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ یہ فرما سکتے تھے کہ المہند پر دستخط کرو لیکن قاری محمد طیبؒ نے اپنے مقام کے مطابق اس پر اصرار نہ فرمایا اور اس قدر مشترک میں فرمایا کہ وفات کے بعد نبی پاک ﷺ کے روح مبارک کو برزخ یعنی قبر شریف میں بتعلق روح حیات حاصل ہے۔ جس سے وہ عندالقبر صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔ اس میں انہوں نے وفات اور روح مبارک کا اعلیٰ علیین میں ہونا بیان فرما کر تعلق اور عندالقبر سلام کا سننا واضح فرمایا ہے۔

۶...... شیخ الحدیث والتفسیر مولانا قاضی شمس الدینؒ اپنی کتاب (مسالک العلماء ص ۲۴۸) پر لکھتے ہیں کہ ہم انبیاء کے اجساد کے ساتھ تعلق کے بھی قائل ہیں۔ جس کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ ایمان کے لئے یہی کافی ہے کہ انبیاء کی حیات کو تسلیم کیا جائے۔ جس کی کیفیت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

۷...... تفسیر جواہر القرآن میں بھی یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی غیر معلوم الکیفیت تعلق کو مان لے تو وہ قابل ملامت نہیں ہے۔ (ج اول ص ۱۹۴) آپ نے عندالقبر کی بحث بھی چھیڑی ہے۔ اس کے متعلق حضرت قاضی شمس الدین صاحب لکھتے ہیں کہ ہم سماع عندالقبر النبی ﷺ کے قائل ہی نہیں بلکہ اسے قرب الی الاجابت سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت گنگوہیؒ نے لکھا ہے۔ لیکن یہ سماع روحانی ہے۔ جیسا کہ حضرت مدنیؒ نے لکھا ہے (مسالک العلماء ص ۲۴۷) حضرت مدنیؒ نے سماع روحانی لکھا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۵۳) حضرت شیخ القرآنؒ کی تفسیر جواہر القرآن کے معاون خصوصی حضرت مولانا سجاد بخاریؒ لکھتے ہیں کہ ہم حفظ اجساد انبیاء کے ساتھ جس طرح کتاب اور سنت اور ارشادات سلف سے معلوم ہوتا ہے اسی طرح سماع انبیاء کے بھی قائل ہیں۔ (اقامۃ البرہان ص ۲۳۵)

نیز لکھتے ہیں کہ: ''ان عبارتوں سے علامہ ابن قیمؒ کا مسلک روز روشن سے بھی روشن ہے کہ رسول ﷺ کی روح طیبہ اعلیٰ علیین میں ہے اور کسی وقت بھی اس سے جدا نہیں ہوتی اور اس کے باوجود اس کو قبر اور بدن سے اتصال ہے اور جب کوئی زائر آپ ﷺ کی قبر پر سلام کہتا ہے تو روح اعلیٰ علیین میں رہنے کے باوجود اپنی شان انبساط یا سرعت انتقال سے اس کا سلام سنتی اور جواب دیتی ہے۔'' (ص ۱۹۲، ۸۴، ۱۹۵) پر موجود ہے۔ نیز حضرت سجاد بخاریؒ، حضرت مفتی کفایت اللہؒ کا ایک جواب نقل فرماتے ہیں۔ (الجواب) ''انبیاء زندہ ہوتے ہیں۔ یعنی ان کو ایک برزخی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ ان کی قبر مطہر کے قریب کھڑے ہو کر ان کو سلام کرنا جائز ہے۔ انبیاء کے سوا اور کسی ولی کی قبر پر سلام کرنا اور یہ سمجھنا کہ وہ سنتے ہیں درست نہیں ہے۔''

اب آپ ان روحانی سماع عندالقبر کے قائلین حضرت قاضی صاحبؒ، حضرت سجاد بخاریؒ سے بھی عندالقبر کی پیمائش کا سوال کریں گے؟

۸...... ابھی گجرات ۳۱/دسمبر ۲۰۰۵ء اشاعۃ التوحید کے اجلاس میں حضرت شیخ الحدیث مولانا قاضی عصمت اللہ صاحب نے فرمایا کہ جمہور سماع عندالقبر کے قائل ہیں اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے والد صاحب اور حضرت قاضی شمس الدین صاحبؒ بھی قائل ہیں۔ اب یہاں عندالقبر کی کیا وضاحت ہے؟ رہا عام سماع اموات تو اس کے بارے میں اشاعۃ التوحید کے علاوہ بزرگوں کے قول یہ ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ لکھتے ہیں کہ ہر وقت تو نہیں سنتے ہاں جب اللہ تعالیٰ سنانا چاہے تو سنتے ہیں۔ (تقریر بخاری ج ۴ ص ۴۷) حکیم الامت حضرت اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں کہ البتہ عوام کا ایسا اعتقاد کہ اس کو حاضر ناظر متصرف سمجھے۔ یہ صریح ضلالت ہے اگر اس کی اصلاح بدون انکار کے نہ ہو سکے تو انکار سماع واجب ہے۔ (التکشف)

۹...... قبر میں قائلین حیات محققین، کامل زندگی اور دنیوی زندگی نہیں مانتے اور "انک میت" اور "موتی" والی تمام آیات کو مانتے ہیں وہ قبر میں جسم میں "نوع من الحیات" مانتے ہیں۔ جیسے (تسکین الصدور ص ۳۸) پر ہے اور وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ تعلق ہونے کے باوجود کوئی دوسرا شخص اس زندگی کو دیکھنا چاہے تو اس کے لئے وہ بالکل محسوس نہیں ہو سکتی ہے۔ اس کو انبیاء کے اجساد مبارکہ ساکن ہی نظر آئیں گے۔ نیز لکھتے ہیں کہ بالفرض قبر مبارک کھل جائے تو لوگ ان کو اس طرح بے حس وحرکت دیکھیں گے۔ (تسکین الصدور) اور حضرت سجاد بخاریؒ بھی لکھتے ہی کہ اس تعلق اتصال سے بدن میں صفت حیات پیدا نہیں ہوتی۔ (اقامۃ البرہان ص ۱۹۲) اب اس اختلاف میں مولانا سرفراز خان صاحب صفدر تعلق مانتے ہیں اور دیکھنے میں جسم مبارک کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بے حس وحرکت نظر آئے گا اور حضرت سجاد بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس تعلق سے بدن میں صفت حیات پیدا نہیں ہوتی۔ کیا اس نفی اثبات میں کوئی تطبیق ہو سکتی ہے؟

۱۰...... آپ نے اس کتاب میں انتہائی محنت اور عرق ریزی کے باوجود لب ولہجہ مقررین والا اختیار کیا ہے۔ آپ جانتے "اللفظ اذا تلفظ فتلاش" اگرچہ آج ٹیپ ریکارڈ نے یہ بات ختم کر دی ہے۔ تحریر میں لب ولہجہ صبر اور مہذبانہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ تحریر باقی رہتی ہے۔ حیات فی القبر کے اختلاف کو ۱۹۶۲ء میں پانچوں اکابرؒ نے اسی لئے قدر مشترک پر ختم کیا تھا تاکہ یہ نزاع مزید نہ بڑھے۔

۱۱...... میں اور حضرت مولانا محمد صابرؒ دریا میں حضرت شیخ القرآنؒ کی نظر بندی میں زیادہ قریب رہے حضرت شیخ القرآنؒ حضرت شاہ صاحب کے اس مسئلے میں تشدد پر ناراض ہوتے تھے۔ ۱۹۸۰ء میں شیخ القرآنؒ کی وفات کے بعد اشاعۃ التوحید کا ہر اجلاس سماع موتی کی تکفیر پر جھگڑے کی نذر ہوتا تھا۔ ابھی مارچ ۲۰۰۶ء میں تعلیم القرآن کے اجلاس میں حضرت قاضی عصمت اللہ صاحب نے مزید فرمایا کہ سماع موتی پر تکفیر کا فیصلہ حضرت شاہ صاحب سے علامہ احمد سعید خان نے کرایا ہے۔ جماعت کا فیصلہ ملتان والا ہے۔

۱۲...... ملتان کے فیصلہ میں سماع عندالقبر کو اہل سنت کا عقیدہ بتایا گیا ہے۔ جب یہ عقیدہ بھی اہل سنت کا ہے تو اس میں اشاعۃ التوحید کے مبلغین تمام اصولی اختلاف کو چھوڑ کر کیوں اتنی توانائیاں آپس میں ضائع کر رہے ہیں۔

۱۳...... آپ کو یہ مشورہ ہے کہ کتاب کا یہ نام جس سے انتہائی غیض وغضب ظاہر ہوتا ہے بدل کر کوئی اور نام رکھ دیں۔ اس طرح بعض مقامات جس کی نشان دہی مولوی محمد ادریس نے اپنے مکتوبات میں کی ہے۔ ان عبارات پر بھی

نظر ثانی کر لیں۔ یقیناً دلپذیر کتاب کا لہجہ سخت ہوگا اور آپ کی کتاب اس کا رد عمل ہے۔ لیکن پھر بھی ادفع بالتی ھی احسن پر عمل چاہئے۔ میں پھر کہتا ہوں کاش! آپ اتنی محنت اس مسئلے کے بجائے کسی اصولی دشمن کے خلاف کرتے۔

۱۴...... حقیقت کی علامات میں سے ایک "العراء علی القرینۃ والتوادر الی الفھم" ہے۔ قبر پورے قرآن میں اس کا متبادر المفہوم یہ شرعی قبر ہے۔ جیسے "واذا القبور بعثرت" اور اگر قبر سے مراد یہی گڑھا داخل نہیں ہے تو "وما انت بمسمع من فی القبور" سے عدم سماع پر کیسے استدلال کیا جاسکتا ہے۔ احادیث میں اس قبر کو قبر کہا گیا ہے اور علم عقائد کی کتابوں میں غریق فی الماء طریق کے لئے بھی عذاب قبر مانا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھیں۔

(فیض الباری ج ۱ ص ۱۹۵، شامی ج ۲ ص ۲۸، ہدایہ ج ۲ ص ۴۸۲، شرح عقائد نسفیان)

۱۵...... تفسیر جواہر القرآن میں لکھا ہے کہ سماع موتی کا مسئلہ تکفیر، تفسیق، تضلیل کا نہیں ہے۔

۱۶...... میں پھر آخر میں کہتا ہوں کہ آپ اس کتاب کا انتساب تینوں مرحومینؒ اکابرین کی طرف نہ کریں۔ یعنی حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ، شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد حسین نیلویؒ، شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد صابرؒ ورنہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد صابر صاحب کا نام حذف کر دیں۔ کیونکہ اس مرد درویش نے زندگی میں کسی کو برا نہیں کہا ہے۔ اس لئے اب بھی انہیں کوئی برا نہ کہے۔

مدرسہ کے تمام اساتذہ کرام اور مولانا نور محمد صاحب کو سلام

فقط والسلام! طالب دعا: عبد السلام خادم جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو

۲۴ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ، ۲۳ مئی ۲۰۰۶ء

خلاصہ مکتوب

مولانا عبد السلام صاحب کے خط کا خلاصہ یہ ہے:

۱...... اس کے انتساب سے شیخ الحدیث مولانا محمد صابر صاحبؒ کا نام خارج کر دیں۔ (یعنی کتاب اس قابل قطعاً نہیں کہ ایک عالم دین کی طرف اس کا انتساب کیا جائے)۔

۲...... حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ نے جو فیصلہ فرمایا تھا عوام الناس کے سامنے اسی کو بیان کیا جائے۔

۳...... ایمان کے لئے یہی کافی ہے کہ انبیاء کی حیات کو تسلیم کیا جائے۔

۴...... تحریر میں لب ولہجہ مہذبانہ نہیں ہے۔ (اور اب الفتح المبین میں بالکل بازاری زبان ہے)

۵...... اشاعت التوحید کا ہر اجلاس سماع موتی کی تکفیر پر جھگڑے کی نذر رہتا ہے۔

۶...... کتاب کے نام میں غیظ وغضب ہے، بدل دیں۔

۷...... "وما انت بمسمع من فی القبور" سے عدم سماع پر کیسے استدلال کیا جاسکتا ہے۔ احادیث میں اسی قبر کو قبر کہا گیا ہے اور علم عقائد کی کتابوں میں غریق فی الماء طریق کے لئے بھی عذاب قبر مانا گیا ہے۔ وغیرہم

قارئین کرام! المسلک المنصور کے جواب میں ہم نے "تعویذ المسلمین عن شرور المفسدین" لکھی تو پورے ملک سے اہل علم نے بذریعہ خطوط وبالشافہ خوشی کا اظہار فرمایا۔ ہمارا ارادہ ہے کہ عنقریب تائیدی تبصرے کے عنوان سے ہم مستقل کتابچہ تحریر کریں گے۔ مشتے نمونہ از خروارے ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب

مولانا عبدالجبار سلفی نے اپنی کتاب ''تعویذ المسلمین'' میں اسی مسئلہ (حیات النبی ﷺ) کی دلائل کے ساتھ وضاحت کی ہے۔ چونکہ یہ کتاب ایک صاحب کی تصنیف کے جواب میں ہے اور اسلوب مناظرانہ ہے اس لئے زبان ولہجہ بھی اسی کے موافق ہے۔ الخ!

مولانا عبدالرؤف چشتی صاحب

(اپنے ایک طویل مکتوب میں لکھتے ہیں) ''تعویذ المسلمین'' اگرچہ المسلک المنصور نامی کتاب کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ لیکن میں اسے مسئلہ حیات النبی ﷺ کے مقدس عنوان پر بلا مبالغہ ایک عام فہم شاہکار تصنیف قرار دیتے ہوئے مولانا سلفی کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے یہ کتاب لکھ کر حضرت قاضی صاحبؒ کے شاگرد ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ تعویذ المسلمین مولانا سلفی کی زبردست تصنیف ہے۔ قابل مطالعہ، معلومات افزاء مواد اور انتہائی دلچسپ کتاب ہے۔ اس کتاب میں نہ صرف المسلک المنصور کے جوابات دیئے ہیں بلکہ ساتھ ساتھ اپنے مسلک کا زبردست مدلل دفاع بھی کیا ہے۔ الخ!

اس کے علاوہ ماہنامہ نصرت العلوم گوجرانوالہ اور ماہنامہ نور بصیرت بہاول پور میں جاندار تبصرے شائع ہوئے۔ اب ہر سلیم الفطرت انسان خود فیصلہ کرے گا کہ المسلک المنصور کی حیثیت کیا ہے اور تعویذ المسلمین کی علمی حیثیت کیا ہے؟ بازاری وسوقیانہ لہجہ کس کا ہے اور ادیبانہ ومہذبانہ کس کا؟ معتزلی مؤلف کی اصل حقیقت تو المسلک المنصور سے ہی واضح تھی بہر حال رہی سہی کسر الفتح المبین سے پوری ہوگئی ہے۔

مولانا عبدالسلام کا رجوع الی الحق

مدرسہ اشاعت القرآن حضرو ضلع اٹک کے شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحب پہلے اشاعۃ التوحید والوں کی سرپرستی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن اب انہوں نے علاقہ چھچھ کے ۸۴ علماء کرام سمیت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ کے ۱۹۶۲ء والے فیصلے کو تسلیم کرلیا ہے اور اس سلسلہ میں باقاعدہ رسالہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ یہ ہے کتاب المسلک المنصور کی مقبولیت کا حشر کہ خود مؤلف کے سابق بزرگ نالاں ہیں اور منکرین حیات النبی ﷺ ہیں کہ بغل میں دبا کر ناچتے پھر رہے ہیں کہ ہم نے میدان فتح کرلیا۔

مماتی تہذیب کی ایک جھلک

۱...... تلاش بسیار کے بعد غالیوں کی فریاد حلہ گنگ سے ٹمن، ٹمن سے کہروڑ پکا، کہروڑ پکا سے اوکاڑہ اور اوکاڑہ سے ہوتی ہوئی ہیرا منڈی لاہور کے ایک ہیرو کے کانوں سے جا ٹکرائی۔ جس میں غالی صاحبان کی مطلوبہ صفات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ آخر موصوف کی رہائش لاہور میں ہے اور مشہور ہے کہ لاہور لاہور ہے۔ (الفتح المبین ص ۱۳)

۲...... صاحب شرور لاہوری نے ڈھٹائی، ہٹ دھرمی، خرد ماغی، تحریف وتلبیسات، ضد وعناد، تعصب، بددیانتی، قطع وبرید میں غالیوں کی ہم جنسی کا پورا ثبوت دیا ہے۔ (ص ۱۳، ۱۴)

۳...... صاحب شرور الموسوم عبدالجبار سلفی بالکل ہی جاہل نومولود محقق ہے۔ صاحب شرور نے کتاب شرور کے نام سے لے کر اختتام تک اپنی جہالت حماقت اور چھوکرے پن کا خوب اظہار فرمایا ہے۔ (ص ۱۵)

۴...... جو کچھ ناقابل ذکر بدتہذیبی اور گالم گلوچ تھے وہ ہم نے ماسٹر اد کاڑوی کی روح کو بطور ایصال عذاب بخش دیئے ہیں۔ (ص ۱۷)

۵...... جو بکواس بازی کی گئی ہم تمام بکواس بازی اور گالیاں قاضی مظہر حسین چکوالی کی روح کو بطور عذاب ایصال کرتے ہیں۔

۶...... صاحب شرور جیسے مادر پدر آزاد اپنے سینے کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اولیاء اللہ پر تبرّا بازی کر کے اور جھوٹ بول کا جاہلوں سے کرایہ وصول کرنے کے چکر میں طوق لعنت گلے میں لٹکائے پھرتے ہیں۔ (۳۲)

۷...... جناب نومولود لاہوری ہیرا آپ کو ذرہ بھی غیرت نہیں آئی۔ (ص ۳۷)

۸...... آپ نے چند ٹکوں پر اپنی جسم فروشی کی ہے۔ (ص ۳۸)

۹...... صاحب شرور ہیرا منڈی کی مٹھائی سمجھ کر ہڑپ کر گیا اور ڈکار تک بھی نہیں لی۔ یہ مجہول النسب صاحب شرور کیا ہانک رہا ہے۔ (ص ۴۲)

۱۰...... صاحب شرور کو شاید اپنی بدبختی سے توبہ کی توفیق ہوتی ہو۔ (ص ۴۴)

۱۱...... جو بات بھی ہانکتے ہیں گدھے کی لات کی طرح ہوتی ہے۔ (۴۶)

۱۲...... صاحب شرور نے جھوٹ بولنے میں محرف کہروڑی (یعنی مولانا منیر احمد صاحب) جیسے کذابوں کے کان کتر ڈالے ہیں۔ (ص ۴۸)

۱۳...... اجہل الناس اور خناس صاحب شرور کی ہٹ دھرمی اور کمینگی کا اندازہ فرمائیں۔ (۴۹)

۱۴...... سطح زمین پر بڑے بڑے ڈھیٹ اور کذاب بستے ہوں گے لیکن ہم وثوق سے کہتے ہیں کہ صاحب شرور جیسے کذاب اعظم اور ڈھیٹ کی مثال ڈھونڈنا ناممکن ہے۔ (ص ۵۰)

۱۵...... کاش المسلک المنصور کا جواب دینے سے پہلے حمام میں جا کر اپنی زیارت کر لی ہوتی۔ (ص ۵۰)

۱۶...... صاحب شرور نے انتہائی بدبودار جھوٹ بولا ہے۔ جس کے تعفن سے کذاب ثامنی اور محرف کہروڑی کے ہیضہ سے مرنے کا سخت خطرہ ہے۔ (ص ۵۴)

۱۷...... آپ قیامت تک مل کر زور لگائیں اور مسٹر اد کاڑوی، پیر کرم الدین کی اولاد مظہر چکوالی کی روح سے استمداد بھی کر لیں۔ (ص ۵۷)

۱۸...... صاحب شرور اس کے معترضین و مقدمہ باز جہالت اور ضد میں اتنے بڑھ چکے ہیں کہ ابوجہل سے بھی سبقت لے گئے ہیں۔ (ص ۵۸)

۱۹...... ماسٹر اد کاڑوی کی روح بھی سقر میں تڑپ اٹھی ہوگی۔ (ص ۶۳)

۲۰...... آپ کے کرایے کے وکیل مجہول نے اتنا زبردست فراڈ کیا ہے کہ اگر آپ حضرات میں شرم وحیاء کی رتی بھی موجود ہو تو کسی گٹر میں ڈوب کر کوچ فرما جائیں۔ (ص ۶۳)

۲۱...... بدتہذیب مادر پدر آزاد صاحب شرور کو شرم کرنی چاہئے۔ (ص ۶۴)

۲۲...... صاحب شرور نے اس مقام پر دجل، خباثت اور حرام کاری کا ثبوت دیا ہے۔ (ص ۶۶)

۲۳...... جس طرح صاحب شرور نے اس مقام پر جنگلی چوہوں والا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ (ص ۶۶)

۲۴...... جہاں سے سفید ریش شیخ الحدیث کھروڑی بھاگ گئے وہاں بیچارہ یہ کھلونا ہیری لاہوری چھوکرا کیا جواب دے گا۔ (ص ۶۷)

۲۵...... صاحب شرور خرد ماغ واقع ہوا ہے۔ (ص ۶۹)

۲۶...... کہاں بیچارہ پی ایچ ڈی لندن اخباری ملا (یعنی علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب)۔ (ص ۶۹)

۲۷...... صاحب شرور نے بدترین خباثت کرتے ہوئے علامہ سیالکوٹی کی عبارت کے مفہوم میں اپنی طرف سے الفاظ گھسیڑ کر سبائی ذہنیت کا ثبوت دیا ہے۔ (ص ۷۲)

۲۸...... صاحب شرور کو اپنے باپ کی پہچان میں تردد ہے۔ (ص ۷۳)

۲۹...... صاحب شرور اپنی کرتوتوں کی وجہ سے جہالت کے ساتھ ساتھ نسیان کا بھی لاعلاج مریض بن چکا ہے۔ (ص ۷۴)

۳۰...... صاحب شرور نے ذریت ماسٹر اوکاڑوی کی رگڑ کر ناک کاٹ دی ہے۔ (ص ۷۷)

۳۱...... جناب محمدی صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ ایسا دعویٰ کرنے سے کچھ شرم آنی چاہئے اور اگر اپنی شرم نہ ہو تو سلفی صاحب سے مانگ کر گزارہ کر لیتے۔ (ص ۷۷)

۳۲...... صاحب شرور صاحب! آپ کا ورود منحوس بہت لیٹ ہوا ہے۔ آپ نے اتنا لیٹ جنم لے کر بہت بڑا نقصان کر دیا ہے۔ (ص ۷۵)

۳۳...... ہمیں تو یقین ہے کہ تمام واہیاتیوں کے روح اور جسم دونوں کو عذاب دیا جائے گا۔ (ص ۷۹)

۳۴...... دجل، کذب، ڈھٹائی اور بے حیائی کے اگر سینگ ہوتے تو صاحب شرور کم از کم بارہ سنگھا ضرور ہوتا۔ (ص ۸۰)

۳۵...... ہم نے ڈھیٹ و بے حیاء لوگ دنیا میں بہت دیکھے ہیں لیکن صاحب شرور اور اس کے مقرظین و مقدمہ باز جیسا اور کوئی نہیں دیکھا۔ (ص ۸۱)

۳۶...... صاحب شرور ہم آپ کی فنکاری اور گلوکاری کو داد دیتے ہیں۔ (ص ۸۲)

۳۷...... ماسٹر اوکاڑوی کا پروردہ ٹولہ سرتاپا فسادی، بددیانت، بدخواہ، بدنیت، کم حوصلہ، بزدل اور شرارتی ہے۔ (ص ۸۷)

۳۸...... صاحب شرور کو ہمدردانہ مشورہ ہے کہ اتنی چھوٹی عمر میں ان دغابازوں سے دور رہیں۔ کیونکہ بعض اوقات بچپن کی غلطیاں جوانی کے لئے لرزش ثابت ہوتی ہیں۔ (ص ۹۰)

۳۹...... تمام حوارین ماسٹر اوکاڑوی سے گزارش ہے کہ سر میں مٹی ڈال کر اور ماتمی لباس پہن کر اور صاحب شرور کو دلدل بنا کر سینہ کوبی کرتے ہوئے حضرت اوکاڑوی کی قبر پر نورات کے لئے تشریف لے جائیں۔ (ص ۹۵)

۴۰...... شاید آپ یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ اہل سنت وہی لوگ ہیں جو مظہری ٹانگے پر بیٹھنے والے ہیں۔ (ص ۱۰۰)
۴۱...... صاحب شرور یہ باور کرانے پر تلا ہوا ہے کہ اہل سنت والجماعت وہی چند گنجیاں ہیں جو ماسٹر اوکاڑوی کے ٹانگے پر سوار ہونے والی ہیں۔ (ص ۱۰۴)
۴۲...... صاحب شرور دیگر غالی واہیاتیوں کی طرح خوف خدا، فکر آخرت اور مخلوق خدا سے شرم میں بالکل بے نیاز ہو چکا ہے اور ٹھیکہ لیا ہے مخلوق خدا کو دھوکہ دے کر اور ان کی راہ مار کر اپنے ظالم تنور میں ایندھن ڈالنا ہے۔ (ص ۱۰۷)
۴۳...... ماسٹر اوکاڑوی کے تمام چیلے دغا بازی، فریب اور تحریف میں ایسے ماسٹر ہیں کہ شیطنت بھی سر پیٹ کر رہ جائے۔ (ص ۱۰۷)
۴۴...... ہم اعتراف کرتے ہیں کہ تمام کذابوں، فراڈیوں اور ڈھیٹوں میں صاحب شرور کا نمبر اوّل ہے۔ (ص ۱۰۹)
۴۵...... صاحب شرور کے دادا جی مرزا غلام احمد قادیانی۔ الخ (ص ۱۱۲)
۴۶...... اگر عبداللہ بن ابی جیسا کٹر منافق اور عبداللہ بن سبا جیسا تقیہ باز یہودی بھی زندہ ہوتے تو اپنے روحانی بیٹے صاحب شرور کو چوم لیتے۔ (ص ۱۱۴)
۴۷...... مولوی عبدالحق خان بشیر پرلے درجے کے کذاب آدمی ہیں۔ (ص ۵)
۴۸...... صاحب شرور نے انتہائی بے حیائی اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مولانا سرفراز خان صفدر صاحب اور ماسٹر اوکاڑوی کے حوالہ جات ہڑپ کر گئے۔ سیاہ بخت اپنا نامہ اعمال مزید سیاہ کرتے ہوئے قاضی صاحب موصوف کے قیاس فاسد استدلال مردود کی حمایت میں سینہ تان کر کھڑے ہو گئے۔ تف ہے اس ذہنیت خبیثہ پر۔ (ص ۴)
۴۹...... یزید جتنا بڑا فاسق اور فاجر بھی ہو، صاحب شرور لاہوری اور ماسٹر اوکاڑوی وغیرہ سے لاکھ درجہ بہتر ہے۔ (ص ۱۴۲)
۵۰...... ہماری قسمت میں خدمت دین آئی اور صاحب شرور کی قسمت میں بھونکنا لکھ دیا۔ (ص ۱۴۵)
۵۱...... صاحب شرور نے بڑی شریروں سے کرایہ وصول کر کے عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ (ص ۱۵۸)
۵۲...... کاش کہ صاحب شرور جاہلانہ چیلنج کر کے ذریت اوکاڑوی کا منہ کالا نہ کرتا۔ (ص ۱۵۹)
۵۳...... صاحب شرور میں اگر ذرہ بھر غیرت ہو تو بکواس بازی، کذب بیانی، بہتان تراشی سے توبہ کر کے امت مرحومہ پر رحم فرمائیں۔ (ص ۱۶۱)
۵۴...... یہ تو ہے اس حضرت کا حال جو بے وقوف، مچھندر، بے حجامتا المسلک المنصور کا جواب لکھنے بیٹھ گیا۔ (ص ۱۶۲)
۵۵...... صاحب شرور نے بکواس بازی کر کے مورچہ فتح کرنے کا ناکام کوشش کی۔ (ص ۱۶۴)
۵۶...... صاحب شرور کچھ شرم فرمایئے اور ایسے فراڈ کرنے سے باز رہیں۔ (ص ۲۰۰)
۵۷...... صاحب مقدمہ (مولانا اسماعیل محمدی) کو کم از کم شرم آنی چاہئے اور یوں بے تکے جھوٹ نہیں ہانکنے چاہئیں۔ (ص ۲۱۴)
۵۸...... آپ کے رافضیانہ پن سے اکابرین امت میں کوئی محفوظ نہیں۔ (ص ۲۱۵)
۵۹...... مقدمہ باز محمدی نے اپنی جہالت، بدبختی اور خباثت کی حد کرتے ہوئے اپنی یہودیت کا ثبوت دیتے ہوئے۔ الخ! (ص ۲۱۶)

فیصلہ عوام کی عدالت میں

ارباب علم و دانش! آپ نہ صرف ہماری کتاب تعویذ المسلمین عن شرور المفسدین بلکہ جملہ لٹریچر کو سامنے رکھیں اور پھر مماتی ہزلیات پر مشتمل کتاب الفتح المبین پڑھ کر دیکھیں اور پھر فیصلہ صادر فرمائیں کہ دلائل و براہین پر یقین کون رکھتا ہے اور بازاری و بے ہودہ زبان کس کا شیوہ ہے؟

صاحب مکائد کا پہلا اور بڑا دھوکہ

صاحب مکائد مولوی خضر حیات نے اپنے جس شاگرد ناہنجار کے نام سے کتاب لکھی ہے اس کا مکمل نام ٹائیٹل پر یوں دیا گیا ہے: "حافظ احمد عبداللہ سنی حنفی دیوبندی حسینی" صاحب مکائد سنی نہیں۔

اس لئے کہ اہلسنت والجماعت کے مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک عالم کی کتاب کا حوالہ پیش نہیں کیا جاسکتا جو حیات النبی ﷺ کا قائل نہ ہو اور صاحب مکائد کی طرح منکر ہو۔ چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثانی مدظلہم فرماتے ہیں: "وبالجملة فان هذه الاحاديث مع حديث الباب تدل على كان الانبياء احياء بعد وفاتهم وهو من عقائد جمهور اهل السنة والجماعة" (تکملہ فتح الملہم ج۵ ص ۳۰) ترجمہ: قصہ مختصر مذکورہ بالا حدیثیں مع حدیث الباب کے دلالت کرتی ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد زندہ ہوتے ہیں اور یہ بات اہل سنت والجماعت کے عقائد میں سے ہے۔ لہٰذا صاحب مکائد کا خود کو یا کسی بھی مماتی کا خود کو سنی کہلوانا نرا دھوکہ ہے۔

صاحب مکائد حنفی نہیں ہے

فقہاء و علماء احناف میں سے کسی ایک کا عقیدہ یہ ہو کہ بعد از وفات حضرات انبیاء علیہم السلام کو برزخ میں روح مع الجسد کے حیات حاصل نہیں ہوتی اور حضور علیہ السلام روضہ اطہر پر پڑھے جانے والے صلوٰۃ و سلام کو سماعت نہیں کرتے تو حوالہ پیش کیا جائے۔ اگر پیش نہیں کیا جاسکتا اور یقیناً نہیں کیا جاسکتا تو صاحب مکائد یا دیگر مماتیوں کا خود کو حنفی کہلوانا بھی دھوکہ ہے۔

صاحب مکائد دیوبندی بھی نہیں ہے

اکابرین دیوبند میں کسی ایک عالم کا حوالہ مماتی اپنے عقیدے کے اثبات پر بطور دلیل پیش کرنا چاہیں تو قیامت تک نہیں کرسکتے۔ بلکہ دارالعلوم دیوبند سے تو ان سے لاتعلقی سے کئی فتاویٰ جاری ہو چکے ہیں اور پاکستان کے علماء دیوبند نے مسئلہ حیات النبی ﷺ کے اثبات میں اور مماتیوں کی تردید میں کئی کتب لکھ کر ان کا ناطقہ بند کیا ہے۔ لہٰذا صاحب مکائد کا خود کو دیوبندی کہلوانا سینہ زوری اور بددیانتی کی بدترین مثال ہے۔

صاحب مکائد حسینی نہیں ہے

مماتی جماعت کے لوگ یزید پلید کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں اور امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شان گھٹاتے ہیں مولوی عطاء اللہ بندیالوی کی واقعہ کربلا کا پس منظر اور نیلوی شاہ صاحب کی شہداء

ومظلوم کربلا کتابیں آج بھی گواہ ہیں۔ لہٰذا صاحب مکائد کا خود کو حسینی کہنا ایسے ہی ہے جیسے کوئی بدزبان شیعہ اپنے نام کے ساتھ صدیقی، فاروقی یا عثمانی لکھے۔ لہٰذا صاحب مکائد کا خود کو حسینی کہلوانا بھی بہت بڑا دجل اور جھوٹ ہے۔

صاحب مکائد کو کیا مجبوری پیش آئی ؟

ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تعویذ المسلمین میں ٹھوس دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ مماتی نہ سنی ہیں نہ حنفی، نہ دیوبندی ہیں اور نہ حسینی۔ اب یہ اپنے دامن سے داغ دھبے صاف کرنے کے لئے دہائیاں دے رہے ہیں کہ دیکھو لوگو! ہم سنی ہیں، حنفی ہیں، دیوبندی ہیں اور حسینی ہیں۔ لیکن اس واویلے سے اب قوم تمہاری تلبیسات کا شکار بالکل نہیں ہوگی۔

صاحب مکائد کی ہرزہ سرائی

صاحب مکائد رقمطراز ہیں: بہرحال غالی صاحبان اپنی درد بھری آہیں اور سسکیاں اور دکھ بھری فریادیں لے کر مارے مارے اس تلاش میں پھرتے رہے کہ ہائے کاش! کوئی ہمارے جیسا شرم وحیا سے عاری دین ومذہب کا بیوپاری، خوف خدا سے بے نیاز، جھوٹ فریب وفراڈ میں نڈر، تحریف وتلبیسات میں بے باک، غیرت حق سے محروم، بددیانتی وقطع وبرید میں ماہر، مذہبی بہروپیا ہوتا جو قرآن وسنت کے دلائل وبراہین کے مقابلہ میں سینہ تان کر کھڑا ہو جاتا اور کچھ نہ کچھ کسی طرح اوراق سیاہ کر دیتا تاکہ ہم عوام کو دھوکہ دے سکتے کہ لو جی! ہم نے دلائل قرآن وسنت پر مشتمل کتاب المسلک المنصور کا جواب لکھوا مارا ہے۔ آخرکار تلاش بسیار کے بعد غالیوں کی یہ فریاد تلہ گنگ سے ٹمن، ٹمن سے کہروڑ پکا، کہروڑ پکا سے اوکاڑہ اور اوکاڑہ سے ہوتی ہوئی ہیرا منڈی لاہور کے ایک ہیرو کے کانوں سے جا ٹکرائی۔ جس میں غالی صاحبان کی مطلوبہ صفات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ آخر موصوف کی رہائش لاہور میں ہے اور مشہور ہے کہ لاہور لاہور ہے۔ الخ!

نیز صاحب مکائد اپنی کتاب کے (ص ۱۵) پر لکھتے ہیں: ’’صاحب شرور الموسوم عبدالجبار سلفی بالکل ہی جاہل اور مجہول محقق ہے۔ جس کی علمی پوزیشن کذاب ٹامنی کے برابر معلوم ہوتی ہے۔ صاحب شرور نے کتاب شرور کے نام سے لے کے اختتام تک اپنی جہالت حماقت اور چھوکرے پن کا خوب اظہار کیا ہے۔ رسیلہ شرور میں جی بھر کر اپنی بازاری زبان اور گالیاں بک بک کر اپنے نسب کو مشکوک ٹھہرایا ہے۔

الجواب بعون اللہ الوھاب

صاحب مکائد نے لاہور کے اس مخصوص مقام کا نام کیا ہے جس کو ایک شریف اور مہذب آدمی زبان پر لانا تو کجا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ پھر تعجب ہے کہ صاحب مکائد کو لاہور میں امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت علی بخش ہجویریؒ سمیت اولیاء کرام کے مراکز، دینی مدارس اور صوفیائے کرام کی پر رونق اور روح پرور محافل تو نظر نہ آئیں۔ نظر وہاں پڑی جہاں رات دن شیطنت دندناتی ہے۔ جہاں سرعام خدا کے غضب کو دعوت دی جاتی ہے۔ صاحب مکائد کو سوائے اس کے لاہور میں اور کچھ نظر نہ آیا۔ مثل مشہور ہے گندی مکھی گند پر ہی بیٹھتی ہے۔

دراصل صاحب مکائد تعویذ المسلمین میں اپنے لایعنی بزعم خود دلائل کے پرخچے اڑتے دیکھ کر حواس باختہ ہو گئے ہیں۔ اس لئے واہی تباہی (اول، فول) بکنے پر مجبور ہیں۔

ثانیاً: صاحب مکائد کا یہ کہنا کہ: ''ہم نے تعویذ المسلمین میں بازاری زبان استعمال کی ہے'' اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ قریب ہے آسمان کا شامیانہ پھٹ پڑے اور فرش زمین پانی میں دھنس جائے۔ ایسے پاجیانہ فقرے کس کر اہل حق کے دلائل کا بوجھ ہلکا نہیں ہوگا۔

باقی مشکوک نسب کس کا ٹھہرا؟ یہ تو ملتان کی دھرتی گواہ ہے۔ جب جامعہ خیر المدارس کے سالانہ جلسے میں سید عنایت اللہ شاہ بخاری صاحب کی موجودگی میں اکابر دیوبند کی بھری جماعت نے مماتیوں کے نسب کو مشکوک قرار دیا اور جیسے ابوجہل نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے چہرے پر تھپڑ مارا تھا ایسے ہی شاہ صاحب نے مجاہد ختم نبوت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے منہ پر تھپڑ مار کر خود کو ہیرو قرار دیا تھا۔

قارئین کرام! یہ بھی نیرنگی روزگار کا شاہکار ہے کہ گدا بھی شاہوں کے سامنے اپنی بڑائی کی بڑھ ہانکتے ہیں۔

صاحب مکائد کی حماقت یا صاحب تعویذ المسلمین کی؟

صاحب مکائد لکھتے ہیں: ''المسلک المنصور (۵۱، ۵۲) پر سورہ زمر کی آیت: ''اللہ یتوفی الانفس حین موتھا الخ'' پیش کی گئی اور تین طرح استدلال کیا گیا ہے کہ جس پر موت آجائے قیامت تک اس کی روح بدن میں واپس نہیں آسکتی۔ اس پر بیس اکابر مفسرین اہل سنت کے حوالہ جات ذکر کئے گئے ہیں۔ لیکن صاحب شرور نے کسی ایک حوالہ کا جواب ذکر نہیں کیا اور نہ ہی کسی استدلال کا جواب دینے کی جرأت کرسکا البتہ اپنی جہالت کا ثبوت دینے کے لئے مردے کو نیند والے پر قیاس کر کے اپنے بقول حماقت کا ثبوت دیا ہے۔ الخ!

الجواب وباللہ التوفیق للصواب

تعویذ المسلمین عن شرور المفسدین کے (ص ۴۹ تا ۵۲) تک اس آیت کے متعلق بحث موجود ہے۔ مگر صاحب مکائد پر تعویذ المسلمین کا ایسا بھوت سوار ہے کہ انہیں یہ بحث نظر ہی نہیں آئی اور اگر آئی ہے تو اس میں صرف حماقتیں اور جہالتیں نظر آئی ہیں۔ ہم نے تعویذ المسلمین میں آیت: ''اللہ یتوفی الانفس'' بحث کرتے ہوئے کہا تھا کہ اس آیت میں روح کا بدن کی طرح نہ آنے پر استدلال معتزلہ کا ہے۔ اہل سنت والجماعت میں سے کسی کا نہیں۔ اس پر صاحب مکائد ہم سے خاصے خفا ہوئے۔

چنانچہ لکھتے ہیں: ''تو ان بیس مفسرین کے بارے میں کیا فتویٰ ہوگا جن کے حوالہ جات المسلک المنصور میں اس آیت سے استدلال کے ضمن میں موجود ہیں۔ کیا آپ کے اس نسوانی فتویٰ کے مطابق سب کے سب مفسرین معتزلہ کے نقش قدم پر تھے۔ ملخصاً (الفتح المبین ص ۱۰۰)

جناب من! بیس مفسرین میں سے کوئی ایک بھی آپ کا ہمنوا نہیں ہے۔ اگرچہ اس پر بحث قبل ازیں تعویذ المسلمین میں ہو چکی ہے۔ لیکن تاحال صاحب مکائد کے پیٹ میں کھجلی باقی ہے۔ اس لئے ہم اس پر قدرے مزید روشنی ڈالتے ہیں۔ پہلے آیت اور ترجمہ ملاحظہ ہو: ''اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی۔ الی اٰخرہ'' (الزمر:۴۲)

ترجمہ: اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہو ان کے مرنے کا اور جو نہیں مریں ان کو کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں، پھر رکھ چھوڑتا ہے جن پر مرنا ٹھہرا دیا ہے اور بھیج دیتا ہے اوروں کو ایک وعدہ مقررہ تک۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

قارئین کرام! یہ آیت بتارہی ہے کہ دو اوقات میں روح قبض ہو جاتی ہے (۱) بوقت موت (۲) بوقت نیند۔ نیند کے وقت روح جسم سے باہر رہتی ہے، اندر نہیں۔ تاہم روح کا تعلق جسم کے ساتھ رہتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ نیند میں روح ہوتی کہاں ہے؟ اس آیت میں اس کا کوئی ذکر نہیں اور موت کے بعد روح کہاں ہے؟ اس کا جواب بھی اس آیت میں نہیں ہے۔ فقط اتنا تذکرہ ہے کہ موت کے وقت روح نکل جاتی ہے۔ جس طرح قرآن مجید کی آیت: ''اقیموا الصلوۃ'' میں نماز کا ذکر ہے، تعداد رکعت کا ذکر نہیں۔ رکعتوں کا ذکر ہم حدیث رسول ﷺ سے لیتے ہیں۔ تو نیند میں روح کہاں جاتی ہے اس کا ذکر بھی حدیث سے دریافت کرتے ہیں۔

احادیث میں مختلف مقامات کا ذکر ہے چونکہ روح ایک جگہ قید نہیں رہتی۔ روایات میں آتا ہے کہ مومن کی روح کو عرش کے نیچے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اب جسم فرش پر ہے اور روح عرش کے نیچے سجدہ کر رہی ہے اور درمیان میں فاصلہ کتنا ہے؟ اتنے طویل فاصلے سے روح کا جسم سے تعلق ہوتا ہے۔ اگر ہم سوئے ہوئے کو بیدار کریں تو روح لوٹنے میں ایام یا گھنٹے نہیں لگتے بلکہ ایک سیکنڈ میں روح لوٹ آتی ہے۔ بات تو صرف اتنی ہے کہ امساک کا تعلق اسی جہان سے ہے جس جہان سے ارسال کا تعلق ہے۔ نیند کے بعد روح اسی دنیا میں واپس آتی ہے اور موت کے بعد روح واپس اس دنیا میں نہیں آتی۔ یہاں سے یہ استدلال کرنا کہ قبر میں اعادہ روح نہیں ہوتا، نری اختراع ہے اور مماتیوں کا فریب ہے۔ اہل سنت الجماعت کا عقیدہ ہے کہ روح قبر میں آتی ہے۔

اعادہ روح

مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اپنی شہرہ آفاق تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں: ''مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں انسان کا دوبارہ زندہ ہو کر فرشتوں کے سوالات کا جواب دینا پھر اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی پر ثواب یا عذاب کا ہونا قرآن مجید کی تقریباً دس آیات میں اشارۃً اور رسول کریم ﷺ کی ستر احادیث متواترہ میں بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ مذکورہ ہے۔ جس میں مسلمان کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ رہے وہ عامیانہ شبہات کہ دنیا میں دیکھنے والوں کو یہ عذاب وثواب نظر نہیں آتے۔ سو اس کے تفصیلی جوابات کی تو یہاں گنجائش نہیں۔ اجمالاً اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ کسی چیز کا نظر نہ آنا اس کے موجود نہ ہونے کی دلیل نہیں ہوتی۔ جنات اور فرشتے بھی کسی کو نظر نہیں آتے مگر موجود ہیں۔ ہوا نظر نہیں آتی مگر موجود ہے۔ الخ! (تفسیر معارف القرآن ج ۵ ص ۲۴۸)

آیت: ''یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا و فی الآخرۃ'' کے تحت بخاری شریف میں ہے: ''ان النبی ﷺ اذا سئل فی القبر یشھدان لا الہ وان محمد رسول اللہ فذلک قولہ یثبت اللہ الذین الخ'' (بخاری ج ۲ ص ۶۸۲)

اور اسی قسم کی روایت (بخاری ج ۲ ص ۱۸۳) پر بھی ہے۔ (مشکوۃ شریف ص ۲۴) پر ہے: ''نزلت فی عذاب القبر'' (جلالین ص ۲۰۸) پر ہے: ''ای فی القبر لما یسئلھم الملکان'' (مظاہر حق ج ۱ ص ۱۸۱) میں ہے: ''عالم

برزخ میں جب قبر کے اندر ان سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ ٹھیک ٹھیک جواب دیتے ہیں۔" (تفسیر کشف الرحمن ج۱ص ۴۱۳) میں ہے: "کلمہ توحید کی برکت سے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دنیا میں ثبات عطا کرتا ہے اور قبر میں بھی۔" (خزائن العرفان ص۳۱۱) میں مولوی نعیم الدین مرادآبادی نے لکھا ہے: "یعنی قبر میں کہ اوّل منازل آخرت ہے۔" حتی کہ موجودہ دور کے مشہور شیعہ عالم طالب جوہری رقمطراز ہیں: "عالم برزخ میں انسان زندہ رہتا ہے۔" (تفسیر احسن الحدیث ج۲ص ۲۷۳) اور مولانا سید نیلوی شاہ صاحب نے بھی اعتراف کیا ہے: "تمام اہل سنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ قبر یعنی عالم برزخ میں میت کی طرف حیات اور زندگی واپس آجاتی ہے۔" (ندائے حق ج۱ص ۱۸۴)

فقہ اکبر کی عبارت میں ابہام نہیں

ہم نے اپنی کتاب تعویذ المسلمین میں کہا تھا کہ منکرین جو فقہ اکبر کو امام ابوحنیفہؒ کی تصنیف نہیں مانتے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ الفقہ الاکبر میں یہ عبارت ہے: "اعادۃ الروح الی الجسد فی قبرہ حق" یعنی قبر میں روح کا جسم کی طرف لوٹایا جانا برحق ہے۔" اس پر صاحب مکائد یوں حاشیہ آرائی کرتے ہیں: "عرض ہے کہ صاحب شرور کا یہ نرا احمقانہ اور ابلیسی واویلا ہے۔ کیونکہ اگر بفرض غلط فقہ اکبر کو امام صاحبؒ کی کتاب تسلیم بھی کر لیا جائے تو صاحب شرور کو یہ عبارت قطعاً مفید نہیں ہے۔ اس عبارت میں: "اعادۃ الروح الی الجسد" والا جملہ مبہم ہے۔ اس سے اعادہ کامل مراد ہے یا ناقص؟ اور قبر سے مراد عرفی ہے یا شرعی؟ وغیرہ وغیرہ الخ (الفتح المبین ص ۱۰۵)

الجواب واللہ المعین علی الصواب

"اعادۃ الروح الی الجسد" کو مبہم قرار دے کر صاحب مکائد میدان سے بھاگنا چاہتے ہیں۔ صاحب مکائد کو جو ابہام نظر آیا وہ یہ کہ یہاں اعادہ کامل مراد ہے یا ناقص؟ اور قبر سے مراد قبر عرفی ہے یا قبر شرعی؟ اس کا جواب تو ہم آگے چل کر ذکر کریں گے۔ سردست وکیل احناف ملا علی قاریؒ (متوفی ۱۰۱۴ھ) کا اعادہ روح کے متعلق ارشاد ملاحظہ ہو: "واعادۃ الروح ای ردھا او تعلقھا الی العبد ای جسدہ بجمیع اجزائہ او ببعضھا مجتمعۃ او متفرقۃ فی قبرہ حق" (شرح فقہ اکبر ص ۱۲۰)

ترجمہ: اور اعادہ روح یعنی مکمل طور پر اس کا رد کرنا یا تعلق انسان کے جسم کی طرف تمام اجزاء بدن میں یا بعض میں، عام اس سے کہ اجزاء مجتمع ہوں یا بکھرے ہوئے، (روح کا لوٹنا) قبر میں حق ہے۔

اور مزید لکھتے ہیں: "واعلم ان اھل الحق اتفقوا علی ان اللہ یخلق فی المیت نوع حیات فی القبر الخ" جان لے کہ اہل حق اس پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ میت میں ایک قسم کی حیات پیدا کرتے ہیں۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ مماتیوں کے ادلہ اتنے کمزور ہیں کہ خانہ عنکبوت بھی ان سے زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ پوری امت کے اتفاقی مسائل کے سامنے کم سوادی کا مظاہرہ کرنا مماتیوں کی کھلی نادانی ہے۔ باقی صاحب مکائد کا یہ کہنا کہ روح کا اعادہ کامل ہوتا ہے یا ناقص؟ سو اس کا جواب بھی ملا علی القاریؒ حنفیؒ سے لیتے ہیں۔ آپؒ نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ: "والمنقول عن ابی حنیفہ التوقف" "امام ابوحنیفہؒ سے یہاں توقف منقول ہے۔ امام صاحبؒ کا توقف اس میں ہے کہ آیا روح پورے بدن میں آتی ہے یا بعض حصہ میں؟ چنانچہ ایک دوسرے مقام پر

لکھتے ہیں: ''ولعل توقف الامام فیہ الاعادۃ متعلق بجزء البدن'' حضرت امام صاحبؒ کا جو توقف منقول ہے وہ اس میں نہیں کہ قبر میں میت کو زندگی ملتی ہے یا نہیں؟ وہ اس میں ہے کہ حیات پورے بدن میں لوٹائی جاتی ہے یا بعض میں؟ پھر یوں جواب ارشاد فرماتے ہیں: ''تعاد روحہ فی جسدہ ظاھر الحدیث ان عود الروح الی جمیع اجزاء البدن فلاالتفات الی قول البعض بان العود انما یکون الی البعض الخ'' (مرقات شرح مشکوٰۃ ج۱ ص۱۹۸)

ترجمہ: میت کی روح اس کے جسد کی طرف لوٹائی جاتی ہے۔ اس حدیث کا ظاہر یہی ہے کہ عود روح جمیع اجزائے بدن کی طرف ہوتا ہے۔ سو ان چند لوگوں کی بات کی طرف دھیان نہ کیا جائے۔ جو روح کا بعض بدن کی طرف لوٹنا مانتے ہیں۔ (بحوالہ مدارک الاذکیاء ص۱۸۶)

روح کا بدن میں کامل لوٹنا

ملا علی قاریؒ مزید فرماتے ہیں: ''حتی یرجعہ اللہ فی جسدہ ای یرد الیہ کاملاً فی بدنہ الخ'' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کی روح اس کے جسد میں پھر سے لے آئے اس سے مراد روح کا کامل طور پر بدن میں لوٹنا ہے۔
(مرقات ج۴ ص۲۵)

صاحب مکائد اور دیگر مماتیوں کو اب تسلی ہو جانی چاہئے۔ مگر ضد اور عناد کی پٹیاں دل و دماغ سے اتار کر۔ اسلاف نے وضاحت فرما دی ہے کہ روح کا لوٹنا ناقص نہیں بلکہ کامل ہوتا ہے۔ یہ اس اشکال کا جواب ہے جو صاحب مکائد کے پیٹ میں انگڑائی لے رہا تھا۔ باقی حیات حسی سے مراد اگر آپ یہ لے رہے ہیں کہ دنیاوی زندگی کی طرح جسم نشوونما پاتا ہے یا عبادت کا مکلف ہوتا ہے تو یہ بالکل غلط ہے۔ مراد صرف یہ ہے کہ راحت کا احساس بھی پورا پورا ہوتا ہے اور عذاب کا بھی۔ چونکہ اعادہ روح کامل ہوتا ہے نہ کہ ناقص۔

صاحب مکائد کا چیلنج

صاحب مکائد نے (ص۱۰۵) پر حسب عادت چیلنج دیا ہے کہ فقہ اکبر سے ثابت کر دیجئے کہ اعادہ روح کامل ہوتا ہے اور حیات حسّی پیدا ہوتی ہے تو ہم آپ کا ماتھا چوم لیں گے۔ لیکن یاد رکھیں آپ اپنے اگلوں پچھلوں کو جمع کر کے ایسا صریح حوالہ پیش نہیں کر سکتے۔ ھلفظہٖ! گزشتہ سطور میں ثابت ہو چکا ہے اور تعویذ المسلمین میں بھی اس پر بحث ہو چکی ہے۔ باقی ہمارے ماتھے سے آپ اپنا منہ مبارک دور ہی رکھئے۔ ہم محروم ہی بھلے۔ جہلاء و حمقاء کی طرح ایسے چیلنج کرنا اہل علم کا وطیرہ نہیں۔ چیلنج بازی کا یہ سبق اصل گجرات سے مماتیوں کو ملا ہوا ہے۔ شاہ صاحب ساری زندگی چیلنج دیتے رہے۔ وہ الگ بات ہے کہ اہل حق کے سامنے آنے کی جرأت ساری زندگی نہ ہو سکی۔ خصوصاً حضرت اوکاڑویؒ نے تو خوب عمامے کی برتری کو روندا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک صاحب مکائد جیسے بدتمیز اور بداخلاق بعد از وفات حضرتؒ کے متعلق ایسے گھٹیا الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ خود شرم و حیاء سر پیٹ کر رہ جائے۔ مگر ایسی حرکات سے حضرت اوکاڑویؒ کا کچھ بگڑتا ہے اور نہ ہی ہم خدام کا۔ البتہ ذوق سلیم اور طبع مستقیم رکھنے والے بخوبی جان گئے ہیں کہ صاحب مکائد جیسے لوگ کس بازار کے آدمی ہیں۔

قبر شرعی اور عرفی

مماتی مخترعین نے قبریں بھی دو تجویز کر رکھی ہیں۔ (۱) شرعی (۲) عرفی۔ علماء حق اہل سنت والجماعت کے نزدیک زمین کے اس حصہ کو قبر کہا جاتا ہے جس میں مردہ انسان کو دفن کیا جاتا ہے۔ میت کے مدفن یعنی جائے دفن کو قبر کہتے ہیں۔ قرآن وحدیث اور کتب لغات میں بھی قبر مدفن کو کہا گیا ہے اور یہی قبر کا شرعی، لغوی اور عرفی مفہوم ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو منافق کی قبر پر کھڑا ہونے سے روکا گیا۔ ولا تقم علی قبرہ! حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ (سابق ٹیچر اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی) فرماتے ہیں "اگر ان منافقین میں سے کوئی مرجائے تو آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوکر اس کے لئے دعائے مغفرت کریں۔" (جواہر القرآن ج ۲ ص ۴۴۹، تغمۃ توحید ج ۳ ص ۷ ۳ ش ۷) مولانا احمد سعید بھی لکھتے ہیں: "آنحضرت ﷺ کی عادت یہ تھی کہ مومنین کی قبر پر کھڑے ہوکر دعا واستغفار وغیرہ کے لئے توقف فرماتے تھے۔" (درمنثور ص ۱۵) سوال پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کونسی قبر پر کھڑے ہوکر دعا واستغفار کرتے تھے۔ زمین والی قبر پر یا اعلیٰ علیین پر؟ اور آپ ﷺ کو کن قبور پر کھڑے ہونے سے روکا گیا۔ زمینی قبر پر یا اعلیٰ علیین پر؟ آنحضرت ﷺ کا معمول تھا کہ جب دفن میت سے فارغ ہوجاتے تو اس کی قبر کے پاس کھڑے ہوکر فرماتے۔ استغفرو لاخیکم یعنی اپنے بھائی کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو۔ یہ الفاظ آپ ﷺ کون سی قبر پر کھڑے ہوکر فرماتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کا قبر پر ٹہنی رکھنا

"عن ابن عباس قال مرّ النبی ﷺ بقبرین فقال انهما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احدهما فکان لا یستتر من البول واما الآخر فکان یمشی باالنمیمة ثم اخذ جدیدة رطبة فشقها نصفین فغزر فی کل قبر واحدة قالوا یارسول الله لم فعلت هذا؟ قال لعله یخفف عنهما ما لم ییسا" ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے آپ ﷺ نے فرمایا دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور بڑے گناہوں میں عذاب نہیں ہو رہا۔ ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ایک گیلی ٹہنی لی۔ اسے چیر کر آدھا حصہ ایک قبر پر گاڑھ دیا اور آدھا دوسری پر۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا شاید جب تک ٹہنیاں گیلیاں رہیں ان پر عذاب ہلکا ہوسکے۔

(بخاری ج ۱ ص ۳۵ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

قارئین کرام! یہی حدیث صحیح بخاری کے علاوہ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۴۱ سطر اوّل) پر بھی آرہی ہے۔

اب ہم صاحب مکائد اور دیگر مماتیوں سے پوچھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ٹہنی عرفی قبر پر رکھی تھی یا شرعی قبر پر؟ سجین میں رکھی تھی یا زمینی قبر پر؟ مماتی لوگ پورے ذخیرہ احادیث میں اس قبر کی نفی اور اس قبر کے اثبات پر ایک حدیث بھی پیش نہیں کرسکتے۔

آنحضرت ﷺ نے ٹہنیاں زمینی قبروں پر رکھیں کیونکہ عذاب زمینی قبر میں ہو رہا تھا۔ اب رہا معاملہ

برزخ کا تو ہم ان زمینی گڑھوں کو برزخ سے بے تعلق نہیں کہہ سکتے۔ قبر کے مفہوم میں وسعت پیدا کرنے کی غرض سے جن اکابر نے برزخ کا کثرت سے استعمال کیا ہے ان کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ زمینی گڑھا قبر نہیں ہے۔ اس لئے ہم نے انتہائی عام فہم گفتگو کرتے ہوئے تعویذ المسلمین میں وضاحت کی تھی کہ برزخ ظرف زمان ہے اور قبر ظرف مکان ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں۔ لیکن مماتی دوستوں کی عقلوں پر گرد وغبار کی ایسی تہہ جم چکی ہے کہ عام فہم باتیں بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ مماتی کہتے ہیں کہ عذاب روح کو ہوتا ہے۔ اگر جسم مانتے بھی ہیں تو عنصری نہیں بلکہ مثالی کا لاحقہ لگاتے ہیں اور یہی عذاب قبر کا انکار ہے۔

(صحیح مسلم ص ۱۴۱ حاشیہ) میں ہے: ''ففیہ انبات عذاب القبر و ھو مذھب اھل السنۃ و الجماعۃ خلافا للمعتزلۃ'' ہم مماتیوں کو دور حاضر کے معتزلہ کہہ دیں تو ناراض ہوتے ہیں کہ صاحب ہم تو توحید وسنت کے پختہ اشاعتی ہیں۔ اہل السنۃ والجماعت کا مذہب تو بالکل صاف شفاف اور نکھرا ہوا ہے اور یہ احباب ریب وتشکیک کی پرخار وادیوں میں وقف کرب واضطراب اور سرگرداں وحیراں پھر رہے ہیں۔ ہم ایک بار پھر کہتے ہیں کہ مماتیوں کا قبر کو برزخ سے جدا کرنا نری حماقت ہے اور اکابرین کی عبارت کو نہ سمجھنے کی بیّن دلیل ہے۔ اسلاف کی عبارات میں قطعاً کوئی تضاد ہے نہ اختلاف، ابہام ہے اور نہ التباس۔ واضح عبارات ہیں: ''و اللّٰہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم''

فقہ اکبر امام صاحبؒ کی تصنیف ہے

صاحب مکائد نے اپنی کتاب المسلک المنصور میں لکھا تھا کہ فقہ اکبر کی نسبت امام صاحبؒ کی طرف غلط ہے۔ اس کا مدلل جواب ہم نے تعویذ المسلمین میں دے دیا اور امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہم کی تحقیق انیق پیش کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ہمیں حضرت شیخ کی تحقیق پر بھرپور اعتماد ہے۔ صاحب مکائد نے سر کے بالوں سے پاؤں کے ناخنوں تک پوری قوت صرف کی ہے۔ مگر تحقیقی جواب ایک بھی پیش نہ کر سکے اور اپنی تائید میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ، علامہ شبلی نعمانیؒ اور علامہ عبدالعزیز پرہاوریؒ کو پیش کرتے ہیں کہ یہ حضرات بھی فقہ اکبر کی نسبت امام صاحبؒ کی طرف غلط سمجھتے ہیں۔

سو اس کا جواب ملاحظہ ہو: ''صاحب مکائد کا دعویٰ یہ ہے کہ فقہ اکبر امام صاحبؒ کی تصنیف ہی نہیں ہے۔'' جب کہ علامہ فرہاریؒ فرماتے ہیں کہ اس کی نسبت محل نظر ہے۔ بالکل غلط قرار دینے والا محل نظر کہنے والے کو کس طرح اپنی دلیل میں پیش کر رہا ہے۔ دوسرا حوالہ فیض الباری کا دیتے ہیں۔ بھلا ہو صاحب مکائد کا کہ وہ فیض الباری کو تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ حضرت کشمیریؒ کی مستقل تصنیف نہیں ہے۔ یہ العرف الشذی کی طرح املائی تقریر ہے۔ لہٰذا پورے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ علامہ کشمیریؒ کا قول ہے۔ یہ املائی تقریریں ان کے شاگردوں نے ان کی وفات کے بعد شائع کی ہیں اور ناقلین سے سننے یا نقل کرنے میں لغزش کا امکان ممکن ہے۔ مولانا قاضی شمس الدین صاحب نے لکھا ہے کہ: ''فیض الباری میں نذر لغیر اللہ کے متعلق کچھ غلط لکھا ہے، احقر نے مولانا بدر عالم مرحوم کو جب وہ بہاولنگر میں تھے تو لکھا کہ اس کا تدارک کریں۔ انہوں نے وعدہ کیا مگر کر نہ سکے اور آج تک وہ غلطی باقی ہے۔ الخ!'' (الشہاب الثاقب ص ۸۴)

خود حضرت کشمیریؒ کے داماد مولانا احمد رضا بجنوریؒ نے ''انوار الباری شرح صحیح بخاری'' میں فیض الباری اور العرف الشذی کے بعض تسامحات کی نشاندہی بھی فرمائی ہے۔ رہ گئے علامہ شبلی نعمانیؒ جن کو صاحب مکائد اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ شبلی صاحبؒ نے الفقہ الاکبر پر بحث کرتے ہوئے آخر میں لکھا ہے: ''ہم نے اس بحث میں اپنی رائے اور قیاسات کو بہت دخل دیا ہے۔ لیکن تمام واقعات بھی لکھ دیئے ہیں۔ ناظرین کو ہم اپنی رائے کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کرتے۔'' (سیرۃ النعمان حصہ اول ص ۷۵)

اور سیرۃ النبی ﷺ میں جو علامہ شبلی نعمانیؒ کے تسامحات ہیں وہ بھی اہل علم سے کوئی ڈھکے چھپے نہیں۔ یقین نہ آئے تو حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی سیرۃ المصطفیٰ ﷺ پڑھ لیجئے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت کاندھلویؒ نے اس کے جواب میں لکھی ہے۔ بلکہ علامہ شبلیؒ کی بعض عبارات سے تو حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ بھی مطمئن نہ تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ''میرے سامنے یہ کتاب (سیرۃ النبی ﷺ) لائی گئی۔ کاغذ اس کا نہایت عمدہ اور قیمتی، خط نہایت نفیس و پر رونق، ظاہر تو اس کا ایسا اور اندر اس میں یہ خرافات بھری ہیں کہ نوح علیہ السلام میں ترحم نہ تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام میں سیاست نہ تھی۔ کس قدر بے ادبی کی انبیاء کی شان میں۔'' (اشرف الجواب حصہ دوم ص ۱۶۳)

ہمارا مطالبہ

حضرت ملا علی القاریؒ فقہ حنفی کے مایہ ناز وکیل ہیں اور چوٹی کے عالم ہیں، انہوں نے فقہ اکبر کی شرح لکھی ہے۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ ملا علی القاریؒ کے پایہ کا کوئی ایسا عالم پیش کیا جائے جو فقہ اکبر کو امام صاحبؒ کی تصنیف نہیں مانتا۔ جو نام صاحب مکائد نے دیئے ہیں وہ یقینی طور پر نہیں کہتے کہ یہ امام صاحبؒ کی تصنیف نہیں ہے۔

ماتا علی الکفر کی وضاحت

جاہل صاحب مکائد نے اپنی طرف سے جو بڑا تیر چلایا ہے وہ یہ ہے کہ اگر آپ کو فقہ اکبر پر یقین ہے کہ واقعی یہ امام ابو حنیفہؒ کی کتاب ہے تو براہ کرم فقہ اکبر کا یہ مسئلہ یہ نبی اکرم ﷺ کے والدین کے متعلق ذکر کیا گیا ہے ایک دفعہ اپنے اسٹیج کی زینت بنا کر دکھائیں۔ الخ (الفتح المبین ص ۱۰۵)

الجواب بتائید الصواب

فقہ اکبر کے بعض نسخوں میں یہ عبارت ہے: ''ووالدا رسول اللہ ﷺ ماتا علی الکفر'' (نوٹ: مصر سے طبع ہونے والے نسخہ میں یہ عبارت نہیں ہے) اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ: ''فی دور الکفر'' یعنی آنحضرت ﷺ کے والدین کریمین کفر کے زمانہ میں فوت ہوئے نہ کہ کفر کی حالت میں۔ مماتی لوگ چونکہ اسٹیج پر اشتعال انگیز باتیں کر کے فتنہ وفساد برپا کرنے کا چسکا رکھتے ہیں اس لئے ہمیں مشورہ دیا جارہا ہے کہ یہ مسئلہ اسٹیج پر بیان کرو۔ اس جاہل کو اتنا علم نہیں کہ: ''کلموا الناس علی قدر عقولهم'' لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق گفتگو کرنی چاہئے۔ قابل تشریح باتوں کو بلاضرورت عوام الناس میں بیان کرنا فتنے سے خالی نہیں ہوتا۔ لیکن فتنہ پرور لوگوں کو اس سے کیا غرض؟ جن کا مقصد اور جماعتی دستور ہی شرارت وسرکشی اور بدمعاشی وبغاوت ہو وہ حکمت ومصلحت کیا جانیں؟

یہ اعتراض شیعوں کی جانب سے آیا

فقہ اکبر کی جس عبارت پر صاحب مکائد نے اعتراض اٹھایا ہے۔ دراصل یہ اہل تشیع کی تے ہے۔ جس کو مماتیوں نے چاٹا ہے۔ چنانچہ لاہور کا ایک دریدہ دہن شیعہ مصنف غلام حسین نجفی آنجہانی نے اپنی کتاب ''حقیقت فقہ حنفیہ'' میں لکھا ہے: ''یہ فتویٰ نعمان کا ہی فقہ اکبر میں ہے کہ: ''و والدا رسول اللہ ﷺ ماتا علی الکفر'' کہ نبی اکرم ﷺ کے والدین (معاذ اللہ) کفر کی حالت میں مرے ہیں۔ پس ہم ایسے بے ادب امام کی فقہ نہیں مانتے۔ الخ!'' (حقیقت فقہ حنفیہ ص ۱۹)

''ما'' نافیہ کاتب سے چھوٹ گئی

علامہ زاہد الکوثریؒ مصری مشہور عالم ہیں۔ آپؒ نے احناف کی ترجمانی میں کئی ایک کتب تصنیف کی ہیں۔ حتیٰ کہ خطیب بغدادی کے جواب میں تانیب الخطیب لکھ کر امام ابوحنیفہؒ کی خوب خوب وکالت کی ہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء! آپ نے لکھا ہے کہ اصل عبارت یوں تھی: ''ماماتا علی الکفر'' یعنی ابوین کریمین کفر پر فوت نہیں ہوئے اور وہ فرماتے ہیں کہ میں نے فقہ اکبر کے دو نسخے خود ملاحظہ کئے جن میں اصل عبارت موجود تھی۔ مگر بعض نسخوں میں کاتب کی غلطی سے ''ما'' رہ گیا جو کہ نافیہ تھا اور بات کچھ کی کچھ بن گئی۔ نیز مولانا عبدالشکور ترمذی نے قصور مولوی غلام دستگیر صاحب کا ذاتی کتب خانہ دیکھا تھا اس میں موجود فقہ اکبر کے ایک قلمی نسخہ میں اس عبارت کے حاشیہ پر مولوی غلام دستگیر صاحب نے بھی یہی لکھا ہے کہ: ''ما'' کاتب سے رہ گیا ہے اور بعد میں جب ترمذی صاحبؒ نے علامہ کوثریؒ کی تالیف دیکھی تو ان کی بات صحیح ثابت ہوئی۔ (حیات ترمذی ص ۳۵۹)

علامہ فرہارویؒ کا ارشاد

علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ اپنے منظوم فارسی کلام میں فرماتے ہیں:

گرچہ منکرے ے شود ہر مدعی ۔۔۔ اہل اسلام اند آباء نبی ﷺ
قصہ احیاء ضعیف است وعلیل ۔۔۔ والدینش ہر دو بردین خلیل

(ایمان کامل فارسی ص ۲، از علامہ فرہارویؒ)

اب جس اعتراض کو لے کر شیعوں نے فقہ اکبر کو نشانہ بنایا وہی ہتھکنڈا صاحب مکائد کو بھی مل گیا۔ بہر حال یہ اپنا اپنا تعلق اور رشتہ ہوتا ہے۔ وضاحت ہم نے پہلے کر دی ہے کہ مراد ''فی دور الکفر'' ہے۔

مسئلہ سماع موتیٰ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

صاحب مکائد اپنی علمی دھاک بٹھاتے ہوئے لکھتے ہیں: ''صاحب شرور جمیل ''ما انت بمسمع من فی القبور'' اور ''انک لا تسمع الموتی'' پر دلیل پکڑنے کو معتزلہ کی دلیل قرار دیتا ہے۔ گویا صاحب شرور جمیل کے نزدیک ان دو آیتوں سے عدم سماع موتیٰ پر استدلال کرنا اعتزال ہے۔ حالانکہ سب سے پہلے انہی دو آیتوں کو مردوں کے نہ سننے پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دلیل قرار دیا ہے۔ الخ! (الفتح المبین ص ۳۰)

الجواب بتائیدالوھاب

''انک لا تسمع الموتی'' وغیرہ آیات سے جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نفی سماع موتی ثابت کرتی ہیں یہ ان کا تفرد ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چونکہ مجتہدہ تھیں اور مجتہد سے خطا بھی ہو جائے تو اسے ایک اجر ملتا ہے۔ لہٰذا ان پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ ہم جمہور کی اتباع کرتے ہیں۔ کیونکہ اس مسئلہ میں جمہور کی رائے اماں صاحبہ سے مختلف ہے۔''وقد خالفھا الجمھور فی ذالک'' (فتح الباری ج ۳ ص ۲۷۴ حافظ ابن حجرؒ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۲۰۲ علامہ عینی، خزائن السنن ج ۱ ص ۵۲۰، شیخ صفدر مدظلہ) جو لوگ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور اجماع امت کو چھوڑ کر اور خصوصاً دیوبندیت کے دعوے دار علماء دیوبند کو چھوڑ کر جو عقیدہ اپنائے ہوئے ہیں اور اماں عائشہ صدیقہ کا بار بار حوالہ دیتے ہیں کیا وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دیگر تفردات اور مسلک کے قائل ہیں۔

۱...... مثلاً (بخاری ج اوّل ص۹۶) پر ہے:''وکانت عائشة یؤمھا عبدھا ذکوان من المصحف'' یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی امامت ان کا غلام ذکوان قرآن پاک اٹھا کر کیا کرتا تھا۔ حالانکہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ کارروائی عمل کثیر ہونے کی وجہ سے مفسد صلوٰۃ ہے کیا مماتی خود کو حنفی نہیں کہتے؟ اگر کہتے ہیں تو سیدہ رضی اللہ عنہا کے اس مسلک کا سہارا لے کر کیا وہ فقہ حنفی سے ٹکرائیں گے؟

حاشیہ بخاری میں ہے:''قال العینی القرآۃ من المصحف فی الصلوٰۃ مفسدۃ عند ابی حنیفة لانه عمل کثیر'' (بخاری ج ۱ ص ۹۶ حاشیہ نمبر ۴)

۲...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں چار رکعت والے فرائض میں اتمام کرتی تھیں، قصر نہ کرتی تھیں۔

(نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۲۴۱)

۳...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خمس رضعات میں حرمت رضاعت کی قائل نہ تھیں۔ (بحوالہ خزائن السنن ج ۱ ص ۵۲۰)

وکیل احناف مولانا عبدالحئی لکھنویؒ کا ارشاد

شرح وقایہ ہر مدرسے میں پڑھائی جاتی ہے۔ جس کا حاشیہ مولانا عبدالحئی لکھنویؒ نے لکھا ہے۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں''انک لا تسمع الموتی ففیه نفی الاسماع لا اسماع صحیحة ان المراد بالموتی ھناک موتی القلوب وھم الکفار لا الاموات العرفیه'' (حاشیہ شرح وقایہ ج ۲ ص ۲۵۴)

آیت:''انک لا تسمع الموتی'' اسماع کی نفی کر رہی ہے نہ سماع کی کیونکہ اس سے مراد مردہ قلوب ہیں جو کفار کے ہیں، نہ کہ عرفی اموات مراد ہے۔

مزید لکھتے ہیں:''وبالجملة لم یدل دلیل قوی علی نفی سماع المیت ادراکه وفھمه وتامله لا من الکتاب ولا من السنة الصحیحة الصریحة دالة علی ثبوتھا له والحق فی ھذا المقام ان ھذا کله من تقریرات المشائخ وتوجیھاتھم تکلفاتھم ولا عبرة بھا حین مخالفتھا للاحادیث الصحیحة وآثار الصحابة الصریحة الخ'' حاصل کلام یہ ہے کہ کوئی دلیل قوی نفی سماع میت پر یا نفی ادراک میت یا نفی فہم میت پر یا میت کے متألم نہ ہونے پر قرآن سے ثابت ہے اور نہ حدیث نبوی سے۔ بلکہ احادیث صحیحہ تو سماع موتی کے ثبوت پر دال ہیں اور حق یہ ہے کہ عدم سماع کی تمام تقریریں مشائخ کی ہیں۔ انہی کی توجیہات اور ان کے تکلفات باردہ ہیں۔ ان تقریرات کا کوئی اعتبار نہ ہوگا جب وہ صحیح احادیث اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف ہوں۔ (ج ثانی ص ۲۵۴ حاشیہ شرح وقایہ)

اب صاحب مکائد ہم پر گرجنے برسنے کی بجائے یا ہمارے فوت شدہ اکابرینؒ پر زبان درازی کرنے کی بجائے ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ کیا علامہ لکھنویؒ کا اس ضمن میں ارشاد قول فیصل کی حیثیت نہیں رکھتا؟

قارئین کرام! یہ قول کسی عام درجے کے عالم دین کا نہیں۔ برصغیر کے اس عظیم حنفی عالم دین کی تحقیق ہے جنہوں نے کئی برس تحقیق و کاوش کی سنگلاخ زمینوں اور خاردار وادیوں میں گزارے۔ جنہوں نے اپنے علم و فضل اور زہد و تقویٰ سے عالم انسانیت میں تحیر انگیز اور عدیم النظیر انقلاب برپا کر دیا۔

علامہ سیوطیؒ سے مفتی محمد شفیع صاحبؒ تک

شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

سماع موتی کلام الخلق معتقد جاءت به عندنا اثار فی الکتب

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ مردے مخلوق کی باتیں سنتے ہیں اس عقیدہ کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے ہمارے پاس کتابوں میں لکھے آثار موجود ہیں۔ (الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۷۴)

اور یہ شعر فیض الباری میں بھی موجود ہے۔ نیز مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں: ''قال شیخنا انور المشائخ فی مشکلات القرآن نظما''

سماع موتی کلام الخلق قاطبة قد صح فيه لنا الآثار فی الکتب

ہمارے شیخ علامہ انور شاہ کشمیریؒ مشکلات القرآن میں ایک نظم پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''مردوں کا مخلوق کی باتوں کو سننا صحیح احادیث سے ثابت ہے جو کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔

قاضی بیضاویؒ کا ارشاد

''وانما شبهوا بالموتیٰ لعدم انتفاعهم بسماع مایتلی علیهم کما شبهوا بالصم فی قوله ولا تسمع الصم الدعا اذا ولّوا مدبرین فان اسماعهم فی هذه الحال ابعد'' اور کفار کو تشبیہ مردوں کے ساتھ صرف عدم نفع میں ہے کہ جو آیات قرآنیہ ان پر پڑھی جاتی ہیں سننے کے باوجود نفع نہیں اٹھاتے جیسا کہ ان کافروں کو بہروں کے ساتھ تشبیہ بھی عدم نفع میں ہے۔ کیونکہ پیٹھ پھیرنے کی حالت میں ان کو سنانا بہت دور کی بات ہے۔ (بیضاوی ج ۲ ص ۱۸۳)

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں

''(انک لا تسمع الموتی) ای تسمعهم شیئا ینفعهم فکذلك هؤلاء علی قلوبهم غشاوة وفی اذانهم وقر الکفر'' (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۷۴) ترجمہ: یعنی آپ ﷺ مردوں کو کوئی چیز ایسی نہیں سنا سکتے جو ان کو نفع دے اسی طرح یہ کافر بھی ہیں کہ ان کے دلوں پر پردے ہیں اور کانوں پر کفر کا بوجھ ہے۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کا ارشاد

''انک لا تسمع الموتی فقالوا معناها لا تسمع سماعا ینفعهم'' آیت (انک لا تسمع) کے متعلق علماء کرام نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ تو ان کو اس طرح نہیں سنا سکتا جس سے ان کو نفع ہو۔ (فتح الباری ج ۳ ص ۳۰۰)

اس آیت کے تحت مندرجہ ذیل علماء ومفسرین نے بھی یہی لکھا ہے کہ کفار کو مردوں سے تشبیہ عدم انتفاع میں دی گئی ہے نہ کہ عدم سماع میں۔

۱...... (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴ ص ۲۹۸) ۲...... (علامہ شیخ معین الدین تفسیر جامع البیان ص ۳۴۴)

۳...... (مرقات ملاعلی قاریؒ ج ۸ ص ۱۱) ۴...... (علامہ بدرالدین عینیؒ مختصر الفتاویٰ ص ۱۸۹)

۵...... (علامہ داؤد حنفی بغدادیؒ، المنحۃ الوہبیۃ ص ۸) ۶...... (علامہ ابن جریر طبریؒ تہذیب الآثار ج ۱ ص ۳۶۱)

۷...... (علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری ج ۷ ص ۱۴۰) ۸...... (حکیم الامت حضرت تھانوی تفسیر بیان القرآن ج ۸ ص ۹۸)

نیز مولانا وحیدالزمان خان صاحب نے بھی لکھا ہے ”انک لا تسمع الموتی“ تو مردوں (یعنی کافروں کو) اسلام قبول نہیں کراسکتا۔ اس آیت سے سماع موتی کی نفی نہیں نکلتی جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خیال کیا۔“
(لغات الحدیث ج ۳ ص ۱۶۳ مادہ، سم)

حافظ ابن حجرؒ نے اس قول سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رجوع ثابت کیا ہے۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۳۸۶)

مماتی ذریت کو چیلنج ہے کہ دنیا کے کسی ایک مفسر کا حوالہ لاؤ جس نے اس آیت کو عدم سماع پر بطور دلیل لیا ہو۔ اگر پیش نہیں کر سکتے تو جھوٹ بول کر اکابرین پر بہتان بازی کر کے اور قرآن وسنت میں تحریف کر کے اپنی عاقبت برباد نہ کرو۔

علامہ سندھیؒ کا ارشاد

سنن نسائی پر علامہ سندھیؒ نے حاشیہ لکھا ہے چنانچہ رقمطراز ہیں: ”وایضاً الآیة فی الکفرة والمراد انک لا تجعلهم منتفعین بما یسمعون منک کالموتی والحدیث لا یخالفه ولا یثبت الانتفاع للمیت وبالجملة فالحدیث صحیح وقد جاء بطریق فتخطئیته غیر متجهة واللہ تعالیٰ اعلم“ اور آیت قرآنیہ کفار کے بارے میں ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ اے نبی اکرم ﷺ آپ ان کفار کو اس بات سے جو آپ سے سنتے ہیں، نفع اٹھانے والا نہیں بنا سکتے مردوں کی طرح اور حدیث قرآن مجید کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ مردوں کے لئے نفع ثابت نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ بالکل صحیح ہے اور دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ پس اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا ان کو غلط کہنا کسی طور ٹھیک نہیں ہے۔ (حاشیہ سنن نسائی ج اول ص ۲۹۳)

مماتی تابوت میں آخری کیل

صاحب مکائد اب ذرا ہوش کے ساتھ مندرجہ ذیل حوالہ پڑھیں۔ آپ کے بزرگ مولانا قاضی شمس الدین صاحب لکھتے ہیں: ”انک لا تسمع الموتی ای الکفار موتی القلوب“ (انوار التبیان ص ۳۹۹)

اس آیت سے مراد کافر ہیں جن کے دل مردہ ہیں۔ لوجی! قاضی صاحب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف میدان میں اتر آئے۔ پاکستان کا کوئی مماتی مولوی ان آیات سے عدم سماع ثابت نہیں کرسکتا۔ دھونس، دھاندلی، دغابازی، فریب کاری اور رنگ برنگی گالیاں تو شاید ان کو ورثے میں ملی ہیں۔ باقی دلائل کی دنیا میں آکر کوئی مماتی سامنا کر سکے۔ یہ آج تک کبھی ہوا ہے نہ قیامت تک ہوگا۔ ان شاء اللہ!

صاحب مکائد کی بدترین جہالت

مولوی خضر حیات صاحب اپنے مجموعہ مکائد میں لکھتے ہیں: علماء کی اصطلاح میں مسائل ضروریہ سے مراد وہ ضروریات دین ہیں جن کا منکر و مووّل دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور جس مسائل سے جہالت بھی عذر نہیں ہوسکتی۔ ہر خاص وعام کے لئے ان کا جاننا اور ماننا ضروری ہے۔ جب کہ عذاب وثواب قبر کی کیفیت اور حیات برزخیہ کی تفصیل ہرگز ان مسائل ضروریہ سے نہیں ہے۔ (الفتح المبین ص ۳۲)

تعارض: صاحب مکائد لکھتے ہیں: ''صاحب شرور اینڈ کمپنی کا عقیدہ قرآن وسنت کے خلاف ہے۔'' (ص ۳۲)

سبحان اللہ! نادان مماتی کی حالت دیکھے کہ ایک ہی صفحہ کی ابتداء میں کہتا ہے: ''یہ مسئلہ ضروریہ نہیں ہے'' اور اسی صفحہ پر لکھ دیا: ''صاحب شرور کا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔'' جناب محقق صاحب جو عقیدہ قرآن کے خلاف ہے تو پھر وہ غیر ضروری کیسے بن گیا؟ اور اگر یہ مسئلہ بقول تمہارے غیر ضروری ہے تو شاہ جی ساری زندگی قائلین سماع کو ابوجہل کا ٹبر (خاندان) کیوں کہتے رہے؟ مولوی خضر حیات صاحب نے کسی اور کے نام سے کتاب لکھ کر چھپنے کی لاکھ کوشش کی۔ مگر چور پکڑا گیا۔ بالکل یہی بات المسلک المنصور کے (ص ۱۹) پر کہی گئی تھی۔ جس کا رد ہم نے تعویذ المسلمین (ص ۱۴) پر کر دیا۔ اب بالکل وہی جاہلانہ چٹکلہ الفتح المبین میں فٹ کر دیا گیا۔

دراصل ''تعویذ المسلمین عن شرور المفسدین'' نے منکرین حیات النبی ﷺ میں بے چینی کی وہ فضا پیدا کر دی ہے کہ بیچاروں کو خود علم نہیں کہ ہم کیا ہانک رہے ہیں۔ دلیل کا جواب دلیل سے ہو تو بھرم رہ جاتا ہے اگرچہ وہ دلیل کمزور ہی کیوں نہ ہو۔ اہل علم اس کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مگر جہاں کتاب وسنت، اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اور تعامل امت کے سامنے جھوٹ، فریب، دھوکہ، گالیاں، گھٹیا زبان، بھدی تحریر، احمقانہ تقریر اور تحریف وتلبیس ہو اس کی کوئی وقعت نہیں ہوتی اور مماتیوں میں یہ سب کچھ تھوک کے حساب سے موجود ہے۔ جاہل ہونا برا نہیں جہالت پر ناز کرنا قابل افسوس ہے۔ اب اس سے بڑھ کر جہالت اور کیا ہوسکتی ہے کہ ایک طرف تو مسئلے کا تعلق کتاب وسنت سے جوڑا جارہا ہے اور دوسری طرف مسئلے کو سرے سے غیر ضروری قرار دیا جارہا ہے اور پھر تعلّی ملاحظہ کیجئے کہ راقم الحروف کے متعلق لکھتے ہیں: ''صاحب شرور نے اپنی جہالت کا خوب مظاہرہ کیا چونکہ اس جاہل مطلق کو نہ تو اصطلاحات علماء سے واقفیت ہے اور نہ ہی بنیادی وغیر بنیادی مسائل کی تمیز ہے۔ (الفتح المبین ص ۳۱)

خدا کی شان تو دیکھئے کہ کلچڑی گنجی
حضور بلبل بستان کرے ہے نو انجی

ہم نے سید عنایت اللہ شاہ صاحب کے متعلق لکھا تھا کہ انہوں نے حضرت نانوتویؒ کی کتاب آب حیات کو کشمیر کے ایک مقام پر جوتوں پر ڈال دیا تھا۔ اب چاہئے تو یہ تھا کہ صاحب مکائد کسی ٹھوس دلیل سے اس کی تردید کرتے۔ مگر چونکہ ضمیر مطمئن تھا کہ قبلہ شاہ صاحب سے ایسی حرکات کا صدور ممکن ہے۔ جواب تو کوئی بن نہ سکا۔ البتہ یوں بھڑاس نکالی ''صاحب شرور جیسے مادر پدر آزاد اپنے سینے کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اولیاء اللہ پر تبرّا کر کے اور جھوٹ بول کر واہیاتی جاہلوں سے کرایہ وصول کرنے کے چکر میں طوق لعنت گلے میں لٹکائے پھرتے ہیں۔'' (ص ۳۲)

ارباب انصاف! یہ ہے مماتی محقق کا جواب۔ صاحب مکائد! ہم آپ کو مادر پدر آزاد نہیں کہتے۔ نہ ہی طوق لعنت آپ کے گلے میں ڈالتے ہیں۔ لیکن حضور یہ تو بتلایئے اولیاء ہوتے کون ہیں؟ کیونکہ جو کچھ ہم نے سن رکھا

ہے وہ اولیاء کے شایان شان بالکل نہیں اور سنی سنائی باتوں کی تشہیر ہمارا شیوہ نہیں اور نہ ہی ہمارا اخلاق اس کی اجازت دیتا ہے۔ ہاں البتہ اتنا ضرور پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ کیا حضرت نانوتویؒ ولی اللہ نہیں تھے؟ اور کل کے کل علماء امت جو قائلین حیات النبی ﷺ ہیں کیا وہ اولیاء اللہ نہیں ہیں؟ تو کیا اولیاء کی کتابوں کی جوتیوں سے تواضع کرنا اوران کو ابوجہل کا خاندان کہنا ولایت ہے؟ ذرا سوچ کر بتلایئے گا۔

صاحب مکائد کی بوکھلاہٹ

''تعویذ المسلمین عن شرور المفسدین'' (ص ۱۵) پر ہم نے چند ایک علمائے دیوبند اوران کی رد بدعات پر لکھی جانے والی کتب کا ذکر کرتے ہوئے دعویٰ کیا تھا کہ یہ سب کے سب علماء حیات النبی ﷺ کے قائل تھے۔ ہماری اس بات نے صاحب مکائد کے پیٹ میں کافی مروڑ پیدا کیا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ''صاحب شرور کا رئیس المناظرین ابن شیر خدا حضرت علامہ سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، مجاہد اہل سنت علامہ عبدالشکور لکھنویؒ، مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ، حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ وغیرہ اکابرین علماء کو اپنے کھاتے میں ڈالنا ایسے ہی ہے جیسے رضا خانی تمام اولیاء اللہ کو اپنا سمجھے بیٹھے ہیں۔ جس طرح رضا خانیوں نے مزارات اولیاء کو تجارت بنا کر اپنی نسبت اولیاء اللہ سے جوڑنے کا اہتمام فرمایا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح صاحب شرور جیسے غالیوں نے اکابرین علماء کے ناموں پر چندے وصول کرنے اور اپنی دوکانیں چمکانے کے لئے ناجائز قبضہ جمانے کی سعی نامشکور فرمائی ہے۔ الخ! (الفتح المبین ص ۳۵)

الجواب و اللہ الموفق للسداد و الرشاد

ہم نے جن علماء کا تذکرہ کیا اگر صاحب مکائد ہماری پوری بحث نقل کرتے تو سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہوتی۔ ابن شیر خدا مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ نے مسئلہ حیات النبی ﷺ پر رسالہ ''دفع العجاج'' تحریر فرمایا ہے۔ امام اہل سنت حضرت لکھنویؒ نے لکھا ہے: ''ہمارے رسول اکرم ﷺ زندہ ہیں اور اپنی قبر اقدس واطہر میں موجود ہیں'' (تفسیر آیات خلافت ص ۲۷) نیز لکھتے ہیں: ''ہمارے نبی کریم ﷺ بھی اپنی قبر اقدس وانور میں موجود ہیں اور ایسی زندگی کے ساتھ کہ اس عالم کی کروڑوں زندگیاں اس پر قربان ہیں۔'' (تفسیر آیات امامت ص ۶)

اور مولانا عبدالغنی پٹیالوی نے ''الجنۃ'' لکھی۔ یہ ایک بدعتی کی کتاب ''التحقیقات لدفع التحریفات'' کا جواب ہے جو المہند کے خلاف لکھی گئی تھی۔ چنانچہ جواب میں مولانا پٹیالوی نے الجنۃ لاہل السنۃ لکھی اوراس میں مسئلہ حیات کے اثبات میں دلائل رقم فرمائے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں: ''محدث گنگوہیؒ نے زبدۃ المناسک میں اور علامہ نانوتویؒ نے مستقل رسالہ آب حیات میں اور شیخ الہندؒ نے حاشیہ ابوداؤد میں اور مولانا سہارنپوریؒ نے شرح ابوداؤد میں اور تھانویؒ نے نشر الطیب میں بھی حضور ﷺ کی جسمی حقیقی حیات کو مدلل ثابت فرمایا ہے۔'' (الجنۃ لاہل السنۃ ص ۶۷ بحوالہ ضرب المہند ص ۱۳۲)

چوتھے نمبر کے بزرگ مولانا محمد منظور نعمانیؒ ہیں جن پر ناجائز قبضہ کرنے کا ہمیں صاحب مکائد نے طعنہ دیا ہے۔ مولانا نعمانیؒ نے ماہنامہ الفرقان لکھنو بابت ربیع الآخر ۱۳۷۸ھ میں ایک مضمون بعنوان ''مسئلہ حیات النبی ﷺ'' لکھا اوراس میں بدلائل ثابت فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بعد از وفات روضہ اطہر میں جسمانی حیات حاصل ہے۔ نیز آپؒ کا دوسرا مضمون ''مسئلہ حیات النبی ﷺ'' کے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ'' ماہنامہ حنفیہ لاہور میں شائع ہوا تھا۔ ملاحظہ ہو۔ (ماہنامہ حنفیہ بابت فروری ۱۹۶۰ء میل روڈ لاہور)

قارئین کرام! مماتیوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا جسم اطہر محفوظ ہے مگر اس میں روح نہیں۔ بے حس وحرکت ہے۔ آپ ﷺ وہاں پڑھے جانے والے صلوٰۃ وسلام کو سماعت نہیں فرماتے اور بقول شاہ صاحب کے ایسا نہ ماننے والے ابوجہل کا خاندان ہیں۔ لوئر کلاس مشرک ہیں، بدعتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اب صاحب مکائد بتائے کہ مذکورہ بالا الفاظ تمہارے ہیں یا ہمارے۔ اللہ کے فضل سے ہم شخصیات کو بلاوجہ کھاتے میں نہیں ڈالتے۔ ہمارے ہاں ایک معیار ہے اگر محض شخصیت پرستی ہوتی تو عین غین کبھی عضو معطل کی طرح الگ نہ کردیئے جاتے۔

بزرگوں پر ناجائز قبضہ کرنے والے کون ہیں؟

اب ہم مندرجہ ذیل ایک حوالہ کی مدد سے ثابت کریں گے کہ بزرگوں کو ناجائز اپنے کھاتے میں ڈالنے والا کون ہے۔ ایک خط کا مضمون ملاحظہ ہو:

پیرومرشد جناب حضرت اقدس مولانا (عبدالقادر) رائے پوری مدظلہم

بعد آداب وسلام کے عرض ہے کہ اس علاقہ میں افواہ پھیل رہی ہے کہ حضرت اقدس مدظلہ مولوی غلام اللہ خان اور سید عنایت اللہ شاہ صاحب کے ہم عقیدہ ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ رسالہ تعلیم القرآن راولپنڈی میں مولوی غلام اللہ خان صاحب نے بھی اعلان کر دیا ہے۔ چنانچہ اس کی تحقیق کے لئے میں حضرت مولانا محمد صاحب لائلپوری کی خدمت میں گیا وہ لاہور تشریف لے گئے تھے۔ حضرت ہم خدام بہت پریشان ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

والسلام مع الاکرام!

احقر صابر علی معرف نیو جنٹلمین واچ کمپنی

لائلپور ۱۹۵۸/۱۰/۳

حضرت رائے پوری کا جواب

از احقر عبدالقادر ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہارا خط ملا کیفیت معلوم ہوئی۔ یہ بات جو تم نے لکھی ہے غلط ہے احقر دیوبندی حضرات کے ساتھ اور انہی کا ہم عقیدہ ہے اور حضرت مولانا محمد صاحب کے ساتھ ہے۔ جو وہ ہیں وہی احقر ہے۔ والسلام!

عبدالقادر ۱۵/ اکتوبر ۱۹۵۸ء ایمپرس روڈ لاہور

(بحوالہ ماہ نامہ دارالعلوم دیوبند انڈیا دسمبر ۱۹۵۸ء)

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

صاحب مکائد بار بار یہ مکتوب پڑھیں اور اپنے کرتوتوں پر ایک نظر ڈالیں۔ ہمیں طعنہ دیا کہ آپ بزرگوں کو ناجائز اپنے کھاتے میں ڈالتے ہیں۔ ہم نے اس الزام کا مدلل جواب دے کر اور حضرت رائے پوریؒ کا مکتوب پیش کر کے ثابت کر دیا کہ اصلی مجرم کون ہے؟

چلی تھی برچھی کسی پہ، کسی کے آن لگی

اب حقیقت بالکل کھل کر سامنے آگئی کہ رضاخانی اور غلام خانی ایک جیسی عادات رکھتے ہیں۔

فاعتبروا یااولی الابصار!

شیخ صفدر کو خراج تحسین

صاحب مکائد مولوی خضر صاحب لکھتے ہیں: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر، علامہ دوست محمد قریشی، حضرت مولانا نورالحسن شاہ بخاریؒ نے جو توحید وسنت پر کتابیں لکھیں۔ ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ الخ! (ص ۳۵)

الجواب الکبیر بعون اللہ الخبیر

لیکن شیخ صفدر مدظلہ نے جو تسکین الصدور، سماع موتی اور الشہاب المبین لکھی اور شاہ صاحبؒ نے جو حیات الاموات لکھی وہ آپ کو ہضم کیوں نہیں ہو رہی ہیں۔ تعجب ہے ایک طرف تو اتنا اعتماد کہ خدمات توحید پر ان کو خراج تحسین پیش کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف اتنی بدتہذیبی کہ تسکین الصدور کا نام پڑھ کر اول فول بکنے لگتے ہیں۔ آپ کی کتاب الفتح المبین اور دیگر کتب پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مماتیوں کے ہاں تہذیب واخلاقیات کو کس طرح کند چھری سے ذبح کیا جاتا ہے۔ بزرگوں سے جو سلوک آپ کر رہے ہیں اس پر تو حیوانیت بھی منہ چھپا لیتی ہے۔ صاحب مکائد نے بالکل ابوجہل والی بات کہی کہ رسول اللہ ﷺ صادق بھی ہیں، امین بھی ہیں، مگر ان کا دعوائے نبوت غلط ہے۔ (معاذ اللہ)

اور مماتی بھی کہتے ہیں کہ شیخ صفدر مدظلہ اور دیگر حضرات موحد بھی ہیں، سنت کے شیدائی بھی ہیں۔ مگر حیات النبی ﷺ کے مسئلہ پر یہ سارے کے سارے غلطی پر اکٹھے ہوگئے۔ (استغفر اللہ العظیم)

صاحب مکائد نے ہمیں یہ بھی طعنہ دیا کہ اگر آپ حب صفدری میں سچے ہیں تو حضرت شیخ صفدر کے بیان کردہ اصولوں کو تسلیم کیوں نہیں کرتے؟ اور یہ کہ ہمارا حب صفدری کا نعرہ ایسا ہے جیسا روافض حب علی کا نعرہ لگاتے ہیں۔ الخ! اجی صاحب غصہ تھوک دیجئے۔

آپ خود نیلوی وعنایتی قانون پس پشت ڈال چلے ہیں۔ مولانا حسین علیؒ کا عقیدہ آپ مسترد کر چکے ہیں۔ مولانا غلام اللہ خانؒ (سابق ٹیچر اسلامیہ ہائی سکول پنڈی) سے بھی آپ کو عداوت ہے اور الزام ہمیں دیتے ہو کہ ہم اپنے بڑوں کی نہیں مانتے۔

محرف کون؟

صاحب مکائد نے استاذ الحدیث مولانا منیر احمد صاحب مدظلہ کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں تمام اکابرین کو احمق اور محرف کہنے سے ذرہ برابر شرم نہیں آئی۔ (ص ۳۷)

مولانا مدظلہم نے یہ بات کب اور کہاں کہی، قیامت تک ثابت نہیں کی جاسکتی۔ ہاں البتہ ہم ثابت کرتے ہیں کہ صاحب مکائد کے علامہ احمد سعید کو گجراتی گروپ نے محرف قرآن کہا ہے۔ یقین نہ آئے تو دیکھ لیجئے خس کم جہاں پاک کا بیک ٹائٹل جہاں یہ سرخی دی گئی ہے: ''تفسیر یا تحریف'' نیز کافروں اور بتوں والی آیات کو انبیاء کرام علیہم السلام پر چسپاں کرنے والوں سے بڑھ کر محرف اور کون ہوگا؟

اعتراف حقیقت

صاحب مکائد نے راقم الحروف کے متعلق لکھا ہے کہ: ''معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کا تعلق لاہور کے کسی مخصوص مقام سے ہے۔'' (ص ۳۸)

جواباً عرض ہے کہ بندہ کا تعلق اللہ کے فضل وکرم سے مسجد ومدرسہ ہے اور اپنے اکابر سے ہے۔ ہمارے نزدیک اس سے افضل اور اخص مقام اور کیا ہوسکتا ہے؟ ہاں صاحب مکائد کی ذہنیت کے مطابق مخصوص مقام کوئی اور ہے تو یہ وہی بہتر جانتے ہیں۔ کیونکہ ''گھر کا بھیدی لنکا ڈھاوے'' مثال مشہور ہے۔ باقی صاحب مکائد کو مشورہ ہے کہ آپ اس پریشانی میں نہ پڑیں۔ فریقین کی کتب پڑھ کر ارباب علم ودانش خود نتیجہ تک پہنچ جائیں گے کہ کون کس مخصوص مقام کا باسی ہے۔

دوسری بات نیلوی شاہ صاحب کے حوالے سے (ص ۳۹) پر لکھی ہے کہ: ''حالانکہ سوائے حضرت نانوتویؒ کے تمام کا اجماع ہے کہ دفن سے پہلے آپ ﷺ کے جسد عنصری اطہر واطیب میں روح مبارک واپس نہیں آئی۔ الخ!''

جان من ہم بھی تو یہی کہتے کہ دفن سے پہلے روح نہیں لوٹی بلکہ بعد از دفن برزخی حیات نصیب ہوئی ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ قاضی شمس الدین صاحب اور نیلوی شاہ صاحب سے لے کر صاحب مکائد تک جتنے بھی مماتی قلم کار ہیں۔ لکھتے وقت خود انہیں علم نہیں ہوتا کہ ہم کیا لکھ رہے ہیں۔ اس لئے ان کی کتابیں پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ علم نام کی کوئی چیز ان میں نہیں۔ بس ''چوں چوں کا مربہ ہے۔''

اور اس کی وضاحت ہم بار بار کر چکے ہیں کہ حضرت نانوتویؒ کا نفس موت میں کوئی اختلاف نہیں۔ کیفیت موت میں تفرد ہے اور خالص ذوقی ووجدانی باتوں کو جاہل اور بدتمیز کیا خاک سمجھیں گے؟

بات پھر وہیں رہی

ہم نے تعویذ المسلمین عن شرور المفسدین میں نیلوی صاحب کے متعلق لکھا تھا کہ وہ نبوت ورسالت فقط روح کی صفت مانتے ہیں جسم کی نہیں۔ اس پر ہم نے چند مثالیں دیں کہ اگر نبوت فقط روح کو کہا جائے تو کیا کیا خرابیاں لازم آتی ہیں۔ مؤلف الفتح المبین المعروف صاحب مکائد نے بڑا زور صرف کیا مگر وہ شاہ صاحب کی جان چھڑا سکے اور نہ ہی اپنی اور بدستور ان کا سرا دکھلی میں ہے۔ صاحب مکائد ادھر ادھر کی ہانکنے کے بعد اپنے مجموعہ مکائد کے (ص ۴۱) پر پھر کہہ بیٹھے کہ: ''رسالت ونبوت دراصل روح کی صفت ہے۔ نہ جسد عنصری مع الروح کی اور موت کا روح کے ساتھ کچھ تعلق نہیں۔'' الخ!

جناب محقق صاحب! پھر میت میت کی رٹ کیوں لگاتے ہو۔ بقول آپ کے نبوت روح کی صفت ہے اور روح پر تو فنا ہے نہیں تو گویا آنحضرت ﷺ پر موت نہیں آئی (معاذ اللہ) باقی صاحب مکائد نے جو ندائے حق کے حوالے سے علامہ آلوسی کی روح المعانی کی عبارت لکھی ہے وہ قطعاً ان کو مفید نہیں۔ کیونکہ اس میں وصف نبوت کے لئے جسم کا انکار نہیں کیا گیا۔ بلکہ پوری عبارت میں جسم کا لفظ ہی نہیں ہے اور نیلوی صاحب نے تو صاف کہا ہے کہ نبوت روح کا نام ہے، جسم کا نہیں۔ بہرحال ''وہی چال بے ڈھبی جو پہلے تھی سو اب بھی ہے'' مؤلف بیچارے سے جواب نہ بن سکا تو سٹپٹا کر یوں اپنے اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ (علامہ آلوسیؒ کی عبارت) صاحب شرور ہیرا منڈی کی مٹھائی سمجھ کر ہڑپ کر گیا۔ مجہول النسب صاحب شرور کیا ہانک رہا ہے۔ وغیرہ! (ص ۴۲)

صاحب مکائد کا ایک لایعنی اعتراض

صاحب مکائد کو کوئی کام کی بات تو کرنی نہیں آتی۔ بس کتاب کا پیٹ بھرنے کے لئے کچھ نہ کچھ بھرتی کر ہی دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''کیا فرماتے ہیں کذاب ثمن اور محرفین کہروڑ پکا دریں مسئلہ کہ آپ کا زرخرید وکیل عذاب قبر میں تین مذاہب بیان کرتا ہے جب کہ آپ حضرات کے شیخ الحدیث (یعنی مولانا سرفراز صاحب مدظلہ) صاحب آٹھ مذاہب بیان کرتے ہیں۔ اب آپ حضرات کو آپ کے چیلے سمیت کذاب اور تقیہ باز سمجھا جائے یا آپ کے شیخ الحدیث صاحب کو؟ (ص ۴۸)

الجواب بعون الملک الوهاب

صاحب مکائد جب بھی بولتے ہیں تو منہ سے غلاظت کے علاوہ کچھ نہیں نکالتے۔ کافر، مشرک، کذاب، دغاباز اور تقیہ باز سے کم درجے پر ان کا پیمانہ نہیں ٹھہرتا۔ یہ اپنی اپنی جبلت اور عادت ہوتی ہے اور اکثر لوگ اپنی بری عادات کے ہاتھوں مجبور ہوتے ہیں۔ حضرت امام اہل سنت شیخ صفدر مدظلہم نے پوری تفصیل کے ساتھ عذاب قبر پر آٹھ مذاہب بیان کئے۔ مثلاً بعض بالکل ہی عذاب کے قائل نہیں، بعض صرف عذاب روح کے قائل ہیں، بعض صرف عذاب جسم کے قائل ہیں۔ وغیرہ اور آٹھویں نمبر پر لکھا ہے: ''قبر میں عذاب وراحت جسم اور روح دونوں سے وابستہ ہے یہ جمہور کا مذہب ہے اور یہی حق ہے۔'' (تسکین الصدور ص ۱۰۳)

ہم نے اس پر تفصیلی کلام نہیں کیا، مختصراً تین مذاہب بیان کئے اور جملہ بنیادی طور پر استعمال کیا۔ یعنی خلاصہ یہی ہے اور تیسرے نمبر پر ہم نے بھی یہی لکھا کہ: ''عذاب قبر جسم اور روح دونوں کو ہوتا ہے۔ تیسرا قول ہی سب سے معتبر ہے اور یہی صحیح تر مذہب ہے۔ (تعویذ المسلمین عن شرور المفسدین ص ۲۳، ۲۴)

صاحب مکائد سے ہمارا سوال ہے کہ مذاہب تین بیان ہوں یا آٹھ؟ مذہب اہل سنت جو ہمارے شیخ مدظلہم نے بیان کیا، کیا ہماری عبارت کا اس سے کوئی ٹکراؤ ہے؟ اعتراض تو تب ہوتا کہ حضرت شیخ مذہب اہل سنت کچھ قرار دیتے ہیں اور صاحب تعویذ المسلمین کچھ۔ جب کہ اس میں قطعاً کوئی تعارض یا اختلاف نہیں ہے۔

ارباب انصاف فیصلہ کریں کہ کذاب اور محرف کون ہیں۔ نیز تقیہ بازی روافض سے کہاں منتقل ہورہی ہے۔ ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی!

حافظ ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ

ہم نے تعویذ المسلمین میں علامہ ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد خاص حافظ ابن قیمؒ کے متعلق ملا علی قاریؒ کے حوالے سے لکھا تھا کہ یہ دونوں اہل سنت والجماعت کے بزرگ اکابر ہیں۔ اس عبارت کو پڑھ کر صاحب مکائد پھڑک اٹھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''صاحب شرور سے گزارش ہے کہ اپنی اس بات پر قائم رہیں اور ارتداد سے بچنے کی کوشش فرمائیں۔ توسل، شد رحال اور استشفاع میں ان اکابرین اہل سنت کا انکار کر کے اہل سنت سے بھاگ ہی نہ جائیں۔ الخ!'' (الفتح المبین ص ۵۳)

یہ بالکل بیجان اعتراض ہے۔اہل علم جانتے ہیں بعض مسائل میں ان حضرات کے تفردات بھی ہیں۔ہم ان کے تفردات کو قبول نہیں کرتے اور نہ ہی ایسے تفردات سے یہ دونوں قابل احترام شخصیت اہل سنت سے خارج ہوتی ہیں۔مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری حیات النبی ﷺ کے نہ صرف قائل بلکہ اس موضوع پر کتاب کے مصنف تھے اور قائلین حیات کو آپ طرح طرح کی گالیاں دیتے ہیں۔بایں ہمہ فیصل آباد سے شائع ہونے والی مماتیوں کی کتاب ''نفی سماع موتی'' میں شاہ صاحب کو امام اہل سنت لکھا گیا ہے۔ملاحظہ ہو (نفی سماع موتی صفحہ آخر)

اب فیصل آبادی مماتیوں کو گجرات کے شاہ جی کیسے قبول کریں گے جن کے نزدیک یہ سب لوئر کلاس مشرک ہیں۔(العیاذ باللہ تعالیٰ)

جھوٹ اور حماقت کس کی؟

صاحب مکائد نے ''صاحب شرور کا ایک اور بڑا جھوٹ'' کے تحت لکھا ہے:''صاحب شرور لکھتا ہے مؤلف صاحب فرماتے ہیں کہ بدن عنصری کے ساتھ حیات کے اتصال کا مسلک رکھنے والے قرآن وسنت سے جاہل اور ناواقف ہیں۔''ہم صاحب شرور لاہوری، صاحب فتور ٹامنی اور صاحب قصور کھروڑی اور ان کے حواری بزمی حضرات کو ببانگ دہل چیلنج کرتے ہی کہ آپ کے زرخرید وکیل نے جو یہ عبارت مؤلف المسلک المنصور (گویا مؤلف الفتح المبین خود کو کہہ رہے ہیں۔سلفی) کے ذمہ لگائی ہے۔المسلک المنصور کتاب سے یہ الفاظ نکال کر دکھائیں۔'' (مکائد ص ۵۴)

الجواب الرضی بعون اللہ القوی

(المسلک المنصور ص ۲۲) پر یہ عبارت ہے:''جو لوگ عذاب وثواب قبر اور اس کے ادراک کے لئے اعادہ روح جسد عنصری میں یا روح کا تعلق حیات بایں معنی کہ بدن عنصری میں حیات حقیقی پیدا ہو جائے شرط قرار دیتے ہیں وہ قرآن وسنت اور مذہب اہل سنت سے جاہل وناواقف ہیں۔'' الخ ہم نے جو تعویذ المسلمین میں عبارت کا حاصل معنی دیا ہے اس میں اور مندرجہ بالا عبارت میں کیا فرق ہے؟ حیرت ہے کہ الفتح المبین کے مؤلف کو علم نہیں ہوتا کہ میں المسلک المنصور میں کیا گل کھلا آیا ہوں۔بہرحال شرور، فتور اور قصور تینوں آپ کے ہیں۔دراصل مولوی صاحب اتنے بوکھلا گئے ہیں کہ انہیں خود سمجھ نہیں آرہی میں کیا لکھ رہا ہوں۔پاگل پن کی انتہاء دیکھئے کہ المسلک المنصور کے حوالے سے ہماری پیش کردہ جس عبارت کو جھوٹ کہہ رہے ہیں وہی عبارت الفتح المبین میں پھر پیش کردی۔ (الفتح المبین ص ۵۶)

سچ ہے: دروغ گورا حافظہ نباشد!

کتاب آیات بینات اور صاحب مکائد کی فضول گوئی

ہم نے تعویذ المسلمین میں علامہ محمود آلوسیؒ کے فرزند نعمان آلوسیؒ کے رسالہ آیات البینات کے متعلق کہا تھا کہ غیر معتبر رسالہ ہے۔کیونکہ نعمان آلوسی حنفی نہیں تھے اور یہ کہ رسالہ ان کی وفات کے بعد لکھا گیا۔چنانچہ صاحب مکائد اس پر گرجتے ہوئے رقم طراز ہیں۔معلوم نہیں کہ صاحب شرور اس مقام پر اپنے مذہب پر اعتماد کیوں نہیں کرتا۔جب مذہب

ان کا یہ ہے کہ مردے قبروں میں حیات دنیوی، حقیقی کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں، زائر کو دیکھتے پہچانتے ہیں، سفارشیں کرتے ہیں اور ہرایک کے کلام کو سنتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں۔ حتی کہ صاحب شرور کے ایک بزرگ نے یہاں تک لکھ مارا کہ غالیوں کا ایک مردہ کفن چور کے پیچھے بھاگتا ہوا گھر میں جا گھسا اور سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو بیٹا بھی دیا۔

عادات وخصائل سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید صاحب شرور کا تعلق اسی نسل سے ہے۔ اگر صاحب شرور محسوس نہ فرمائیں تو کیا سوال کر سکتے ہیں کہ جب آپ کے نزدیک مردے یہ سب کام کرتے ہیں تو اگر نعمان بن آلوسیؒ نے بعد از وفات ایک رسالہ لکھ دیا تو آپ کے مذہب پر کون سا استحالہ لازم آتا ہے۔ الخ (مکائد ص ۴۷)

الجواب: صاحب مکائد نے لایعنی اور گھٹیا زبان وقلم سے صفحات تو سیاہ کر دیئے ہیں مگر جواب دینے سے قاصر ہی رہے۔ برزخ کے اندر حیات حقیقی، دنیوی اور نمازوں کا پڑھنا صرف خاصہ انبیاء ہے اور اس کا بھی مطلب فقط اتنا ہے کہ دنیا والے جسموں میں ارواح ہوتی ہیں اور بطور تلذذ کے وہ نماز پڑھتے ہیں نہ کہ تکلف کے۔ عام انسانوں کو برزخ میں جو حیات ملتی ہے وہ فقط اتنی کہ ارواح کو راحت وعذاب ہو تو اجسام محسوس کرتے ہیں اور شہداء کی حیات ان سے افضل ہے۔ پھر انبیاء علیہم السلام کی حیات تو ان سب سے افضل ہے۔ کیونکہ برزخ میں مختلف درجات ہیں۔ باقی مردے کا قبر سے لوٹ آنے والے واقعہ پر جو صاحب مکائد نے مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ کا مذاق اڑایا ہے۔ انتہائی بھونڈی حرکت ہے۔ کیونکہ ہم تعویذ المسلمین میں یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ یہ واقعہ قاضی صاحبؒ نے علامہ ابن جوزیؒ کی کتاب المنتظم سے لیا ہے۔ اب اگر گندگی پھینکنی ہی ہے تو اسلاف پر پھینکو۔ مگر قاضی زاہد الحسینیؒ کے نام سے مماتی ذریت اس لئے خفا ہے کہ میدان تحریر میں اس خناس طبقے کی تردید میں پہلی اینٹ شاید انہوں نے رکھی تھی اور ''رحمت کائنات'' لکھ کر ان کے مذمومہ اور تراشیدہ عقیدے کا بھانڈا بیچ چوراہے پھوڑ دیا تھا۔

کتاب رحمت کائنات پر اکابرین کا اعتماد

منکرین حیات النبی ﷺ اور خصوصاً صاحب مکائد مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ کے نام سے اس لئے خائف ہیں کہ آپؒ نے فتنہ مماتیت کا تعاقب کر کے صحیح معنوں میں شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے شاگرد ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ چونکہ شیخ مدنیؒ کے تلامذہ وخلفاء ہر فتنہ کے خلاف ننگی تلوار ہیں۔ لیکن سورج پر تھوکنے سے منہ تھوکنے والے کا ہی بگڑتا ہے۔ رحمت کائنات مقبول بارگاہ نبوی کتاب ہے۔ چنانچہ حضرت قاضی زاہد الحسینی نے لکھا ہے کہ: ''نومبر ۱۹۵۷ء ایبٹ آباد اپنے مکان میں عشاء کی نماز سے قبل استراحت میں تھا کہ رسالت مآب ﷺ کی زیارت سے اللہ تعالیٰ نے مشرف فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہاری کتاب کو نئی ترتیب دے کر انبیاء علیہم السلام کی مجلس میں پیش کروں گا۔''

یہ ایک عظیم بشارت ہے جو صاحب کتاب کو بارگاہ رسالت ﷺ سے ملی اور یہ اسی برکت کی ایک جھلک ہے کہ اس کتاب کے تقریباً چودہ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور یوں حیات النبی ﷺ کے جلوؤں سے اہل ایمان جلاء پا رہے ہیں۔ جو کتاب امام الانبیاء ﷺ کی نظر کیمیا میں مقبول ہو چکی ہے۔ وہ انبیاء علیہم السلام کے علمی ورثاء یعنی علماء کرام کی نگاہوں میں کیوں نہ جچے گی۔ وقت کے جہاندیدہ روزگار مشائخ اور علم وعرفان کے بے تاج شہنشاہوں نے اس کتاب کو کیسا پایا؟ اور تحسین وآفرین کے کیسے ڈونگرے برسائے۔ ایک جھلک ملاحظہ کریں۔

سرتاج الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا: ''میرا یقین ہے کہ اس مسئلہ میں حق تلاش کرنے والوں کو اس گلدستہ سے یقین کامل ہوجائے گا کہ حضور انور ﷺ کی حیات طیبہ جیسے سطح زمین پر تھی ویسے ہی مزار اقدس میں ہے۔''

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے فرمایا: ''رحمت کائنات کے دو عدد نسخے پہنچ کر موجب احسان ہوا۔''

علامہ شمس الحق افغانیؒ نے فرمایا: ''مطالعہ کرکے دل خوش ہوا اور آپ کو دعائیں دیں۔''

مفسر قرآن مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے فرمایا: ''مولانا زاہد الحسینی صاحب نے نہایت نافع اور مفید تحقیقات جمہور اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق جمع کردی ہیں۔''

حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ (بانی خیر المدارس ملتان) نے فرمایا: ''اس کتاب کے مطالعہ کی برکت سے احقر اپنے قلب میں محبت نبوی ﷺ میں اضافہ محسوس کرتا ہے۔

نیز مولانا محمد انوری صاحب تلمیذ مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو بحالت خواب اس کتاب کی اشاعت پر خوش دیکھا۔'' اس کے علاوہ مولانا قاری محمد طیبؒ صاحب، حضرت مولانا بدر عالمؒ اور حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ نے بھی بے حد خوشی کا اظہار فرمایا اور مکتوبات کے ذریعے صاحب کتاب کی دلجوئی فرمائی۔

قارئین کرام! کتاب رحمت کائنات کی ابتداء میں ان تمام بزرگوں کے تاثرات اور آراء پڑھ کر اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اہل علم نے مسئلہ حیات النبی ﷺ کی توضیح وتشریح پر مشتمل تحریر کو کتنا پسند فرمایا۔ اب مماتی مؤلف جو نہایت چرب زبانی کے ساتھ مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ پر طنز کررہا ہے۔ کیا درحقیقت وہ ان تمام مشائخ دیوبند کو مذاق کا نشانہ نہیں بنا رہا؟ کیا اب بھی اس بدنصیب ٹولے کو دیوبندی کہلوانے کا حق ہے؟

خامہ انگشت بدنداں ہے، اسے کیا لکھئے　　　ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے؟

میت کا زائر کو دیکھنا مولانا حسین علیؒ کا عقیدہ ہے

صاحب مکائد نے ہمیں طعنہ دیا کہ ہم اس کے بھی قائل ہیں کہ مردے زائر کو پہچانتے ہیں۔ مؤلف صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ ہم تو قائل ہیں یا نہیں ہیں۔ مولانا حسین علی واں بھچرویؒ ضرور قائل ہیں۔ جن کے نام پر تم نے اپنی جعلی دوکان چمکا رکھی ہے اور جن سے سید عنایت اللہ شاہ صاحب کو دین سمجھ آیا تھا (حضرت کشمیریؒ سے نہ آیا) ہم نے اپنی کتاب ''لطمۃ الحق'' کے اندر بھی حوالہ پیش کیا اور اب پھر پڑھ لیجئے۔ مولانا حسین علیؒ اپنی زندگی کی آخری کتاب ''تحریرات حدیث'' میں لکھتے ہیں: ''ونؤمن بان المیت یعرف من یزورہ اذا اتاہ واکدہ یوم الجمعۃ بعد الطلوع الفجر قبل طلوع الشمس'' اور اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ جب میت کے پاس کوئی شخص زیارت کرنے کو آتا ہے تو وہ اس کو پہچان لیتی ہے۔ خصوصاً جمعہ کے دن طلوع فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے۔　　　(تحریرات حدیث ص ۲۵۷ مطبوعہ یونین پرنٹنگ پریس ملتان، باہتمام محبوب احمد اویسی مینجر)

جی صاحب مکائد اب ذرا ہمت کیجئے اور ایک عدد فتویٰ مولانا حسین علیؒ صاحب پر داغ دیجئے۔

ویسے آپ سے پہلے مولانا محمد حسین نیلوی شاہ صاحب ان کو ملحد کہنے کی ہمت کرچکے ہیں۔ نیلوی صاحب

لکھتے ہیں: ''ان مسئلة سماع الموتى واجابتهم ومعرفتهم مختلق للملحدين'' بلاشبہ سماع موتی اوران کے جواب دینے اوران کی معرفت کا مسئلہ ملحدین کا گھڑا ہوا ہے۔ (شفاء الصدور ص ۱۸۵)

قارئین کرام! اب آپ فرمائیں کہ ہم اس پر کیا تبصرہ کریں؟ مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب کو دین کی جہاں سمجھ آئی ہے (خس کم جہاں پاک ص) وہاں تو بقول مولانا نیلوی کے الحاد ہے۔ ذرا صاحب مکائد بھی تفکر فرما کر ہمیں جواب باصواب سے مستفید کریں کہ کون سچا ہے؟ حضرت واں بچھروی فرماتے ہیں: میت زائر کو شناخت کرتی ہے۔'' حضرت نیلوی فرماتے ہیں: ''ایسا کہنے والے ملحدین ہیں'' اور آپ نے بھی ہمیں طعنہ دیا۔ اب آپ کے اپنے جوتوں میں دال بٹ رہی ہے۔ کوئی درمیان کی راہ نکال کر آگاہ فرمائیں۔ شکریہ!

باقی رسالہ الآیات البینات کے غیر معتبر ہونے پر صرف یہ دلیل نہیں کہ یہ نعمان آلوسیؒ کی وفات کے بعد لکھا گیا بلکہ اس میں حوالوں کے اندر بھی خیانت اور تحریف کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ ہم نے ضرب المہند کے حوالے سے تعویذ المسلمین میں لکھا ہے کہ: ''فتح الباری، مراقی الفلاح، حاشیہ طحطاوی سے عدم سماع موتی نقل کیا گیا ہے۔ حالانکہ مذکورہ تمام کتب میں سماع موتی کو ثابت کیا گیا ہے۔''

صاحب مکائد کا فرار

صاحب مکائد اس کا کوئی جواب دینے کی جرات نہ کرسکے اس کے علاوہ الآیات البنات کے اندر ابن ملک حنفیؒ (۸۰۱ھ) کا حوالہ نقل کرنے میں بھی دیانت کا مظاہرہ نہیں کیا گیا۔ انہوں نے حدیث: ''انه ليسمع قرع نعالهم اذا انصرفوا'' کا جو معنی اور تشریح کی ہے اس کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح روح المعانی کا حوالہ بھی صحیح نہیں دیا گیا۔ ان تمام حقائق کا جواب دینے کی بجائے ذاتیات پر اتر آنا، گھٹیا زبان استعمال کرنا، فوت شدگان بزرگوں کو سب و شتم کا نشانہ بنانا، بازاری لہجہ استعمال کرنا اور بات بات پر دوسرے کو جاہل، دھوکہ باز اور شریر کہنا۔ کیا یہ اہل علم کی شان ہے؟

اب یہ بات یقینی ہے کہ خیر المدارس میں سید صاحب کے تھپڑ سے لے کر صاحب مکائد کی گالیوں تک نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ براہین نام کی کوئی چیز ان کے پلے نہیں ہے۔ مؤلف مجموعہ مکائد کہتے ہیں۔ پھر المہند علی المفند بھی تو مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کی وفات کے بعد چھپی ہے۔ اس کے متعلق تو آپ کہتے ہیں کہ کتاب کا مصنف کی وفات کے بعد چھپنا غیر معتبر ہونے کی دلیل نہیں ہے تو پھر آیات بینات کیسے غیر معتبر ہوگئی۔ الخ!

حالانکہ جاہل مؤلف نے ہمارا مدعا سمجھا ہی نہیں ہے۔ آیات بینات نعمان آلوسیؒ کی وفات کے بعد لکھی گئی ہے اور ان کے نام سے منسوب کی گئی ہے اور اگر بالفرض وہ خود بھی لکھتے تو ہمیں پریشانی نہ تھی اور اس کے غیر معتبر ہونے پر ہم گزشتہ سطور میں بھی اور تعویذ المسلمین میں بھی کلام کر چکے ہیں۔ المہند تو ایک اجماعی دستاویز ہے۔ مشائخ دیوبند کی اور اکابرین کے اس پر دستخط موجود ہیں۔ اگر حضرت سہارنپوریؒ فوت ہو گئے تھے تو حضرت تھانویؒ، مفتی محمد کفایت اللہ وغیرہم مشائخ تو موجود تھے۔ ہم صاحب مکائد اور ان کی پوری جماعت کو چیلنج کرتے ہیں کہ جب سے شاہ صاحب مسئلہ حیات النبی ﷺ کے انکاری ہوئے ہیں۔ ان سے پہلے کسی ایک عالم کا قول پیش کر دکھاؤ جنہوں نے المہند پر عدم اعتماد کیا ہو؟ سوائے مٹھی بھر چند شریروں کے آج تک سب کے سب اہل سنت اس پر اعتماد کرتے ہیں اور اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لہٰذا صاحب مکائد کا اس کو الآیات البینات پر قیاس کرنا نری حماقت ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

اعادہ روح

ہم نے اپنی کتاب تعویذ المسلمین عن شرور المفسدین میں لکھا ہے کہ علامہ سعد الدین تفتازانی کی عبارت ''هذا لا يستلزم اعادة الروح'' پر علامہ فرہارویؒ نے گرفت کی ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ صحیح احادیث صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہیں کہ سوال کے وقت جسم میں روح لوٹا دی جاتی ہے۔ اس پر صاحب مکائد واویلا کرتے ہوئے اور علامہ خالد محمود مدظلہم جیسے محقق و مفکر کو اخباری ملا کہہ کر استہزاء کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''علامہ فرہاروی جس اعادہ کی بات کرتے ہیں وہ بھی آپ کو قطعاً مفید نہیں۔ کیونکہ علامہ فرہارویؒ ایسے اعادہ کے قطعاً قائل نہیں جس سے بدن عنصری میں حیات دنیوی، حقیقی، حسی پیدا ہو جائے۔'' (مجموعہ مکائد ص ۶۹)

<u>الجواب</u>: علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ کی عبارت بالکل بے غبار ہے کہ اعادہ روح وقت سوال مذہب اہل سنت ہے اور مزید فرماتے ہیں: ''وهو ان الاحاديث الصحيحة ناطقة بان الروح يعاد في الجسد عند السؤال'' احادیث صحیحہ صاف اعلان کر رہی ہیں کہ سوال کے وقت روح جسم کی طرف لوٹائی جاتی ہے۔ (نبراس ص ۳۲۲)

صاحب مکائد یہ کہہ کر جان چھڑانا چاہتے ہیں کہ علامہ فرہارویؒ جس اعادہ کے قائل ہیں وہ آپ کو مفید نہیں۔ چلو اعادہ کی جس قسم کے وہ قائل ہیں وہ تم بتا دو مگر آگے صاحب مکائد بالکل خاموش ہے بلکہ ان کے تمام بڑے اعادہ روح کے متعلق اکابرین اہل سنت کی عبارات دیکھ کر مرغ بسمل کی طرح تڑپتے ہیں۔ اعادہ روح کے متعلق مماتیوں کی تضاد بیانیاں ملاحظہ ہوں۔

اعادہ روح اور سجاد بخاری صاحب

جمعیت اشاعت التوحید کے ترجمان جناب ماسٹر سجاد بخاری صاحب لکھتے ہیں: ''مومنین کی روحیں عنصری بدنوں میں نہیں ہوتیں بلکہ مثالی بدنوں میں ہوتی ہیں۔'' الخ! (اقامۃ البرہان ص ۹۹)

''قرآن مجید کی یہ نص صریح اعادہ روح مفہوم مذکور کو باطل ٹھہراتی ہے۔'' (اقامۃ البرہان ص ۱۵۸)

''نکیرین کے وقت بدن میں روح کا اعادہ کسی قطعی دلیل سے ثابت نہیں۔'' (اقامۃ البرہان ص ۲۵۷)

نیز شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان نے بھی لکھا ہے: ''ارواح کا ابدان میں اعادہ نفخ ثانیہ پر ہوگا۔'' (جواہر القرآن ص ۱۹۴)

مولانا محمد حسین نیلوی کا اعادہ روح کے متعلق انکار

اس جسد عنصری میں بعد از دفن دوبارہ روح کا آنا اور میت کا قبر میں زندہ ہونا یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ (ندائے حق ج ۱ ص ۱۷۴)

مولانا نیلوی کا اعادہ روح کے متعلق اقرار

مولانا نیلوی انکار اعادہ روح کے بعد رقمطراز ہیں: ''میت صرف قبر کے عذاب وثواب ہی کو محسوس کرنے کی قدر زندہ کیا جاتا ہے۔'' (ندائے حق ج ۱ ص ۱)

''تمام اہل سنت والجماعت اس پر متفق ہیں کہ قبر یعنی عالم برزخ میں میت کی طرف حیات اور زندگی واپس آجاتی ہے۔ کرامیہ اوران کے موافقین اس بارے میں مذہب اہل سنت والجماعت کے مخالف ہیں۔'' (ندائے حق ج۱ص۱۸۴)

''بعداز موت حیات ثانیہ برزخیہ میں کسی کا اختلاف نہیں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے۔ اس حیات برزخیہ کا انکار قطعیات ومحکمات کا انکار ہے۔'' (ندائے حق ج۱ص۱)

''اللہ تعالیٰ قبر میں میت کی طرف دوبارہ ایک خاص قسم کی حیات دے دیتے ہیں اور دیتے بھی اسی قدر ہیں کہ جتنے سے دکھ یا سکھ محسوس کر سکے۔'' (ندائے حق ج۱ص۱۹)

قارئین کرام! سجاد بخاری صاحب اور مولانا غلام اللہ خان صاحب کی عبارات کو بغور پڑھیئے۔ نیز مولانا نیلوی کی پہلی عبارت کو پڑھیئے اور بعدازاں دوسری عبارات کو پڑھیئے کہ کہیں یہ اعادہ روح کا انکار کرتے نظر آتے ہیں اور کہیں اقرار۔ صاحب الفتح المبین ذرا اپنے علمی جملے ''بول علی القول'' کا جائزہ لے بتائیں کہ یہ عادت کہیں آپ کے اپنے گھر میں نہ پائی جاتی ہو۔

اشاعت التوحید میں ماسٹیر کی بھرتی

ہم نے تعویذ المسلمین میں شیخ القرآن صاحب کے متعلق لکھا تھا کہ ابتداءً وہ اسلامیہ ہائی سکول میں ٹیچر تھے۔ لہٰذا مماتیوں کو حضرت اوکاڑویؒ کو طنزاً ماسٹر کہنے کا حق نہیں ہے۔ صاحب مکائد اپنی کتاب الفتح المبین میں اپنی عادت سے باز نہیں آئے اور پھر حضرتؒ کے متعلق نازیبا جملوں کا استعمال کیا۔ یہ حضرت اوکاڑویؒ کی کرامت ہے کہ جب ہم نے مزید غوروخوض کیا تو اشاعۃ التوحید میں اچھے خاصے ماسٹرز برآمد ہو گئے۔ مثلاً

ماسٹر سجاد بخاری صاحب

مولانا حسین علی واں بھچرویؒ کی سوانح حیات میاں محمد الیاس نے لکھی ہے۔ اس میں سید سجاد بخاری صاحب کے متعلق لکھا ہے: ''انہوں نے محنت شاقہ سے انگریزی زبان سیکھی اور دو ایک سکولوں میں انگلش ٹیچر کی حیثیت سے کام کیا۔ الخ!'' (مولانا حسین علی، شخصیت، کردار، تعلیمات ص ۳۴۷)

ماسٹر محمد حسین نیلوی صاحب

مولانا محمد حسین نیلوی شاہ کے متعلق میاں الیاس صاحب اپنی اسی کتاب میں تحریر کرتے ہیں: ''کچھ عرصہ موچھ (ضلع میانوالی) کے ہائی سکول میں ٹیچر رہے۔ اس کے بعد وہاں سے چوکیرہ آگئے اور تقریباً گیارہ سال تک وہاں تدریس کی۔'' (سوانح مولانا حسین علی ص ۳۵۶)

ماسٹر عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری

شاہ صاحب کی سوانح حیات انہی کے ایک ہمنام عنایت اللہ گجراتی نے لکھی ہے اس میں لکھا ہے: ''اور سکول میں فارسی پڑھنے والے بچوں کو آپ ہی پڑھایا کرتے تھے۔ الخ!'' (سوانح حیات ص ۲۹)

ماسٹر غلام اللہ خان صاحب

شیخ القرآن کی سوانح حیات مولانا عبدالمعبود صاحب نے لکھی ہے جن کو صاحب مکائد نے مستور الحال کا خطاب دیا ہے۔ مولانا عبدالمعبود صاحب کی مرتب کردہ سوانح شیخ القرآن منکرین حیات کو اس لئے قبول نہیں کہ مرتب نے اس میں حقیقت پسندی سے کام لیا ہے۔ کئی ایک حقائق کے علاوہ ان کو ماسٹر بھی ثابت کیا ہے کہ وہ راولپنڈی کے ایک ہائی سکول میں ٹیچر رہے۔ الخ! (مزید تفصیل کے لئے تعویذ المسلمین عن شرور المفسدین ص ۱۹۳)

قارئین کرام! خود اندازہ کریں کہ ماسٹر ایک مقدس پیشہ ہے، ہم قطعاً حقارت یا طنز کے طور پر ان حضرات کو ماسٹر ثابت نہیں کررہے بلکہ احمق لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کہ اگر مولانا محمد امین صفدرؒ کو ماسٹر کہہ کر ان کے علم وفضل کا انکار کیا جاسکتا ہے تو ان پرانے ماسٹرز حضرات کے علم وفضل کا جنازہ کیوں نہیں نکلتا؟

قارئین کرام! بات اعادہ روح سے چلی تھی درمیان میں ماسٹروں سے پالا پڑ گیا۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں: ''ان الاحادیث مصرحة باعادة الروح الی البدن عندالسؤال'' (شرح الصدور ص ۶۰)

علامہ سلفی کا ارشاد پڑھیں: ''عودالروح الی الجسد فی القبر ثابت علی الصحیح لجمیع الموتی'' (بشریٰ کئیب ص ۹۷)

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: ''ان سائر الاحادیث الصحیحة المتواترة تدل علی عودالروح الی البدن'' (شرح حدیث النزول ص ۸۲)

تمام احادیث صحیحہ متواترہ روح کے بدن میں اعادہ پر دلالت کرتی ہیں۔ علامہ ابن تیمیہؒ کے اس قول کی تائید ابن قیمؒ نے کی ہے۔ (ملاحظہ ہو کتاب الروح ص ۶۲)

مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ کا ارشاد گرامی

قارئین کرام! اعادہ روح مذہب اہل سنت ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں، اگر ہم علمائے متقدمین کی عبارات لکھنے بیٹھ جائیں تو اندیشہ طوالت ہے۔ سطور بالا میں چند ایک عبارات پیش کرنے کے بعد مفتی اعظم ہند کا ارشاد پڑھئے۔

''میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس قدر حیات اس میں ڈالی جاتی ہے کہ وہ آرام یا تکلیف کو محسوس کرسکے۔'' (کفایت المفتی ج ۱ ص ۱۹۶)

آیت عہد الست اور صاحب مکائد کی نادانی

ہم نے تعویذ المسلمین (ص ۴۰) پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آل فرعون روح اور جسم دونوں کو کہا جاتا ہے۔ دنیا میں آل فرعون ارواح مع الاجسام کے غرق ہوئے۔ قیامت کے دن عذاب بھی ارواح واجسام دونوں پر مرتب ہوگا تو درمیان میں جو برزخی زندگی ہے یہاں عذاب صرف ارواح پر کیوں ہے؟ اجسام شریک

کیوں نہیں؟ آیت قرآنی: ''النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا آل فرعون اشدالعذاب'' میں تینوں عالم کے عذاب کا ذکر ہے۔ اس کا جواب مولوی خضر صاحب سے بالکل نہ بن سکا۔ آئیں بائیں شائیں کرنے کے بعد یہ آیت اور اس کے تحت لکھتے ہیں: ''واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم وذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی شھدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ھذا غافلین'' آیت مذکورہ میں جس میثاق کا ذکر ہے وہاں پر اوکاڑوی اینڈ کمپنی کے اجسام عنصریہ موجود تھے یا ارواح؟ اور اگر کوئی سوال کرے کہ ذریت سے مراد آپ حضرات کے نزدیک روح اور جسد دونوں ہوتے ہیں جب کہ روز میثاق ماسٹر اوکاڑوی اینڈ کمپنی کے اجساد عنصریہ موجود نہیں تھے۔ لہٰذا ماسٹر اوکاڑوی اینڈ کمپنی ذریت آدم سے خارج ہے تو کیا ارشاد ہوگا۔؟ (الفتح المبین ص ۹۷)

الجواب: سب سے پہلا ارشاد تو یہ ہوگا کہ صاحب مکائد انتہائی نکھٹو اور نکمے ہیں اور دوسرا ارشاد یہ ہوگا کہ عصر ہذا کے معتزلین کے جملہ اکابر واصاغر کی تحقیقات دریا برد کردینے کے قابل ہیں۔ اگلا ارشاد ملاحظہ کریں اور اپنی جہل وکذب والی مرض کی دوا کریں۔ سب سے پہلے آیت کا ترجمہ دیکھیں: ''اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں میں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان کی جانوں پر اقرار کرایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں بولے ہاں ہم اقرار کرتے ہیں۔ کبھی کہنے لگے کہ قیامت کے دن ہم کو تو اس کی خبر نہ تھی۔ (اعراف: ۱۷۲)

قارئین کرام! اس آیت میں اس عہد کا ذکر ہے جو تمام بنی آدم سے ان کی اس دنیا میں پیدائش سے پہلے عالم ارواح میں لیا گیا تھا۔ انسان دراصل روح کا نام ہے جس کو بدن کچھ مدت تک رہنے کے لئے ملا ہے۔ بدن یا نفس چونکہ اس دنیا کی چیز ہے اس لئے وہ اسے دنیا کی طرف کھینچتا ہے۔ لیکن روح عالم بالا سے تعلق رکھتی ہے اور اس میں فطری طور پر اپنے رب کی پہچان موجود ہے۔ اگر بدن خواہشات سے پاک وصاف ہوجائے تو اپنے رب کی طرف مائل ہوتی ہے۔ اس لئے بدن اور روح کی کشمکش جاری رہتی ہے اور انسان اکثر بدنی آرام وآرائش کے خیال میں پھنس کر روح کے تقاضوں سے غافل ہوجاتا ہے۔ اس غفلت کو زائل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول بھیجے جاتے ہیں اور وہ اس کو بتاتے ہیں کہ بدن ایک عارضی چیز ہے اور روح ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ روح میں تو فطری طور پر خداشناسی موجود تھی۔ پھر روح محض سے عہد کیوں لیا گیا؟ اور اسی سوال کا جواب نہ پاکر معتزلی محقق صاحب مکائد بغلیں بجانے لگا کہ جب بقول ہمارے آل کا اطلاق روح وجسم دونوں پر ہوتا ہے تو اس آیت میں ذریت کا اطلاق صرف روح پر ہے۔ کیونکہ اجسام وہاں تھے نہیں۔

صاحب مکائد بگوش ہوش سن لے ذریت آدم سے مراد صرف ارواح نہیں۔ دونوں مراد ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ ہر عالم میں کیفیات نوعیات مختلف ہوتی ہیں۔ مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع صاحبؒ کا ارشاد ملاحظہ ہو: ''قرآن مجید میں اس سب ذریت آدم سے اپنی ربوبیت کا اقرار لینے میں اس کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ یہ ذریت آدم جو اس وقت پشتوں سے نکالی گئی تھی صرف ارواح نہیں تھیں بلکہ روح اور جسم کا ایسا مرکب تھا جو جسم کے لطیف ترین ذرات سے بنایا گیا تھا۔ کیونکہ ربوبیت اور تربیت کی ضرورت زیادہ تر وہیں ہوتی ہے جہاں جسم وروح کا مرکب ہو اور جس کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ترقی کرنی ہو۔ ارواح کی یہ شان نہیں ہوتی وہ تو اوّل سے

آخر تک ایک ہی حال پر ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ احادیث مذکورہ میں جوان کے رنگ سفید وسیاہ مذکور ہیں یا ان کی پیشانی کی چمک مذکور ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ صرف روح بلا جسم نہیں تھی ورنہ روح کا تو کوئی رنگ نہیں ہوتا۔ جسم ہی کے ساتھ کہ اوصاف متعلق ہوتے ہیں۔ الخ! (معارف القرآن ج ۴ ص ۱۱۳، ۱۱۴)

صاحب مکائد بار بار مذکورہ بالا بحث پڑھیں چونکہ ہم حقیقت سے لاعلم نہیں ہیں۔ اس لئے ہم نہیں کہتے کہ عنایت شاہی اینڈ کمپنی ذریت آدم سے خارج ہے البتہ آدمیت نام کی کوئی چیز ان میں نظر نہیں آتی۔

آدمیت اور شئی ہے علم ہے کوئی اور شئی — کتنا طوطے کو رٹایا پر حیوان ہی رہا

فسق یزید کا مسئلہ

دور حاضر کے معتزلہ بعض غیر متعلقہ مسائل کو خواہ مخواہ کھینچتے رہتے ہیں۔ مقصد کتاب کی ضخامت بڑھانا ہوتا ہے۔ ہم نے یزید کے مسئلہ پر المسلک المنصور میں پیش کردہ تمام ہزلیات کا جواب تعویذ المسلمین میں دے دیا ہے۔ مگر المسلک المنصور کے مؤلف الفتح المبین میں پھر وہی اوٹ پٹانگ باتیں لے آئے۔ چنانچہ ''یزید کے متعلق ہمارا مؤقف'' اس کے تحت لکھتے ہیں: ''یزید کے متعلق ہمارا نظریہ یہ ہے کہ یزید جتنا بڑا فاسق اور فاجر بھی ہوتو صاحب شرور لاہوری، کذاب ٹامنی، محرف کھروڑی ودیگر شریر واہیاتی بزمی اور ماسٹر اوکاڑوی وغیرہ سے لاکھ درجہ بہتر تھا۔ کیونکہ یزید نے کبھی قرآن اور سنت رسول کی صریح تحریف کا جرم نہیں کیا۔ الخ! (الفتح المبین ص ۱۴۲)

جواب: معتزلی صاحب مکائد یزید کو لاکھ درجات کی بہتری اس لئے دے رہے ہیں کہ اس شقی القلب نے خاندان نبوت کو اتنی آسانی سے تہہ تیغ کر دیا کہ آٹے سے بال کا نکالنا بھی مشکل ہے۔ اس نے نواسہ رسول کو معاف نہ کیا اور یہ کمبخت لوگ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نانا امام الانبیاء ﷺ کی برزخی حیات کے منکر ہوکر سعادت وشرافت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ باقی حضرت اوکاڑویؒ کی تجلیات صفدر پر جو اعتراض کیا گیا ہم نے اس کا جواب تعویذ المسلمین میں دے دیا ہے۔ المسلک المنصور میں جو فضول بھرتی کی گئی تھی من وعن وہی عبارات الفتح المبین میں ہیں۔ یعنی مزید بزدلی سے پردہ اٹھ گیا کہ الفتح المبین کے مؤلف بھی صاحب المسلک المنصور ہیں۔ نامعلوم یہ کھل کر سامنے آنے کی جرأت کیوں نہیں کرتے؟

عامل سنت یوسفی؟

مولانا محمد حسین نیلوی صاحب نے ''مظلوم کربلا'' کتاب کے اندر امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کئے خون ناحق اہل بیت رضی اللہ عنہم رنگ لایا اور بالآخر نیلوی صاحب پابند سلاسل کر دیئے گئے۔ نیلوی صاحب نے امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا خون ناحق چھپانے کی سرتوڑ کوشش کی لیکن:

خون ناحق بھی چھپانے سے کہیں چھپتا ہے؟ — کیوں وہ بیٹھے ہیں میری نعش پہ دامن ڈالے

قصہ مختصر نیلوی صاحب جیل میں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! ہم نے اپنی کتاب تعویذ المسلمین میں جناب نیلوی صاحب کو اسیر ناموس یزید کے لقب سے نوازا تھا۔ بس پھر کیا ہوا؟ دوستوں کو کانٹا چبھ گیا اور صاحب مکائد کو کچھ زیادہ ہی چبھا۔ چنانچہ طیش میں آکر ایک سرخی جماتے ہیں: ''اسیر ناموس یزید یا عامل سنت یوسفی'' اس کے تحت لکھتے ہیں: ''صاحب شرور نے شیخ التفسیر والحدیث، مرشد العلماء، عامل سنت یوسفی، شہید

ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم (سبحان اللہ! گویا یزید صحابی تھا۔ سلفی) حضرت علامہ سید محمد حسین شاہ نیلوی رحمہ اللہ کے بارہ میں جو بدتمیزی اور بدتہذیبی کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ صاحب شرور کی غلیظ ذہنیت کا ترجمان ہے۔ صاحب شرور اپنے خبث باطن اور مادر پدر آزادگی کا ثبوت دیتے ہوئے حضرت نیلوی شاہ صاحب کے بارے میں لکھتا ہے: ''ہم ان کو اسیر ناموس یزید کہنے کا حق رکھتے ہیں۔'' دراصل صاحب شرور کا پیر و مرشد قاضی مظہر صاحب چکوالی ایک قتل کیس میں کافی عرصہ مبتلائے عذاب رہا۔ صاحب شرور قاضی صاحب کے اس کرتوت پر پردہ ڈالنے کے لئے حضرت نیلوی پر بکواس بازی کر کے کمینگی کا ثبوت دیتے ہوئے شور مچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ (مزید لکھتے ہیں) حضرت نیلوی شاہ صاحب رحمہ اللہ کو سنت یوسفی پر عامل ہونے کی اللہ نے سعادت بخشی۔ الخ!'' (الفتح المبین ص ۱۴۵)

جواب: خدا جانے شاہ صاحب کے پیچھے کون سی زلیخا پڑ گئی تھی کہ جس کی دعوت عصیاں سے دامن عصمت بچا کر وہ عامل سنت یوسفی ہو گئے؟ ہم ان کی ذات پر زیادہ کلام نہیں کرتے کہ وہ اس فانی دنیا کو چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے۔ (آمین ثم آمین) لیکن نظریات وتحریرات دنیا ہی میں رہ جاتی ہیں اور اس حقیقت سے آنکھ بند کر کے کوئی جائے تو جائے کہاں کہ انہوں نے اپنی متنازعہ کتاب میں واقعہ کربلا کو مسخ کر کے یزید کو بچانے کی کافی کوشش کی۔ جس میں وہ ناکام رہے۔

گھوڑے تو دوڑے تھے لاشۂ شبیر پر تاریخ نے یزید کو روند کر رکھ دیا

نیلوی صاحب کی کتاب ''مظلوم کربلا''

ہم نے تعوید المسلمین عن شرور المفسدین میں بھی وضاحت کر دی ہے کہ نیلوی صاحب کی گرفتاری ان کی کتاب ''مظلوم کربلا'' کی اشاعت کے بعد ہوئی اور پھر حالت اسیری ہی میں وہ انتقال کر گئے۔ جس طرح فسق یزید پر بھی یہ بزرگان دیوبند سے متصادم ہیں (اس عنوان پر ہمارا رسالہ ''یزیدی فتنہ'' کا مطالعہ کیا جائے) نیلوی صاحب نے بھی اپنی کتاب میں جگہ جگہ امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ پر تنقید کی ہے اور یزید کی ناجائز وکالت کی ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر لکھتے ہیں: ''حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو زبردستی عورتوں بچوں سمیت اغواء کیا گیا۔ الخ'' (مظلوم کربلا ص ۲۶) ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ''امام حسین رضی اللہ عنہ سے تو جنرل ضیاء الحق ہی اچھا رہا کہ جب بھی اسے کوئی مہم پیش آتی سیدھا مکہ شریف جا پہنچتا۔'' الخ! (ص ۱۰۰)

قارئین کرام! مذہب اہل سنت اعتدال کا مذہب ہے اور اہل سنت خصوصاً اصحاب رسول ﷺ کے بارہ میں انتہائی حساس مزاج رکھتے ہیں۔ لیکن نیلوی صاحب کی مذکورہ بالا عبارات پڑھنے کے بعد منکرین حیات النبی ﷺ کے ناصبی اور خارجی ہونے میں بھی کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

باقی جہاں تک مظہر شریعت وطریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ (خلیفہ مجاز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ) کی گرفتاری کا تعلق ہے۔ وہ مختصراً حضرت رحمہ اللہ کی کتاب کا ہم ایک اقتباس پیش کرتے ہیں۔

حضرت فرماتے ہیں: ''ستمبر ۱۹۳۹ء میں دارالعلوم (دیوبند) سے فراغت کے بعد میں اپنے وطن موضع بھیں تحصیل چکوال میں ہی رہ کر وقتاً فوقتاً سنی دیوبندی مسلک کی تبلیغ کے لئے علاقہ بھر میں جلسے کرتا رہا۔ ہمارا علاقہ اکابر دیوبند سے آشنا نہ تھا۔ رفض وبدعت کے اثرات پھیلے ہوئے تھے۔ چکوال شہر میں بھی صرف چند گنے چنے افراد

اکابر دیوبند سے عقیدت رکھتے تھے۔ الحمدللہ ان جلسوں کے ذریعے عوام اکابر دیوبند کے مسلک حق کو سمجھنے لگ گئے تھے کہ اچانک اپنے گاؤں میں ایک متنازعہ مکان کے بارے میں ہماری لڑائی ہوگئی۔ مخالف فریق کا سرغنہ ایک چوہدری تھا جو اہل تشیع سے تعلق رکھتا تھا۔ چوہدری صاحبان سے قرابت کی وجہ سے دوسرے گاؤں ایک قدآور لڑکا سنی نوجوان بھی اس کی حمایت میں آگیا تھا۔ اس نے مجھ پر حملہ کرنے میں پہل کی جس سے میں زخمی ہوگیا۔ لیکن میری دفاعی ضرب سے وہ شدید زخمی ہوکر بھاگ نکلا۔ میں نے اس کا تعاقب کیا تو اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو۔ میں نے اسے چھوڑ دیا اور مخالف فریق کے چند اور ساتھی سرغنہ سمیت بھاگ گئے اور زخم چونکہ شدید تھا۔ اس کے لوگ تین چار کوس کے فاصلہ پر تھانہ ڈوہمن کے ہسپتال لے گئے اور وہ وہاں انتقال کرگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! حق تعالیٰ مغفرت فرمائیں اور جنت نصیب ہو۔ (آمین)

یہ غالباً جون یا جولائی ۱۹۴۱ء کا واقعہ ہے۔ میں تو چونکہ زخمی تھا اور مقدمہ سے نکل نہیں سکتا تھا۔ مخالفین نے مقتول مرحوم سے ہی بیان دلوادیا کہ اس کو میرے بڑے بھائی مولوی منظور حسین نے قتل کیا حالانکہ وہ اس لڑائی میں موجود ہی نہیں تھے باہر کھیت میں گئے ہوئے تھے۔ ہم پر دفعہ ۳۰۲ کے تحت قتل کا مقدمہ چلا اور بالآخر ہم چاروں کو سیشن جج جہلم نے عمر قید کی سزا سنادی اور اس وقت عمر قید کے سزا یافتہ کو ۲۰ سال قیدی تصور کیا جاتا تھا جس میں سے چودہ سال قید بامشقت کاٹنی پڑتی تھی۔ (ماہنامہ حق چاریار ؓ لاہور کا شیخ الادب نمبر ص ۱۶، ۱۷)

حضرت ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں: ''یہ قتل اپنے گاؤں کی ایک لڑائی میں ہوا تھا، فریق مخالف کے ایک جوان نے (جو دوسرے گاؤں سے آیا تھا) پہلے مجھ پر وار کیا تھا۔ میں نے اس کا دفاع کیا۔ جس میں اسے کاری ضرب لگی۔ وہ بھاگ کھڑا ہوا میں نے اس کا تعاقب کیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آخر وہ ہسپتال میں وفات پاگیا۔ میں نے شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علیؒ صاحب کی خدمت میں جیل سے یہ سارا واقعہ لکھ دیا تھا اور یہ بھی رہائی کے بعد عرض کیا تھا کہ میں مرحوم کے ورثاء سے معافی مانگوں گا تو شیخ الادب نے فرمایا تھا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔'' (کشف خارجیت ص ۱۰۸)

قارئین کرام! یہ ہے حضرت قاضی صاحبؒ کے مقدمے کی نوعیت منکرین حیات النبی ﷺ پرانے مردے اکھاڑ کر نیلوی صاحب کے مقدمے کو عوام کی نظروں سے اوجھل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہوسکے۔ ''یزید کے بارے میں ہمارا موقف'' کی سرخی تو جمادی گئی مگر موقف پھر بھی پیش نہ کیا سوائے اول فول بکنے کے۔

پاکستان میں بڑھتا ہوا یزیدی فتنہ

مسلک دیوبند مسلک اعتدال ہے۔ یزید کے متعلق ہمارے اکابر سکوت کا حکم فرماتے ہیں۔ لیکن سکوت کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ وہ قتل حسین رضی اللہ عنہ سے اس کو بری الذمہ سمجھتے ہیں۔ آئے روز ان کی جانب سے مختلف قسم کے پمفلٹس اور کتابیں حمایت یزید میں چھپ کر آرہی ہیں۔ جس سے عوام الناس کا اچھا خاصا طبقہ ہیجانی کیفیت کا شکار ہے۔

امام کاندھلوی کی ایک عبارت

ہم نے اپنی کتاب تعویذ المسلمین (ص ۸۷) پر محدث کبیر مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی مندرجہ ذیل

عبارت پیش کی۔ ''احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں حضرات انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ سے ملاقات فرماتے تھے، مکہ مکرمہ سے جب معراج کے لئے براق پر روانہ ہوئے تو راستہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ان حضرات نے حضور ﷺ کو سلام کیا اور حضور ﷺ نے جواب دیا۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ پس جس طرح نبی اکرم ﷺ اس عالم میں تشریف فرما تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام عالم برزخ میں تھے اور ملاقات ہوتی رہی اور سلام وکلام ہوتا رہا۔ الخ!'' (القول المحکم ص ۳۰)

صاحب مکائد کی حاشیہ آرائی

صاحب مکائد صاحب ''شرور مرزا قادیانی کی گود میں'' کی سرخی جما کر پہلے ہماری پیش کردہ علامہ کاندھلویؒ کی عبارت درج کرتے ہیں اور بعدازاں یوں تبصرہ کرتے ہیں: ''تمام باتوں سے قطع نظر ہم صاحب شرور سے پوچھتے ہیں کہ اگر آپ کا اسی عبارت پر ایمان ہے تو ٹھنڈے دل سے بتائیں کہ عالم برزخ میں موت کے بعد انسان پہنچتا ہے یا بغیر موت کے؟ اگر موت کے بعد پہنچتا ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جو برزخ میں ہونا بتلایا جارہا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت آچکی ہے اور وفات عیسیٰ علیہ السلام کا نظریہ خالص مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے۔ ماشاءاللہ! اب تو صاحب شرور نے بڑی اچھی ترقی فرمائی ہے کہ سفر کرتے کرتے ننھیال پہنچ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ واپس آنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔'' (الفتح المبین ص ۱۱۹)

الجواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ عبارت ہم نے مولانا ادریس کاندھلویؒ کی پیش کی ہے اور آپ کا علمی مقام نہایت بلند وبالا ہے۔ دھرتی کے سارے معتزلہ اور مماتی اکٹھے ہوجائیں تو امام کاندھلویؒ کی بغل کے پسینے جتنی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جو برزخ میں ہونا بتلایا گیا ہے تو وہ بایں معنیٰ کہ آپ پردے میں ہیں۔ نظروں سے اوجھل ہیں۔ آسمانوں پر ہیں، دنیا میں نہیں ہیں۔ کیونکہ برزخ کا معنیٰ پردہ ہے۔ اس معنیٰ میں نہیں کہ آپ العیاذ باللہ ذائقہ موت چکھ کر عالم برزخ میں چلے گئے۔ یہ مماتی مؤلف کی یاوہ گوئی ہے۔

گویا مرزا قادیانی کی گود میں بیٹھنے کا طعنہ ہمیں نہیں دراصل علامہ کاندھلویؒ کو دیا جارہا ہے۔ یہ مماتی نادان کی ذہنیت، عبرت، عبرت، عبرت۔ فاعتبروا یااولی الابصار!

ہم العیاذ باللہ! وفات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہوکر ننھیال نہیں پہنچے۔ البتہ صاحب مکائد کے پیر سید عنایت اللہ شاہ جی حیات النبی ﷺ کے منکر ہوکر ددھیال ضرور پہنچ گئے تھے۔ کیونکہ شاہ جی نے ٹیکسلا کے ایک رافضی ریاض حسین کی انجمن سادات کے جلسہ میں شرکت کی تھی۔ (دیکھئے روزنامہ جنگ راولپنڈی ۵ ستمبر ۱۹۷۵ء)

مزید تفصیل کے لئے ''ضرب المہند علی القول المسند'' کی طرف رجوع کیا جائے۔

شیشہ دیکھ کے مت گھبرا　　کردار اپنا تو دیکھ ذرا

صاحب مکائد کی خباثت

صاحب مکائد اپنے مجموعہ مکائد کے (ص ۱۱۵) پر ''اوکاڑوی صاحب کے مناظروں کی حقیقت'' کا عنوان

قائم کرتے ہیں اور پھر آپ کی علمی پوزیشن پر تبصرہ کرتے ہوئے مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب کا حضرت اوکاڑوی ؒ پر لکھے گئے مضمون کا ادھورا اقتباس پیش کرتے ہیں۔صاحب مکائد نے جو اقتباس پیش کیا ہے وہ من و عن یوں ہے۔

''مفتی عبدالقدوس ترمذی لکھتا ہے، حضرت اوکاڑوی ایک مرتبہ ساہیوال تشریف لائے اور حضرت والد صاحب قدس سرہ سے فرمایا کہ میں نے حیات النبی ﷺ کے موضوع پر منکرین حیات کے عمائدین سے مناظرے کئے ہیں اور مناظروں میں ان کو شکست فاش بھی دی ہے۔ پھر اس موضوع سے متعلق کافی کتب، تحریرات کا بنظور مطالعہ بھی کیا ہے۔لیکن مجھے اب تک منقح طور پر واضح نہیں ہوا کہ ہمارے اور فریق مخالف کے مابین محل نزاع کیا ہے۔اس پر حضرت نے ان کے سامنے ایک تقریر فرمائی جس سے محل نزاع کی قدرے تعیین ہوئی۔مگر مولانا اوکاڑوی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے پورے طور پر اطمینان نہیں ہوا اور میں واپس آیا۔'' (ماہنامہ الخیر کا مولانا اوکاڑوی نمبر، الفتح المبین ص ۱۱۵)

صاحب مکائد یہ اقتباس پیش کرنے کے بعد رقمطراز ہیں: ''جس آدمی کو محل نزاع کا بھی علم نہیں اور اصل مسئلے ہی سے جاہل ہے وہ بیچارہ مناظرہ کیا کرے گا؟ الخ!''

الجواب: مماتی نام نہاد محقق نے مولانا عبدالقدوس ترمذی کے مضمون کی ادھوری عبارت پیش کر کے عادتاً باؤلے جانور کی طرح صوت مخصوص میں چلانا شروع کر دیا اور بقیہ عبارت کو ماں کا دودھ سمجھ کر پی گئے۔اس کے آگے یہ عبارت ہے: ''پھر کچھ عرصہ بعد ساہیوال جامعہ حقانیہ پہنچا تو میں نے دیکھا کہ حضرت (مولانا عبدالشکور ترمذی) دروازہ میں کھڑے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے کہ میں تمہیں یاد کر رہا تھا۔اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھیج دیا۔ ہنس کے فرمایا کہ تم لوگ کرامتوں کے قائل نہیں ہو، کیا یہ کرامت نہیں کہ تم اس وقت پہنچ گئے۔ پھر فرمانے لگے میں تمہیں اس لئے یاد کر رہا تھا کہ آپ نے جو سوال کیا تھا اس کا تفصیلی جواب مل گیا ہے۔میرا دل چاہ رہا تھا کہ کسی طرح وہ آپ تک پہنچا دوں۔ پھر حضرت نے مجھے وہ مفصل تحریر پڑھ کر سنائی جو اس موضوع سے متعلق حضرت مولانا محمد علی جالندھری ؒ نے تحریر فرمائی تھی۔اس میں واضح طور پر محل نزاع اور موضوع کی تعیین تھی۔ یہ تحریر حضرت نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر سے حاصل فرمائی تھی۔اسے پڑھ کر پہلی مرتبہ واضح اور منقح طور پر موضوع اور محل نزاع کا علم ہوا جس پر بڑی خوشی ہوئی۔'' (ماہنامہ الخیر کا حضرت اوکاڑوی نمبر ص ۲۳۹)

قارئین کرام! یہ ہے منکرین حیات النبی ﷺ کی دیانت کا نمونہ کہ آدھی عبارت تو دے دی اور بقیہ بغیر ڈکار لئے ہڑپ کر گئے۔علاوہ ازیں ہم کئی بار اس امر کا اظہار کر چکے ہیں کہ کسی زمانے میں علامہ اوکاڑوی ؒ نے شاہ صاحب گجرات والوں کو غیر مقلدیت کے بھوت سے جان چھڑا کر مشکل کشائی کی تھی۔مگر جب ان کے خود ساختہ اور گمراہ کن عقیدے کے خلاف مولانا اوکاڑوی ؒ سر بکف ہو کر میدان میں اترے اور ان کے بڑے بڑے سورماؤں نے پتے پانی ہوتے دیکھے تو جاہلوں کی طرح اوٹ پٹانگ ہانکنا شروع کر دیں۔ بات بات پر اہل علم کو جاہل کہنا بذات خود جہالت ہے۔اس مشکوک النسب ٹولے سے کوئی پوچھے کہ مولانا اوکاڑوی ؒ بقول تمہارے اتنے ہی علم سے دور تھے تو ساری زندگی ان کے سامنے تمہارے قدم کیوں نہ ٹک سکے؟ مولانا اوکاڑوی ؒ کے علم و فضل اور امام المناظرین ہونے کا اتنا ہی ثبوت کافی ہے کہ آج ان کی وفات کے بعد بھی یہ مماتی ٹولہ ان کا نام سن کر یوں بھاگتا ہے جیسے شیر ببر کو دیکھ کر گیدڑوں کا ریوڑ بھاگتا ہے۔فاعتبروا یااولی الابصار!

مولانا عبدالحق خان صاحب بشیر سے مماتیوں کو تکلیف

امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ کے فرزند سعادت مند مولانا عبدالحق خان صاحب بشیر کے متعلق صاحب مکائد نے اپنی خاندانی زبان استعمال کی ہے۔ ہاتھ اور زبان کا ناجائز استعمال ان غنڈوں کو بزرگ گجرات سے ورثے میں ملا ہے۔ ان پر برسنے کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ وہ فتنوں کے خلاف سرگرم رہتے ہیں اور منکرین حیات النبی ﷺ کو بھی انہوں نے چھٹی کا دودھ یاد دلایا ہے۔ صاحب مکائد کے معدے میں کیڑوں کا بلبلانا بھی یقینی تھا۔

چنانچہ لکھتے ہیں: ''صاحب شرور نے ایک نوٹ کے تحت عبدالحق خان بشیر کو امام اہل سنت بناتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ بشیر صاحب نے رسالہ نور بصیرت بہاولپور میں دارالافتاء کے مفتیان عظام کی تردید کی ہے۔ عرض ہے کہ مولوی خان بشیر صاحب کو امام اہل سنت کہنا اکابرین اہل سنت والجماعت کی سخت توہین ہے۔ کیونکہ خان صاحب جھوٹ بولنے میں انتہائی بے باک واقع ہوئے ہیں۔'' (الفتح المبین ص ۱۱۴)

جواب: صاحب مکائد آنکھیں کھول کر بلکہ پھاڑ کر تعویذ المسلمین کا (ص ۷۶) دیکھ لیں کہ وہاں ''ابن امام اہل سنت'' لکھا گیا ہے۔ یعنی حضرت شیخ صفدر مدظلہ کے فرزند کو ابن امام اہل سنت کہا گیا۔ لیکن ان دوستوں کی آنکھوں پر ضد و تعصب کے ساتھ بے حیائی اور ڈھیٹ پن کی بھی سیاہ پٹیاں چڑھی ہوئی ہیں۔ جھوٹ بولنے کی مہارت مماتیوں سے زیادہ اور کسے ہوسکتی ہے۔ جو ساٹھ سال سے توحید و سنت کے نام پر بڑے تسلسل کے ساتھ جھوٹ بول رہے ہیں۔ ایک سے بڑھ کر ایک جھوٹا ان میں نظر آئے گا اور اب یہ ''کذاب'' ٹولہ بچوں پر کیچڑ اچھال کر اپنی خفت مٹا رہا ہے۔

''لایذیقک اللہ الموتتین'' کی بحث

بخاری شریف میں موجود خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں یہ جملہ کہ: ''اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتوں کا ذائقہ نہیں چکھائیں گے'' پر صاحب مکائد نے پھر بلاوجہ غیر متعلقہ بحث کر دی ہے۔ صاحب مکائد نے مجموعہ مکائد الموسوم بہ الفتح المبین کے (ص ۱۲۸ تا ص ۱۳۱) تک جو بحث کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقصود ان لوگوں کا رد کرنا تھا جو کہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ دوبارہ زندہ ہوں گے اور منافقین کو سزا دیں گے۔ اگر ایسا ہو تو آپ کی وفات اور موت دوبارہ ہو جائے گی۔ نیز اس جملے کے شارحین حدیث نے چار مطالب بیان کئے ہیں۔ وغیرہ!

جواب: وہ چار مطالب کس نے بیان کئے؟ اور احسن قول کون سا قرار دیا اس کو صاحب مکائد ہڑپ کر گئے۔ کیونکہ ماخذ تھا نہیں۔ پس جس طرح المسلک المنصور دس پندرہ بندوں کے مشترکہ زور سے منظر عام پر آئی ہے ایسے ہی الفتح المبین ہے۔ بہرحال ہم اس قدرے بحث کرتے ہیں کہ چار قول بیان کر کے محدثین نے بہتر قول کسے کہا، ملاحظہ کریں۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں (اختصار کی غرض صرف عربی عبارت کا معنی دیا جا رہا ہے) ''اس میں زیادہ اشکال کی چیز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔ اس کے چند جوابات ہیں۔

۱ ..... کہا گیا ہے کہ یہ اپنی حقیقت پر مبنی ہے اور اس سے ان لوگوں کی تردید کی طرف اشارہ ہے جن کا یہ گمان

تھا کہ حضرت زندہ ہوں گے اور منافقین کا خاتمہ کریں گے۔ اگر یہ صحیح ہوتا تو لازم آتا کہ دوبارہ موت طاری ہو تو اس کی خبر دی گئی کہ اللہ کے نزدیک حضرت اس سے اکرم واعلیٰ ہیں کہ آپ پر دو موتیں جمع کرے۔ جیسا کہ ان لوگوں کے ساتھ ہوا جن کو آیت قرآنی: ''الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف'' اور ''او کالذی مر علی قریۃ'' میں بیان کیا گیا ہے اور یہ اور جوابوں سے زیادہ اسلم ہے۔

۲...... اور کہا گیا کہ مراد یہ ہے کہ دوبارہ موت قبر میں نہیں ہوگی جیسا کہ اور لوگ قبر میں زندہ کئے جائیں گے اور سوال وجواب کے بعد موت طاری ہوگی اور یہ داؤدی کا جواب ہے۔

۳...... اور کہا گیا کہ دو موت سے مطلب یہ ہے کہ آپ کی ذات کی موت اور شریعت کی موت جمع نہیں ہوگی۔

۴...... اور کہا گیا کہ موت سے تکلیف مراد ہے یعنی اس موت کی تکلیف کے بعد کوئی دوسری تکلیف نہیں ہوگی۔

(فتح الباری شرح بخاری جزو ۳ ص ۹۱)

علامہ بدرالدین عینی حنفیؒ ''قال موتتین'' کے تحت لکھتے ہیں: ''یہ قول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس وقت کہا جب کہ حضرت ﷺ کی وفات ہوگئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو مبعوث کریں گے تو وہ منافقین کا خاتمہ کریں گے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ اس وقت آپ کی وفات ہوگئی۔ پھر آخری زمانہ میں وفات ہوگی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تردید فرمائی کہ دنیا میں ایک ہی بار موت طاری ہوگی اور داؤدی نے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا کہ قبر میں دوبارہ موت نہیں آئے گی۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری جز ثامن ص ۴۵)

کوئی توضیح حیات انبیاء کے معارض نہیں، مؤید ہے

حافظ ابن حجرؒ نے ''لایذیقک اللہ الموتتین'' کی شرح میں چند اقوال لکھے ان میں پہلا قول جس کو واضح بتایا وہ یہی ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو جب خیال پیدا ہوا کہ آنحضرت ﷺ دوبارہ زندہ ہوں گے۔ منافقین کو سزا دیں گے تب آپ کی وفات ہوگی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تردید فرمائی کہ ایسا نہیں ہے کہ آپ زندہ ہوں اور پھر آپ پر موت طاری ہو۔ جو مقرر تھی، وہ واقع ہوگئی۔ علامہ عینیؒ نے بھی اپنی شرح میں چند دوسرے اقوال ذکر کر کے اس کو لکھا ہے۔ علامہ ابن حجرؒ اور علامہ عینیؒ دونوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قول کی دوسری توضیح یہ کی ہے کہ منشاء یہ ہے کہ قبر میں حضرت ﷺ کے لئے دوبارہ موت نہیں ہے۔ یعنی جس طرح تمام لوگ قبر میں زندہ کر کے سوال وجواب کے مرحلے سے گزارے جائیں گے۔ پھر ان کی روح قبض کر لی جائے گی۔ حضرت کے لئے ایسا نہیں ہے بلکہ آپ کو قبر اطہر میں زندگی عطاء ہوگی تو پھر دوبارہ موت نہیں آئے گی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ پہلی توضیح واقعیت کی بناء پر صحیح ہے۔ کیونکہ یہ مبنی بر حقیقت ہے کہ حضرت ﷺ کو دوبارہ ایسی حیات حاصل نہیں ہوگی کہ امور مہمہ دنیاوی انجام دیں اور منافقین کا خاتمہ کریں۔ لیکن اس کے باوجود وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام کی وہ حیات جسمانی تسلیم شدہ رہی جس کی بناء پر وہ صلوٰۃ وسلام پیش کرنے والوں کا سلام سنتے ہیں اور جواب عنایت فرماتے ہیں اور اپنی جسمانی حیات کے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں۔ کیونکہ اس توضیح سے اس کی نفی تو درکنار اس کی طرف اشارہ بھی نہیں پایا جاتا۔

نیز حافظؒ نے اسی اجماعی عقیدے کے اظہار کیا کہ: ''واحسن من هذا الجواب ان یقال ان حیاته ﷺ فی القبر لا یعقبها موت بل یستمر حیا و الانبیاء احیاء فی قبورهم و لعل هذا هو الحکمة فی تعریف الموتتین ای المعروفتین المشهورتین الواقعتین لکل احد غیر الانبیاء'' (فتح الباری ج ۷ ص ۲۲ طبع مصر)

ترجمہ: اور اس جواب سے احسن یہ ہے کہ کہا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایسی زندگی عطا ہوئی کہ پھر اس کے بعد موت نہیں ہے آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور غالباً یہی حکمت ہے کہ الموتتین کو معرف باللام لایا گیا ہے یعنی وہ مشہور و معروف موتیں جو سوائے انبیاء علیہم السلام کے ہر ایک کے لئے متعین ہیں۔ علامہ عینی نے بھی یہی فرمایا ہے۔ (ملاحظہ ہو عمدۃ القاری ج ۷ ص ۶۰۰)

صحیح بخاری کے یہ دونوں چوٹی کے شارحین ''الموتتین'' میں موت ثانیہ سے قبر کی موت مراد لیتے ہیں اور علامہ ابن حجرؒ اس کو احسن بتا رہے ہیں اور فرمایا ہے کہ اذاقت موت کے بعد پھر کوئی موت حضرت ﷺ پر قبر میں طاری نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کے بعد آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ موتتین پر دوسرے محدثین مثل علامہ عبد الحق محدث دہلویؒ، علامہ نور الحق محدث دہلویؒ اور علامہ سہارن پوریؒ کے اقوال ہم نے اپنی کتاب ''تعویذ المسلمین'' میں دے دیئے ہیں۔

خلاصہ گفتگو یہ کہ شارحین حدیث کی تصریحات سے واضح ہو رہا ہے کہ قول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ''لا یذیقک الموتتین'' کی کوئی توضیح مسلک حق حیات انبیاء کے مخالف و معارض نہیں ہے۔ بلکہ ان کا قول اور اس کی توضیح ہمارے عقیدے کی تائید و موافقت میں ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک!

صاحب مکائد کی سفاہت

ہم نے اپنی کتاب ''تعویذ المسلمین عن شرور المفسدین'' کے (ص ۱۵۱) پر لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے جسم اطہر کے زمین پر آجانے کو قرآن مجید میں خرّ کہا گیا ہے سقط نہیں کہا گیا اور خرّ کا کلمہ قرآن مجید میں زندہ انسانوں کے جھک جانے اور گر جانے کے لئے ارشاد فرمایا گیا ہے اور پھر اس پر تقریباً آٹھ مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ صاحب الفتح المبین اس پر بڑے تلملائے، جواب تو بن نہ سکا البتہ بے وقوفوں کی طرح کچھ نہ کچھ ہانک ضرور دیا۔ لکھتے ہیں: ''وتخر الجبال هدا'' یعنی اگر گر جائے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تو کیا صاحب شرور اینڈ کمپنی کے نزدیک پہاڑ بھی حیات دنیوی، حقیقی، حسی کے ساتھ زندہ ہوتا ہے۔ (الفتح المبین ص ۱۶۱)

دراصل صاحب مکائد تعویذ المسلمین کی مضبوط گرفت اور دلائل سے بوکھلا گئے ہیں۔ ہم نے دعوے میں کہا تھا کہ جہاں لفظ ''خرّ'' انسانوں کے ساتھ استعمال ہوا ہے تو وہ زندوں کے لئے ہی ہوا ہے۔ فرمایئے کیا آپ پہاڑوں کو انسان سمجھتے ہیں؟ یہ حالت ہے ان نام نہاد محققین کی کہ: ''سوال از گندم جواب از چنا'' کے مصداق ہو کر پھولے نہیں سماتے۔ جاہل ہونا اتنا بڑا جرم نہیں کیونکہ علم اللہ کی دین ہے۔ البتہ جہالت و سفاہت پر فخر کرتے ہوئے ہمیں اس بدقسمت جماعت پر ہنسی بھی آجاتی ہے اور تعجب بھی ہوتا ہے۔

ایک احمقانہ الزام اور جواب

تعویذ المسلمین میں ہم نے لکھا ہے کہ اگر حیات کو تین حصوں میں منقسم کر دیا جائے تو بات آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتی ہے۔

۱...... بیداری: یہ حیات ظاہری ہے۔ ۲...... نیند: یہ حیات خفی ہے۔ ۳...... موت: یہ حیات اخفیٰ ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا ''حیات اخفیٰ'' سے کھلی حیات کی طرف لے آنا ہے۔ لیکن کتابت کی غلطی سے ''اخفیٰ'' کی بجائے ''خفی'' آ گیا۔ پس پھر کیا تھا صاحب مکائد خنثوں کی طرح تالیاں بجانے لگے۔ لو جی ہم نے پہلوان گرا دیا۔ عبارت کے اوّل و آخر کو چھوڑ کر اور صاحب کتاب کے بنیادی عقیدے کی پروا نہ کرتے ہوئے اگر ہم بھی ایسی گرفت کرنے لگ جائیں تو صاحب مکائد تو کیا اس کے بڑے بھی نہیں بچ سکیں گے۔

صاحب مکائد یوں الزام دیتے ہیں۔

''یہاں پر صاحب شرور نے دو کفر بکے ہیں، ایک تو قرآن پاک کی آیت کی تحریف کی ہے (کون سی آیت کی تحریف؟ مگر یہ نہ پوچھیے، سلفی) اور دوسرا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کا صریح انکار کیا ہے اور یہ لکھ مارا ہے (سبحان اللہ کیا اردو ادب ہے۔ سلفی) کہ: ''گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نیند والوں کو بیدار کرتے تھے۔'' الخ! ہم نے نہ تو قرآن مجید کی کسی آیت کی تحریف کی اور نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے کے منکر ہوئے۔ اس قسم کے جملہ سیاہ کرتوت آپ کو نصیب ہوں۔ بات صرف اتنی ہے جس کا اظہار ہم کر چکے کہ کمپوزنگ کی غلطی سے اخفیٰ کی جگہ خفی آ گیا ہے۔ اصل مسوّدہ دیکھا جا سکتا ہے وہاں اخفیٰ ہے۔ یعنی نہایت چھپی زندگی سے ظاہری حیات کی طرف آنا اور یہ بات ہم نے حضرت ملا علی قاریؒ کے اس قول کی روشنی میں کہی کہ انسان ازلی تو نہیں مگر ابدی ضرور ہے۔ پیدائش سے قبل یہ کچھ بھی نہ تھا۔ مگر جب پیدا ہو جائے تو پھر یہ مرتا نہیں ہے بلکہ ایک سے دوسرے عالم میں منتقل ہوتا ہے۔ انسان دنیا کے اعتبار سے مرتا ہے۔ برزخ کے اعتبار سے زندہ ہوتا ہے۔ اس حد تک زندگی ہوتی ہے کہ قبر میں عذاب و ثواب کو محسوس کر سکے۔

مگر صاحب مکائد نے ہم پر محرف قرآن اور کفر کے فتوے دینے شروع کر دیئے اور کفر کے فتوؤں کا سبق انہیں گجرات سے ملا ہے۔ یہ تو اہل علم جانتے ہیں کہ مسئلہ تکفیری تقلیدی نہیں ہوتا، تحقیقی ہوتا ہے اور اس جماعت جہلاء کے بانی جملہ اکابرین اہل سنت کو ''ابوجہل کا خاندان'' کہا کرتے تھے تو تلہ گنگ کے اس بہروپیے ورکر سے خیر کی کیا توقع ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار!

مؤلف الفتح المبین نے اپنے مجموعہ مکائد کے (ص ۱۷۰ تا ۱۸۰) تک اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کی مسلکی دستاویز المہند علی المفند کے خلاف زہر اگلا ہے۔ وہی پرانے گھسے پٹے اعتراضات اور جاہلانہ اشکالات جن کا ہم بارہا تفصیلی جواب دے چکے ہیں اور اب پھر یہاں اس پر بحث کرنا خالی از مقصد سمجھتے ہیں۔ جو پروگرام صاحب مکائد کا ہے وہ ہمارا نہیں ہے یعنی بے تکی ابحاث سے کتابوں کا پیٹ بھرنا۔ قاضی شمس الدین صاحب کی المسالک العلماء سے جو بحث صاحب مکائد نے چرائی ہے اس کا جواب بھی ہم اور ہمارے اکابر دے چکے ہیں۔

المہند پر اعتراضات مماتیوں کے وہی چبے چبائے لقمے ہیں۔ مثلاً اس میں حیات دنیوی کہا گیا ہے اور برزخی سے انکار کیا گیا ہے نیز آب حیات بطور ثبوت پیش کی گئی ہے۔ جب کہ آب حیات کے مصنف مولانا محمد قاسم نانوتویؒ وفات کے قائل نہیں ہیں۔ (العیاذ باللہ) اس کا جواب بتفصیل ہم نے ''لطمۃ الحق'' میں دیا ہے کہ حیات دنیوی سے مراد فقط یہ ہے کہ آپ کے دنیاوی جسم اطہر کے ساتھ روح مبارکہ کا تعلق ہے اور اسی تعلق کی بناء پر آپ ﷺ روضہ طیبہ پر پڑھا جانے والا صلوٰۃ وسلام سماعت فرماتے ہیں اور حضرت نانوتویؒ پر ان گلابی نام نہاد

دیوبندیوں کا الزام بھی سراسر دھوکہ بازی اور بغض پر مبنی ہے۔ کیونکہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا کیفیت وفات میں تفرد ہے نفس موت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

ان جہلاء نے حضرتؒ کی کتب اور آپ کی عبارت کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ اسی طرح صاحب مکائد نے حدیث: ''من صلی علیٰ عند قبری'' پر بھی قلم کو ناجائز رگڑا دیا ہے۔ ہم نے تعویذ المسلمین میں اس پر مفصل بحث کر کے صحیح ثابت کیا ہے۔ مولانا حسین علی واں بھچرویؒ اور مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ کے حوالہ جات بھی اس ضمن میں پیش کئے۔ حتیٰ کہ مولانا غلام اللہ خان صاحب نے بھی حضرو کی ایک تقریر میں یہ حدیث پڑھی اور اس پر تقریر کی۔ علاوہ ازیں متقدمین ومتاخرین علماء کرام کے حوالہ جات سے اپنے دعوے کو مضبوط کیا۔ مگر صاحب مکائد ان سب حقائق سے منہ چھپا گئے اور مولانا غلام اللہ خان صاحب کا حوالہ جو ہم نے مولانا عبدالمعبود صاحب کی مرتب کردہ سوانح شیخ القرآن سے پیش کیا ہے۔ اس کو پڑھ کر تو صاحب مکائد گویا لباس مجازی سے نکل کر ''لباس فطری'' میں آ گئے۔

چنانچہ لکھتے ہیں: ''شیخ القرآن کا عقیدہ مولوی عبدالمعبود مستور الحال سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔'' (ص ۱۸۲)

مولانا عبدالمعبود صاحب نے چونکہ سوانح مرتب کرتے ہوئے دیانت وخدا خوفی کا مظاہرہ کیا ہے اور اصل حقائق عوام کے سامنے پیش کر دیئے۔ چنانچہ وہ مستور الحال ٹھہرے اور صاحب مکائد جن کے مجموعہ مکائد کے ایک ایک جملے سے مٹی کے تیل کی بدبو آتی ہے۔ ان پر تو ایسا حال طاری ہے کہ سو فیصد دھوکہ اور فراڈ کر کے بھی ان کی شان ولایت وصداقت میں فرق نہیں آتا۔

صاحب مکائد کی زعفرانی تحاریر سے آنے والی نسلوں میں بھانڈ اور میراثی تو استفادہ کر سکیں گے۔ اہل علم اور سلیم الفطرت قطعاً نہیں۔ فاعتبروا یااولی الابصار!

صاحب مکائد نے حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ کی رحمت کائنات سے ایک واقعہ پر المسلک المنصور میں شدید بدتمیزی سے تبصرہ کیا تھا۔ ہم نے اس کا جواب تعویذ المسلمین میں دے دیا۔ لیکن ان دوستوں کو تب تک چین نہیں ملتا۔ جب تک اپنے اکابر پر آواز سگاں کا شوق پورا نہیں کر لیتے۔ چنانچہ صاحب مکائد نے لکھا ہے:

''صاحب شرور کے ایک بزرگ نے یہاں تک لکھ مارا کہ غالیوں کا ایک مردہ کفن چور کے پیچھے بھاگتا ہوا گھر میں جا گھسا اور سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک بیٹا بھی دیا (ص ۷۳) اور پھر بریکٹ میں راقم الحروف پر یوں بھڑاس نکالی ہے: ''(عادات وخصائل سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید صاحب شرور کا تعلق اسی کی نسل سے ہے۔ اس لئے اب تک بیچارے اپنے باپ کی پہچان میں تردد میں ہے، جیسا کہ اس کتاب کے انتساب سے ظاہر ہے)''

<u>الجواب</u>: راقم الحروف نے اپنی کتاب ''تعویذ المسلمین'' کا انتساب چونکہ اپنی والدہ ماجدہ کے نام کیا تھا۔ صاحب مکائد اسی پر یہ زہر اگل رہے ہیں۔ جہاں تک راقم کے متعلق انہوں نے لب کشائی کی ہے اس کا جواب میرے پاس فقط اتنا ہے: ''جواب جاہلاں باشد خاموشی'' باقی نادان مؤلف کا قاضی صاحب کو طعنہ دینا کہ انہوں نے یہ واقعہ ''لکھ مارا'' ہے (یہ لکھ مارا بھی مماتی اردو ادب کا شاہکار ہے) انتہائی کذب پر مبنی ہے۔ کیونکہ انہوں نے یہ واقعہ علامہ ابن جوزی کی کتاب المنتظم سے لیا ہے جیسا کہ تعویذ المسلمین میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔ نیز کتابوں میں کئی ایک واقعات ایسے ملتے ہیں کہ کسی آدمی پر سکتہ طاری ہوا اور اس کو مردہ سمجھ کر دفن کر دیا گیا بعد ازاں ہوش میں آ جانے پر اس کو قبر سے نکالا گیا۔

ممکن ہے یہ واقعہ اسی نوعیت کا ہو۔ کیونکہ اس قسم کے واقعات ملتے ہیں۔ مثلاً صاحب فوائد الفواد نے لکھا ہے: ''ایک مرتبہ ناصرالدین بستی بیمار ہوئے اور اس بیماری میں آپ کو مرض سکتہ ہوگیا، اعزاء اقرباء نے آپ کو مردہ تصور کر کے دفن کر دیا۔ رات کے وقت آپ کو ہوش آیا، خود کو مدفون دیکھا، سخت متحیر ہوئے۔ اس حیرت و پریشانی واضطراب میں آپ کو یاد آیا کہ جو شخص حالت پریشانی میں چالیس مرتبہ سورہ یٰسین پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اضطراب کو رفع کرتا ہے اور تنگی فراخی سے بدل جاتی ہے۔ چنانچہ آپ نے سورہ یاسین پڑھنی شروع کی۔ ابھی انتالیس مرتبہ پڑھ چکے تھے کہ ایک کفن چور نے کفن چرانے کی نیت سے آپ کی قبر کھودی۔ امام نے اپنی فراست سے معلوم کیا کہ یہ کفن چور ہے۔ چالیسویں مرتبہ آپ نے بہت دھیمی آواز سے پڑھنا شروع کیا کہ دوسرا شخص نہ سن سکے۔ ادھر آپ نے چالیسویں مرتبہ پورا کیا ادھر کفن چور بھی اپنا کام پورا کر چکا تھا۔ آپ اٹھ کر قبر سے باہر آئے کفن چور اس قدر ڈرا کہ اس کا دل پھٹ گیا اور چل بسا۔

امام ناصرالدین کو خیال ہوا کہ اگر میں فوراً شہر چلا جاؤں تو لوگوں کو سخت پریشانی و حیرت و ہیبت ہوگی۔ پس آپ رات کو ہی شہر میں گئے اور ہر محلہ کے دروازے کے آگے پکارتے تھے کہ میں ناصرالدین بستی ہوں۔ تم لوگوں نے مجھے سکتہ کی حالت میں دیکھ کر غلطی سے مردہ تصور کیا اور دفن کر دیا۔ میں زندہ ہوں، اس واقعہ کے بعد امام ناصرالدین نے قرآن کریم کی تفسیر لکھی۔ (بحوالہ کتابوں کی درس گاہ میں ص ۱۶۴)

اس کتاب ''کتابوں کی درس گاہ میں'' اس طرح کا ایک اور واقعہ بھی درج ہے۔ نیز شیعہ مذہب کے ایک مشہور عالم ابوعلی فضل بن حسن طبرسی کے متعلق بھی مشہور ہے کہ وہ سکتے کے مرض میں دفن کئے گئے۔ بعد ازاں باہر نکالے گئے اور انہوں نے ''مجمع البیان لعلوم القرآن'' کے نام سے تفسیر بھی لکھی۔ بہرحال ایسے واقعات کا عقائد سے تعلق نہیں ہوتا۔ بلکہ جب اس عنوان پر کلام ہوتا ہے تو ذوقی طور پر ان واقعات کو علماء کتابوں میں لاتے ہیں اور صاحب مکائد جیسے اجہل واشر الناس مذاق اڑا کر اپنا منہ کالا کرتے ہیں۔

صاحب مکائد نے اپنی کتاب کے آخر میں وہی غیر متعلقہ آیات پھر پیش کی ہیں۔ جن کا جواب ہم نے تعویذ المسلمین کی آخری بحث میں دیا ہے اور مسئلہ سماع کی بحث میں مسئلہ استمداد لے آئے۔ جن کا نہ ان کے دعوے سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہمارے عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام سے۔

صاحب مکائد سے ایک سوال

مسئلہ سماع کی بحث میں تفسیر جواہر القرآن میں زبردست تضاد پایا جاتا ہے۔ ذرا اپنے بڑوں کی منت سماجت کر کے اس کی وضاحت کریں۔ (جواہر القرآن ج ۱ ص ۱۹) میں ہے کہ: ''سماع موتی ضعیف حدیثوں سے ثابت ہے۔'' جب کہ سورہ الروم (ص ۹۰۲) میں ہے کہ: ''قائلین سماع بھی صحیح حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں۔''

توہین علماء کا الزام

ہم نے تعویذ المسلمین میں لکھا ہے کہ سماع موتی کے انکار میں مماتی برادری جتنی آیات قرآنی کا سہارا لیتی ہے وہ سب کی سب آیات غیر متعلقہ ہیں۔ (ابتداءً ہم اس پر بحث کر آئے ہیں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مسلک پر بھی

خامہ فرسائی کی گئی ہے) صاحب الفتح المبین نے ہمیں توہین علماء کا مرتکب قرار دیا ہے۔ ہمیں اس پر صفائی دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جاننے والے بخوبی جانتے ہیں کہ اہل حق کی توہین کون کر رہا ہے اور ان کے مسلک حقہ کا دفاع کس کے مقدر میں ہے؟ باقی یقین جانئے ہم ایک بار پھر پورے چیلنج سے دعویٰ کرتے ہیں کہ جناب من آپ کی پیش کردہ آیات کا آپ کے نام نہاد اور اختراعی عقیدے کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں ہے۔

علامہ عبدالحئی لکھنویؒ کا قول گزشتہ صفحات میں گزر چکا اور دیگر مفسرین کے حوالہ جات بھی۔ لیجئے سنن نسائی پر علامہ سندھیؒ کا حاشیہ پڑھ لیجئے۔ آپ علامہ سیوطیؒ کا ایک قول ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''والمراد انک لا تجعلھم منتفعین بما یسمعون منک کالموتی والحدیث لا یخالفہ ولا یثبت الانتفاع للمیت وبالجملۃ فالحدیث صحیح وقد جاء بطریق فتخطئتہ غیر مجتجھۃ واللہ تعالٰی اعلم'' اور آیت کفار کے متعلق ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ اے نبی ﷺ آپ ان کفار کو اپنی باتوں سے منتفع نہیں بنا سکتے مردوں کی طرح اور حدیث قرآن مجید کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ مردے کے لئے نفع ثابت نہیں ہے۔ خلاصہ کلام حدیث (ابن عمر رضی اللہ عنہ) صحیح ہے اور دیگر اصحاب سے بھی مروی ہے۔ پس سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو خطا کار ٹھہرانا مناسب نہیں۔ (حاشیہ امام سندھی علی نسائی ج اوّل ص ۲۹۳)

مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ کا رجوع

صاحب مکائد کہتے ہیں کہ مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ نے لکھا ہے کہ: ''حنفیہ سماع موتی کا انکار کرتے ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہی مذہب ہے۔'' الخ! لیکن صاحب مکائد کو علم ہونا چاہئے کہ یہ مفتی صاحبؒ کی علمی لغزش تھی انہیں ایمان (یعنی قسمیں) کے مسئلے پر غلط فہمی ہوئی ہے کہ مردے نہیں سنتے۔ چونکہ قسموں کا مدار عرف پر ہے۔ نیز مفتی صاحبؒ کے ان الفاظ سے ان کا رجوع ثابت ہوتا ہے: ''اور یہ اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے سے ہے۔ بہت سے آئمہ سماع موتی کے قائل ہیں اور حنفیہ کی کتب میں بعض مسائل ایسے مذکور ہیں جن سے عدم سماع معلوم ہوتا ہے مگر امام صاحب سے کوئی تصریح اس بارہ میں نقل نہیں کرتے۔'' (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۵ ص ۴۶۱)

صاحب مکائد نے اپنے مجموعہ مکائد مسمی بہ الفتح المبین کا خاتمہ حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل محمدی مدظلہم کے خلاف زہر اگلنے پر کیا ہے۔ علامہ محمدی صاحب چونکہ اس وقت دور حاضر کے معتزلہ کے سینوں پر مونگ دل رہے ہیں۔ کامیاب مناظروں اور علمی تقریروں سے ان کی نیندیں حرام ہوگئیں ہیں اور آپ نے تعویذ المسلمین عن شرور المفسدین پر جو مقدمہ لکھا ہے وہ انہیں بالکل ہضم نہیں ہوسکا اور یوں ذاتیات پر کیچڑ اچھال کر یہ اپنے سینے کا ابال نکال رہے ہیں۔ معتزلیہ جو گھٹیا زبان ہمارے خلاف استعمال کرتے ہیں اس کا جواب دینے کے لئے نہ ہمارے پاس وقت ہے اور نہ ہمیں زیب دیتا ہے۔ ہاں خالص علمی و تحقیقی انداز میں کوئی اپنا نقطہ نظر پیش کرتا ہے تو ہم بھی پیش کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ ہم نے الفتح المبین میں موجود جو باتیں قابل جواب تھیں ان کا جواب دے دیا ہے اور دیگر مغلظات وبکواسات کی طرف بالکل توجہ نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر گامزن رکھے اور عصر حاضر کے تمام فتنوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ!

خاکپائے اہل سنت محمد عبدالجبار سلفی

لطمۃ الحق

(یعنی حق وصداقت کا طمانچہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ الذی ھدانا لاھل السنة والجماعة والصلوٰة والسلام علٰی سید الرسل وخاتم الانبیاء وعلٰی آلہ واصحابہ الطیبین الطاھرین خصوصاً علٰی سید الخلفاء الراشدین المھدیین۔ امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم... بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً۔ صدق اللہ العظیم!

اس حقیقت کو ہر انسان بخوبی سمجھتا ہے کہ یہ دنیا فانی ہے یہاں کسی چیز کو ثبات نہیں ہے۔ ہر ذی روح نے اس جہان کے بعد اگلے جہان میں منتقل ہونا ہے۔ کائنات میں افضل ترین اور اکمل ترین ذات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق کائنات ہیں تو مصطفیٰ کریم ﷺ مقصود کائنات ہیں۔ اللہ رب العالمین ہیں تو یہ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ آپ ﷺ جیسی پاکیزہ ہستی نہ آپ ﷺ سے پہلے دنیا میں آئی اور نہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی آئے گی۔ بعد از بزرگ توئی قصہ مختصر! آنجناب ﷺ کی سیرت بھی اعلیٰ ہے اور صورت بھی اعلیٰ۔ آپ ﷺ کی ذات، صفات، ازواج مطہرات، بنات اور جماعت سب اعلیٰ وارفع ہیں۔ سیدنا امام زین العابدینؒ نے کیا خوب فرمایا:

من وجھہ شمس الضحیٰ من خدہ بدر الدجیٰ　　　من ذات نور الھدیٰ من کفہ بحر الھمم

جن کا چہرہ مبارک سورج کی طرح چمکتا ہے جن کا رخسار چاند کی طرح چمکتا ہے جن کی ذات نور ہدایت ہے۔ جن کی ہتھیلی ہمتوں کا دریا ہے۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اتنی عظمت ورفعت والی ذات بھی تریسٹھ برس گزارنے کے بعد ''اللھم الرفیق الاعلیٰ'' کہتے ہوئے اس فانی دنیا کو چھوڑ گئی۔ دنیا کا کوئی انسان کسی بھی مذہب سے متعلق ہو وہ موت کا انکار نہیں کرسکتا۔ ہاں البتہ اسلام میں موت کا وہ معنی نہیں جو دیگر مذاہب میں ہے۔ دین اسلام میں موت فنائے محض کا نام نہیں، دار دنیا سے دار آخرت کی طرف منتقل ہونے کا نام ہے۔ یعنی آسان الفاظ میں موت ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے انسان عالم دنیا سے عالم برزخ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ برزخ کہتے ہیں پردے کو۔ اس پردے کے پیچھے کیا ہے؟ یہاں دنیا میں بیٹھ کر ہم وہاں کا نظارہ نہیں کرسکتے۔

بس جتنا لسان نبوت سے ہمیں پتہ چلا اسی کو آنکھیں بند کرکے قبول کرنا اور پھر اس عالم دنیا میں رہ کر اس عالم برزخ کے لئے زاد راہ تیار کرنا ارباب علم ودانش کا شیوہ ہے اور یہی حکم خداوندی ہے اور منشائے نبوت بھی۔ قانون قدرت ہے کہ جو پیدا ہوگا وہ مرے گا بھی۔ یعنی دنیا میں انسان کا آنا اس کے جانے کی تمہید ہے اور ''کل نفس ذائقة الموت'' کے الفاظ اس حقیقت سے پردہ اٹھا رہے ہیں کہ یہ دنیا والی موت حیات ابدی کے نقطہ آغاز کا کام سرانجام دیتی ہے۔ کیونکہ ذائقہ کسی بھی چیز کا عارضی ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد ارواح کے مقامات دو ہیں:

۱...... علیین۔　　۲...... سجین۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ان کتاب الفجار لفی سجین'' بے شک اعمال نامہ گنہگاروں کا سجین میں ہے اور فرمایا: ''ان کتاب الابرار لفی علیین'' بے شک اعمال نامہ نیکوں کا علیین میں ہے۔ روایات احادیث میں ہے کہ کفار وفجار کی ارواح کا مستقر سجین ہے اور مومنین ومتقین کی ارواح کا مستقر علیین ہے۔

مسئلہ سماع موتی

یہ مسئلہ کہ مرنے کے بعد میت پر عذاب وثواب مرتب ہوتا ہے۔ اہل سنت والجماعت میں متفق علیہ ہے۔ قبروں میں پڑے ہوئے سنتے ہیں یا نہیں سنتے؟ اس مسئلہ میں امت کے اندر اختلاف ہے اور یہ اختلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے چلا آرہا ہے۔ یہ علمی وتحقیقی مسئلہ علمائے کرام تک تو ضرور رہے کہ علمی بحث سے علم کی مزید راہیں کھلتی ہیں۔ مگر ایسے مسائل میں عوام کالانعام کو الجھانے سے راستے مسدود ہوتے ہیں۔ عوام الناس فریقین کے دلائل سنتے ہیں۔ محدود علم اور محدود عقل وخرد کی وجہ سے یہ بحث علمی دھارے سے نکل کر تشتت وافتراق کا روپ دھار لیتی ہے۔ بات تکفیر وتفسیق پر پہنچ جاتی ہے۔ عوام باہم دست وگریباں ہوجاتے ہیں۔ نتیجتاً آواز بلند ہوتی ہے کہ علماء لوگوں کو آپس میں لڑاتے ہیں۔ یہ تنگ ظرف ہیں اور فرقہ واریت کو ہوا دے رہے ہیں۔ چنانچہ آہستہ آہستہ لوگ اہل علم سے بدظن ہوجاتے ہیں اور انبیاء کرام کے ورثاء سے ہی جب دنیا کٹ جائے تو ان کا جو حشر ہوگا یا ہو رہا ہے وہ سب پر ظاہر ہے۔

مسئلہ حیات انبیاء علیہم السلام

تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام اور خصوصاً سرکار دوعالم، فخر دوعالم ﷺ کی بعد از وفات اپنی اپنی قبروں میں وہ کیفیت نہیں ہوتی جو عام انسانوں کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شہداء کو زندہ کہا ہے تو انبیاء کا رتبہ جو یقیناً شہداء سے اعلیٰ ہے وہ بدرجہ اولیٰ زندہ ہوں گے، حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں: ''ایک شخص نے حیات نبوی ﷺ میں مجھ سے گفتگو کی میں نے کہا جو لوگ مقتول فی سبیل اللہ ہیں ان کے حق میں ارشاد ہے: ''بل احیاء عند ربھم'' اور جو مقتول فی سبیل اللہ سے بڑھ کر مقتول فی اللہ ہیں وہ کیونکر زندہ نہ ہوں گے اور اسی نکتہ پر مدار مسئلہ کا نہیں۔ اس میں حدیث صریح موجود ہے اور یہ (نکتہ) تائید کے درجے میں ہے۔ (مقامات حکمت ص ۶۰)

انکار حیات کا فتنہ

بدقسمتی سے پاکستان اور ہندوستان فتنوں کی آماجگاہ ثابت ہوئے ہیں۔ نت نئے فتنوں سے پالا پڑ رہا ہے۔ پاکستان بننے کے بعد جن فتنوں نے سر اٹھایا ہے ان میں ایک منکرین حیات النبی ﷺ کا فتنہ ہے اور سب سے بڑھ کر پریشان کن بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں۔ دیوبندیت کوئی مذاق نہیں۔ ایک نظریئے کا نام ہے۔ دیوبندیت کوئی نیا مسلک یا مذہب نہیں بلکہ متقدمین اہل سنت کی تحقیق پر کاربند رہنے کا نام دیوبندیت ہے۔ یہ کوئی اچھوت نگری نہیں کہ جس کا جی چاہے منہ اٹھا کر دیوبندی بن جائے اور پھر اس کے سہارے لوگوں کے ایمان پر غارت گری کرے۔ مسلک دیوبند کو سمجھنے کے لئے حکیم الامت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی زندگی کی آخری تصنیف ''علماء دیوبند کا مسلکی مزاج'' کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے خصوصاً اس مسلک سے وابستہ حضرات کے لئے نہایت ضروری ہے۔

قیام پاکستان کے گیارہ سال بعد گجرات سے سید عنایت اللہ شاہ بخاری تحقیق کی منڈی میں نئی جنس لے کر آئے کہ حضور ﷺ کو قبر اطہر میں حیات حاصل نہیں اور یہ کہ آپ ﷺ روضے پر پڑھا جانے والا صلوٰۃ وسلام سماعت

نہیں فرماتے۔ مولانا غلام اللہ خانؒ صاحب اور مولانا قاضی نور محمد صاحب وغیرہ نے تو ۱۹۶۲ء میں رجوع کر لیا تھا اور یہ بزرگ واپس دیوبندیت کے صاف شفاف چشمے سے آ کر آب علم پینے لگے۔ مگر سید صاحب اور ان کے دیگر حواریوں نے تو وہ اودھم مچایا کہ الامان والحفیظ۔

ان حضرات نے ذرا نہ سوچا کہ ہم اجماع امت نے ٹکر لے کر مسلک حق دیوبند کو منقسم کر رہے ہیں۔ اکابر علماء دہائیاں دیتے رہے۔ اجلاس بلا کر سمجھاتے رہے۔ مگر ان بزرگوں کے جذبہ اخلاص کو ان کی علمی کمزوری سمجھ لیا گیا۔ آخر اہل حق میدان میں اترے اور انہوں نے متفقہ اعلان فرمایا کہ مماتی ٹولے کا مسلک دیوبند کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ تقریراً اور تحریراً اس مسئلے کو کھولا گیا اور اس سلسلے میں علماء دیوبند نے جو تحقیقات کے دریا بہائے۔ اللہ جانتا ہے کہ ہر مسلک کے منصف اہل علم عش عش کر اٹھے۔ اس سلسلہ میں جو کتب منظر عام پر آئیں۔ (ان کی فہرست پہلے آ چکی ہے)

سبب تالیف رسالہ ہذا

تحریر کے علاوہ تقریر کی صورت میں بھی علماء کرام نے اس مسئلہ کو خوب اجاگر کیا۔ حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسینؒ، مولانا حق نواز صاحب شہیدؒ، مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ، مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ، مولانا محمد سلیمان طارقؒ اور دیگر خطباء عظام نے اسٹیج پر خوب وکالت کی۔ مگر تحریر و تقریر کے ساتھ ساتھ جس عظیم شخصیت نے مناظرہ و مباحثہ میں مماتیت کا ناطقہ بند کیا وہ رئیس المناظرین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو جنت کا باغیچہ بنائے۔ ان کی روح کو جنت الفردوس میں اپنی نعماء وافرہ سے بہرہ یاب فرمائے اور پسماندگان کو حوادث دہر سے محفوظ و مصئون رکھے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ!

مولانا اوکاڑویؒ نے اپنے بعد شاگردوں کی ایک جماعت چھوڑی ہے جو بحمد اللہ آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فتنوں کے خلاف ہر محاذ پر سرگرم نظر آتے ہیں۔ ان میں ایک جانا پہچانا نام حضرت مولانا محمد اسماعیل محمدی صاحب کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دولت علم، قوت حافظہ اور عوام کے ذہن میں دلائل کے ساتھ مسئلے کو اتارنے کا خاص سلیقہ عطا فرمایا ہے۔ بے مثال مناظر اور باعمل عالم دین ہیں۔ اس وقت موجود تمام اکابر علماء کے منظور نظر ہیں۔ انتہائی سنجیدہ، ذہین، فطین، متین اور دفاع مسلک کے لئے ہر وقت چوکس نظر آتے ہیں۔ غیر مقلدین اور مماتیت کو ناکوں چنے چبوانے کی خصوصی مہارت رکھتے ہیں۔

مولانا موصوف نے اس موضوع پر بمقام کوٹ بلال گوجرانوالہ نہایت پر مغز تقریر کی تھی۔ بعد میں احباب نے اس تقریر کو ''آواز حق'' کے نام سے کتابی شکل دے دی۔ جس نے منکرین حیات النبی ﷺ کی نیندیں حرام کر دیں۔ چنانچہ جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ حلقہ گنگ کی طرف سے اس کا جواب ''کلمہ حق'' کے نام سے شائع ہوا۔ وہی پرانی باتیں اور بار بار کے چبائے ہوئے لقمے ہیں۔ ادھر ادھر کی لایعنی باتوں سے رسالے کا پیٹ بھر دیا گیا ہے۔ راکھ کے اوپر چاندی کے ورق لگا دینے سے وقتی طور پر دھوکہ تو ہو سکتا ہے۔ مگر حقیقت زیادہ دیر چھپ نہیں سکتی۔ مؤلف کلمہ حق نے بھی دکان باطلہ پر کلمہ حق کا بورڈ نصب کر کے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ مجبوراً ہمیں بھی حق کا طمانچہ رسید کرنا پڑا۔

رسالہ اگرچہ اس قابل نہیں ہے کہ ہم دیگر ضروری مشاغل چھوڑ کر اس کا جواب لکھنے بیٹھ جاتے۔ مگر بعض باتیں چونکہ عام قاری کی گمراہی کا باعث بن سکتی تھیں۔ اس لئے جوابی رسالہ ''لطمۃ الحق'' کے نام سے پیش کیا جا رہا

ہے۔ عقل ٹھکانے نہ آئی تو پھر ''سیف حق'' کا وار کرنے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! کیونکہ حق وصداقت کے آگے باطل زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتا۔ ہم اوچھے ہتھکنڈوں سے نہ گھبرائیں گے اور نہ میدان تحقیق سے بھاگیں گے۔ ان شاء اللہ بقول شاعر:

کیا بند در فضل خدا کر لوگے ۔۔۔ مسدود کرم کا راستہ کرلوگے؟
ہے سر پر مرے ہاتھ میرے مالک کا ۔۔۔ دیکھوں تو ذرا تم میرا کیا کر لوگے؟

خاکپائے اکابرین اہل سنت دیوبند
محمد عبدالجبار سلفی
خطیب جامع مسجد ختم نبوت کھاڑک ملتان روڈ لاہور

نوٹ: سب سے پہلے آواز حق کی عبارت اور مؤلف کلمہ حق کا تبصرہ دیا جائے گا۔ بعدازاں الجواب سے ہمارا تبصرہ شروع ہوگا۔ (مؤلف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مؤلف کلمہ حق کی سب سے پہلی جہالت

مؤلف کلمہ حق نے اپنے رسالہ میں حضرت مولانا محمدی صاحب مدظلہ کو ''آواز حق'' رسالے کا مصنف بنا کر پیش کیا ہے۔ مثلاً لکھتے ہیں: ''مولوی صاحب نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے'' نیز آواز حق از مولانا محمد اسماعیل محمدی (کلمہ حق ص ۳۹) حالانکہ آواز حق میں دی جانے والی تقریر مولانا محمدی صاحب مدظلہ کی ہے۔ مرتب قاری اللہ دتہ عثمانی ہیں۔ نہ تو مولانا موصوف نے اپنی تقریر کو کتابی شکل دی ہے اور نہ رسالے کا نام تجویز کیا ہے۔ جو لوگ مصنف، مؤلف اور مرتب میں فرق تک نہیں جانتے اب خیر سے وہ بھی کتابیں لکھنے بیٹھ گئے ہیں:

خدا کی شان تو دیکھو کہ کلچڑی گنجی ۔۔۔ حضور بلبل بستان کرے ہے نوا سنجی

ہماری قسمت میں یہ بھی دن دیکھنے لکھے تھے کہ ایسے ''محقق'' جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنے کی بجائے اہل علم اور حق گو علماء کو حقانیت کا سبق پڑھائیں گے۔ رسالہ کلمہ حق پر تقریظ لکھنے والے اشاعۃ التوحید والسنۃ کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا ضیاء اللہ شاہ بخاری صاحب ہیں۔ خانہ سادات کے یہ چشم وچراغ لکھتے ہیں: ''کلمہ حق کا مطالعہ نصیب ہوا، چیدہ چیدہ مقامات کا نظارہ یہ بتاتا ہے کہ مولانا ضیاء الرحمن صاحب نے خوب محنت سے مواد اکٹھا کیا ہے۔ علماء اسلام کے حوالہ جات، اکابر کو معصوم کی حد تک سمجھنے والوں کے لئے تسلی کا سامان بننے چاہئیں۔'' (کلمہ حق ص ۲) ماشاء اللہ ''ایں خانہ ہمہ آفتاب است'' کم از کم شاہ جی ہی مؤلف کلمہ حق کو مصنف اور مرتب کا فرق سمجھا دیتے۔ شاہ صاحب آپ کسی بلند وبالا بلڈنگ کی چھت پر کھڑے ہو کر شہر کا نظارہ نہیں کر رہے تھے بلکہ ایک کتاب پر مہر تصدیق ثبت کر رہے تھے اور اس میدان میں محض نظارہ نہیں۔ دقیق نظارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر آہ!

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا ۔۔۔ اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

نیز آپ نے ایک اور پتے کی بات بتادی کہ دور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے لے کر ۱۹۵۸ء تک کے تمام اکابر غیر معصوم ہیں اور معصومیت کی حد گجرات سے شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ مؤلف کلمہ حق نے جو عقائد لکھے ہیں وہ ۱۹۵۸ء کے بعد کے ہیں اور ان پر ''میڈان گجرات'' لکھا دکھائی دے رہا ہے۔

تقریظ کسے کہتے ہیں؟

تحقیق وتدقیق کی دنیا میں جب کسی موضوع پر قلم اٹھایا جاتا ہے تو صاحب کتاب اپنے خیال میں اپنے سے بڑے اہل علم کی خدمت میں اپنی تالیف پیش کرتا ہے تا کہ وہ محققانہ اور دیانتدارانہ نظرعمیق ڈال کر ترمیم واصلاح کا حق رکھتے ہوئے تصدیق کرے اور کچھ تائیدی وتعریفی جملے تحریر کرے۔ لہٰذا تقریظ نگار کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ صرف دور بیٹھ کر ''نظارا'' ہی نہ کرے بلکہ ذمہ داری سمجھتے ہوئے مندرجات کو اچھی طرح پڑھے۔ تقریظ لکھنے کے بعد اس کی صحت وسقم اور قوت وضعف کی ذمہ داری مصنف ومؤلف پر کم اور تقریظ نگار پر زیادہ ہوتی ہے۔ کتاب کلمہ حق (جس کا ایک ایک لفظ تخریب، بغض وعناد اور خیرہ چشمی کا شاخسانہ ہے) جب سید ضیاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی خدمت میں پیش ہوتی ہے دوہ اس کو ''سامان تسلی'' قرار دیتے ہیں۔ پھر جواباً مؤلف کلمہ حق بھی تقریظ نگار کو ''رہبر شریعت'' اور پیر طریقت کے خوشامدانہ اور دلبرانہ الفاظ سے نوازتے ہیں۔ گویا:

تومن شدم من تو شدی من تن شدم تو جان شدی　　　تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

یا پھر ''من ترا ملا بگویم تو مرا حاجی بگو''

حقیقت یہ ہے کہ جب کسی انسان کے قلب ونظر پر ضد اور عناد کی دبیز اور سیاہ پٹیاں چڑھ جائیں تو وہ متلاشی حق ہونے کی بجائے حواس باختہ ہوجاتا ہے اور واہی تباہی بکنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ جب انسان تعصب پر اتر آئے تو پھر دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ مؤلف کلمہ حق کی طرح سرگودھا کے مولوی عطاء اللہ بندیالوی بھی ''مریض تعصب'' ہونے کی وجہ سے گل کھلاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے ایک رسالہ میں لکھتے ہیں: ''حضرت تھانویؒ اپنی مایہ ناز تصنیف اشرف الجواب (ج ۲ ص ۱۶۰) طبع دیوبند میں فرماتے ہیں'' (حیات النبی ﷺ ص ۱۴) اب یہ نرالی وانوکھی تحقیق اور شوق محقق کا نتیجہ ہی تو ہے کہ بندیالوی صاحب اشرف الجواب کو حضرت تھانویؒ کی تصنیف کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ یہ منشی علی محمد صاحبؒ تو بہ ٹیک سنگھ والوں کی تالیف ہے۔ جنہوں نے حضرت حکیم الامت کے ملفوظات کو یکجاء کر کے اشرف الجواب کا نام دیا۔

مماتی علماء کو مشورہ

لہٰذا راقم الحروف ان حضرات کو مخلصانہ مشورہ دے گا کہ آپ شاہراہ علم پر گامزن ہونے کے لئے اور مصنف ومؤلف، مقرر ومرتب میں فرق جاننے کے لئے وزیرآباد آکر مولانا محمد اسماعیل محمدی صاحب کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کریں۔ راقم سفارش کرنے کے لئے تیار ہے اور تعلیمی داخلے کے ساتھ ''امدادی داخلہ'' ہوگا یعنی تین وقت کا کھانا بھی ملے گا۔ ان شاء اللہ! صلائے عام ہے، یاران نکتہ داں کے لئے

دیکھئے اب ہمارے اس مشورہ کو ''مہربان'' پسند کرتے ہیں یا

سرشک شوق کی موجوں سے کیوں گھبرا گئی دنیا　　　ابھی تو میں نے اک قطرہ سمندر سے نکالا ہے

منکرین حیات النبی ﷺ کی پیدائش

ان مسائل میں سے جو اجتماعی تھے اور اختلافی بنا دیئے گئے۔ ایک مسئلہ حیات النبی ﷺ کا بھی ہے۔

حیات النبی ﷺ کے منکر ۱۹۵۸ء میں پیدا ہوئے۔ جنہوں نے ۱۹۵۸ء میں اس میں اختلاف پیدا کیا اور اختلاف پیدا کرنے والے گجرات سے اٹھے ہیں انہوں نے اس مسئلہ میں رخنہ اندازی کی۔ (آوازِ حق ص ۹، ۱۰)

تبصرہ مؤلف کلمہ حق

مولانا (محمدی) صاحب صرف حیات النبی ﷺ کے نعرہ سے عوام کو دھوکہ دیتے ہیں ورنہ مطلقاً حیات النبی ﷺ کا ہم نے کب انکار کیا ہے؟ اور نہ یہ اختلافی مسئلہ ہے۔ مولوی صاحب اور ان کے ہمنوا جرأت کریں اور اپنا عقیدہ کھل کر بیان کریں کہ ہم حیات النبی ﷺ دنیوی کے قائل ہیں، برزخی حیات کے قائل نہیں۔ جیسا کہ تمہارا عقیدہ المہند میں لکھا ہوا ہے۔

''حیوتہ ﷺ و بجمیع الانبیاء علیہم السلام دنیویۃ لا برزخیۃ'' (المہند) مولانا اسی طرح کھل کر اپنا عقیدہ بیان کریں کہ ہم برزخی حیات کے قائل نہیں ہیں۔ پھر ہم جناب سے پوچھیں کہ یہ اجماعی اور اتفاقی بات کس کی ہے؟ اور قارئین کرام بھی ان کو مجبور کریں کہ یہ اپنا عقیدہ چھپاتے کیوں ہیں؟ مولوی صاحب کو سخت غلط فہمی ہوئی ہے۔ جناب عالی! منکر حیات اور مقر وفات ۱۹۵۸ء میں پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ ۱۱ھ سے آج تک آ رہے ہیں۔ سب سے پہلے جنہوں نے حیات کا انکار کیا وہ اکابرین کے اکابر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے آپ کی وفات کے بعد سب سے پہلی تقریر ''مماتُ النبی ﷺ'' پر کی اور آپ کی میت ہونے کا اعلان فرمایا: ''من کان یعبد محمداً فان محمد قد مات'' (جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو تحقیق حضرت محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں) اس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اجماع کیا، پیغمبر علیہ السلام کا جنازہ پڑھا گیا۔ آپ کو دفن کیا گیا۔ خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اعلان ہوا۔ جب کہ آپ کی حیات میں یہ سب ناممکن تھے۔ تمام محدثین نے وفات النبی ﷺ کا باب باندھا۔ اگر آپ اپنا اجماعی مسئلہ باب حیات النبی ﷺ میں دکھا سکتے ہیں تو پیش کریں۔ (کلمہ حق ص ۷، ۸)

الجواب مع البرہان بفضل اللہ المنان

نالہ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر   اب جگر تھام کے بیٹھ، میری باری آئی

مؤلف کلمہ حق کہتے ہیں کہ تم صرف حیات النبی ﷺ کے نعرے سے عوام کو دھوکہ دیتے ہو اور یہ کہ مطلقاً حیات النبی ﷺ کا ہم نے کب انکار کیا؟ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً سید الانبیاء، فخر موجودات، منبع فیوضات، حضرت نبی اقدس ﷺ اپنے دنیا والے جسم کے ساتھ اپنی اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ زندگی جسم کے اندر روح کے تعلق سے آتی ہے۔ روح اور جسم کے تعلق ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ روح جسم کے اندر موجود ہو اور دوسری صورت یہ ہے کہ موت کے بعد جو روح کا ٹھکانہ ہے، روح وہاں اپنے مستقر میں ہو۔ لیکن وہاں ہوتے ہوئے اس کا دنیا والے جسم کے ساتھ تعلق جڑا ہوا ہو۔ جسم سے انقطاع روح کا نام موت ہے اور روح کا تعلق جسم کے ساتھ رہے تو حیات ہے۔

ہمارا عقیدہ حقہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کا دنیا والا جسم اطہر روضے میں زندہ ہیں۔ برخلاف اس کے منکرین حیات النبی ﷺ کہتے ہیں کہ روضہ اطہر میں دنیا والا جسم محفوظ تو ہے مگر اس میں حیات نہیں ہے۔ روح برزخ میں ہے۔ جسم مبارک تمام کمالات سے خالی ہے۔ حالانکہ جملہ کمالات سے متصف ہونے کے لئے جسم و روح کا رشتہ

ضروری ہے۔ جیسا کہ: ''البصائر لمنکر التوسل باھل المقابر'' میں ہے: ''ان الانبیاء علیہم السلام حیوۃ برزخیۃ جسدانیۃ ویدل علیہ قولہ علیہ السلام مررت بقبر موسیٰ علیہ السلام فاذاھو یصلی فی قبرہ والصلوٰۃ تقتضی جسداحیا''
(البصائر ص ۱۹۵ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ پشاور)

یعنی انبیاء علیہم السلام کی زندگی برزخی اور جسمانی ہے اور اس پر دلیل حضور ﷺ کا وہ فرمان عالیشان ہے کہ (معراج کی شب) جب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے اور نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے اور علامہ سندھیؒ بھی فرماتے ہیں: ''الصلوٰۃ تستدعی جسدا حیاً'' (حاشیہ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۸۵) نماز پڑھنا زندہ جسم ہی سے ہوسکتا ہے۔ مؤلف کلمہ حق اور دیگر منکرین حیات النبی ﷺ حضور ﷺ کی حیات برزخی کے مبہم اقرار سے دھوکہ دیتے ہیں اور جسم کے ساتھ تعلق روح کا انکار کرتے ہیں۔ جسم اطہر کے بارے میں نہایت قیمتی اور پرکشش جملے کہتے ہیں۔

چنانچہ مولانا محمد حسین نیلوی لکھتے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام کو حضرت حق تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے ایک مخصوص اور ممتاز حیات عطا فرمائی ہے جو شہداء کرام کی حیات کی طرح نہیں بلکہ ان کی حیات شہداء کی حیات سے ممتاز اور بلند وبالا اور ارفع، انفع، اوقع، اعلیٰ، اولیٰ، احلیٰ، اقویٰ، اتقیٰ، اصفیٰ، ازکیٰ، اسنیٰ، اشہیٰ، اضلیٰ، اجلی، افضل، اکمل، ادوم، اقوم، اتم، اہم، اعظم، اطیب اور اقدس ہے۔ (عقائد علماء دیوبند اور مسئلہ حیات الانبیاء ص ۱۲)

قارئین کرام! اب آپ نیلوی صاحب کے مذکورہ بالا پرکشش جملے پڑھنے کے بعد یہ الفاظ بھی ملاحظہ کریں: ''جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ آپ ﷺ قبر میں جا کر زندہ ہو جائیں گے تو قبر کھودنے کی تکلیف کیوں کی؟ چلو اگر دفن کر دیا تھا تو تھوڑی دیر کے بعد آنحضرت ﷺ کو نکال لیتے۔ لوگ آپ کی زیارت سے مشرف ہو کر صحابیت کا مقام حاصل کر لیتے۔ (بحوالہ عقائد ص ۹۹)

اب بتلایئے کہ ان الفاظ سے گستاخی کا پہلو نہیں نکل رہا؟ ان الفاظ میں ادب، لحاظ، تمیز اور اخلاق کا کوئی پہلو ہے؟ کاش نیلوی صاحب نے سوچا ہوتا کہ وہ کس ذات پر بحث کر رہے ہیں؟ اور ساقی کوثر ﷺ کے متعلق ''صحابہ رضی اللہ عنہم نے دفن کیوں کیا'' پھر نکال لیتے۔ جیسے الفاظ ایک امتی اور وہ بھی عالم دین کو کیا زیب دیتے ہیں؟ دراصل جب انسان اپنے اسلاف کا دامن چھوڑ دیتا ہے تو پھر اس سے ادب کی نعمت چھین لی جاتی ہے۔ شاید اس لئے مولانا محمد اسماعیل محمدی صاحب نے ہماری کتاب مناظرہ حیات النبی ﷺ پر تقریظ لکھتے ہوئے کہا تھا کہ: ''ہر مماتی بے ادب اور متکبر ہوگا نیز جذباتی اور کریک ہوگا۔'' (مناظرہ حیات النبی ﷺ طبع سوم ص ۲۰)

المہند کا حوالہ دینے میں مؤلف کلمہ حق کی بددیانتی

مؤلف کلمہ حق نے المہند کی عبارت یوں دی: ''حیوتہ ﷺ وبجمیع الانبیاء علیہم السلام دنیویۃ لا برزخیۃ'' (کلمہ حق ص ۷) جب کہ المہند علی المفند کی مکمل عبارت مندرجہ ذیل ہے۔

''عندنا وعند مشائخنا حضرۃ الرسالۃ ﷺ حیٌ فی قبرہ الشریف وحیوتہ ﷺ دنیویۃ من غیر تکلیف وھی مختصۃ بہ ﷺ وبجمیع الانبیاء علیہم السلام والشھداء لابرزخیۃ کما ھی حاصلۃ لسائر المؤمنین بل لجمیع الناس کما نص علیہ العلامۃ السیوطی فی رسالۃ انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء حیث قال الشیخ

تقی الدین السبکی حیوۃ الانبیاء والشهداء فی القبر کحیاتهم فی الدنیا ویشهد له صلوٰۃ موسیٰ علیہ السلام فی قبرہ فان الصلوٰۃ تستدعی جسداً حیاً فثبت بهذا ان حیاته دنیویة برزخیة لکونها فی عالم البرزخ ولشیخنا الاسلام والدین محمد قاسم العلوم علی المستفیدین قدس اللہ سرہ العزیز فی هذہ المبحث رسالة مستقلة دقیقة الماخذ بدیعة المسک لم یر مثلها قد طبعت وشاعت فی الناس واسمها آب حیات ای ماء الحیاۃ ''

ترجمہ: ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ وہ حیات برزخی نہیں ہے جو تمام مسلمانوں بلکہ سب انسانوں کو حاصل ہے۔ چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ ''انباء الاذکیاء فی حیات الانبیاء'' میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکیؒ نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسے دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی میں برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس اللہ سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے۔ نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل، جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام آب حیات ہے۔ (المہند علی المفند، السوال الخامس)

قارئین کرام! اس عبارت کو بغور پڑھیں گے تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ مؤلف کلمہ حق ''بجمیع الانبیاء'' سے پہلے اور لا برزخیہ کے بعد والی ساری عبارت کو کا کولا سمجھ کر غٹا غٹ پی گئے ہیں۔ یہاں ہمارے اکابرین فرما رہے ہیں کہ جو حیات برزخی تمام انسانوں کو حاصل ہے وہ انبیاء علیہم السلام کو نہیں۔ یعنی ان کی حیات ان سے اعلیٰ ہے اور پھر آخر میں جا کر ''لکونها فی عالم البرزخ'' کہہ کر یہ توضیح بھی کر دی گئی ہے کہ اس سے مراد مطلق دنیاوی حیات نہیں، دنیا کی سی حیات ہے، یعنی دنیا والے جسم اطہر میں روح ہے، تشبیہ میں ہر جہت سے مشابہت ضروری نہیں ہوتی۔

حیات دنیوی سے مراد کیا ہے؟

حیات دنیوی سے مراد یہاں وہ حیات نہیں ہے جو آنحضرت ﷺ کو وفات سے پہلے عالم شہادت میں حاصل تھی۔ کیونکہ موت کے بعد عالم شہادت کی حد ختم ہے اور عالم برزخ کی حد قیامت تک رہتی ہے۔ یار لوگوں نے خواہ مخواہ تشتت وافتراق کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں لوگوں کو بھٹکا رکھا ہے۔ مؤلف کلمہ حق اور ان کے ٹولے کا نظریہ ہے کہ صرف روح زندہ ہے اور ہم اہل سنت والجماعت کا نظریہ یہ ہے کہ جسم کے ساتھ روح کا تعلق ہے اور اسی تعلق کی وجہ سے آپ ﷺ روضہ اطہر پر پڑھا جانے والا سلام سنتے ہیں۔ حیات فی القبر کا یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ! آپ ﷺ پر موت کا ورود ہی نہیں ہوا۔ جیسے نیلوی صاحب نے لکھا ہے کہ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے قبر کیوں کھودی؟ اور مؤلف کلمہ حق نے اپنے وڈیروں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے لکھا کہ آپ ﷺ کا جنازہ پڑھا گیا، آپ کو دفن کیا گیا وغیرہ حیات دنیاوی کا مطلب صرف اتنا ہے کہ دنیا والا جسم قبر میں زندہ ہے اور اسی کو حیات جسمانی بھی کہا جاتا ہے۔ حیات حسی بھی کہا جاتا ہے یعنی روضہ اطہر میں قبر والا محسوس جسم زندہ ہے اور اسی کو حیات حقیقی اور برزخی کہا جاتا ہے۔ مختلف وجوہات کی بناء پر حیات قبر کے مختلف نام ہیں۔ جیسے محقق اہل سنت حضرت مولانا منیر احمد صاحب مدظلہم فرمایا

کرتے ہیں کہ ایک آدمی ماں والے تعلق کے اعتبار سے بیٹا ہے، بیٹی والے تعلق کے اعتبار سے باپ ہے، بہن والے تعلق کے اعتبار سے بھائی ہے، بیوی والے تعلق کے اعتبار سے شوہر ہے، پوتے کے اعتبار سے دادا، نواسے کے اعتبار سے نانا وغیرہ۔

یہ ایک ہی شخص ہے مگر مختلف اعتبار سے نام مختلف ہیں۔ اسی طرح حضور ﷺ کی حیات، روحانی، برزخی، حقیقی، دنیوی، حسی مختلف ناموں سے ہوسکتی ہے۔ مگر فی نفسہ حیات ایک ہی ہے کہ آپ ﷺ کا دنیاوی جسم قبر میں زندہ ہے۔

خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

مؤلف کلمہ حق اپنے بے سروپا عقیدے پر بڑی دور کی کوڑی لائے ہیں کہتے ہیں جی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی وفات کا اعلان کیا اور یہ کہ سب سے پہلے حیات کے منکر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (لعنت اللہ علی الکاذبین والجاھلین) یہ نیم رافضی کم از کم وجہ اختلاف کو تو سمجھیں۔ ارے نام نہاد محقق! کس بدبخت نے حضور ﷺ کی وفات کا انکار کیا ہے؟ جنازے اور تدفین کا انکاری کون ہے؟ اکابر میں سے کسی ایک بزرگ کا حوالہ لاؤ جو وفات، جنازہ اور تدفین کا منکر ہو۔ اکابر تو اکابر رہے یہ راقم الحروف جو مشائخ اہل سنت کے صدقے اللہ تعالیٰ سے روٹی مانگ کر کھاتا ہے۔ ”جنازۃ الرسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم“ کے عنوان سے مستقل رسالہ لکھ چکا ہے۔ جس کے دو ایڈیشن نکل چکے ہیں اور یہاں بھی مماتی لوگ تحریف کر کے بریلی والے خان جی کی روح کو کوش کرتے ہیں۔

ہم پوچھتے ہیں ان دغا باز لوگوں سے کہ خطبہ صدیق مکمل پڑھتے ہوئے تمہارے پیٹ میں مروڑ کیوں اٹھتا ہے؟ خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے تو حیات ثابت ہوتی ہے۔ بخاری شریف کی (ج اول ص ۵۱۷) پر خطبہ صدیق موجود ہے۔ آنحضرت ﷺ کی رحلت ہوئی۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے پیشانی مبارک کو بوسہ دیا اور فرمایا: ”طبت حیاً و میتا“ آپ کی زندگی اور موت دونوں پاک ہیں ور پھر ”لایذیقک اللہ الموتتین ابدا“ اللہ آپ کو دو موتیں کبھی نہیں چکھائیں گے۔ مؤلف کلمہ حق اور دیگر منکرین حیات النبی ﷺ سے جب پوچھا جاتا ہے کہ پہلی موت کا ذائقہ تو آنجناب نے چکھ لیا۔ مگر یہ دوسری موت کون سی ہے جو آپ پر نہیں آئی؟

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ”انک میت وانھم میتون“ اور ”وما محمد الا رسول“ آیات پڑھیں۔ ان آیات کے اندر جو خلیفہ بلا فصل موت کا اعلان فرمارہے ہیں وہ قبر والی موت کا نہیں، عالم دنیا والی موت کا اعلان ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے بعض جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم جو موت کا انکار کر رہے تھے۔ آپ نے یہ آیات پڑھ کر بتایا کہ دنیا والی موت کا ذائقہ آپ چکھ چکے ہیں اور ہم بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ دنیا والی موت آئی ہے۔ مماتی ٹولہ خواہ مخواہ میں نہ مانوں کی رٹ لگا کر وقت بھی ضائع کر رہا ہے اور ایمان بھی۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ بعد از وفات قبر میں سوال و جواب کے لئے دوبارہ زندگی ملتی ہے۔ غیر انبیاء پر سوال و جواب کے بعد پھر موت مسلط کر دی جاتی ہے۔ روح اپنے مستقر میں چلی جاتی ہے۔ البتہ جسم کے ساتھ اتنا تعلق رہتا ہے کہ میت ثواب و عذاب کو محسوس کر سکے۔ پھر عام کے متعلق اختلاف ہے (اور ہم نے اسی کتاب کے ابتدائیہ میں اشارہ کر دیا ہے) البتہ حضور ﷺ پر جب روح لوٹی تو پھر دوبارہ نہیں نکلی اور اسی بات کا اعلان سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمارہے ہیں۔ نبی علیہ السلام کی وفات پر بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور حیات فی القبر پر

بھی اور الحمدللہ ہم اہل سنت والجماعت دونوں باتوں کو مانتے ہیں وفات کو بھی اور حیات ابدی کو بھی۔ باقی وہاں کی زندگی اعلیٰ وارفع ہے۔ اس کا دنیاوی معاملات کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا مؤلف کلمہ حق کا یہ کہنا کہ آپ ﷺ کے پاس فیصلے کروانے کوئی نہیں جاتا جو حیات نہ ہونے کی دلیل ہے۔ نری حماقت اور ہکلا پن ہے۔

دیوبندی کون ہوتا ہے؟

میں نے یہ بات کئی دفعہ کہی ہے کہ ایک شخص دیوبند میں پڑھا بھی نہ ہو اور اس کے عقائد بھی دیوبند والے نہ ہوں، ہم اس کو دیوبندی نہیں کہہ سکتے۔ (آواز حق ص ۱۱)

تبصرہ مؤلف کلمہ حق

واقعی آپ دیوبندی نہیں ہیں کیونکہ مولوی صاحب نہ تو آپ دیوبند میں پڑھے، نہ تمہارے عقائد اکابرین علمائے دیوبند والے ہیں۔ کیونکہ اکابرین علماء دیوبند میں سے کوئی بھی فیصلہ کروانے روضے پر نہیں جاتا۔ سب دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ آپ کی زندگی صرف تریسٹھ برس تھی۔ اب موتی میں شامل ہیں۔ مولانا سرفراز خان صاحب صفدر نے اپنی مایہ ناز کتاب (المسلک المنصور ص ۳۶) پر لکھا ہے۔ آنحضرت ﷺ بھی تو نص قطعی ''انک میت'' کی رو سے وفات پاچکے ہیں اور الموتی میں شامل ہیں۔ (۲) قرآن کریم، صحیح احادیث اور اجماع سے یہ بات ثابت ہے کہ آسمانوں میں فرشتے اور ارواح حضرات انبیاء کرام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسد عنصری کے ساتھ بلکہ دیگر تمام مومنوں کی روحیں آسمانوں پر موجود ہیں۔ (احسن الکلام ج ۲ ص ۱۸)

الجواب السدید بفضل الرب الحمید

ان باتوں کا جواب ہم نے گزشتہ سطور میں دے دیا ہے۔ بحث حیات فی القبر کی ہے جو آنحضرت ﷺ کو تریسٹھ برس کی زندگی گزارنے کے بعد موت کا ذائقہ چکھا کر پھر قبر اطہر میں نصیب ہوئی۔ ہم یہاں دنیا میں ہیں اور سرکار دوعالم ﷺ جنت کے اعلیٰ مقام میں رونق افروز ہیں۔ اس جہان کی کیفیت اور ہے اور وہاں کی اور۔ مؤلف کلمہ حق کے دائیں بائیں کراماً کاتبین موجود ہیں اسی طرح ہر انسان کے ساتھ ہیں تو آج تک کسی نے اپنی گم کردہ چیز کے متعلق ان کراماً کاتبین سے پوچھا ہو یا اپنا کوئی فیصلہ لے کر ان کے پاس گئے ہوں؟ نہیں یقیناً نہیں تو مماتی فلسفے کے مطابق لازم آیا کہ کراماً کاتبین کو حیات حاصل نہیں ہے اور اگر کہیں گے کہ ان کی حیات کی کیفیت ہمارے عقل وخرد سے بالا ہے تو پھر ''ماھو جوابکم فھو جوابنا'' اور حضرت شیخ صفدر مدظلہم نے جو فرمایا کہ بنص قطعی وفات پاچکے ہیں تو وفات کا انکار کس نے کیا؟ وہی رفتار بے ڈھبی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے۔

نیز احسن الکلام کی عبارت پہ مؤلف کلمہ حق نے جو اختراعی حاشیہ چڑھایا وہ بھی ان کے خبث باطن کا مظہر ہے۔ اس عبارت سے قطعاً یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت شیخ صفدر مدظلہم زمینی قبروں میں ارواح کا تعلق نہیں مانتے۔ جب اس مسئلہ خاص پر بحث ہوتی ہے تب عام مؤمنین اور انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات فی القبر کے فرق کو بیان کیا جاتا ہے۔ احسن الکلام مسئلہ فاتحہ خلف الامام پر لکھی گئی ہے اور اس کی ایک مجمل عبارت کو دیکھ کر مؤلف کلمہ حق یوں بغلیں بجانے لگے جیسے کبھی ''تسکین الصدور، سماع الموتی، المسلک المنصور اور شہاب المبین'' دیکھی ہی نہ ہوں۔

ہمارا عقیدہ

ہمارا اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ آقائے نامدار آمنہ کے لعل، تاجدار مدینہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ اپنے روضہ پاک میں زندہ ہیں۔نمازیں پڑھتے ہیں، امت کا سلام سنتے ہیں اس کا جواب دیتے ہیں۔ (آواز حق ص ۱۱)

تبصرہ مؤلف کلمہ حق

آپ کا عقیدہ اہل سنت والجماعت والا عقیدہ نہیں ہے، آپ کے متفقہ بزرگ نور الحسن شاہ بخاریؒ (حیات الاموات ص ۱۲۱) میں لکھتے ہیں کہ: ''آپ ﷺ کی روح پاک دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح رفیق اعلیٰ اعلیٰ علیین میں ہے۔ مستقل طور پر وہیں قرار پذیر ہیں اور کسی حال میں وہاں سے جدا نہیں اور (ص ۱۲۲) پر لکھا ہے: ''حیات اقدس اخروی ہے، دنیوی نہیں'' آگے فرماتے ہیں: ''کیونکہ آپ ﷺ وفات کے بعد اگرچہ زندہ ہیں۔لیکن یہ اخروی حیات ہے۔ دنیوی حیات کے مشابہ بھی نہیں۔ جرأت کریں اور نکالیں۔ان بزرگوں کو اہل سنت والجماعت سے۔یہ سارا نزلہ اشاعت التوحید پر کیوں گرتا ہے؟ کیا تعصب کے سوا کوئی چیز ہوسکتی ہے؟ ہم اشاعت والوں کا عقیدہ وہی ہے جو سید نور الحسن شاہ بخاریؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد حیات اخرویہ کے ساتھ زندہ ہیں اور روح پاک اعلیٰ علیین میں ہے۔ یہ حیات نہ دنیوی ہے اور نہ دنیوی حیات کے مشابہ ہے۔ (کلمہ حق ص ۹، ۱۰)

الجواب السلیم بعون الرب الرحیم

پڑا فلک کو دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

یقین جانئے! ہم یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ بریلی والے خان جی کی طرح مماتی فتنہ بھی تحریفات، تلبیسات اور تدلیسات کا مرکب اور ملغوبہ ہے۔ حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ کی کتاب حیات الاموات کی ادھوری عبارت سے مؤلف کلمہ حق نے جو اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کی ہے۔ یقیناً کسی خوف خدا سے عاری بندے کا کام ہوسکتا ہے۔اب دیکھنا ذرا ہم شاہ صاحبؒ کی مکمل عبارت ذیل میں دے رہے ہیں اور فاروقی جلال کے ساتھ ایسا وار کریں گے کہ ان شاء اللہ زخم چاٹتے چاٹتے بقیہ زندگی گزرے گی۔

علامہ سید نور الحسن شاہ بخاریؒ اور مسئلہ حیات النبی ﷺ

مؤلف کلمہ حق نے حضرت شاہ صاحبؒ کی عبارت میں سے قطع وبرید کرکے اپنے چہرے پر جو کذب ودجل کی کالک ملی ہے اس کا فیصلہ تو ان شاء اللہ روز محشر ہوگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنی کتاب (حیات الاموات ص ۱۲۱) پر شیخ الاسلام مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا (فتح الملہم ج ۳) کے حوالے سے عقیدہ حیات النبی ﷺ تحریر کرنے کے بعد لکھا: ''شیخ الاسلام کا یہ ارشاد بڑا واضح ومدلل ہے اور اس سے تمام شبہات کا ازالہ ہوجانا چاہئے۔آپ کے اس محققانہ کلام سے یہ حقائق ثابت ہوتے ہیں کہ:

۱...... حضرت کی وفات شریفہ کے بعد آپ کی روح پاک دوسرے حضرات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ رفیق اعلیٰ، اعلیٰ علیین میں ہے اور مستقل طور پر وہاں قرار پذیر ہے اور کسی حال میں بھی وہاں سے جدا نہیں ہوتی۔

۲...... لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ قبر اقدس میں آپ کی حیات کا انکار کردیا جائے۔ گو آپ ﷺ کی روح پاک اعلیٰ

علیین میں ہے۔لیکن اس کا تعلق قبر پاک میں موجود وجود اقدس کے ساتھ ہے وہ جسم انور پر روشنی ڈال رہی ہے۔جیسے سورج اپنے بلند مقام پر ہے لیکن زمین سے اس کا تعلق ہے اور اس کی تاثیر سے حیوانات ونباتات کی زندگی ہے۔

۳...... جیسے زمین کے ساتھ سورج کے تعلق وتاثیر سے حیوانات ونباتات کی حیات ہے۔بلکہ خود زمین میں حیات ہے۔اسی طرح وجود پاک کے ساتھ روح اقدس کے تعلق واتصال سے نبی اکرم ﷺ قبر شریف میں زندہ وحیات ہیں۔ (حیات الاموات خصوصاً حیات النبی ﷺ لسید الکائنات ص ۱۲۱،۱۲۲)

شاہ صاحبؒ مزید لکھتے ہیں: اور چونکہ حیات اسی جسم اقدس کو حاصل ہے جو دنیا میں تھا اس لئے ہمارے بعض اکابر دیوبندؒ اور دوسرے اکابر ومشائخ امت نے اسے بعض موقعوں پر دنیوی حیات یا دنیا کی سی حیات سے تعبیر فرمایا۔چونکہ بعض شریفوں نے دوسرے جسم ایجاد کر کے آپ کی حیات اس ایجادی جسم کی طرف منسوب کر دی اور قبر اقدس میں جسد اطہر کی حیات مقدسہ کا انکار کر دیا۔ہمارے اکابر کی فراست ایمانی ملاحظہ ہو کہ انہوں نے مدتوں پیشتر یہ فرما دیا کہ آپ ﷺ کو جو حیات مقدسہ حاصل ہے وہ کسی اور ایجاد کردہ جسم کے ساتھ نہیں بلکہ اس دنیا والے جسم پاک کو حیات حاصل ہے۔'' (حیات الاموات ص ۱۲۵)

ارباب انصاف فیصلہ کریں

مؤلف کلمہ حق کی ادھوری،تحریف شدہ عبارت اور اس مکمل عبارت کو پڑھ لینے کے بعد اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر فیصلہ دیں کہ اگر یہ ''کلمہ حق'' ہے تو پھر دجل وکذب،ڈھٹائی اور بے شرمی کے کیا سینگ ہوتے ہیں؟ مؤلف کلمہ حق نے محض شاہ صاحب کی کتاب سے روح علیین میں ہے اور مستقل طور پر وہاں قرار پذیر ہے۔کی عبارت تو نوٹ کر دی اور آگے جہاں آپ نے جسم اطہر کے ساتھ روح کے تعلق کی بحث کی،اس کو شیر ادر سمجھ کر ہڑپ کر گئے۔کیا اکابر کی کتب لاوارث ہیں؟ یا ان پر تمہارے پدر کی اجارہ داری ہے کہ تم جب چاہو،جیسے چاہو اور جہاں چاہو تحریف کر کے من پسند مطلب نکال لو اور کوئی تمہیں پوچھنے والا نہ ہو۔

مؤلف کلمہ حق کا ایک اور مجذوبانہ واویلا

مؤلف کلمہ حق رئیس المناظرین حضرت محمدی صاحب مدظلہ کے متعلق فرماتے ہیں: ''مولوی صاحب کا قیاس یا عقلی ڈھکوسلا اگر قرآن وسنت کے خلاف ہو تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ مثلاً مولانا صاحب فرماتے ہیں: ''نیکیاں جسد عنصری کرے اور جزاء جسد مثالی پائے۔قتل اور زخمی عنصری جسم ہو اور سیر شہیدوں کی ارواح سبز رنگ میں پائے اور جنت کی سیر کرے اسی طرح مشقتیں جسد عنصری اٹھائے اور لذت وسرور مثالی ابدان حاصل کریں (پھر اپنا تبصرہ یوں پیش کرتے ہیں) اگر دلائل چھوڑ کر عقلی ڈھکوسلوں سے بات منوانا ضروری سمجھتے ہیں تو ہم ان کو اور ان کے ہمنواؤں کو عقلی دلائل سے بھی سمجھا سکتے ہیں۔''شرابی کو پشت پر کیوں کوڑے مارے جاتے ہیں کیا پشت نے شراب پیا؟ زانی کو پشت پر کوڑے کیوں مارے جاتے ہیں کیا زنا پشت نے کیا؟'' (کلمہ حق ص ۱۳)

الجواب بفضل اللہ التواب

سبحان اللہ! کیا نکتہ سنجی ہے۔اہل علم ذرا دیانت داری سے بتائیں کہ ایسے نکات اور نادر موتی رازیؒ کی

کبیر اور زمخشریؒ کی کشاف میں کہاں؟ ایسے ”گوہر بے مثال“ واقعی توحید و سنت کے جدید اشاعتیوں سے ہی مل سکتے ہیں۔ گویا مؤلف کے نزدیک شراب پینے الامنہ جسد عنصری ہے اور کوڑے کھانے والی پیٹھ جسم مثالی ہے نیز بدکاری کرنے والی شرمگاہ اگر جسم عنصری ہے اور کوڑے کھانے والی پیٹھ جسم مثالی ہے۔ واقعی یہ تحقیق انیق لاہور کے عجائب گھر میں نہیں بلکہ مینار پاکستان پر لٹکا دینی چاہئے تاکہ بغیر ٹکٹ خلق خدا نظارا کر کے مماتی تحقیق کو داد تحسین دے سکے۔ مولانا ضیاء اللہ شاہ صاحب تو پہلے ہی اس نرالی تحقیق کا نظارا کر چکے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے: ”چیدہ چیدہ مقامات کا نظارہ یہ بتاتا ہے۔“ (کلمہ حق ص ۳)

بندہ خدا میت پر جو عذاب وثواب مرتب ہوتا ہے اس کا انکار تو اہل سنت میں سے کوئی بھی نہیں کرتا۔ خواہ روح اپنے استقرار پر رہتے ہوئے جسم کہیں بھی منتشر ہو جائے۔ یہ احوال وکیفیات ہماری عقل سے چونکہ ماوراء ہیں اس لئے ناممکن نظر آتے ہیں۔ مگر خالق اور مخلوق، رزاق اور مرزوق میں ایک فرق یہ بھی تو ہے کہ جو امر مخلوق کی نگاہ میں ناممکن ہو، وہ نگاہ خالق میں ناممکن قطعاً نہیں۔

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں: ”وقداجمع اهل الکشف علی ان المیت یحس بضغطة القبر ویحس باختلاف اضلاعه ولو کان فی بطون السباع والطیور“ (تذکرہ قرطبی ص ۳۶) جملہ اہل کشف کا اس پر اتفاق ہے کہ میت قبر کی تنگی اور پسلیوں کے آر پار ہونے کو محسوس کرتی ہے اگرچہ درندوں اور پرندوں کے پیٹ میں ہو۔ شیخ الحدیث، امام اہل سنت حضرت علامہ محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہم فرماتے ہیں: ”قبر کی تنگی اور عذاب سے وہ لوگ بھی مستثنیٰ نہیں جن کو درندے اور پرندے کھا گئے ہیں جہاں بھی ذرے ہوتے ہیں وہی جگہ ان کے حق میں قبر ہوتی ہے۔“ (تسکین الصدور ص ۹۲)

مولانا حسین علی واں بچھرویؒ کا عقیدہ کہ میت پہچان لیتی ہے

مؤلف نے حسب عادت اپنے رسالے کے (ص ۱۵ سے ۲۳) تک بیکار بھرتی کرتے ہوئے اپنے تئیں ڈنکے کی چوٹ لکھا ہے آواز حق کے (ص ۱۸، ۱۹) پر ہے اسی طرح قبر میں زندہ ہوں گے جس طرح اب زندہ ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں فرمان باری تعالیٰ ہے: ”وما یستوی الاحیآء ولا الاموات“ مردے اور زندہ برابر نہیں ہیں۔ مولانا (محمدی صاحب) نے فرمایا برابر ہیں فیصلہ کس کا سچا۔ قرآن کا یا مؤلف آواز حق کا؟ (کلمہ حق ص ۲۲، ۲۳)

الجواب بفضل اللہ الوھاب

اس آیت کا سماع موتی کی بحث سے کوئی تعلق نہیں۔ حضرت مولانا حسین علی واں بچھرویؒ جن پر فخر کرتے ہوئے مؤلف کلمہ حق نے لکھا: ”انہوں نے شاہ ولی اللہؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی یاد تازہ کر دی۔“ (کلمہ حق ص ۳)

آپ کی مشہور کتاب تحریرات حدیث ہے۔ اس میں ہے: ”المنکر والنکیر یاتیان المیت فیرسل فی ذالک المیت الروح ثم یقعد فاذا سل رسلت روحه بلا الم والمؤمن بان المیت یعرف من یزوره اذا اتاه واکده یوم الجمعة بعد طلوع الفجر قبل طلوع الشمس“

(تحریرات حدیث ص ۲۵۷ مطبوعہ یونین پرنٹنگ پریس ملتان، باہتمام مولوی محبوب احمد اویسی نیجر)

ترجمہ: منکر نکیر جب میت کے پاس آتے ہیں تو اس میت میں روح ڈال دی جاتی ہے۔ پھر اس کو اٹھایا

جاتا ہے۔ جب اس سے سوال ہو چکتا ہے تو اس کی روح بلا تکلیف نکال دی جاتی ہے اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ جب میت کے پاس کوئی شخص زیارت کرنے کو آتا ہے تو وہ اس کو پہچان لیتی ہے۔ خصوصاً جمعہ کے دن طلوع فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے۔ مولانا محمدی صاحب پر برسنے والے مولانا حسین علیؒ کے متعلق کیا تبصرہ کریں گے؟ اور مؤلف کلمہ حق کو کچھ اپنی خبر بھی ہے کہ تمہارے قلم کا گھوڑا اپنے بیان کردہ عقیدے کو روندتا ہوا گزر جاتا ہے۔ چنانچہ کلمہ حق کے (ص ۶۳) پر لکھتے ہیں: ''مطلق حیات میں اختلاف نہیں، ہم تو مرنے کے بعد کفار کی حیات کے بھی قائل ہیں۔ نیز نیلوی شاہ صاحب لکھتے ہیں: ''ہم تو کافروں کی حیات کے بھی قائل ہیں۔'' (عقائد اہل سنت ص ۱۴۳)

مولانا نیلوی کا فتویٰ مولانا حسین علیؒ پر

مؤلف کلمہ حق اب ذرا سنبھل کر بیٹھئے گا۔ بڑی پریشانی کا مرحلہ آ گیا۔ تحریرات حدیث میں مولانا حسین علیؒ فرماتے ہیں کہ میت کے پاس کوئی شخص زیارت کرنے کو آتا ہے تو وہ اس کو پہچان لیتی ہے۔ (تحریرات ص ۲۵۷) اور نیلوی صاحب اپنی کتاب ''شفاء الصدور'' میں رقمطراز ہیں: ''ان مسئلة سماع الموتی واجابتهم ومعرفتهم مختلق للملحدین'' (یعنی بلاشبہ سماع موتی اور ان کے جواب دینے اور ان کی معرفت کا مسئلہ ملحدین کا گھڑا ہوا ہے۔ نیز (شفاء الصدور ص ۱۵۸) پر لکھتے ہیں: ''فی بیان الفرقة القائلة بسماع الموتی من اهل الالحاد والابتداع'' (یعنی ملحدین اور مبتدعین قائلین سماع موتی کے بیان میں) یہ پانچویں باب کا عنوان ہے۔ مماتی دوستوں کو دعوت فکر ہے کہ آپ کے یہ حضرات جن کی محبت کا دم بھرتے ہیں ان پر الحاد کے فتوے بھی داغ دیتے ہیں۔ اگر تمہاری کھوپڑی میں عقل کی ایک رتی بھی ہے تو جان لینا چاہئے کہ تمہارے حلق سے ''توحید وسنت'' کی آڑ میں ''زہر ہلاہل'' کی شوگر کوٹڈ گولیاں اتاری جا رہی ہیں۔ اب اگر بھی نہ سمجھو گے تو پھر ''تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں''

مولانا اوکاڑوی پر تنقید

مولانا محمد اسماعیل محمدی صاحب چونکہ استاذ المناظرین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کے قابل فخر شاگرد ہیں۔ حضرت اوکاڑویؒ کا نام مماتی بیچارے کیسے ہضم کر سکتے ہیں؟ مؤلف کلمہ حق لکھتے ہیں: ''آپ کے استاذ کے کیا کہنے، وہ پرائمری ٹیچر تھے، باقاعدہ کسی مدرسہ سے پڑھے نہیں تھے۔ یہ پہلی شخصیت ہے جو مناظر پہلے بنے پھر بغیر درس نظامی پڑھے دورہ حدیث کی سند حاصل کی۔ (کلمہ حق ص ۲۹)

الجواب الرضی بعون اللہ القوی

مولانا اوکاڑویؒ کی وفات کے بعد آج بھی منکرین حیات آپ کا نام سنتے ہیں تو ان کے بدن پر رعشہ اور کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ مولانا اوکاڑویؒ کے علم و فضل کا انکار کر کے پرائمری ماسٹر کہہ کر ان کی اہانت کرنے والوں کو چلو میں پانی لے کے ڈوب مرنا چاہئے کہ تمہارے بڑے بڑے سورماؤں کو پرائمری ٹیچر نے ننگی کا ناچ نچایا۔ ڈیرہ غازی خان والے مناظرے میں مماتی ٹولہ کے مولوی احمد سعید کو مناظرہ میں جس ذلت کا سامنا کرنا پڑا وہ آج بھی سب کو یاد ہے۔ اس متکبر ٹولے کا سارا غرور اس ''مرد درویش'' نے مٹی میں ملا دیا تھا اور اب یہ تاریخی شکست کھانے کے بعد دم بریدہ سانپ کی طرح اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ مؤلف کلمہ حق جو شاید خود کو غزالی

زماں اور رازی دوراں سمجھتا ہوگا کی معلومات کے لئے عرض ہے کہ سید عنایت اللہ شاہ بخاری ساری زندگی ماسٹر کے سامنے آنے سے کنی کتراتے رہے؟

شاہ صاحب کی مشکل کشائی

۱۹۸۰ء میں جب کہ گجرات کے اندر شاہ صاحب کے مریدین غیر مقلدیت تیزی سے قبول کر رہے تھے۔ اس وقت مشہور غیر مقلد مناظر عبدالقادر روپڑی کے ساتھ مناظرہ طے ہوا تھا۔ جس میں شاہ صاحب خود صدر مناظر تھے اور قاضی عصمت اللہ صاحب معاون مناظر تھے۔ اس وقت سید عنایت اللہ شاہ صاح کو اپنی مشکل کشائی کے لئے کوئی مناظر نظر آیا تو وہ مولانا اوکاڑویؒ تھے جن کو آج شاہ صاحب کے حواری طعن وتشنیع کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ مولاناؒ نے عبدالقادر روپڑی کو شکست دے کر مماتیوں کی غیر مقلدیت کے بھوت سے جان چھڑائی تھی۔ مگر احسان فراموشی کو دن طبعی، پست ذہنیت اور گھٹیا سوچ کی انتہا ہے کہ آج اپنے محسن پر تنقید کے تیر برسائے جا رہے ہیں۔

مؤلف کلمہ حق کا مولانا اوکاڑویؒ کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے درس نظامی کی کتب نہیں پڑھی تھیں۔ نرا تعصب اور حماقت ہے۔ آپ نے درس نظامی کی کتب باقاعدہ پڑھی تھیں۔ اتنی بات ضرور ہے کہ آپ کی تعلیم مروجہ طریقہ کے مطابق نہیں ہوئی اور اس میں عیب کی کون سی بات ہے؟ آپؒ نے پورے ملک میں دیگر فتنوں کے ساتھ ساتھ جو مماتیت کا تعاقب کیا وہ روشن کارنامے قیامت تک یاد رکھے جائیں گے۔ تفسیر واحادیث اور خصوصاً اسماء الرجال پر مولانا مرحوم کو قدرت کی جانب سے وافر حصہ ملا تھا اور خداداد ذہانت وبصیرت کے بل بوتے پر آپؒ نے مماتیت کی دکھتی رگ کو دبایا۔ اس لئے یہ پروپیگنڈا کر کے حقیقت کے چہرے کو نہایت چالاکی وعیاری سے مسخ کر رہے ہیں کہ مولانا اوکاڑویؒ عالم نہیں تھے۔

عالم کون ہوتا ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء'' (اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں ڈرتے وہی ہیں جن کو سمجھ ہو) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: ''لیس العلم بکثرۃ الحدیث ولکن العلم عن کثرۃ الخشیۃ'' بہت سی احادیث یاد کر لینا یا باتیں کر لینا کوئی علم نہیں علم وہ ہے جس کے ساتھ خدا کا خوف ہو۔

حضرت ربیع بن انسؓ فرماتے ہیں: ''من لم یخش فلیس بعالم'' جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ عالم نہیں۔ حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں: ''صرف عربی زبان یا اس کے صرف ونحو اور فنون بلاغت جاننے والوں کو قرآن کی اصطلاح میں عالم نہیں کہا جاتا۔ جب تک اس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہ ہو اور حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا جملہ اس ضمن میں بڑا قیمتی ہے۔ فرمایا علم نام ہے ایسے جاننے کا جس جاننے کے بعد بندہ عمل کے لئے بے تاب ہو جائے۔ قیامت کی نشانی ہے کہ مؤلف کلمہ حق سفید دن میں دجل وتلبیس اور جھوٹ کے مرتکب ہو کر ثقہ عالم ٹھہرے اور جس شخص نے ساری زندگی بے لوث دین خدا کی خدمت کی وہ ان کے ہاں ''پرائمری ماسٹر'' سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ یہ بدنصیب لوگ جو امام الانبیاء ﷺ کی ممات ثابت کرنے کے لئے ہلکان ہوتے پھر رہے ہیں۔ سب کے سب رہبر شریعت، پیر طریقت اور نہ جانے کیا کچھ ہیں۔ خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھئے:

درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے

حضور ﷺ نے فرمایا: "فان صلوتکم معروضۃ علی" تمہارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ پیش کیا جاتا ہے: "قالوا یارسول اللہ ﷺ و کیف تعرض صلوٰتنا علیک و قد ارمت ای یقولون قد بلیت" ہمارا سلام آپ ﷺ پر کس طرح پہنچے گا۔ آپ ﷺ تو قبر کے اندر پہنچ جائیں گے۔ "قال علیہ السلام ان اللہ عزوجل قد حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء" حضور ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ رب العزت نے زمین پر حرام کر دیا کہ نبیوں کے جسم کو کھائے۔ یہ نبی پاک کا فرمان ہے۔ (آواز حق ص ۳۸)

تبصرہ مؤلف کلمہ حق

اختلاف یہ ہے کہ اشاعتی کہتے ہیں، جب بھی آپ ﷺ پر کوئی درود شریف پڑھے تو اس کا پڑھا ہوا درود نبی پاک ﷺ پر پہنچ جاتا ہے۔ حضور ﷺ کا خود سننا ثابت نہیں بلکہ پڑھنے والے کو ثواب مل جاتا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب مشرکین مکہ نے نظر بند کر دیا اور واپس نہ آنے دیا اور افواہ پھیل گئی کہ ان کو شہید کر دیا گیا ہے تو حضور ﷺ نے اس افواہ کو سچ سمجھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے موت کی بیعت کی۔ حالانکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ میں زندہ تھے۔ نمازیں پڑھتے تھے، درود شریف پڑھتے ان کا درود ضرور نبی پاک ﷺ تک پہنچتا۔ مگر آپ ﷺ کو اس کا علم نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے آپ ﷺ نے ان کے لئے موت کی بیعت کی۔ (کلمہ حق ص ۳۱)

الجواب الحکیم بفضل اللہ الکریم

اس حدیث کو حضرت مولانا حسین علی واں بچھرویؒ بھی (تحریرات حدیث ص ۲۱۰) پر لے کر آئے ہیں۔ مؤلف کلمہ حق نے اس حدیث کو بھی سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ہے اور یہ مسلک کہ درود آقا ﷺ خود سماعت فرماتے ہیں اور دور سے پہنچایا جاتا ہے۔ فقط مولانا محمدی صاحب کا ہی نہیں تمام اہل سنت علماء دیوبند کا مسلک ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "ان صلوتکم معروضۃ علی" تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ یہ آپ کی حیات طیبہ کی بات ہے۔ آپ کی زندگی میں جو سلام پیش ہوتا تھا اس کی کیفیت تو ظاہر ہے کہ قریب آ کر سلام کہنے والے کا سلام آپ ﷺ خود سنتے تھے اور جو دور سے پڑھا جاتا وہ فرشتے پہنچا دیتے تھے۔ باقی اس بحث میں پڑنا کہ فرشتے درود کیسے پہنچاتے ہوں گے؟ یہ اللہ تعالیٰ جانیں، فرشتے جانیں یا پھر حضور ﷺ کہ جن کی ذات اقدس پر درود پیش ہوتا ہے۔

مفکر اسلام علامہ خالد محمود صاحب لکھتے ہیں: "آنحضرت ﷺ کے امتی ہر طرف ہزاروں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں اور پھر ہر ایک امتی آپ ﷺ پر سینکڑوں بار درود بھیجتا ہے اور یہ سارا درود حضور علیہ السلام پر ایک ایسے لطیف پیرائے میں پیش ہوتا ہے کہ ہم اس وادی کے ناآشنا اس باب میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ درود و سلام آپ ﷺ پر کسی مرئی شکل میں پیش ہوتا تھا یا آپ ﷺ صرف اس پر اطلاع پاتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کی تفصیل نہیں بتائی۔ تاہم یہ صحیح ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی اس دنیاوی حیات میں اعمال امت کے بہت سے برزخی جلوے دیکھے ہیں۔ (مقام حیات ص ۴۳۱)

نیز وفات کے بعد آپ ﷺ پر درود وسلام کا پیش ہونا نئے سرے سے نہیں بلکہ دنیا والی کیفیت کا تسلسل ہوگا اور جب یہ بات ظاہر ہے کہ دنیا کی زندگی میں صلوٰۃ وسلام روح اور جسد دونوں پر پیش ہوتا تھا تو قبر کی زندگی میں بھی روح وجسد کے مجموعے پر پیش ہوگا۔ مؤلف کلمہ حق کا یہ کہنا ان کی بے راہروی کی دلیل ہے کہ: ''اشاعتی اس حدیث کے متعلق یوں کہتے ہیں'' اشاعتی کس باغ کی مولی ہیں؟ اگر دیوبندی کہلوانے پر بضد ہو تو اپنے دعویٰ پر مسلک دیوبند پیش کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ سوال کہ جب آپ مٹی میں مل چکے ہوں گے تو ہمارا درود کیسے پیش ہوتا؟ بارگاہ رسالت سے جواب ملا: ''ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء'' یہ درود شریف کے جواب میں کہا تو معلوم ہوا بدن اس طرح محفوظ ہے کہ اس پر صلوٰۃ وسلام پیش ہو سکے اور یہ شعور کی علامت ہے اور اگر شعور کا انکار کر دیا جائے تو حدیث کے دونوں ٹکڑوں میں ربط نہیں رہ سکتا۔

مؤلف کلمہ حق عرض اور علم میں فرق نہیں جانتے

حدیث کے الفاظ: ''صلوٰتکم معروضۃ علیَّ'' ہیں۔ یعنی آنجناب ﷺ پر درود پیش ہوتا ہے درود کا علم نہیں دیا جاتا۔ عرض اور علم میں فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم دیا تھا۔ ''علم اٰدم الاسماء کلھا'' لیکن فرشتوں کو عرض دیا: ''ثم عرضھم علی الملائکۃ'' آدم علیہ السلام کو علم دے کر پھر فرشتوں پر پیش کیا اور جن چیزوں کا علم دیا گیا تھا جب فرشتوں سے ان کے نام پوچھے گئے تو وہ نہ بتا سکے۔ کیونکہ وہ عرض کی منزل سے گزرے تھے، علم کی منزل سے نہیں۔ یہاں سے اشارہ مل رہا ہے کہ جس پر کوئی چیز عرض کی جائے اس کے لئے ان کا علم تفصیلی لازم نہیں۔ یعنی عرض کے لئے جاننا ضروری نہیں۔ درود وسلام حضور ﷺ پر پیش ہوتا ہے۔ ''معروضۃ علیَّ'' نہ کہ پوری تفصیل دی جاتی ہے کہ آپ ﷺ ایک ایک کے بارے میں جانیں کہ یہ کس کی طرف سے ہے؟ ضروری نہیں اور جو امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں وہ اجمالی ہوتے ہیں، تفصیلی نہیں۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ امت کے اعمال ہر روز حضور ﷺ پر پیش کئے جاتے ہیں، آپ ﷺ اعمال خیر کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور بداعمالیوں پر مطلع ہو کر نالائقوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ (فوائد عثمانیہ ص ۳۲۶ فائدہ نمبر ۵)

چنانچہ عرض اور علم میں فرق جاننے کے بعد یہ بات واضح ہو جائے گی کہ مؤلف کلمہ حق کا کہنا کہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز میں درود پڑھتے تھے تو حضور ﷺ کو خبر کیوں نہ ہوئی کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ زندہ ہیں، محض عقلی ڈھکوسلہ ہے۔

مؤلف کلمہ حق کا مزید دھوکہ

''عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال ما من احد یسلم علیَّ الا رد اللہ علیَّ روحی حتی ارد علیہ السلام'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب بھی کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے میرے اوپر میری روح کو متوجہ کر دیا جاتا ہے، پھر میں اس امتی کے سوال کا جواب دیتا ہوں۔ (ابوداؤد شریف ج ا ص ۲۷۹)

اس حدیث شریف پر مؤلف کلمہ حق نے مندرجہ ذیل اختراعی حاشیہ چڑھایا ہے۔

ا...... اس میں ایک راوی یزید بن عبداللہ قسیط ہے جو کہ ضعیف ہے۔

۲...... اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا اور ضعیف بھی ہے۔

۳...... جب کوئی درود پڑھتا ہے تو روح لوٹائی جاتی ہے، سوال یہ ہے کہ اس لوٹانے سے پہلے روح کہاں ہوتی ہے؟ نیز ''رد علیّ روحی'' کا ترجمہ متوجہ کرنا پرلے درجے کی خیانت ہے۔ (کلمہ حق ص ۳۷)

الجواب بفضل اللہ التواب

اس حدیث کے راویوں میں (۱) ابو حاتم محمد بن عوف (۲) عبدالرحمان بن یزید المقری (۳) حیات بن شریح (۴) حمید بن زیاد (۵) یزید بن عبداللہ بن قسیط (۶) اور صحابی رسول ﷺ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ پہلے دو راویوں کو امام نسائیؒ نے ثقہ کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۸۴) تیسرے نمبر کے راوی کو امام یحییٰ بن معین ثقہ کہتے ہیں۔ (یحییٰ بن معین جرح وتعدیل کے امام ہیں جن کی وفات مدینہ طیبہ میں ہوئی اور جنازہ اسی چارپائی پر اٹھایا گیا۔ جس پر حضور ﷺ کا جنازہ مبارک اٹھایا گیا تھا اور لوگ جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے کہہ رہے تھے: ''ھذا الذاب عن رسول اللہ ﷺ الکذب'' (خطیب بغدادی ج ۴ ص ۱۸۷) یہ وہ ہستی ہیں جو آنحضرت ﷺ سے جھوٹ کو ہٹاتی اور دور کرتی ہے) اور چوتھے نمبر کے راوی یعنی حمید بن زیاد کو تو دارقطنی جیسے متشدد بزرگ نے بھی ثقہ کہا ہے۔ (تہذیب ج ۳ ص ۴۲ ۳)

اور یزید بن عبداللہ قسیط، (جن کو مؤلف کلمہ حق ضعیف کہہ کر جان چھڑانا چاہتے ہیں) امام نسائیؒ اور محمد بن معین نے ثقہ اور ''لیس بہ بأس'' کہا ہے۔ (تہذیب ج ۱۱ ص ۳۴۳) ان راویوں میں کوئی ضعیف یا جھوٹا نہیں اور محدثین میں سے چوٹی کے دس محدث ان کی تصحیح کرتے ہیں جن میں سرفہرست علامہ نوویؒ (۶۷۶ھ) حافظ ابن حجر (۸۵۲ھ) علامہ سمہودی (۹۱۱ھ) علامہ زرقانی (۱۱۱۲ھ) اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ (۱۳۵۳ھ) ہیں۔ باقی یہ کہنا کہ یزید بن عبداللہ بن قسیط نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، صحیح نہیں۔ جس وقت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (۵۸ھ) میں فوت ہوئے تو اس وقت یزید بن عبداللہ بن قسیط ۲۶ سال کے کڑیل جوان تھے۔

رد اللہ علیّ روحی کے متعلق مماتی پروپیگنڈا

مؤلف کلمہ حق کہتے ہیں: ''سوال یہ ہے کہ لوٹانے سے پہلے روح کہاں ہوتی ہے۔'' (ص ۳۷) سو اس کا جواب بھی ملاحظہ ہو: ''یہاں رد اللہ کا صلہ علیٰ لایا گیا ہے۔ اگر فی لایا جاتا تو معنی وہی بنتا جو مؤلف کلمہ حق لے رہے ہیں کہ پہلے روح نہیں تھی اب آگئی۔ لیکن یہاں علیٰ پتہ دے رہا ہے کہ روح مجھ پر لوٹائی جاتی ہے یا مجھ پر ڈال دی جاتی ہے۔ یعنی روح میرے اندر تھی مگر میں متوجہ نہ تھا۔ جب سلام پڑھنے والوں نے سلام پڑھا تو میں متوجہ ہو گیا حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ فرماتے ہیں: ''رد'' کا صلہ جب فی سے آتا ہے تو معنی دخول کے ہوتے ہیں اور جب علیٰ سے آتا ہے تو معنی توجہ کے ہوتے ہیں۔ اس لئے یہاں ''رد اللہ علیّ روحی'' فرمایا گیا ہے: ''رد اللہ فی روحی'' نہیں فرمایا گیا تو وہ اشکال رفع ہو گیا جو آپ کو پیدا ہوا کہ جب روح لوٹائی گئی تو مطلب یہ نکلا کہ روح تھی ہی نہیں اور جب وہ تھی ہی نہیں تو حیات کہاں گئی۔ مگر جب یہ واضح ہو گیا کہ روح ضرور لوٹائی گئی۔ مگر اندر نہیں (کہ اندر تو پہلے ہی سے موجود تھی) بلکہ اوپر اور ظاہر ہے کہ اندر رہتے ہوئے اوپر لوٹانے کا مطلب توجہ کرنے کے سوا دوسرا نہیں ہوتا۔ اس لئے حیات النبی ﷺ اپنی جگہ برقرار رہی اور ''رد روحی'' بمعنی توجہ اپنی جگہ باقی

رہا۔ (مکتوبات حکیم الاسلام ص۸۱) اور مولانا محمد منظور نعمانی فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ ﷺ کی روح اس طرف سے متوجہ ہوتی ہے اور آپ ﷺ سلام کا جواب دیتے ہیں۔ پس اس روحانی توجہ والتفات کو رد روح سے تعبیر فرمایا گیا۔'' (معارف الحدیث ج۵ ص۳۷۸)

پرلے درجے کا خائن کون؟

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ کے ان الفاظ: ''معنی توجہ کرنے کے سوا دوسرا نہیں ہوسکتا'' اور مولانا محمد منظور نعمانیؒ کے الفاظ: ''توجہ کو رد روح سے تعبیر فرمایا گیا'' کو پڑھ لینے کے بعد اب ذرا مؤلف کلمہ حق اپنے الفاظ پر غور کریں۔ ''ترجمہ متوجہ کرنا پرلے درجے کی خیانت ہے۔'' (کلمہ حق ص۳۷)

چلتی تھی برچھی کسی پہ، کسی پہ آن لگی

گویا ان صاحب کے نزدیک نہ صرف مولانا محمدی صاحب دامت فیوضہم بلکہ اکابر علماء دیوبند بھی پرلے درجے کے خائن ہیں۔ وارہ ری دیوبندیت۔

آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

ردالمختار میں مسئلہ حیات النبی ﷺ

حضرت مولانا محمد اسماعیل محمدی صاحب نے اپنی تقریر میں ردالمختار المعروف شامی کا حوالہ بھی دیا۔ اس پر مؤلف کلمہ حق نے عالم جنوں میں پتہ نہیں کیا کچھ کہہ دیا۔ لکھتے ہیں: ''واقعی شامی فقہ حنفیہ کی معتبر کتاب ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ یہی کتاب آپ کے مسلک کے خلاف ہے۔ (مزید لکھتے ہیں) مولانا کو معلوم ہونا چاہئے کہ شامی میں ''یصلون'' کا لفظ نہیں ہے۔ صرف قبر کی زندگی کا لفظ ہے۔ مولانا نے کمال چالاکی سے ''یصلون'' کا لفظ بڑھا کر امام شعرانی پر بہتان لگا دیا (اور لکھتے ہیں) جس شامی کو مولانا نے خوب بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے، اسی نے مولانا کے عقیدے کی شام کردی۔ (کلمہ حق ص۵۰، ۵۱)

الجواب واللہ المعین علی الصواب

مؤلف کلمہ حق کا کہنا کہ شامی آپ کے مسلک کے خلاف ہے۔ یہ کوہ ہمالیہ سے بڑا جھوٹ ہے۔ علامہ ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں: ''و اما ما نسب الی الاشعری امام اهل السنة و الجماعة من انكار ثبوتها بعد الموت فهو افتراء و بهتان و المصرح به في كتبه و كتب اصحابه خلاف ما نسب اليه بعض اعدائه لان الانبياء علیہم السلام احياء في قبورهم و قد قام النكير على افتراء ذاك ابو القاسم القشيرى'' (شامی ج۳ ص۳۶۶ باب المغنم)

ترجمہ: امام اہلسنت امام ابوالحسن الاشعریؒ کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ وہ حضور ﷺ کے لئے وفات شریفہ کے بعد اس وصف کے ثابت ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ یہ محض افتراء اور بہتان ہے۔ ان کی اور ان کے ہم مشرب احباب کی کتابوں میں اس کے خلاف تصریح موجود ہے۔ یہ ان کے دشمنوں نے ان کی طرف منسوب کیا ہے۔ تحقیق یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور امام ابوالحسن الاشعری پر یہ افتراء باندھنے کے خلاف ابوالقاسم قشیریؒ نے زبردست احتجاج کیا ہے۔

اس کے علاوہ ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں: ''ان الانبیاء احیاء فی قبورھم کما ورد فی الحدیث''
(رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۲۰۳)

ثانیاً: شامی میں ''یصلون'' کا لفظ واقعی نہیں ہے۔ مگر اس کو مولانا محمدی صاحب مدظلہ کی ''چالاکی'' قرار دینا کہاں کی دیانت ہے؟ یہ مرتب کتاب کا تسامح ہے اور مرتب مولانا محمدی نہیں ہیں۔ مولانا موصوف کی کیسٹ سن لی جائے۔ نیز مؤلف کلمہ حق کی نادان ملاحظہ ہو کہ کہتے ہیں: ''امام شعرانی پر بہتان لگا دیا۔'' حالانکہ عبارت شامیؒ کی اپنی ہے نہ کہ شعرانیؒ کی۔ شامی کی مندرجہ بالا عبارت سے واضح ہو رہا ہے کہ وہ حیات النبی ﷺ فی القبر کے قائل ہیں اور رسائل ابن عابدین کا حوالہ بھی ہم نے پیش کر دیا۔ ان حوالہ جات کو مؤلف کلمہ حق شامی کباب سمجھ کر ہڑپ کر گئے ہیں۔

وفات نبی ﷺ اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

مماتی لٹریچر اور اہل سنت والجماعت کی کتب کا جب تقابلی مطالعہ کیا جائے تو حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ یہ بیچارے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔ نہ کتاب وسنت سے کوئی سہارا ان کو ملتا ہے اور نہ فقہاء احناف یا مشائخ دیوبند کا اور نہ آج تک یہ خود سمجھ سکے ہیں کہ ہم اختلاف کس بات پہ کر رہے ہیں؟ کسی کتاب میں کچھ کہہ دیا اور کسی میں کچھ۔ علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ نے حیات النبی ﷺ پر مفصل کتاب لکھی ہے جو ساڑھے سات سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا جواب حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحبؒ آف گوجرانوالہ نے مسالک العلماء کے نام سے دیا تھا جو ڈیڑھ، پونے دو سو صفحات پر مشتمل ہے۔

مسالک العلماء پر اس وقت کے علماء اور رسائل و جرائد نے جو تبصرہ کیا تھا وہ پڑھنے کے قابل ہے طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ہم یہاں جھلک دکھا دیتے۔ بہرحال اہل علم جانتے ہیں کہ وہاں قاضی صاحبؒ کے قدم کہیں جم نہ سکے اور طبیعت پر ناگوار نہ گزرے تو درحقیقت باطل کی نشانی ہے کہ وہ کسی ایک مؤقف پر نہیں ٹھہرتے۔ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ کے منکر جن باتوں کا سہارا لیتے ہیں ان تمام باتوں کا جواب بارہا علماء دے چکے ہیں۔ اس لئے ہم نے شروع میں لکھا تھا کہ مؤلف کلمہ حق نے انہی چبائے لقموں سے رسالے کا پیٹ بھرا ہے۔ مؤلف کلمہ حق تحریر کرتے ہیں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس بیماری میں بلایا جس میں آپ ﷺ فوت ہوئے، کچھ راز کی بات کی ان سے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رو پڑیں، پھر کوئی راز کی بات بتلائی تو وہ ہنس پڑیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پہلے میرے ساتھ جو سرگوشی کی تو اس میں بتایا کہ میں اس بیماری کے ساتھ فوت ہو جاؤں گا تو میں رو پڑی۔ پھر میرے ساتھ سرگوشی کی کہ میرے خاندان میں سب سے پہلے میری وفات کے بعد تو مجھ سے ملنے والی ہے تو میں ہنس پڑی۔ (صحیح البخاری باب المناقب) اب مؤلف کلمہ حق کا ارشاد ملاحظہ کریں۔

کیا حضور اقدس ﷺ روضہ اطہر میں بنفس نفیس زندہ ہیں تو وفات کے بعد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بھی روضہ پاک میں دفن کیا گیا؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر تو جنت البقیع میں ہے تو صحیح بات مان لیں کہ یہ ملاقات جنت میں اللہ کے عرش کے نیچے ہوئی۔ (کلمہ حق ص ۵۷) اور مولوی عطاء اللہ بندیالوی صاحب نے بھی اس واقعہ کو تحریر کرنے کے بعد لکھا: ''بتایئے یہ ملاقات کہاں ہوئی؟ نبی اکرم ﷺ کی قبر منورہ حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر مقدس جنت البقیع میں ہے۔ کیا ان جسموں کا اس دنیا میں ملاپ ہوا؟ (حیات النبی از مولانا عطاء اللہ بندیالوی ص ۳)

الجواب بفضل اللہ التواب

آنحضرت ﷺ اور سیدہ فاطمۃ الزہراؓ جب دونوں پر دنیا کی موت آئی ہے اور کوئی دنیا والی موت سے انکاری نہیں تو ان حضرات کا یہ واویلا کہ: ''کیا ان جسموں کا اس دنیا میں ملاپ ہوا؟'' نرا احمقانہ اور مجنونانہ نہیں؟ معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والے مسلمان کے لئے یہ کوئی مشکل یا پیچیدہ بات نہیں کہ اس کا تعلق برزخ کے احوال سے ہے۔ برزخ کے احوال و کیفیات میں قیاس کی دخل اندازی اہل علم کی شان نہیں، نری گمراہی ہے۔ یہ ملاقات برزخ میں ہوئی ہے اور عالم برزخ میں ارواح واجساد کا باہمی تعلق اہل سنت کا اجماعی مسئلہ ہے۔

علامہ عبدالغنی نابلسیؒ فرماتے ہیں: ''ان روحانیات الموتی متصلة باجسامهم التي في قبورهم وان بليت اجسامهم وصارت ترابا'' ترجمہ: مردوں کی روحیں ان کے جسموں کے ساتھ ایک تعلق رکھتی ہیں جو قبروں میں ہیں اگرچہ ان کے اجسام بوسیدہ ہو کر مٹی ہو جائیں۔ (کشف النور ص ۱۲)

اس اعتبار سے یہ ملاقات اگر مقام علیین میں ارواح کے درمیان ہوئی ہو اور چونکہ ارواح کا اجسام سے تعلق ہے اس تعلق کی بناء پر اجسام نے بھی ملاقات کا لطف اٹھایا ہو تو یہ کوئی اچھنبے والی بات نہیں جو عقل میں نہ آتی ہو (بشرطیکہ عقل ہو، اکابر پر عدم اعتماد کی وجہ سے ماؤف نہ ہو گئی ہو) اور مولانا عبدالحق خان بشیر صاحب کا مندرجہ ذیل بیان بھی حقیقت سے تعلق رکھتا ہے کہ: ''آپ کا قیاس استدلال تو قیاس مع الفارق کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب کہ اس واقعہ کا اجتہادی پہلو اس حقیقت کو پوری طرح آشکارا کر رہا ہے کہ بوقت فرمان پیغمبر برحق ﷺ اور سیدہ فاطمہؓ کے درمیان ملاقات جسد مع الروح تھی اور سیدہ فاطمہؓ کو جسد مع الروح ہی ملاقات کی بشارت دی گئی۔ لہٰذا یہ واقعہ عالم برزخ کے قوانین کے مطابق ہی ہوگی۔ یعنی اجساد مبارکہ اپنے اپنے مقامات پر ہی موجود رہیں لیکن ارواح کی ملاقات کا لطف و سرور اجسام بھی اٹھائیں۔ (علماء دیوبند کا عقیدہ حیات النبی ﷺ طبع دوم ص ۵۴)

مؤلف کلمہ حق کا ایک اور مماتیانہ کرشمہ

مؤلف لکھتے ہیں: ''آپ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں کہ امام بیہقیؒ والا ہمارا عقیدہ ہے۔ اب سنو امام بیہقیؒ کا عقیدہ: ''ان الانبياء لا يتركون في قبورهم بعد اربعين ليلة قد يحتمل ان يكون المراد به رفع اجسادهم مع ارواحهم'' انبیاء چالیس راتوں کے بعد اپنی قبروں میں نہیں رہتے۔ بلکہ ان کو اجسام اور ارواح کے ساتھ اٹھالیا جاتا ہے۔

مولانا ذرا سوچ کر بار بار امام بیہقیؒ کا عقیدہ پڑھ کر بتلاؤ کہ تمہارا یہی عقیدہ ہے کہ چالیس راتوں کے بعد انبیاء کرام مع ارواح اپنی قبور دنیوی سے اٹھالئے جاتے ہیں۔ (کلمہ حق ص ۶۱)

الجواب السوی بفضل اللہ القوی

مؤلف کلمہ حق کی مندرجہ بالا عبارت پڑھنے سے قاری یہی محسوس کرے گا کہ یہ ایک ہی عبارت ہے حالانکہ دو عبارتوں کو ابلیسی مہارت سے ایک کر دیا گیا ہے۔ بیہقیؒ کی عبارت یوں ہے: ''ان الانبياء لا يتركون في قبورهم بعد اربعين ليلة ولكنهم يصلون بين يدى الله عزوجل حتى ينفخ فى الصور وهذا ان صح بهذا اللفظ المراد به والله اعلم لا يتركون يصلون الا هذا المقدار ثم يكونون مصلين فيها بين يدى الله عزوجل كما روينا فى الحديث الاول وقد يحتمل ان يكون المراد به رفع اجسادهم مع ارواحهم'' (حیات الانبیاء للبیہقی ص ۴)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا انبیاء کو اپنی قبروں میں چالیس راتوں کے بعد نہیں چھوڑا جاتا مگر یہ کہ وہ (اس کے بعد) صور پھونکے جانے تک اللہ عزوجل کے سامنے نماز پڑھتے رہتے ہیں۔ یہ الفاظ اگر صحیح ہیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس قدر نماز پڑھ کر وہ پھر اللہ عزوجل کے سامنے نماز میں معروف ہوجاتے ہیں۔ واللہ اعلم! جیسا کہ ہم نے پہلی حدیث میں نقل کیا ہے۔ اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کے اجسام بمع ارواح اٹھ جاتے ہیں۔

اس سے یہ مراد لینا کہ امام بیہقیؒ کا اپنا عقیدہ کچھ اور ہے قطعاً غلط ہے۔ "ان صح" اور واللہ اعلم کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ امام صاحبؒ خود اس روایت سے مطمئن نہیں ہیں۔ نیز فرماتے ہیں انبیاء علیہم السلام سب کے سب زندہ ہوتے ہیں اور جہاں اللہ عزوجل ان کو ٹھہراتے ہیں وہیں ٹھہرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے حدیث معراج وغیرہ میں بتلایا کہ:

"ان النبی ﷺ رأی موسیٰ قائما یصلی فی قبرہ ثم رأہ مع سائر الانبیاء علیہم السلام فی بیت المقدس ثم رأھم فی السموات واللہ تبارک وتعالیٰ فعال لما یرید ولحیاۃ الانبیاء بعد موتھم صلوات اللہ علیھم شواھد الاحادیث الصحیحۃ" (حیات الانبیاء بیہقی ص ۵)

حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ کو اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا ہے، پھر آپ نے ان کو بیت المقدس میں تمام انبیاء کے ہمراہ دیکھا اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد وفات پر احادیث صحیحہ میں بکثرت دلائل موجود ہیں۔

حیات الانبیاء رسالہ میں امام بیہقیؒ نے احادیث کو اسناد پر بحث کئے بغیر جمع فرمایا ہے۔ نیز علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ اس میں ایک راوی محمد نامی کمزور حافظے والا ہے۔

حافظؒ کی عبارت ملاحظہ ہو: "ان الانبیاء لا یترکون فی قبورھم بعد اربعین لیلۃ ولکنھم یصلون بین یدی اللہ حتی ینفخ فی الصور ومحمد سیئی الحفظ وذکر الغزالی ثم الرافعی حدیثا مرفوعاً الخ"

(فتح الباری ج ۶ ص ۶۰۳ سطر ۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس مسئلے کو چھیڑنے کی کیا ضرورت ہے؟

آج کل کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس مسئلے کو چھیڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اس عقیدے کو چھوڑا کس محدث نے ہے۔ امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب (حیات الانبیاء ص ۴) میں لکھا ہے کہ امام سیوطیؒ فرماتے ہیں: "حیات النبی ﷺ فی قبرہ ھو وسائر الانبیاء معلومۃ عندنا علماً قطعیا لما قام عندنا من الادلۃ فی ذالک وتواترت بہ الاخبار الدالۃ علی ذالک" حضور ﷺ کی حیات جو ہے وہ حیات متواتر حدیثوں سے ثابت ہے اور یاد رکھنا متواتر احادیث کا انکار کرنے کا کیا حکم ہے۔

تبصرہ مؤلف کلمہ حق

ذرا غور کرنا سلطان المناظرین کی علمی وتحقیقی پوزیشن پر۔ لکھتے ہیں (حالانکہ محمدی صاحب مرتب نہیں مقرر ہیں۔ سلفی) امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب (حیات الانبیاء ص ۴) میں لکھا ہے کہ امام سیوطیؒ فرماتے ہیں، حالانکہ امام بیہقیؒ نے

کتاب حیات الانبیاء ۴۴۵ھ میں لکھی اور آپ کی کتاب کے تقریباً چار سو سال بعد ۹۰۰ھ میں علامہ سیوطیؒ پیدا ہوئے اور پھر کتاب لکھی۔ امام بیہقیؒ نے اس کتاب کا حوالہ کیسے دیا؟ جس کا مصنف ابھی کئی صدیوں بعد پیدا ہونا تھا۔ شاباش مولانا! جب محقق آپ جیسا ہو کہ آگے کا پیچھے، پیچھے کا آگے کر دے اس کو پھر کون منوا سکتا ہے۔ (کلمہ حق ص ۶۲)

الجواب بعون الملک الوھاب

مؤلف کلمہ حق نے آواز حق میں جب یہ سطور پڑھیں کہ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ علامہ سیوطیؒ نے یوں فرمایا حالانکہ امام بیہقیؒ کے چار سو سال بعد امام سیوطی پیدا ہوئے۔ بس پھر کیا تھا مؤلف یوں لگے اچھلنے جیسے بکری کا میمنا اٹھکیلیاں کرتا ہے۔ مماتی ٹولے میں دیانت یا انصاف دیکھنا گدھے کے سر سے سینگ تلاش کرنے کے مترادف ہے۔ اب ہم مؤلف کلمہ حق کے اس اعتراض کے پرخچے اڑائیں گے تو پتہ چلے گا کہ ان بیچاروں کی اپنی علمی و تحقیقی پوزیشن کیا ہے؟ مؤلف کلمہ حق کا یہ اعتراض بچند وجوہ مردود ہے۔

اوّلاً: مؤلف کے پیش نظر رسالہ آواز حق کا دوسرا ایڈیشن ہے اور اس میں یہ کمپوزنگ کی غلطی یا مرتب (قاری اللہ دتہ) کی بے احتیاطی ہے۔ آواز حق کا پہلا ایڈیشن بھی ہمارے سامنے اس کے (ص ۳۶) پر یہ قول امام سیوطیؒ ہی کی طرف منسوب ہے۔ انداز تحریر اور انداز تقریر میں فرق ہوتا ہے جب تقریر کو صفحہ قرطاس پر منتقل کیا جاتا ہے تو تقریر کو تحریر کے قالب میں ڈھالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ثانیاً: جب تقریر کے مرتب مولانا محمری صاحب مدظلہ خود نہیں ہیں تو مؤلف کلمہ حق کو چاہئے تھا وہ پہلے اور دوسرے ایڈیشن کا تقابل کرتے یا پھر مولانا محمری صاحب مدظلہ کی وہ تقریر کی کیسٹ سننے کی زحمت کرتے اور پھر کوئی رائے قائم کرتے۔ مگر یہ سب کچھ تو وہ کرے جس کی نیت انتشار اور اشتعال کی نہ ہو۔ منکرین حیات النبی ﷺ کا ٹولہ تو سرتا پا فسادی بددیانت، بدخواہ، بدنیت، کم حوصلہ، بزدل اور شرارتی ہے۔ اس لئے تو بغیر تحقیق و جستجو کے رائے قائم کر لی کہ یہ ہے مولانا کی تحقیق و علمی پوزیشن۔

ثالثاً: کیا مؤلف کلمہ حق نہیں جانتے کہ یہ عبارت امام سیوطیؒ کی ہے؟ جو ''انباء الاذکیاء فی حیات الانبیاء'' کے پہلے صفحے پر ہے۔ نہیں جانتے تو اب تسلی کر لیں اور اگر جانتے تھے کہ مذکورہ عبارت امام بیہقیؒ کے رسالہ میں نہیں علامہ سیوطیؒ کے رسالہ میں ہے تو جان لینا چاہئے تھا کہ نوٹ ہوتے وقت یا کتابت کے وقت تسامح ہوا ہے۔ چونکہ اس عبارت کے آگے علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں: ''وقد الف الامام البیھقی جزأ فی حیات الانبیاء علیہم السلام فی قبورھم'' (ترجمہ) امام بیہقیؒ نے ایک جزء خاص اس بارے میں تالیف کیا ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں تو واضح ہو گیا کہ علامہ سیوطیؒ، امام بیہقیؒ کی تائید کر رہے ہیں نہ کہ امام بیہقیؒ سیوطیؒ کی۔ مگر ان دوستوں کی ادائیں نرالی ہیں۔ بہر حال یہ ان کی مجبوری تھی چونکہ رسالے کا پیٹ بھر کر اپنے حواریوں کو بھی تو خوش کرنا تھا۔

اور مؤلف کلمہ حق کا اپنا مبلغ علم یہ ہے کہ: ''۹۰۰ھ میں علامہ سیوطیؒ پیدا ہوئے اور پھر کتاب لکھی'' (ص ۶۲) ۹۱۱ھ میں تو آپؒ نے انتقال فرمایا اور علامہ موصوفؒ سینکڑوں کتابوں کے مصنف تھے تو گویا مؤلف کلمہ حق کے فرمان عالیشان کے مطابق انہوں نے یہ سارے معرکے صرف گیارہ سال کی عمر میں جیتے۔ اجی محقق صاحب لکھ کر لے جاؤ۔ علامہ سیوطیؒ کا سن ولادت ۸۴۹ھ ہے اور سن وفات ۹۱۱ھ ہے۔ مولانا محمری صاحب مدظلہ کی علمی و تحقیقی پوزیشن تو خیر پہلے سے عیاں تھی اور ایک دنیا ان کو آپ کے سینوں پر مونگ دلتے دیکھ رہی ہے۔ البتہ آپ کے مبلغ علم

کے ساتھ ساتھ بد دیانتی اور تعصب کا پردہ بھی چاک ہو گیا ہے۔ تحقیق و تدقیق کے جہاں میں فکر آخرت کے ساتھ نور بصیرت کا ہونا بھی ضروری ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ ان دونوں چیزوں سے مؤلف کلمہ حق تہی دامن ہیں۔

جگر خون ہو تو چشم دل میں ہوتی ہے نظر پیدا
جہاں بانی سے ہے دشوار تر کار جہاں بینی

ہم کتب فقہ سے کھل کر اختلاف کرتے ہیں، مؤلف کلمہ حق کا اعتراف

مولانا محمد اسماعیل محمدی مدظلہ نے اپنی تقریر میں فقہ کی معروف کتاب نورالایضاح کی شرح مراقی الفلاح سے حیات النبی ﷺ کا سماع صلوٰۃ وسلام عندالقبر ثابت کیا ہے تو مؤلف کلمہ حق اس پر یوں تبصرہ کرتے ہیں: ''نورالایضاح فقہ کی کتاب ہے اس میں جو کچھ حیات کے بارے میں لکھا ہے، ہم اس سے کھل کر اختلاف کرتے ہیں کہ قرآن وحدیث، اجماع امت اور اکابرین علماء دیوبند میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں۔ اگر آپ کا عقیدہ نورالایضاح کی طرح ہے تو سن لیں کہ علماء دیوبند کا عقیدہ اس طرح کا نہیں۔ کیونکہ انہوں نے لکھا ہے: ''انہ ﷺ حی یرزق متمتع بجمیع الملاذ والعبادات غیر انہ حجب عن ابصار القاصرین'' (نورالایضاح) یعنی آپ ﷺ زندہ ہیں، رزق دیئے جاتے ہیں۔ تمام لذتوں اور عبادتوں سے متمتع ہوتے ہیں۔

یہ عقیدہ اکابرین میں سے کسی کا نہیں۔ ہم اتنا ضرور مانتے ہیں کہ آپ ﷺ اعلیٰ زندگی سے متصف ہیں، جنت کے رزق آپ ﷺ کو ملتے ہیں، اخروی زندگی سے آپ ﷺ فائدہ مند ہوتے ہیں۔ لیکن دنیا کی تمام نعمتوں سے متمتع نہیں، نہ آپ ﷺ پر ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور نہ آپ ﷺ دنیا کی تمام عبادات کرتے ہیں۔ یہ صرف مولانا کا عقیدہ ہے اور نورالایضاح والے کی حقیقت اللہ جانتا ہے کہ یہ کلمات انہوں نے خود لکھے یا ان کی طرف کسی نے منسوب کئے ہیں۔ بہرحال ہم نورالایضاح کے قطعاً مقلد نہیں کہ ان کی بات ہم پر حجت ہو اس کی شرح جو آپ نے لکھی ہے یہ قرآن وسنت، اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اور اکابرین علماء دیوبند خصوصاً مذہب حنفیہ کے قطعاً خلاف ہے۔ (کلمہ حق ص ۶۶)

الجواب الکبیر بعون اللہ الخبیر

نورالایضاح فقہ کی مشہور کتاب ہے جو ابوالاخلاص علامہ حسن بن عمار بن علیؒ (۱۰۶۹ھ) کی تالیف ہے۔ یہ کتاب دارالعلوم سمیت ہند و پاکستان نیز عرب وعجم کے مدارس دینیہ میں شامل نصاب ہے۔ مؤلفؒ مصر کے قریب ایک قصبہ شبرابلولہ کے رہنے والے تھے۔ اپنی اس کتاب کی ایک شرح آپ نے خود ملاقی الفلاح کے نام سے لکھی ہے۔ اس کتاب کی جلالت قدر کے لئے اتنا جان لینا کافی ہے کہ علامہ طحاوی جیسے جہاندیدہ روزگار فضلاء نے اس کی شروح لکھیں۔ آپ اپنے وقت میں علم کے اچھلتے سمندر تھے۔ احناف کے ہاں اس کتاب کی بہت قدر ومنزلت ہے۔ مگر دو نمبر حنفی دیوبندی اس سے اعلانیہ، کھل کر اختلاف کر رہے ہیں۔ اب مؤلف کلمہ حق آہستہ آہستہ غیر مقلدیت کی شاہراہ پر آرہے ہیں۔ آگے آگے دیکھیئے ہوتا ہے کیا؟ مؤلف کے بالترتیب جھوٹ ملاحظہ ہوں۔

۱...... نورالایضاح والا عقیدہ اکابرین دیوبند میں سے کسی کا نہیں۔ جی ہاں اگر اکابرین دیوبند سے مراد گجرات کے سید ضیاء اللہ صاحب، سرگودھا کے عطاء اللہ صاحب اور لاوہ کے ضیاء الرحمن رحمانی (مرتب کلمہ حق) ہیں تو پھر تو واقعی ان شیوخ کا نورالایضاح والا عقیدہ نہیں ہے۔ باقی جو حقیقی اور اصلی دیوبندی ہیں ان کا عقیدہ تو الحمدللہ فقہاء

احناف والا ہی ہے۔ شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی دیوبندیؒ کے نام نامی سے کون ناواقف ہے؟ مماتی محققین کے علاوہ سبھی ان کو اکابر میں شمار کرتے ہیں۔ آپؒ نے اس کتاب یعنی نورالایضاح پر عربی وفارسی دونوں زبانوں میں حاشیہ چڑھایا ہے۔ چنانچہ جس عبارت کو مؤلف کلمہ حق نے اکابرین دیوبند کے مسلک کے خلاف قرار دیا۔ یعنی: ''بجمیع الملاذو العبادات غیر انه حجب عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات'' اس عبارت کے تحت شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی دیوبندیؒ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:

''قوله حجب فمثله ﷺ بعد وفاته کمثل شمع فی حجرة اغلق بابها فهو مستور عمن هو خارج الحجرة ولکن نوره کما کان بل ازید ولهذا حرم نکاح ازواجه بعده ﷺ ولم یجر احکام المیراث فیما ترکه لانهما من احکام الموت'' (نورالایضاح ص ۱۸۷ حاشیہ نمبر ۶)

پس نبی اکرم ﷺ (کے محجوب ہونے) کی مثال ایسے ہی ہے جیسے شمع کو حجرے میں رکھ کر اس کے دروازے کو بند کر دیا جائے تو وہ شمع اس شخص سے مستور ہوگئی جو حجرہ سے خارج ہو۔ لیکن اس کی روشنی ایسے ہی ہوتی ہے جیسے کہ پہلے تھی۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی ازواج سے نکاح حرام ہے اور جو آپ ﷺ نے ترکہ چھوڑا اس پر وراثت کے احکام جاری نہیں ہوئے۔ کیونکہ یہ دونوں موت کے احکام میں سے ہیں۔

قارئین کرام! مؤلف کلمہ حق نے کتنا بڑا جھوٹ بغیر ڈکار لئے ہضم کرلیا کہ اکابر دیوبند کا عقیدہ اس کے خلاف ہے۔ پھر مؤلف کی یہ بات بھی مضحکہ خیز ہے کہ: ''اللہ جانتا ہے یہ الفاظ انہوں نے خود لکھے یا کسی نے ان کی طرف منسوب کئے۔'' جن حضرات کے اندر غیر اعتمادی کا یہ عالم ہو وہ بھلا شاہراہ حق واعتدال سے ہٹ کر مماتیت کی گہری کھائی میں نہ گریں گے تو اور کیا ہوگا؟ تمہارے علاوہ آج تک کسی اور نے بھی یہ بات کہی یا لکھی ہے، کیا اس پر کوئی حوالہ پیش کیا جاسکتا ہے؟ قطعاً نہیں۔ بس مستند ہے میرا فرمایا ہوا!

مزید مؤلف کا یہ کہنا کھلی نادانی، پرلے درجے کی جہالت اور نچلے درجے کی حماقت ہے کہ دنیا کی نعمتوں سے متمتع نہیں نہ آپ پر ازواج پیش کی جاتی ہیں اور نہ آپ ﷺ دنیا کی تمام عبادات کرتے ہیں۔ (کلمہ حق ص ۲۶) دنیا کی زندگی کی بحث ہی نہیں۔ حیات فی القبر کی بحث ہے۔ آپ ﷺ جو عبادت کرتے ہیں وہ صرف لذت کے لئے ہے۔ احکام شرعیہ کے آپ مکلف نہیں ہیں۔ نیز اکابرین دیوبند میں سے یا متقدمین اہل سنت میں سے کون ہے جو دنیاوی موت سے انکاری ہے؟ دنیاوی اعتبار سے آپ ﷺ اموات میں داخل ہیں نہ ہی کوئی برزخی کے اندر ایسی زندگی کا اقراری ہے جس سے جسمانی نشوونما اور احکام شرعیہ جیسے دنیاوی لوازمات لازم آتے ہوں۔ نہ کوئی (معاذ اللہ) ازواج مطہرات کے پیش ہونے کا قائل ہے۔ تمہارے اذہان پر خواہ مخواہ رضاخانی بھوت سوار ہو تو تمہاری قسمت۔

بحث حدیث ''من صلی علیٰ عند قبری''

مؤلف کلمہ حق نے اپنی تحقیق کے دریا بہاتے ہوئے مشہور حدیث: ''من صلی علیٰ عند قبری سمعته'' پر بھی بحث کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''صاحب الصارم المنکی نے فرمایا جس حدیث میں بذات خود سننے کی تصریح ہے یعنی: ''من صلی علیٰ عند قبری سمعته'' اس کے متعلق فرماتے ہیں۔ ''قلت هذا حدیث موضوع علی رسول الله'' میں نے (صاحب الصارم المنکی) یہ حدیث رسول اللہ ﷺ پر گھڑی ہے۔''

نیز لکھتے ہیں: ”علامہ ابن الہادی اس روایت کو الصارم المنکی میں (من گھڑت) ضعیف کہہ رہے ہیں۔“
(کلمہ حق ص ۶۸)

الجواب الصافی بعون اللہ الشافی

کیا کہنے اس تحقیق انیق کے مؤلف کلمہ حق کو یہ علم بھی نہیں کہ من گھڑت موضوع حدیث کو کہتے ہیں نہ کہ ضعیف کو۔ مگر یہاں نرالی ادائیں دیکھنے میں آرہی ہیں کہ صاحب الصارم المنکی نے اس حدیث کو ضعیف کہا اور پھر بریکٹ میں من گھڑت لکھ دیا۔ ضعیف حدیث وہ ہوتی ہے جس میں کوئی راوی اختلاط، کمیٔ حفظ یا فسق وغیرہ کے طعن سے مطعون ہو اور موضوع وہ جعلی اور بناوٹی روایت ہوتی ہے۔ جس کو کوئی کذاب، دجال راوی خود وضع کرے اور اس کی نسبت آنجناب ﷺ کی طرف کردے۔ موضوع حدیث کا بغیر تصریح وضع کے بیان کرنا حرام اور سنگین جرم ہے اور بعض اہل علم مثلاً عبداللہ بن یوسف الجوینیؒ (المتوفی ۴۳۸ھ) موضوع روایت بیان کرنے والے کی تکفیر کرتے ہیں۔

شومیٔ قسمت کہ جو مہربان فن حدیث اور سند کی ضروری و بنیادی اصطلاحات سے بھی ناواقف ہیں وہ احادیث رسول اللہ ﷺ کے پرکھنے کے درپے ہیں۔ جس طرح دنیا کے لالچی راتوں رات ”کروڑ پتی“ بننے کے خواب دیکھتے ہیں۔ یہ مذہبی مداریے راتوں رات ابن حجر عسقلانی، شمس الدین ذہبیؒ اور صفی الدین خزرجیؒ بن کر علم اسماء الرجال کے بے تاج بادشاہ بننا چاہتے ہیں اور اکابرین علماء سے ہٹ کر تحقیق میں اپنا نام روشن کرنا چاہتے ہیں اور تکبر و نخوت کا یہ عالم کہ مولانا محمدی صاحب جیسی ذی علم شخصیت کی ”علمی و تحقیقی“ پوزیشن پر تبصرہ کر رہے ہیں۔ مگر ان احباب کے ایسے پروپیگنڈے سے کیا ہوگا۔ کیونکہ:

اڑائے دھول کوئی چاند پر، کب دھول پڑتی ہے؟ کوئی کہتا رہے ذی علم جاہل ہو نہیں سکتا

قارئین کرام اور مؤلف کلمہ حق متوجہ ہوں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”من صلی علی عند قبری سمعتہ و من صلی علیّ من بعید اعلمتہ و فی روایتہ من صلی علی نائیا ابلغتہ“ جو میری قبر کے پاس درود پڑھے میں خود سنوں گا۔ جس نے دور سے پڑھا وہ مجھے پہنچا دیا جائے گا۔ یہ حدیث مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے۔

۱...... (مرقات ج ۲ ص ۳۴۷)	۲...... (مسند امام احمد ج ۱ ص ۴۲۱)
۳...... (سنن دارمی ص ۳۷۲)	۴...... (دارقطنی)
۵...... (مستدرک حاکم ج ۲ ص ۴۲۱)	۶...... (البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۵۴)
۷...... (الجامع الصغیر ج ۱ ص ۹۳)	۸...... (مشکوٰۃ شریف ص ۸۷ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

جن محدثین نے اس کو صحیح کہا

۱...... علامہ شمس الدین ذہبیؒ نے میزان الاعتدال اور تلخیص المستدرک میں اس کو صحیح لکھا۔

۲...... علامہ سمہودیؒ نے وفاء الوفاء میں صحیح کہا۔

۳...... علامہ عزیزیؒ نے جامع صغیر کی شرح میں اس کو صحیح لکھا۔ شرح کا نام السراج المنیر ہے۔ (ج ۱ ص ۵۱۸)
۴...... علامہ ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد میں صحیح لکھا ہے۔ (ملاحظہ ج ۹ ص ۲۴)
۵...... صاحب الصارم المنکی ابن عبدالہادیؒ نے بھی مختلف طرق سے اسانید صحیح کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کیا فرماتے ہیں؟

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں: ''ہر آئینہ خدائے را فرشتگاں اندسیر کنندگاں در زمین می رسانند را از امت من سلام را، واو بتواتر رسید ایں معنی۔'' (فتاویٰ عزیزی ج ۲ ص ۶۹) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں زمین میں سیر کرتے پھرتے۔ مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں اور یہ بات تواتر کے درجے میں پہنچی ہوئی ہے۔

مماتی احباب کہیں یہ نہ کہہ دیں کہ فتاویٰ عزیزی شاہ صاحبؒ نے کہیں سے سرقہ کی ہے۔ چونکہ شاہ صاحب کی مشہور زمانہ کتاب ''تحفہ اثنا عشریہ'' کو مماتی چوری شدہ قرار دے چکے ہیں۔ راقم الحروف نے شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکو (سرگودھا) کی کتاب تجلیات صداقت میں پڑھا کہ شاہ عبدالعزیز کی کتاب ایک کابلی عالم کی کتاب صواقع کابلی سے سرقہ شدہ ہے۔ یہ بیان تو سرگودھا کہ شیعہ محقق محمد حسین ڈھکو کا ہے۔ ملاحظہ ہو (تجلیات صداقت ص ۳) اور سرگودھا ہی کے مماتی جماعت کے محقق ''محمد حسین نیلوی'' صاحب فرماتے ہیں: ''تحفہ اثنا عشریہ کی نسبت شاہ عبدالعزیز کی طرف (غلط ہے) ترتیب تو ان کی ہے مگر اصل کتاب ایک کابلی عالم کی ہے۔ (ردمنکرات ص ۷۲)

رد رفض پہ کام کرنے والے احباب جو تحفہ اثنا عشریہ کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ مماتی حضرات کا مذکورہ بالا بیان نوٹ کرلیں۔ قارئین کرام! اس حدیث کے راوی یہ ہیں:

۱...... ابوالشیخ اصبہانی　۲...... عبدالرحمن بن احمد الاعرج
۳...... الحافظ حسن الصباح　۴...... سلیمان بن مہران الاعمش
۵...... ابوصالح ذکوان　۶...... ابومعاویہ محمد بن خازم
۷...... عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اس میں ایک راوی اعمش شیعہ ہے، جو مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر نے تسکین الصدور میں تسلیم کیا ہے۔ (کلمہ حق ص ۸۷)

بالکل غلط ہے۔ حضرت شیخ نے راویوں پر خاصی طویل بحث کر کے مسئلے کو نکھار دیا ہے اور لکھا ہے: ''امام اعمش ان مدلسین میں شامل ہیں جن کی تدلیس مطلقاً مضر نہیں ہے۔ (توجیہ النظر ص ۱۷۲ بحوالہ تسکین الصدور ص ۳۳۰)

نیز علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ نے بھی لکھا ہے: ''سلیمان بن مہران الاعمش صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں، عظیم المرتبت اور جلیل القدر محدث ہیں، ان پر شیعت کا الزام ہے۔ مگر ان دنوں شیعت رفض کے معنوں میں نہ تھی تحریف قرآن، عقیدہ امامت اور انکار خلافت راشدہ روافض کا مذہب ہے، اثنا عشریہ کا نہ کہ مطلق شیعوں کا۔
(مدارک الاذکیاء فی حیات الانبیاء المعروف مقام حیات ص ۵۴۵)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں: ”اخرج ابو الشیخ فی کتاب الثواب بسند جید بلفظ من صلی علیَ عند قبری سمعتہ و من صلی نائیاً بلغتہ“ (ترجمہ) ابوالشیخ نے کتاب ثواب اعمال میں بڑی عمدہ سند سے یہ الفاظ روایت کئے ہیں کہ جو میری قبر کے پاس آ کر مجھ پر درود پڑھے میں خود سنتا ہوں اور دور سے پڑھا ہوا مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ حافظ شمس الدین سخاویؒ نے (القول البدیع ص ۱۱۶) میں، علامہ ابن حجر مکیؒ نے شرح ہمزیہ میں، حافظ ابن کثیر نے (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۱۵) میں، حضرت ملا علی قاریؒ نے اپنی کتاب (مرقات ج ۲ ص ۱۰) میں، علامہ سید احمد طحطاویؒ نے طحطاوی مراقی علی الفلاح (ص ۴۰۵) میں، قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے (مظہری ج ۱۰ ص ۲۲۴) میں محمد بن عبدالوہاب مجدی نے (اتحاف النبلاء ص ۴۰۵) میں اور علامہ شبیر احمد عثمانی نے (فتح الملہم ج ۱ ص ۳۳۰) میں اس حدیث کی تائید و توثیق کی ہے۔ مکمل تفصیل مقام حیات میں ملاحظہ ہو۔

مولانا غلام اللہ خان صاحب کا ارشاد

ایک خط کا مضمون اور شیخ القرآن کا جواب ملاحظہ ہو:

بخدمت جناب شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

المرام اینکہ ہمارے علاقہ میں ایک عالم صاحب نے مسئلہ بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی قبر اطہر پر درود و سلام پڑھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آنحضرت ﷺ خود سنتے ہیں یا سن رہے ہیں یہ بالکل صریح شرک ہے اور قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا میرے نزدیک کافر و مشرک ہے۔ جناب والا سے تشریح طلب ہیں کہ کیا واقعی ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر و مشرک ہے یا نہیں؟ احقر عبدالقادر خان عباسی از احمد پور شرقیہ

الجواب وھو الموفق للصواب: کتب فقہ حنفی اور احادیث سے یہ ثابت ہے کہ عند القبر بذات خود آنحضرت ﷺ درود و سلام سنتے ہیں، سلف اہل سنت والجماعت میں اس کے اندر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ایسے عقیدہ والے کو کافر اور مشرک کہنا بہت بڑی دلیری ہے۔ العیاذ باللہ، اللہ تعالیٰ ایسی جسارت سے ہر ایک کو محفوظ رکھے اور سلف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ واللہ اعلم بالصواب!

عبدالرشید مفتی دار العلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی ۲۲ رصفر ۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح: لاشئی غلام اللہ خان

جواب درست ہے: ناکارہ خلائق غلام ربانی۔

(بحوالہ دعوۃ الانصاف فی حیات جامع الاوصاف از مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی)

اس مماتی ٹولے کی کارستانیاں دیکھ کر بزرگ علماء کتنے پریشان اور ان سے نالاں رہے۔ صرف مولانا عبدالعزیز صاحبؒ کی ایک عبارت پڑھیے: ”اس کمپنی کی جو کتاب بھی معرض وجود اور صفحہ ہستی میں آتی ہے وہ شاہ صاحب کی رہین تصدیق ہو کر ظاہر ہو رہی ہے۔ اشاعۃ التوحید کا کوئی دوسرا بزرگ نہیں ملے گا جس کی قلم نے امت رسول کو ذبح کرنے والوں کو یہ سہارا دیا ہو۔ سرزمین پاکستان میں دیوبندیت کی مٹی پلید کرنے کا جو منصوبہ تیار ہوا ہے۔ اس کا خمیازہ آئندہ نسلیں بھگتیں گیں۔“ (دعوۃ الانصاف ص ۱۰۵)

علامہ کشمیریؒ کی عبارت سے مؤلف کلمہ حق کا دجل وفریب

آپ یقین کیجئے کہ مماتیوں کو دغا بازی، فریب اور تحریف میں اتنی مہارت ہے کہ شیطنت سر پیٹ کر رہ جائے۔ مؤلف کلمہ حق نے حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی عبارت سے مذموم مقصد نکالنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ مگر ہم نے بھی اللہ کے فضل سے چور کو رنگے ہاتھوں پکڑا۔ پہلے مماتی مؤلف صاحب کی تحریف وتلبیس ملاحظہ ہو لکھتے ہیں۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں: ''لیس معناہ یرد روحہ ای انہ یحیی فی قبرہ بل توجہ من ھذا الجانب الی الجانب'' (فیض الباری ج ۲ ص ۶۵) روح کو لوٹائے جانے کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہو جاتے ہیں۔ بلکہ آپ ﷺ کی روح کا وہاں اعلیٰ علیین سے اس جانب متوجہ ہونا مراد ہے۔ (کلمہ حق ص ۶۴)

الجواب الریان بعون الرحمن

قارئین کرام! مؤلف کلمہ حق نے حسب عادت یہاں بھی عبارت مکمل نہیں دی۔ چونکہ مکمل عبارت دینے سے ان کا مقصد نہ نکل سکتا تھا۔ اصل اور پوری عبارت بمع تشریح ملاحظہ ہو۔ مولانا کشمیریؒ حدیث: ''رد اللہ علیَّ روحی'' پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''رواہ ابو داؤد فی رد روحہ حین یسلم علیہ لیس معناہ انہ یرد روحہ ای انہ یحیی فی قبرہ بل توجہ من ذالک الی ھذا الجانب فھو حیٌ فی کلتا الحالتین'' ابوداؤد کی روایت میں سلام کے وقت آپ ﷺ کی روح لوٹنے کا جو ذکر ہے اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ آپ ﷺ کی روح اس طرح لوٹائی جاتی ہے کہ آپ ﷺ کو اپنی قبر میں زندہ کیا جائے بلکہ اس سے مراد آپ ﷺ کو اس طرف متوجہ کرنا ہے۔ زندہ تو آپ ﷺ دونوں حالتوں میں ہیں۔ (یعنی درود شریف پیش ہوتے وقت بھی اور پہلے بھی)

حضرت کشمیریؒ اپنے اس بیان سے واضح کرتے ہیں کہ: ''رد اللہ علیَّ روحی'' سے یہ مت سمجھو کہ پہلے روح نہ تھی اب آ گئی ہے۔ کیونکہ زندہ تو آپ ﷺ پہلے بھی تھے اور اب بھی۔ مگر مماتی مؤلف کلمہ حق کی چالاکی دیکھئے کہ: ''ھذا الجانب'' سے لے کر حالتین تک کی عبارت کو سوڈا واٹر کی بوتل سمجھ کر پی گیا اور ڈکار بھی نہ لیا۔ تف ہے تمہاری اس روش پر۔ توحید وسنت کے نام پر تم زہر آلود، متعفن اور کرب آلود فضا سے معاشرے کو دجل وتلبیس کی بھینٹ چڑھانا چاہتے ہو۔ تم نے یہ خوشنما نقاب جو اپنے چیچک زدہ چہرے پر چڑھا رکھا ہے اب یہ اتر چکا ہے اور تمہاری اصلی شکل قوم کے سامنے آ رہی ہے۔

منافقت کا نصاب پڑھ کر، محبتوں کی کتاب لکھنا　　بہت مشکل ہے خزاں کے ماتھے پہ داستان گلاب لکھنا

حضرت نانوتویؒ اور مسئلہ حیات

مولانا قاسم نانوتویؒ وہ عظیم شخصیت ہیں جس نے دیوبند کی بنیاد رکھی۔ ان کی کتاب (اجوبہ اربعین ص ۳۰۰) پر تحریر فرماتے ہیں کہ: ''القصہ حیات جسمانی انبیاء کا بعد موت بھی اقرار ضروری ہے۔ حیات جسمانی کا اقرار روحانی کا نہیں۔ تم بھی اقرار کرو گے۔ ان شاء اللہ جو اقرار نہیں کرے گا پھر وہ دیوبندی نہیں کہلوا سکتا۔ (آواز حق ص ۷۲)

تبصرہ مؤلف کلمہ حق

مولانا محمدی صاحب کے مذکورہ بالا جملے پر مؤلف کلمہ حق فرماتے ہیں: ''مولانا صاحب سوچ لیں۔

حضرت نانوتویؒ کا عقیدہ آپ کو مہنگا پڑے گا۔ تم نے لکھا ہے جو اقرار نہیں کرے گا پھر وہ دیوبندی نہیں کہلوا سکتا۔ اس بات پر آخر تک قائم رہنا۔ اللہ تعالیٰ تم میں انابت پیدا فرمادے تو ان شاء اللہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی نکھر آئے اور باہم متحد ہو کر ہم اپنے اصلی مشن توحید وسنت کی اشاعت اور شرک وبدعت کے رد کا کام کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور سب لوگوں کو مشرکین کا ایجنٹ بننے سے محفوظ رکھے۔ مولانا نانوتویؒ کے بعض تفردات ایسے ہیں کہ تم بھی ان کو تسلیم نہیں کرو گے اور نہ باقی تمہارے ساتھ علماء اس کو تسلیم کریں گے۔ عقائد حضرت نانوتویؒ (یہ ہیں)

(۱) رسول اللہ ﷺ کی حیات دنیوی علی الاتصال برابر مستمر ہے اس میں انقطاع یا تبدل وتغیر جیسے حیات دنیوی کا حیات برزخی ہو جانا واقع نہیں ہوا۔ (آب حیات ص ۲۶)

(۲) ارواح انبیاء کرام کا اخراج نہیں ہوتا۔ (جمال قاسمی ص ۱۵)

مولانا صاحب اور ان کے ساتھی ذرا خلوت میں تھوڑی دیر کے لئے سوچیں کیا تمہارا ابھی یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام کے ابدان سے بوقت وفات روح کا اخراج نہیں ہوتا۔ اگر یہی عقیدہ ہے تو کھل کر سامنے آئیں، چھپنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر یہ عقیدہ بانی دارالعلوم والا تمہارا نہیں تو دیوبندی کیسے۔ اشاعت التوحید والسنۃ پر تو زبان قینچی کی طرح چلتی ہے۔ (کلمہ حق ص ۷۳)

الجواب السدید بعون اللہ الرشید

یہاں مؤلف کلمہ حق نے خاصی گرمی دکھائی ہے اور خوب برسنے کی کوشش کی ہے۔ مگر گرجنے والا کم ہی برسا کرتا ہے۔ یہ ساری باتیں مؤلف اور ان کی جماعت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ اگر انسان کے اندر عقل سلیم ہو اور وہ سمجھنے کی صلاحیت کے ساتھ طلب بھی رکھتا ہو تو یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جو حل نہ ہو سکے۔ سو عرض ہے کہ موت کے طاری ہونے پر ایمان لازمی ہے اور ماننا لازم ہے کہ موت سے روح اور جسم کا کنکشن منقطع ہو جاتا ہے۔ لیکن انقطاع کیسے ہوتا ہے؟

عام خیال تو یہی ہے کہ انقطاع تعلق روح جسم سے نکل جانے کا نام ہے۔ مگر انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً سید الکائنات ﷺ کی وفات کے متعلق حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ موت کا دوسرا مفہوم لیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: ''حیات انبیاء علیہم السلام کی ذاتی صفت ہے اور اوروں کی عارضی اس لئے پیغمبروں کی حیات کا انقطاع نہیں ہوتا نہ روح نکلتی ہے۔ بلکہ سمٹ کر دل میں مرکوز ہو جاتی ہے۔ اس طرح کا تعلق جسم سے منقطع ہو جاتا ہے اور وہ جسم میں عام دنیوی زندگی کی طرح تصرفات نہیں کرتی نہ دنیاوی امور میں مشغول اور نہ مکلف ہوتی ہے روح کے سمٹ جانے سے جسمانی حواس معطل ہو جاتے ہیں۔ یہی انبیاء علیہم السلام کی موت ہے۔''

یہاں حضرت نانوتویؒ فرماتے ہیں کہ موت کا اقرار تو ضروری ہے جیسے کہ آیات میں موت واقع ہو جانے کی خبر قبل از وقت دی گئی تھی۔ مگر انبیاء کی موت کا وقوع اس طرح پر ہوا کرتا ہے۔ قطب زمان حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے حضرت مرشدنا نانوتویؒ کی اس تحقیق کی داد دی ہے اور مؤلف کلمہ حق نے جمال قاسمی (ص ۱۵) کے حوالے سے جو عبارت تحریر کی اس میں سے بھی حسب عادت وہ تحریف کرنے سے باز نہیں آئے۔ مذکورہ بالا سطور پڑھنے کے بعد آپ حضرت نانوتویؒ کا یہ ارشاد پڑھیں گے تو کوئی الجھن نہیں رہے گی۔

فرماتے ہیں: ''ارواح انبیاء کا اخراج نہیں ہوتا فقط مثل نور چراغ اطراف وجوانب سے قبض کر لیتے ہیں اور سوا ان کے اوروں کی ارواح کو خارج کر دیتے ہیں۔'' (جمال قاسمی ص ۱۵)

یعنی آپ اخراج روح کی بجائے حبس روح کو پسند خیال کرتے ہیں۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:
''بالجملہ موت انبیاء علیہم السلام اور موت عوام میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ وہاں استتار حیات زیر پردہ ہے اور یہاں انقطاع حیات بوجہ عروج موت ہے۔'' (آب حیات ص)

باریک بینی کے ساتھ آپ کی تحقیق انیق کو پڑھیں تو پتہ چلے گا کہ حضرت معاذ اللہ، وفات نبی ﷺ سے انکاری ہرگز نہیں بلکہ کیفیت موت میں وہ اپنی رائے دے رہے ہیں اور اپنی اس تحقیق کو اوروں پر ٹھونسنا بھی نہیں چاہتے۔ فرماتے ہیں: ''اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ گو عقیدہ تو یہی ہے اور میں جانتا ہوں ان شاء اللہ ایسا ہی رہے گا۔ مگر اس عقیدہ کو عقائد ضروریہ میں سے نہیں سمجھتا نہ تعلیم ایسی باتوں کی کرتا ہوں نہ منکروں سے دست وگریباں ہوتا ہوں۔'' (لطائف قاسمیہ ص ۵)

دیکھئے! یہاں حضرتؒ فرماتے ہیں کہ میرا ذوق اور وجدان یہی ہے جو میں کہہ رہا ہوں مگر میں اس پر لوگوں کو مجبور نہیں کرتا کہ وہ بھی اخراج روح کی بجائے حبس روح والی میری تحقیق کو مان لیں نہ میں کسی کو مجبور کرتا ہوں۔ آپ نفس موت کا قطعاً انکار نہیں فرماتے۔ چنانچہ ایک اور مقام میں لکھتے ہیں: ''میں انبیاء کرام کو انہی اجسام دنیویہ کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں پر حسب حدیث: ''کل نفس ذائقة الموت'' اور ''انک میت وانهم میتون'' تمام انبیاء کی نسبت موت کا اعتقاد بھی ضروری ہے اور اس ظاہری موت کی وجہ سے حضرات انبیاء کرام کا قبروں میں مستور ہو جانا بمنزلہ چلہ کشی یا پردہ نشینی یا گوشہ نشینی سمجھا جائے گا۔ لیکن انبیاء کرام کی زندگی زیر پردہ موت ظاہر بینوں کی نظر سے مستور ہے۔'' (لطائف قاسمیہ ص ۴، ۵)

اب اس تصریحات کو پڑھ لینے کے بعد مماتیت کے منہ پر عبرتناک طمانچہ رسید ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ حضرت نانوتویؒ کا عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ پر موت نہیں آئی۔ یہ بہتان عظیم ہے۔ آپؒ ہرگز ہرگز موت کے منکر نہ تھے۔ حضرت گنگوہیؒ سمیت پوری جماعت دیوبند کی ان کو تائید حاصل تھی۔ صرف وہ اپنی رائے میں منفرد تھے۔ یہ ان کا ایک ذوق وجدانی تھا۔ یہ نادان خواہ مخواہ اختلاف کی خلیج وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جارہے ہیں۔

مؤرخہ ۵ر اپریل ۲۰۰۶ء کو راقم الحروف نے اپنے ساتھی غلام مرتضیٰ گجر کے ساتھ شہداء مسجد (لاہور) میں عصر کی نماز ادا کی تو وہاں کے خطیب مولانا قاضی یونس انور صاحب موجود تھے۔ یہ مولانا بھی جلے بھنے مماتی ہیں اور بڑے منصوبے کے ساتھ مماتیت کے جراثیم پھیلا رہے ہیں۔ حافظ غلام مرتضیٰ گجر نے جا کر قاضی صاحب سے اس مسئلہ کی وضاحت پوچھی تو مولانا یونس انور نے بھی خانہ خدا میں کھڑے ہو کر یہ جھوٹ داغا کہ: ''مولانا نانوتویؒ تو وفات کے قائل ہی نہیں۔''

نیز ان دنوں لاہور کے علاقہ سعدی پارک مزنگ میں حضرت مولانا عبدالستار تونسوی صاحب تشریف لائے ہوئے تھے اور آپ نے مسئلہ حیات کو بیان کیا۔ ہمارے ساتھی نے جب قاضی یونس صاحب سے کہا کہ حضرت تونسوی اتنے بڑے عالم ہیں، انہوں نے کہا ہے کہ منکرین حیات کے پیچھے نماز نہیں ہوتی تو قاضی یونس صاحب نے جواب دیا: ''تونسوی آج تک جن شیعہ راویوں کی روایتیں اسٹیج پر بیان کر کے ان کی تردید ان کی کتابوں سے کرتا رہا۔ انہی راویوں سے حیات النبی ﷺ والی روایات مروی ہیں۔''

قارئین کرام! گویا یہ رافضیوں کا عقیدہ ہے۔ اہل سنت کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں: ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم'' یہ ان حضرات کا خالص جھوٹ ہے۔ مسئلہ حیات پر حضرت نانوتویؒ کا دماغ جہاں تک پہنچا ہے۔ ان کوڑھ مغز احباب کی وہاں تک رسائی نہیں ہے۔ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ فرماتے ہیں میں نے آب حیات کا چھ دفعہ مطالعہ کیا تب کہیں جا کر سمجھ آئی ہے اور حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ جیسے بحر ذخار کا جملہ مشہور ہے: ''اب بھی مولانا نانوتویؒ کی تحریریں میری سمجھ میں نہیں آتیں اور زیادہ غور و خوض کی مشقت مجھ سے برداشت ہوتی نہیں۔'' (اشرف السوانح ج۱ص ۱۳۶، ماہنامہ الرشید کا دارالعلوم دیوبند نمبر ص ۳۶۴)

اب ہم مؤلف کلمہ حق سے پوچھتے ہیں کہ: ''ہم تو بحمد اللہ پہلے بھی کھل کر سامنے آئے تھے۔ اب بھی میدان میں ہیں۔ فرمایئے ہماری زبانیں اشاعت التوحید پر قینچی کی طرح چلتی ہیں یا تمہاری زبانی اکابر دیوبند پر ''استرے'' کی طرح۔ سوچ کر فیصلہ کریں (بشرطیکہ انصاف ہو) اور خدا کے لئے آنکھیں کھول کر اکابر کی کتب پڑھیں، جھوٹ اور افسانوں سے کب تک کام چلاؤ گے۔

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے　　　اس میں بھلا قصور کیا ہے؟ آفتاب کا

اہل سنت والجماعت کا مسلمہ عقیدہ

مظاہر حق مشکوۃ کی شرح ہے اور یہ علماء دیوبند میں مولانا قطب الدین صاحبؒ نے لکھی ہے اس کے (ص ۶۱۷) پر لکھتے ہیں: ''اہل سنت والجماعت کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ آقائے نامدار فخر دو عالم ﷺ (فداہ ابی وامی) عالم برزخ میں زندہ ہیں۔ بلکہ کوئی شخص آپ ﷺ کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہے تو اس وقت آپ ﷺ کی روح لوٹائی جاتی ہے۔ پھر آپ ﷺ سلام کا جواب دیتے ہیں۔'' (آواز حق ص ۶۳)

تبصرہ مؤلف کلمہ حق

مولانا کو ہم دعوت دیتے ہیں کہ آپ نے اہل سنت والجماعت کا مسلمہ عقیدہ جو لکھا ہے مظاہر حق سے کہ: ''آقائے نامدار ﷺ عالم برزخ میں زندہ ہیں۔ اس پر ہمارا سو فیصد اتفاق ہے۔ شروع سے ہم یہی بات ثابت کر رہے ہیں اور اسی بات کا آپ انکار کرتے آرہے ہیں۔ آپ کا تو عقیدہ ہے: ''حیوتہ ﷺ دنیویۃ لا برزخیۃ'' اب آپ بھی مولانا قطب الدین کا حوالہ دے کر برزخی حیات کو تسلیم کر گئے اور اسی کو اہل سنت والجماعت کا مسلمہ عقیدہ لکھا ہے اور اسی عقیدے پر اللہ تعالیٰ آپ کو ثابت قدم رکھے تو کسی قسم کا نزاع نہیں، مزید یہ کہ روح کا لوٹایا جانا تب ہوتا جب کہ پہلے جسد مبارک میں روح نہ ہو اگر پہلے ہی روح جسد مبارک میں موجود ہو تو لوٹائے جانے کا کیا مطلب؟ (کلمہ حق ص ۷۸)

الجواب المشکور بعون اللہ الشکور

ڈھیٹ پن کی انتہاء ہو گئی۔ ہم بار بار یہ وضاحت کرتے چلے آرہے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی حیات برزخی ہی مانتے ہیں، دنیاوی حیات کا مطلب ہے دنیا والے جسم میں روح ہے، جسد عنصری کے ساتھ قبر اطہر میں تشریف فرما ہیں۔ المہند کی عبارت میں دونوں استعمال ہوئے ہیں۔ جس سے شک شبے کی گنجائش نہیں رہتی۔ ایک ہے حیات

دنیویہ برزخیہ، دوسری ہے حیات دنیویہ محضیہ، جہاں نفی ہے وہ دنیاویہ محضیہ کی ہے (جہاں انسان احکام شرعیہ کا مکلف ہوتا ہے اور بدن بھی نشوونما پاتا ہے) اور جہاں اثبات ہے وہ دنیویہ برزخیہ ہے۔ کتب اہل سنت میں بڑے آسان پیرائے میں اس موضوع پر علمی ابحاث ہو چکی ہیں۔ مگر منکرین کو یہ دلائل سنانا تو جیسے ''بھینس کے آگے بین'' بجانے والی بات ہے۔ یہ بار بار وہی مرغ کی ایک ٹانگ ہانکے جا رہے ہیں۔

مظاہر حق والی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے جو یہ کہا گیا کہ: ''حضور اقدس ﷺ عالم برزخ میں زندہ ہیں اس پر ہمارا اتفاق ہے۔ یہی تو وہ تقیہ ہے جس کا سہارا لے کر تم لوگوں کو گمراہ کرتے ہو۔'' آپ جسم اطہر کے ساتھ روح کا تعلق نہیں مانتے جب کہ صاحب مظاہر حق سمیت تمام اہل حق علماء ومشائخ جسم اطہر سے روح کا تعلق مان کر دنیوی برزخی حیات کے قائل ہیں۔ آپ منکر ہیں تبھی یہ سارے علماء ومفتیان تمہیں اہل سنت سے خارج قرار دے چکے ہیں۔ باقی حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا عقیدہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ تم ہر ایک کو اپنے جیسا تقیہ باز سمجھتے ہو۔ یہ شیعت پسندی تمہیں مبارک ہو۔ ایک طرف تم فقہ کی کتب سے لاتعلقی کا اعلان کر کے غیر مقلد بنتے ہو۔ دوسری جانب عبارات اکابر میں تحریف کر کے رضاخانی بنتے ہو اور بوقت ضرورت تقیہ کر کے رفض سے بھی پینگیں بڑھاتے ہو۔ بایں ہمہ سارے مشرک ٹھہرے اور تم خالص توحیدی مسلمان۔ واہ ری تمہاری توحید! خم ٹھونک کر، آستین چڑھا کر اکابرین کے خلاف برسر پیکار تم نظر آتے ہو اور پھر دعویٰ کہ اصلی دیوبندی ہم ہی ہیں۔

رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

تمہاری حقیقت ہم نے اپنے رسالہ ''اصل کہانی'' میں دکھا دی ہے۔ فرصت مل جائے تو پڑھ لینا۔ ان شاء اللہ طبیعت صاف ہو جائے گی۔ (معارف القرآن ج ۱ ص ۳۹۷) سے یہ عبارت کیوں پی گئے ہو۔ ''اور ان کو (یعنی شہداء کو) عام اموات کے برابر اموات کہنے کی ممانعت کی گئی۔ مگر احکام ظاہرہ میں وہ عام مردوں کی طرح ہیں۔ ان کی میراث تقسیم ہوتی ہے۔ ان کی بیویاں دوسروں سے نکاح کر سکتی ہیں اور یہی حیات ہے جس میں حضرات انبیاء شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ سلامت جسم کے علاوہ اس حیات برزخی کے کچھ آثار ظاہری احکام پر بھی پڑتے ہیں۔ مثلاً ان کی میراث تقسیم نہیں ہوتی، ان کی ازواج دوسروں کے نکاح میں نہیں آسکتیں۔ پس حیات میں سب سے قوی تر انبیاء ہیں۔ (معارف القرآن ج ۱ ص ۳۹۷)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ روحانی نہیں، جسمانی حیات کے قائل ہیں

مؤلف کلمہ حق مفتی صاحبؒ کا ایک اور ارشاد بھی ملاحظہ کریں۔ اچھا تحفہ ہے۔ ان شاء اللہ یادگار رہے گا۔ اب دیکھیں گے کہ: ''حیات برزخی کے مجمل الفاظ سے کیسے اپنا مطلب نکالتے ہو۔'' سنو کتاب حیات انبیاء کرام مصنفہ مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی میں ہے: ''جمہور امت کا عقیدہ اس مسئلے میں یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام برزخ میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کی حیات برزخی صرف روحانی نہیں، بلکہ جسمانی حیات ہے۔ جو حیات دنیاوی کے بالکل مماثل ہے۔ بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں ہیں۔ (حیات انبیاء کرام ص ۵۹) جی اب بولو ورق کون کالے کرتا ہے؟ من مانی تحقیق اور عدم اعتماد علی الاکابر سے چونکہ تمہارے اپنے قلوب ودماغ سیاہ ہو چکے ہیں اس لئے ہر طرف تمہیں سیاہی نظر آتی ہے۔ کیونکہ: ساون کے اندھے کو ہرا ہرا نظر آتا ہے!

اعرابی والا واقعہ

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ نے تفسیر معارف القرآن (ج ۲ ص ۴۶۰) پر ایک واقعہ لکھا ہے کہ: ”حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم رسول اللہ ﷺ کو دفن کر کے فارغ ہوئے تو اس کے تین روز بعد ایک گاؤں والا آیا اور قبر شریف کے پاس آ کر گر گیا اور زار و زار روتے آیت مذکورہ: ”اذا جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول“ کا حوالہ دے کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر گنہگار رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور رسول ﷺ اس کے لئے مغفرت کی دعا کر دیں تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ اس لئے میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ ﷺ میرے لے مغفرت کی دعا کریں۔ اس وقت جو لوگ حاضر تھے ان کا بیان ہے کہ اس کے جواب میں روضہ اقدس کے اندر سے یہ آواز آئی قد غفر لک مغفرت کر دی گئی۔“

تبصرہ مؤلف کلمہ حق

مؤلف کلمہ حق لکھتے ہیں: ”خیال رہے کہ اعرابی کا روضہ رسول ﷺ پر آنے کا واقعہ کسی حدیث کی کتاب کا واقعہ نہیں۔ (کلمہ حق ص ۸۰ سطر آخر)

الجواب الاقوی بفضل اللہ الاعلی

اس وقت رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علی واں بچھرویؒ کی تحریرات حدیث (ص ۲۵۶) ہمارے سامنے ہے۔ ملاحظہ ہو: ”روی عن علی من بعد دفنہ ﷺ جاء اعرابی فقال یا رسول اللہ جئتک لتستغر لی الی ربی فنودی من القبر الشریف قد غفر لک“ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دفن کئے جانے کے بعد ایک اعرابی آیا سو اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے پاس آیا ہوں آپ میرے لئے میرے رب سے مغفرت طلب فرمائیں۔ پس قبر مبارک سے آواز آئی کہ بے شک تیری مغفرت کر دی گئی۔

حضرت مولانا حسین علیؒ نے اس واقعہ کو مقام استدلال میں پیش کیا ہے اور تردید نہیں فرمائی۔ یہ واقعہ علامہ ابن کثیرؒ نے بھی بیان کیا ہے (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۲) اس کے علاوہ امام نوویؒ نے (کتاب الاذکار ص ۱۸۵) علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفیؒ نے (تفسیر مدارک ج ۱ ص ۳۹۹) میں علامہ تقی الدین سبکیؒ نے (شفاء السقام ص ۴۶)، شیخ عبدالحقؒ نے (جذب القلوب ص ۱۹۵) میں اور علامہ بحر العلوم عبدالعلیؒ نے (رسائل الارکان ص ۲۸۰) میں نقل کیا ہے اور حضرت الشیخ مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہم نے اس پر کافی شافی بحث کی ہے۔ (تسکین الصدور ص ۳۶۳، ۳۶۹) اور حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ لکھتے ہیں کہ مواہب میں بسند امام ابو منصور صباغ اور ابن النجار، ابن عساکر اور ابن الجوزیؒ محمد بن ہلالی سے روایت کیا ہے کہ میں قبر مبارک کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور زیارت کر کے عرض کیا کہ یا خیر الرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی جس میں ارشاد فرمایا ہے: ”ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما“ اور میں آپ کے پاس اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوں اور اپنے رب کے حضور میں آپ کے وسیلہ سے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہوں۔ پھر دو شعر پڑھے اور محمد بن حرب کی وفات ۲۲۸ھ میں ہوئی ہے۔ غرض زمانہ خیر القرون کا تھا اور کسی سے اس وقت نکیر منقول نہیں۔ پس حجت ہو گیا۔ (نشر الطیب ص ۲۵۴)

سید سمہودی نے وفاء الوفاء میں لکھا ہے: ''والعلماء فھو من الآیۃ العموم بحالتی الموت والحیاۃ واستحبو المنا اتی القبر ان یتلوھا ویستغفر اللہ تعالی وحکایتہ الاعرابی فی ذالک نقلھا جماعۃ من الائمۃ عن العتبی'' علماء نے اس آیت کریمہ سے آپ کی زندگی اور موت دونوں حالتوں کا عموم سمجھا ہے اور انہوں نے اس کو مستحب قرار دیا ہے کہ جو شخص آپ ﷺ کی قبر مبارک پر جائے وہ اس کو پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور اعرابی کی حکایت اس سلسلہ میں ائمہ کرامؒ کی ایک جماعت نے عتبیؒ سے نقل کی ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۱۱)

حضرت علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے لکھا ہے: پس ثابت ہوا کہ اس آیت کریمہ کا حکم آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد بھی باقی ہے۔ (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۳۳۰)

اگرچہ مؤلف کلمہ حق اس واقعہ کو حدیث سے ثابت نہیں، کہہ کر جان چھڑا گئے اس پر وہ کوئی دلیل نہ دے سکے کہ آخر متقدمین اہل سنت بشمول اکابر دیوبند اور حضرت مولانا حسین علیؒ جو بیان کرتے چلے آئے ہیں تو کس بنیاد پر؟ البتہ جس بنیاد پر مماتی سہارا لیتے ہیں وہ علامہ ابن عبدالہادی کی الصارم المنکی ہے۔ (الصارم المنکی کی وجہ تالیف یہ ہے کہ سب سے پہلے حافظ ابن تیمیہؒ نے آنحضرت ﷺ کی زیارت کے لئے سفر اور توسل کا رد کیا تو ان کی تردید میں علامہ عبدالکافی السبکیؒ نے ایک کتاب شفاء السقام تالیف کی۔ پھر الشفاء السقام کے رد میں ابن ہادیؒ کے الصارم المنکی لکھی۔ پھر اس کے رد میں علامہ ابن علانؒ نے المبرد المنکی لکھی۔ نیز علامہ عبدالحئی لکھنویؒ نے بھی الصارم المنکی کا اپنی کتاب ''السعی المشکور'' میں اس کا رد لکھا ہے)

اس روایت کے متعلق ابن عبدالہادی نے الصارم کے (ص ۲۷۶) پر جرح کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کی سند میں ہیثم بن عدی کذاب ہے اور یہ خبر منکر اور موضوع ہے۔ مگر ان کا اس روایت کو بالکل ہی جعلی قرار دینا سمجھ میں اس لئے نہیں آتا کہ وہ خود متردد ہیں کہ آیا ہیثم بن عدی راوی اس میں ہے بھی سہی یا نہیں؟

چنانچہ فرماتے ہیں: ''واظنہ ابن عدی الطائی فان یکن ھم فھو متروک کذاب والا فھو مجھول'' میرا خیال ہے کہ یہ راوی ہیثم بن عدی الطائی ہے۔ پس اگر وہی ہے تو پھر وہ متروک وکذاب ہے اور اگر نہیں تو مجہول ہے۔ (الصارم المنکی ص ۲۷۶)

اس لئے حضرت الشیخ مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہم نے ابن عبدالہادیؒ کی اس بات کو ہوائی فائر قرار دیا ہے۔ (تسکین الصدور ص ۳۶۷)

اور مزید فرماتے ہیں: سوال یہ ہے کہ جب علامہ ابن عبدالہادیؒ خود اس کی تعیین میں متردد ہیں تو ان کو اس کا حق کیسے اور کہاں سے حاصل ہے کہ وہ قطعیت کے ساتھ اس حدیث کو موضوع قرار دیں؟ ہاں گر علی التعیین یہ راوی ہیثم بن عدی طائی ہی ہوتا تو کتب اسماء الرجال سے جتنی جرحیں اس پر نقل کی گئی ہیں کہ وہ کذاب اور متروک ہے، وہ بجا ہیں مگر ایسا نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ یہ روایت ضعیف ہوگی۔ لیکن آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر شفاعت کی التجا کرنا ذمہ دار حضرات فقہاء کرام محدثین عظام اور تعامل علماء سے ثابت ہے۔ اس لئے جواز کے مسئلے کے لئے یہ روایت قابل برداشت ہوگی۔ کیونکہ محدثین کرامؒ کے ہاں یہ طے شدہ بات ہے کہ عقیدے کے باب میں خبر واحد صحیح بھی معتبر نہیں اور حلال وحرام اور طلاق ونکاح وغیرہ کے سلسلے میں صحیح یا حسن خبر ہی قابل احتجاج ہو سکتی ہے۔ باقی جواز اور استحباب کے لئے ضعیف حدیث بھی قبول ہے۔ (ص ۳۶۷)

مؤلف نے مزید تحقیق دانی کے گوہر آبدار لٹائے ہیں فرماتے ہیں: ''سب سے بڑے مماتی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے فرمایا: ''ان محمدا قد مات'' بے شک حضرت محمد ﷺ فوت ہوگئے اور سب سے پہلے امت کا اجماع بھی ممات النبی ﷺ پر ہوا۔'' محترم حضرت زکریا نے عقائد کی کتاب نہیں لکھی، نہ مسائل کی کتاب، یہ صرف فضائل کی کتاب ہے۔ اوجز المسالک میں لکھتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا تو آپ نے رفیق اعلیٰ پسند فرمایا۔ (کلمہ حق ص ۸۴، ۸۵)

قارئین کرام! مؤلف کا کہنا کہ: ''سب سے بڑے مماتی'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ کتنی بڑی جسارت اور بکواس ہے۔ کیا آج مماتی ان کو کہا جاتا ہے جو حضور ﷺ کی دنیاوی وفات کے قائل اور حیاتی وہ جو منکر ہوتے ہیں۔ لعنت اللہ علی الکاذبین!

حضور ﷺ کی وفات دنیوی کے بعد حیات قبری کے منکر کو مماتی کہا جاتا ہے۔ جو کہتا ہے روح کا جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، جسم اطہر بے حس و بے شعور ہے وہ مماتی ہوتا ہے۔ کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہی عقیدہ تھا جس کو آج تم لئے پھر رہے ہو۔ افضل البشر بعد الانبیاء کے متعلق ایسی ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کیا شیعوں کی حمایت حاصل کرنا چاہتے ہو؟ کہ آج جب اکابر دیوبند نے لاتعلقی کا اعلان کر دیا۔ منکر حیات کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی قرار دے دیا اور یہ بدبخت ٹولہ حسرت کے ساتھ کہتے ہوئے: ''صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں'' اب رافضیوں کو خوش کرنا چاہتا ہے اور ان مماتیوں نے تو آج سے کئی سال پہلے خلیفہ بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں گستاخی کی تھی۔ مولوی احمد سعید خان نے کہا تھا کہ اگر سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر کے قائل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں تو وہ بھی کافر ہیں۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) (بحوالہ دعوت الانصاف فی حیات جامع الاوصاف ص ۲۵)

افضل ترین صحابی رسول ﷺ کے متعلق تو یہ الفاظ اور یہ خود کیا کچھ ہیں۔ گزشتہ دنوں تلہ گنگ ضلع چکوال جانا ہوا وہاں احباب نے مولوی احمد سعید کے ایک جلسے کا اشتہار دکھایا۔ جس میں احمد سعید صاحب کے نام کے ساتھ مندرجہ ذیل القابات تھے: ''بدر العلماء، شمس الخطباء، محدث زماں، فقیہہ دوراں، نباض سامعین، ماہر علوم آلیہ، استاذ کل، امام المنطق، امام الفلسفہ، قادر الکلام، صاحب اللسان شیریں، قامع البدعۃ الشنیعہ، سبحان السرائیکیہ، العالم الفاضل، عابد وزاہد، فقیہ النفس، ناصر السنۃ النبویہ، رئیس الموحدین، صوفی، صافی، مفید الطالبین، غیرت توحید کا علمبردار، اعرض عن المشرکین کا عملی نمونہ، قاطع رسومات شرکیہ، عاشق صادق وصاحب احوال، وارث العلم شیخ القرآن، علامہ احمد سعید خان ملتانی خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرمائیں گے۔'' (اشتہار جلسہ منعقدہ ۱۴/ اپریل ۲۰۰۶ء تلہ گنگ)

اندازہ کیجئے کہ بزعم خود یہ کیا کچھ ہیں۔ مگر بدتمیزی و ناشائستگی کے ساتھ ان کی زبانیں چلتی ہیں تو اصحاب رسول ﷺ پر یا اکابرین امت پر:

ناطقہ سربگریباں ہے اسے کیا کہیئے؟ خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھئے

نیز دبی زبان سے مولانا زکریا کو اپنا ہمنواء کہنا بھی جہالت ہے۔ خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے تحت حضرت شیخ الحدیث نے جو کچھ لکھا ہے وہ تمہارے لئے موت سے کم نہیں، دل تھام کے پڑھو: ''فانھم یموتون فی قبورھم بل ھم احیاء واما سائر الخلق فانھم یموتون فی القبور ثم یحیون یوم القیامۃ ومذھب اھل السنۃ والجماعۃ ان فی القبر حیاۃ وموتا فلابد من ذوق الموتتین لکل احد غیر الانبیاء'' (الکنز المتواری فی معادن لامع الدراری وصحیح البخاری ج ۱۴ ص ۱۶۲)

براہین قاطعہ کے نام سے دھوکہ

مؤلف کلمہ حق نے جھوٹ وغلط بیانیوں کا جو سلسلہ وار کھیل شروع کیا وہ تھمنے میں نہیں آ رہا۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوریؒ کی معروف کتاب ''البراہین القاطعہ'' کے حوالے سے لکھتے ہیں: ''مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کا عقیدہ نداء اور خطاب اگر فخر دو عالم ﷺ کو اس عقیدے سے کرے کہ آپ ﷺ استقلالاً بلا واسطہ سنتے ہیں تو شرک ہے خواہ بضمن صلوٰۃ وسلام ہو یا بغیر اس کے۔'' (البراہین القاطعہ ص ۲۱۶)

الجواب و باللہ التوفیق والسداد

معاف رکھنا براہین قاطعہ کوئی تمہاری اماں جی کے جہیز میں تو نہیں آئی کہ صرف تمہارے ہی پاس ہو اور تم جیسے چاہو اول فول بک کر اپنے غلط عقیدے کی تائید میں پیش کردو۔ اس وقت ہمارے سامنے براہین قاطعہ کا قدیمی نسخہ میرٹھ کا طبع شدہ موجود ہے۔ اس میں ایک جگہ علامہ سہارنپوریؒ لکھتے ہیں: ''اس بات کو خوب یاد کر لینا ضروری ہے کہ عقیدہ سب کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور عالم غیب میں اور جنت میں جہاں چاہیں باذنہ تعالیٰ چلتے پھرتے ہیں اور اس عالم میں بھی حکم ہو تو آ سکتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام ملائکہ پہنچاتے ہیں اور اعمال امت پیش ہوتے ہیں اور جس وقت حق تعالیٰ چاہیں دنیا کے احوال کشف ہو جاتے ہیں اس میں کوئی مخالف نہیں۔ مگر یہ کہ ہر جگہ محفل مولود میں اور دیگر مجالس ذکر میں ہر روز آتے ہوں یا ہر صورت ونداء اور عرض وحالات دنیا کے ہر روز معلوم ہوتے ہوں۔ بدون اعلام حق عالی کے اس کو تسلیم نہیں کرتے اور یہ کہ سب اشیاء کا علم حق تعالیٰ نے ان کو دیا ہے اس کو بھی قبول نہیں کرتے۔ بلکہ جس قدر علم دیا گیا اس قدر جانتے ہیں اور بس۔''

(براہین قاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ ص ۱۹۹، ۲۰۰ طبع میرٹھ)

اور براہین کے (ص ۲۱۶) کی جو عبارت مؤلف کلمہ حق نے پیش کر کے اپنے اختراعی عقیدے کو ثابت کرنا چاہا ہے۔ اس کی وضاحت بھی کر دی جاتی ہے۔ اصل میں مولوی عبدالسمیع رام پوری اعتراض کر رہے ہیں کہ: ''یہ اعتراض کہ محفل مولود شریف میں اشعار مخاطب حاضر کے پڑھتے ہیں بہ نسبت سے رسول اللہ ﷺ کے حالانکہ آپ ﷺ غائب ہیں نظر سے۔ یہ شرع میں جائز نہیں بلکہ کفر ہے۔'' پھر اقوال سے علامہ سہارنپوریؒ جواب دے رہے ہیں کہ: ''چونکہ مؤلف کی عادت ہے کہ سائل کے سوال کو ناتمام سمجھ کر نقل کرتا ہے۔ لہٰذا اصل تقریر کرتا ہوں کہ ناظرین اس کو خیال رکھیں۔'' یہ عقیدہ اتفاقی ہے کہ نداء وخطاب اگر فخر دو عالم ﷺ کو اس عقیدہ سے کرے کہ آپ ﷺ بلا واسطہ استقلالاً سنتے ہیں، شرک ہے خواہ بضمن صلوٰۃ ہو خواہ بغیر اس کے کسی وجہ سے ہو اور جو یہ عقیدہ نہیں بلکہ یہ عقیدہ ہے کہ جب حق تعالیٰ چاہے جس شئے کو چاہے آپ ﷺ پر منکشف کر دیوے اور ملائکہ درود وسلام پہنچاتے ہیں اور اعمال امت کے بھی پیش ہوتے ہیں تو درست ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۲۱۶، ۲۱۷)

اگر مؤلف یہاں تک عبارت پیش کرتے تو کوئی ابہام نہ رہتا۔ مگر چونکہ موحدین کا یہ نیا ایڈیشن تحریف کرنے پر مجبور ہے۔ دراصل علامہ سہارنپوریؒ فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ بغیر توفیق خداوندی (بلا واسطہ) نہیں سنتے یعنی حضور ﷺ مختار کل نہیں ہیں۔ برعکس اس کے رام پوری صاحب آج کے مماتیوں کی طرح بدعتی اور ہٹ دھرم تھے۔

ہاں! اللہ تعالیٰ نے روضہ اطہر میں آنجناب ﷺ کو زندگی دی ہوئی ہے۔ اللہ کے حکم سے آپ درود وسلام بھی سنتے ہیں اور امت کے پیش کردہ اعمال سے مطلع ہوتے ہیں۔ کاذبین کا ایک اور کذب دیکھ کر امید ہے ہمارے قارئین یا تو ان کی ہدایت کے لئے دعا کریں گے یا پھر ان پر "دوحرف" بھیجیں گے۔ ہم تو اول الذکر کی توقع رکھیں گے۔ نگاہ اپنی اپنی، پسند اپنی اپنی!

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا

مؤلف نے اپنے کتابچے میں جتنے بھی اعتراض کئے ہیں بحمد اللہ! ان سب کے جوابات دیئے جا چکے ہیں۔ مگر یہ صاحبان پھروہی "مرغ کی ایک ٹانگ" ہانکے جارہے ہیں۔ مؤلف کلمہ حق نے ایک یہ اعتراض بھی کیا ہے کہ:

"آنحضرت ﷺ نے (شب معراج) موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور پھر موسیٰ علیہ السلام کو بیت المقدس میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور پھر چھٹے آسمان پر بھی دیکھا۔ پھر یونس بن متیٰ کو اونٹنی پر تلبیہ پڑھتے ہوئے دیکھا اور باقی انبیاء علیہم السلام کو بیت المقدس میں اور آسمانوں پر دیکھا، کیا سب جگہوں پر جسمانی حیات کے ساتھ زندہ تھے؟ کیا انبیاء اپنی قبریں شق کر کے نکلے تھے۔" (کلمہ حق ص ۹۴)

الجواب العظیم بفضل اللہ الکریم

مؤلف کلمہ حق کہنا یہ چاہتے ہیں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ قبر میں بھی زندہ موجود ہوں بیت المقدس میں بھی موجود ہوں، ملاء اعلیٰ پر بھی تشریف فرما ہوں اور وہاں بھی ہوں، یہاں بھی ہوں۔ کیا وہ ہر جگہ موجود ہیں؟ سو عقل سلیم رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ تعارض کے لئے وحدت زمان شرط ہے اور وہ یہاں مفقود ہے۔

علامہ عسقلانیؒ نے لکھا ہے: "وصلوتهم في اوقات مختلفة وفي اماكن مختلفة لا يرده العقل وقد ثبت به النقل فدل ذالك على حياتهم" (فتح الباری ج ۱۳ ص ۲۷۸)

ترجمہ: اور انبیاء کرام کا مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر نماز پڑھنا یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ عقل سلیم اس سے متصادم نہیں اور نقل صحیح اسے ثابت کررہی ہے۔ پس یہ ان کے زندہ ہونے کے لئے شہادت ہے۔

اور امام بیہقیؒ فرماتے ہیں: "في قصة المعراج انه لقيهم في جماعة الانبياء في السموات وكلمهم وكلموه وكل ذالك صحيح لا يخالف بعضه بعضاً فقد يرى موسى علیہ السلام قائماً يصلي في قبره ثم يسر بموسى وغيره الى بيت المقدس كما اسرى بنبينا ﷺ فيراهم فيها كما اخبره وصلاتهم في اوقات بمواضع مختلفات جائز في العقل كما ورد بها خبر الصادق وفي كل ذالك دلالته على حياتهم"

(کتاب الانبیاء للبیہقی ص ۱۳ مطبوعہ ادارہ معارف الاسلامیہ سیالکوٹ)

ترجمہ: واقعہ معراج میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ انبیائے کرام علیہم السلام کی ایک پوری جماعت کو آسمانوں میں ملے تھے۔ ان سے کلام فرمایا اور انہوں نے آپ سے باتیں کیں۔ یہ سب مضامین صحیح ہیں اور دوسرے سے متعارض نہیں ہیں۔ ایک وقت ہے کہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھ رہے ہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی بیت المقدس تک سفر اسراء کرایا گیا۔ جیسا کہ حضور ﷺ کو سفر اسراء پیش آیا۔ پس آپ نے وہاں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ پھر سب پیغمبروں کو بھی آسمانوں تک (اپنے اپنے مقام میں)

معراج کرایا۔ جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کو معراج ہوا۔ بس آپ نے وہاں بھی انبیاء کرام کو دیکھا۔ پس انبیاء کرام کا مختلف اوقات میں مختلف جگہوں میں نماز پڑھنا اس پر عقلاً کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اور نقلاً اس پر قول صادق موجود ہے۔ یہ تمام واقعات حیات انبیاء کرام پر دلالت کرتے ہیں۔

البیان المحمود لعلامہ خالد محمود

اس اعتراض کا جو مفصل جواب حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہم نے دیا ہے مناسب ہوگا کہ ہم مختصراً یہاں نقل کر دیں فرماتے ہیں: ''بعض اوقات یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ قبر کی حیات عنصری اگر تسلیم بھی کر لی جائے تو تمام انبیاء کا اس رات بیت المقدس میں اجساد عنصریہ سے حاضر ہونا اور پھر ملاء اعلیٰ میں اجسام عنصریہ سے پہنچنا ہرگز قرین قیاس نہیں۔ جواباً عرض ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اسی جسد عنصری کے ساتھ دوسرے آسمان سے بیت المقدس میں آنا قرین قیاس ہے تو پھر دوسرے انبیاء علیہم السلام کا اپنی اپنی قبور سے وہاں پہنچنا کیوں قرین قیاس نہیں؟ پھر حضرت عیسیٰ کا اسی جسد عنصری کے ساتھ ملاء اعلیٰ میں پہنچنا اگر محال نہیں تو باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مطہرہ کے ساتھ وہاں پہنچنے میں کون سا استبعاد ہے۔ اگر مدار عقل پر ہے تو وجہ استبعاد بتائی جائے اور اگر نقل پر ہے تو پھر اسے استبعاد عقلی کے طور پر پیش نہ کیا جائے۔ آخر نقول تو یہاں بھی موجود ہیں۔

اگر کہا جائے کہ اس رات انبیائے کرام کا اصل اجساد عنصریہ کے ساتھ حاضر ہونا اسے لازم ہے کہ ان کی قبریں کھلیں اور ایسا ہونا ''اذا القبور بعثرت'' (یعنی قیامت کو قبریں اکھاڑیں جائیں گی) اس سے پہلے ایسا کبھی وقوع میں نہیں آ سکتا۔ جواباً عرض ہے کہ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معراج کی رات بیت المقدس میں آنا کتاب وسنت کی ان نصوص کے کیوں خلاف نہیں۔ جن میں ان کا آنا قیامت میں مذکور ہے۔ اگر یہ کہو کہ کتاب وسنت میں ان کی جس آمد کی خبر دی گئی ہے وہ آمد اصلاح احوال اس زمین پر زندگی گزارنے کے لئے ہوگی اور یہ آمد قطعاً اس رات واقع نہیں ہوئی۔ ہم کہیں گے کہ: ''اذا القبور بعثرت'' وغیرہ آیات میں قبروں کی جس اکھاڑ کی خبر دی گئی ہے۔ وہ وہ ہے جو حساب وکتاب اور حشر کے لئے ہوگی اور ظاہر ہے کہ لیلۃ المعراج میں انبیائے کرام کا اپنی اپنی قبور سے نکل کر بیت المقدس پہنچنا ان مقاصد کے لئے نہ تھا۔

علاوہ ازیں اس کا کیا ثبوت ہے کہ اس رات وہ قبور منورہ نہیں کھلی تھیں، رات کا وقت تھا کون وہاں دیکھ رہا تھا جو بیان کرے کہ وہ ہرگز نہ کھلی تھیں۔ نیز یہاں کوئی حصر نہیں، خوب سمجھ لیا جائے۔ اگر کہا جائے کہ انبیائے کرام اپنی اپنی قبور سے اصل اجسام عنصریہ کے ساتھ تشریف لے گئے تھے تو کیا اتنا عرصہ وہ اپنی قبور سے علیحدہ رہے تھے۔ جواباً عرض ہے کہ اگر رات کے نہایت مختصر لمحوں میں آنحضرت ﷺ سدرۃ المنتہیٰ سے ہو کر واپس آ سکتے ہیں اور اس کا کسی کو پتہ نہیں چلتا، بستر بھی گرم رہتا ہے تو باقی انبیائے کرام کے اپنی اپنی قبور سے ایک نہایت مختصر لمحے کے لئے چلے جانے میں اور اس طرح چلے جانے میں کہ کسی کو پتہ نہ چلے اس میں کون سا استحالہ لازم آتا ہے اور کون سا شرعی اصول پامال ہوتا ہے۔ انبیاء کرام اس رات اگر اپنے اجسام عنصریہ کے ساتھ حاضر تھے تو یہ ضروری نہیں کہ اس حاضری کے تحقق کے لئے جو اسباب کارفرما ہوں وہ بھی سب مادی ہوں جہات مختلفہ یہاں ناممکن نہیں۔ ان نفوس قدسیہ کی مذکورہ حاضری کے لئے جو اسباب عمل میں آئے وہ روحانی تھے۔ پس روحانی طریق سے قبروں کا کھلنا اور پھر بند ہونا یہ کوئی ایسی بات نہیں جو امر محال ہو اور ایسے موقعوں پر بسا اوقات زمان ومکان کی وسعتیں لپیٹ دی جاتی ہیں اور وہاں تراحم تضاد کا دوسرہ بھی باقی نہیں رہتا۔

بایں ہمہ اگر یہ سب انکشافات حقیقت نہ ہوں وادی ارزق، ثنیہ ہرتسی اور وادی عسفان کی یہ ملاقاتیں یا لیلۃ المعراج میں انبیائے کرام کا بیت المقدس میں اجتماع اور ملاء اعلیٰ کے مذاکرات۔ یہ سب امور ابدان مثالیہ سے متعلق ہوں اور یہ سب مشاہدات عالم مثال کے قرار دیئے جائیں تو بھی اس سے لازم نہیں آتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر شریف میں نماز پڑھنا یہ بھی ایک عالم مثال ہی کا واقعہ تھا۔

امور مذکورہ بالا کو اگران تاویلات پر بھی محمول کر دیا جائے جو ان کے تذکروں میں بطور احتمال ذکر کی گئی ہیں تو بھی یہ مقصود کلام قطعاً متاثر نہیں ہوتا کہ انبیائے کرام کو اپنی اپنی قبور میں جو حیات حاصل ہے، وہ عنصری اور جسمانی ہے نیز یہ کہ وہ تلذذاً معروف عبادت ہیں۔ ہاں اگر کہا جائے کہ مذکورہ انکشافات میں اور معراج کی ملاقاتوں میں نہ ابدان مثالیہ تھے اور نہ اجسام عنصریہ، بلکہ ان انبیائے کرام کی ارواح قدسیہ ہی متمثل ہو رہی تھی تو پھر یہ وہم ہوسکتا ہے کہ پھر ان کے اجسام عنصریہ قبور شریف میں زندہ نہ ہوں گے اس صورت میں ہم عرض کریں گے کہ اگر ارواح مقدسہ رفیق اعلیٰ یا خطیرہ قدسیہ کو اپنا مستقر بنا کر وہاں سے اجسام قبریہ پر اپنی تاثیر دکھا سکتی ہیں اور انہیں فائز الحیات کر سکتی ہیں کہ وہ اجسام عنصریہ بھی اپنی اپنی قبور میں زندہ ہوں تو جہاں اور ارواح متمثل بصورت جسمیہ ہو رہی ہوں وہاں سے اجسام قبریہ پر کیوں پرتو نہیں ڈال سکتیں اور وہاں اتصال روح کے نتیجے میں حیات کا تحقق کیوں نہیں ہوسکتا۔ الی آخرہ (مدارک الاذکیاء فی حیات الانبیاء ص ۴۰۷، ۴۷۳)

قارئین کرام! ابن حجرؒ، امام بیہقیؒ کی تصریحات اور حضرت علامہ صاحب کی مذکورہ بالا توضیح پڑھ لینے کے بعد طالبین حق کو منزل مقصود تک جانے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔ ان شاء اللہ! ہاں اگر آنکھوں پر تعصب کی پٹیاں اور دماغ پر نخوت کی گرد چڑھی ہوئی ہو تو پھر اس کا کوئی علاج کم از کم ہماری سمجھ میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دے۔

مؤلف کلمہ حق نے اپنے کتابچہ کے (ص ٦٦) پر بھی ایک نرالی چیز پیش کی ہے کہ: ''واعبد ربک حتی یاتیک الیقین'' (اپنے رب کی عبادت کر جب تک آپ پر موت آجائے) یعنی موت سے پہلے عبادت کر سکتے ہیں، بعد میں عنصری اجسام کے ساتھ نہیں کر سکیں گے۔'' ہم دنیائے مماتیت سے سوال کریں گے کہ اس آیت کے تحت دنیا کے کسی مفسر نے بھی یہ مسئلہ اخذ کیا ہے؟ یا تمہارا فرما دینا ہی کافی ہے۔ جس طرح ہر غیر مقلد کی بغل میں حدیث ہوتی ہے۔ اسی طرح مماتیوں کے ہاں بھی سارے مفسر ہوتے ہیں، ان میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کی آنکھیں بعد میں کھلتی ہیں، مفسر و محقق وہ پہلے ہوتا ہے۔

ہائے رے افسوس! قرآن مجید طبع آزمائی کے لئے رہ گیا ہے۔ ان نادانوں کو سوچنا چاہئے کہ دنیا دار العمل ہے، دار العمل کے بعد وجوب عمل کا انقطاع ہے۔ نفس عمل کا نہیں۔ قرآن پاک میں جس عبادت کا حکم دیا گیا ہے اور جس کا انسان مکلف ہے۔ اسی کی انتہائے مدت موت ہے، انبیاء کرام علیہم السلام جو اس عالم میں نمازیں پڑھتے ہیں وہ وجوباً نہیں۔ تلذذاً پڑھتے ہیں۔

ہم بھٹکے ہوئے دوستوں کو مشورہ دیں گے کہ قرآن دانی کے لئے اسلاف سے رشتہ جوڑیں، علامہ ابن الہادیؒ نے لکھا ہے (اختصار کی وجہ سے عربی عبارت نہیں دی جا رہی) کہ: ''جائز نہیں کہ کسی آیت یا حدیث کا کوئی ایسا معنی اور تاویل کی جائے جو حضرات سلف کے زمانہ میں نہ کی گئی ہو اور نہ انہوں نے وہ تاویل سمجھی ہو اور نہ امت کے سامنے بیان کی ہو۔ کیونکہ یہ اس بات کو متضمن ہے کہ سلفؒ اس میں حق سے جاہل رہے اور اس سے بھک گئے اور

یہ پیچھے آنے والا معترض اس کی تہہ کو پہنچ گیا اور خصوصاً جب کہ متاخر کی تاویل سلف کے خلاف اس کے برعکس ہو پھر کیونکر وہ قبول کی جا سکتی ہے؟ اور اس تاویل کا بطلان ایسا ظاہر ہے کہ اس کے رد کے لئے کسی بسط کی ضرورت نہیں رہی۔'' (الصارم المنکی للعلامہ ابن عبدالہادی ص ۲۴۷ طبع مصر)

دیوبندیت کا معیار

المہند علی المفند اہل حق علماء دیوبند کی مسلکی دستاویز ہے اس کتاب میں مشائخ دیوبند کے نظریات کو اصولی شکل دے دی گئی ہے۔ جس کے مرتب حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ ہیں اور اس وقت کے تمام اکابر علماء کے اس پر دستخط موجود ہیں۔ ''یہ نام نہاد دیوبندی'' اس عظیم کتاب پر بھی ہاتھ صاف کرتے رہتے ہیں۔ چونکہ المہند دیوبندیت کا معیار ہے اور باطل کی نشانی ہے کہ وہ معیار کو سب سے زیادہ نشانہ بناتا ہے۔ مماتی ٹولے کے سربراہ سید عنایت اللہ شاہ بخاری صاحب نے تو خیر سے المہند اور آب حیات جوتیوں پر ڈال کر توحید وسنت کی خدمت کی تھی (تفصیل ملاحظہ ہو ہمارا رسالہ اصلی کہانی) اپنے آباء و اجداد کے نقش پا پر چلتے ہوئے مولف کلمہ حق نے جو بددیانتی کے ریکارڈ قائم کئے ہیں ان کی جھلک تو آپ نے ملاحظہ کر لی۔ المہند کے متعلق لکھتے: ''المہند میں لکھا ہوا عقیدہ حیات النبی ﷺ مولانا سہارنپوریؒ نے نہیں بعد میں کسی نے داخل کر دیا ہے۔ کیونکہ المہند علی المفند احمد رضا خان بریلوی کی کتاب حسام الحرمین کے جواب میں ۱۸ رشوال ۱۳۲۵ھ میں لکھی گئی۔ احمد رضا ۱۳۴۰ھ میں مرا۔ المہند کا پہلا نسخہ سب سے پہلے ۱۳۵۲ھ میں چھپا۔ اس وقت حضرت سہارن پوریؒ کا انتقال ہو چکا تھا۔ ۲۷ سال تک اس خط کو کس نے محفوظ رکھا؟'' (کلمہ حق ص ۱۱۵)

الجواب الاقوم بعون اللہ الاکرم

''۱۳۵۲ھ میں المہند کی اشاعت ہوئی اور ۱۳۴۷ھ میں علامہ سہارنپوریؒ کا انتقال ہو چکا تھا۔ پس ثابت ہو گیا کہ اس میں حیات النبی ﷺ والا مسئلہ کسی نے شامل کر دیا ہے۔'' یہ ہے مماتی محقق کی تحقیق انیق! اس وقت موجود کسی دیوبندی عالم کو پتہ نہ چل سکا کہ کتاب میں نیا مسئلہ داخل کر دیا گیا ہے اس کارروائی کا پتہ لگایا ہے تو ۱۹۵۸ء میں سید عنایت اللہ شاہ صاحب نے یا ۲۰۰۶ء میں لاوہ یا ڈیرہ کے باکمال محققین نے۔ غیر مقلدین کہتے ہیں ہم فقہ کو نہیں مانتے۔ کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے کئی صدیوں بعد مرتب کی گئی۔ شیعہ کہتے ہیں ہم موجودہ قرآن کو نہیں مانتے کیونکہ حضور ﷺ کی رحلت کے بعد حضرت عثمانؓ کے جمع کردہ قرآن پر ہمیں اعتماد نہیں اور یہاں توحید وسنت کے یہ نام لیوا کہتے ہیں۔ چونکہ مولانا سہارنپوریؒ کی زندگی میں مستقل کتاب نہ آئی تھی۔ لہٰذا یہ کسی اور کا شامل کردہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ صرف یہ مسئلہ شامل کیا گیا یا کچھ اور بھی؟

ہمارے اکابرین میں سے بے شمار ایسے ہیں جن کی کتب ان کی وفات کے کئی سال بعد منظر عام پر آئیں۔ گونا گوں مسائل وحالات کیوجہ سے وہ اپنی حیات میں طباعت نہ کرا سکے۔ اہل علم و دانش انصاف سے بتائیں کہ اگر مماتیوں کے اس معیار کو مان لیا جائے تو کسی ذخیرہ اسلامی پر اعتماد رہ سکتا ہے؟ اس وقت کے جید اور ذمہ دار علماء حق نے اس کتاب پر تصدیق کی مفتی ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ (جن کی شاگردی پر مولانا محمد حسین نیلوی کو بڑا ناز تھا) نے المہند میں لکھا: ''رأیت الاجوبۃ کلھا فوجدتھا حقۃ صریحۃ لا یحوم حول سرادقاتھا شک

ولا ریب وھو معتقدی و معتقد مشائخی "(المہند علی المفند ص ۹۴) میں نے تمام جوابات خود دیکھے ہیں اور انہیں صریح پایا ہے۔کوئی شک یا ریب اس کے گرد بھی گھوم نہیں سکتا۔پس میرا عقیدہ ہے اور سب مشائخ بھی انہی عقائد پر تھے۔

یہ مماتیوں کا بہت بڑا فریب ہے، آئے روز المہند علی المفند کے متعلق مختلف بولیاں بولتے رہتے ہیں۔المہند میں حیات النبی ﷺ والی عبارت پر ہم گزشتہ سطور میں بحث کر آئے ہیں۔باوجودیکہ المہند علی المفند ''خان جی بریلی والے'' کے کذب کو طشت از بام کرنے کے لئے منظر عام پر آئی تھی۔مگر بعض منصف مزاج بریلوی حضرات نے بھی اس کی تائید کردی ہے۔چنانچہ جمعیت علماء پاکستان کے مولانا عبدالستار خان نیازی نے اتحاد بین المسلمین کا جو فارمولہ تیار کیا تھا، اس کے نکتہ نمبر ۳ میں ہے:''علماء دیوبند مولانا محمود حسن، اسیر مالٹا، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری، مولانا حافظ محمد احمد مہتمم دارالعلوم دیوبند ابن مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا عزیز الرحمن مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کی مصدقہ کتاب ''المہند علی المفند'' مصنفہ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی، جو اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کی تصنیفات حسام الحرمین اور الدولۃ المکیہ کے جواب میں شائع ہوئی جس میں انہوں نے اپنے عقائد و نظریات کی وضاحت کی ہے۔ایک نہایت ہی مفید کتاب ہے۔اس پس منظر میں علماء دیوبند ''المہند'' میں درج شدہ فیصلوں کو اختلافی مسائل میں نافذ العمل کرلیں تو تمام متنازعہ فیہ عقائد و نظریات کا نہایت ہی معقول و مدلل جواب مل سکتا ہے۔ (اتحاد بین المسلمین کا چار نکاتی فارمولہ ص ۱۰۵ تا ص ۱۰۶)

مزید لکھتے ہیں: المہند کی اشاعت کے بعد تمام غلط فہمیوں دور ہوجاتی ہیں اور موافقت کی راہ کھل جاتی ہے۔ (ص ۱۳۰)

قارئین کرام غور فرمائیں! جس کتاب کو بیگانے احترام کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔یہ دیوبندی اس کے خلاف زہر اگل رہے ہیں۔المہند کے متعلق یاوہ گوئی و ژاژ خائی کرنے کے بعد مزید پردہ اٹھتا ہے کہ اس ٹولے کا واقعی علماء دیوبند کے پاکیزہ مسلک سے کوئی واسطہ یا تعلق نہیں ہے۔ہم ان کو المہند کے آئینہ میں دیکھیں گے اور اس میعار پر پرکھیں گے۔ اگر پورا نہ اترے تو پھر نہ صرف یہ کہ لاتعلقی کا اعلان کریں گے بلکہ اس فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ان شاءاللہ!

نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے
اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں

روئیداد مناظرہ

گجرات میں ۵ رجون ۲۰۰۲ء کو ایک مناظرہ ہونا تھا۔وہاں انہوں نے مناظرے کا چیلنج کردیا۔ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم مناظرہ کرتے ہیں جس طرح کرنے کا حق ہے جس کو مناظرہ کہتے ہیں۔انہوں نے کہا کس طرح کا۔ہم نے کہا اس مناظرے کا ثالث اور منصف دارالعلوم دیوبند سے بلاتے ہیں وہ (یعنی مماتی) اس بات سے بھاگے۔

(آواز حق ص ۰۷، تقریر مولانا محمدی صاحب)

تبصرہ مؤلف کلمہ حق

واقعی گجرات کے ضلع، قصبہ ڈنگہ میں مناظرہ ہونا تھا۔ہمارے علماء کرام موقع پر پہنچ گئے تھے۔مولانا صاحب یا تو آئے نہیں تھے یا آکر بھاگ گئے تھے۔مناظرہ کا ثالث ہمیں منظور تھا کہ دیوبند کا شیخ الحدیث ہو۔

مولانا کو پتہ تھا کہ بھارت سے مناظرے کا ثالث نہیں آسکتا، نہ پاکستانی حکومت اجازت دے گی۔ اس لئے جان چھڑانے کا یہی اچھا بہانہ ہے تا کہ سلطان المناظرین کا بھرم قائم رہے۔ (کلمہ حق ص ۸۹)

الجواب الطری بعون اللہ القوی

مناظرہ ڈنگہ کی اصل کہانی

شرارت سے..........عہد شکنی تک

منکرین حیات النبی علیہ السلام میں اگر شرم وحیاء ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوتی تو مناظرہ ڈیرہ غازی خان اور سید عنایت اللہ شاہ صاحب کا مناظروں سے مسلسل فرار کے بعد یہ کبھی مناظرے کا نام نہ لیتے۔ مگر باطل کی عادت ہے کہ وہ شکست کے زخم چاٹنے کے بعد بھی کہتا ہے: ''میں وہ بلا ہوں کہ شیشہ سے پتھر کو توڑ دوں'' ڈنگہ (گجرات) کے مناظرہ کی روائیداد بھی کچھ ایسی ہے۔ راقم الحروف نے اس مناظرے کی مکمل روئیداد جاننے کے لئے گجرات میں ابن امام اہل سنت جانب حضرت مولانا عبدالحق خان صاحب بشیر مدظلہ سے رابطہ کیا تو مولانا موصوف نے اس مناظرے کی مکمل روئیداد بصورت تحریر بندہ کو ارسال کی۔

قارئین کرام! روئیداد پڑھیں اور پھر فیصلہ کریں کہ سفید دن میں یہ ''مداری'' کیسے کیسے کرتب دکھا کر عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس کا پس منظر یہ ہے کہ وزیر آباد کے ایک عالم دین نے ڈنگہ ضلع گجرات میں اپنی تقریر کے دوران مسئلہ حیات النبی ﷺ کو بیان کیا۔ جس پر ایک مقامی مماتی مولوی صاحب نے چیلنج بازی شروع کر دی۔ مقامی سنی دیوبندی احباب نے مناظرے کا چیلنج قبول کیا اور فریقین کے درمیان ۵ رجون ۲۰۰۲ء کی تاریخ طے ہوگئی مناظرے کی شرائط یہ تھیں۔

۱...... مناظرہ مخصوص جگہ پر ہوگا۔

۲...... فریقین کی طرف سے پندرہ پندرہ افراد مقام مناظرہ میں آئیں گے۔

۳...... مناظرہ ۵ رجون ۲۰۰۲ء بروز بدھ صبح ۱۰ بجے ہوگا۔

۴...... دیوبندی مناظر ثابت کرے گا کہ حدیث ''من صلی علیَ عند قبری سمعته'' ائمہ اہل سنت والجماعت اور اکابرین دیوبند کے نزدیک معتبر ومستند ہے اور اسی کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔

۵...... مماتی مناظر ثابت کرے گا کہ سماع النبی ﷺ کا عقیدہ قرآن مجید کی آیات محکمات، احادیث صحیحہ مشہورہ ومتواترہ اور آئمہ احناف سے ثابت نہیں۔

۶...... ریکارڈنگ کی اجازت ہوگی۔

ان شرائط پر فریقین کے مقامی ذمہ حضرات کے دستخط موجود ہیں۔ جب ثالثوں کا تعین زیر بحث آیا تو حضرات علماء دیوبند نے کہا چونکہ فریقین خود کو دیوبندی کہلواتے ہیں۔ لہٰذا اس مناظرہ کا ثالث دارالعلوم دیوبند سے بلایا جائے گا یا دارالعلوم دیوبند یہاں پاکستان سے کسی کو مقرر کر دے۔ اس کے لئے ہر قسم کے اخراجات کو برداشت کیا جائے

گا۔لیکن مماتی دوست اس پر آمادہ نہ ہوئے اور بضد تھے کہ مقامی ثالث ہونا چاہئے۔ بالآخر ۲ رجون ۲۰۰۲ء کی میٹنگ میں طے پایا کہ مناظرہ نہیں ہوگا بلکہ فریقین اپنے اپنے دلائل لکھ کر امام الحرمین الشریفین سے رجوع کریں گے۔ وہ دلائل پڑھ کر فیصلہ کریں گے کہ ان عقائد والے افراد کے متعلق کیا حکم ہے؟ اس پر بھی فریقین کے دستخط موجود ہیں۔

مماتیوں کا دھوکہ

قارئین کرام! مذکورہ بالا تحریر قرآن مجید کو ضامن بنا کر مرتب کی گئی تھی۔ چنانچہ مسلک حق دیوبند کے ذمہ دار ساتھیوں نے اپنے مناظرین علماء کرام کو مناظرے کو منسوخی کی اطلاع دے دی۔ مگر مماتیوں کی دھوکہ دہی اور عہد شکنی دیکھئے کہ منسوخی مناظرہ کے اعلان کے بعد مؤرخہ ۵ رجون ۲۰۰۲ء کو خالی میدان میں اپنے مناظرین لا کر بٹھا دیئے اور دور دور سے لوگوں کی بسیں بھر کر لائے۔ جب کہ معاہدہ میں طے ہوا تھا کہ اگر مناظرہ ہوگا تو جانبین سے صرف پندرہ پندرہ افراد آئیں گے۔ یہ عہد شکنی، خلاف ورزی اور دھوکہ دہی کی وہ بدترین مثال ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔

(نوٹ: اس مناظرہ کی روئیداد چھپ چکی ہے۔ ملاحظہ کر لی جائے مناظرہ ڈنگہ کی اصل کہانی ناشر اہل سنت والجماعت دیوبند ڈنگہ گجرات)

مؤلف کلمہ حق اور دیگر منکرین حیات ذرا اپنی کرتوتوں پر نظر کریں، خالی میدان دیکھ کر گیدڑ بھبکیاں لگانے والے یہ مصنوعی توحیدی لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے کتنے پاپڑ بیلتے ہیں۔

مولانا محمدی صاحب اور اہل حق کا بھرم توحید پہلے بھی قائم تھا اور آئندہ بھی رہے گا۔ ان شاء اللہ! البتہ مماتیوں کی جعلی دیوبندیت کا بھانڈا بیچ چوراہے پھوٹ گیا ہے۔ اپنی گھر کی خبریں پورے حوصلے سے سنیئے اور پھر جذباتی ہونے کی بجائے ٹھنڈے دل کے ساتھ اپنی اداؤں پر غور کیجئے:

ترے لب پر نہ آئے اف کہیں، رہ عشق میں یہ روا نہیں　　بڑے صبر کا یہ ہے مرحلہ، بڑے حوصلے کا مقام ہے

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ پر تبصرہ

مولانا محمدی صاحب سے جلسے میں سوال کیا گیا کہ سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاریؒ نے مولانا سرفراز خان صاحب صفدر کو چیلنج کیا تھا اور آپ مناظرے پر نہیں آئے تھے۔ (محمدی صاحب کا جواب) ہر شخص کا ایک میدان ہوتا ہے، حضرت شیخ الحدیث مناظر نہیں، حضرت شیخ ساری زندگی فرماتے رہے کہ میری کتاب (تسکین الصدور) کا جواب دو۔ لیکن آج تک کسی ماں نے ایسا بچہ جنم نہیں دیا جس نے شیخ کی کتاب کا جواب لکھا ہو۔ (آواز حق ص ۱۷)

تبصرہ مؤلف کلمہ حق

مؤلف کلمہ حق لکھتے ہیں: ماشاء اللہ آپ کو تسلیم ہے کہ مولانا سرفراز خان صاحب مناظر نہیں ہیں، اگر حضرت مناظر ہوتے تو مولانا آپ سے سلطان المناظرین کا لقب چھن جاتا۔ پیر طریقت ولی کامل حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے مناظرے کے چیلنج کے جواب میں آپ کی جماعت میں کوئی مناظر پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ جب آپ پیدا ہوئے تو اس وقت پیر بخاریؒ اس دنیا سے کوچ کر چکے تھے یہ گر بھی سمجھا دیں کہ جس جماعت میں کوئی مناظر ہی نہ ہو تو اس جماعت کے آپ سلطان المناظرین کیسے بن گئے۔ (کلمہ حق ص ۱۱۲، ۱۱۳)

الجواب العمیم بعون اللہ الکریم

مؤلف کلمہ حق اور دیگر منکرین حیات النبی ﷺ کا حضرت شیخ دامت فیوضہم کے متعلق تاثر دینا کہ آپ مناظر نہیں ہیں، اپنے آپ کو خوش فہمی میں رکھنے والی باتیں ہیں، ہر فتنے کے ساتھ آپ نے جو چوکھی لڑائی لڑی ہے۔اس کی مثال جماعت دیوبند میں نہیں ملتی۔تسکین الصدور کی اشاعت کے بعد یہ ایسے تبصرے کرنے لگ گئے ہیں ورگرنہ اس سے پہلے تو حضرت شیخ مدظلہ کی دیگر کتب المنہاج الواضح اور تبرید النواظر وغیرہ بغلوں میں لے کر اہل بدعت کا مقابلہ کر کے پھولے نہیں سماتے تھے۔پھر جب خود یہ بدعت کی پٹڑی پر چڑھے اور صفدری تلوار سر پر پڑی تو لگے بچگانہ باتیں کرنے۔حضرت نے صلاحیت کے باوجود تقریری مناظرہ کی بجائے تحریری مناظرے کا میدان اختیار کیا اور تحریری مناظرہ تقریری مناظرے سے مشکل ہے۔فرمایئے مولانا حسین علیؒ کا جو پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے ساتھ مناظرہ طے ہوا تھا اس کے متعلق کچھ علم ہے؟ رئیس الموحدینؒ پر کیا تبصرہ کرو گے؟ اور اس مناظرہ کے متعلق تو بعض اکابر علماء سے بڑی عجیب باتیں سنی گئی ہیں۔رہا یہ کہنا کہ:''سید صاحب کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے کوئی پیدا ہی نہیں ہوا؟ جانے دیجئے جناب! سید صاحب کے مناظروں کی داستانیں بڑھی دکھ بھری ہیں۔علاقہ جنڈانوالہ (ضلع بھکر) میں تو علامہ امین صفدرؒ کے ساتھ مناظرہ کے لئے آمادہ ہی نہیں ہوئے جب کہ شاہ جی وہاں پہنچ بھی گئے تھے اور دوسرے مناظروں کی روئیداد حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ نے اپنی کتاب حیات انبیاء کرام کے ابتداء میں دے دی ہے۔باقی مؤلف کلمہ حق کا مولانا محمدی صاحب کو یہ کہنا کہ: ''جب سید صاحب کا انتقال ہوا تو اس وقت آپ پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔یہ ہمارے فہم سے بالاتر ہے۔سید صاحب کا انتقال ۲۰ رمئی ۱۹۹۹ء کو ہوا تھا اور یہ کوئی پہلی جنگ عظیم کا زمانہ نہیں۔مولانا محمدی صاحب اس وقت بھی اپنی للکار سے مماتیت کے دانت کھٹے کر رہے تھے۔یہ سب مؤلف کلمہ حق کی طفلانہ باتیں ہیں۔

کیا تسکین الصدور کا جواب لکھا گیا؟

مؤلف حضرت شیخ مدظلہم کی کتاب تسکین الصدور کے متعلق لکھتے ہیں:''شیخ التفسیر والحدیث محقق زماں حضرت مولانا سید محمد حسین شاہ صاحب نیلویؒ نے تسکین الصدور اور سماع موتی کے جواب میں الکتاب المسطور المعروف بہ ندائے حق لکھی۔جس کا جواب دینے کے لئے مولانا سرفراز خان نے المسلک المنصور کتاب لکھی۔جس میں بہت سارے مقامات پر تسکین الصدور کے خلاف، حضرت نیلوی کی تائید کر گئے۔ (کلمہ حق ص ۱۱۳)

الجواب الکافی بعون اللہ الشافی

تسکین الصدور کا جواب لکھنے والوں نے کوشش تو بہت کی۔مگر اہل دانش و بینش جانتے ہیں کہ انہوں نے منہ کی کھائی۔ندائے حق کے اندر اور تو بہت کچھ ہے۔مگر تسکین الصدور کا جواب نہیں۔بالکل ایسے جیسے مقام حیات کا جواب مسالک العلماء سے دیا گیا تو خود قاضی شمس الدین صاحبؒ کو کتاب چھپنے تک علم نہ ہو سکا کہ میں کیا لکھ رہا ہوں؟ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی!

اور محض اوراق سیاہ کرنے کا نام جواب نہیں ہے۔مؤلف کلمہ حق نوٹ کر لیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی شہرہ آفاق کتاب تحفہ اثنا عشریہ کے جواب میں شیعوں نے درجن بھر کتابیں لکھی ہیں جن میں عبقات الانوار تیس جلدوں میں، نزہۃ اثنا عشریہ ۱۲ جلدوں میں، تشئید المطاعن ۳ جلدوں میں، برہان السعادۃ، بوارق موبقہ، صوارم الٰہیات،

شوارق النصوص، بارقہ ضیغمہ چار جلدوں میں اور ''ذوالفقار حیدری'' شامل ہیں تو اب کیا کہا جائے گا کہ شیعوں نے ''تحفہ کا جواب دے دیا ہے؟ باطل نے ہمیشہ لایعنی باتوں سے کتابوں کے پیٹ بھرے ہیں (بالکل ایسے جیسے رسالہ کلمہ حق ہے) قرآن مجید لاریب کتاب خداوندی ہے۔ مگر دیانند سرسوتی کی کتاب ستیارتھ پرکاش کا ایک باب قرآن مجید پر اعتراضات وتنقیدات کے لئے وقف ہے۔ صحاح ستہ جیسے ذخیرہ احادیث کے ساتھ منکرین حدیث نے کیا حشر کیا؟ اور اصحاب رسول ﷺ پر مطاعن ومثالب کی جو انتہاء کی گئی وہ کسی ذی عقل سے پوشیدہ ہے؟ (اور اکابر واسلاف پر طنز ومزاح کا فن تو مماتی بھی خوب جانتے ہیں) تو کیا ایسی حرکات کو خزینہ اسلام کا جواب کہہ دیا جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ:

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے — وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

صرف تسکین الصدور نہیں، عقیدہ حیات النبی ﷺ پر اکابر نے جتنی کتابیں لکھی ہیں ان میں موجود وزنی دلائل اور ٹھوس باتوں کا جواب قیامت تک دنیائے مماتیت نہیں دے سکتی۔ میدان آج بھی حاضر ہے۔ چیں بجبیں ہونے کی بجائے طبع آزمائی کر لیجئے:

زور بازو آزما شکوہ نہ کر صیاد سے — آج تک کوئی قفس ٹوٹا نہیں فریاد سے

مسئلہ سماع موتی

مؤلف کلمہ حق نے اپنے رسالے کا اختتام کرتے ہوئے عام موتی کی بحث بھی چھیڑی ہے اور لکھا ہے کہ:

''چند حوالہ جات درج کئے جا رہے ہیں کہ مسلک احناف مسئلہ سماع موتی میں کیا ہے؟ اور جو لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ حنفی ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے بعد علامہ طحطاویؒ، ابن الہمامؒ، علامہ عینیؒ، شاہ محمد اسحاق دہلویؒ، حضرت گنگوہیؒ، مفتی عزیز الرحمن دیوبندیؒ، مولانا کفایت اللہ صاحبؒ اور مولانا محمد منظور نعمانیؒ کی عبارت تحریف کر کے پیش کی ہیں اور میدان مارنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ مسئلہ سماع موتی ہمارا موضوع بحث نہیں۔ اصل اختلاف حیات انبیاء کرام علیہم السلام کے مسئلہ پر ہے۔ مگر چونکہ مؤلف کلمہ حق نے مسلمان اور حنفی ہونے کا معیار ہی یہی رکھا ہے کہ جو مردوں کے سماع کا قائل ہے وہ حنفی کیسے ہو سکتا ہے؟ سو مناسب معلوم ہوا کہ اس مسئلہ پر مختصر بحث کر کے مسئلے کی اصل حقیقت سے قارئین کو آگاہ کر دیا جائے۔

الجواب المستحسن بعون اللہ ذوالمنن

یاد رہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات وسماع میں کوئی اختلاف نہیں مگر عام مردے سنتے ہیں یا نہیں؟ اس میں امت کے اندر ابتداء ہی سے اختلاف چلا آ رہا ہے۔ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی یہ مسئلہ مختلف فیہ رہا ہے۔ عفیفہ کائنات سیدہ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ابتداءً عام موتی کے سماع سے اختلاف کیا ہے۔ لیکن ام المؤمنین، صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت صدیق رضی اللہ عنہ کا ہم خیال کوئی اور صحابی بھی ہوا ہو۔ ہماری نگاہ سے کوئی ایسا قول نہیں گزرا۔ مولانا نور محمد تونسوی صاحب نے بھی لکھا ہے: ''بندہ عاجز کے محدود مطالعہ کے مطابق کوئی صحابی رسول ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہم خیال نہیں ہوا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔'' (الحیات بعد الوفات ص ۳۵۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، عبیدہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سماع موتی کے قائل

ہیں اور جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کی روایات کو سنا اور بلا نکیر خاموش رہے، وہ بھی اسی نظریئے کے قائل ہیں۔ مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ نے اپنی تفسیر جواہر القرآن میں بھی لکھا ہے کہ: ''امت محمدیہ علی صاحبہا السلام کے علماء کے درمیان اس مسئلہ میں ہمیشہ دو رائیں رہیں۔ کچھ علماء کرام کی رائے یہ رہی کہ مردے سنتے ہیں جب کہ دوسرے علماء نے اپنی تحقیق کی بناء پر سماع موتی کی نفی کی ہے اور مولانا طاہر پنج پیری بھی فرماتے ہیں: ''میں سماع موتی کے قائلین کو کافر تو درکنار گمراہ بھی نہیں کہتا ہوں۔'' (ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ش بابت جولائی، اگست ۱۹۸۴ء)

مؤلف کلمہ حق نے حضرت گنگوہیؒ کی نامکمل عبارت سے بھی اپنا مطلب تراشا ہے۔ ترمذی شریف پڑھاتے وقت حضرت گنگوہیؒ نے جو کچھ ارشاد فرمایا حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلویؒ (والد گرامی شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب) نے اس کو کتابی شکل دے کر جمع فرمایا اور اس کا نام ''الکوکب الدری'' ہے۔ چنانچہ حضرت گنگوہیؒ بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''السلام علیکم یا اهل القبور'' اس حدیث سے ان حضرات نے استدلال کیا ہے جو سماع موتی کے قائل ہیں۔ ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ علاوہ ازیں ان کا استدلال اور روایات سے بھی ہے۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ میت کے پاس جب دو فرشتے منکر و نکیر حاضر ہوتے ہیں تو اس وقت وہ قبر سے واپس آنے والوں کی جوتیوں کی کھٹکھٹاہٹ سنتی ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ میت کے دفن ہونے کے بعد فرشتوں کے جلدی آنے سے کنایہ ہے۔ حقیقت مراد نہیں ہے اور جو حضرات سماع موتی کا انکار کرتے ہیں۔ وہ اس خطاب کے صحیح قرار دینے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ یہ سلام فرشتوں کے واسطہ سے میت کو پہنچتا ہے اور جو حضرات سماع موتی کا انکار کرتے ہیں۔ ان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوحنیفہؒ ہیں۔

وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے استدلال کرتے ہیں: ''انک لا تسمع الموتی'' کیونکہ جب کفار کو عدم سماع میں مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے تو معلوم ہوا کہ مردے نہیں سنتے ورنہ یہ تشبیہ درست نہ ہوتی اور جو یہ کہا گیا ہے کہ یہ: ''وما رمیت ولکن اللہ رمی'' کے قبیل سے ہے تو یہ تام نہیں۔ کیونکہ اس بناء پر بعد کا یہ ارشاد: ''ان تسمع الا من یؤمن بآیتنا'' صحیح نہیں ہوتا۔ کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت و اقتدار پہلی جزو میں ہے اسی طرح دوسری میں بھی ہے۔ پس کیسے صحیح ہوگا کہ ایک نوع آنحضرت ﷺ کے لئے ثابت کیا جائے اور دوسرے کی نفی ہو۔ باقی سماع موتی ثابت کرنے والے جو یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے بدر کے کنوئیں پر کھڑے ہو کر مقتولین بدر کو خطاب کیا تھا اور یہ صاف طور پر سماع موتی پر دال ہے تو اس کا جواب منکرین نے یہ دیا ہے کہ یہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان مقتولوں کی روحیں ان کے جسموں میں لوٹا دیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کا خطاب سن لیں اور یہ ان کی زجر و توبیخ اور ان کے عذاب کے اضافہ کے لئے تھا اور بعض نے یہ جواب دیا کہ آپ ﷺ نے ان سے اس لئے خطاب کیا تا کہ زندہ مشرکین قریش کا غصہ اس سے اور بڑھے اور آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو یہ فرمایا کہ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے تو اس کا معنی یہ ہے کہ تم ان سے زیادہ نہیں جانتے۔ (الکوکب الدری ج ۱ ص ۳۱۹)

نیز حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں: ''بندہ مختلف فیہا مسائل میں فیصلہ نہیں کرتا۔'' (فتاویٰ رشیدیہ ج ص ۲۳) اور حضرت ملا علی قاری کے متعلق (العرف الشذی ص ۳۵۳) پر ہے کہ لوگوں کی زبانوں پر جو مشہور ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مردے نہیں سنتے۔ لیکن ملا علی قاری نے ایک رسالہ لکھا ہے اور اس میں انہوں نے ذکر کیا کہ اس مشہور قول کی ائمہ سے بالکل کوئی اصل نہیں ہے۔ ''ان ابا حنیفة لا ینکر سمع الاموات'' تحقیقی بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ سماع

موتی کے منکر نہیں ہیں۔ مولوی محمد حسین نیلوی صاحب نے الشفاء الصدور میں جب عدم سماع موتی کا قول امام صاحبؒ کی طرف منسوب کیا تو حضرت الشیخ صفدر دامت فیوضہم سے تفصیلی بحث کرتے ہوئے جواب دیا۔

''کوئی امام بھی سماع موتی کا منکر نہیں، خصوصاً حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امت مسلمہ کی اکثریت سماع موتی کی قائل ہے۔'' (سماع الموتی ص ۶۷) مزید لکھتے ہیں: ''حضرات احناف میں کتنے جلیل القدر بزرگ فقیہ اور علماء دیوبند میں کتنے اکابر مسئلہ سماع موتی کے بھی قائل ہیں۔ (ص ۷۱)

مزید اختلاف

گزشتہ سطور میں آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ عام موتی کی بحث میں اختلاف شروع سے چلا آ رہا ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وامام ابوحنیفہؒ کو سماع موتی کا منکر کہا ہے۔ اس سے قبل حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ عدم سماع کا قول امام صاحب کی طرف سرے سے غلط ہے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تو حافظ ابن حجر عسقلانیؒ پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ انہوں نے بعد میں رجوع کر لیا تھا اور اس مسئلہ میں وہ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہمنوا ہو گئیں تھیں اور رجوع کی وہ صحیح روایات بھی تائید کرتی ہیں جو حضرت ابن ابی ملیکہؒ سے مروی ہیں۔

''قال توفی عبدالرحمن بن ابی بکر باالحبشی قال فحمل الی مکۃ فدفن فیھا فلما قدمت عائشۃ اتت قبر عبدالرحمن بن ابی بکر فقالت الی قولہ ثم قالت واللہ لو حضرتک ما دفنت الا حیث مت ولو شھدتک مازرتک'' (ترمذی ج ۱ ص ۱۲۵، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۶۰)

(ترجمہ) عبدالرحمن بن ابی بکر مقام حبشہ پر وفات پا گئے اور ان کو اٹھا کر مکہ مکرمہ لایا گیا اور وہاں ان کو دفن کیا گیا۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (حج کے موقع پر آئیں) تو ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر آئیں تو (مرثیے کے دو شعر پڑھے) کہا بخدا اگر میں تیری وفات کے وقت حاضر ہوتی تو تو وہاں ہی دفن کیا جاتا جہاں تیری وفات ہوئی تھی اور اگر میں اس وقت موجود ہوتی تو اب تیری قبر کی زیارت کے لئے نہ آتی۔

یہی روایت نقل کرتے ہوئے امام اہل سنت علامہ مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر نے فرمایا: ''ظاہر بات ہے کہ اگر یہ محض تحسر اور افسوس کے طور پر خیالی رنگ میں حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے خطاب ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی قبر پر حاضر ہو کر یہ کہنے کی حاجت نہ ہوتی۔ وہ مدینہ طیبہ میں یا دور ہی سے ایسا کہہ دیتیں۔ یہ خطاب ان کے رجوع کا واضح قرینہ ہے۔ (سماع الموتی ص ۲۹۵)

حیرت ہے کہ یہ مماتی اختلافی مسئلہ کو تو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ اجماعی مسئلہ ہے جیسے مؤلف کلمہ حق کہتے ہیں اور دیگر مماتیوں سمیت یہاں لاہور کے ایک مماتی مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ:

''احناف کے نزدیک نص قطعی کی وجہ سے سماع اموات ثابت نہیں۔'' (بغیۃ المھتدی لایضاح الترمذی ص ۳۹۶)

مگر حیات وسماع انبیاء کرام علیہم السلام کا جو اتفاقی عقیدہ ہے اس کا سرے سے انکار کرتے ہوئے اجماع امت سے ٹکر لے رہے ہیں۔ فوا اسفا!

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا عقیدہ اور مؤلف کلمہ حق کی مزید خیانتیں

مؤلف کلمہ حق نے جھوٹ کے جو انبار لگائے ہیں۔ ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ اگر یہ کلمہ حق ہے تو پھر کذب کس بلا

کا نام ہے؟ لکھتے ہیں: ''مولانا شاہ محمد اسحاقؒ کے شاگرد خاص مولانا بشیرالدین قنوجی اپنی کتاب تفہیم المسائل (ص ۲۷) میں تحریر فرماتے ہیں: ''الغرائب فی تحقیق المذاہب میں ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے ایک شخص کو دیکھا جو نیک لوگوں کی قبروں پر آتا، ان کو سلام دیتا اور ان کو خطاب کر کے کہتا: ''ھل لکم من خبر'' کیا تمہیں کوئی خبر نہیں کہ میں کئی مہینوں سے تمہارے پاس آ رہا ہوں: ''ولیس سوالی منکم الا الدعا'' میرا مطالبہ تم سے صرف یہ ہے کہ تم اللہ سے میرے لئے دعا کرو۔ ''فسمع ابو حنیفة'' امام ابوحنیفہؒ نے اس شخص کی یہ گفتگو سن لی اور فرمایا ''ھل اجابو لک'' کیا قبر والوں نے تجھے کوئی جواب دیا؟ اس شخص نے کہا آج تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: ''سحقا لک و تربت یداک'' دور ہو تجھ سے (رحمت الٰہی) تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں تو ایسے اجسام سے کیوں گفتگو کرتا ہے۔ ''لا یستطیعون جوابا و لا یملکون شیئا و لا یسمعون صوتا'' جو تیری بات کا جواب نہیں دے سکتے۔ وہ کسی قسم کا اختیار نہیں رکھتے اور کوئی آواز نہیں سن سکتے۔ پھر امام ابوحنیفہؒ نے بطور دلیل ''وما انت بمسمع من فی القبور'' تلاوت فرمائی۔

نوٹ: فتاویٰ غرائب وہ کتاب ہے جس کے حوالے فتاویٰ عالمگیری میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

(کلمہ حق ص ۱۲۷)

الجواب الحثیث بتوفیق اللہ اللطیف

کرنے آئے وہ میری آشفتہ حالی کا علاج اپنے جو بکھرے ہوئے گیسو بنا سکتے نہیں

تفہیم المسائل کے مصنف علامہ بشیرالدین قنوجیؒ غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خانؒ کے استاذ تھے اور شاہ محمد اسحاق دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ مؤلف کلمہ حق نے الغرائب فی تحقیق المذاہب کا حوالہ دیا ہے پاکستان کا کوئی منکر حیات مولوی یہ بتلا سکتا ہے کہ یہ کس کی تالیف ہے؟ اس کے مصنف کا نام کیا ہے؟ کون سے زمانہ میں یہ کتاب لکھی گئی؟ مصنف کس مسلک و مشرب سے متعلق تھے؟ اور متقدمین علماء و فقہاء کے نزدیک اس کی پوزیشن کیا ہے؟ انتہائی غیر معروف و غیر متعارف اور مجہول کتاب کا حوالہ مستند احادیث اور جمہور امت کے واضح اقوال کے نزدیک کیا وقعت رکھتا ہے؟ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ فقہاء احناف کو مسئلہ سماع موتی کے مثبت و منفی پہلو میں اس کتاب کا حوالہ دستیاب نہیں ہوا۔ حضرت ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ مسائل کا غیر متداول اور مجہول کتب سے نقل کرنا سرے سے ناجائز ہے۔ (موضوعات کبیر ص ۱۰۴) مولانا عبدالحئی لکھنویؒ (المتوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں: ''صرح فی فتح القدیر من باب القضاء انه لا یحل النقل من الکتب الغریبة'' (الفوائد البہیہ ص ۱۹۰) فتح القدیر کے باب القضاء میں تصریح موجود ہے کہ کتب غریبہ سے نقل کرنا حلال نہیں ہے۔

اور مولانا لکھنویؒ علامہ ابن نجیم مصریؒ کا ارشاد بھی نقل کرتے ہیں: ''لا یجوز الفتوی من التصانیف الغیر المشهورة'' غیر مشہور تصانیف سے فتویٰ دینا جائز نہیں ہے۔ (مقدمہ عمدۃ الرعایۃ ص ۱۱)

مولانا مفتی عزیز الرحمن کا ارشاد

مفتی عزیز الرحمن صاحب جن کے مسئلہ سماع موتی میں مختلف فتوؤں میں سے ایک مبہم عبارت مؤلف کلمہ حق نے (۱۲۹) پر دی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ''سماع موتی میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے

میں ہے بہت سے ائمہ سماع موتی کے قائل ہیں اور حنفیہ کی کتب میں بعض مسائل ایسے مذکور ہیں جن سے عدم سماع معلوم ہوتا ہے۔ مگر امام صاحب سے کوئی تصریح اس بارہ میں نقل نہیں کرتے۔'' (فتاویٰ دارالعلوم ج ۵ ص ۴۶۱)

معلوم ہوا کہ یہ فتاویٰ غرائب والا حوالہ انتہائی شاذ اور نا قابل اعتبار ہے اور امام صاحبؒ کا اس حوالے سے قطعاً کوئی ثبوت نہیں ہے اور مؤلف کلمہ حق کا امام صاحبؒ کی طرف بلاتحقیق یہ منسوب کرنا مماتی ڈھکوسلے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

علامہ طحطاویؒ کا نظریہ

سید احمد طحطاوی حنفی لکھتے ہیں: ''واخرج ابن عبدالبر فی الاستذکار والتمهيد بسند صحیح عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ ما من احد يمر بقبر اخيه المؤمن كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه الا عرفه ورد عليه السلام'' ابن عبدالبرؒ نے اپنی کتاب الاستذکار اور التمہید میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی تشریح کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص بھی اپنے مومن بھائی کی قبر کے پاس سے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا، نہیں گزرتا جس کو وہ سلام کہے۔ وہ (قبر والا) اس کو پہچان کر اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ (طحطاوی ص ۳۴۱)

نوٹ: حدیث کو پوری سند کے ساتھ نقل کرنے کو اصول حدیث میں تخریج اور اخراج کہتے ہیں اور اس سے قبل ہم حضرت مولانا حسین علی واں بھچرویؒ کا حوالہ بھی پیش کر چکے ہیں کہ وہ بھی میت کے پہچاننے کے قائل ہیں۔ (ملاحظہ ہو تحریرات حدیث ص ۲۵۷)

شاہ محمد اسحاق دہلویؒ کا نظریہ

مؤلف کلمہ حق شاہ صاحبؒ کا نظریہ ان الفاظ میں لکھتے ہیں: ''نزد اکثر حنفیہ سماع موتی ثابت نیست۔'' (مائۃ مسائل ص ۵۰، کلمہ حق ص ۱۲۹)

حالانکہ یہ ایک مفصل عبارت ہے اور اس کا پس منظر بھی کچھ اور ہے۔ ہم یہاں سب سے پہلے حضرت شاہ صاحبؒ کا اپنا نظریہ پیش کریں گے۔ بعد ازاں مؤلف کلمہ حق کی دی ہوئی عبارت پر تبصرہ کریں گے اور ان شاء اللہ مماتیت کی دھجیاں بکھرنے کا قابل دید سماں ہوگا۔ جھوٹ، فریب اور کانٹ چھانٹ تو ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ بایں ہمہ پکے ''توحیدی'' ہیں خدا جانے بدعتی ہوتے تو کیا کیا گل کھلاتے؟ بہر حال حق و باطل کا فیصلہ ارباب انصاف خود کر لیں گے۔

شاہ صاحبؒ کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔ سوال: سماعت موتی سلام زائر در شرع آمدہ یا نہ؟ (جواب) سماعت موتی سلام زائر را در شرح مشکوٰۃ ملا علی القاری از سیوطی نقل نمودہ ہکذا عبارتہ قال سیوطی واخرج العقیلی عن ابی هريرة۔ (مائۃ مسائل ص ۳۶) سوال: کیا قبور کی زیارت کرنے والے کے سلام کو مردوں کے لئے سننے کا ثبوت شریعت سے ثابت ہے یا نہیں؟ (جواب) مردوں کا زیارت کرنے والے کے سلام کے سننے کا ثبوت ملا علی قاریؒ نے شرح مشکوٰۃ میں امام سیوطیؒ سے نقل کیا ہے اور سیوطیؒ کی عبارت اس طرح ہے کہ امام عقیلی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیث کی تخریج کی ہے۔

ثابت ہوا کہ شاہ محمد اسحاقؒ بھی مردوں کے سماع کے قائل ہیں اور اسی کو فی الجملہ سماع کہا جاتا ہے۔ مؤلف کلمہ حق کا شاہ صاحبؒ کو مطلقاً منکرین سماع موتی میں شمار کرنا بالکل غلط ہے۔

نزد اکثر حنفیہ سماعت موتیٰ ثابت نیست کی تحقیق

اب ہم مؤلف کلمہ حق کے مذکورہ بالا قول کی طرف آتے ہیں جو انہوں نے شاہ صاحب کی مائۃ مسائل سے ثابت کر کے آخری فیصلہ سنا دیا کہ وہ بھی سماع کے قائل نہیں اور احناف کی اکثریت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ سو اس کی اصل حقیقت ملاحظہ ہو۔

دکھاؤں گا تماشہ، دی اجازت اگر زمانے نے ہر ہر داغ اک زخم ہے، سرو چراغاں کا

دراصل کتب فقہ اور کتب فتاویٰ میں ایک بحث ہے کہ اگر کسی آدمی نے دوسرے آدمی سے کلام نہ کرنے کی قسم اٹھائی اور دوسرا شخص فوت ہو گیا اب قسم اٹھانے والے نے اس کی قبر پر جا کر گفتگو کی تو حانث نہ ہوگا۔ اس فقہی عبارت کو حضرت شاہ صاحبؒ نے اختصار کے ساتھ یوں نقل کیا ہے۔

سوال: سماعت موتیٰ کلام احیاء سوائے سلام در شرع جائز است یا گناہ؟ کدام گناہ؟

جواب: عادت و تکیہ سائل است در ہر جامی پرسد جائز است یا گناہ؟ کدام گناہ؟ بنا بر تکیہ کلام خود نیز ایں جامی پرسد کہ جائز است یا گناہ؟ والا ایں مقام پرسیدن بایں عبارت نمی سزد زیرا کہ جواز و گناہ در افعال و اعمال میشود و ایں متعلق باخبار است کہ ایں امر ثابت است یا نہ؟

پس جواب ایں است کہ: ''نزد اکثر حنفیہ سماعت موتیٰ ثابت نیست''

چنانچہ از کافی شرح وافی و فتح القدیر حاشیہ ہدایہ، صراحۃ و اشارۃ کہ قریب بتصریح است و از مستخلص شرح کنز و عینی شرح کنز و کفایہ شرح ہدایہ معلوم می شود چنانچہ عبارت آنہا مرقوم می شود و در دیگر کتب ہم موجود بنا بر طول عبارت بر نقل عبارت ایں پنج کتب اکتفاء نمودہ شد۔

سوال: سلام کے بغیر مردوں کا زندوں کے کلام کا شرعاً سننا کیسا ہے؟ جائز ہے یا گناہ؟ اور اگر گناہ ہے تو کیسا؟

جواب: سائل کی عادت اور تکیہ کلام یہ ہے کہ وہ ہر جگہ یہ پوچھتا ہے کہ جائز ہے یا گناہ؟ اور گناہ ہے تو کیسا؟ اپنے اسی تکیہ کلام کی وجہ سے یہاں بھی وہ پوچھتا ہے کہ جائز ہے یا گناہ؟ ورنہ اس مقام میں اس طرح پوچھنا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ جواز اور گناہ افعال و اعمال میں ہوتا ہے اور یہ سوال اخبار کے متعلق ہے کہ یہ معاملہ ثابت ہے یا نہ سو اس کا جواب یہ ہے کہ احناف کی اکثریت سے سماع موتیٰ ثابت نہیں ہے۔ چنانچہ کافی شرح وافی اور فتح القدیر حاشیہ ہدایہ میں صراحۃً اور اشارۃً جو تصریح کے قریب ہے اور شرح کنز اور عینی شرح کنز اور کفایہ شرح ہدایہ کے ملخص سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ چنانچہ ان کی عبارت لکھی جا رہی ہیں اور دوسری کتب میں بھی یہ موجود ہے۔ مگر طوالت کے خوف سے صرف پانچ عدد کتب کی عبارت نقل کرنے پر ہی ہم اکتفاء کرتے ہیں۔ (مائۃ مسائل ص ۴۶)

شاہ صاحب یہاں کہنا یہ چاہتے ہیں کہ چونکہ قسم کا مدار عرف پر ہے اور عرف عام میں لوگ ایسا سمجھتے ہیں کہ مردے نہیں سنتے۔ جیسے کوئی شخص بات پر توجہ نہ دے رہا ہو یا کوئی نصیحت اس پر اثر نہ کر رہی ہو تو کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ بالکل مردہ ہے یا جس طرح قرآن و حدیث اقوال ائمہ اور فرامین مشائخ دیوبند اچھے بھلے، جیتے جاگتے بندے پر اثر انداز نہ ہو رہے ہوں تو اس کو مماتی کہہ دیا جاتا ہے اور امام اہل سنت، آبروئے دیوبند، پاسبان مسلک حق حضرت الشیخ

مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ بھی لکھتے ہیں: ''یعنی ان کے سننے کو کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوتا۔ کیونکہ تکلیفی زندگی باقی نہیں رہتی۔ اس لئے قسم اٹھانے والا باوجود کلام کرنے کے حانث نہیں ہوگا۔ (سماع الموتی ص ۳۴۷)

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی نے لکھا ہے: ''لیکن عرف یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اس عدم تکلم سے حالت حیات میں عدم تکلم مراد ہے۔ (عمدۃ الرعایہ ج ۲ ص ۲۵۴)

اور شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں: ''فاذا حلف احد انہ لا یکلم فلانا فلا یفھم من اھل العرف الا التکلیم فی حالۃ الحیوۃ فلا یحنث بتکلیمہ میتاً و اللہ تعالیٰ اعلم'' پس جب کوئی شخص قسم اٹھائے کہ میں فلاں سے کلام نہیں کروں گا تو اس سے اہل عرف یہی سمجھتے ہیں کہ زندگی کی حالت میں کلام کرنا مراد ہے۔ لہٰذا مردہ کے ساتھ کلام کرنے کی وجہ سے وہ حانث نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم! (فتح الملہم ج ۲ ص ۴۷۹)

واضح ہوگیا کہ عرف عام میں گفتگو کرنے نہ کرنے کا تعلق زندوں سے ہوتا ہے اور مردہ چونکہ مکلف نہیں ہوتا اور عادۃً اس کی سنی بھی نہیں جاتی۔ اس لئے عام عادت کے لحاظ سے میت سے وہ کلام نہیں جو زندہ سے ہے۔ یہ حقیقت ہے شاہ صاحبؒ کی عبارت کی جس کا مماتی محقق نے بتنگڑ بنا دیا۔ عقل سلیم رکھنے والوں کے لئے یہ توضیح کافی وافی اور صافی شافی ہے اور جنہوں نے جھوٹ کی پٹاری پر کلمہ حق لکھ رکھا ہو۔ ان سے کوئی کیا توقع رکھے۔

بقول غالب مرحوم:

ہم کو ان سے وفا کی ہے امید   جو نہیں جانتے وفا کیا ہے؟

مولانا مفتی عزیز الرحمنؒ کا نظریہ

مفتی صاحبؒ کے متعلق ہم گزشتہ سطور میں لکھ آئے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں۔ سماع موتی میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف دور صحابہ رضی اللہ عنہم سے چلا آرہا ہے۔ غرض یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور قول فیصل ہونا اس میں دشوار ہے۔ پس عوام کو سکوت اس میں مناسب ہے۔ جب کہ علماء کو بھی اس میں تردد ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج پنجم)

مفتی صاحبؒ کی عبارت سے بھی واضح ہوگیا کہ عام موتی (نہ کہ سماع انبیاء) کے سماع میں اختلاف موجود ہے اور مؤلف کلمہ حق کا ان کو اپنا ہمنوا بنانا کتنا بڑا دھوکہ ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ کا نظریہ

جہاں تک حیات انبیاء علیہم السلام کا تعلق ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے المہند پر دستخط موجود ہیں اور بعض مماتی یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ مفتی صاحبؒ نے بغیر دیکھے دستخط کر دیئے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ جب ذلیل کرنے پر آجائیں تو پھر ٹھکانہ کہاں مل سکتا ہے۔ کیونکہ مفتی صاحبؒ کے الفاظ یہ ہیں ''رأیت الاجوبۃ کلھا فوجدتھا حقۃ صریحۃ لا یحوم حول سرادقاتھا شک و لا ریب'' (ترجمہ) میں نے تمام جوابات دیکھے ہیں سب کو ایسا حق صریح پایا کہ اس کے اردگرد بھی شک یا ریب نہیں گھوم سکتا۔ (المہند علی المفند ص ۹۵)

رأیت کا جملہ قصر مماتیت پر ایٹم بم بن کر گر رہا ہے۔ چنانچہ جب کہیں سے کوئی سہارا نہیں مل سکتا تو پھر تپتے صحرا میں کسی پیاسے اونٹ کی طرح دیوانہ وار بھاگتے ہوئے کہتے ہیں المہند کون سا آسمانی صحیفہ ہے؟

(لفظ توحید گجرات ص ۱۲ / جولائی ۲۰۰۴ء)

مگر یاد رہے مفتی صاحبؒ تو عام اموات کے ساتھ بھی روح کا ایسا تعلق مانتے ہیں کہ جس سے میت عذاب وراحت کو محسوس کر سکے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس قدر حیات اس میں ڈالی جاتی ہے کہ وہ آرام یا تکلیف کو محسوس کرے۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۹۶)

مولانا محمد منظور نعمانی وکیل مسلک دیوبند

مؤلف کلمہ حق کے ترکش کا آخری تیر ملاحظہ ہو: مولانا نعمانیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں: ''حضرت امام ابوحنیفہؒ سماع اموات کے منکر ہیں۔ ہمارے اکابر حضرت امام اعظم اور جمہور علماء کی طرح حضرت ام المؤمنین کے مسلک کو راجح اور قوی سمجھتے ہیں۔ (کلمہ حق ص ۱۳۰)

مولانا نعمانیؒ کی یہ عبارت کہاں ہے؟ کس کتاب کے کون سے صفحے پر ہے؟ مؤلف کلمہ حق نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ شاید خواب میں کہیں سے کوئی سن لیا ہوگا اور خواب خیال کی باتوں کو سپرد قلم کر کے اپنے تئیں محقق بن بیٹھے۔ بہرحال جہاں تک حقیقت پسندی کا تعلق ہے۔ ملاحظہ ہو:

حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کو مسلک دیوبند میں ایک بلند مقام حاصل ہے اور آپ کوئی ایسی گمنام شخصیت نہیں ہیں کہ جن کی طرف غلط بات اناپ شناپ کر کے منسوب کردی جائے۔ یادرہے کہ مولانا ابتداء میں عام موتی کے سماع کے منکر تھے۔ جیسا کہ ان کی کتاب (ستہ ضروریہ ص ۳۶) پر اس کا ذکر موجود ہے۔ مگر تینتیس سال تک سماع موتی کا انکار کرنے کے بعد آپؒ نے امام العصر مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کی تحقیق پر بنیاد رکھ کر اس سے رجوع کر لیا تھا اور آپؒ سماع موتی کے مقر ہو گئے تھے۔ (الفرقان لکھنو جمادی الاوّل ۱۳۸۶ھ نیز سماع الموتی ص ۱۹۱)

حرف آخر

الحمدللہ ثم الحمدللہ! منکرین حیات النبی ﷺ کے کتابچہ ''کلمہ حق'' کا ہم نے مفصل جواب دے دیا ہے۔ قارئین ہمارے اس جوابی رسالہ کو پڑھ کر اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اگر اس ٹولے کو اپنے حال میں سرمست چھوڑ دیا جائے تو یہ کیا کیا گل کھلائیں گے؟ ان کے جبڑوں سے گستاخی رسول ﷺ اور توہین اکابر کا تعفن اٹھ رہا ہے۔ کاش علماء کرام اس عظیم فتنے کی دسیسہ کاریوں کو سمجھیں اور پھر اپنا فرض منصبی ادا کرنے کے لئے میدان عمل میں اتر آئیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم نے اس گستاخ ٹولے کے چہرے سے نقاب اتار کر حق وصداقت کا زناٹے دار تھپڑ رسید کر دیا ہے اور اسی پر بس نہیں۔

ان عادت العقرب عدنالها وكانت النعل لها حاضرة

اگر بچھو دوبارہ لوٹا تو اس کے لئے ہمارا جوتا بھی حاضر ہے۔

اللہ تعالیٰ عصر حاضر کے تمام فتنوں سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمیں بجاہ النبی الکریم ﷺ!

فقط والسلام!

غلام آستانہ مشائخ دیوبند حافظ عبدالجبار سلفی

خطیب جامع مسجد ختم نبوت کھاڑک ملتان روڈ لاہور ۱۹ رجولائی ۲۰۰۵ء

سوط العذاب

علٰی

العنید الکذاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین و العاقبة للمتقین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ سید الانبیاء و المرسلین

و علی الہ و اصحابہ الطیبین الطاھرین خصوصاً علی سید الخلفاء الراشدین المھدیین اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم . . . بسم اللہ الرحمن الرحیم

و للاخرۃ خیر لک من الاولی صدق اللہ العظیم!

قارئین باتمکین کی خدمت میں عرض ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ اس گناہ گار، سیاہ کار نے مسئلہ حیات النبی ﷺ پر خامہ فرسائی کی اور اکابر علماء اہل سنت دیوبند کے مسلک و مشرب کو تحریراً تقریراً بیان کیا۔ جو کتب و رسائل بندہ نے سپرد قلم کئے۔ ان میں ایک رسالہ ''جعلی دیوبندیوں کی اصل کہانی'' بھی ہے۔ اگرچہ یہ رسالہ نہایت عجلت میں لکھا گیا تھا۔ مگر جہاں جہاں پہنچا علماء کرام اور طلباء عظام نے ''تحسین و آفرین'' کے ڈونگرے برسائے۔ یہ رسالہ جہاں اپنوں کے لئے باعث تسکین ہوا وہاں خرمن مماتیت پر برق سوزاں بن کر گرا اور منکرین حیات النبی ﷺ میں ایک اضطراری کیفیت پیدا ہوگئی۔

ہمارے رسالے میں جو حقائق موجود ہیں ان کی تردید کوئی منکر حیات مولانا نہ کر سکے البتہ منڈی بہاؤالدین کے ایک حکیم صاحب کو جوارش جالینوس اور لعوق سپستاں فروخت کرنے سے کچھ فرصت ملی تو انہوں نے بارہ صفحات پر مشتمل ایک خط ''عبدالجبار سلفی حیاتی مولوی کے نام خط'' کے عنوان سے لکھا اور یوں مماتیوں کی کمر سے بوجھ اتارنے کی ناکام کوشش کی۔ مثل مشہور ہے: ''نیم حکیم خطرہ جان'' اور اگر نیم حکیم محقق بھی بن جائے تو پھر کہا جاتا ہے نیم ملاں خطرہ ایمان۔ یہ حکیم جی نہ صرف جان کے بلکہ ایمان دشمنی پر بھی ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ ہمیں بعض دوستوں نے کہا کہ اس خط کا جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ صاحب مکتوب کی اپنی کوئی حیثیت نہیں۔ مگر چونکہ مسلک کا مسئلہ ہے اور موصوف اس خط کی کاپیاں تقسیم کر رہے ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنی یا فریق مخالف میں سے کسی ذات کو نہیں دیکھنا مسلک کی صداقت کو بیان کرنا ہے۔ چنانچہ بعض کرم فرماؤں نے بندہ کو حکم دیا کہ اس کا جواب ضرور لکھا جائے۔ ''بسم اللہ مجریھا و مرسھا'' کہہ کر قلم ہاتھ میں پکڑا اور کشتی تحقیق پر بیٹھ کر تعاقب شروع کر رہے ہیں۔ رہے نام اللہ کا اور اپنے جوابی رسالے کا نام ''سوط العذاب علی العنید الکذاب'' تجویز کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق سمجھنے کی توفیق دے اور اکابرین اہل سنت دیوبند کے ساتھ محبت و عقیدت نصیب فرماوے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ!

خاکپائے اکابرین اہل سنت دیوبند

حافظ محمد عبدالجبار سلفی

خطیب جامع مسجد ختم نبوت کھاڑک ملتان روڈ لاہور

۵ / جولائی ۲۰۰۶ء بروز بدھ بوقت ۱۰:۳۰ شب

خط یا گالی نامہ

حکیم مشتاق صاحب نے اپنے خط کی ابتداء تسمیہ سے نہیں کی توحید وسنت کے یہ جدید اشاعتیے دل کی بھڑاس نکالنے میں اتنے بے چین ہیں کہ اللہ کے نام سے ابتداء ہی نہیں کرتے۔ حکیم صاحب نے راقم الحروف کو خوب برا بھلا کہا ہے۔ مثلاً: فریبی، جعل ساز، ضدی، متعصب (ص ۱)

عبدالجبار حیاتی مولوی زہر کا پیالہ پی سکتا ہے۔ اگر اس میں کچھ شرم وحیا موجود ہے۔ (ص ۲)

حیاتی مولوی اپنی خباثت کا اظہار کرتا ہے۔ (ص ۶)

مولوی عبدالجبار کے جگر میں آگ لگی ہوئی ہے۔ (ص ۷)

اگر حیات مولوی میں ایمانی غیرت ہے۔ (ص ۹)

حیاتی مولوی اپنی مکروہ ذہنی اختراع کا اظہار گاہے بگاہے کرتا رہتا ہے۔ (ص ۱۱)

دھوکہ باز، بے غیرت انسان۔ (ص ۱۲)

قارئین کرام! جب انسان دلائل کا جواب دینے سے عاجز آجائے تو پھر وہ یہی زبان استعمال کرتا ہے جو حکیم صاحب کر رہے ہیں۔ آخر فرعون نے بھی تو کہہ ہی دیا تھا: ”انی لاظنک یموسی مسحورا“ میرے گمان کے مطابق تو اے موسیٰ تجھ پر جادو ہو گیا ہے اور مزید کہا: ”ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون“ تمہارا پیغام لانے والا جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے ضرور باؤلا ہے۔ ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ۔ نیز مشرکین مکہ آنحضرت ﷺ کو (العیاذ باللہ) دیوانہ کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ماانت بنعمت ربک بمجنون“ تو نہیں اپنے رب کے فضل سے دیوانہ تو یہ سلسلہ ابتداء سے چلا آرہا ہے۔ اہل باطل جب دلائل کا توڑ نہ کر سکے، بیہودہ زبان پر اتر آئے۔ مدمقابل خواہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے یعنی انبیاء علیہم السلام ہی کیوں نہ ہوں تو پھر ماوشما کی کیا حقیقت ہے؟ لہٰذا ہمیں اس سے کوئی پریشانی نہیں ہے۔ آپ اپنا کام کرتے جائیں ہم اپنا۔

ذکر کانٹوں کا آپ کی فطرت　　ہم تو کرتے ہیں بات پھولوں کی

حکیم صاحب کا پہلا مغالطہ

مولوی عبدالجبار سلفی صاحب نے ایک کتابچہ شائع کیا ہے۔ جس کا نام ”جعلی دیوبندیوں کی اصل کہانی“ رکھا ہے۔ لیکن قارئین کو عنقریب پتہ چل جائے گا کہ عبدالجبار حیاتی مولوی صاحب نے اس کتابچہ میں کتنے دجل وفریب اور جعل سازی سے کام لیا ہے۔ مولوی صاحب ”جعلی دیوبندیوں کی اصل کہانی“ کے (ص ۲) پر لکھتے ہیں کہ اس شخص (سید عنایت اللہ شاہ بخاری) کے لئے غالباً ہدایت کے دروازے بند ہو چکے ہیں۔ حیاتی مولوی صاحب نے سید عنایت اللہ شاہ بخاری پر ہدایت کے دروازے بند ہونے کا فتویٰ شاید اس لئے صادر فرمایا کہ شاہ صاحب نے قرآن پاک کی آیات کے مقابلہ میں المہند علی المفند اور آب حیات کی عبارات کو قبول نہیں فرمایا۔ اس لئے حیاتی مولوی صاحب کو شاہ جی سے بہت تکلیف اور مروڑ ہے۔

جواب: حکیم صاحب کی حکمت ملاحظہ ہو کہ حضرت نانوتویؒ کی عبارت قرآن پاک کے خلاف ہے اور پھر یہ بھی کہ: ''اللہ ان کی قبر پر کروڑ ہا بار رحمتیں کرے'' اسے کہتے ہیں: ''من حرامی جتّاں ڈھیر'' بانی دارالعلوم دیوبند کو مخالف قرآن کہہ کر بریلی کے خان جی کی قبر کو ٹھنڈا کیا جارہا ہے اور ساتھ رحمت کی دعائیں کی جارہی ہیں تاکہ دیوبندیت سے اخراج بھی نہ ہو۔ قیامت کی نشانی ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ جو اہل علم کی آبرو ہیں، جنہوں نے قرآن پاک کی خوشبوؤں سے ایک جہان کو معطر کیا اور جن کا دارالعلوم دیوبند آج بھی امت مسلمہ کی راہنمائی کررہا ہے وہ تو قرآن پاک سمجھ نہ سکے اور یہ بہاؤالدین کی منڈی میں بیٹھ کر لبوب کبیر اور خمیرہ ابریشم بیچنے والے قرآن مقدس سے نابلد، دین سے کورے، علم سے بے بہرہ، عقل وخرد سے بیگانے اور اخلاق وتمیز سے ناآشنا قرآن دان بن کر اسلاف کی داڑھیوں پر دھول اڑانے آگئے ہیں۔

اجی منہ دھو کر آیئے! یہ مرزائیت ورضاخانیت کے ٹاؤٹ دیوبندیت میں گھس کر مسلک حق کو بدنام کررہے ہیں۔ حکیم جی! قرآن مجید میں شہداء کی حیات عبارت النص سے ثابت ہے اور پوری امت کے مفسرین دلالۃ النص سے انبیاء کی حیات ثابت کرتے ہیں۔ کیا پوری کی پوری امت گمراہ ہے اور صراط مستقیم پر تم چند مٹھی بھر سرپھرے ہو۔ ہمارے پاس آنحضرت ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبر پر قرآن وحدیث، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم، اجماع امت اور اقوال سلف کا ذخیرہ ہے اور تمہارا دعویٰ ہے کہ حضور ﷺ کو قبر مبارک میں حیات حاصل نہیں تم اپنے اس دعوے پر کتاب وسنت سے کوئی دلیل تو درکنار کسی اس بازار کے آدمی کا قول بھی نہیں دکھا سکتے۔ تمہارا دیوبندیت کا پردہ چاک ہو چکا ہے۔ آج تک آپ نے اپنے عقیدے کو تقیہ کی چادر میں لپیٹا ہوا ہے اور مرزائیوں کی طرح چور دروازہ نکال کر انتشار پھیلا رہے ہو۔ جس طرح عورت اپنے ناجائز بچے کو چھپاتی ہے۔ مماتی اپنا عقیدہ ایسے ہی چھپاتے ہیں اور جب تعاقب ہوتا ہے تو پھر بزرگوں کو برا بھلا کہہ کر اپنی خفت مٹاتے ہیں۔ مگر جوں جوں ان کی اسلاف دشمنی بڑھ رہی ہے۔ ان کی خباثتیں اتنی ہی ابھر کر منظر عام پر آرہی ہیں۔ کیونکہ:

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد — اندر میلش طعنہ پاکاں نہد

چوتھا مغالطہ

مماتی مکتوب نگار لکھتے ہیں: علامہ سرفراز خان صاحب اور ان کے حواریوں کی تحقیق بانی دارالعلوم دیوبند کی تحقیق کے مقابلہ میں خود ساختہ ہے جو ۱۹۵۸ء میں اختراع کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ پر موت آچکی ہے۔ لیکن قبر مبارک میں دفن ہوتے ہی۔ پھر آپ ﷺ کو وہی دنیاوی حقیقی زندگی مل گئی ہے۔ حالانکہ قرآن وسنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے قبر مبارک میں دنیاوی زندگانی کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔ البتہ موت کا ذکر ہے جس کو ہزاروں انسانوں نے دیکھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی موت کا اعلان کیا جس پر لاکھ سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تصدیق فرمائی۔ بلفظہٖ! (مکتوب ص ۳)

جواب: ''روندی یاراں نوں لئے لئے ناں بھرواں دا'' بحث تو آپ کی میرے ساتھ ہے، اصلی کہانی

مولانا محمد قاسم نانوتوی تحریر فرماتے ہیں: ''انبیاء بدستور زندہ ہیں۔'' یہ دونوں عبارتیں قرآن پاک کی آیات کے خلاف ہیں۔ اگر عبدالجبار حیاتی کے اندر کچھ انسانی غیرت موجود ہے اور قرآنی آیات کی کچھ شرم وحیا موجود ہے اور شریرالنفس نہیں یعنی تاویلیں گھڑ لینے والے نہیں ہیں تو المہند کی یہ دونوں عبارتیں قرآن پاک کی آیات سے ثابت کرنی ہوں گی۔ (مکتوب ص ۲)

جواب: جس طرح بھینگے کو ایک کے دو نظر آتے ہیں اسی طرح حکیم صاحب اور باقی مماتیوں کو المہند کی ایک عبارت سے دو مفہوم نظر آتے ہیں۔ حکیم جی آپ گیدڑ کی طرح مارا ہوا شکار کھانے کے عادی ہیں، خود شکاری نہیں ہیں۔ یعنی یہ اعتراض آپ کے بڑے کرتے آئے ہیں اور منہ کی کھاتے آئے ہیں، ابھی حال ہی میں ہماری کتاب ''لطمۃ الحق'' شائع ہوئی ہے۔ اس میں ہم نے تفصیل کے ساتھ المہند کی عبارت پر بحث کر کے تمہارے اعتراض کر کے تار پود بکھیر دیئے ہیں۔ امید ہے آپ نے لطمۃ الحق کا مطالعہ کیا ہوگا۔

سو مختصراً عرض ہے کہ حیات دنیوی سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دنیا والے جسم اطہر میں روح مبارک موجود ہے اور برزخ کا مطلب واضح ہے کہ آنجناب ﷺ تریسٹھ برس کی عمر گزارنے کے بعد دنیا سے تشریف لے گئے اور قبر شریف میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حیات عطا فرمائی ہے۔ برزخ پردے کو کہتے ہیں۔ پھر برزخ کے مختلف درجات ہیں۔ المہند میں جہاں برزخی حیات کی نفی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو حیات برزخی تمام انسانوں کو حاصل ہے وہ انبیاء کو حاصل نہیں کیونکہ ان کی حیات ان سے ارفع ہے اور جہاں حیات برزخی کا اثبات ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ مطلق دنیاوی حیات نہیں جس میں جسم کی نشوونما ہوتی ہے۔ انسان عبادت کا مکلف ہوتا ہے اور روضہ اطہر میں انبیاء علیہم السلام کا عبادت کرنا تکلیفاً نہیں تلذذاً ہے۔

نوٹ: اس موضوع پر ہمارا ایک رسالہ ''حیات برزخی اور مماتیوں کا فریب'' کے نام سے زیر طبع ہے جو جمعیت اشاعۃ التوحید لاہور کے ایک رسالے کا جواب ہے اس کا مطالعہ ان شاء اللہ مفید رہے گا۔

اور حضرت نانوتویؒ کی عبارت: ''انبیاء علیہم السلام بدستور زندہ ہیں۔'' پر آپ کو کیا اعتراض ہے؟ اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ حضرت نانوتویؒ دنیا والی حیات کا تسلسل مانتے ہیں اور موت کا (معاذ اللہ) انکار کرتے ہیں تو یہ تمہارا نہ صرف بہت بڑا جھوٹ اور جہالت ہے بلکہ ایک عالم ربانی پر الزام ہے۔ حضرتؒ حیات فی القبر پر بحث کر رہے ہیں۔ نیز اپنی مایہ ناز کتاب اجوبہ اربعین میں فرماتے ہیں: ''القصہ حیات جسمانی انبیاء علیہم السلام کا بعد موت بھی اقرار ضروری ہے۔'' (اجوبہ اربعین ص ۳۰۰) ہم نے اس عنوان پر بھی لطمۃ الحق میں تسلی بخش بحث کر دی ہے اور مماتیوں کے دجل اور اسلاف دشمنی سے پردہ اٹھایا ہے۔

تیسرا مغالطہ

مماتی حکیم صاحب لکھتے ہیں: آب حیات کی عبارت قرآنی آیات کے صریح خلاف ہے تو پھر عبدالجبار حیاتی مولوی صاحب زہر کا پیالہ تو پی سکتا ہے لیکن اپنے اعلان کے مطابق دونوں عبارتیں قرآنی آیات سے ثابت نہیں کر سکتا۔ (اور اس سے قبل لکھتے ہیں) بانی دارالعلوم دیوبند کی قبر پر کروڑ ہا رحمتیں ہوں۔ (مکتوب ص ۲)

قارئین کرام! اس سے اندازہ لگائیں کہ عبدالجبار حیاتی مولوی صاحب کو قرآن پاک کی آیات سے کس قدر چڑ ہے اور اس کے مقابلے میں المہند وغیرہ کی عبارات سے کس قدر الفت اور محبت ہے۔ (مکتوب ص ۱)

جواب: اوّلاً: حکیم جی کو ہمارے عبارت سمجھنے میں سخت مغالطہ ہوا ہے کیونکہ شاہ صاحب کے متعلق ہدایت کے دروازے بند ہونے والی بات راقم الحروف کی نہیں بلکہ حضرت مولانا عبداللطیف جہلمیؒ کی ہے اور اصل واقعہ جس کی بناء پر حضرت جہلمیؒ نے یہ بات فرمائی تھی۔ اس کو حکیم صاحب ''خمیرہ گاؤزبان'' سمجھ کر چٹ کر گئے ہیں۔ اصل میں کشمیر کے ایک علاقہ ڈھڈیال میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کی کتاب آب حیات کو شاہ صاحب نے جوتیوں پر ڈالا تھا۔ جس پر مولانا جہلمیؒ نے فرمایا کہ: ''اس شخص کے لئے غالباً ہدایت کے دروازے بند ہو چکے ہیں۔'' (بحوالہ ماہ نامہ حق چاریار رضی اللہ عنہم لاہور کا حضرت جہلمی نمبر ص ۱۲۵)

ثانیاً: آپ کا یہ فرمانا کہ: ''شاہ صاحب نے المہند اور آب حیات کی عبارات کو قرآن پاک کے مقابلہ میں قبول نہیں کیا'' سخت دھوکہ اور فریب ہے۔ المہند علی المفند اکابر دیوبند کی متفقہ دستاویز ہے۔ اس کو قرآن پاک کے مخالف قرار دینا جملہ مشائخ دیوبند کو قرآن پاک کا مخالف قرار دینے کے مترادف ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

قرآن کے نام پر تم فراڈ کرتے ہو، آخر خارجی جو ہوئے۔ قارئین کرام! خود فیصلہ کریں کہ کیا کوئی دیوبندی اپنے اکابر کو مخالف قرآن کہہ سکتا ہے؟ اور اگر کہے تو کیا وہ دیوبندی رہ سکتا ہے؟ الحمدللہ ہم اصلی دیوبندی تو اپنے بزرگوں کے نام کی مالا جپتے ہیں۔ ان کی تحقیق کو آنکھیں بند کر کے قبول کرتے ہیں اور تم جعلی دیوبندی رات دن اکابر کے خلاف بدزبانی کرتے ہو۔ اگر تمہارے اندر خشخاش بھر بھی ایمان اور انصاف کی رمق ہوتی یا کوئی ادنیٰ سی انسانوں والی خصلت ہوتی تو شیطان کے بہکاوے میں آکر یوں ژاژ خائی کبھی نہ کرتے۔ اسی دریدہ دہنی کی وجہ سے ہم نے آپ کو جعلی کہہ کر آپ کی اصلی کہانی قوم کے سامنے رکھی۔ جس پر آپ ہم سے خاصے برہم ہوئے ہیں۔

ہمیں شاہ صاحب سے کوئی تکلیف یا مروڑ نہیں ہے۔ تکلیف اور مروڑ تو تمہیں ہو رہا ہے کہ راقم الحروف نے مشائخ دیوبند کی ترجمانی کر کے مماتیت کی دکھتی رگ کو کیوں دبایا ہے؟ اور حکیم ہو کر بھی آپ کوئی ایسی پھکی تیار نہ کر سکے جو آپ کو مروڑ کو رفع کر سکے۔

دوسرا مغالطہ

حکیم صاحب لکھتے ہیں: المہند کے (ص ۱۴) پر موجود ہے۔ ''حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں یہ حیات دنیا کی سی ہے۔ یعنی یہ حیات دنیاوی ہے برزخی نہیں۔''

اور المہند کے (ص ۱۵) پر ہے: ''یہ حیات برزخی ہے۔''

محترم جناب مولوی عبدالجبار حیاتی صاحب! المہند کے (ص ۱۴ و ۱۵) والی عبارات کو بار بار توجہ سے پڑھیں لیکن ضد اور تعصب کی عینک اتار کر اور اپنے ضمیر کو حاضر کر کے فیصلہ دیں کہ ان دونوں عبارتوں میں کتنا بڑا تضاد ہے اور کتنی بڑی فاحش غلطی موجود ہے۔ اسی طرح آب حیات کے (ص ۳۶) پر بانی دارالعلوم دیوبند حضرت

ہم نے لکھی اور حضرت شیخ دامت فیوضہم پر برسنے کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہے کہ تسکین الصدور نے آپ کا جینا حرام کیا ہوا ہے ہمارے سینوں کی تسکین ہے تمہارے لئے تو جلن ہے اور یہ جلن تمہیں چین نہیں لینے دے رہی اور حضرت شیخ مدظلہم کا عقیدہ ۱۹۵۸ء کا ایجاد شدہ نہیں ہے۔ اپنی شیطنت کا بوجھ دوسروں پر کیوں رکھتے ہو؟ ۱۹۵۸ء مماتی عقیدے کی ابتداء ہے۔ جب سید صاحب اور ان کے پجاریوں نے اجماعی عقیدے کا انکار کر کے اودھم مچایا۔ حیات النبی ﷺ کے عقیدے میں ہمارے شیخ دامت فیوضہم تمہاری طرح لاوارث اور اکیلے نہیں ہیں۔ اللہ کے فضل سے متقدمین ومتاخرین، صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین، فقہاء مورخین اور محدثین ومفسرین کا ہاتھ آپ کی پشت پر ہے اور آپ نے تسکین الصدور، سماع موتی اور الشہاب المبین لکھ کر تمہارے بخئے ادھیڑ کے رکھ دیئے ہیں۔ نیز پندرہ سے زائد جید علمائے حق دیوبند نے تسکین الصدور پر تقاریظ لکھی ہیں۔ ان سارے حقائق سے طوطا چشمی کر کے تم فقط مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ کو مجرم ٹھہرا رہے ہو۔ حیرت ہے اور حکیم جی تم جو توحید وسنت کے ٹھیکیدار بنے پھرتے ہو۔ کوئی ایک کتاب پیش کرو جو تمہارے وڈیروں نے شرک وبدعت کی تردید میں لکھی ہو۔ تم بک بک کر کے بھی فیض ہمارے ہی گھر سے حاصل کرتے ہو۔

جی ہاں بالکل! مسئلہ حاضر ناظر ہو تو حضرت شیخ کی کتاب تبرید النواظر تمہاری بغل میں ہوتی ہے۔ مسئلہ علم غیب ہو تو شیخ مدظلہ کی کتاب ازالۃ الریب کی طرف بھاگتے ہو۔ مختار کل کی بحث ہو تو حضرت شیخ کی کتاب ''دل کا سرور'' اٹھا لیتے ہو اور بدعات ورسومات سے بچنے کے لئے حضرت شیخ کی کتاب راہ سنت کے علاوہ تمہیں کہاں پناہ مل سکتی ہے؟ اور شیعوں کا تابوت تمہارے گھر کے دروازے پر آتا ہے تو حضرت شیخ کی کتاب ''ارشاد الشیعہ'' کی جانب لپکتے ہو اور جب خود بدعت کی پگڑی پر چڑھتے ہو اور صفدری تلوار سر پر پڑتی ہے تو گز گز بھر زبانیں نکال کر کہتے ہو: ''یہ ان کا اختراع ہے'' گویا میٹھا میٹھا ہپ ہپ، کڑوا کڑوا تھو تھو۔ سنو حکیم جی! اگر مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر ظلہٗ کتاب وسنت کے جام نہ بانٹتے تو آج تم بھی کسی سرکار کے مزار پر ہنڈیا چاٹ رہے ہوتے اور کسی لاثانی کے دربار پر دھمال ڈال رہے ہوتے۔ حضرت شیخ کا فیضان آج بھی جاری ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

بوقت فیض جس نے اپنے بیگانے نہیں دیکھے
خدا رکھے بہت اونچا ہے معیار نظر اس کا

خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

ہم تقریباً اپنے تمام رسائل میں اس پر مفصل بحث کر چکے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دنیاوی موت کا اعلان فرمایا اور ہم دنیاوی موت کے قائل ہیں اور فرمایا کہ اللہ آپ کو دو موتیں کبھی نہیں چکھائیں گے۔ یعنی روضہ اطہر میں آپ ﷺ کے بدن میں لوٹائی جانے والی روح پھر کبھی نہیں نکلے گی۔ آپ ﷺ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور حیات فی القبر پر بھی۔ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماعی عقیدے کو بسر وچشم قبول کرتے ہیں اور اس عقیدے پر فخر کرتے ہیں۔ الحمد اللہ علی ذالک!

علامہ عینیؒ کا ارشاد

علامہ بدرالدین عینیؒ (المتوفی ۸۵۵ھ) ''امتنا اثنتین'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ارادہ

بالموتتین الموت فی الدنیا والموت فی القبر وھما موتتان المعروفتان المشھورتان فلذالک ذکرھما بالتعریف وھما موتتان کل احد غیر الانبیاء علیہم السلام فانھم لا یموتون فی قبورھم بل ھم احیاء واما سائر الخلق فھم یموتون فی القبور ثم یحیون یوم القیامۃ'' (عمدۃ القاری ج ۷ ص ۶۰)

ترجمہ: دوموتوں سے ایک وہ مراد ہے جو دنیا میں آتی ہے اور دوسری وہ ہے جو قبر میں آتی ہے یہی دو معروف ومشہور موتیں ہیں۔ ہاں انبیاء علیہم السلام اس سے مستثنیٰ ہیں وہ اپنی قبروں میں نہیں مرتے بلکہ وہ زندہ ہی رہتے ہیں۔ بخلاف دیگر مخلوق کے کہ (سوال وجواب کے بعد) وہ قبروں میں وفات پاجاتے ہیں اور پھر قیامت کے دن وہ زندہ ہوں گے۔

فرمایئے خطبہ صدیق ہمارے حق میں ہے یا تمہارے؟ اب علامہ عینی حنفیؒ پر بھی فتویٰ لگادو۔ آخر توحید وسنت کی خدمت جو کرنی ہے اور وہ اسی صورت میں ہے کہ اپنے اسلاف پر طنز کرو۔ فوااسفا!

پانچواں مغالطہ

حکیم صاحب لکھتے ہیں مذکورہ کتابچہ کے (ص ۱۰) پر عبدالجبار حیاتی مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ حیات النبی ﷺ کا تو شیعوں نے بھی انکار نہیں کیا۔ جناب محترم ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ دین حق کو جتنا نقصان شیعوں نے پہنچایا ہے شاید ہی کسی نے پہنچایا ہو۔ اس مسئلہ کا موجد بھی سب سے پہلے شیعہ مذہب ہے۔ جن کی مستند کتاب اصول کافی میں ہے کہ نبی علیہ السلام اپنی قبر میں دنیاوی زندگی سے حیات ہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔ زائر کو دیکھتے ہیں اور اس کی بات سنتے ہیں اور آپ ﷺ کی خدمت میں بیویاں پیش کی جاتی ہیں۔ شیعوں کی کتابوں سے یہ مسئلہ اہل سنت کی کتابوں میں آیا اور اسی طرح اس مسئلہ کو علامہ سرفراز خان صاحب نے اپنی کتابوں کی زینت بنایا۔ بلفظہٖ!

<u>جواب</u>: مسئلہ حیات النبی ﷺ جیسے اہل سنت کے اجماعی اور بنیادی عقیدے کو شیعوں کا عقیدہ قرار دینا بہت بڑی جسارت اور مماتی ٹولے کی جہالت ہے اور حکیم جی کی یہ عبارت بھی ان کے مبلغ علم کا منہ چڑا رہی ہے یعنی ''اس مسئلے کا موجد سب سے پہلے شیعہ مذہب ہے۔'' حالانکہ ''موجد'' کہنے کے بعد ''سب سے پہلے'' کے الفاظ کی ضرورت نہیں رہتی۔ چونکہ موجد کہتے ہی اسے ہیں جو کسی کام کو ابتداً سرانجام دے۔ حکیم صاحب نوٹ کرلیجئے ہمارے ساتھ ٹانگ اڑانے کا آپ کو اچھا خاصا فائدہ ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

ہم نے اپنے کتابچہ میں یہ لکھا تھا کہ شیعہ مذہب جس کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ حیات النبی ﷺ کا انکار تو انہوں نے بھی نہیں کیا۔ باقی اصول کافی (ج ۱ ص ۴۵۶) والی روایت میں جو روضہ اطہر میں ازواج پیش ہونے والی بات ہے۔ یہ اہل سنت کا مذہب نہیں، شیعی مغلقات ہیں (اگرچہ شیعہ علماء بھی اس روایت کو سندی طور پر صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ ملاحظہ ہو (حاشیہ اصول کافی اور الشافی ج ۳ ص ۲۸) دوسری بات یہ ہے کہ جن مسائل میں شیعہ وسنی متفق ہیں کیا ان کو یہ کہہ کر ترک کردیا جائے گا کہ یہ شیعوں کا مذہب ہے۔ شیعہ اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں۔ لہٰذا جمعیت اشاعۃ التوحید والے اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی کا انکار کردیں اور پھر موحدین کے خلاف مضامین لکھیں کہ توحید والا عقیدہ شیعہ کتب سے اہل سنت کی کتابوں میں آیا اور شیعہ حضور ﷺ کو بھی مانتے ہیں۔ لہٰذا رسالت کا بھی انکار کردو اور آج ہی سے اعلان کردو کہ ہماری جماعت کا نام اشاعۃ التوحید والسنۃ کی بجائے۔ اشاعۃ التلبیس والفتنہ ہے۔ آپ کو شرم

آنی چاہئے کہ یہ ایسا اتفاقی واجماعی عقیدہ ہے کہ شیعہ شرالبریہ بھی انکار نہیں کرتے اور ہم نے اصلی کہانی میں ایک شیعہ رائٹر شاہد زمیم فاطمی کا مندرجہ ذیل حوالہ بھی دیا تھا کہ: ''سید عنایت اللہ شاہ بخاری کو جو توحید کا ہیضہ ہوا تو اس نے حیات النبی ﷺ کے مسلمہ عقیدے کا انکار کیا۔'' (پردہ اٹھتا ہے ج ۲ ص ۳۶)

نکل جاتی ہے سچی بات جس کے منہ سے مستی میں
فقیہ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا

چھٹا مغالطہ

حکیم صاحب لکھتے ہیں: ''آج کل عبدالجبار حیاتی مولوی صاحب کے نزدیک المہند معیار حق ہے کبھی زمانہ تھا اس وقت ان کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قرآن وسنت معیار حق ہوا کرتے تھے۔ چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قرآن وسنت سے تو حیاتی مولوی مایوس ہو چکے ہیں، جس کی وجہ سے اب ان کا معیار المہند پر اٹک چکا ہے۔

جواب: دیگر مماتیوں کی طرح حکیم صاحب کو الٹی سیدھی ہانکنے کی چاٹ سی پڑ گئی ہے اور المہند کے نام سے تو مماتی مسلسل قبض کا شکار ہیں۔ حکیم جی رفع قبض کے لئے اطریفل زمانی استعمال کریں خود بھی اور جماعت والوں کو بھی یہی مشورہ دیں اور وہ اطریفل زمانی ہے اعتماد علی الاکابر۔ یہ عدم اعتماد علی الاکابر والا مرض آپ کو دھیرے دھیرے کہیں ربوہ ہی نہ پہنچادے۔ نہ تو آپ کے نزدیک المہند قابل اعتماد ہے۔ آب حیات بقول آپ کے قرآن پاک کے خلاف ہے۔ العیاذ باللہ) تو پھر میعار ہے کیا؟

جناب من! آپ اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں۔ دیوبندیت کا معیار المہند علی المفند ہے۔ الحمدللہ! ہم آج بھی ایمان کے لئے اصحاب رسول ﷺ کو معیار حق ہی سمجھتے ہیں اور اکابر علماء دیوبند اور ان کی متفقہ دستاویز المہند اور آب حیات کو اس لئے آنکھوں سے لگاتے ہیں کہ یہ شخصیات اور ان کی کتابیں اس معیار پر پورا اترتی ہیں۔ المہند ہو یا آب حیات تسکین الصدور ہو یا مقام حیات، ان میں کوئی ایک بات بھی قرآن وسنت اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے متصادم نہیں ہے۔ ہم ان احمقوں کی کس کس حرکت پہ رونا روئیں؟ جب بقول تمہارے علماء دیوبند کی کتابوں میں خلاف کتاب وسنت عقائد موجود ہیں۔ (العیاذ باللہ) تو پھر تمہاری کیا مجبوری ہے کہ تم خود کو دیوبندی کہلواتے ہو۔ رضاخانی کیوں نہیں بن جاتے؟ غیر مقلد کیوں نہیں کہلواتے؟ معلوم ہوا اس نام سے تمہارے وسیع تر مفادات وابستہ ہیں۔

حکیم جی ہمیں تو کہتے ہو کہ تمہارا شیعوں والا عقیدہ ہے تم جو تقیہ بازی کرتے ہو آخر یہ کس کا عقیدہ ہے؟ آج ہی مسلک دیوبند سے لاتعلقی کا اعلان کر دو پھر جو جی میں آئے کرو۔ مگر دیوبندیت کے مقدس نام پر تمہیں شفیع محشر آقائے دوجہاں ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ تمہارا ایسا تعاقب ہوگا کہ جہاں جاؤ گے خلقت خدا تم پر ''دوحرف'' بھیجے گی۔ پھر تمہاری قسمت میں ہدایت ہوگی تو زہے نصیب! وگرنہ ناک کے ساتھ لکیریں کھینچ کر کہو گے کہ ہمارا مسلک دیوبند کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

ساتواں مغالطہ

ہم نے اپنے رسالے اصل کہانی میں مماتی ٹولے کے ایک رہنما عطاء اللہ بندیالوی کے والد جناب مولانا

محمد امیر صاحب کے ایک مکتوب کا ذکر کیا تھا جس میں انہوں نے بریلوی پیر کو ''بگڑی بنانے والا'' کہا تھا۔ حکیم صاحب ہماری اس مبنی برحقیقت بات کا جواب تو کہیں سے نہ لا سکے۔ البتہ یوں تبصرہ پیش کرتے ہیں: ''دراصل مولوی صاحب کے اندر جس پوشیدہ بیماری کی وجہ سے آگ لگی ہوئی ہے اس کا وہ برملا اظہار نہیں کر پا رہے۔ وہ یہ ہے کہ علامہ سرفراز خان صاحب نے جو عقیدہ سفارش در سفارش کرانے کا ان کو تحریر کر کے دیا ہے۔ یعنی سب سے پہلے زائر روضہ انور پر کھڑا ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سفارش کی درخواست کرے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کرے۔ پھر حضور ﷺ کی بارگاہ میں سفارش کی درخواست کرے اور حضور ﷺ اللہ کی بارگاہ میں سفارش کریں۔ اس مذکورہ سفارش در سفارش کرانے کے عقیدے پر نیلوی صاحب نے گرفت کرتے ہوئے چیلنج دیا ہے کہ واہ رے ''دیوبندیت جدیدہ ترمیم شدہ'' یہ ہے وہ پوشیدہ بیماری کی آگ جس کا جواب بنانے کے لئے وہ بے تاب ہیں جو آگ عبدالجبار حیاتی مولوی صاحب کے جگر میں لگی ہوئی ہے۔ جس کو مولانا عطاء اللہ بندیالوی صاحب کے والد محترم کا سفارشی خط بھی ٹھنڈا نہ کر سکا۔ سوائے ذلت و رسوائی میں اضافہ کرنے کے۔ بلفظہٖ!

<u>جواب</u>: ہماری بات کا جواب تو پھر نہیں دیا ادھر ادھر کی ہانک کر حکیم صاحب اپنے دل کو مطمئن کرنا چاہتے ہیں اور مماتی ٹولے میں اپنے نمبر بنانا چاہتے ہیں کہ دیکھو میں نے ''اصلی کہانی'' کا جواب دے دیا ہے۔ ہم نے دعویٰ کیا ہے کہ مولوی بندیالوی صاحب کے والد صاحب نے ایک ''بدعتی پیر کو بگڑی بنانے والا'' کہہ کر جدید موحدین میں اپنا نام روشن کیا ہے۔ حکیم صاحب سے اس کا جواب تو بن نہ پڑا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے دعویٰ توحید کی دال میں کچھ کالا کالا ہے۔

یہ اڑی اڑی سی رنگت، یہ کھلے کھلے سے گیسو تیری صبح بتا رہی ہے، تیری رات کا فسانہ

اور ایک ہی جست لگا کر حضرت شیخ تک جا پہنچے کہ آپ سفارش در سفارش کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ یعنی ہماری حضرت شیخین رضی اللہ عنہم کے آگے اور ان کی حضور ﷺ کے آگے۔ حکیم صاحب ذرا جواب پڑھئے اور سر میں خاک ڈال کر واویلا کیجئے کہ ہماری دغابازی کے تار و پود بکھر گئے ہیں۔ دراصل حضرت شیخ مدظلہم نے اپنی کتاب لاجواب رسالہ ''سدیدہ پور از فوائد مفیدہ، افاضہ مغیضہ، مجالہ ایقہ مسمی بہ سماع الموتی'' اور تسکین الصدور میں لکھا ہے کہ جب زائر آنحضرت ﷺ پر صلوٰۃ و سلام عرض کرنے اور طلب دعا کی التجا سے فارغ ہو جائے تو پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سلام عرض کرے اور یوں کہے کہ آپ میرے لئے آنحضرت ﷺ سے میری مغفرت کی دعا کی سفارش کریں۔

اس عبارت پر حکیم جی اور ان سے قبل ان کے وڈیرے لب کشائی کرتے آئے ہیں مگر منہ کی کھاتے آئے ہیں۔ کیونکہ حضرت شیخ دامت برکاتہم نے اس پر امام ابن الہمامؒ، حضرت ملا علی قاریؒ، علامہ بحر العلوم، علامہ رحمت اللہ السندی الحنفیؒ، علامہ شرنبلالی اور حضرت مولانا گنگوہیؒ وغیرہ احناف فقہاء و علماء کرام کے حوالہ جات پیش کئے۔ مگر مماتیوں کو تو صرف حضرت شیخ مدظلہم کے نام نامی اسم گرامی سے جلن ہے اور آج تک کوئی ایسا شربت بزوری تیار نہیں ہوا جو اس جلن کو ختم کر سکے۔ حکیم صاحب کا تیار کردہ بزوری بھی دو نمبر نکلا۔

بہرحال مشہور حنفی عالم حضرت علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

آپ حضرت شیخین رضی اللہ عنہم کی قبور کے پاس حاضری دینے کا مستحب طریقہ بتلاتے ہوئے انتہائی محبت وعقیدت کے پھول برساتے ہوئے والہانہ انداز میں فرماتے ہیں: ''جئننا کما نتوسل بکما الی رسول اللہ ﷺ یشفع لنا ویسئل اللہ ربنا ان یتقبل سعینا ویحینا علی ملتہ ویمیتنا علیھا ویحشرنا فی زمرتہ ثم یدعو لنفسہ ولو الدیہ الخ'' ترجمہ: ہم تم دونوں کے پاس آئے ہیں۔ تمہیں وسیلہ کے طور پر آنجناب ﷺ کے روبرو پیش کرتے ہیں تاکہ آپ ہماری شفاعت کریں اور ہمارے پروردگار سے التجا کریں کہ وہ ہماری کوشش کو قبول فرمائے اور ہمیں آپ کی ملت پر زندہ رکھے اور اسی پر وفات دے اور آپ کے گروہ میں ہمارا حشر کرے۔ (نورالایضاح ص ۱۹۳)

حکیم صاحب ذرا جرأت کریں اور بتائیں کہ یہ بات صرف حضرت شیخ مدظلہم کہہ رہے ہیں یا آپ سے پہلے علماء احناف کہتے چلے آرہے ہیں۔ دلائل کی دنیا میں اتر کر بات کرنا معنی رکھتا ہے۔ ایک شیخ الحدیث جس نے ساری زندگی توحید وسنت کی خدمت کی، فتنوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اپنے بیگانے جس کے علم وفضل اور زہد وتقویٰ کے معترف ہیں۔ جن کے شاگرد آج دنیا میں پھیل کر دین حق کی خدمت میں مصروف ہیں۔ عرب وعجم کے علماء وفضلاء کو جس کی تحقیق پر اعتماد ہے جس مرد قلندر نے اکابرین دیوبند کے مسلک ومشرب کے چہاردانگ عالم ڈنکے بجادیئے۔ جس نے بدعات کے ایوانوں میں ہلچل مچادی۔ جس عالم ربانی نے رسومات کے اندھیروں میں سنتوں کے دیپ جلائے، جس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے کئی شب بیدار اور زندہ دار بے قرار و بے تاب رہتے ہیں۔ جس کا نام سن کر بڑے بڑے جبال علم آنکھیں جھکادیں۔ جس کے علم کے سمندر کی موجوں سے بڑے بڑے فتنوں کے طرم خاں ٹکرا کر پاش پاش ہوگئے۔ ایسے عالم حق کو مماتی اسٹیجوں سے طعن وتشنیع کا نشانہ بنانا وہ بے غیرتی اور اوچھا پن ہے جس پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔

آٹھواں مغالطہ

حکیم صاحب رقم طراز ہیں۔ عبدالجبار حیاتی مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ: ''پوری امت میں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک سید عنایت اللہ شاہ بخاری پہلے شخص ہیں جنہوں نے عندالقبر صلوٰۃ وسلام سننے کا انکار کیا ہے۔'' حضرت علامہ سید عنایت اللہ شاہ بخاری نے عندالقبر سماع کا انکار کرکے عین قرآن وسنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشن کی خدمت کی ہے۔ ورنہ علامہ سرفراز خان صاحب اور ان کے حواریوں نے تو قوم کو مشرک بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

<u>جواب</u>: سبحان اللہ! چوری الٹا سینہ زوری یا الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ پوری امت مسلمہ کے اجماعی عقیدے سے ٹکرا کر سید صاحب قرآن وسنت کے خادم رہے اور ہم اکابرین اہل سنت کے پاکیزہ مسلک کا دفاع کرنے والے مشرک ٹھہرے۔ تمہاری لغت میں مشرک وہ نہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک ٹھہرائے بلکہ وہ مشرک ہے جو مماتی کذابوں کو چھٹی کا دودھ یاد دلائے۔ تمہارے وڈیروں نے بدعتی کو بگڑی بنانے والا تسلیم کیا ہے۔ تمہارے مقررین حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گستاخی کرتے رہے۔ اولیاء اللہ پر طنز کرتے رہے اور سارے مماتی حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ بایں ہمہ سارے پکے توحیدی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشن کے وارث ہیں۔

علامہ سرفراز خان صاحب کو چیلنج

حکیم صاحب کافی اوٹ پٹانگ کہتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''اللہ کے پیارے کلام قرآن پاک میں ہے نہ اہل قبور کسی چیز کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ زائر کا کلام سنتے ہیں اور دوسری آیت کریمہ میں (اہل قبور) مردہ ہیں (اب بھی) زندہ نہیں ہیں۔'' اس میں دنیاوی حیات فی القبر کی نفی ہے۔'' اب بھی اگر عبدالجبار حیاتی مولوی صاحب ضد پر اڑے رہیں اور قرآن وسنت کے حکم کو ماننے سے مسلسل انکار کرتے رہیں تو پھر پوری دنیا کے حیاتی مولوی اور علامہ سرفراز خان صاحب کو چیلنج ہے کہ اہل سنت والجماعت کے کسی عالم دین محدث اور مفسر قرآن سے حوالہ پیش کریں جس نے اپنی تفسیر میں یہ لکھا ہو کہ: ''مذکورہ دونوں آیات کریمہ کے حکم سے انبیاء علیہم السلام اور حضور ﷺ مستثنیٰ ہیں اور حضور ﷺ پر مذکورہ دونوں آیات کریمہ کا حکم لاگو اور نافذ نہیں ہوسکتا۔ دنیا میں ہے کوئی حیاتی مولوی یا بریلوی مولوی اس چیلنج کو قبول کرنے والا۔ اگر عبدالجبار حیاتی مولوی میں ایمانی غیرت ہے اور اسے اپنے آپ پر اصلی دیوبندی ہونے کا زعم اور دعویٰ ہے تو پھر سلف صالحین میں سے کسی ایک عالم دین اور مفسر قرآن کا حوالہ اور ثبوت پیش کرکے فی حوالہ ایک ہزار روپیہ نقد حاصل کریں لیکن عبدالجبار حیاتی مولوی صاحب یہ کام اتنا آسان نہیں ہوگا جتنا ایک موحد انسان کو بدعتی بنا کر اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی کے فتوے چھپوا کر شائع کردینا آسان ہے۔

جواب: واہ کیا خوب ہے! ساری زندگی معجون اور پھکہ بیچنے والے اب علماء حق کو چیلنج دے رہے ہیں کہ آؤ قرآن ہم سے سیکھو۔ پنجابی مثل مشہور ہے: ''ذات دی کوڑھ کرلی، شہتیراں نوں جپھے'' بندہ کم از کم اپنی اوقات ہی دیکھ لیتا ہے۔ ''گجرات، سرگودھا اور لاہور کے اشاعتی محققین کے گھٹنوں میں پانی تو رہا نہیں۔'' اب یہ ڈاکٹر، ڈرائیور اور جہال مطلق ہمارے اکابر کا مقابلہ کرکے اپنے بڑوں کی قبروں سے بوجھ ہلکا کرنا چاہتے ہیں۔ کیا پدی؟ کیا پدی کا شوربہ؟ حکیم صاحب نے اپنے دعوے میں ایک آیت تحریر کی: ''ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم'' حالانکہ اس آیت میں مشرکین سے کہا جارہا ہے کہ یہ بت، مورتیاں یا فرشتے جن کو تم خدا سمجھ کر پرستش کررہے ہو اگر ان کو مصیبت کے وقت پکارو گے تو یہ اولاً تمہاری بات سن ہی نہ سکیں گے۔ کیونکہ بتوں میں سننے کی استطاعت نہیں، رہ گئے فرشتے اور انبیاء تو فرشتے نہ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں اور نہ ہر ایک کی باتوں کو سماعت کرتے ہیں اور انبیاء کو اذن باری تعالیٰ کے بغیر سفارش کی اجازت ہی نہیں۔ اس آیت کے تحت مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں: ''اس آیت سے نہ اس کا (یعنی سماع موتیٰ کا) اثبات ہوتا ہے اور نہ نفی۔ اس بحث کے دلائل دوسرے ہیں۔'' (معارف القرآن ج ۷ ص ۳۲۹)

۱...... تفسیر حقانی: اگر تم ان کو پکارو بھی تو تمہارا پکارنا نہیں سنتے اس لئے کہ وہ جمادات بے حس وحرکت ہیں۔ (ج ٦ ص ۱۲۸)

۲...... موضح القرآن: بت مراد ہیں۔

۳...... تفسیر بے نظیر: کفار انبیاء اور ملائکہ کو غائبانہ پکارتے ہیں۔ (ص ۳۸)

۴...... مواہب الرحمن: کیونکہ جن مورت کو بناتے ہیں وہ تم سے زیادہ عاجز ہیں۔ کیونکہ تم میں اللہ تعالیٰ نے روح رکھی ہے اوران میں کچھ بھی نہیں۔

۵...... جواہر القرآن: غائبانہ پکار مراد ہے۔ (ج ۳ ص ۹۷۲)

۶...... بلغۃ الحیران: غائبانہ پکار مراد ہے۔ (ص ۵۱ تا ۵۲)

۷...... جمل علی الجلالین: ''بانہ جماد لیس من شانہ اسماع'' (ج ۳ ص ۲۹۰)

۸...... تفسیر ابن کثیر: ''ای من الاصنام۔'' (ج ۳ ص ۵۵۱)

۹...... روح المعانی: بت یا عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتے پکارنے والے سے دور ہیں۔ (ج ۲۲ ص ۱۸۲)

۱۰...... فتح القدیر للشوکانی: جمادات ہیں۔ (ج ۴ ص ۳۴۳)

۱۱...... تفسیر خازن: ''ان تدعوھم الاصنام'' (ج ۴ ص ۳۰۰)

حکیم جی یہ نسخے وصول کریں، افاقہ ہوجائے تو خیر۔ ورنہ مطلع کرنا ان شاء اللہ مزید علاج کریں گے۔

اور آپ نے جو سماع موتیٰ پر اس آیت کا حصہ پیش کیا۔ ''والذین یدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر'' اس کا بھی مسئلہ ہذا کے ساتھ تعلق نہیں۔ یہ بھی تمہاری جہالتوں کا نمونہ ہے۔ جلالین شریف میں ہے: ''وھو الاصنام'' اس سے بت مراد ہیں۔ (جلالین ص ۳۶۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

جناب حکیم صاحب! آپ نے ہمیں خط لکھ کر بڑی بغلیں بجائی ہوں گی کہ میں نے ایک رسالہ اصل کہانی کا جواب دے دیا ہے۔ جب کہ اصل کہانی میں ہم نے تمہاری جعلی دیوبندیت سے پردہ اٹھاتے ہوئے جتنی باتیں درج کی تھیں ان میں سے آپ نے کسی ایک کا جواب نہیں دیا اور وہی چبے چبائے لقمے پیش کرکے سستے داموں محقق بننے کی کوشش کی ہے۔ ہمارا پہلا مطالبہ تو یہ ہے کہ ہم نے جتنے رسائل تمہاری خدمت میں پیش کئے ان سب کا جواب دو اور جواب بھی وہ جسے اہل انصاف جواب کہہ سکیں۔ اپنے نامہ اعمال کی طرح محض اوراق سیاہ نہ کرو۔

دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ اصلی کہانی کا حرف بحرف جواب دو۔ ان شاء اللہ مماتی احباب الٹے لٹک کر بھی حقائق کا سامنا نہیں کرسکیں گے۔ ہم نے اپنا رسالہ ''جعلی دیوبندیوں کی اصلی کہانی'' میں مندرجہ ذیل الزامات کی روشنی میں مماتیوں کو جعلی دیوبندی ثابت کیا ہے۔

۱...... بانی فرقہ ممات نے آب حیات اور المہند علی المفند جوتیوں پر ڈال کر اکابر علماء دیوبند کی توہین کی۔ (ص ۲)

۲...... سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے عقیدہ حیات النبی ﷺ کو گندگی قرار دیا۔ (نعوذ باللہ) (اصلی کہانی ص ۳)

۳...... احمد سعید خان صاحب نے قائلین سماع عند القبر کو کافر کہا اور خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں گستاخی کی۔ (جعلی دیوبندیوں کی اصلی کہانی ص ۴)

۴...... بانی فرقہ ممات نے قائلین سماع عند القبر کو ابوجہل کا ٹبر کہا (جس کی زد میں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت پوری امت آتی ہے)

۵...... سید نیلوی شاہ صاحب نے جمہور فقہاء کو ''ایرے غیرے نتھو خیرے'' کہا۔

۶...... مماتی ٹولے کے ایک لیڈر نے علامہ ابن کثیر کو بہت بڑی گالی دی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ (ص ۷)

۷...... سید صاحب نے اہل بدعت کے ساتھ ایک معاہدہ کیا تھا۔

۸...... مماتی ٹولے کے ایک رہنما نے حضرت مولانا حسین علیؒ واں بچھروی کی توہین کی۔ وغیرہم!

حکیم صاحب ذرا جرأت کیجئے، ہلکو بازیوں اور غل غپاڑے سے یہ بوجھ نہیں اترے گا۔ حقائق کی دنیا میں آیئے اور انسانیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے عقیدے کو کتاب وسنت، اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم، فقہاء احناف اور اکابرین علماء دیوبند سے ثابت کیجئے۔ آپ کے وڈیرے تو یہی حسرت لے کر دنیا سے چلے گئے۔ چلو تم ہی طبع آزمائی کر کے دیکھ لو۔

مماتی ترکش کا آخری تیر

اہل باطل کی عادت ہے کہ دلائل و براہین کی تلوار جب سر پر پڑتی ہے تو وہ تاب نہ لاتے ہوئے گالیاں دینے پر اتر آتے ہیں۔ یہی حال مماتی ٹولے کا ہے۔ بے ایمانی، بدتمیزی، جھوٹ اور گالیاں بکنا ان کا شیوہ ہے۔ چنانچہ اسی جماعتی دستور پر عمل کرتے ہوئے حکیم صاحب اپنے مکتوب کے آخر میں ہم سے یوں مخاطب ہیں۔

بھیڑیا نما ڈاکو، دھوکا باز، بے غیرت انسان، یہودیت کا نمونہ پیش کرنے والا وغیرہ۔

جواب: ''واذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلما'' جواب جاہلاں باشد خموشی۔

فقط

خاکپائے اکابرین اہل سنت علمائے دیوبند

حافظ محمد عبدالجبار سلفی

خطیب جامع مسجد ختم نبوت نیو مدینہ کالونی

کھاڑک ملتان روڈ لاہور

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحديث)

عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق خانقاہ سراجیہ کندیاں سے
حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی یادگار تحریر

سَیفِ سَراجِیہ
بر
فِتنۂ مَماتِیہ

تالیف:
مولانا حافظ عبدالجبار سلفی مدظلہ

سیف سراجیہ

بر فتنہ مماتیہ

از

حافظ عبدالجبار سلفی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(حرفے چند)

مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

لاہور کے معروف عالم دین، مصنف وخطیب مولانا حافظ عبدالجبار سلفی کا مرتب کردہ رسالہ ''سیف سراجیہ برفتنہ مماتیہ'' اس مجموعہ میں شامل اشاعت ہے۔

مؤلف نے یہ مختصر رسالہ حضرت مولانا محمد عبداللہ بھکر مرحوم کے حکم پر مرتب کیا اور ہمارے مخدوم اور خانقاہ سراجیہ کندیاں کے شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تحریر کو مدار بنایا، جس سے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خانقاہ سراجیہ کا موقف اور زیادہ واضح طور پر سامنے آ کر خلق خدا کے بھلے باعث ہوا۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم!

ردمماتیت کے سلسلہ میں ایک مختصر رسالہ بنام سیف سراجیہ سنی ملت کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ یہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق تحریر ہے جو خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ (سجادہ نشین کندیاں ضلع میانوالی) کے دست مبارک سے لکھی ہوئی ہے۔ امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام بعداز وفات اپنی اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' (حیات الانبیاء للبیہقی ص ۲) حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے اور نمازیں پڑھتے ہیں۔''

صرف ''الانبیاء احیاء'' کیوں نہیں فرمایا؟

اس حدیث میں سرکار دوعالم ﷺ نے صرف یہی نہیں فرمایا کہ ''الانبیاء احیاء'' کہ انبیاء زندہ ہیں۔ کیونکہ شبہ ہوسکتا تھا کہ شاید انبیاء علیہم السلام کی روحانی زندگی کو بیان کیا جارہا ہے بلکہ ''فی قبورھم'' اور پھر ''یصلون'' کے الفاظ بڑھا کر ان کی حیات جسمانی کی وضاحت کردی گئی۔ ''فی قبورھم'' سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ محل حیات وہی ہے جس کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور قبر میں چونکہ جسم کو رکھا جاتا ہے لہٰذا محل حیات جسم ہے۔ اس کے بعد ''یصلون'' کے الفاظ نے تو شک وشبے کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی کیونکہ نماز پڑھنا جسم کا کام ہے محض روح کا نہیں۔

چنانچہ علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ (سنن نسائی ج ۱ ص ۱۸۵) پر رقمطراز ہیں ''الصلوۃ تستدعی جسدا حیا'' (نماز پڑھنا ایک زندہ جسم ہی سے ہوسکتا ہے) اور علامہ حمد اللہ داجوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ''والصلوۃ تقتضی جسدا حیا'' (اور نماز چاہتی ہے زندہ جسم کو) بحوالہ البصائر المنکر التوسل باہل المقابر ص ۱۹۵) پھر اس پر بھی غور کیجئے کہ آنحضرت ﷺ نے الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون کو جملہ اسمیہ کے طور پر بیان فرمایا کہ اس شبہ کا ازالہ ہوجائے کہ شاید انبیاء کی حیات فی القبر وقتی ہو جیسا کہ عام مردوں کی ہوتی ہے۔ جملہ اسمیہ چونکہ دوام پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ انبیاء کی حیات فی القبر وقتی نہیں بلکہ دوامی ہے اور یہی بات حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے (فتح الباری ج ۷ ص ۲۲) پر لکھی ہے۔ مزید تشفی کے لئے ملاحظہ ہو (نور الصدور فی احوال الموتی والقبور ص ۱۷۳)

قارئین کرام! اکابر علماء کرام جن کا ایک وسیع حلقہ اور کثیر عقیدت مند ہوتے ہیں۔ مماتی فتنے کے خلاف ان کی تحریروں کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی ضرورت ہے۔ یہ لوگ چونکہ دلائل کی دولت تو رکھتے نہیں۔ قدر آور شخصیات کو اپنے کھاتے میں ڈال کر وزن بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم آپ کی معلومات کے لئے یہاں صرف دو واقعات درج کرتے ہیں تاکہ منکرین حیات النبی ﷺ کی چالبازیوں سے آپ کو آگاہی ہو۔

مماتیوں کا سب سے پہلا جھوٹ

۱...... آپ یقین فرمائیں کہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مماتیوں نے افواہ پھیلادی تھی کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ مماتی ہوگئے ہیں۔ یعنی حضور علیہ السلام کو روضہ پاک میں زندہ نہیں مانتے یہ ۱۹۵۸ء کی

بات ہے۔ چنانچہ ماہ نامہ دارالعلوم دیو بند دسمبر ۱۹۵۸ء کے شمارے میں ایک غلط فہمی کا ازالہ کے عنوان سے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت شائع ہوئی تھی اور یوں مماتیت کے دجل وکذب کا پردہ چاک ہوا تھا۔ اس وقت ماہ نامہ دارالعلوم کا وہ شمارہ ہمارے سامنے ہے۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کا خط اور پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا جواب ملاحظہ ہو۔

پیرو مرشد جناب والا دام مدظلہم!

بعد آداب وسلام کے عرض ہے کہ اس علاقہ میں افواہ پھیل رہی ہے کہ حضرت اقدس مدظلہ مولوی غلام اللہ خان اور سید عنایت اللہ شاہ صاحب کے ہم عقیدہ ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ رسالہ تعلیم القرآن راولپنڈی میں مولوی غلام اللہ خان صاحب نے اعلان بھی کر دیا۔ چنانچہ اس کی تحقیق کے لئے میں حضرت مولانا محمد صاحب لائلپوری کی خدمت میں گیا وہ لاہور تشریف لے گئے تھے۔ حضرت ہم خدام بہت پریشان ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ والسلام مع الاکرام!

احقر صابر علی معرفت نیو جنٹلمین واچ کمپنی لائل پور ۳/ اکتوبر ۱۹۵۸ء

حضرت اقدس رائے پوری کا جواب

از احقر عبدالقادر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہارا خط ملا کیفیت معلوم ہوئی، یہ بات جو تم نے لکھی ہے، غلط ہے۔ احقر دیوبندی حضرات کے ساتھ اور انہی کا ہم عقیدہ ہے اور حضرت مولانا محمد صاحب کے ساتھ ہے۔ جو وہ ہیں وہی احقر ہے۔ والسلام عبدالقادر

۵/ اکتوبر ۱۹۵۸ء ۴۸/۴/۴، ایمپریس روڈ لاہور (بحوالہ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند (انڈیا) دسمبر ۱۹۵۸ء)

۲...... ایک بہت ہی مخلص دوست عالم دین نے بتایا کہ منکرین امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنے کھاتے میں ڈالتے ہیں اور اپنے دعوے میں جو دلیل دیتے ہیں وہ اتنی بھونڈی ہے کہ بے اختیار ہنسی آجاتی ہے۔ سو اس کے متعلق عرض ہے کہ یہ بھی بالکل سفید بلکہ ''کالا جھوٹ'' ہے۔ کیوں؟ ہم یہاں ماضی کے دریچوں میں جھانک کر ایک حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ پھر فیصلہ آپ کریں کہ ان کی اس بات میں کہاں تک صداقت ہے؟

پیارے قارئین! دسمبر ۱۹۵۳ء یعنی پاکستان بننے کے چھ سال بعد ماہنامہ دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا اخلاق حسین قاسمی رحمۃ اللہ علیہ دہلوی کا ایک مضمون ''مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' دو قسطوں میں شائع ہوا تھا۔ جب یہ مضمون امیر شریعت، مجاہد کبیر حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر سے گزرا تو آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے سید عطاء المنعم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ اس مضمون کو علیحدہ پمفلٹ کی صورت میں شائع کر کے تقسیم کیا جائے۔ چنانچہ آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی اور اس مضمون کو کتابی شکل دے کر ملک بھر میں پھیلایا گیا۔ مولانا اخلاق حسین قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس مضمون میں دلائل قاہرہ سے ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور پھر لکھا ''حاصل یہ ہوا کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن مشاہدہ جمال الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں اور امت کی طرف بھی آپ کی توجہ ہر لحظہ مبذول رہتی ہے۔ نہ یہ استغراق توجہ میں مانع ہوتا ہے اور نہ توجہ استغراق میں۔ (ص ۳۳)

آخر میں ''فیوض الحرمین'' کے حوالے سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ حیات

النبی ﷺ کے متعلق تحریر کیا۔ ان حقائق کے بعد ہم سمجھنے سے قاصر ہیں کہ علی الاعلان بزرگوں کے سر غلط عقائد تھوپنا توحید اور سنت کی اشاعت ہے تو پھر دجل و کذب کس بلا کا نام ہے؟

اگر ہم مزید پیچھے چلے جائیں تو آپ کو نظر آئے گا کہ سلطان طغرل بیگ سلجوقی کے عہد حکومت میں (۴۴۵ھ) بیکندری نام کے ایک نیم رافضی نے جب حیات النبی ﷺ کا انکار کیا تو اس نے امام اہل سنت ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ پر الزام لگایا تھا کہ ان کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ چنانچہ امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے ہونہار شاگرد ابوالقاسم علامہ عبدالکریم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ایک باقاعدہ رسالہ بنام "شکایة اهل السنة بمانالهم من المحنة" لکھ کر اپنے استاذ محترم کی صفائی اور اس دور کے مماتی کے کذب کو طشت از بام کیا تھا۔ علامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "فبهتان عظيم و كذب محض لم ينطق احد منهم ولا تسمع في مجلس مناظرة ذالك عنهم ولا وجد في كتاب لهم و كيف يصح ذالك؟ وعندهم محمد ﷺ حيّ في قبره" (رسائل قشیریہ ص ۱۰)

ترجمہ: یہ بہتان عظیم اور محض جھوٹ ہے، کسی نے یہ نہیں کہا نہ ان سے کسی مجلس مناظرہ میں ایسی بات سنی گئی اور نہ ہی ان کی کسی کتاب میں یہ مضمون ملا ہے اور ان کا یہ عقیدہ کیسے ہوسکتا ہے۔ جب کہ ان کے ہاں حضور اکرم ﷺ روضہ اطہر میں زندہ ہیں۔ ۴۴۵ھ سے لے کر اب تک جھوٹے لوگوں کی یہ جہد مسلسل ہے کہ اپنے زمانے کے سرکردہ علماء کرام و مشائخ عظام کو اپنے ہم خیال ہونے کا غلط پروپیگنڈہ کیا جائے اور یہ صرف مماتی حضرات نہیں بلکہ ہر باطل فرقے کا وطیرہ ہے۔ پندنامہ کے مصنف حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق شیعوں نے مشہور کیا تھا کہ وہ سنی مذہب چھوڑ کر شیعہ مذہب اختیار کر چکے ہیں اور جب علمائے اہلسنت نے تردید کرتے ہوئے کہا کہ پھر شیخ نے یہ اشعار کیوں کہے:

آنکہ شد یارش ابوبکرؓ و عمرؓ — از سر انگشت او شق شد قمر
صاحبش بودند عثمانؓ و علیؓ — بہر آں گشتند در عالم ولی
ہر دم از ما صد درود و صد سلام — بر رسول و آل و اصحابش تمام

(پندنامہ)

ترجمہ: وہ مصطفیٰ ﷺ کہ ہوئے ان کے دوست ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور ان کی انگلی کے سر سے شق ہوا چاند۔ ان کے ساتھی ہوئے عثمان اور علی رضی اللہ عنہما۔ اس سبب سے ہوگئے جہاں میں اللہ کے دوست۔ ہماری طرف سے سو درود اور سلام، رسول پر اور ان کی تمام آل و اصحاب پر پہنچے۔

تو پھر شیعہ علماء نے کہا نہیں وہ آخری عمر میں شیعہ ہوگئے تھے۔ مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی کے صدر مدرس حضرت مولانا قاضی سجاد حسین صاحب لکھتے ہیں "وہ شیخ جس نے تمام عمر خلفاء راشدین کی مدح سرائی کی ہو اور چاروں خلفاء کو برحق کہا ہو، یہ تاریخ کا بہت بڑا ظلم ہوگا کہ ان کو اثنا عشری شیعہ قرار دیا جائے۔ (پیش لفظ پندنامہ ص ۲)

اور علامہ اقبال مرحوم پر بھی مرزائی ہونے کا الزام لگا تھا اور یہ آواز مرزائیوں کی جانب سے ہی اٹھی تھی تو ہمارے بتانے کا مقصد یہ ہے کہ باطل فرقے ہمعصر شخصیات کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ہماری کوشش ہے کہ ہم اس وقت موجود مسلک کے تمام سیاسی و مذہبی شخصیات سے عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق تحریر

لے لیں۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ تحریر ملنے کی صورت میں آنے والے وقت میں مماتی پروپیگنڈے سے حفاظت ہو سکے گی اور دوسرا فائدہ یہ کہ بالفرض کسی نے ان حالات میں بھی تحریر نہ دی یا تقریر نہ کی تو کم از کم تقیہ کی چادر سے ان کی مماتیت تو ظاہر ہو ہی جائے گی۔

حضرت اقدس خواجہ صاحب مدظلہ کی یہ تحریر ملک حاکم خان صاحب کے نام ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق ایک تو حاکم خان صاحب وہ ہیں جو حضرت خواجہ صاحب مدظلہ کے چچازاد بھائی کے بیٹے ہیں اور کندیاں ہی میں مقیم ہیں یا ممکن ہے اس نام کے کسی اور صاحب نے حضرت سے یہ تحریر لی ہو۔ بہرحال ہمیں تو غرض تحریر سے ہے۔ حضرت کے متوسلین و معتقدین یہ تحریر پڑھ کر آگے بڑھیں اور عقیدہ حیات النبی ﷺ کو عام کریں۔ ہمارے حضرت ترجمان مسلک دیوبند حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین نوراللہ مرقدہ (خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی) کا حضرت خواجہ صاحب مدظلہ کے ساتھ جو تعلق رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ بلکہ ان دونوں بزرگوں کا دور علمی اور مادر علمی بھی ایک ہی رہا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب مدظلہم ابتدائی کتب پڑھنے کے لئے دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں داخل ہوئے تھے اور اسی سال حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مشکوۃ شریف کی تکمیل کر کے دارالعلوم دیوبند تشریف لے جا چکے تھے۔ (ملاحظہ ہو ماہنامہ حق چاریار جولائی ۱۹۹۰ء)

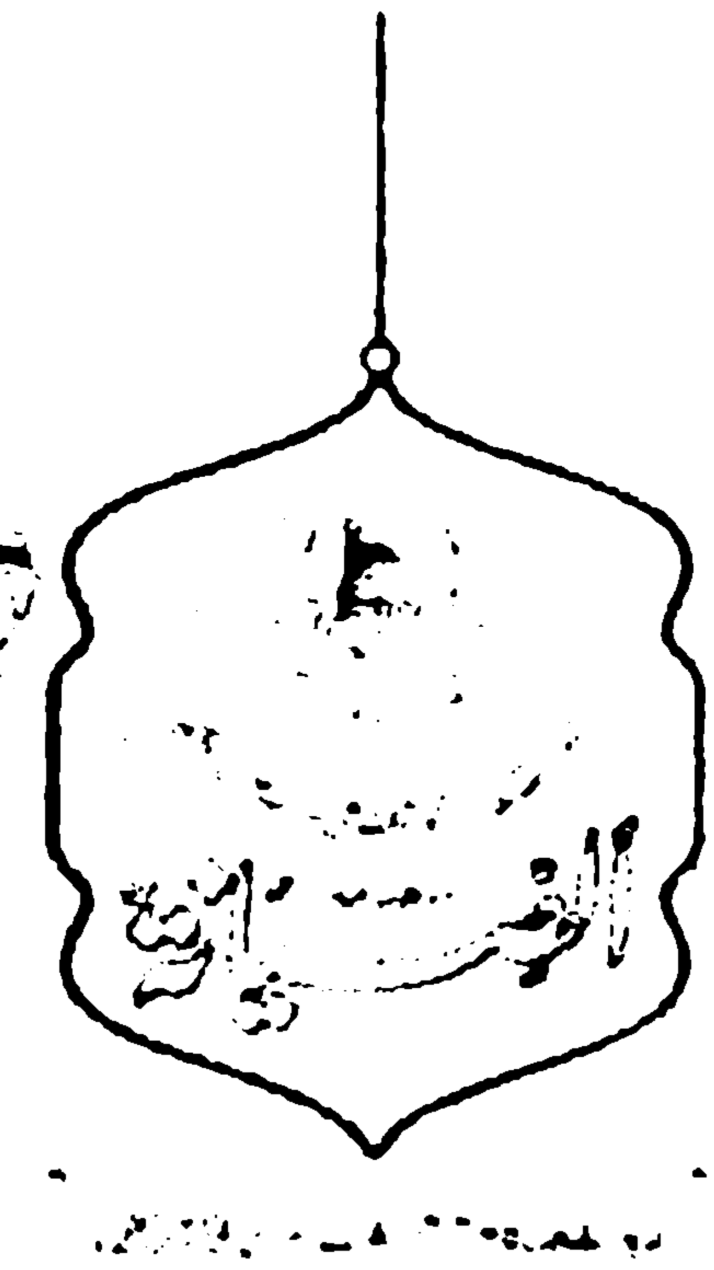
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب کرے (آمین) اور عصر حاضر کے تمام فتنوں سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ ثم آمین!

قارئین کرام! اب آپ حضرات خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ کی عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق تحریر پڑھیں اور بعد ازاں اصل مکتوب کا عکس ملاحظہ کریں جو حضرت نے اپنے ہاتھ سے تحریر کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملک حاکم خان صاحب! مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! قرون اولیٰ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک جمیع علماء کرام کا اجماعی طور پر حیات النبی ﷺ کے متعلق جو عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔ صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں۔ روضہ اقدس پر جو درود شریف پڑھے وہ بلا واسطہ سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ حضرات دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اب جو اس ملک کے خلاف کرے اتنی بات یقینی ہے کہ اس کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ جو شخص اکابر دیوبند کے مسلک کے خلاف رات دن تقریریں بھی کرے اور اپنے آپ کو دیوبندی بھی کہے۔ یہ بات کم از کم ہمیں تو سمجھ نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم اور اکابر دیوبند کے مسلک پر صحیح پابند بنا کر استقامت نصیب فرماوے۔ آمین!

فقیر خان محمد عفی عنہ، خانقاہ سراجیہ
کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد عباس خان مہمند
۲۲ جنوری ۲۰۰۱ء کھاڑک لاہور





نعت رسولِ مقبول ﷺ

حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب

الٰہی! حبیبِ کُل جہاں کو، دل و جگر کا سلام پہنچے
نفس نفس کا دُرود پہنچے، نظر نظر کا سلام پہنچے

بساطِ عالم کی وسعتوں سے، جہانِ بالا کی رفعتوں سے
مَلک مَلک کا درود اُترے، بشر بشر کا سلام پہنچے

حضور کی شام شام مہکے، حضور کی رات رات جاگے
ملائکہ کے حسین جلو میں، سحر سحر کا سلام پہنچے

زبانِ فطرت ہے اس پہ ناطق، ببارگاہِ نبیِّ صادق
شجر شجر کا دُرود جائے، حجر حجر کا سلام پہنچے


رسولِ رحمت کا بارِ احساں، تمام خلقت کے دوش پر ہے
تو ایسے محسن کو بستی بستی، نگر نگر کا سلام پہنچے

مرا قلم بھی ہے اُن کا صدقہ، مرے ہنر پر ہے اُن کا سایہ
حضورِ خواجہ، مرے قلم کا، مرے ہنر کا سلام پہنچے

یہ التجا ہے کہ روزِ محشر، گناہگاروں پہ بھی نظر ہو
شفیعِ اُمت کو ہم غریبوں کی چشمِ تر کا سلام پہنچے

نفیس کی بس دُعا یہی ہے، فقیر کی اب صدا یہی ہے
سوادِ طیبہ میں رہنے والوں کو عمر بھر کا سلام پہنچے

ﷺ


انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں
قادیانی شبہات کے جوابات
(کامل)
مناظر ختم نبوت حضرت مولانا
اللہ وسایا صاحب
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان - فون : 061-4783486